تاریخ ابن خلدون

حصہ ششم

غزنوی اور غوری سلاطین

فاتح سومنات سلطان محمود غزنوی اور ہندوستان میں پہلی
سلطنت کے بانی شہاب الدین غوری کی فتوحات کے
مستند حالات

تصنیف :۔ رئیس المورخین علامہ عبدالرحمٰن بن خلدون (۷۳۲ـ۸۰۸)

ترجمہ
علامہ حکیم احمد حسین الہ آبادی

ترتیب وتبویب
شبیر حسین قریشی ایم۔ اے

نفیس اکیڈمی

اسٹریچن روڈ —————— کراچی ۱ (پاکستان)

قیمت :۔ پندرہ روپے

کتاب العبر و دیوان المبتدا و الخبر من احوال العرب والعجم والبربر و من عاصرہم من ملوک التر یعنی علامہ ابن خلدون کی کتاب التواریخ کا اُردو ترجمہ

Rare

بہ اہتمام ـــــــ خالد اقبال گاہندری

اشاعت اول ـــــــ نفیس اکیڈمی کراچی ـــــــ دسمبر ۱۹۶۶ء

SV03

ٹیلیفون ـــــــ ۲۳۲۹۵۶

مطبوعہ

ایجوکیشنل پریس کراچی

تاریخ ابن خلدون حصہ ششم

غزنوی اور غوری سلاطین

باب

باب ۱۴

ہند کے بت کدوں میں پہلا بت شکن

از محمد اقبال سلیم گاھندری

تاریخ ابن خلدون کے زیر نظر چھٹے حصے میں غزنوی اور غوری سلاطین کے دو مختلف دور اس لئے یک جا کئے گئے ہیں کہ دونوں کی سرگرمیوں کا محور مشترک ہے وہی برصغیر ہندوستان جس کی تسخیر کا عزم لے کر سکندر جیسا کشور کشا یونان سے آندھی کی طرح اُٹھا لیکن جہلم کی بپھری ہوئی لہروں کے تیور دیکھ کر ناکام واپس چلا گیا، اس کی ایک خاص وجہ تھی وہ یہ کہ ہندوکش کی برف سے اٹی ہوئی چوٹیوں، کشمیر کی گل پوش وادیوں، دریائے سندھ کے طاس، گنگا جمنا کے دوآبے، راجپوتانے سے کالنجر، قنوج اور کاٹھیاواڑ تک پھیلے ہوئے مندروں میں براجمان بت صدیوں سے بت شکن کی راہ دیکھ رہے تھے!

رحم دل، منصف مزاج، خدا پرست امیر سبکتگین نے اپنے فرزانہ بیٹے محمود کو قلعے کے اندر نہیں بلکہ جنگ ہی کے میدان میں شہسواری، شمشیر زنی، نیزہ بازی تیراندازی اور بت شکنی کی عملی تعلیم دی تھی، ابھی وہ مشکل سے پندرہ سولہ ہی برس کا تھا کہ اسے فیصلہ کن جنگ کے میدان شاہی لشکر کے بائیں بازو کی کمان سونپی گئی اور اس کے سامنے شمالی ہند کے گھاگ بت پرست راجہ انند پال کی سپاہ کا حد نگاہ تک پھیلا ہوا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔ یہ ابھی نوخیز سپاہی ہی کی بے جگری اور بے خوفی تھی، جس

نے دشمن کو صلح کی درخواست کرنے پر مجبور کیا تھا۔

لیکن امیر سبکتگین کے بے وقت انتقال کی خبر سنتے ہی انند پال نے یہ سوچ کر معاہدے کی دھجیاں اڑا دیں کہ غزنی کا یہ کمسن، ناتجربہ کار، نوجوان سلطان جنگ کے شعلوں سے زندگی کا دامن بچانے کی کوشش کرے گا لیکن وہ لاہور ہی میں بیٹھا اپنے ٹڈی دل کو کیل کانٹے سے لیس بھی نہ کر پایا تھا کہ غزنی کے جبار و قہار شہسوار اپنے پرعزم و اعتماد سردار کی قیادت میں ایک رات برف کے بے آواز گالوں کی طرح راوی کے کنارے اُترے اور اگلے روز اپنی طوفانی یلغار میں انند پال کے بے ترتیب ٹڈی دل کو گھوڑوں کی ٹاپوں تلے روندتے لاہور پر قابض ہو گئے، اب برصغیر کے دروازے اس کے سامنے چوپٹ کھلے پڑے تھے اور گھوڑے کی زین پر خاموش بیٹھا ہوا فاتح مشرقی اور جنوبی افقوں کے پار نہ جانے کیا ڈھونڈھ رہا تھا۔

اس نے زین پر بیٹھے بیٹھے آریہ ورت کے مستقبل کی منزلیں متعین کیں اور پھر ہر سال انہیں باقاعدگی سے روشن اور ہموار کرتا رہا، ملتان سے بھٹنیر، دلّی سے بندرابن، کالنجر سے قنوج اور گوالیار سے گجرات کاٹھیاواڑ تک ایک ایک بت کدے کی حفاظت کے لئے بت پرستوں کی صفیں قدم قدم پر ہمالیہ کی طرح اُبھریں اور وہ انہیں روئی کی طرح دھنکتا سومنات کے مندر تک بے روک ٹوک بڑھتا چلا گیا، اس زمانے میں سومنات، آریہ ورت کا سب سے بڑا شکتی مان دیوتا مانا جاتا تھا۔ اس کے پاؤں دھونے کے لئے ہر روز سونے کے جڑاؤ گھاگروں میں گنگا سے پانی آتا تھا، دیوہیکل سومنات جس کمرے کی دہلیز پر گڑا تھا اس کی چھت چھپن ستونوں پر قائم تھی، ہر ستون میں سینکڑوں ہیرے اور جواہر جڑے تھے۔ کمرے کی چھت سے سونے کی بیسیوں من والی زنجیر لٹکی تھی اور اس کے ایک سرے سے کئی سنہری اور روپہلی گھنٹیاں بندھی ہوئی تھیں، دعا مانگنے سے پہلے زنجیر کھینچ کر گھنٹیاں بجائی جاتیں، تاکہ سومنات غفلت کی نیند سے جاگ اٹھے اور پجاریوں کی دعائیں فوراً قبول ہو جائیں!

جب پروہت کو اطلاع ملی کہ سلطانی لشکر مندر کی فصیل کے پار صف آرا ہے تو وہ قہقہے لگاتا چھت پر چڑھ دوڑا، اسے یقین تھا کہ سومنات کی طرف بڑی نظر سے دیکھنے والوں پر بجلیاں ٹوٹ پڑیں گی، لیکن سلطان محمود گرزتا نے سومنات کے سر پر آ کھڑا ہوا اور کسی طرف سے کوئی بجلی نہ ٹوٹی، اب پروہت زمین بوس ہو کر سلطان کے قدموں سے لپٹ گیا: "اگر سلطان ذی شان ہمارے سومنات سے صرف نظر کرنے پر آمادہ ہو جائیں تو اس کے عوض بت کے ہموزن ہیرے، موتی پیش کئے جائیں گے" سلطان بت اور بت پرست کو دیکھ کر مسکرایا اور "میں بت شکن ہوں، بت فروش نہیں" کہتے ہی ایسی کاری ضرب لگائی کہ سومنات پاش پاش ہو گیا۔

مورخ حیران ہیں کہ مسلسل سولہ کامیاب یلغاروں کے باوجود سلطان محمود نے بھارت کو غزنوی سلطنت میں باقاعدہ شامل کیوں نہ کیا؟ صرف اس لئے کہ یہ برصغیر کے نامور فاتح سلطان شہاب الدین غوری کا کام تھا، وہی شہاب الدین غوری جس نے تراوڑی کے میدان میں دلی اور اجمیر کے چوہان مہاراجہ، رائے پتھورا پرتھوی راج سے شکست کھانے کے بعد عہد کیا تھا: "جب تک بدلہ نہ لوں، زین کسے گھوڑے پر سوار رہوں گا اور نہ بستر پر چین سے سوؤں گا!" اور اس نے اگلے ہی سال اسی میدان میں رائے پتھورا کو عبرت ناک شکست دے کر اپنی قسم پوری کی۔

چوہان کے بعد آریہ ورت کی قیادت چتوڑ کے مانے ہوئے راجپوت سردار رانا سانگا کے حصے میں آئی۔ اس سپاہی کے جسم پر نیزوں، تیروں اور تلواروں کے اکہتر نشان تھے۔ برصغیر کے ایک سو ایک چھوٹے بڑے راجاؤں نے اس کے جھنڈے تلے صف آرا ہو کر اشوک اعظم کے دیس کو مسلمانوں سے محفوظ رکھنے کی قسم کھائی تھی، ہندوستان کی یہ فیصلہ کن جنگ بھی تراوڑی ہی کے میدان میں لڑی گئی، یہاں تاریخ کا سب سے بڑا رن پڑا اور "اتنا خون بہا کہ اپنی آن پر مرمٹنے والوں کی لاشیں، مچھلیوں کی طرح تیرنے لگیں" اور بالآخر بت پرستوں

کو شکست اور توحید پرستوں کو فتح نصیب ہوئی۔ ایسی شاندار فتح کہ آنے والی کئی صدیوں تک برصغیر ہندوستان اسلامی پرچم کے پرسکون سائے تلے سمٹا پڑا رہا۔

اور آج صدیوں بعد اسی بھارت کے بُت کدے محمد بن قاسم، سلطان محمود اور شہاب الدین غوری کے جانشینوں کو ایک بار پھر للکار رہے ہیں۔۔۔۔

تازہ خواہی داشتن گر داغ ہائے سینہ را
گاہے گاہے باز خواں ایں قصہ پارینہ را

علامہ ابن خلدون کی تاریخی بصیرت کسی تعارف کی محتاج ہے نہ ان کی شخصیت، ان کا قلم اور فاتح سومنات کی شمشیر خارا شگاف جس محاذ پر شانہ بشانہ پیش قدمی کریں تو بزم اور رزم کے امتزاج سے جاگ اٹھنے والا جادو پڑھنے والے کو مسحور کر دیتا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب ۱

امارت بنی مزید

دبیس بن علی بن مزید

جس وقت بنو بویہ کا زمانہ حکومت ختم ہو گیا اور (تاتاریوں) نے انہیں مغلوب و مقہور کر دیا اور حکومت و سلطنت کی عنان سلطان طغرلبک بادشاہ سلجوقیہ نے اپنے قبضہ اقتدار میں لے لی اس وقت سلطان موصوف دارالخلافت بغداد آیا اور خلافت مآب پر غالب ہو کر منبروں پر اپنے نام کا خطبہ پڑھا اور الملک الرحیم آخری ملوک بنی بویہ کو گرفتار کر لیا[1] جیسا کہ یہ واقعات بالتفصیل بنو بویہ کے حالات میں مذکور ہو چکے ہیں۔

معرکہ سنجار بساسیری الملک الرحیم کے واسطہ سے بغداد کی جانب سے روانہ ہونے سے قبل سلطان طغرلبک سے جنگ کے ارادہ سے علیحدہ ہو کر کوچ کر دیا تھا۔ قطلمس جو طغرلبک کا چچازاد بھائی، بلاد روم کے بادشاہوں کا مورث اعلیٰ اور قلیچ ارسلان کی اولاد سے تھا اس ارادے میں (تاتاریوں) کے خلاف اس کا ہم خیال تھا، ہیتم الدولہ ابوالفتح عمر اس کے ہمرکاب تھا۔ قریش بن بدران والی موصل وغیرہ

[1] یہ واقعات ۴۴۷ھ کے ہیں۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر مطبوعہ مصر صفحہ ۲۵۴ و ۲۵۵ جلد ۹

بھی اس کی رکاب میں تھے چنانچہ دبیس اور بساسیری نے تاتار سے سنجار میں معرکہ آرائی کی، سلطان طغرلبک نے ان لوگوں کو پہلے ہی معرکہ میں شکست دی۔ قریش زخمی ہو کر میدان جنگ سے دبیس کی خدمت میں آیا۔ دبیس نے اسے تسلی دی اور اس کے ہمراہ موصل کی طرف چلا گیا۔ موصل میں سب نے متفق ہو کر دوبارہ جنگ کی رائے قائم کی۔ دبیس، قریش اور بساسیری نے اپنی اپنی فوجیں آراستہ کر کے بریہ کی جانب خروج کیا۔ بنی نمیر اصحاب حران اور رقہ کا ایک جم غفیر ان لوگوں کی رکاب میں تھا، سلطانی لشکر نے ہزار دست کی افسری میں جو کہ امراء سلجوقیہ میں سے ایک نامور شخص تھا ان لوگوں کا تعاقب کیا اور دو چار منزلیں طے کر کے ان کے سروں پر پہنچ کر حملہ کر دیا۔ ان لوگوں کو شکست ہوئی، سلطانی لشکر بہت سا مال غنیمت اور قیدیوں کو لے کر واپس ہوا۔

سلطان طغرل بک اور دبیس کی مصالحت

خاتمہ جنگ کے بعد دبیس اور قریش نے ہزار دست کے پاس کہلا بھیجا کہ اب ہم لوگ بے دست و پا ہو گئے ہیں اور زمین ہم پر تنگ ہو رہی ہے سلطان طغرلبک ہم لوگ کے حال پر رحم فرمائے، ہزار دست نے سلطان کی خدمت میں ان لوگوں کا پیام پہنچا دیا، سلطان طغرلبک نے معافی کا وعدہ فرمایا، دبیس نے اپنے بیٹے بہاء الدولہ کو قریش کے وفد (ڈیپوٹیشن) کے ساتھ دربار سلطانی میں روانہ کیا، سلطان طغرلبک نے ان دونوں کی عزت افزائی کی انتہائی عزت و احترام سے پیش آیا۔

بساسیری کا بغداد پر قبضہ

اس واقعہ کے بعد نیال (سلطان کا بھائی) ہمدان باغی ہو گیا، سلطان طغرلبک اس کی سرکوبی اور جنگ کے لئے بغداد سے روانہ ہوا، جونہی سلطان نے بغداد سے کوچ کیا بساسیری نے دارالخلافت بغداد کی طرف قدم بڑھایا، خلیفہ قائم نے یہ سن کر دبیس کو کہلا بھیجا کہ تم دارالخلافت بغداد میں قیام کرو، دبیس نے معذرت کی کہ بغداد میں اہل عرب قیام نہیں کر سکتے، تب خلیفہ قائم نے کہلا بھیجا کہ "اچھا تم ہمیں اپنے پاس آنے کی اجازت دو تاکہ ہم تم اور ہزار دست متفق ہو کر بساسیری کی مدافعت کی فکر کریں۔ ابھی اس کا کچھ جواب نہ آنے پایا تھا کہ بساسیری آ پہنچا اور دارالخلافت بغداد میں داخل ہو گیا۔ قریش بن بدران بھی اس کے ساتھ تھا۔ ۴۵۰ھ میں دارالخلافت پہ

قبضہ کر لیا۔ اور حکمران دولت علویہ کے نام کا خطبہ پڑھا خلیفہ قائم نے قریش بن بدران سے امن طلب کیا قریش نے خلیفہ کو امن دے کر حراست کے ساتھ مہاوش عقیلی کے پاس جو کہ اس کا چچا زاد بھائی تھا روانہ کیا۔ بساسیری اور اس کے ہمراہیوں نے بغداد پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد طرح طرح کی بداعمالیاں اور ناشائستہ حرکات شروع کر دیں، جن کے ذکر سے بدن کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں، دبیس علی بن مزید اور صدقہ بن منصور بن حسین والی جزیرہ دبیسہ نے ان کی اطاعت قبول کی۔ یہ اپنے باپ کے مرنے کے بعد حکمران ہوا تھا، یہ تمام واقعات ہم اُوپر بیان کر آئے ہیں۔

بساسیری کا بغداد سے فرار

سلطان طغرل بک نے اپنے بھائی نیال کی مہم سے فارغ ہو کر ہمدان کی جانب کوچ کیا۔ بساسیری اور اس کے ہمراہی یہ خبر پا کر بغداد سے نکل بھاگے، بلاد دبیس میں جا کر دم لیا۔ صدقہ بن منصور ان کی ترک رفاقت کر کے ہزار دست کے پاس واسط چلا گیا اور سلطان طغرل بک خلیفہ کو محل سرائے خلافت میں واپس لے آیا۔ پھر فوجیں آراستہ کر کے بساسیری کی تعاقب میں روانہ ہوا۔ اس کے مقدمۃ الجیش پر خمارتکین طغرائی تھا۔ دو ہزار جنگ آور اس کی رکاب میں تھے، سرایا بن منیع خفاجی بھی اس کے ساتھ تھا۔ اگلے دن سلطانی مقدمۃ الجیش دبیس بن مزید اور بساسیری کے سر پر پہنچ گیا لڑائی چھڑ گئی۔ دبیس میدان جنگ سے شکست اٹھا کر بھاگ نکلا۔ اکیلا بساسیری سینہ سپر ہو کر لڑتا رہا بالآخر مارا گیا یہ واقعات ۴۵۱ھ کے ہیں۔

سلطان طغرل بک کی مراجعت بغداد

لڑائی ختم ہونے کے بعد سلطان طغرل بک بغداد کی جانب واپس ہوا پھر واسط کی طرف کوچ کیا، ہزار دست بن تکین خدمت میں حاضر ہوا۔ دبیس بن مزید اور صدقہ بن منصور کی سفارش کی۔ سلطان نے عفو قصور کا وعدہ فرمایا یہ دونوں حاضر ہوئے اور اس کی رکاب میں بغداد کی جانب روانہ ہوئے سلطان طغرل بک نے بغداد پہنچ کر ان دونوں کو خلعت مرحمت کئے اور انہیں ان کے صوبجات کی جانب واپس فرمایا۔

دبیس کی وفات

دبیس اس زمانے سے اپنے صوبہ پر برابر حکمرانی کرتا رہا۔ یہاں تک کہ ۴۷۴ھ میں اپنی حکومت کے ستاون سال پورے کر کے اس دار فانی سے کوچ کیا۔ عوام الناس

کی بہت تعریف کرتے تھے۔ شعراء نے اس کی وفات کے بعد اس سے بھی زیادہ اس کے مرثیے لکھے جتنی اس کی زندگی میں اس کی تعریف کی تھی۔

ابو کامل منصور

اس کے مرنے پر اس کے تمام صوبوں اور بنو اسد پر اس کا بیٹا ابو کامل منصور حکمران ہوا۔ بہاء الدولہ کا لقب اختیار کیا۔ سلطان ملک شاہ کی خدمت میں سلام کی غرض سے حاضر ہوا سلطان نے اس کے صوبجات کی حکومت پر اسے بحال رکھا۔ ماہ صفر ۴۷۷ھ میں واپس ہو کر اپنے دارالحکومت آیا اور نہایت عدل و انصاف و خوش سیرتی سے حکومت کرنے لگا۔

سیف الدولہ صدقہ

ماہ ربیع الاول ۴۷۹ھ میں بہاء الدولہ ابو کامل منصور بن دبیس بن علی بن مزید والی حلہ و نیل وغیرہما نے سفر آخرت اختیار کیا۔ خلیفہ نے نقیب العلویین ابو الغنائم کو اس کے بیٹے سیف الدولہ صدقہ کے پاس تعزیت کی غرض سے روانہ کیا۔ اور صدقہ سند امارت حاصل کرنے کے لئے سلطان ملک شاہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ سلطان ممدوح نے اسے خلعت فاخرہ سے سرفراز فرمایا اور باپ کی جگہ سند امارت عطا فرما کر رخصت کیا۔

صدقہ اور سلطان برکیا روق

سلطان برکیا روق اور اس کے بھائی محمود بن ملک شاہ سے حکومت وسلطنت کی بابت مدتوں سے جھگڑا ہو رہا تھا۔ متعدد لڑائیاں ہو چکی تھیں۔ ان واقعات کے دوران میں صدقہ بن منصور برابر سلطان برکیا روق کا مطیع رہا۔ تمام لڑائیوں میں کبھی خود شریک ہوتا تھا اور کبھی اپنے بیٹے کو روانہ کرتا۔ فوجی اور مالی مدد سے ذرا بھی کوتاہی نہ کرتا تھا، ۴۹۴ھ تک اس کا یہی رویہ رہا اس کے بعد سلطان برکیا روق کے وزیر (اعز ابو المحاسن دہستانی) نے وہ مال طلب کرنے کے لئے جو اس کے پاس رکھا تھا اور جس کی تعداد دس لاکھ دینار تھی ایک قاصد روانہ کیا اور عدم ادائیگی کی صورت میں اپنی قوت و طاقت کی دھمکی دی، صدقہ بگڑ گیا۔ فوراً سلطان برکیا روق کے نام کا خطبہ موقوف کر دیا اور باغی ہو گیا۔ اتنے میں سلطان برکیا روق اپنے بھائیوں محمد اور سنجر کے مقابلہ سے شکست اٹھا کر بغداد پہنچا۔ اور اس واقعہ سے مطلع ہوا۔ اُس نے امیر ایاز کو جو اس کے امراء کبار میں سے تھا صدقہ کے پاس روانہ کیا صدقہ نے اس کی بھی کوئی بات نہ سنی بلکہ سلطان کے

گورنر کو کوفہ سے نکال کر اپنے مقبوضات میں داخل کر لیا۔

اصفہان کا محاصرہ

۴۹۶ھ میں سلطان محمد دارالخلافت بغداد پر قابض تھا اور جامع بغداد میں اسی کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا۔ ابوالغازی بن ارتق اس کی طرف سے شحنہ بغداد تھا۔ صدقہ بن منصور اس کا مطیع اور معاون تھا۔ پھر اسی سنہ میں سلطان برکیاروق نے سلطان محمد پر حملہ کیا اور اصفہان میں اس پر محاصرہ ڈال دیا۔ سلطان محمد نے قلعہ بندی کر لی۔ سلطان برکیاروق محاصرہ اٹھا کر ہمدان چلا آیا اور کمشتکین قیصری کو شحنہ بغداد مقرر کر کے دارالخلافت بغداد کی طرف روانہ کیا۔ ابوالغازی نے یہ خبر پا کر اپنے بھائی سقمان بن ارتق کو قلعہ کیفا سے کمشتکین کے مقابلہ پر امداد کی غرض سے بلا بھیجا۔ اس دوران میں کمشتکین بغداد میں داخل ہو گیا اور برکیاروق کے نام کا خطبہ جامع بغداد میں پڑھ دیا۔ ابوالغازی اور سقمان دارالخلافت بغداد سے نکل کر دجیل چلے آئے اور بجری میں دونوں مقیم ہوئے۔

سیف الدولہ صدقہ کی مراجعت حلہ

صدقہ کو ان واقعات کی خبر لگی تو وہ بھی فوجیں آراستہ کر کے مقام صرصر پہنچ کر خیمہ زن ہو گیا۔ صدقہ کے پہنچنے سے پیشتر خلافت مآب کا سفیر آ گیا تھا مگر کوئی بات طے نہ ہوئی تھی۔ ابوالغازی اور سقمان واپس ہو گئے۔ ان دونوں کے لشکروں نے اطراف دجیل میں قتل و غارت گری کا بازار گرم کر دیا۔ چھوٹے بڑے گاؤں اور قصبات کو لوٹ لیا۔ رفتہ رفتہ یہ دونوں بغداد کی جانب بڑھے۔ سیف الدولہ صدقہ نے ان دونوں کے ہمراہ اپنے بیٹے دبیس کو روانہ کیا۔ ان لوگوں نے رملہ پہنچ کر پڑاؤ کیا۔ عوام الناس سے اور ان لوگوں سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ نظام حکومت درہم برہم ہو گیا۔ خلافت مآب نے سیف الدولہ صدقہ کے پاس ان زیادتیوں اور ظلم کی شکایت لکھ بھیجی۔ صدقہ نے جواباً کہلا بھیجا کہ آپ کمشتکین قیصری کو بغداد سے نکال دیجئے ابھی سارا انتظام اور امن و امان قائم ہو جائے گا۔ چنانچہ خلافت مآب نے کمشتکین قیصری کو ماہ ربیع الآخر ۴۹۶ھ میں بغداد سے نہروان کی جانب روانہ کر دیا۔ سیف الدولہ صدقہ حلہ چلا گیا۔ اور دارالخلافت بغداد میں سلطان محمد کے نام کا خطبہ دوبارہ پڑھا

جانے لگا۔

صدقہ کا واسط پر قبضہ

کمشتکین قیصری بغداد سے نکل کر واسط پہنچا اور سلطان برکیارق کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کا حکم دیا۔ صدقہ کو اس کی خبر لگ گئی فوراً واسط کی جانب کوچ کیا اور پہنچتے ہی کمشتکین کو واسط سے نکال دیا۔ اس عرصہ میں ابوالغازی بھی واسط پہنچ گیا۔ دونوں نے جمع ہو کر کمشتکین کا تعاقب کیا۔ کمشتکین گھبرا گیا۔ امن کی درخواست کی صدقہ نے اسے امن دی اور عزت و احترام سے پیش آیا اور واسط میں دوبارہ سلطان محمد کے نام کا خطبہ پڑھا گیا اور اس کے نام کے بعد خطبہ میں صدقہ اور ابوالغازی کا نام بھی داخل کیا گیا اور ہر ایک نے اس کے بیٹے کو واسط کی حکومت پر مامور کر کے مراجعت کی۔ ابوالغازی دارالخلافت بغداد کی جانب روانہ ہوا اور صدقہ نے حلہ کا راستہ لیا مگر منصور کو ابوالغازی کے ہمراہ روانہ کیا اور صدقہ نے حلہ کا راستہ لیا۔ مگر منصور کو ابوالغازی کے ہمراہ دارالخلافت بغداد خلیفہ مستظہر کو راضی کرنے بھیج دیا دیر کس بات کی تھی خلافت مآب راضی ہو گئے۔

صدقہ کا ہیئت پر قبضہ

ان واقعات کے بعد صدقہ نے ہیئت پر بھی قبضہ کر لیا سلطان برکیارق نے ہیئت بہاء الدین ثروان بن وہب بن وہیب کو بطور جاگیر مرحمت کیا تھا۔ بنو عقیل کی ایک جماعت صدقہ کے پاس مقیم تھی، کسی بات پر صدقہ اور بہاء الدولہ میں ان بن ہو گئی۔ بقیہ بنو عقیل بھی صدقہ کی جانب مائل ہو گئے، اسی اثنا میں بہاء الدولہ حج کرنے چلا گیا کچھ عرصہ بعد حج کر کے واپس ہوا۔ صدقہ نے مزاحمت کی اور اپنے بیٹے دبیس کو والی ہیئت کے پاس بھیجا اور کہلا بھیجا کہ شہر ہمارے حوالہ کر دو، ثروان کے نائب محمد بن رافع بن رفاع بن منیحہ بن مالک بن مقلد نے جو اس وقت والی ہیئت تھا اس سے انکار کیا۔ صدقہ مہم واسط سے فارغ ہو ہی چکا تھا۔ ہیئت کی طرف کوچ کر دیا۔ منصور بن کثیر اپنے چچا ثروان کی طرف سے فوجیں لے کر لڑنے کے لئے نکلا دونوں میں معرکہ کارزار گرم ہو گیا۔ دوران جنگ میں شہر ہیئت کے چند لوگ صدقہ سے مل گئے اور انہوں نے شہر پناہ کا دروازہ موقع پا کر کھول دیا۔ صدقہ شہر میں داخل ہو گیا۔ منصور نے یہ رنگ دیکھ کر اطاعت قبول کی اور شہر صدقہ کے حوالہ کر دیا۔ صدقہ نے منصور اور اس کے ہمراہیوں

کو خلعت اور انعام سے سرفراز کیا اور اپنے چچا زاد بھائی ثابت بن کامل کو حکومت واسط پر اپنی طرف سے مقرر کر کے حلہ کی جانب واپس ہو گیا۔

اس کے بعد سلطان محمد اور سلطان برکیا روق میں باہم مصالحت ہو گئی۔ ماہ شوال ۴۹۶ھ میں صدقہ نے واسط کی طرف کوچ کیا اور اس پر قابض ہو گیا اور ان ترکوں کو جو وہاں مقیم تھے نکال دیا۔ مہذب الدولہ بن ابوالخیر کو بلا کر جب کہ سال پورا ہونے کو تین مہینے باقی تھے پچاس دینار پر شہر کا ٹھیکہ دے دیا اور حلہ چلا گیا۔

صدقہ کا بصرہ پر قبضہ

بصرہ تقریباً دس سال سے اسماعیل بن ارسلان جق سلجوقیہ کے قبضہ اقتدار میں تھا چونکہ سلطان برکیا روق اور محمد میں مخالفت کا سلسلہ چلا آ رہا تھا اس وجہ سے اسمٰعیل کو اپنی قوت کے بڑھانے اور حکومت میں استحکام پیدا کرنے کا خاص موقع ملتا گیا۔ اس کے ساتھ ساتھ صدقہ کی اطاعت و فرماں برداری اور موافقت کا اظہار بھی کرتا رہا جب مستقل طور سے عنان حکومت پر سلطان محمد کا قبضہ ہو گیا تو صدقہ نے سلطان محمد کی خدمت میں اپنے صوبجات پر اپنی بحالی کی درخواست پیش کی چنانچہ سلطان محمد نے اسے اس کے صوبجات پر قائم رکھا۔ اس کے بعد سلطان محمد نے اپنا ایک نائب بصرہ شاہی جاگیرات پر قبضہ کرنے کے لیے روانہ کیا۔ اسمٰعیل نے مخالفت کی سلطان محمد نے صدقہ کو بصرہ پر قبضہ کر لینے کے لئے لکھ بھیجا۔ اس اثنا میں منکبرس نے علم بغاوت بلند کیا۔ سلطان محمد اس وجہ سے مہم بصرہ کی طرف متوجہ نہ ہو سکا۔ صدقہ نے اسمٰعیل کے پاس پیام بھیجا کہ بصرہ کی پولیس افسری مہذب الدولہ بن ابی الخیر کے حوالہ کر دو۔ اسمٰعیل نے اس بات پر بھی کوئی توجہ نہ دی تب صدقہ نے فوجیں آراستہ کر کے چڑھائی کر دی۔ اسمٰعیل نے اُن قلعوں کی قلعہ بندی کر لی جنہیں اس نے اطراف بصرہ میں تعمیر کرایا تھا باقی رؤسا شہر عباسیہ، علویہ، قاضی، مدرسین اور دوسرے امراء شہر کو بصرہ میں چھوڑتا گیا۔ صدقہ نے پہنچ کر بصرہ پر محاصرہ ڈال دیا۔ اسمٰعیل نے قلعہ سے نکل کر جنگ چھیڑ دی ہنگامہ کارزار گرم ہو گیا۔ صدقہ کے ہمراہیوں میں سے ایک گروہ نے شہر کی دوسری جانب لڑائی چھیڑ رکھی تھی، اتفاق یہ کہ اسی طرف سے شہر

فتح ہوا اسماعیل شکست کھا کر قلعہ جزیرہ کی جانب بھاگا اور وہاں پہنچ کر قلعہ نشین ہو گیا بصرہ کو صدقہ کے لشکریوں نے خوب جی کھول کر تاخت و تاراج کیا۔ مہذب الدولہ بن ابی الخیر جنگی کشتیاں لئے ہوئے آپہنچا اور اس قلعہ کو سر کر لیا جو کہ اسمٰعیل کا مطارا میں تھا۔

ان واقعات کے بعد اسمٰعیل نے تنگ آکر امن کی درخواست کی۔ صدقہ نے اسے امن دیا۔ صدقہ نے شہر میں داخل ہو کر اہل بصرہ کو امان عنایت فرمائی اور اپنی طرف سے بصرہ پر ایک شخص کو مقرر کر کے اور سولہ روز قیام کے بعد تیسری جمادی الآخر ۴۹۹ھ میں حلہ واپس ہوا اور اسمٰعیل نے فارس کا راستہ لیا۔ رام ہرمز پہنچ کر مرض الموت میں گرفتار ہو کر راہی ملک عدم ہوا۔

امارت بصرہ پر التونتاش کا تقرر

صدقہ نے بصرہ پر اپنے دادا دبیس کے ایک مملوک کو جس کا نام التونتاش تھا مامور کیا اور اس کے ساتھ حفاظت کی غرض سے ایک سو بیس سواروں کو متعین کیا تھا۔ قبائل ربیعہ اور منتفق نے جمع ہو کر بصرہ پر حملہ کر دیا اور بزور تیغ بحالت غفلت داخل ہو گئے۔ التونتاش کو گرفتار کر لیا۔ کئی مہینے بصرہ میں ٹھہرے، لوٹ مار کرتے رہے۔ صدقہ نے ان واقعات سے مطلع ہو کر ایک فوج ان کی سرکوبی کے لئے روانہ کی اتفاق سے یہ فوج اس وقت بصرہ میں پہنچی جب کہ ربیعہ اور منتفق شہر کو تاخت و تاراج کرکے چلے گئے تھے۔ سلطان محمد نے اس وجہ سے بصرہ کو صدقہ کی حکومت سے نکال کر اپنی جانب سے ایک گورنر اور ایک افسر پولیس مقرر کیا بدنظمی رفع ہو گئی امن و امان پھر قائم ہو گیا۔

ابوغشام بن منیعہ

تکریت بنو معن کے مقبوضات سے تھا بنو معن بنو عقیل کے قبیلہ سے تھے۔ آخری ۴۲۷ھ تک تکریت رافع بن حسن بن معن کے قبضہ میں رہا۔ جب رافع نے وفات پائی تو اس کا بھتیجہ ابو منیعہ بن ثعلب بن حماد حکمراں ہوا اس وقت خزانہ میں اسباب واجناس کے علاوہ پانچ لاکھ دینار نقد موجود تھے۔ ۴۳۵ھ میں یہ بھی رہ گزار آخرت ہوا اس کا بیٹا ابوغشام کرسی حکومت پر متمکن ہوا ۴۴۴ھ تک حکمرانی کرتا رہا۔ اس کے بعد اس کا بھائی عیسٰے اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے ابوغشام کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ تمام

مال واسباب اور قلعہ پر قبضہ کر لیا۔

ابوغشام کا قتل

جب سلطان طغرل بک نے ۴۴۸ھ میں تکریت کی طرف قدم بڑھایا تو عیسلے نے کسی قدر خراج اور نذرانہ پیش کر کے اطاعت قبول کی اور مصالحت کر لی۔ سلطان طغرل بک نے دوسری جانب کوچ کر دیا۔ اس کے بعد ہی عیسلے نے وفات پائی اس کی بیوی نے اس خیال وخطرہ سے کہ مبادا اس کا بھائی ابوغشام جیل سے نکل کر شہر پر قابض نہ ہو جائے ابوغشام کو بحالت قید قتل کرا دیا اور قلعہ پر ابوالغنایم ابن مجلیان کو اپنی جانب سے مامور کیا۔ ابوالغنایم نے سلطان طغرل بک کے امرائے حکومت کے حوالہ کر دیا۔ تب عیسلے کی بیوی نے موصل کی جانب کوچ کیا۔ ابوغشام کے بیٹے نے اپنے باپ کے عوض میں اسے مار ڈالا۔ مسلم بن قریش نے اس کا سارا مال واسباب لے لیا۔

ترکمان خاتون کا تکریت پر قبضہ

سلطان طغرل بک نے قلعہ تکریت پر اپنی طرف سے ابوالعباس رازی کو متعین کیا چھ ماہ کے بعد یہ بھی مرگیا۔ تب مہرباط تکریت کا حکمراں ہوا مہرباط کا نام ابوجعفر محمد بن احمد بن غشام تھا سرسد کا رہنے والا تھا۔ اکیس سال اس نے حکومت کی اس کے مرنے پر اس کا بیٹا دو سال حکومت کرتا رہا۔ اس کے بعد ترکمان خاتون نے اس سے تکریت چھین لیا۔ اور گوہر آئین شحنہ کو اپنی جانب سے تکریت کی حکومت پر مقرر کیا۔ سلطان ملک شاہ کی وفات کے بعد قسیم الدولہ اقسنقر والی حلب نے تکریت پر قبضہ کر لیا۔ قسیم الدولہ اقسنقر کی شہادت کے بعد امیر کمشتکین الجاندار تکریت کا مالک ہوا اس نے اپنی طرف سے ایک شخص کو جو کہ ابوالنفر مضارع کے نام سے معروف تھا مقرر کیا۔

کیقباد بن ہزار دست

کچھ عرصہ بعد گوہر آئین تکریت پر قابض ہو گیا اس سے مجد الملک البلاسانی نے تکریت پر قبضہ لے لیا اور کیقباد بن ہزار دست دیلمی کو اس کی حکومت پر متعین کیا۔ بارہ برس اس نے حکومت کی کیقباد نہایت ظالم اور سفاک تھا اس نے اہل شہر کے ساتھ نہایت ظالمانہ برتاؤ کئے اور بداخلاقی سے پیش آتا رہا۔ یہاں تک کہ ۴۹۶ھ میں ترکمان

بن ارتق اس طرف غارت گری کے لئے آ پہنچا، کیقباد رات کے وقت لوٹ مار کرتا تھا اور سقمان دن کو۔ تھوڑے ہی دن میں سارا شہر اور اس کے قرب وجوار کے علاقے ویران ہو گئے۔ جب سلطان برکیارق کے بعد اس کا بھائی سلطان محمد مستقل حکمران ہوا تو اس نے اس شہر کو امیر آقسنقر برسقی شحنہ بغداد کو جاگیر میں مرحمت فرمایا۔

صدقہ کا تکریت پر قبضہ

چنانچہ امیر آقسنقر سامان سفر و جنگ درست کر کے تکریت کی طرف روانہ ہوا۔ سات ماہ سے زائد محاصرہ کئے ہوئے پڑا رہا یہاں تک کہ کیقباد تنگ آ گیا۔ صدقہ بن مزید کو پیام دیا کہ آپ تشریف لائیے ہم شہر آپ کے حوالہ کر دیں گے صدقہ یہ پیام پا کر اسی سنہ کے ماہ صفر میں تکریت کی طرف روانہ ہوا اور کیقباد سے تکریت پر قبضہ لے لیا۔ امیر آقسنقر یہ رنگ دیکھ کر تکریت سے کوچ کر گیا اور اس پر قابض نہ ہو سکا۔ کیقباد کو قلعہ سے اُترے ہوئے آٹھ روز گزرے تھے کہ سفر آخرت پیش آ گیا۔ عمر کے ساٹھ مرحلے طے کئے تھے۔ صدقہ نے ورام بن ابی فریش بن ورام کو بطور اپنے نائب کے تکریت پر مامور کیا۔ کیقباد فرقہ باطنیہ کی جانب منسوب کیا جاتا تھا۔ صدقہ کی یہ خوش نصیبی تھی کہ کیقباد مر گیا ورنہ اس کی جانب سے بھی لوگوں کو کیقباد کی موافقت کی وجہ سے بدظنی پیدا ہو جاتی۔

مہذب الدولہ کی معزولی و رہائی

ہم اُوپر بیان کر آئے ہیں کہ سلطان محمد نے صدقہ بن مزید کو واسط بطور جاگیر مرحمت فرمایا تھا۔ صدقہ نے مہذب الدولہ بن ابی الخیر کو واسط کا سالانہ مالیہ ادا کرنے کی شرط پر عامل مقرر کیا مہذب الدولہ نے اپنی طرف سے اپنی اولاد اور اعزہ کو واسط کے انتظام کی غرض سے اس کے مضافات اور متعلقات میں بھیج دیا ان لوگوں نے اُلٹے تللے سے خرچ کرنا شروع کر دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ سال تمام ہونے پر صدقہ نے مہذب الدولہ سے مقررہ سالانہ مالیہ کا مطالبہ کیا اور جب وہ اس کی ادائیگی سے قاصر ہوا تو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا گیا۔ بدران بن صدقہ نے جو کہ مہذب الدولہ کا داماد تھا۔ مہذب الدولہ کی رہائی کی سفارش کی اور اسے جیل سے نکال کر بطیحہ کی جانب بھیج دیا جہاں کہ اس کا مسکن اور وطن تھا۔ واسط

کا انتظام حماد کے سپرد کیا گیا۔

مہذب الدولہ اور حماد

مصطنع اسمعیل (حماد کا دادا) اور مختص محمد (مہذب الدولہ کا باپ) دونوں بھائی تھے ابوالخیر کے بیٹے تھے۔ ان دونوں کی قوم کی سرداری و ریاست انہی دونوں کو حاصل تھی۔ مصطنع کے مرنے پر اس کا بیٹا ابوالسید مظفر (حماد کا باپ) جانشین ہوا اور مختص کی وفات پر مہذب الدولہ سردار بنایا گیا۔ ان دونوں نے متفق ہو کر ابراہیم والی بطیحہ سے حکومت کی بابت لڑائی شروع کی بالآخر مہذب الدولہ نے ابراہیم کو مغلوب کر کے گرفتار کر لیا۔ اور پابہ زنجیر گوہر آئین کے پاس بھیج دیا۔ گوہر آئین نے ابراہیم کو اصفہان کی جانب جلا وطن کر دیا۔ اتفاق یہ کہ اثناء راہ میں ابراہیم مر گیا۔ اس واقعہ سے مہذب الدولہ کی شان و شوکت بڑھ گئی گوہر آئین نے بھی اسے بطیحہ کی امارت دے دی۔ تمام ملک میں اُسی کے احکام جاری ہونے لگے۔ اور تمام قبائل اس کے مطیع ہو گئے۔

حماد کی پسپائی

حماد اُس وقت ایک نوجوان شخص تھا۔ مہذب الدولہ مصلحتاً اس سے نرمی سے پیش آتا تھا۔ مگر حماد کو اپنے چچا کی ثروت و حکومت ذرا بھی نہ بھاتی تھی۔ حسد و بغض روز بہ روز بڑھتا جاتا تھا یہاں تک کہ گوہر آئین کا انتقال ہو گیا۔ اس وقت حماد کو موقع مل گیا۔ فوراً مہذب الدولہ کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا اور جو کچھ اس کے دل میں ایک مدت سے چھپا ہوا تھا اسے ظاہر کر دیا۔ مہذب الدولہ نے ہرچند اس کی اصلاح کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو سکا۔ تب اس کے بیٹے قیس نے فوجیں فراہم کر کے حماد پر حملہ کر دیا۔ حماد بھاگ کر صدقہ کے پاس جا پہنچا۔ صدقہ نے اس کی کمک پر اپنی فوج کے ایک حصہ کو مامور کر کے بطیحہ واپس جانے کی رائے دی۔

مہذب الدولہ اور حماد کے مابین مصالحت

جونہی حماد قریب بطیحہ پہنچا اور اس کی خبر مہذب الدولہ تک پہنچی مہذب الدولہ نے بھی اپنی فوج کو دریا و خشکی میں پھیلا دیا۔ ہر چہار طرف سے ناکہ بندی کر لی۔ حماد اور اس کے سپہ سالاروں نے لڑائی چھیڑنے سے قبل اپنی فوج کے ایک حصہ کو کمین گاہ میں بٹھا دیا تھا۔ جنگ شروع ہونے پر حماد اور

اس سے رکاب کی فوج بظاہر شکست کھا کر بھاگی۔ مہذب الدولہ کے لشکر نے تعاقب کیا۔ حماد کے دلاوروں نے کمین گاہ سے نکل کر پس پشت سے مہذب الدولہ پر حملہ کر دیا۔ مہذب الدولہ کا لشکر اس اچانک حملہ سے گھبرا کر بھاگ نکلا۔ اس واقعہ سے حماد کے حوصلے بڑھ گئے۔ فتحیابی کا نشہ دماغ پر چڑھ گیا۔ صدقہ سے دوبارہ امداد طلب کی۔ چنانچہ صدقہ نے اپنے سپہ سالار لشکر (سعید بن حمید حمیری، کو حماد کی کمک پر بھیجا۔ ان لوگوں نے باتفاق و مشورے جنگی کشتیاں فراہم کیں بری اور بحری جنگ کرنے پر تل گئے۔ مہذب الدولہ نے یہ رنگ دیکھ کر دریا دلی سے کام لیا صدقہ کے سردار و سپہ سالار لشکر کے پاس خفیہ انعامات اور صلے روانہ کئے اور بہت سا مال و زر دے کر ملا لیا تو سپہ سالار نے مہذب الدولہ کو یہ رائے دی کہ تم اپنے بیٹے قیس کو صدقہ کی خدمت میں بھیج دو وہ راضی ہو جائے گا اور چچا و بھتیجے میں باہم مصالحت کرا دے گا۔ مہذب الدولہ نے اس رائے کے مطابق اپنے بیٹے کو صدقہ کی خدمت میں روانہ کیا۔ صدقہ نے سمجھا بجھا کر چچا اور بھتیجہ میں مصالحت کرا دی۔ یہ واقعہ آخر پانچویں صدی ہجری کا ہے۔

سیف الدولہ صدقہ کا عروج

سیف الدولہ صدقہ بن منصور بن مزید سلطان محمد بن ملک شاہ کا بجید ہوا خواہ اور اس کے بھائی برکیا رق کا پکا دشمن تھا جب برکیا رق کی زندگی کا خاتمہ ہو گیا اور سلطان محمد مستقل طور سے حکمراں بن گیا۔ اس وقت سلطان محمد نے صدقہ کی جانبازیوں کی قدر افزائی شروع کی۔ بہت سی جاگیرات عنایت کیں جن میں شہر واسط بھی تھا اور بصرہ پر قبضہ کر لینے کی اجازت دی۔ رفتہ رفتہ صدقہ اس درجہ قابو یافتہ ہو گیا کہ جس شخص پر خلافت مآب یا سلطان محمد ناخوش و ناراض ہوتا وہ صدقہ کے پاس جا کر پناہ گزین ہوتا تھا۔ غرض صدقہ جو چاہتا تھا کر گزرتا سلطان محمد دم تک نہ مارتا تھا۔

سلطان محمد اور صدقہ میں کشیدگی

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ سرخاب بن کیخسرو والی ساوہ پر سلطان محمد ناراض ہوا سرخاب نے صدقہ کے دامن عاطفت میں جا کر پناہ لی۔

سلطان محمد نے صدقہ سے سرخاب کو طلب کیا۔ صدقہ نے صاف انکار کر دیا۔ عمید ابو جعفر محمد بن حسین بلخی کو موقع مل گیا۔ یہ اکثر اوقات سلطان محمد کو صدقہ کے خلاف ابھارتا رہا اور اس کی طرف سے بدظن کرتا رہتا تھا حتیٰ کہ سلطان محمد کے مزاج کو صدقہ کی طرف سے برہم کر دیا اور روانگی عراق پر آمادہ کر لیا۔ قریب عراق پہنچ کر سلطان محمد نے کہلا بھیجا کہ "سرخاب کو ما بدولت و اقبال کے پاس بھیج دو ورنہ اپنی خیر نہ سمجھو" صدقہ نے اپنے اراکین دولت سے اس بابت مشورہ کیا۔ اس کے بیٹے دبیس نے رائے دی کہ سرخاب کو سلطان کی خدمت میں بھیج دو، اور بہت سے تحائف و ہدایا پیش کرو تا کہ سلطان کی برہمی جاتی رہے سلطان کی مخالفت اور اس کے مرضی کے خلاف کوئی کام کرنا مناسب نہیں ہے۔ سعید بن حمید سپہ سالار لشکر نے جنگ کرنے کا مشورہ دیا۔

صدقہ کی بغاوت

صدقہ نے سعید کی رائے پسند کی اور حسب دستور قدیم انکاری جواب دیا۔ نامہ و پیام کا سلسلہ شروع ہوا مگر نتیجہ کچھ نہ نکلا۔ صدقہ نے فوجیں فراہم کرنا شروع کیں داد و دہش سے کام لینے لگا۔ نہایت قلیل عرصہ میں ایک بڑی فوج تیار ہو گئی جائزہ لیا تو بیس ہزار سوار اور تیس ہزار پیادہ تھے خلیفہ مستظہر نے دار الخلافت بغداد سے علی بن طراد زینبی نقیب النقباء کے زبانی صدقہ کو کہلا بھیجا کہ تم سلطان محمد سے مخالفت نہ کرو نتیجہ اچھا نہ ہوگا بلکہ میرے نزدیک مناسب یہ ہے کہ تم خود سلطان سے جا کر ملو اور اسے راضی کرو میں درمیان میں ہوں وہ راضی ہو جائے گا۔ صدقہ نے عذر کیا کہ چونکہ مجھ سے اور سلطان سے ناچاقی ہو گئی ہے اس وجہ سے مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے میں سلطان کے پاس جا نہیں سکتا اس کے بعد خود سلطان محمد نے قاضی القضاۃ ابو سعید ہروی کو صدقہ کے پاس بھیجا اور یہ پیام دیا کہ تم مطمئن اور بے خوف رہو میرے اور تمہارے جو تعلقات تھے وہ اسی طرح بدستور قائم ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ عیسائیان فرانس پر جہاد کروں اور تم میری رکاب میں ہو۔ صدقہ نے اس سے انکار کیا۔ سلطان محمد ماہ ربیع الآخر ۵۰۱ھ میں بمجبوری بغداد واپس آیا۔ اس کا وزیر السلطنت نظام الملک احمد بن نظام الملک اس کے ساتھ تھا۔ برسقی شحنہ بغداد یہ خبر پا کر امراء کی ایک جماعت لئے ہوئے استقبال کے لئے آیا اور صرصر پہنچ کر سب نے قیام کیا۔

صدقہ کا اظہار اطاعت و انحراف سلطان صرف دو ہزار سواروں سے بغرض اصلاح گیا ہوا تھا جب اسے صدقہ کی ضد اور بیجا ہٹ کا احساس ہوا تو اس نے امراء اصفہان کے نام فراہمی لشکر اور تیاری جنگ کے فرامین روانہ کئے اور انہیں بلا بھیجا اس کے بعد صدقہ نے خلافت مآب کی خدمت میں ماہ جمادی الاول سنہ مذکور میں ایک عریضہ روانہ کیا۔ جس میں سلطان محمد کی اطاعت اور اس کی خدمت میں حاضر ہونے کا اقرار کیا تھا مگر پھر صدقہ نے اس سے بھی انکار کر دیا اور یہ کہلا بھیجا کہ جس وقت موکب سلطان بغداد سے کوچ کرے گا تو میں مال و اسباب اور فوج سے مدد کروں گا مگر اس وقت چونکہ شاہی لشکر نہر الملک پر پڑا ہوا ہے میں کچھ بھی موافقت اور مدد نہیں کر سکتا۔ جاولی سقاوہ والی موصل اور ایلغازی بن ارتق والی ماردین نے میری ہمدردی اور سلطان سے بدعہدی اور بغاوت کرنے کا میرے پاس پیام بھیجا ہے۔ سلطان محمد اس جواب سے مطلع ہو کر صدقہ کی اطاعت سے نا امید ہو گیا۔ اطراف و جوانب بلاد اسلامیہ سے امراء اور فوجیں آنے لگیں۔ قرواش بن شرف الدولہ، کرمادی بن خراسان ترکمانی اور ابو عمران فضل بن ربیعۃ بن خادم بن جراح طائی وغیرہ اپنی اپنی فوجیں لئے ہوئے بغداد میں وارد ہوئے۔

فضل بن ربیعہ فضل کے آباء و اجداد رملہ اور بیت المقدس کے حکمران تھے انہی میں سے حسان بن مفرج تھا۔ فضل کی عادت میں یہ بات داخل تھی کہ کبھی عیسائیوں کے ساتھ ہو کر مسلمانوں سے لڑتا تھا اور کبھی مصریوں کی کمک پر آتا تھا کفتکین اتابک نے اس کا یہ حال دیکھ کر دمشق سے نکال دیا۔ صدقہ کے پاس پہنچا صدقہ نے اسے عزت و احترام سے ٹھہرایا سات ہزار دینار بطور صلہ کے عنایت کئے جب واقعات بالا پیش آئے تو وہ درپردہ صدقہ کا مخالف ہو گیا اور اس کے مقدمۃ الجیش کے ساتھ کوچ کیا ابھی جنگ کی نوبت نہ آئی تھی کہ صدقہ کے مقدمۃ الجیش سے بھاگ کر سلطان محمد کی خدمت میں چلا آیا۔ سلطان محمدؒ نے اسے اور نیز اس کے ہمراہیوں کو خلعت دیئے اور صدقہ کے مکان میں جو کہ بغداد میں تھا ٹھہرنے کا حکم صادر کیا اور جب سلطانی موکب نے جنگ صدقہ کے لئے بغداد سے کوچ کیا تو فضل سلطان سے اجازت حاصل کر کے انبار کی طرف روانہ ہوا۔ فضل کا سلطان کے ساتھ یہ آخری عہد و پیمان تھا۔

امیر محمد بن بوقا جمادی الاولیٰ سنہ مذکور میں سلطان محمد نے امیر محمد بن بوقا ترکمان کو واسط کی جانب روانہ کیا امیر محمد نے پہنچتے ہی واسط پر قبضہ کر لیا۔ صدقہ کے گورنر اور عمال کو واسط سے نکال دیا۔

اور اپنے رکاب کی سوار فوج کو شہر قوسان پر شب خون مارنے کے لئے بھیجا، یہ شہر بھی صدقہ کے مقبوضات سے تھا اس فوج نے جی کھول کر شہر قوسان کو تاخت و تاراج کیا، ایک مدت تک امیر محمد واسط میں قیام پذیر رہا یہاں تک کہ صدقہ نے اپنے چچا زاد بھائی ثابت بن سلطان کو ایک فوج کا افسر بنا کر واسط کی طرف روانہ کیا امیر محمد نے یہ خبر پا کر واسط کو چھوڑ دیا ثابت نے داخل ہو کر واسط پر قبضہ کر لیا۔ امیر محمد کی فوج نے کنارا دجلہ پر قیام کیا۔ ان دونوں کے درمیان حد فاصل دریائے دجلہ تھا ایک روز ثابت اپنی فوج کو آراستہ کر کے شاہی لشکر سے جنگ کرنے کے لئے نکلا۔ شاہی لشکر نے پہلے ہی حملہ میں ثابت کو شکست دے دی اور بزور تیغ شہر میں گھس پڑا لوٹ مار شروع کر دی۔ امیر محمد نے اپنی فوج کو غارت گری سے روکا اور امان کی منادی کرا دی اواخر ماہ جمادی الاولی میں سلطان نے امیر محمد کو صدقہ کے مقبوضات کے تاخت و تاراج کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ امیر محمد نے اس ارادے سے صدقہ کے مقبوضات کی طرف قدم بڑھایا اور شہر واسط کو بطور جاگیر قسیم الدولہ برسقی کو عنایت کیا۔ اس کے بعد سلطان محمد نے آخری رجب سنہ مذکور میں دار الخلافت بغداد کی طرف کوچ فرمایا صدقہ سے مڈبھیڑ ہوئی نہایت سختی سے لڑائی کا آغاز ہوا۔ عبادہ اور رخفاجہ نے صدقہ کو دھوکا دیا اور عین معرکہ کے وقت لڑائی چھوڑ کر بیٹھ رہے۔

صدقہ کا خاتمہ

صدقہ نے اپنی پُر زور آواز سے اُن لوگوں کو للکارا "آل خزیمہ"، "آل ناشرہ"، "آل عوف" یہ جنگ کا وقت ہے تم لوگ عرب نژاد ہو اُٹھو اور اپنی تیز تلواروں سے کام لو مگر اُن لوگوں کے کان پر جوں تک نہ رینگی تب صدقہ کردوں کی طرف متوجہ ہوا چونکہ ان لوگوں نے بہت بڑی شجاعت اور دلیری سے کام لیا تھا اس وجہ سے اُن لوگوں کے دل بڑھانے کی غرض سے انعام و صلہ دینے کا وعدہ کیا۔ پھر شاہی فوج نے صدقہ کو چاروں طرف سے گھر کر تیر باری شروع کر دی اور مجموعی قوت سے حملہ آور ہوئی صدقہ لڑتا جاتا تھا اور بہ آواز بلند کہتا جاتا تھا انا ملک العرب انا صدقہ (میں بادشاہ عرب ہوں میں صدقہ ہوں) اتفاقاً ایک تیر آ کر لگا مگر پھر بھی ثابت قدم رہا۔ ایک ترکی غلام برغش نامی نے لپک کر صدقہ کی کمر پکڑ لی اور زمین کی جانب کھینچا۔ صدقہ زخمی تو ہو ہی گیا تھا گھوڑے سے زمین پر آ رہا صدقہ نے کہا اے برغش" ذرا نرمی اختیار کر" برغش نے اس کا کچھ جواب نہ دیا قتل کر کے سر اتار لیا اور سلطان محمد کی خدمت

میں لاکر رکھ دیا سلطان محمد نے اسے دارالخلافت بغداد بھیج دیا اور لاش کے دفن کرنے کا حکم دیا۔

صدقہ کا کردار

صدقہ کا قتل اس کی امارت کے اکیس سال بعد واقع ہوا۔ یہ وہی شخص تھا جس نے عراق میں حلہ آباد کیا تھا۔ یہ نہایت عظیم الشان عالی قدر اور بارعب بادشاہوں میں سے تھا سخی، حلیم، اپنے وعدے کا سچا، رعیت کے ساتھ عدل و انصاف کرنے والا اور دلیر تھا، پڑھ لیتا تھا لکھ نہ سکتا تھا اس کے کتب خانہ میں ایک ہزار کتابیں تھیں۔

دبیس بن صدقہ

خاتمہ جنگ کے بعد سلطان محمد حلہ میں داخل نہیں ہوا بغداد کی طرف واپس ہوا اور صدقہ کی بیوی کو امان نامہ لکھ کر بھیج دیا چنانچہ صدقہ کی بیوی بغداد آئی سلطان محمد نے اپنے امراء و اراکین دولت کو اس کے استقبال کے لئے بھیجا اور جب وہ حاضر خدمت ہوئی تو اس کے بیٹے دبیس کو قید سے رہا کر دیا۔ صدقہ کے قتل کی معذرت کی۔ دبیس نے سلطان محمد کے حکم سے آئندہ اطاعت و فرمانبرداری کا حلف اٹھایا اور کسی قسم کی مخالفت نہ کرنے کا عہد و پیمان کیا اور اس کے سایہ عاطفت میں قیام پذیر ہوا سلطان نے دبیس کو بہت سی جاگیریں مرحمت کیں۔ دبیس برابر اسی کے پاس مقیم رہا یہاں تک کہ سلطان محمد نے وفات پائی اور اس کا بیٹا سلطان محمود ۵۱۱ھ میں تخت آرائے حکومت ہوا دبیس نے سلطان محمود سے اپنے شہر حلہ جاکر قیام کرنے کی اجازت طلب کی سلطان محمود نے بطیب خاطر اجازت دی۔ دبیس رخصت ہو کر حلہ آیا۔ اور اس پر قابض ہو گیا۔ تھوڑے دنوں میں عرب اور اکراد کا ایک بڑا گروہ اس کے پاس آکر جمع ہو گیا۔ جس سے اس کے قوائے حکمرانی مضبوط اور مستحکم ہو گئے۔

خلیفہ مستظہر باللہ کی وفات

جب کہ ۵۱۲ھ میں خلیفہ مستظہر باللہ نے سفر آخرت اختیار کیا اور اس کے بیٹے المسترشد باللہ کی خلافت کی بیعت لی گئی تو مرحوم خلیفہ کا دوسرا بیٹا امیر ابوالحسن بن مستظہر باللہ اپنے بھائی (مسترشد باللہ) کے خوف سے براہ دریا مدائن چلا گیا اور وہاں سے حلہ جاکر دبیس کے پاس قیام پذیر ہوا۔ خلیفہ مسترشد کو اس کی خبر لگی تو اس نے دبیس سے امیر ابوالحسن کو طلب

کیا۔ دبیس نے جواب دیا کہ چونکہ امیر ابوالحسن نے میرے پاس آکر پناہ لی ہے میں اُسے کسی امر پر مجبور نہیں کر سکتا۔ تب علی بن طراد زینبی نے جو خلیفہ مسترشد کی جانب سے سفیر ہو کر گیا ہوا تھا امیر ابوالحسن کو سمجھایا بجھایا امیر ابوالحسن بغداد چلنے پر راضی ہو گیا۔ اور ابوالحسن کو جن چیزوں کی ضرورت تھی دبیس ان کے بہم پہنچانے کا ذمہ دار ہوا۔

امیر ابوالحسن کی گرفتاری

اس اثنا میں برسقی بغداد سے فوجیں مرتب کر کے دبیس سے مقابلے کے لئے نکل کھڑا ہوا اور امیر ابوالحسن برادر خلیفہ مسترشد نے بڑھ کر واسط پر ماہ صفر ۵۱۶ھ میں قبضہ کر لیا۔ اس سے اس کی قوت بڑھ گئی۔ خلیفہ مسترشد نے دبیس کے پاس کہلا بھیجا کہ اب تو امیر ابوالحسن تمہاری امان اور ذمہ داری سے نکل آیا ہے مناسب یہ ہے کہ اس سے قبل کہ وہ قوت حاصل کر لے اور مجھ سے مقابلہ کرنے کے قابل ہو جائے اس کی روک تھام کرو چنانچہ دبیس نے ایک دستہ فوج امیر ابوالحسن کے گرفتار کرنے کے لئے واسط کی طرف روانہ کیا اس فوج نے پہنچتے ہی امیر ابوالحسن کو گرفتار کر لیا۔ دبیس نے اسے خلیفہ مسترشد باللہ کی خدمت میں بغداد بھیج دیا۔

ملک مسعود اور برسقی

ملک مسعود برادر سلطان محمد ان دنوں موصل میں تھا۔ اس کا اتابک جیوش بک اس کے ساتھ تھا ان دونوں نے سلطان محمود بن سلطان محمد کی غیر موجودگی کے باعث عراق کا قصد کیا۔ اس مہم میں اس کا وزیر فخر الملک ابو علی بن عمار والی طرابلس، قسیم الدولہ زنگی بن اقسنقر جد الملک العادل سلطان نور الدین محمود زنگی، کرد بادی بن خراسان ترکمانی صاحب بوازیج، ابوالہیجا والی اربل اور والی سنجار اس کی رکاب میں تھے جس وقت یہ لوگ دار الخلافت بغداد کے قریب پہنچے۔ برسقی کو خطرہ پیدا ہوا ملک مسعود اور جیوش بک نے کہلا بھیجا کہ ہم لوگ دبیس کے مقابلہ پر تمہاری امداد کے لئے آئے ہیں تم سے لڑنا ہمارا مقصد نہیں ہے۔ برسقی کو مسعود سے کسی قسم کا خطرہ پیدا نہیں ہوا، البتہ جیوش بک کی طرف سے مشکوک و مشتبہ تھا۔ باہم مصالحت ہو گئی ملک مسعود بغداد میں داخل ہوا دار المملکت میں قیام اختیار کیا اتنے میں منکبرس فوجیں لئے ہوئے آ پہنچا برسقی نے اس سے جنگ کرنے کے لئے بغداد سے خروج کیا، منکبرس بغداد سے رخ پھیر کر نعمانیہ کی طرف جھک پڑا۔

دجلہ کو عبور کر کے دبیس بن صدقہ سے جا ملا۔ اس سے قبل دبیس نے ملک مسعود اور اس کے وزیر کی خدمت میں بہت سے تحفے اور ہدیے بھیجے تھے تاکہ اس کی جانب سے اس کا دل میلا نہ ہونے پائے۔ منکبرس اور دبیس سے میل جول ہو گیا اور دبیس کے دل کو پوری قوت حاصل ہو گئی، ملک مسعود اور برسقی اور جیوش بک مدائن کی جانب منکبرس اور دبیس کے زیر کرنے کے لئے بڑھے لیکن اس وجہ سے کہ ان دونوں کی فوجی جمعیت زیادہ تھی میدان جنگ میں نہ جا سکے اور مدائن سے ناکام ہو کر لوٹے پھر صرصر کو عبور کیا۔ دونوں نے ان اطراف و جوانب کو اپنی غارت گری سے بے حد نقصان پہنچایا۔

خلیفہ مسترشد کے سفیر

خلیفہ مسترشد نے ان واقعات سے مطلع ہو کر دونوں فریق کے پاس سفیر روانہ کیے۔ خونریزی سے روکا مصالحت کرنے کی ہدایت کی سب نے بسر و چشم منظور کر لیا پھر ان لوگوں کو یہ خبر لگی کہ دبیس اور منکبرس نے منصور برادر دبیس اور حسین بن اوزبک پروردہ منکبرس کی ماتحتی میں بغداد کی جانب فوجیں روانہ کی ہیں۔ برسقی نے نہایت تیزی سے بغداد کی جانب کوچ کیا اپنے بیٹے عزالدین مسعود کو اپنی فوج کی سرداری پر چھوڑتا آیا اور عمادالدین زنگی بن اقسنقر کو اس کی رفاقت پر مامور کیا سفر و قیام کرتا ہوا دیالی پہنچا اور منکبرس و دبیس کی فوج کو دریا عبور کرنے سے روک دیا اس کے دو دن بعد یہ خبر پہنچی کہ حسب حکم و اشارہ خلافت مآب دونوں فریقوں میں مصالحت ہو گئی ہے اس سے اس کی خوشی جاتی رہی عزبی گھاٹ سے دریا عبور کر کے بغداد پہنچا۔

سلطان محمود اور ملک مسعود میں مصالحت

اس کے بعد ہی منصور برادر دبیس اور حسین بن اوزبک فوجیں لئے ہوئے آ پہنچے اور بغداد کے شرقی جانب مقیم ہوئے برسقی نے ملک مسعود کے مال و اسباب پر ہاتھ بڑھایا اور اس پر قبضہ کر کے واپس ہوا اور بغداد کے دوسری طرف خیمہ زن ہوا ملک مسعود اور جیوش بک ایک سمت اور دبیس و منکبرس دوسری طرف پڑاؤ ڈالے ہوئے تھے طرہ یہ تھا کہ عزالدین بن برسقی اپنے باپ سے علیحدہ ہو کر منکبرس و دبیس کے لشکر میں موجود تھا۔ جیوش بک نے سلطان محمود کے پاس اپنی اور ملک مسعود کی زیادتی جاگیر کی درخواست بھیجی تھی چنانچہ سلطان محمود نے اپنے قاصد کی معرفت خط روانہ کیا جس میں تحریر تھا کہ سلطان نے تم لوگوں کو آذربائیجان جاگیر میں مرحمت فرمایا تھا مگر یہ خبر سن کر کہ تم لوگوں نے

بغداد کی طرف کوچ کیا ہے اس حکم کو نافذ نہیں کیا بلکہ اس کے برعکس اپنی فوجیں موصل کی جانب روانہ فرمائی ہیں۔ اتفاق سے یہ خط منکبرس کے ہاتھ پڑ گیا منکبرس نے اس خط کو جیوش بک کے پاس بھیج دیا اور باہم مصالحت کرانے کا ذمہ دار بن گیا۔ غرض کہ منکبرس نے درمیان میں پڑ کر سلطان محمود اور ملک مسعود میں مصالحت کرا دی۔ برسقی کے ہمراہی برسقی سے علیحدہ ہو گئے۔ اس کا سارا کھیل بگڑ گیا۔ اس کے دل کی دل ہی میں رہ گئی عراق پر قابض نہ ہو سکا اور نہ اسے حکومت پر خود مختاری حاصل ہو سکی، عراق سے ملک مسعود کے پاس چلا آیا اور اس کے پاس قیام اختیار کیا، منکبرس بغداد کا شحنہ بنایا گیا باقی رہا دبیس وہ حلہ کی جانب لوٹ کھڑا ہوا۔

دبیس بن صدقہ

دبیس بن صدقہ اور جیوش بک میں جو کہ ملک مسعود کا اتالیق تھا۔ مدتوں سے خط و کتابت کا سلسلہ جاری تھا دبیس برابر یہی لکھا کرتا تھا کہ اگر ملک مسعود سلطنت و حکومت کے حاصل کرنے پر آمادہ ہو تو میں اس کا معین و مددگار ہوں گا۔ غرض یہ تھی کہ ملک مسعود و سلطان محمود باہم لڑ جائیں۔ تو میرا حکومت اثر قائم ہو جائے گا۔ جس طرح میرے باپ کو برکیارق و محمد پسران ملک شاہ کی مخالفت کی وجہ سے حکومت و سلطنت پر غلبہ حاصل تھا قسیم الدولہ برسقی شحنگی بغداد سے علیحدہ ہو کر ملک مسعود کے پاس چلا گیا ملک مسعود نے اسے مراغہ اور رحبہ بطور جاگیر مرحمت فرمایا چونکہ دبیس اور قسیم الدولہ میں ایک مدت سے عداوت و مخالفت چلی آ رہی تھی۔ دبیس نے موقعہ پا کر جیوش بک اور ملک مسعود کو قسیم الدولہ برسقی کے خلاف اُبھار دیا۔ اور قید کر لینے کی رائے دے دی اتفاق سے برسقی کو اس کی اطلاع ہو گئی ملک مسعود کا ساتھ چھوڑ سلطان محمود کے پاس چلا آیا سلطان محمود نے اس کی بے حد عزت کی اس کے بعد اُستاد ابو اسمٰعیل حسین بن علی اصفہانی طغرائی ملک مسعود کی خدمت میں آ گیا اُس کا بیٹا ابو المؤید محمد ملک مسعود کے دربار میں کتابت (سیکرٹری شپ) کا کام کرنے لگا۔ جب اس کا باپ استاد ابو اسمٰعیل حسین بن علی اصفہانی آ گیا تو ملک مسعود نے ابو علی بن عمار والی طرابلس کو معزول کر کے عہدہ وزارت پر اسے مامور کیا۔ اس نے اس خدمت کو کمال خوبی سے انجام دیا جس کی تحریک دبیس نے کی تھی۔

معرکہ استر آباد

اس کے بعد ملک مسعود اور اس کے اراکین حکومت سلطان محمود کی مخالفت پر آمادہ اور تیار ہو گئے کسی ذریعہ سے سلطان محمود کو اس کی خبر پہنچ گئی۔ سلطان محمود نے ان لوگوں کو دھمکی دی اور مخالفت و

سرکشی کی صورت میں اپنی طاقت و قوت کی دھمکی دی۔ ملک مسعود کے ہوا خواہوں کے کان پر جوں تک نہ رینگی۔ مخالفت کا اعلان کر کے ملک مسعود کی سلطنت و حکومت کا خطبہ پڑھنا شروع کر دیا۔ پنج وقتہ نوبت بجنے لگی اور تب انہیں یہ خبر لگی کہ سلطان محمود کا لشکر ان دنوں متفرق ہو گیا ہے تو اس سے جنگ کرنے کو تیار ہو کر نہایت تیزی سے کوچ کر دیا پندرھویں ربیع الاول ۵۱۴ھ کو استرآباد میں سلطان محمود کے لشکر سے مڈھ بھیڑ ہوئی قسیم الدولہ برسقی اس کے مقدمۃ الجیش پر تھا۔ صبح سے دوپہر تک نہایت سختی سے لڑائی جاری رہی۔ برسقی نے اس معرکہ میں بہت بڑا حصہ لیا اس کے بعد ملک مسعود کو شکست ہوئی، اس کے بہت سے امراء گرفتار کر لیے گئے۔ اس کا وزیر السلطنت ابو اسمٰعیل طغرائی گرفتار ہو کر سلطان محمود کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ سلطان محمود نے اس کی گردن زدنی کا حکم دیا ایک برس اس نے وزارت کی کتابت کا کام نہایت خوبی سے انجام دیتا تھا شاعری میں بھی اسے کمال حاصل تھا صنعت کیمیا میں اس کی متعدد تصانیف ہیں۔

جیوش بک کی اطاعت

ملک مسعود شکست کے بعد موصل کی طرف روانہ ہوا برسقی سلطان محمود سے ملک مسعود کے لئے امن حاصل کر کے اسے واپس لانے کے لئے نکلا چنانچہ درمیان راہ سے ملک مسعود کو اس کے بھائی سلطان محمود کے پاس واپس لایا سلطان محمود نے اس کا قصور معاف کر دیا اور انتہائی عنایت اور مہربانی سے پیش آیا۔ اس وقت جیوش بک موصل پہنچ گیا تھا جب اسے ملک مسعود اور سلطان محمود کی مصالحت کی خبر پہنچی تو اس نے بھی سلطان کی خدمت میں جب کہ وہ ہمدان میں تھا حاضر ہو کر امن کی درخواست کی سلطان محمود نے اسے بھی امن دیا اور اس کے ساتھ بھی عزت و احترام سے پیش آیا

حلہ کی تاراجی

باقی رہا دبیس وہ اس وقت عراق میں تھا ملک مسعود کی شکست سے مطلع ہو کر نئے رنگ دکھانے شروع کئے، اپنے اہل دعیال کو بطیحہ بھیج دیا اور خود مال و اسباب کے ساتھ حلہ پہنچا اور اسے تاخت و تاراج کرتا ہوا، ایلغازی بن ارتق کے پاس ماردین جا کر پناہ لی۔ سلطان محمود کو ان واقعات کی اطلاع ہوئی تو وہ بھی دبیس کے خیال سے ایک ہزار کشتیاں لئے ہوئے حلہ پہنچا دیکھا کہ حلہ ویران اور برباد ہو گیا ہے

ایک رات قیام کر کے واپس ہو۔

منصور کی فوج کشی اس کے بعد دبیس نے اپنے بھائی منصور کو قلعہ صندت سے ایک بڑی فوج کے ساتھ عراق کی جانب روانہ کیا۔ منصور حلہ اور کوفہ ہوتا ہوا البصرہ پہنچا اور برتقش زکوی کو مصالحت کی غرض سے سلطان کی خدمت میں بھیجی مگر کسی وجہ سے مصالحت نہ ہو سکی بلکہ منصور برادر دبیس اور اس کے بیٹے کو گرفتار کر کے کسی قلعہ میں جو کہ مقابلہ کرخ تھا قید کر دیا۔ پھر دبیس نے اپنے ہمراہیوں کے ایک گروہ کو ان کے مقبوضات واسط کی طرف جانے کی اجازت دے دی۔ ترکان واسط نے روک ٹوک کی۔

مہلہل کی شکست و گرفتاری دبیس نے ایک فوج مہلہل بن ابی العسکر کی ماتحتی میں ترکان واسط کی سرکوبی کے لئے روانہ کی اور مظفر بن ابی الخیر کو اس کی کمک کی ہدایت کی۔ اہل واسط اس سے مطلع ہو کر قسیم الدولہ برستقی سے امداد کے خواستگار ہوئے برستقی نے ان کی کمک پر لشکر روانہ کیا۔ ابھی مظفر نہیں آنے پایا تھا کہ مہلہل اس سے جنگ کرنے کے لئے بڑھا پہلے ہی حملہ میں شکست کھا کر بھاگا اور دوران جنگ میں اپنے ہمراہیوں کی ایک جماعت کے ساتھ گرفتار کر لیا گیا اس کے بعد مظفر بطیحہ سے غارت گری کرتا ہوا واسط کے قریب پہنچا مہلہل کے شکست کا حال سن کر فوراً لوٹ گیا۔

مظفر کی دبیس سے علیحدگی اتفاق سے اس معرکہ میں دبیس کا لکھا ہوا ایک خط لشکر واسط کے ہاتھ پڑ گیا۔ دبیس نے اس خط میں مہلہل کو مظفر کے گرفتار کر لینے اور اس سے سالانہ خراج کا مطالبہ کرنے کی تاکید کی تھی لشکر واسط نے اس خط کو مظفر کے پاس بھیج دیا مظفر اس خط کو دیکھ کر حیران و ششدر ہو گیا۔ بدحد بدبھی پیدا ہوئی اسی وقت دبیس کی رفاقت سے علیحدہ ہو کر لشکر واسط کے ساتھ ہو گیا۔

دبیس کی انتقامی کارروائی اس واقعہ کے بعد دبیس تک یہ خبر پہنچی کہ سلطان محمود نے اپنے بھائی کی آنکھ میں نیل کی سلائیاں پھروا دی ہیں۔ اس خبر کو سنتے ہی اپنے بال نوچ ڈالے، سیاہ کپڑے پہنے شہروں کو تاخت و تاراج کرنے لگا نہر ملک میں مسترشد کا جو کچھ مال و اسباب تھا لوٹ لیا، وہاں کے رہنے والے

جلا وطن ہو کر بغداد پہنچے۔ لشکر واسطہ یہ خبر پا کر نعمانیہ کی طرف بڑھا اور لشکر دبیس پر جو کہ وہاں پر خیمہ زن تھا حملہ آور ہوا اور اسے مار پیٹ کر نعمانیہ سے نکال باہر کیا اور خود قابض ہو گیا۔

سلطان محمود اور دبیس دبیس نے گذشتہ جنگ میں عفیف خادم خلیفہ کو گرفتار کر لیا تھا چند روز بعد جب سلطان محمود نے اپنے بھائی ملک مسعود کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروا دیں تو دبیس نے عفیف کو رہا کر دیا اور اسے ایک خط دے کر خلافت مآب کے پاس بھیج دیا اس خط میں دبیس نے سلطان محمود کے اس برتاؤ پر جو اس نے اپنے بھائی کے ساتھ کیا ناراضی ظاہر کی تھی اور خلافت مآب کو اس امر پر دھمکی دی تھی خلافت مآب کو اس خط کے دیکھنے سے بیحد برہمی پیدا ہوئی، فوجیں آراستہ کر کے دبیس سے جنگ کی غرض سے برسقی کے پاس جانے کا ارادہ کیا اور اسے آگے رہنے کا حکم دیا چنانچہ ماہ رمضان ۵۱۶ھ میں شاہی فوجیں دریا کی طرح دبیس سے جنگ کرنے کے لئے بڑھیں، چاروں طرف سے فوجیں آنے لگیں، سلیمان بن مہارش بنو عقیل کی ایک بڑی جماعت لئے ہوئے حدیثہ سے آ پہنچا۔ قریش بن مسلم والی موصل بھی اپنی رکاب کی فوج لئے ہوئے حاضر ہو گیا۔ خلیفہ مسترشد نے بغداد میں منادی کرا دی کہ جسے شاہی لشکر کے ساتھ باغیان دولت عباسیہ سے لڑنا ہو شاہی لشکر میں آ جائے۔ اہل بغداد یہ سنتے ہی ٹوٹ پڑے خلافت مآب نے ان لوگوں کو حسب ضرورت روپیہ، اسباب اور آلات حرب عنایت فرمائے۔ دبیس ان واقعات سے مطلع ہو کر گھبرا گیا خلیفہ مسترشد کی خدمت میں معذرت کا عریضہ روانہ کیا۔ امن کا خواستگار ہوا خلافت مآب نے اس کی درخواست منظور نہ فرمائی، اور آخر ماہ ذی الحجہ ۵۱۶ھ میں بغداد سے کوچ کیا وزیر السلطنت نظام الدین احمد نظام الملک نقیب الطالبین۔ نقیب النقباء علی بن طراد اور شیخ الشیوخ صدر الدین اسمٰعیل وغیرہم عمائدین خلافت مآب کی رکاب میں تھے۔ برسقی کو اس کی اطلاع ہوئی تو وہ خلافت مآب کی خدمت میں واپس آیا اور اس کے لشکر کے ساتھ حدیثہ میں قیام پذیر ہوا۔

دبیس کی شکست اس کے بعد خلافت مآب کے موکب ہمایوں نے جنگ کے لئے موصل کی جانب کوچ کیا۔ برسقی اس کے مقدمۃ الجیش پر تھا۔ دبیس نے بھی اپنے ہمراہیوں کو مرتب کیا۔ پیادوں کو سواروں کے لشکر کے آگے رکھا اس نے لشکریوں سے کامیابی کی صورت میں بغداد کو تاخت و تاراج کرنے اور عورتوں

کو لونڈی بنانے کا وعدہ کر رکھا تھا۔ دونوں حریف گتھ گئے۔ دبیس کے لشکر کو شکست ہوئی اس کے ہمراہیوں کی ایک جماعت گرفتار کر لی گئی جنگ ختم ہونے کے بعد قتل کر ڈالے گئے۔ دبیس کی عورتیں باندیاں بنالی گئیں۔ فتحیابی کے بعد خلیفہ مسترشد نے یوم عاشورہ ۵۱۷ھ کو میدان جنگ سے دارالخلافت بغداد کی طرف کوچ کیا۔

بصرہ کا تاراج

دبیس نے شکست کے بعد فرات کو عبور کیا۔ غزیہ پہنچ کر عرب نجد سے امداد کا خواستگار ہوا۔ ان لوگوں نے انکاری جواب دیا تب منتفق کی طرف گیا اور منتفق سے بصرہ پر قبضہ کرنے کا حلف لیا چنانچہ وہ لوگ اس کے ہمراہ بصرہ آئے اور اسے لوٹ لیا اُس کے سردار لشکر کو قتل کر ڈالا۔ خلیفہ مسترشد نے برسقی کو عتاب آموز فرمان روانہ کیا اور اسے دبیس کے تعاقب نہ کرنے پر تنبیہ کی اور یہ بھی لکھا کہ تیری ہی وجہ سے دبیس کو بصرہ کے ویران کرنے کا موقع ملا۔ برسقی نے فوراً جنگ کی تیاری کر دی۔ سامان سفر و جنگ درست کر کے بصرہ کا راستہ لیا۔ دبیس نے یہ خبر پا کر بصرہ چھوڑ دیا قلعہ جعبر میں جا کر پناہ گزین ہوا عیسائیوں سے مل کر ان کو حلب پر قبضہ کر لینے کی ترغیب دی اور ان کے لشکر کے ساتھ ۵۱۸ھ میں حلب کے محاصرہ پر آیا۔ اہل حلب نے معقول طور سے ان کی مدافعت کی چاروں طرف سے قلعہ بندی کر لی۔ مجبور ہو کر ناکام لوٹ گئے۔ دبیس ان سے علیحدہ ہو کر طغرل بن سلطان محمد کی خدمت میں چلا گیا اور اسے عراق کے قبضہ پر ابھارا جیسا کہ آیندہ ہم تحریر کریں گے۔

ملک طغرل اور دبیس

جس وقت دبیس شام سے ملک طغرل کی خدمت میں بمقام آذربائیجان حاضر ہوا ملک طغرل نے بہ احترام اس سے ملاقات کی اور اسے اپنے خاص خاص امراء اور سلسلہ وزراء میں داخل کر لیا۔ دبیس نے اسے عراق پر قبضہ کی ترغیب دی اور اس پر قبضہ کرا دینے کا ذمہ دار ہوا۔ چنانچہ ملک طغرل نے اس خیال سے کوچ کیا۔ دبیس اس کے ہمراہ تھا۔ کوچ و قیام کرتا ہوا ایک عظیم الشان فوج کے ساتھ دقوقا پہنچا۔ مجاہد ابن بہروز والی تکریت نے خلیفہ مسترشد کو اس کی خبر دی خلافت مآب نے ملک طغرل اور دبیس کی مدافعت اور سرکوبی پر کمر باندھی، فوجیں فراہم کیں۔ پیادوں کے علاوہ ہزار سواروں کی جمعیت سے ماہ صفر ۵۱۹ھ میں دارالخلافت بغداد سے کوچ کیا اس کے مقدمۃ الجیش کا یرنقش زکوی افسر اعلیٰ تھا۔ شاہی لشکر رفتہ رفتہ خالص پہنچا ملک طغرل کو خلیفہ مسترشد کی تیاری اور روانگی

کی خبر لگی تو اس نے خراسان کا راستہ اختیار کر لیا۔ حلولا پہنچ کر خیمہ زن ہوا، اس کے ہمراہی غارت گری کی غرض سے چاروں طرف پھیل گئے۔ وزیر السلطنت جلال الدین بن صدقہ ایک بڑی فوج لئے ہوئے ملک طغرل کی جانب بڑھا دسکرہ پہنچ کر پڑاؤ کیا۔ اتنے میں خلیفہ مسترشد بھی آپہنچا دبیس اور ملک طغرل نے ہارونیہ کی جانب کوچ کر دیا۔ پھر دونوں نے تامرا کی طرف نہروان کا پل عبور کرنے کے لئے قدم بڑھایا! دبیس نے ان مقامات کی حفاظت پر کمر باندھی جہاں پانی کم تھا اور ملک طغرل دارالخلافت بغداد پر قبضہ اور لوٹ مار کرنے کے لئے بغداد کی جانب روانہ ہوا الغرض دبیس نے تامرا سے کوچ کیا اور طغرل اس وجہ سے کہ وہ مبتلائے تپ ہو گیا تھا قیام پذیر ہو گیا پھر مینہ اور سیلاب کی وہ کثرت ہو گئی کہ دونوں مجبور ہو کر بیٹھ رہے۔ بھوک، اور تکان سفر نے دبیس کو بدحواس کر دیا۔ اس کی خوش قسمتی سے خلیفہ مسترشد کا کچھ سامان جا رہا تھا جس میں پہننے کے کپڑے اور بہت سی خوردنی اشیاء بھی تھیں۔ دبیس نے اس سامان کو لوٹ لیا۔ کپڑوں کو زیب تن کیا کھانا کھایا۔ آفتاب میں بیٹھا ہوش بجا ہوئے لیٹ کر سونے لگا۔

خلیفہ مسترشد اور دبیس

خلافت مآب کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو اس نے دارالخلافت بغداد کی جانب واپسی کا حکم صادر کیا۔ اتفاق سے موکب ہمایوں دبیس کے لشکر کی طرف سے گذرا۔ خلافت مآب دبیس کے سر پر پہنچ گئے اور وہ خواب غفلت میں پڑا ہوا خراٹے لے رہا تھا خلافت مآب نے اسے بیدار کیا۔ دبیس نے آنکھیں کھولیں تو خلافت مآب کو اپنے سرہانے رونق افروز پایا حسب عادت زمین بوسی کی اور معافی کی خواستگار ہوا۔ خلیفہ مسترشد کا دل نرم ہو گیا وزیر السلطنت جلال الدین بن صدقہ نے سفارش کی۔ دبیس سوار ہو کر برتقش ذکوی کے لشکر کے سامنے گیا اور ان لوگوں سے باتیں کرنے لگا۔ دوسرے وقت تک شاہی لشکر نے پل کو عبور کیا دبیس کو موقع مل گیا۔ ملک طغرل کے پاس واپس آ گیا اور اس کے ساتھ ساتھ اس کے چچا سنجر کی طرف روانہ ہوا اور صوبہ ہمدان میں پہنچتے ہی غارت گری کا ہنگامہ برپا کر دیا۔ سلطان محمود نے یہ خبر پا کر ان لوگوں کا تعاقب کیا مگر

کامیاب نہ ہُوا۔

دبیس کی ریشہ دوانی ملک طغرل نے قبضہ عراق سے ناامید ہو کر دبیس کے ساتھ سلطان سنجر کی طرف کوچ کیا۔ یہ اس وقت خراسان کا حکمران تھا اور بنو ملک شاہ کا ایک بااثر شخص تصور کیا جاتا تھا۔ ملک طغرل اور دبیس نے اس سے خلیفہ مسترشد اور یرنقش شحنہ بغداد کی الٹی شکایت کی۔ سلطان سنجر نے انصاف کرنے کا وعدہ کیا۔ چنانچہ دونوں اس کے پاس مقیم ہو گئے۔ دبیس سے نچلا نہ بیٹھا گیا سلطان سنجر کو عراق پر قبضہ کر لینے کی ترغیب دینے لگا موقع پا کر مسترشد اور سلطان کی جانب سے اسے بدظن کرتا جاتا تھا۔ بالآخر یہ امر سلطان سنجر کے ذہن نشین کر دیا کہ خلیفہ مسترشد اور سلطان محمود دونوں بالاتفاق سلطان سنجر کی مخالفت پر کمر بستہ اور تیار ہیں، کہتے سنتے سلطان سنجر کی بھی رگ حمیت و مردانگی جوش میں آگئی ۵۲۲ھ میں عراق کی طرف کوچ کیا۔ رے پہنچا۔ دبیس کے خیالات کی تصدیق کرنے کی غرض سے سلطان محمود کو ہمدان سے بلا بھیجا۔

سلطان سنجر اور سلطان محمود سلطان محمود سلطان سنجر کا پیام پاتے ہی حاضر ہو گیا جس سے دبیس کے پیدا کیئے ہوئے خیال کی تکذیب ہو گئی سلطان سنجر نے اپنی افواج کو سلطان محمود کے استقبال کے لئے بھیجا، شاہی فوج نے سلطان محمود کی سلامی دی۔ سلطان سنجر نے اسے اپنے برابر تخت پر بٹھایا۔ عزت و احترام سے پیش آیا۔ ۵۲۲ھ کے آخری دو تک سلطان محمود اس کی خدمت میں رہا۔ اس کے بعد سلطان سنجر پھر لوٹ کر خراسان آیا اور دبیس کو سلطان محمود کے سپرد کر کے یہ ہدایت کی کہ اسے اس کے شہر بعزت و احترام واپس کر دینا چنانچہ سلطان محمود نے دبیس کے ساتھ .... ہمدان کی جانب کوچ کیا۔ محرم ۵۲۳ھ میں بغداد کی طرف روانہ ہُوا۔ وزراء اور امراء نے استقبال کیا۔ سلطان محمود نے دبیس کو شاہی مکان میں ٹھہرایا خلافت مآب سے اس کی معافی کی سفارش کی خلافت مآب راضی ہو گئے مگر حکومت دینے سے انکار کیا۔ دبیس نے اس غرض کے حاصل کرنے کے لئے ایک لاکھ دینار پیش کیئے خلافت مآب نے قبول نہ فرمایا۔ سلطان محمود نے نصف سنہ مذکور میں بغداد سے ہمدان کی کوچ کیا۔

دبیس کا فرار | سلطان محمود کی بیوی اس کے چچا سلطان سنجر کی بیٹی تھی اور یہی دبیس کی مخالفت کے زمانہ میں سلطان محمود کا ہاتھ بٹاتی تھی، ہمدان سے سلطان کے کوچ کرنے کے وقت اس کا انتقال ہوگیا۔ دبیس کو چالبازی کا موقع مل گیا۔ اس کے بعد سلطان بیمار ہوگیا۔ دبیس نے اس کے چھوٹے لڑکے کو لے کر عراق کا راستہ لیا۔ خلیفہ مسترشد نے اس کی مدافعت کی غرض سے فوجیں فراہم کیں بہروز شحنہ بغداد اس وقت حلہ میں تھا دبیس کی روانگی کا حال سن کر حلہ چھوڑ کر بھاگا۔ دبیس نے ماہ رمضان ۵۲۳ھ میں اس پر قبضہ کر لیا۔ سلطان محمود کو اس کی خبر لگی تو اس نے امیر ابن قزل اور احمد یلی کو بلایا۔ یہ دونوں دبیس کی نیک چلنی اور اطاعت کے ضامن تھے اور یہ کہا کہ دبیس کو لا کر تم دونوں حاضر کرو۔ اس کی اطاعت و فرمانبرداری کے تم ضامن تھے۔ چنانچہ احمد یلی دبیس کے روک تھام کے لئے روانہ ہوا اور سلطان عراق کی طرف آیا۔ دبیس نے بہت سے تحائف اور ہدایا سلطان کی خدمت میں بھیجے جس میں دو لاکھ دینار نقد اور تین سو راس گھوڑے تھے جن کی زینیں اور نعلین زریں تھیں۔ جب سلطان بغداد میں داخل ہوگیا تو دبیس نے بصرہ کا راستہ لیا اور وہاں پہنچ کر اس کو لوٹ لیا جو کچھ بیت المال میں پایا سب پر قبضہ کر لیا۔ سلطان نے اس کے تعاقب میں فوجیں روانہ کیں دبیس بصرہ کو چھوڑ کر بریہ میں چلا گیا۔

دبیس کی گرفتاری | دبیس نے جس وقت بصرہ کو چھوڑا تھا اسی زمانہ میں اس کے بلانے کے لئے ایک قاصد صرخد (صرصر) سے آیا تھا۔ والی صرخد ایک خصی تھا اسی سنہ میں اس نے وفات پائی تھی ایک عورت بوقت وفات چھوڑ گیا تھا۔ اس کے مرنے پر یہ عورت قلعہ پر قابض ہوگئی ساتھ ہی یہ خیال پیدا ہوا کہ نظام حکومت اس وقت تک قائم نہیں رہ سکتا جب تک کسی شخص سے جو کہ صاحب قوت و جنگ ہو تعلق نہ پیدا کیا جائے۔ لوگوں نے اس سے دبیس کی تعریف کی کہ اس کا بہت بڑا خاندان ہے، نہایت دلیر اور جنگ آور ہے اس کے رعب و داب سے سارا عراق بید کی طرح تھرتھراتا ہے اس بنا پر اس عورت نے دبیس کی طلبی کا خط لکھا تا کہ اس سے اپنا عقد کرے اور قلعہ اور مال و زر پر اسے قابض کر دے دبیس کو یہ خط بصرہ چھوڑنے کے بعد ملا۔ فوراً عراق سے شام کی جانب کوچ کر دیا۔ چند رہبر اس کے ساتھ تھے دمشق ہو کر گزرا۔

تاج الملوک والی دمشق کو جاسوسوں نے اس کی خبر کر دی والی دمشق نے اسے گرفتار کر لیا عماد الدین زنگی نے جو کہ دبیس کا جانی دشمن تھا" تاج الملوک کو پیام دیا کہ اگر تم دبیس کو میرے پاس بھیج دو گے تو میں اس کے عوض میں تمہارے بیٹے اور ان امراء کو قید سے رہا کر دوں گا جو میرے یہاں نظر بند ہیں۔ تاج الملوک نے بلاعذر اس حکم کی تعمیل کی۔ دبیس پابہ زنجیر زنگی کے پاس بھیج دیا گیا۔ دبیس کو اپنے قتل کا یقین کامل ہو گیا۔ مگر زنگی نے اس کے ساتھ اس کی خلاف توقع وہ برتاؤ کیے جو اکابر ملوک کے ساتھ کیے جاتے ہیں زنگی نے اسے رہا کر دیا بہت سا مال و اسباب سواریاں، چوپائے اور آلات حرب مرحمت کیے۔ کسی ذریعہ سے مسترشد کو دبیس کی گرفتاری کی اطلاع ہوئی سدید الدین بن انباری کو تاج الملوک کے پاس دبیس کی طلبی کے لئے بھیجا۔ سدید الدین جزیرہ ابن عمر سے دمشق کی طرف روانہ ہوا۔ اثناء راہ میں یہ معلوم ہوا کہ والی دمشق نے اسے زنگی کے پاس بھیج دیا ہے اس وجہ سے سدید الدین کا مقصد پورا نہ ہو سکا۔

سلطان محمود کی وفات ۵۲۵ھ میں سلطان محمود نے سفر آخرت اختیار کیا اس کا بیٹا ملک داؤد اس کی جگہ تخت حکومت پر رونق افروز ہوا۔ اس کے چچا مسعود اور سلجوق حکومت و ریاست حاصل کرنے کے لئے اس سے معرکہ آرا ہوئے آخر کار سلطان مسعود کا قدم حکومت و سلطنت پر جم گیا ان دونوں مسعود و سلجوق کا بھائی طغرل اپنے چچا سلطان سنجر کے پاس خراسان میں تھا۔

سلطان سنجر سلطان سنجر خاندان سلجوقیہ کا بہت بڑا نامور رکن تھا تمام ملوک سلجوقیہ اس کے حکم کے آگے گردنیں جھکا دیتے تھے اسے سلطان مسعود کا سلجوق اور طغرل سے لڑنا ناگوار ہوا طغرل کو لیئے ہوئے عراق کی طرف کوچ کیا۔ رفتہ رفتہ ہمدان پہنچا۔ عماد الدین زنگی کو طلب کر کے شحنہ بغداد مقرر کیا اور دبیس بن صدقہ کو چونکہ یہ بھی زنگی کے پاس تھا بطور جاگیر حلہ دیا۔ سلطان مسعود کو اس کی خبر لگی تو اس نے سنجر اور طغرل سے جنگ کی تیاری کا حکم دیا۔ خلیفہ مسترشد سے میدان جنگ میں شریک ہونے کی درخواست کی۔

دبیس اور زنگی کی فوج کشی و پسپائی چنانچہ جناب خلافت مآب نے بغداد سے خروج کیا مگر یہ سن کر کہ زنگی اور دبیس بغداد کے قریب پہنچ گئے ہیں بغداد کی جانب واپس ہوا۔ عباسیہ میں زنگی سے مڈبھیڑ ہو گئی زنگی شکست کھا کر بھاگا اس کے لشکر کا ایک بڑا حصہ کام آ گیا۔ خاتمہ جنگ کے بعد خلیفہ مسترشد بغداد میں

مظفر و منصور داخل ہوا۔ باقی رہا دبیس وہ حلہ میں جا کر پناہ گزین ہوا۔ بلاد حلہ اور اس کے گرد و نواح کے شہروں پر اقبال خادم خلیفہ کا تصرف جاری تھا۔ خلیفہ مسترشد نے یہ خبر پا کر کہ دبیس بلاد حلہ کی طرف گیا ہے لشکر بغداد کو اقبال کی کمک پر بھیجا۔ گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ دبیس شکست اٹھا کر بھاگا انتہائی وقت اور بجد بے سروسامانی سے اس کی جان بچی۔ واسط پہنچا۔ یہاں پر اس کا بقیۃ السیف لشکر بھی آ گیا۔ ابن ابی الخیر والی بطیحہ نے اسے مالی اور فوجی مدد دی جس سے اس نے ۵۲۷ھ میں واسط پر قبضہ حاصل کر لیا۔ اقبال خادم اور یرنقش شحنہ بغداد نے ان لوگوں کی سرکوبی کے لیے فوجیں روانہ کیں۔ دبیس واسطیوں کو مرتب کر کے مقابلہ پر آیا۔ سخت اور خوں ریز جنگ کے بعد دبیس کو شکست ہوئی میدان اقبال کے لشکر کے ہاتھ رہا اس شکست کے بعد دبیس نے سلطان مسعود کے پاس جا کر دم لیا۔ اور اسی کی خدمت میں قیام پذیر ہوا۔

طغرل کی وفات

اس زمانہ سے دبیس برابر سلطان مسعود کی خدمت میں حاضر رہا یہاں تک کہ اس کے اور خلیفہ مسترشد کے درمیان ناچاقی ہوئی اور اس کا بھائی طغرل رہگذار ملک آخرت ہوا جیسے کہ ان کے حالات میں مذکور ہے سلطان مسعود اپنے بھائی طغرل کے مرنے کے بعد ہمدان گیا اور اس پر قابض ہو گیا یہاں پر ایک جماعت نے جو اس کے نامور امرا اور با اثر اراکین حکومت میں سے تھی اس کا ساتھ چھوڑ دیا ان میں دبیس بن صدقہ بھی تھا اور خلافت مآب کی خدمت میں حاضر ہو کر امن کے خواہاں ہوئے خلافت مآب نے دبیس کی بد عہدی کی وجہ سے ان لوگوں کی معذرت قبول نہ کی۔

اعرج کا معرکہ

ان لوگوں نے خوزستان کا راستہ لیا اور برسق بن برسق سے پہنچ کر سازش کر لی اس کے بعد خلافت مآب کو اپنی رائے کی غلطی محسوس ہوئی اور ان امرا کو جو دبیس کے ہمراہ اور ہمسفر تھے امان نامہ لکھ کر بھیجا۔ جس وقت خلافت مآب نے دبیس کی وجہ سے امرا کو بغیر امان دیے ہوئے واپس کیا تھا ان لوگوں نے بالاتفاق دبیس کے گرفتار کر لینے اور خلافت مآب کی خدمت انجام دینے کی رائے قائم کر لی تھی دبیس کو کسی ذریعہ سے اس کا احساس ہو گیا بھاگ کر سلطان محمود کی خدمت میں پھر آ گیا، یہ وہ زمانہ تھا کہ خلیفہ مسترشد نے سلطان مسعود سے جنگ کے لئے بغداد سے ماہ رجب ۵۲۹ھ میں کوچ فرمایا تھا۔ اکثر گورنروں نے بغرض اظہار اطاعت و فرماں برداری سفارت بھیجی۔ داؤد بن سلطان محمود نے آذربائیجان سے پیام بھیجا کہ اگر خلافت مآب دینور

کی طرف سے قصد فرمائیں تو یہ خانہ زاد بھی موکب ہمایوں کی رکاب میں ہو کر شریک جنگ ہونے کی عزت حاصل کرے۔ خلیفہ مسترشد نے اس کا انکاری جواب دیا اور جنگ کے خیال سے کوچ و قیام کرتا ہوا مقام اعرج تک پہنچ گیا اسی مقام پر حریف سے مڈبھیڑ ہوئی۔

خلیفہ مسترشد کی گرفتاری و مصالحت اتفاق سے شاہی افواج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئیں خلیفہ مسترشد گرفتار کر لیا گیا۔ وزیر السلطنت شرف الدین علی بن طراد، قاضی القضاۃ ابن انباری اور سرداران و ارکین حکومت کی ایک جماعت قید کر لی گئی۔ لشکر گاہ میں جو کچھ مال و اسباب تھا لوٹ لیا گیا۔ سلطان نے بغداد کی جانب کوچ کیا اور روانگی سے قبل امیر بکابہ کو شحنہ بغداد مقرر کر کے روانہ کیا۔ خلافت مآب کی اس شکست سے بغداد میں واویلا اور مصیبتا ہ کا شور برپا ہو گیا اس کے بعد سلطان مسعود نے خلیفہ مسترشد کو ایک خیمہ میں نظر بند کر دیا اور چند آدمیوں کو اس کی حفاظت و نگرانی پر متعین کیا مصالحت کا پیام بھیجا اور یہ شرائط پیش کیں (۱) کچھ مالیہ سالانہ ادا کیا کرے (۲) آئندہ فوجیں فراہم نہ کرے (۳) جنگ کے ارادے سے اپنے دار الخلافت سے قدم باہر نہ نکالے۔ خلیفہ مسترشد نے ان شرائط کو منظور کر لیا اور باہم مصالحت ہو گئی۔

خلیفہ مسترشد کا قتل اسی اثناء میں سلطان سنجر کا ایلچی آ پہنچا سلطان مسعود اس سے ملنے کے لئے سوار ہوا خلافت مآب کے محافظین خیمہ میں متفرق ہو گئے۔ باطنیہ کا ایک گروہ آخری ماہ ذی القعدہ ۵۲۹ھ میں خلافت مآب کے خیمہ میں گھس گیا اور خلافت مآب اور اس کے ہمراہیوں کی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔

دبیس کا خاتمہ خلیفہ مسترشد کے قتل کئے جانے کے بعد سلطان مسعود کو یہ خبر پہنچائی گئی کہ دبیس بن صدقہ کی سازش سے گروہ باطنیہ نے خلیفہ مسترشد کو قتل کیا ہے سنتے ہی آگ بگولا ہو گیا فوراً دبیس کے قتل کا حکم دیا ایک غلام دبیس کے دروازہ خیمہ پر کھڑا ہو گیا دبیس جس وقت خیمہ سے سر نیچا کئے ہوئے برآمد ہوا غلام نے تلوار کے ایک وار سے اس کا سر اڑا دیا دبیس کو یہ بھی نہ معلوم ہوا کہ کس نے مارا۔

صدقہ بن دبیس کی اطاعت اس واقعہ کی خبر دبیس کے بیٹے صدقہ تک پہنچی۔ یہ اس وقت حلہ میں تھا اس کے باپ کی فوجیں اور غلام اس کے پاس آ کر جمع ہوئے امیر قطلغ تکین امن حاصل کر کے اس کے پاس چلا آیا سلطان مسعود کو اطلاع ہوئی تو اس نے شحنہ بک آبہ کو صدقہ کی روک تھام پر مقرر کیا۔ فوراً

علی کو صدقہ کے قبضہ سے نکال لینے کی ہدایت اور تاکید کی یہاں تک کہ سلطان محمود نے اس کا قصور معاف کیا باہم صفائی ہو گئی صدقہ نے وہیں قیام اختیار کیا۔

خلیفہ راشد کی معزولی

خلیفہ مسترشد کے قتل کے بعد سلطان مسعود کے اشارے سے اس کا بیٹا راشد تخت خلافت پر متمکن ہوا کچھ عرصہ بعد سلطان مسعود اور خلیفہ راشد میں مخالفت پیدا ہوئی اس کشیدگی اور مخالفت کا باعث عماد الدین زنگی والی موصل تھا اس نے اسے اس فتنہ پر آمادہ کیا تھا خلیفہ راشد ان دنوں اس کے ساتھ تھا سلطان مسعود نے ۵۳۰ھ میں خلیفہ راشد کو معزول کر کے خلیفہ مقتفی کے ہاتھ پر خلافت و امارت کی بیعت کر لی تھی۔ راشد نے موصل چھوڑ دیا جو امراء ملکین داؤد کی رکاب میں تھے وہ اس کی رفاقت ترک کر کے سلطان مسعود کی خدمت میں چلے آئے سلطان مسعود ان لوگوں کے اس فعل سے راضی ہو گیا سامان سفر درست کر کے ہمدان کی جانب کوچ کیا اور اپنی افواج کو ان کے شہروں کی جانب واپسی کا حکم دیا اور خود صدقہ بن دبیس کے پاس چلا گیا اور اس سے اپنی بیٹی کا عقد کر دیا خلیفہ راشد موصل سے نکل کر حکومت و امارت حاصل کرنے کی غرض سے آذربائیجان پہنچا۔ والی فارس و خوزستان اور دیگر امراء کی ایک جماعت حاضر خدمت ہوئی، مالی اور فوجی مدد دینے کا اقرار کیا۔

صدقہ بن دبیس کا خاتمہ

سلطان مسعود کو اس کی خبر لگی تو وہ فوجیں مرتب کر کے ان کے سر پہ پہنچ گیا گھمسان کی لڑائی ہوئی بالآخر سلطان مسعود نے ان لوگوں کو شکست دی دوران جنگ میں امیر منکبرس نے والی فارس کو گرفتار کر لیا اور خاتمہ جنگ کے بعد قتل کر ڈالا۔ والی خوزستان اور عبدالرحمن طغایرک والی خلخال نے سلطان مسعود کی فوج پر لوٹ کر دوبارہ حملہ کیا اس وقت سلطان مسعود کی رکاب میں تھوڑی سی فوج باقی رہ گئی تھی سلطان مسعود کو ان لوگوں کے مقابلہ میں شکست ہوئی امراء کا ایک گروہ جو اس کی رکاب میں تھا گرفتار کر لیا گیا ان میں صدقہ بن دبیس اور عنتری ابن ابی العسکر تھا ان لوگوں کو بھی فتح مند گروہ نے قتل کر ڈالا اس کے بعد داؤد نے ہمدان کی جانب قدم بڑھایا اور اس پر قابض ہو گیا

محمد بن دبیس

سلطان مسعود نے اس شکست کے بعد اپنی حالت پھر درست کر لی اور جس قدر اسے مہم میں نقصان پہنچا تھا اس کی تلافی ہو گئی۔ حلہ پر محمد بن دبیس کو مامور کیا جہلبل بن ابی العسکر برادر عنتر کو معین و مددگار کے طور پر اس کے ساتھ بھیجا اس طرح محمد کے قدم حلہ کی حکومت پر مستقل طور پر جم گئے، باقی

رہے وہ واقعات جو راشد اور سلجوقیہ کے درمیان واقع ہوئے ہم انہیں آئندہ ان کے حالات کے ضمن میں تحریر کریں گے۔

علی بن دبیس

۵۴۲ھ میں بوزابہ والی فارس وخوزستان نے سلطان مسعود کے خلاف علم بغاوت بلند کیا اور سلطان محمد بن سلطان محمود کے ہاتھ پر حکومت کی بیعت کی عباس والی نے بھی ان لوگوں سے مل گیا ان لوگوں نے بہت سے شہروں پر قبضہ کر لیا۔ سلطان مسعود ان لوگوں کی سرکوبی کے لئے دارالخلافت بغداد سے روانہ ہوا۔ اور بغداد میں اپنی جگہ امیر مہلہل ابن ابی العسکر اور نظیر خادم کو چھوڑتا گیا۔ جب وقت سلطان مسعود نے بغداد سے کوچ کرنے کا قصد کیا تھا اس وقت مہلہل نے مختلف مصلحتوں کے باعث علی بن دبیس کو قلعہ تکریت میں قید کر دینے کی رائے دی اتفاق یہ کہ اس کی خبر علی بن دبیس تک پہنچ گئی چند آدمیوں کے ساتھ بھاگ کر بنو اسد میں پہنچا اور انہیں جمع کر کے حلہ کی طرف آیا۔

علی بن دبیس اور مہلہل کی جنگ

محمد فوجیں آراستہ کر کے مقابلہ پہ آیا لڑائی ہوئی۔ آخر کار علی نے محمد کو شکست دے کر حلہ پر قبضہ کر لیا۔ سلطان مسعود کو اس سے ناراضگی پیدا ہوئی مگر اس وجہ سے کہ اس کے اور اس کے باپ کے ہوا خواہ، خانہ زاد اور خاندان والے اور فوجیں اس کے پاس آ کر جمع ہو گئی تھیں اس کی قوت بڑھ گئی۔ مہلہل اس لشکر کے ساتھ اس کی رکاب میں بغداد میں مقیم تھا علی کی روک تھام کے لئے حلہ کی طرف روانہ ہوا۔ فریقین نے صف آرائی کی سخت اور خون ریز جنگ کے بعد مہلہل کو شکست ہوئی، شکست کھا کر بغداد کی طرف بھاگا۔ شحنہ بغداد اور ان لوگوں کو جو بغداد میں اس کے ساتھ تھے اس سے خطرہ پیدا ہوا خلیفہ نے شہر پناہ کی فصیلوں پر پہرہ مقرر کر دیا اور علی کو کہلا بھیجا کہ تم اپنے ارادوں میں مستقل اور مضبوط رہو، خلافت مآب کو تمہاری فتحیابی سے بیحد مسرت ہوئی۔ علی نے اطاعت و فرماں برداری کے اظہار کی غرض سے بارگاہ خلافت میں عریضہ روانہ کیا۔ لڑائی ختم ہوئی۔ امن وامان قائم ہو گیا۔

علی بن دبیس کی معزولی

چونکہ علی بن دبیس رعایا کے ساتھ حد درجہ کا ظالمانہ برتاؤ کیا کرتا تھا اس وجہ سے رعایا نے ۵۴۲ھ میں سلطان مسعود سے اس کی شکایت کی۔ سلطان مسعود نے ان کی شکایات پر علی بن دبیس کو معزول کر کے سالار کرد کو حلہ بطور جاگیر مرحمت فرمایا چنانچہ سالار کرد نے ہمدان سے حلہ کی جانب کوچ کیا اور بغداد سے فوجیں فراہم کر کے حلہ کی طرف بڑھا علی بن دبیس حلہ چھوڑ کر تفشکنجر کے پاس چلا گیا۔

اور سالار کرد نے اپنے ہمراہیوں اور خدام کے ساتھ حلہ میں قیام اختیار کیا۔ بغدادی لشکر واپس ہو گیا تقشلنجر اس وقت اپنے جاگیر مقام طف میں تھا۔ علی نے اس سے اپنا سارا ماجرا بیان کیا اور امداد کی درخواست کی۔ تقشلنجر اس کی مدد پر کمربستہ ہو کر اس کے ہمراہ واسط کی طرف روانہ ہوا طرنطائی والی واسط بھی اس کے ساتھ ہو لیا۔ ان لوگوں نے حلہ کو سالار کرد سے چھین کر علی بن دبیس کے حوالہ کر دیا۔ علی اس پر دوبارہ دوبارہ قابض ہو گیا۔ اور سالار کرد آخری سنہ ۵۴۲ھ میں بغداد کی جانب واپس ہوا۔

علی بن دبیس کی گرفتاری و رہائی

سنہ ۵۴۳ھ میں سلطان مسعود کے خلاف چند امرائے مخالفت و بغاوت کا علم بلند کیا ان میں تقشلنجر، طرنطائی اور علی بن دبیس بھی تھے ان لوگوں نے متفق ہو کر ملک شاہ بن سلطان محمود کی سلطنت و حکومت کی بیعت کر لی اور اس کی رکاب میں عراق کی طرف روانہ ہوئے خلیفہ مقتفی سے اس کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی درخواست کی خلافت مآب نے انکاری جواب دیا اور فوجیں فراہم کر کے بغداد کی قلعہ بندی کر لی اور سلطان مسعود کے پاس اطلاعی فرمان بھیج دیا۔ چونکہ سلطان مسعود اپنے چچا سلطان سنجر کی ملاقات کے لئے گیا ہوا تھا اس طرف متوجہ نہ ہو سکا۔ تقشلنجر کو کسی ذریعہ سے اس کی خبر لگ گئی۔ آپس میں جوتیاں چلنے لگیں تقشلنجر نے نہروان کو لوٹ لیا اور علی بن دبیس کو گرفتار کر لیا باقی رہا طرنطائی وہ بھاگ کر نعمانیہ پہنچا۔ اتنے میں سلطان مسعود وارد بغداد ہوا تقشلنجر نے نہروان سے کوچ کر دیا اور علی بن دبیس کو چھوڑ دیا۔ علی بن دبیس سلطان مسعود کی خدمت میں بغداد میں حاضر ہوا۔ قصور معاف کرنے کی درخواست کی سلطان مسعود نے اس کی خطا معاف کر دی۔

امارت بنی مزید کا خاتمہ

ان واقعات کے بعد علی بن دبیس والی حلہ بیمار ہو گیا اس کے طبیب خاص محمد بن صالح نے ہر چند علاج کیا مگر صحت یاب نہ ہو سکا علالت کے تھوڑے ہی دن بعد راہگزار ملک عدم ہوا اس کے بعد سلطان مسعود آخری تاجدار سلجوقیہ نے سفر آخرت اختیار کیا اس کے بھتیجے ملک شاہ بن محمود کے ہاتھ پر ارکین دولت نے سلطان مسعود کے ولی عہد ہونے کی وجہ سے حکومت و سلطنت کی بیعت کی خلیفہ مقتفی نے سلطان مسعود کے مرتے ہی ملوک سلجوقیہ پر غلبہ حاصل کر لیا۔

مسعود بلاک

سلطان ملک شاہ نے تخت حکومت پر متمکن ہو کر سالار کرد کو حلہ روانہ کیا۔ اس نے حلہ

پہنچ کر قبضہ کر لیا۔ مسعود بلاک شحنہ بغداد بھی اس کے پاس چلا گیا۔ سلطان مسعود کی وفات کے وقت بغداد سے بھاگ گیا تھا اور اس سے اتفاق اور ہمدردی کا اظہار کیا تھا۔ کچھ عرصہ بعد موقع پا کر مسعود بلاک نے مالا رکرد کو گرفتار کر کے دریا میں ڈبو دیا اور خود حلہ کی حکومت پر قابض ہو گیا۔ خلیفہ مقتفی نے یہ خبر پا کر اپنے وزیر السلطنت عون الدین بن ہبیرہ کی ماتحتی میں فوجیں روانہ کیں مسعود بلاک بھی اپنا لشکر لے کر مقابلہ پر آیا مگر شکست کھا کر تکریت کی طرف لوٹا۔ اہل حلہ نے اسے حلہ میں داخل نہ ہونے دیا تب بلاک نے تکریت کا راستہ لیا اور وزیر السلطنت عون نے حلہ پر قبضہ کر لیا۔ اور کوفہ اور واسط کے سر کرنے کے لئے فوجیں روانہ کیں چنانچہ کوفہ اور واسط بھی سر ہو گیا۔ اس کے بعد سلطان ملک شاہ کا لشکر کوفہ آپڑا تو خلیفہ مقتفی کی فوجوں نے کوفہ چھوڑ کر واسط کا راستہ لیا اور جب شاہی لشکر واسط کی طرف بڑھا تو خلیفہ کی فوج نے واسط کو چھوڑ کر حلہ کی طرف قدم بڑھایا۔ غرض یکے بعد دیگرے شہروں کو خلیفہ کی فوج چھوڑتی گئی اور شاہی لشکر قابض ہوتا گیا بالآخر بلغبد ۵۴۸ھ میں خلیفہ کی فوج بغداد کی جانب واپس ہوئی۔

سلطان ملک شاہ کی معزولی

اس کے بعد امراء و ارالین دولت سلجوقیہ نے ملک شاہ کو ۵۴۸ھ میں گرفتار کر لیا اور اس کے بھائی محمد کو تخت حکومت پر متمکن کیا۔ خلیفہ مقتفی سے اس کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی درخواست کی جسے مقتفی نے منظور نہ فرمایا۔ اس بنا پر سلطان محمد بن محمود نے ۵۵۱ھ میں عراق کی جانب کوچ کیا بغداد میں کھلبلی پڑ گئی۔ خلیفہ مقتفی نے نہایت حزم و احتیاط سے مقابلہ کی تیاری کی واسط کی فوجیں بھی آ گئیں۔ سلطان محمد نے مہلہل بن ابی العسکر کو حلہ پر قبضہ کرنے کے لئے بھیجا چنانچہ اس نے حلہ پر قبضہ کر لیا اور سلطان محمد نے ۵۵۲ھ میں بغداد پہنچ کر محاصرہ ڈال دیا مگر کسی قسم کی کامیابی نہ ہوئی مجبوراً واپس ہوا۔

خلیفہ مقتفی کی وفات

۵۵۵ھ میں خلیفہ مقتفی کو سفر آخرت درپیش آیا اس کا بیٹا مستنجد تخت خلافت پر متمکن ہوا یہ بھی اپنے باپ کی طرح امور سلطنت کے نظم و نسق سے واقف تھا اس نے بغداد میں سلجوقیہ کا خطبہ بند کر دیا۔

خلیفہ مستنجد اور بنو اسد

چونکہ بنو اسد نے محاصرہ بغداد میں مہلہل بن ابی العسکر کا ساتھ دیا تھا۔ اس وجہ سے مستنجد کو بنو اسد سے ناراضگی اور کشیدگی تھی۔ تخت خلافت پر متمکن ہو کر یرون بن قماج کو بنو اسد کے زیر کرنے کے لئے روانہ کیا۔ بنو اسد اس وقت پہاڑوں دروں میں منتشر

تھے ان تک کسی کا ہاتھ نہ پہنچتا تھا بردان نے ہر چند کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو سکا تب خلیفہ مستنجد نے ابن معروف سردار منتفق کو بصرہ سے بنواسد پر حملہ کرنے کے لئے لکھا چنانچہ ابن معروف نے بہت بڑی فوج فراہم کر کے بنواسد پر چڑھائی کر دی اور پہنچتے ہی ایسی خوبی سے ان کا محاصرہ کر لیا کہ وہ پانی تک کو محتاج ہو گئے۔ خلیفہ مقتفی نے بردان کو عتاب آمیز فرمان روانہ کیا اور اس پر اس وجہ سے کہ اس نے بنواسد کو زیر کرنے میں تاخیر کی تھی شیعیت اور بنواسد کی موافقت کا الزام لگایا۔

بنواسد کی جلاوطنی

بردان اور ابن معروف نے متفقہ کوشش سے بنواسد کی لڑائی میں کام لیا اور ان کے پانی لانے کے راستے بند کر دیئے اور نہایت بے رحمی سے انہیں پامال کرنے کو بڑھے چار ہزار بنواسد مارے گئے باقی ماندہ کے لئے حلہ سے جلاوطن ہو کر نکل جانے کی منادی کرا دی چنانچہ وہ لوگ حلہ سے جلاوطن ہو کر اطراف بلاد میں پھیل گئے اور ان میں سے ایک متنفس بھی عراق میں نہ رہا ان کے پہاڑی درے اور ان کے مقبوضات پر ابن معروف اور منتفق قابض ہو گئے۔ بنو مزید کی دولت وحکومت کا خاتمہ ہو گیا۔

والبقاء اللہ وحدہ

باب ۲

امارت مصر و دولت ابن طولون

فتح مصر ۲۰ھ: ہم اوپر فتوحات اسلامیہ کے تذکرہ میں عمرو بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے مصر فتح ہونے کا واقعہ، ۲۰ھ زمانہ خلافت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں جو کہ انہی کے حکم سے وقوع میں آیا تھا بیان کر آئے ہیں، فتح و کامیابی کے بعد موصوف الصدر نے عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص کو اس شہر کی گورنری عطا کی۔ چنانچہ رفتہ رفتہ عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص کی فتوحات کا سیلاب مصر کے علاوہ ممالک مغرب میں طرابلس اور ودان وغدامس تک پہنچ گیا تھا جیسا کہ یہ واقعات اپنے مقام پر بیان کیے جا چکے ہیں۔

عبداللہ بن ابی سرح کی گورنری: پورے عہد خلافت عمر رضی اللہ عنہ میں اس صوبہ کی عنان حکومت عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص کے ہاتھ میں رہی۔ اس کے بعد عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان نے صعید کی حکومت پر عبداللہ بن ابی سرح کو مقرر فرمایا اور مصر کو اس سے علیحدہ کر کے ایک جدا صوبہ قرار دیا۔ عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص کو یہ ناگوار گزرا۔ گورنری مصر سے مستعفی ہو گئے، امیر المومنین عثمان نے صوبہ مصر کو گورنری صعید سے ملحق کر کے اس صوبہ کی عنان حکومت بھی عبداللہ بن ابی سرح کو دیدی، اس کے عہد حکومت میں غزوہ صواری ہوا۔ رومیوں نے قسطنطنیہ سے ایک ہزار کشتیوں کا بیڑا مصر کی طرف روانہ کیا، یہ بیڑا ساحل سکندریہ پر لنگر انداز ہوا۔ اطراف و جوانب کے دیہات والوں نے بدعہدی کی اور بغاوت پر کمر باندھی۔ اہل سکندریہ نے دربار خلافت عثمان رضی اللہ عنہ سے یہ درخواست کی کہ ہماری امداد و کمک پر عمرو بن العاص مامور کیے جائیں۔

عمروؓ بن العاص کی مراجعت مدینہ | عثمانؓ نے عمروؓ بن العاص کو اہل اسکندریہ کی کمک پر روانہ کیا۔ عمروؓ بن العاص نے عرب کے جنگ آوروں کے ساتھ رومیوں پر حملہ کیا۔ مقوقس بھی قبطی فوج کی معیت میں رومیوں کے ساتھ تھا۔ رومیوں نے اُن دیہات والوں سے مل کر جنہوں نے اظہار بغاوت کیا تھا کشتیوں سے اتر کر میدان جنگ کا راستہ لیا۔ گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ بالآخر اللہ جل شانہٗ نے لشکر اسلام کو فتح نصیب کی رومی فوجیں شکست کھا کر اسکندریہ کی جانب بھاگیں۔ عمروؓ بن العاص نے ان لوگوں کو جی کھول کر پامال کیا اور قرب و جوار کے دیہات والوں کا جو کچھ مال و اسباب مسلمانوں نے لوٹ لیا تھا ان کے عذر معذرت کرنے پر واپس کر کے مدینہ منورہ کی جانب واپس آ گئے اور عبداللہ بن ابی سرح اس کی گورنری پر بدستور قائم رہے انہوں نے افریقہ پر جہاد کیا اور بزور تیغ اسے فتح کر لیا اس کے بعد تو پے بہ پے جہاد کے ارادے سے فوج کشی کی اور ان پر جزیہ مقرر کیا جو زمانہ دراز تک باقی رہا۔ یہ واقعات سنہ ۳۳ھ کے ہیں ان واقعات کے بعد معاویہؓ بن خدیج کی ماموری دفوج میں آئی۔ اُنہوں نے بھی بہت سے شہر ملک افریقہ کے سر کئے اور ملک افریقہ کو خوب پامال اور تاخت و تاراج کیا یہاں تک کہ فتح افریقہ کی ان کے ہاتھ سے تکمیل ہوئی۔

عبداللہ بن ابی سرح کی معزولی | پھر عثمانؓ کے آخری دور خلافت میں جب کہ فتنہ برپا ہو چکا تھا اور کثرت سے لوگ آپ پر طعن کرنے لگے تھے معاویہؓ بن خدیج مصری لشکر کے ایک گروہ کے ساتھ بطور وفد دربار خلافت میں حاضر ہوئے۔ مصری لشکر کو عبداللہ بن ابی سرح اور اس کے عمال سے شکایت پیدا ہو گئی تھی، عثمانؓ نے ان لوگوں کی رضامندی کے خیال سے عبداللہ بن ابی سرح کو گورنری مصر سے معزول کیا۔ اتنے میں اس خط کا قصہ پیش آ گیا جو کہ مروان کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اور لشکریان مصر نے عثمانؓ کا ان کے مکان میں محاصرہ کر لیا۔ عبداللہ بن ابی سرح نے یہ خبر پا کر مصر سے عثمانؓ کی مدد کے لئے کوچ کیا جوں ہی عبداللہ نے مصر سے کوچ کیا۔ محمد بن ابی حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ نے مصر پر قبضہ کر لیا۔ عبداللہ ... یہ سن کر اثنائے راہ سے واپس ہو گئے۔ محمد نے مصر میں داخل ہونے سے روک دیا تب عبداللہ نے عسقلان کا راستہ اختیار کیا اور وہاں پہنچ کر پڑاؤ کر دیا یہاں تک کہ عثمانؓ بلوایان مصر کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔ اس وقت عبداللہ نے عسقلان سے رملہ جا کر قیام کیا اور فتنہ و فساد کے خوف سے مدتوں یہیں

ٹھہرے رہے یہاں تک کہ راہی ملک عدم ہوئے نہ علیؓ بن ابی طالب کی بیعت کی نہ معاویہؓ کی۔ اس کے بعد عمروؓ بن العاص نے محمد بن حذیفہ کو قتل کر ڈالا۔ اس واقعہ قتل کی کیفیت اور روایتیں مختلف ہیں۔

قیسؓ بن سعد کی معزولی

اس کے بعد علیؓ نے مصر کی حکومت پر قیسؓ بن سعد بن عبادہ کو متعین فرمایا۔ یہ علیؓ کے پکے دوست اور ان کے دشمنوں کے جانی دشمن تھے۔ معاویہؓ نے ان کے ملانے کی کوشش کی۔ انہوں نے نہایت بری طور سے اس سے انکار کر دیا۔ مگر معاویہؓ نے اس کے برعکس ان کی حمایت کو مشہور کر دیا۔ اس بنا پر علیؓ نے حکومت مصر سے قیسؓ کو معزول کر کے اشتر نخعی کو مامور فرمایا۔ اشتر نخعی کا نام مالک تھا۔ حرث بن لغوث بن سلمہ بن ربیعہ بن حرث بن حزیمہ بن سعد بن مالک بن النخع کے بیٹے تھے۔

محمد بن ابی بکر کا تقرر

اشتر نخعی نے مصر کا سفر کیا۔ قریب مصر قلزم میں پہنچ کر ۳۷ھ میں مر گئے۔ تب علیؓ نے اشتر کی جگہ محمد بن ابی بکر کو متعین کیا یہ ان کے گود کے پالے ہوئے تھے۔ ان واقعات کے بعد معاویہؓ نے عمروؓ بن العاص سے خط و کتابت کا سلسلہ جاری کیا یہ اس وقت فلسطین میں تھے اور شہادت عثمانؓ کے بعد انہوں نے گوشہ نشینی اختیار کر لی۔ چند روز کے نامہ و پیام کے بعد معاویہؓ نے عمروؓ بن العاص کو اپنا ہم خیال بنا لیا۔ چنانچہ علیؓ سے جنگ کرنے کے لئے معاویہؓ کے ساتھ ہو گئے۔ معاویہؓ نے انہیں مصر کی گورنری عنایت کی۔ صفین اور محاکمہ کے واقعہ کے بعد عمروؓ بن العاص نے مصر کی طرف کوچ کیا اور معاویہؓ دعویدار خلافت ہو گئے۔

محمد بن ابی بکر کا خاتمہ

محمد بن ابی بکر والی مصر کے نظام حکومت میں خلل آ گیا۔ معاویہؓ بن خدیج سکونی نے عثمانیہ جماعت کے ساتھ اطراف مصر میں محمد بن ابی بکر کے خلاف خروج کیا۔ عمروؓ بن العاص نے ہوا خواہان عثمانؓ کو اس واقعہ سے مطلع کر کے علم خلافت کی مخالفت پر ابھار دیا۔ سوار فوجوں کو مصر کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ اس مہم کے مقدمۃ الجیش پر معاویہؓ بن خدیج تھے دونوں حریفوں کی مڈبھیڑ ہوئی محمد بن ابی بکر کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی اور ان کے ہمراہی ان سے جدا ہو گئے۔ دوران جنگ میں مارے گئے۔ جیسا کہ ان کے حالات میں یہ واقعہ مشہور ہے۔

ولایت مصر پر گورنروں کا تقرر و معزولی

عمروؓ بن العاص نے فتح مندی کے ساتھ فسطاط میں قدم رکھا اور ۴۳ھ تک مصر پر حکمرانی کر کے سفر آخرت اختیار کیا۔ ان کی جگہ ان کا بیٹا عبداللہ حکمران ہوا۔ معاویہؓ نے

چند روز بعد انہیں معزول[1] کرکے اپنے بھائی عتبہ بن ابی سفیان کو متعین کیا۔ ۴۴ھ میں اس نے وفات پائی۔ اس کی جگہ عقبہ بن عامر جہنی مامور ہوا پھر ۴۷ھ میں یہ معزول کیا گیا اور اس کی جگہ معاویہؓ بن خدیج کو سند حکومت عطا ہوئی۔ اس کے بعد ۵۰ھ میں ان سے افریقہ کی حکومت لے لی گئی اور عقبہ بن نافع مامور کیا گیا۔ پھر مصر اور افریقہ کی عنان حکومت مسلمہؓ[2] بن مخلد انصاری کے ہاتھ میں دی گئی۔ مسلمہؓ نے اپنی جانب سے افریقہ کی حکومت پر اپنے غلام ابو المہاجر کو متعین کیا۔ اس نے نہایت بدنما طریقہ سے عقبہ کو حکومت افریقہ سے سبکدوش کیا جیسا کہ مشہور رہے۔ ان واقعات کے ختم ہونے پر معاویہؓ نے وفات پائی۔ یزید بن معاویہ تخت حکومت پر متمکن ہوا نظام حکومت میں اضطراب پیدا ہوا۔ اس کے بعد مکہ معظمہ میں عبد اللہ[3] بن زبیرؓ کی امارت وخلافت کی بیعت لی گئی۔ تمام ممالک اسلامیہ میں ان کی حکومت وخلافت کی دعوت منتشر ہو گئی۔ انہوں نے مصر کی حکومت پر عبدالرحمٰن بن جحدم قرشی کو مقرر کیا۔

یہ عبدالرحمٰن عقبہ بن ایاس بن حرث بن عبد بن اسد بن جحدم فہری کا بیٹا ہے۔ اس کے بعد مروان کی حکومت وامارت کی بیعت لی گئی۔ عبداللہ بن زبیرؓ کے امور حکومت میں خلل پیدا ہو گیا۔ مروان نے مصر کی جانب

---

[1] اس معزولی کی وجہ یہ تھی کہ حضرت عبداللہ امیر معاویہ کے حامی نہ تھے اور اس جنگ وفساد سے گریز کرتے تھے اور حضرت حسنؓ کی دستبرداری کے وقت تک کسی کی بیعت نہیں کی۔ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے اور تین راتوں میں قرآن ختم کیا کرتے تھے یہ اپنے والد سے قبل اسلام لائے۔

[2] مسلمہ حضورؐ اور ابو بکرؓ و عمرؓ کے زمانے میں پولیس افسر تھے۔ حضرت عمرؓ انہی کے ذریعہ گورنروں کو غلطی کے باعث طلب فرماتے تھے یہ بھی حضرت حسن کی دست برداری کے وقت تک فتنہ وفساد سے الگ رہے۔

[3] عبداللہ بن زبیرؓ حضورؐ کے پھوپی زاد بھائی زبیرؓ کے صاحبزادے ہیں۔ ہجرت مدینہ کے بعد مسلمانوں میں سب سے پہلے یہی لڑکے پیدا ہوئے۔ ان کی والدہ اسماء ہیں جو حضرت ابو بکرؓ کی بڑی صاحبزادی ہیں۔ صحابہ میں ان کی شجاعت اور عبادت مشہور تھی۔

قدم بڑھایا۔ عبدالرحمٰن بن جحدم (عبداللہ بن زبیرؓ کے گورنر) کو مصر سے نکال کر عمرو بن سعید الاشرف کو حکومت مصر پر متعین کیا پھر مروان نے اسے مصعب بن زبیر سے جنگ کرنے کے لئے شام کی طرف بڑھنے کا حکم دیا اور اس کی جگہ مصر پر اپنے بیٹے عبدالعزیز[1] بن مروان کو مامور کیا۔ کچھ عرصہ بعد یہ مرگیا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ مروان کا بھی انتقال ہو گیا تھا اس کی جگہ عبداللہ بن عبدالملک مامور ہوا۔ سنہ ۹۰ھ میں ولید نے اسے معزول کیا اس کی جگہ مرۃ بن شریک بن مرشد بن حرث بن عیسے متعین ہوا۔ سنہ ۹۵ھ میں یہ بھی رہگزار ملک عدم ہوا۔

ولید نے اس کی جگہ عبدالملک بن رفاعہ کو سنہ ۹۶ھ میں متعین کیا۔ ولید نے اسے موت کے وقت سند حکومت عطا کی تھی۔ کہا جاتا ہے کہ اس کے پہلے اسامہ بن زید تنوخی مامور کیا گیا تھا۔ الغرض عمر بن عبدالعزیز نے عبدالملک بن رفاعہ کو سنہ ۹۹ھ میں معزول کر کے ایوب بن شرحبیل بن اکرم بن ابرھہ بن صباح اصبحی کو سند حکومت مرحمت فرمائی اس کے بعد یزید بن عبدالملک نے اسے معزول کر دیا اور اس کی جگہ بشر بن صفوان مامور ہوا پھر ہشام بن عبدالملک نے اسے معزول کیا۔ لعدہ[2] ... ابن رفاعہ کی جگہ حکومت مصر کی سند دی۔ اس تقرری کے پندرہ روز بعد یہ مرگیا اور وفات کے وقت اپنے بھائی ولید بن رفاعہ کو اپنا جانشین بنا گیا۔ ہشام نے اس تقرری کو قائم رکھا۔ سات ماہ تک اس نے حکمرانی کی پھر یہ معزول کیا گیا اور حنظلہ بن صفوان ماہ محرم سنہ ۱۲۴ھ میں ہشام کی منظوری سے مصر کا گورنر ہوا۔ جب مروان بن محمد حکمراں ہوا تو حنظلہ نے حکومت مصر سے استعفا دے دیا تب اس کی جگہ ——— حسان بن عتاہیہ کو اپنے نائب کے طور پر حکومت مصر پر متعین کیا۔

جب حسان وارد مصر ہوا تو اس نے حکومت مصر سے ہاتھ اٹھا لیا اس کی جگہ حفص بن ولید اس کی حکومت کے سولہویں دن مصر کی گورنری پر بھیجا گیا۔ دو ماہ حفص مصر کی گورنری پر رہا اس کے بعد مروان نے حوثرہ بن سہل بن عجلان باہلی کو ماہ محرم سنہ ۱۲۸ھ میں متعین کیا۔ رجب سنہ ۱۳۱ھ میں حوثرہ کو حکومت سے واپس کر کے مغیرۃ بن عبداللہ بن مسعود فزاری کو سند حکومت مصر عنایت کی۔ ماہ جمادی الآخرہ سنہ ۱۳۶ھ میں اس نے وفات پائی۔ وفات کے وقت اس نے اپنے بیٹے ولید کو مقرر کیا۔ اسی سنہ میں مروان نے منبروں کے بنائے جانے کا حکم صادر کیا۔ اس وقت دستور تھا کہ خطیب عصا ٹیک کر خطبہ دیا کرتے تھے اس کے بعد مروان بن محمد وارد

---

[1] عمر بن عبدالعزیز اسی کے لڑکے ہیں۔ [2] اصل کتاب میں جگہ خالی ہے۔

مصر ہوا اور یہیں اس کا زمانہ حیات پورا ہوا۔

عہد عباسی میں مصر کے گورنر

مروان بن محمد کے بعد دولت عباسیہ کا دور حکومت شروع ہوا۔ سفاح نے اپنے چچا صالح بن علی کو سنہ ۱۳۳ھ میں مصر کی حکومت عطا کی ایک مدت تک یہ صوبہ اسی کے گورنری میں رہا اپنی جانب سے لوگوں کو مامور کرتا تھا۔ سب سے پہلے عصن بن فانی کندی کو اپنا نائب بنایا آٹھ مہینے اس نے نیابت کی پھر ابو عون عبدالملک بن یزید (مناة کا مولےٰ) آٹھ ماہ حکمران رہا محرم سنہ ۱۷۴ھ میں داؤد بن یزید بن حاتم بن قبیصہ والی بنایا گیا اور اپنی حکومت کے ایک برس بعد محرم سنہ ۱۷۵ھ میں معزول کیا گیا۔ موسیٰ بن عیسےٰ گورنری مصر پر بھیجا گیا۔ ماہ ربیع الاول سنہ ۱۷۶ھ میں واپس کیا گیا اور اس کے چچا زاد بھائی ابراہیم بن صالح کو حکومت مصر عطا ہوئی۔ اپنی حکومت کے تیسرے مہینے مر گیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا صالح حکمران ہوا۔

رشید نے ماہ رمضان سنہ ۱۷۶ھ میں عبداللہ بن مسیب بن زہیر ضبی کو مامور کیا۔ ایک برس بعد اسے معزول کر کے ہرثمہ بن اعین کو مصر کی حکومت عنایت کی اس کی حکومت کے تیسرے مہینے آخری سنہ ۱۷۷ھ میں اسے افریقہ کی طرف بڑھنے کا حکم دیا اس نے اپنے بھائی عبداللہ بن مسیب کو مصر پر اپنا نائب مقرر کیا اس کے بعد ماہ رمضان سنہ ۱۷۹ھ میں موسیٰ بن عیسےٰ دوبارہ حکومت مصر پر بھیجا گیا اس نے اپنے بیٹے یحییٰ کو اپنی نیابت پر متعین کیا۔

پھر سنہ ۱۸۰ھ میں موسیٰ اپنی حکومت کے دسویں مہینے حکومت مصر سے واپس کر لیا گیا اور عبیداللہ بن مہدی بھیجا گیا پھر رمضان سنہ ۱۸۱ھ میں یہ واپس کیا گیا اور اسمٰعیل بن صالح بن علی جو کہ خلافت مآب کے چچاؤں میں سے تھا متعین ہوا اس نے اپنی طرف سے ایک شخص کو نائب بنا کر بھیج دیا پھر نصف سنہ ۱۸۲ھ میں یہ حکومت مصر سے سبکدوش کیا گیا اور اس کی حکومت کے دسویں مہینہ پھر حکومت مصر واپس بھیجا گیا پھر مسیب بن فضل جو کہ ابیورد والوں سے تھا والی مصر ہوا ساڑھے چار برس اس نے حکومت کی اس کے بعد معزول کیا گیا اس کے بعد رشید نے اپنے قرابت مندوں میں سے احمد بن اسمٰعیل بن علی کو سنہ ۱۸۷ھ کے نصف میں مصر کی حکومت عنایت کی دو برس دو ماہ تک حکمران رہا۔ اس کے بعد عبداللہ بن محمد بن امام ابراہیم بن محمد معروف بہ ابن

زینب کو حکومت مصر عطا ہوئی۔ اور آخری ماہ شعبان سنہ ۱۹۰ھ میں اپنی گورنری کے ایک برس دو ماہ بعد واپس کر لئے گئے۔

حاتم بن ہرثمہ بن اعین کو سند حکومت دی گئی۔ وہ شوال سنہ ۱۹۴ھ میں وارد مصر ہوا اور اپنی حکومت کے ایک برس تین ماہ بعد سنہ ۱۹۵ھ میں واپس بلا لیا گیا۔ جابر بن اشعث بن یحییٰ بن نعمان طائی اسی سنہ میں مامور ہوا۔ لشکریوں نے اسے اس کی حکومت کے ایک برس بعد سنہ ۱۹۶ھ میں مصر سے نکال دیا تب خلیفہ مامون نے مصر کی گورنری پر ابو نصر عباد بن محمد بن حیان بلخی (یہ کندہ کا غلام تھا) کو متعین کیا اور اس کی حکومت کے ڈیڑھ برس بعد ماہ صفر سنہ ۱۹۸ھ میں اسے معزول کر کے مطلب بن عبداللہ بن مالک بن ہیثم خزاعی کو سند گورنری عطا کی۔ یہ مکہ سے نصف ربیع الاول سنہ مذکور میں وارد مصر ہوا۔ پھر ماہ شوال میں اپنی حکومت کے آٹھویں مہینے لوٹا لیا گیا۔ خلافت مآب نے اپنے چچاؤں میں سے عباس بن موسیٰ بن عیسیٰ کو حکومت مصر کی سند عنایت کی اس نے اپنے بیٹے عبداللہ کو مصر کی حکومت پر اپنا نائب بنا کر بھیج دیا۔ امام محمد بن ادریس شافعی اس کے ساتھ تھے اس نے ڈھائی مہینے قیام کیا یوم النحر سنہ ۱۹۸ھ میں لشکریوں نے بغاوت کر کے اسے مار ڈالا اور مطلب بن عبداللہ کو اپنا امیر بنا لیا اس کے بعد بنی مطلب بن عبداللہ اور سری د حکم بن یوسف موالی بنی ضبہ کے درمیان جو کہ اہل بلخ قوم زط سے تھا لڑائیاں ہوئیں۔

چنانچہ اپنی حکومت کے ایک برس آٹھ مہینے بعد مطلب مکہ کی طرف بھاگ گیا۔ بالاتفاق اہل جند ماہ رمضان سنہ ۲۰۰ھ میں سری نامی ایک شخص امیر بنایا گیا۔ اس کی حکومت کے چھٹے مہینے لشکریوں نے اس پر یورش کی اور اسے معزول کر کے سلیمان بن غالب بن جبریل بن یحییٰ بن قرہ بجلی کو ماہ ربیع الاول سنہ ۲۰۱ھ میں امارت کی کرسی پر متمکن کیا اس نے اپنی طرف سے عبداللہ بن طاہر بن حسین (خزاعہ کے موالی) کو اپنا نائب بنایا۔ دس سال اس نے حکمرانی کی اس کے بعد خلیفہ مامون نے اپنے بھائی ابو اسحاق کو جس نے کہ اپنے زمانہ خلافت میں معتصم کے لقب سے اپنے کو ملقب کیا تھا سند حکومت عطا کی اس نے عیسیٰ جلودی کو اس کے بعد عمیر بن ولید تمیمی کو ماہ صفر سنہ ۲۱۲ھ میں مامور کیا۔ اپنی حکومت کے دو ماہ بعد یہ مار ڈالا گیا تب اس کا بیٹا محمد بن عمیر اس کی جگہ حکمراں بنایا گیا۔

اس کے بعد عیسیٰ جلودی کو دوبارہ سند حکومت عطا ہوئی اس کے بعد ابو اسحاق معتصم وارد فسطاط ہوا اور شام کی جانب روانہ اس وقت اس نے عبدویہ بن جبلہ کو ماہ محرم ۲۱۵ھ میں بطور اپنے نائب کے مامور کیا۔ ایک برس اس نے حکمرانی کی اس کے بعد عیسیٰ بن منصور بن موسیٰ خراسانی رافعی مولیٰ بنی نصر بن معاویہ مامور کیا گیا۔ پھر مامون اس کی حکومت کے ایک برس بعد مصر آیا۔ عیسیٰ بن منصور پر بے حد ناراض ہوا۔ پانی کا مقیاس اور ایک دوسرا پل فسطاط میں تعمیر کرایا اور ابو مالک کندر بن عبداللہ بن نصر صغدی کو مامور کر کے عراق کی جانب واپس ہوا۔ ماہ ربیع الاول ۲۱۹ھ میں کندر نے وفات پائی اس کا بیٹا مظفر اس کی جگہ حکمران ہوا۔

پھر جب معتصم نے تخت خلافت پر قدم رکھا تو اس نے مصر کی عنان حکومت ماہ رجب ۲۱۸ھ میں اپنے مولیٰ اشناس کو جس کی کنیت ابو جعفر تھی سپرد کی۔ اس نے اپنی جانب سے موسیٰ بن ابی العباس ثابت کو جو کہ بنو حنیفہ اہل شاس سے تھا ماہ رمضان ۲۱۹ھ میں مامور کیا۔ موسیٰ نے اپنی جانب سے اپنے بیٹے مظفر کو اپنا نائب بنایا چنانچہ یہ اشناس کی نیابت میں ساڑھے چار برس تک مصر کی حکومت کرتا رہا اس کے بعد مالک ابن کید بن عبداللہ صغدی اس کی نیابت پر متعین کیا گیا ماہ ربیع الآخر ۲۲۴ھ میں وارد مصر ہوا دو برس بعد یہ بھی معزول کیا گیا تب علی بن یحییٰ ارمنی ولایت مصر پر بھیجا گیا۔ عیسیٰ ابن منصور جسے معتصم نے عہد خلافت مامون میں مصر کی حکومت پر بھیجا تھا اور جس پر مامون بوقت ورود مصر ناراض ہوا تھا دوبارہ نیابت مصر پر روانہ کیا گیا چنانچہ عیسیٰ ماہ محرم ۲۲۹ھ میں مصر میں وارد ہوا اس کے بعد ۲۳۰ھ میں اشناس نے سفر آخرت اختیار کیا اور وفات کے وقت مصر کی حکومت پر ایتاخ مولیٰ معتصم کو اپنی نیابت پر مقرر کر گیا۔

اشناس کی جگہ ایتاخ مصر پر حکمرانی کرنے لگا۔ خلیفہ واثق نے اس تقرری کو بحال رکھا اور اس نے عیسیٰ بن منصور کو ماہ ربیع الثانی ۲۳۲ھ میں ایتاخ کی جگہ مصر پر مامور کیا۔ چار ماہ حکمرانی کی پھر ایتاخ نے ہرثمہ بن نصر جبلی کو مصر کی نیابت عطا کی یہ نصف ۲۳۳ھ میں وارد مصر ہوا۔ ایک برس مصر پہ حکومت کر کے مر گیا تب اس کا بیٹا حکمران ہوا اس نے ایتاخ کو بنی یحییٰ ارمنی پر ماہ رمضان ۲۳۴ھ میں مقرر کیا اس کے بعد ایتاخ حکومت مصر سے ماہ محرم ۲۳۵ھ میں معتصم کی وفات کے بعد معزول کیا گیا۔

خلیفہ متوکل نے اپنے بیٹے منتصر کو مصر کی عنان حکومت عطا کی اس نے اپنی جانب سے اسحاق بن یحییٰ

بن معاذ ختلی کو مامور کیا۔ اسی سنہ کے ماہ ذی القعدہ میں وارد مصر ہُوا۔ اسی نے اپنے زمانہ حکومت میں اولاد علی کو مصر سے عراق کی طرف شہر بدر کیا تھا۔ پھر ۲۳۶ھ کے ماہ ذی القعدہ میں حکومت مصر سے واپس بلا لیا گیا تب مستنصر نے مصر کی حکومت پر عبدالرحمٰن بن یحییٰ بن منصور بن طلحہ کو جو کہ طاہر بن حسین کا چچا زاد بھائی تھا مامور کیا۔ چنانچہ ماہ ذی القعدہ ۲۳۶ھ میں یہ وارد مصر ہُوا لیکن کچھ عرصہ بعد واپس بلا لیا گیا۔ تب اہل ہرات میں سے ابوحاتم عبید بن اسحاق بن عبس بن عبسہ کو ماہ صفر ۲۳۸ھ میں حکومت مصر پہ روانہ کیا۔ اس کے عہد حکومت میں رومیوں نے دمیاط پر یوم عرفہ ۲۳۸ھ میں شب خون مارا اس نے اپنے خدام میں سے ابوخالد یزید بن عبداللہ بن دینار کو متعین کیا۔ اس کے زمانۂ حکومت میں علویوں کو گھوڑے پر سوار ہونے اور غلاموں کے رکھنے کی ممانعت کی گئی۔

اس کے بعد مستنصر نے ماہ شوال ۲۴۷ھ میں عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی اس نے خالد بن یزید کو حکومت مصر پہ بدستور بحال رکھا پھر اس کی حکومت کے دسویں سال ۲۵۳ھ میں معتز نے اسے حکومت مصر سے معزول کر دیا۔ اس کی جگہ مزاحم بن خاقان بن عرطوج ترکی ۲۵۴ھ میں حکومت مصر پہ مامور ہُوا اس نے اپنی جانب سے ازجور بن اولغ طرخان ترکی کو متعین کیا۔ پانچ ماہ اس نے حکومت کی ماہ رمضان ۲۵۴ھ میں بقصد حج مکہ کا سفر کیا اور احمد بن طولون حکومت مصر پہ مامور ہُوا اس کی حکومت کو ایک حد تک استحکام حاصل ہو۔ اس کی اور اس کی آئندہ نسلوں کی ایک مدت تک یہاں حکومت قائم رہی جیسا کہ ہم ابھی بیان کریں گے۔

احمد بن طولون

ابن سعید نے بحوالہ کتاب ابن الدایہ فی اخبار بنی طولون تحریر کیا ہے کہ طولون ابو احمد طغز سے تھا تاتاریوں نے طغز پر فوج کشی کی۔ نوح بن اسد گورنر بخارا نے اسے اس خراج میں جو کہ دارالخلافت بغداد روانہ کیا کرتا تھا۔ خلیفہ مامون کی خدمت میں بھیج دیا۔ ۲۰۰ھ میں قاسم نامی ایک لونڈی کے بطن سے احمد پیدا ہُوا۔ ۲۴۰ھ میں طولون نے آخرت کا سفر اختیار کیا۔ اس کے رفقاء اور دوستوں نے اس کے بیٹے احمد کی محل سرائے شاہی میں کفالت اور تربیت کی حتیٰ کہ اس کی لیاقت اور خوبی انتظام کا شہرہ ہو چلا اور اربابِ حکومت اسے عزت و احترام کی آنکھوں سے دیکھنے لگے۔ رفتہ رفتہ یہ اپنے معاصرین سے بڑھ گیا۔ ترکوں میں اس کے رعب و داب کی شہرت پیدا ہو گئی۔ اس کی دینداری، امانت، رازداری، نیک چلنی اور

احتیاط کا ہر چہار طرف چرچا پھیل گیا۔ یہ ترکوں کو نہایت کم عقل سمجھتا تھا ان لوگوں کو رتبہ عالی کے لائق نہ جانتا تھا جہاد کا اسے بے حد شوق تھا اس نے محمد بن احمد بن خاقان سے یہ درخواست کی کہ عبداللہ وزیر ان دونوں کو سرحد پر جہاد کرنے کی غرض سے ٹھہرنے کی اجازت دے دے اور وہیں ان دونوں کو تنخواہ بھی دی جائے چنانچہ یہ طرسوس کی طرف روانہ ہوا۔ اہل حق و اہل علم کے عادات امر بالمعروف و نہی منکر اور اقامت حق اس کی آنکھوں میں کھپ گئی ان لوگوں سے اس نے مراسم پیدا کئے۔ علم حدیث کے حاصل کرنے پر کمر باندھی اس کے بعد بغداد کی جانب واپس ہوا اب اس وقت اس کا دل و دماغ علوم دین سے اور سیاست سے بھرا ہوا تھا اور جب ترکوں نے خلیفہ مستعین سے ناراض ہو کر معتز کی خلافت کی بیعت کی نو انجام کار یہ رائے قرار پائی کہ مستعین معزول کر کے واسط کی طرف جلا وطن کر دیا جائے۔

خلیفہ مستعین اور احمد بن طولون

اس وقت ترکوں نے اسی احمد بن طولون کو مستعین کی حفاظت و نگرانی پر مامور کیا تھا اس نے نہایت خوبی سے اس خدمت کو انجام دیا مستعین کو کسی قسم کی تکلیف نہیں ہونے دی ہر طرح کی آسائش بہم پہنچاتا رہا۔ احمد بن محمد واسطی نے اسی دن سے اس کی ملازمت اختیار کی۔ یہ نہایت تعلیم یافتہ شخص اور طرز معاشرت کی خوبیوں سے آگاہ تھا۔ جب ترکوں نے مستعین کے قتل کا ارادہ کیا تو احمد بن طولون کو یہ کام سپرد کیا گیا احمد نے کسی قدر زر معاوضہ دے کر اس کام سے عذر کر دیا تب ترکوں نے سعید حاجب کو اس خدمت پر مامور کیا اس نے مستعین کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں بھروائیں۔ اس کے بعد قتل کر ڈالا۔ احمد بن طولون نے اس کی تجہیز و تکفین کرائی۔ ان واقعات سے احمد بن طولون کی قدر و منزلت حکومت عباسیہ کی آنکھوں میں بڑھ گئی۔ انتہٰی کلام ابن سعید۔

ابن عبدالظاہر نے لکھا ہے کہ میں نے سیرۃ اخشید کے ایک قدیم نسخہ میں بخط فرغانی لکھا ہوا دیکھا ہے کہ احمد کے باپ کا نام النج ترکی تھا۔ طولون اس کے باپ کا دوست تھا اور اس کی سوسائٹی (طبقہ) کا تھا۔ جب النج ترکی نے وفات پائی تو طولون نے اس کی پرورش و پرداخت کی یہاں تک کہ سن شعور کو پہنچا۔ اس وقت حشویہ کے ساتھ جہاد کرنے کو گیا۔ قابلیت ذاتی اللہ تعالیٰ نے دے ہی رکھی تھی رفتہ رفتہ معتمدین دولت میں شمار کیا جانے لگا مصر کی گورنری پر مامور کیا گیا اور وہیں اپنی دولت و حکومت کی بنا ڈالی اور قیام پذیر ہوا

صدر الدین بن عبد الظاہر لکھتا ہے کہ اس روایت کو اس کے سوا کسی اور مورخ نے نہیں نقل کیا انتہے۔

ابن طولون کی نیابت مصر پر تقرری

الغرض جب ترکوں نے بغداد میں شورش کی اور خلیفہ مستعین کو قتل کر ڈالا، معتز کو تخت خلافت پر متمکن کیا اور ترکوں کو اس پر غلبہ حاصل ہو گیا اس وقت ان ترکوں کا سرغنہ باک باک تھا خلیفہ معتز نے اسے مصر کی سند حکومت عطا کی اس نے نائب مقرر کرنے کی غرض سے لوگوں پر ایک سرسری نظر ڈالی اتفاق وقت سے احمد بن طولون کی کارگزاریاں اور کارکردگی اس کی آنکھوں میں کھپ گئی تھیں چنانچہ اس نے احمد بن طولون کو اپنا نائب مقرر کر کے مصر روانہ کیا احمد بن محمد واسطی اور یعقوب بن اسحاق، احمد بن طولون کے ہمرکاب تھے۔ ماہ رمضان ۲۵۴ھ میں داخل مصر ہوا ان دنوں مصر کے محکمہ خراج (ریونیو) پر احمد بن مدبر اور محکمہ ڈاک پر شقیر مولیٰ قابیچہ مامور تھا ابن مدبر نے ابتداً اس سے بڑے مراسم پیدا کئے، ہدایا اور تحائف پیش کئے۔ مگر چند روز بعد مخالف ہو گیا۔ خلیفہ معتز کو لکھ بھیجا کہ احمد بن طولون کے دماغ میں بغاوت کی ہوا سما گئی ہے۔ عنقریب علم بغاوت بلند کیا چاہتا ہے محکمہ ڈاک کے افسر اعلیٰ نے بھی اسی قسم کی تحریر بھیجی۔ اس کے اگلے دن یہ مر گیا۔ اس کے بعد خلیفہ معتز بھی قتل کر ڈالا گیا۔

ابن طولون اور احمد بن مدبر

مہدی تخت آرائے خلافت ہوا باک باک ترکی مارا گیا۔ اس کی جگہ یارجوج مامور کیا گیا۔ مصر کی عنان حکومت اس کے سپرد ہوئی۔ چونکہ یارجوج اور احمد بن طولون میں دیرینہ مراسم اتحاد تھے، بلکہ یوں کہئے کہ دونوں میں دانت کاٹی روٹی ..... تھی۔ اس وجہ سے یارجوج نے بدستور احمد بن طولون کو نیابت مصر پر قائم رکھا۔ اس کے علاوہ اسکندریہ اور صعید وغیرہ کی حکومت کو اس کی حکومت سے ملحق کر دیا اور محکمہ خراج کے بھی اختیارات اسی کو دے دیئے۔ جس سے احمد بن مدبر کی قدر و منزلت جاتی رہی اس کے بعد خلیفہ معتمد نے احمد بن مدبر کو دوبارہ اس عہدہ سے سرفراز کیا۔ احمد بن مدبر نے اس کے بعد احمد بن طولون سے پھر کسی قسم کی چھیڑ چھاڑ نہ کی اور نہ ان سے مقابلہ اور مخالفت کرنے پر تیار ہوا۔ پھر خلیفہ معتمد نے اسے عیسیٰ بن شیبانی گرفتار کر لینے کے لئے لکھ بھیجا جو کہ فلسطین اور اردن کی حکومت پر تھا۔ عیسیٰ بن شیخ شیبانی کو دمشق پر غلبہ حاصل ہو ہی چکا تھا مصر کی خود سر حکومت کرنے کی خواہش دامن گیر ہوئی۔ خراج

کا دربار بند کر دیا طرہ یہ ہوا کہ ابن مدبر نے چھ ہزار اونٹ اشرفیاں روانہ کیں تھیں اس نے ان کو بھی دبا لیا۔ خلیفہ معتمد کو اس کی خبر لگی تو اس نے ڈانٹ کا خط لکھا اور احمد بن طولون کو اس کے صوبہ کی بھی سند حکومت عطا کی احمد بن طولون نے اپنے عجز کا اظہار کیا تب ۲۵۶ھ میں اناجور نامی ایک ترکی سردار دربار خلافت سے فوجیں لے کر دمشق کی جانب روانہ ہوا۔

موسیٰ بن طولون کی اسیری

اس کے بعد احمد بن طولون نے اسکندریہ کی طرف خروج کیا اس کے ساتھ اس کا بھائی موسیٰ بھی تھا یہ اس سے رنجیدہ رہتا تھا اس کے ذہن میں یہ خیال سمایا ہوا تھا کہ احمد اس کے حق کو پورے طور پر نہیں ادا کر رہا ہے۔ قاعدہ کی بات ہے کہ جو کچھ دل میں ہوتی ہے وہ زبان سے کسی نہ کسی وقت نکل ہی آتی ہے، باتوں باتوں میں ایک روز اس کا اظہار ہو گیا۔ احمد بن طولون نے اسے گرفتار کر لیا اور اپنے کاتب (سیکرٹری) اسحاق بن یعقوب کو اس الزام میں کہ اس نے اس کے راز کو اس کے بھائی سے ظاہر کر دیا ہے قید کر دیا چند روز بعد اس کے بھائی نے بقصد حج سفر اختیار کیا اسی مقام سے عراق کی جانب روانہ ہوا۔ احمد بن طولون نے آہستہ آہستہ اپنی فوجی قوت بڑھائی اور مالی حالت کو بھی درست کر لیا اناجور کو اس سے خطرہ پیدا ہوا۔ خلیفہ موفق کو اس کی شکایت لکھ بھیجی اور اس کے جانب سے یہ بدظنی پیدا کر دی کہ مجھے اندیشہ ہے کہ مبادا یہ شام پر قابض نہ ہو جائے۔

خلیفہ موفق اور احمد بن طولون

خلیفہ موفق نے احمد بن طولون کو لکھ بھیجا کہ تم بغرض انتظام امور سلطنت وسیاست عراق چلے جاؤ اور مصر کی حکومت پر کسی شخص کو بطور اپنے نائب کے مقرر کر جاؤ۔ احمد بن طولون تاڑ گیا کہ ہو نہ ہو اس میں کوئی بات ہے حکمت عملی سے مجھے مصر سے علیحدہ کرنا مقصود معلوم ہوتا ہے اس نے اپنے کاتب احمد بن محمد واسطی کو یارجوج اور وزیر السلطنت کی خدمت میں بھیجا اور دونوں کے لئے بہت سے تحائف اور ہدایا روانہ کئے، یارجوج دولت وحکومت پر قابض ہو ہی رہا تھا، خلافت مآب سے کہہ کر احمد بن طولون کی روانگی عراق کا حکم منسوخ کرا دیا اور اس کے اہل وعیال کو اس کے پاس پہنچا دیا اس سے احمد بن طولون کا رعب وداب بڑھ گیا۔ احمد بن مدبر کو اس سے خوف پیدا ہوا اپنے بھائی ابراہیم کو لکھ بھیجا کہ نرمی اور مہربانی سے اسے مصر کی جانب لوٹا دو اس اثنا میں شاہی فرمان صادر ہوا کہ دمشق، فلسطین اور اردن

کے محکمہ خراج کا عہدہ بھی تمہیں عطا ہوا چنانچہ ابن طولون نے ان بلاد کے انتظام میں مصروف و مشغول ہونے کے لئے مصر کا راستہ لیا۔ احمد بن مدبر نے اس کا ساتھ دیا احمد بن طولون سے راضی ہو گیا۔ یہ واقعات ۲۵۸ھ کے ہیں۔

یارجوج کی وفات

ابن طولون اس زمانہ سے دربار خلافت میں برابر خراج روانہ کرتا رہا پھر تھوڑے دنوں بعد ابن طولون نے دربار خلافت میں اس مضمون کی عرضداشت بھیجی کہ ان بلاد کا خراج جو اضافہ کیا گیا معاف کر دیا جائے اس پر معتمد نے اپنے خادم "نفیس" کو ابن طولون کے پاس روانہ کیا اور یہ کہلا بھیجا کہ تم کو مصر اور شام کے محکمہ مال کے اختیارات دیئے جاتے ہیں اور جس قدر اضافہ کیا گیا ہے۔ وہ معاف کیا جاتا ہے۔ صالح بن احمد بن حنبل قاضی سرحد اور محمد بن احمد جزومی قاضی واسط بطور گواہ اس کے ہمراہ گئے ہوئے تھے اتنے میں یارجوج ۲۵۹ھ میں مرگیا یہ والی مصر تھا اور مصر اس کی جاگیر میں تھا ابن طولون اس کی طرف سے مصر کی حکومت کرتا تھا یارجوج نے وفات پائی تو احمد بن طولون مستقل طور سے مصر پر حکمرانی کرنے لگا۔

مفوض کی ولیعہدی

جس وقت زنگیوں نے امن حاصل کر کے اطراف بصرہ میں غلبہ حاصل کر لیا اور شاہی افواج کو شکست دی اس وقت خلیفہ معتمد نے موفق کو بلا بھیجا۔ خلیفہ مہدی نے موفق کو مکہ کی جانب جلاوطن کر دیا تھا معتمد نے اسے مکہ سے طلب کر کے اپنے بیٹے مفوض کے بعد اپنا ولی عہد مقرر کیا اور ممالک اسلامیہ کو ان دونوں پر اس طرح تقسیم کیا کہ ممالک شرقیہ موفق کو مرحمت فرمائے اور جنگ زنج (زنگی) پر جانے کی ہدایت کی۔ ممالک غربیہ اپنے بیٹے مفوض کو دیئے اور موسیٰ بن بغا کو اس کی نیابت پر اور موسیٰ بن عبیداللہ بن سلیمان بن وہب کو عہدۂ کتابت پر متعین کیا ان دونوں کی ولیعہدی کا وثیقہ خانہ کعبہ میں بطور امانت رکھا گیا۔

موفق اور ابن طولون میں کشیدگی

ادھر موفق نے سامان جنگ درست کر کے جنگ زنج کی غرض سے خروج کیا ادھر ممالک شرقیہ کے نظم و نسق میں خلل پیدا ہو گیا گورنران صوبجات نے خراج کا بھیجنا بند کر دیا۔ موفق کو اس کی شکایت پیدا ہوئی۔ احمد بن طولون اپنے مقبوضہ صوبجات کا خراج خلیفہ معتمد کی خدمت میں بھیجا کرتا تھا کیونکہ وہ اس کا ساختہ پرداختہ تھا۔ موفق نے تحریر (خلیفہ متوکل کے خادم) کو احمد بن طولون کے پاس سالانہ خراج طلب کرنے کے لئے روانہ کیا۔ احمد بن طولون کو تحریر کی ہمراہیوں کی طرف سے سازش کا شبہ پیدا ہوا۔ اسی بنا پر احمد بن طولون نے ان میں سے بعض کو سزائے موت دی اور بعض کو چشم نمائی کی غرض

سے قید کر دیا مگر اس کے باوجود بائیس لاکھ دینار اور بہت سے غلام لونڈیاں تحریر کے ساتھ موفق کی خدمت میں بھیج دیں۔ موفق کو احمد بن طولون کی وہ حرکت جو اس نے تحریر کی ہمراہیوں کے ساتھ کی تھی ناگوار گذری موسیٰ بن بغا کو لکھ بھیجا کہ احمد بن طولون کو حکومت مصر سے معزول کر کے اناجور والی شام کے مقبوضات سے ملحق کر دو۔

موسیٰ بن بغا کی فوج کشی و مراجعت

چنانچہ موسیٰ بن بغا نے ناجور کو مصر پر قبضہ کرنے کے لئے تحریر کیا اناجور نے اپنی کمزوری کی معذرت کی تب موسیٰ بن بغا فوجیں لے کر مصر کی طرف روانہ ہوا تاکہ مصر کو احمد بن طولون کے قبضہ سے نکال کر اناجور کے سپرد کر دے رفتہ رفتہ احمد بن طولون کو اس کی خبر لگی تو وہ بھی دیار مصریہ کی قلعہ بندی اور حفاظت کا انتظام کرنے لگا اپنے لشکریوں کو بیحد مال و زر عنایت کیا موسیٰ بن بغا دس ماہ تک رقہ میں ٹھہرا رہا، رسد کی کمی و قلت مال و زر کی وجہ سے میدان جنگ میں نہ آیا لشکری تنخواہیں اور رسد طلب کرنے لگے موسیٰ بن بغا کے پاس زر کچھ تھا نہیں لشکریوں نے بغاوت کر دی۔ اس کا کاتب موسیٰ بن عبید اللہ بن وہب روپوش ہو گیا اس کا وزیر عبید اللہ بن سلیمان بھاگ گیا موسیٰ بن بغا کو مجبوراً لوٹنا پڑا۔

محمد بن ہارون تغلبی کا خاتمہ

اس واقعہ کے بعد موفق نے احمد بن طولون کو کمی خراج پر تہدید آمیز خط تحریر کیا۔ اور معزول کرنے کی دھمکی دی احمد بن طولون نے اس کا نہایت بُرے طور سے جواب دیا اور یہ لکھ بھیجا کہ یہاں کے خراج وصول کرنے کا استحقاق جعفر بن معتمد کو ہے نہ کہ آپ کو، موفق اس تحریر سے بے حد متاثر ہوا۔ خلیفہ معتمد سے درخواست کی کہ چونکہ مجھے ابن طولون پر اس کی کم توجہی کے باعث بھروسہ نہیں ہے لہذا آپ کسی اور شخص کو سرحد کی حفاظت پر مامور کیجئے۔ خلیفہ معتمد نے محمد بن ہارون تغلبی گورنر موصل کو روانہ کیا محمد بن ہارون کشتی پر سوار ہو کر چلا اتفاق سے ہوائے مخالف نے کنارہ دجلہ پر پہنچا دیا مساور خارجی کے ہمراہیوں نے مار ڈالا۔

ابن طولون کی سرحد کی گورنری

کل اسلامی سرحدوں میں سے انطاکیہ، طرسوس، مصیصہ اور ملطیہ زیادہ مہتم بالشان تھے انطاکیہ پر محمد بن علی بن یحییٰ ارمنی مامور تھا طرسوس پر سیما طویل، یہی سرحدوں کا افسر اعلیٰ تھا اتفاق سے ایک دفعہ سیما طویل کا انطاکیہ کی طرف گذر ہوا ارمنی نے شہر میں داخل ہونے سے روک دیا۔ سیما طویل نے اہل شہر سے سازش کر کے ارمنی کو قتل کرا دیا۔ موفق کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے اس بات کو دل میں رکھ لیا اور سرحد کی حفاظت پر ارجون بن اولغ طرخان ترکی کو متعین کیا اور یہ ہدایت کی کہ پہنچتے ہی سیما طویل کو سازش

اور ارمنی کے قتل کے جرم میں گرفتار کر لیا چنانچہ ارجون نے سرحد پر قیام اختیار کیا اور بے جا طور سے تصرف کرنے لگا سرحدی محافظین کے وظائف اور تنخواہیں بند کر دیں۔

طرسوس کے قلعوں سے قلعہ لولوہ دشمنان اسلام کے وسط میں واقع تھا اہل طرسوس کو اس کی حفاظت میں زیادہ اہتمام کرنا پڑتا تھا۔ اہل طرسوس نے پانچ ہزار دینار قلعہ لولوہ کے محافظین کی تنخواہ بھیجی ارجون نے اسے خرچ کر ڈالا محافظین پریشان ہو کر متفرق ہو گئے۔ موفق نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر احمد بن طولون کو سرحد کی حفاظت کی خدمت سپرد کی اور یہ تحریر کیا کہ کسی شخص کو اپنی طرف سے سرحد پر بھیج دو۔ چنانچہ احمد بن طولون نے اپنی جانب سے طخشی بن بکروان کو روانہ کیا اس نے نہایت ہوشیاری سے اس خدمت کو انجام دیا۔ بادشاہ روم نے مصالحت کی درخواست پیش کی طخشی نے ابن طولون سے اس کی اجازت طلب کی ابن طولون نے کہلا بھیجا "حاشا اللہ ایسا فعل ہرگز نہ کرنا ان لوگوں کو صلح پر اس امر نے آمادہ کیا ہے کہ تم لوگ ان کے قلعوں اور ممالک مقبوضہ کو تاخت و تاراج کیا کرتے ہو صلح میں ان کو آسائش اور راحت ملے گی ہمارا کام یہ ہے کہ ہم لوگ اسلامی سرحد کی کامل طور سے حفاظت کریں اور غازیان اسلام کو مال و زر سے مستغنی کرتے رہیں۔

علی بن اناجور ہم اوپر ۲۵۷ھ میں دمشق پر اناجور کی گورنری کا حال تحریر کر آئے ہیں اور وہ واقعات بھی بیان کر آئے ہیں جو کہ اس کے اور احمد بن طولون کے درمیان پیش آئے تھے۔ پھر ماہ شعبان ۲۶۴ھ میں اناجور نے سفر آخرت اختیار کیا۔ اس کی جگہ اس کا بیٹا علی حکمران ہوا۔ احمد بن لغا اور عبیداللہ بن یحییٰ بن وہب انتظام وسیاست میں اس کا ہاتھ بٹانے لگے۔

ابن طولون کی شام کو روانگی ابن طولون نے ان واقعات سے مطلع ہو کر سرحدوں کا معائنہ کرنے کے لئے شام کی جانب کوچ کیا اپنے بیٹے عباس کو مصر اپنی نیابت پر چھوڑتا گیا اور احمد بن محمد واسطی کو اس کی نگرانی اور امداد کی غرض سے اس کی خدمت میں رہنے کا حکم دیا۔ مصر سے نکل کر مینۃ الاصبع میں لشکر مرتب کیا اور علی بن اناجور کو لکھ بھیجا کہ میں سرحدی علاقہ کا معائنہ کرنے کے لئے آرہا ہوں رسد وغیرہ کا انتظام معقول طور سے رکھنا علی بن اناجور نے امید افزا جواب دیا۔ چنانچہ احمد بن طولون سفر و قیام کرتا ہوا رملہ پہنچا، ان دنوں رملہ میں محمد بن ابی رافع اناجور کی طرف سے حکمرانی کرتا رہا تھا اور اس کا مدبر دمنصرم دولت احمد

بن [1]... ... یہیں اس زمانہ سے مقیم تھا جب سے کہ خلیفہ مہدی نے اسے شہر بدر کیا تھا یہ لوگ بعزت و احترام پیش آئے پھر احمد طولون نے رملہ سے دمشق کی جانب قدم بڑھایا اور اس پر قبضہ حاصل کرکے احمد بن دوغباش کو اس کی حکومت پر مامور کیا پھر یہاں سے کوچ کرکے حمص میں قیام پذیر ہوا۔ حمص میں اناجور کا ایک بہت بڑا سپہ سالار رہتا تھا وہاں کی رعایا نے اس سپہ سالار کے ظلم و ستم کی شکایت کی اس پر احمد طولون نے اسے معزول کرکے عیسا ترکی کو متعین کیا۔

سیما طویل کی سرکشی و قتل

اس کے بعد یہاں سے روانہ ہو کر انطاکیہ پہنچا۔ سیما طویل نے مخالفت کا اعلان کیا۔ اگرچہ اس سے پیشتر احمد بن طولون نے اس کو ایک یادداشت بھیجی تھی جس میں بالتصریح تحریر کیا تھا کہ اگر تم میری اطاعت قبول کرو گے تو میں تمہیں تمہارے مقبوضات پر بحال رکھوں گا مگر سیما طویل نے اس سے انکار کیا۔ اس بنا پر احمد بن طولون نے اس کا محاصرہ کر لیا اور نہایت شدت سے لڑائی چھیڑ دی چونکہ اہل انطاکیہ سیما طویل کے حرکات اور ظلم سے تنگ آ گئے تھے اس وجہ سے بعضوں نے احمد بن طولون سے سازش کر لی اور اسے ایک پوشیدہ راہ سے مطلع کر دیا چنانچہ احمد بن طولون اسی راہ سے اپنی فوج کے ساتھ آغاز ۲۶۵ھ میں داخل انطاکیہ ہوا۔ سیما طویل کو گرفتار کرکے مار ڈالا اس کے امراء اور نائب کو گرفتار کرکے جیل میں ڈال دیا۔

طرسوس پر قبضہ

اس کے بعد طرسوس کی جانب بڑھا اور اس پر بھی کامیابی کے ساتھ قبضہ حاصل کرکے قیام پذیر ہو گیا سامان جنگ اور فراہمی لشکر میں مشغول ہوا، رومی شہروں پر جہاد کی تیاریاں کرنے لگا اس اثنا میں یہ خبر لگی کہ اس کا بیٹا عباس جسے یہ مصر پر بطور اپنے نائب کے مقرر کر آیا تھا باغی و منحرف ہو گیا ہے مجبوراً قصد جہاد ملتوی کرکے مصر کی جانب واپس ہوا ایک لشکر رقہ کی طرف روانہ کیا دوسرے لشکر کو حران کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ حران پر محمد بن اتامش کا قبضہ تھا۔ احمد بن طولون کی فوج نے محمد اتامش کو حران سے لڑ کر اور شکست دے کر نکال دیا۔

موسیٰ بن اتامش کی فوج کشی و گرفتاری

اس کی خبر اس کے بھائی موسیٰ بن اتامش تک پہنچی یہ شخص نہایت شجاع اور نبرد آزما تھا فوراً فوجیں مرتب کرکے حران کی جانب کوچ کیا۔ حران میں اس وقت احمد بن طولون کا لشکر پڑا ہوا تھا اس کا سپہ سالار احمد بن جیعونہ نامی ایک شخص تھا

---

[1] اصل کتاب میں جگہ خالی ہے۔

اسے موسیٰ بن اتامش کی آمد کی خبر سے بے حد تشویش پیدا ہوئی۔ ابوالاغر عربی کو اس کا احساس ہو گیا احمد سے مخاطب ہو کر بولا "آپ کچھ تردد نہ کریں میں موسیٰ بن اتامش کو ابھی لا کر حاضر کرتا ہوں"۔ ابوالاغر نے یہ کہہ کر بیس سوار منتخب کئے جو اعلیٰ درجہ کے دلیر اور فنون جنگ سے واقف تھے اور اپنی فوج کے کیمپ سے نکل کر موسیٰ بن اتامش کے لشکر گاہ کا راستہ لیا ان میں سے بعض کو کمینگاہ میں بٹھا دیا اور باقی ماندگان کو لئے ہوئے موسیٰ کے لشکر گاہ میں داخل ہوا۔ موسیٰ کے خیمہ کی طرف گیا گھوڑوں کو جو خیمہ کے دروازہ پر بندھے ہوئے تھے کھول دیا ایک قریب کے خیمہ کی رسی کاٹ دی شور و غل مچا۔ ابوالاغر اپنے ہمراہیوں کے ساتھ بھاگا۔ موسیٰ اور اس کے مصاحبین اور ہمراہی سوار ہو کر تعاقب میں نکلے جس وقت یہ لوگ کمینگاہ سے آگے بڑھے، ابوالاغر کے ہمراہیوں نے کمینگاہ سے نکل کر دفعتہً حملہ کر دیا موسیٰ کے ہمراہی گھبرا کر لوٹ کھڑے ہوئے موسیٰ کو گرفتار کر لیا گیا۔ ابوالاغر اسے پابہ زنجیر اپنے سپہ سالار احمد بن جبیعونہ کے پاس لایا احمد بن جبیعونہ نے اسے احمد بن طولون کے پاس بھیج دیا۔ احمد بن طولون نے اسے جیل میں ڈال دیا اور ۲۶۶ھ میں مصر کی جانب واپس ہوا۔

عباس بن احمد بن طولون کی بغاوت

آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ احمد بن طولون نے بوقت روانگی شام اپنے بیٹے عباس کو مصر پر بطور اپنے نائب کے مقرر کیا تھا اور احمد بن محمد واسطی کو جو کہ اس کی دولت و حکومت کا منتظم اور دایاں بازو تھا اس کی امداد و اعانت کی غرض سے اس کے پاس چھوڑ گیا تھا عباس کے چند آدمی ایسے تھے جن سے اس نے ادب اور نحو کی تعلیم پائی تھی باپ کی روانگی کے بعد ان لوگوں میں سے بعض کے وظائف اور انہیں اعلیٰ مناصب پر مقرر کرنے کا ارادہ کیا حالانکہ ان لوگوں میں نہ تو قابلیت تھی اور نہ اس کا ان کو حق تھا واسطی نے اس خیال سے کہ انتظام و سیاست میں خلل واقع ہو گا اس فعل سے روکا ان لوگوں نے یہ خبر پا کر عباس کو واسطی کی طرف سے بدظن کر دیا۔ واسطی نے اس کی شکایت احمد بن طولون کے پاس لکھ بھیجی۔ احمد بن طولون نے واسطی کو لکھا کہ جب تک میں مصر نہ پہنچ لوں اس وقت تک تم ان لوگوں سے اور عباس سے نرمی و مدارات سے پیش آتے رہو کسی قسم کا بگاڑ پیدا نہ ہونے دو۔ احمد بن رجا جو کہ احمد بن محمد واسطی کا کاتب تھا عباس سے ساز باز رکھتا تھا جو خطوط احمد بن طولون کے پاس سے آتے یا واسطی اس کے پاس بھیجتا تھا ان سب کی نقول اور ان کے مضامین میں سے عباس کو مطلع کر دیا کرتا تھا۔

عباس کی روانگی برقہ چنانچہ اس نے ابن عروس کے اس خط سے بھی عباس کو مطلع کر دیا جس میں اس نے مدارات اور ملاطفت کرنے کو لکھا تھا عباس کو اس سے خوف پیدا ہوا جھٹ پٹ جو کچھ مال مسند اور سامان حرب وہاں پر موجود تھے اس کو لاد پھاند کر اور تاجروں سے جس قدر وصول کر سکا وصول کر کے برقہ کا راستہ لیا۔ اس وقت خزانہ شاہی مصر میں ایک کروڑ دینار موجود تھے اور دو لاکھ تاجروں سے وصول کئے تھے اس کے بعد احمد بن طولون مصر کے قریب پہنچا ایک گروہ کو اپنے بیٹے عباس کے سمجھانے اور واپس لانے کے لئے بھیجا جس میں قاضی ابوبکرہ بکار بن قتیبہ، صابونی قاضی اور زیاد مری مولیٰ اشہب تھے ان لوگوں نے عباس کو بے حد سمجھایا انجام کار سے ڈرایا عباس کا دل نرم ہو گیا مگر ان لوگوں نے جو اس کے ہوا خواہ بنے ہوئے تھے عباس کو اس سے باز رکھا اور ابن طولون کے رعب وجلال سے ڈرایا عباس نے بکار سے کہا میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں کہ کیا میرے لئے کسی قسم کے خطرہ کا اندیشہ نہیں ہے۔ بکار نے جواب دیا اور نہیں کچھ نہیں جانتا احمد بن طولون نے تمہارے امن دینے کی قسم کھائی ہے عباس کو اس سے کامل تشفی نہ ہوئی اس نے اپنا راستہ لیا۔ اور یہ لوگ اس کے باپ احمد بن طولون کے پاس واپس آئے۔

عباس بن احمد اور ابراہیم ابن اغلب عباس کے ہمراہیوں نے یہ چرکا دیا کہ تم ایسے وقت میں جبکہ ابراہیم بن احمد بن اغلب جیسا شخص افریقیہ پر حکومت کر رہا ہے بآسانی تمام قبضہ کر سکتے ہو عباس اس دل خوش کن خیال سے مسرور ہو کر افریقیہ کی جانب روانہ ہوا اثناء راہ سے ابراہیم بن احمد بن اغلب کو لکھ بھیجا کہ خلیفہ معتمد نے مجھے افریقیہ کی گورنری مرحمت فرمائی ہے اور میں تمہیں اپنی جانب سے بطور اپنے نائب مقرر کرتا ہوں۔ الغرض رفتہ رفتہ عباس شہر لبدہ تک پہنچا۔ ابراہیم بن احمد کا عامل عباس سے لڑنے کے لئے آیا عباس نے اسے گرفتار کر لیا اور شہر پر تاخت وتاراج کا ہاتھ اٹھایا اور اہل شہر کو پامال اور ان کی عورتوں کی دامن عزت اور عفت کو اپنی ابوالہوسیوں سے چاک چاک کیا۔ اہل شہر نے الیاس بن منصور سردار اباضیہ سے امداد کی درخواست کی۔ اس نے اس سے پیشتر اسے اپنی اطاعت نہ قبول کرنے پر دھمکی دی تھی سا ابراہیم بن احمد کو بھی اس کی خبر لگ گئی اپنے خادم بلاغ کی ماتحتی میں بڑی فوج روانہ کی اور محمد بن قہرب گورنر طرابلس کو لکھ بھیجا کہ بلاغ کے ساتھ عباس کے مقابلہ پر جاؤ چنانچہ محمد بن قہرب عباس سے جنگ کے لئے

روانہ ہوا اور بلاغ کا انتظار کئے بغیر لڑائی چھیڑ دی۔ اسی اثنا میں الیاس اپنی قوم کے بارہ ہزار جنگ آزما لئے ہوئے آپہنچا اس کے بعد ہی بلاغ خادم بھی آ گیا۔ گھمسان کی لڑائی ہونے لگی۔ عباس کا لشکرگاہ لوٹ لیا گیا اس کے بہت سے ہمراہی کھیت رہے عباس اپنے چند مصاحبوں کے ساتھ جانبر ہوا۔

عباس بن احمد کی گرفتاری ابن اسود نے قید سے رہا ہو کر مصر کا راستہ لیا اور عباس شکست اٹھا کر برقہ کی جانب روانہ ہوا، یہ وہ زمانہ تھا کہ احمد واسطی کو قید کی مصیبت سے رہائی حاصل ہو گئی تھی۔ عباس نے اپنی واپسی کے بعد احمد واسطی کو دوبارہ جیل میں ڈال دیا احمد واسطی موقع پا کر جیل سے بھاگ گیا۔ فسطاط پہنچا۔ اس وقت احمد بن طولون برقہ کے ارادے سے اسکندریہ چلا گیا تھا احمد واسطی نے اسے خود جنگ عباس پر جانے سے منع کیا چنانچہ یہ اور طبارجی ایک جرار فوج لے کر عباس سے جنگ کرنے کے لئے گئے اور اسے شکست دے کر گرفتار کر لیا یہ واقعہ ۲۶۷ھ کا ہے اس کے بعد احمد بن طولون نے احمد واسطی کے کاتب (محمد بن رجاء) کو اس جرم میں کہ اس کے بیٹے عباس کو اس کے خطوط کے مضامین سے مطلع کر دیا کرتا تھا گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ اس کے بعد احمد بن طولون اپنے بیٹے کو اپنے ہاتھ سے مارتا جاتا تھا اور آنکھوں سے آنسو جاری تھے مارنے کے بعد پھر قید کر دیا۔

ابو عبدالرحمٰن عمری ابو عبدالرحمٰن عمری یعنی عبدالحمید بن عبدالعزیز بن عبداللہ بن عمر بن خطاب ملک مصر مقام افصائے صعید میں مقیم تھا بجاۃ آئے دن ان صوبجات میں لوٹ مار کیا کرتے تھے ایک مرتبہ یوم عید میں ان لوگوں نے چھاپہ مارا اور انتہائی بے رحمی سے تاخت و تاراج کیا، عمری کو بجاۃ کی اس حرکت سے بے حد ناراضگی پیدا ہوئی ثواب کی غرض سے کمر ہمت باندھ کر اٹھ کھڑا ہوا اور ان کے راستہ میں چھپ کر بیٹھ رہا جس وقت وہ لوگ اس راستہ سے ہو کر گذرے عمری نے اپنے ہمراہیوں کے ساتھ کمینگاہ سے نکل کر حملہ کر دیا سب کے سب اسی مقام پر ڈھیر ہو گئے عمری نے ان کے بلاد کی طرف قدم بڑھایا ان لوگوں نے ذلت کے ساتھ جزیہ دینا قبول کیا اس واقعہ سے عمری کی شان و شوکت بڑھ گئی۔ علوی کے دل میں آتش حسد بھڑک اٹھی سن ۲۶۰ھ میں فوجیں آراستہ کر کے عمری سے جنگ کے لئے نکل کھڑا ہوا۔

ابراہیم بن محمد علوی کا خروج علوی کا نام ابراہیم تھا۔ محمد بن یحییٰ بن عبداللہ بن محمد بن علی بن ابی طالب کا

بیٹا تھا لوگ اسے صوفی کے لقب سے یاد کرتے تھے ۲۵۶ھ میں مقام صعید میں ظاہر ہوا اور شہر اسنا پر قبضہ کر کے لوٹ لیا۔ اس کے بعد اطراف و جوانب میں غارت گری شروع کر دی۔ احمد بن طولون نے ایک فوج اس کی سرکوبی کے لئے روانہ کی علوی نے اسے شکست دے کر اس کے سردار کو گرفتار کر لیا اور ہاتھ پاؤں کاٹ کر صلیب پر چڑھا دیا تب احمد بن طولون نے دوسری فوج روانہ کی اس معرکہ میں علوی کو شکست ہوئی الواحات میں جا کر دم لیا اس کے بعد ۲۵۹ھ میں صعید کی جانب واپس آیا پھر صعید سے اشمونین کی طرف گیا۔ اور وہاں سے فوجیں آراستہ کر کے عمری سے جنگ کرنے کے لئے بڑھا۔

ابراہیم علوی کی گرفتاری عمری اور علوی سے بہت سخت جنگ ہوئی بالآخر علوی شکست کھا کر اسوان کی جانب بھاگا اور وہاں پہنچ کر غارت گری شروع کر دی۔ احمد بن طولون کو اس کی خبر لگی تو اس نے ایک لشکر علوی کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ علوی شکست اٹھا کر عیذاب پہنچا اور دریا عبور کر کے مکہ معظمہ میں جا کر دم لیا والی مکہ نے اسے گرفتار کر کے پابہ زنجیر احمد بن طولون کے پاس بھیج دیا۔ ایک مدت تک جیل میں پڑا رہا پھر احمد بن طولون نے علوی کو قید کی مصیبت سے نجات دے دی علوی رہائی کے بعد مدینہ منورہ چلا آیا اور یہیں چند روز بعد مر گیا۔

ابو عبدالرحمٰن عمری کا قتل ان واقعات کے بعد احمد بن طولون نے ایک لشکر عمری کے مقابلہ پر روانہ کیا۔ عمری نے سپہ سالار سے ملاقات کی اور اس سے کہا "میں نے فساد اور فتنہ برپا کرنے کی غرض سے خروج نہیں کیا۔ اس وقت تک میرے ہاتھ سے نہ کسی مسلم کو اذیت پہنچی ہے اور نہ کسی ذمی کو۔ میں نے محض ثواب کی غرض سے بقصد جہاد خروج کیا ہے۔ تم میرے معاملہ میں اپنے امیر سے مشورہ کر لو۔" سپہ سالار لشکر نے عمری کی اس درخواست کو منظور نہ کیا لڑائی چھڑ گئی۔ احمد بن طولون کے لشکر کو شکست ہوئی۔ شکست خوردہ فوج اپنے امیر احمد بن طولون کے پاس پہنچی اور عمری کے حالات سے اسے مطلع کیا۔ احمد بن طولون نے کہا "تم نے اس کے معاملہ میں مجھ سے کیوں نہ مشورہ کیا دیکھو تمہاری سرکشی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اسے تم پر فتحیاب کیا اس جنگ کے ایک مدت کے بعد عمری پر اس کے دو غلاموں نے بحالت غفلت حملہ کر دیا اور قتل کر کے احمد بن طولون کے پاس سر اتار لائے۔ احمد بن طولون نے عمری کے

قصاص میں ان دونوں غلاموں کے قتل کا حکم دے دیا۔

برقہ کا محاصرہ ۲۶۱ھ میں اہل برقہ نے اپنے گورنر محمد بن فرج فرغانی کے خلاف بغاوت کر دی۔ اور احمد بن طولون کی اطاعت سے منحرف ہو کر محمد بن فرج کو اپنے شہر سے نکال دیا احمد بن طولون نے ایک فوج اپنے غلام لولو کی سرکردگی میں اہل برقہ کی سرکوبی کے لئے روانہ کی اور یہ ہدایت کی کہ جاتے ہی جنگ نہ چھیڑ دینا بلکہ نہایت نرمی سے کام لینا چنانچہ فوج نے پہنچتے ہی شہر کا محاصرہ کر لیا۔ چند دنے محاصرہ کئے ہوئے نرمی سے اہل شہر کو ملاتا رہا۔ اہل شہر کو اس سے محاصرین کی کمزوری کا خیال پیدا ہوا ایک روز بحالت غفلت شہر کا دروازہ کھول کر احمد بن طولون کے لشکر پر آپڑے اور کسی قدر کامیاب ہو کر واپس گئے، سردار لشکر نے ابن طولون کو اس واقعہ سے آگاہ کیا احمد بن طولون نے سختی سے محاصرہ کرنے کا حکم دیا چنانچہ محاصرین نے حصار میں شدت اختیار کی ہر چہار طرف منجنیقیں نصب کر دیں اہل شہر نے امن کی درخواست کی فتح مند گروہ نے انہیں امن دے دیا، اور فتح مندی کا جھنڈا لئے ہوئے شہر میں داخل ہوئے۔ اہل شہر کی سرداروں سے ایک گروہ کو گرفتار کر کے مارا پیٹا اور ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالے اور مصر کی جانب واپس ہوا احمد بن طولون نے اپنے غلاموں میں سے ایک آزاد غلام کو اہل برقہ کی حکومت پر مامور کیا۔ یہ واقعہ عباس کے باپ سے مخالفت کرنے سے بیشتر کا ہے۔

لولو کی بغاوت احمد بن طولون نے اپنے ایک آزاد غلام لولو نامی کو حلب، حمص، قنسرین اور جزیرہ میں دیار مصر کی عنان حکومت عطا کی تھی اور رقہ میں قیام کرنے کا حکم دیا تھا لولو ہر کام کو اپنے آقا کے نامدار کی رائے سے انجام دیتا تھا۔ چند روز بعد احمد بن طولون نے لولو کے سیکرٹری ابن سلیمان پر ناراض ہوا۔ ابن سلیمان نے باقتضائے مصلحت وقت لولو کو بھی اپنا ہم خیال بنا لیا اور احمد بن طولون کی مخالفت پر ابھار دیا۔ لولو نے سالانہ خراج بھیجنا بند کر دیا اور موفق کے پاس کہلا بھیجا کہ آپ تشریف لائیے ہم آپ کو ان دیار پر قبضہ دلا دیں گے اس پیام کے ساتھ چند شرائط پیش کئے موفق نے ان شرائط کو منظور کر لیا۔

لولو کا انجام چنانچہ لولو نے سامان جنگ و سفر درست کر کے رقہ کی طرف کوچ کیا اس وقت قرقیسیا

میں ابن صفوان عقیلی حکومت کر رہا تھا۔ لولو سے اور ابن صفوان سے معرکہ آرائیاں ہوئیں بالآخر لولو کو کامیابی ہوئی قرقیسیا کو ابن صفوان سے چھین کر احمد بن مالک بن طوق کے حوالہ کیا اور موفق کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے کوچ کر دیا سفر و قیام کرتا ہوا موفق کے پاس پہنچ گیا جہاں پر کہ وہ والی زنج کا محاصرہ کئے ہوئے تھا چنانچہ موفق نے ان لڑائیوں میں لولو سے مالی اور فوجی مدد لی اور جنگ موصل کے خاتمہ کے بعد حکومت پر مامور کیا۔ اس کے بعد ۲۷۳ھ میں اسے گرفتار کرکے چار لاکھ دینار جرمانہ کیا جس کے باعث وہ فقر و فاقہ میں مبتلا ہو گیا اور آخری عہد حکومت ہارون بن خمارویہ میں واپس ہو کر مصر آیا۔ اور اسی محتاجی اور فقر کی حالت میں مبتلا رہا۔

معتمد اور ابن طولون

ابن طولون در پردہ معتمد سے ساز باز رکھتا تھا۔ دونوں میں باہم سلسلہ خط و کتابت جاری تھا اکثر معتمد اپنے بھائی موفق کی شکایات کیا کرتا تھا اسی وجہ سے موفق کو ابن طولون کی طرف سے کشیدگی اور منافرت تھی اور دل سے چاہتا تھا کہ ابن طولون حکومت مصر سے ہٹا دیا جائے۔ جن دنوں لولو اور ابن طولون میں مخالفت پیدا ہوئی اسی زمانہ میں ابن طولون نے معتمد سے سلسلہ خط و کتابت شروع کیا اور موفق کے غیظ و غضب سے ڈرا کر مصر بلا بھیجا اس وقت موفق جنگ زنج میں مصروف تھا۔ معتمد نے اس تحریک پر اپنی تمام فوجوں کے ساتھ مصر کا قصد کیا مگر اس کے ہمراہیوں اور مشیروں نے جو رُئے کے رہنے والے تھے معتمد کی رائے سے مخالفت کی اور بالاتفاق سب نے ابن طولون سے علیحدگی کی رائے دی۔ کیونکہ ابن طولون اکثر امور موفق ہی کی رائے سے انجام دیا کرتا تھا۔ اس اثنا میں یہ خبر لگی کہ موفق عنقریب والی زنج کو گرفتار کیا چاہتا ہے۔ ابن طولون نے یہ سن کر اپنے لشکر کا ایک حصہ بانتظار معتمد رقہ بھیج دیا۔

معتمد کی روانگی و مراجعت

معتمد نے موفق کی غیر حاضری کو غنیمت شمار کرکے ماہ جمادی الاولیٰ ۲۶۹ھ میں اپنے سپہ سالاروں کے ایک جماعت کے ساتھ کوچ کیا جس وقت مقام کحیل میں وارد ہوا اسحاق بن کنداجق گورنر موصل نے معتمد کو ان سپہ سالاروں کے ساتھ جو اس کی رکاب میں تھے حسب تحریر و تاکید ساعد بن مخلد (موفق کے وزیر) گرفتار کر لیا مال و اسباب

چھین کر جیل میں ڈال دیا۔ یہ گرفتاری فریب اور دھوکا سے عمل میں آئی تھی۔ والی موصل نے معتمد کے سپہ سالاروں سے یہ ظاہر کیا کہ میں خلافت مآب کا مطیع و فرماں بردار ہوں چنانچہ اس امر کے اظہار کے غرض سے معتمد کے ساتھ ساتھ ابن طولون کی سرحد تک گیا اور معتمد کے روبرو اس کے سپہ سالاروں کے ساتھ بیٹھ کر ان لوگوں کو اس امر پر ملامت کرنے لگا کہ تم لوگوں نے بے حد ناعاقبت اندیشی سے کام لیا ہے تم لوگ کیا سمجھ کر ابن طولون کے پاس جا رہے ہو اور اس کے مطیع و دست نگر ہونا چاہتے ہو۔ سپہ سالاروں نے اس کی تردید شروع کی۔ بحث ومباحثہ ہونے لگا دوپہر تک باہم گفتگو ہوتی رہی بالآخر والی موصل نے کہا چلو اس معاملہ میں ہم اور تم علیحدہ گفتگو کریں۔ امیر المومنین کی خدمت میں اس قسم کے جھگڑے پیش کرنا اور اس پر بحث کرنا سوء ادبی ہے چنانچہ والی موصل معہ سپہ سالاروں کے اٹھا اپنے خیمہ میں لے آیا اور سب کو گرفتار کر لیا۔ پھر لوٹ کر معتمد کے پاس آیا اور اسے دار الخلافت چھوڑنے اور بھائی سے مخالفت کرنے پر برا بھلا کہنے لگا اور کہا ایسے وقت میں جب کہ بھائی تمہارے دشمنوں سے مصروف جدال وقتال ہے اس سے علیحدگی نہایت نامناسب ہے، معتمد نے اس کا کچھ جواب نہ دیا۔ والی موصل نے سب کو گرفتار کر کے سرمن رائے لے جا کر قید کر دیا۔

موفق اور ابن طولون میں ناچاقی اس واقعہ کی خبر ابن طولون کو پہنچی تو اس نے موفق کا خطبہ موقوف کر کے عنوان سرنامہ سے اس کا نام بھی نکال دیا۔ اس کے بعد موفق نے دار العوام میں ملاقات کی اور ابن طولون پر برسر منبر لعنت بھیجنے کا حکم دیا اور حکومت مصر سے معزولی کا بھی حکم صادر فرمایا[1]۔ . . . . . اور اسے باب الشامیۃ سے افریقیہ کی طرف بھیج دیا۔ لعنت گشتی کا فرمان مکہ بھی بھیجا گیا تھا کہ موسم حج میں ابن طولون پر لعنت کی جائے۔ چنانچہ اس حکم کی تعمیل کی گئی۔ ابن طولون کے ہمراہیوں اور ہوا خواہوں اور گورنر مکہ سے لڑائی چھڑ گئی۔ موفق کا لشکر جعفر باعروی کی ماتحتی میں وارد مکہ ہوا۔ گھمسان کی لڑائی ہوئی ابن طولون کے ہمراہیوں کو شکست ہوئی، ان کا مال واسباب چھین لیا گیا۔ مسجد حرام میں ابن طولون پر لعنت کرنے کا فرمان سب کے سامنے پڑھا گیا۔

اہل طرسوس کی بغاوت احمد بن طولون کی طرف سے سرحدی بلاد کی حکومت پر طلخشی بن بلزوان مامور

---

[1] اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے (مترجم)

تھا اس کا نام خلف تھا طرسوس اس کا دارالحکومت تھا مازیار خادم فتح بن خاقان اس کے ساتھ طرسوس میں رہا کرتا تھا کسی امر پر طلخشی کو اس پر شبہ ہو گیا اور گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اہل طرسوس کو یہ امر ناگوار گذرا سب نے متفق ہو کر ہنگامہ کر دیا اور مازیار کو جیل سے نکال کر امارت کی کرسی پر متمکن کیا۔ طلخشی پریشان ہو کر بھاگ نکلا اہل طرسوس نے ابن طولون کے نام کا خطبہ پڑھنا موقوف کر دیا۔ ابن طولون کو اس کی خبر لگی تو اس نے فوجیں آراستہ کر کے مصر سے کوچ کیا سفر و قیام کرتا ہوا اذنہ پہنچا اور مازیار کو ملانے کی غرض سے نامہ روانہ کیا۔ مازیار نے اس کی ذرا بھی پرواہ نہ کی طرسوس میں قلعہ نشین ہو گیا ابن طولون نے مصلحتاً حمص کی جانب کوچ کیا پھر وہاں سے دمشق کی طرف آیا چندے قیام کر کے پھر طرسوس کی جانب لوٹا اور حجت پوری کرنے کے خیال سے نامہ صلح روانہ کر کے گرمی کے زمانہ میں اس کا محاصرہ کر لیا[1]...... اہل طرسوس نے ابن طولون کے لشکر گاہ پر شب خون مارا۔ بہت سے آدمی کام آئے باقی ماندہ انتہائی کشمکش میں گرفتار ہو گئے۔ ابن طولون مجبور ہو کر اذنہ کی طرف ہٹ آیا۔ اہل طرسوس نے تعاقب کر کے ابن طولون کے لشکر اور لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔

ابن طولون کی وفات ابن طولون موسم سرما کی وجہ سے اذنہ میں قیام پذیر رہا۔ موسم سرما گذر جانے کے بعد مصیصہ کی طرف روانہ ہوا اور وہاں پہنچ کر بیمار ہو گیا بحالت علالت انطاکیہ چلا گیا درد اور مرض کی شدت بڑھی شاہی معالجوں نے کثرت غذا کی ممانعت کر دی ابن طولون نے چھپا کر کھا لیا بکثرت دست آنے لگے مرض پھر عود کر آیا۔ اصل علالت ہیضہ تھی۔ بھینس کے دودھ کے استعمال کی کثرت سے پیدا ہوا تھا ضعف حد سے بڑھ گیا سوار ہونے کی طاقت نہ رہی لشکریوں نے ہوا دار پر سوار کرا کے کوچ کیا۔ فرما پہنچا۔ ساحل فسطاط سے سوار ہو کر اپنے مکان میں وارد ہوا اطبائے شاہی نے پرہیز کرنے کی سخت تاکید کی مگر ابن طولون نے ذرا بھی نہ خیال کیا اسہال کی پھر کثرت ہوئی اس وجہ سے جگر کی حرارت بڑھ گئی۔ دماغی افعال میں تشویش پیدا ہو گئی۔ قاضی بکار بن قتیبہ کو بٹھایا۔ لوگوں کے سامنے انہیں ذلیل کیا۔ ابن ہرثمہ کا مال و اسباب چھین کر جیل میں ڈال دیا۔ سعید بن نوفل کو اس قدر کوڑوں سے پٹوایا کہ وہ مر گیا۔ اس کے بعد ابن طولون نے اپنے اراکین دولت اور غلاموں کو جمع کر کے اس خوف سے کہ مبادا اس کا بیٹا ابو العباس جو کہ قید تھا آئندہ کوئی فساد برپا نہ کرے اپنے بیٹے ابو الجیش خمارویہ

[1] اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے۔ (مترجم)

کی ولی عہدی کا باضابطہ اعلان کیا اور ان لوگوں کو اس کی اطاعت و فرماں برداری کی ہدایت کی۔ اس سے لوگوں کی شورش جو اس کے خلل دماغ کے وجہ سے پیدا ہو گئی تھی فرو ہو گئی۔ اس کے بعد جان بحق تسلیم کر کے رہگذار ملک عدم ہوا یہ واقعہ ۲۷۰ھ کا ہے۔

ابن طولون کا کردار

چھبیس سال اس نے حکمرانی کی۔ نہایت مستقل مزاج، عالی حوصلہ اور دلیر تھا مصر میں جامع مسجد بنوائی جس میں اکیس ہزار دینار صرف ہوئے یافا کا قلعہ تعمیر کرایا۔ مذہب شافعی کی طرف مائل تھا، ایک کروڑ دینار موالی (آزاد غلام) چار ہزار غلام، ایک سو گھوڑے اور دو سو تیس جانور سواری کے متروکہ چھوڑے۔ اس کے زمانہ میں مصر کا خراج ان تحائف کے ساتھ جو شاہی امراء دربار کے لئے جاتا تھا چار کروڑ تین لاکھ دینار تھا۔ بیمارستان (شفاخانہ) اور اوقاف پر ساٹھ ہزار دینار خرچ کرتا تھا۔ قلعہ جزیرہ کی تعمیر میں جسے ان دنوں قلعہ روضہ کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ اسی ہزار دینار صرف کئے تھے۔ اس کے مرنے کے بعد یہ قلعہ خراب و مسمار ہو گیا تھا۔ صالح نجم الدین بن ایوب نے مرمت کرائی تھی۔ پھر دوبارہ ویران اور منہدم ہوا اور ٹیلوں کے علاوہ اس کے کچھ آثار باقی نہ رہے، ایک ہزار دینار ماہوار صدقہ و خیرات دیا کرتا تھا۔ پانچ سو دینار ماہوار قیدیوں پر خرچ کرتا تھا اس کے علاوہ باورچی خانہ اور دیگر مصارف متفرقہ کا روزانہ خرچ ایک ہزار دینار تھا۔

باب ۳

خمارویہ بن احمد بن طولون

ابوالعباس بن احمد کا انجام

احمد بن طولون کے مرنے کے بعد اراکین دولت نے جمع ہو کر اس کے بیٹے ابوالجیش خمارویہ کے ہاتھ پہ امارت و حکومت کی بیعت کی اور اس کے دوسرے بیٹے ابوالعباس کو جیل سے نکال کر رہا کیا، اس امر میں احمد بن محمد واسطی اور حسن بن مہاجر پیش پیش تھے۔ واسطی نے رسم تعزیت ادا کی۔ حاضرین زار زار رو رہے تھے اس کے بعد واسطی نے ابوالعباس سے کہا اپنے بھائی کی بیعت کرو ابوالعباس نے اس سے انکار کیا طبارجی اور موالی میں... سے سعد الایسر نے اٹھ کر ابوالعباس کو گرفتار کر کے قصر شاہی کے ایک کمرے میں قید کر دیا اگلے دن مردہ نکالا گیا اس کے بعد احمد ابن طولون کی تجہیز و تکفین کی گئی اس کے بیٹے ابوالجیش نے نماز جنازہ پڑھائی اور دفن کرنے کے بعد اپنے قصر شاہی میں واپس آیا اور کاروبار سلطنت میں مصروف ہوا۔

اسحاق بن کنداجق کا رقہ و دمشق پر قبضہ

جس وقت احمد بن طولون نے وفات پائی تھی اس وقت اسحاق بن کنداجق جزیرہ اور موصل کی گورنری پر تھا اور ابن ابی الساج کوفہ کی حکومت کر رہا تھا اس نے رحبہ کو احمد بن مالک کے قبضہ سے نکالا تھا۔ اسحاق اور ابن الساج کو ملک شام کی حکومت کی خواہش دامن گیر ہوئی۔ موفق سے اجازت طلب کی موفق نے ان لوگوں کو اجازت دے دی۔ اور امداد کا وعدہ کیا چنانچہ اسحاق نے رقہ، ثغور اور عواصم کی جانب قدم بڑھایا اور ان کو امن وعامل سے چھین

لیا جو کہ ابن طولون کی طرف سے مامور تھا۔ اس کے بعد حمص، حلب اور انطاکیہ پر قابض ہو گیا پھر دمشق کو بھی دبا لیا۔ خمارویہ کو اس کی خبر لگی تو اس نے ایک فوج ملک شام کی طرف روانہ کی۔ اس فوج نے دمشق پر قبضہ کر لیا۔ وہ گورنر جس نے بدعہدی کی تھی بھاگ گیا۔ قبضہ دمشق کے بعد خمارویہ کی فوج نے شیرز پر دھاوا کیا۔

ابن موفق کی فوج کشی

اسحاق اور ابن ابی الساج اس انتظار میں کہ عراق سے فوجی کمک آجائے تو لڑائی چھیڑی جائے۔ مورچہ بندی کئے ہوئے خمارویہ کے لشکر کے مقابلہ میں پڑے رہے یہاں تک کہ موسم سرما آ گیا۔ خمارویہ کے فوجی شیرز کے مکانات میں متفرق اور منتشر ہو کر جا بسے اتنے میں عراقی لشکر ابوالعباس احمد بن موفق کی ماتحتی میں جو آئندہ تخت خلافت پر متمکن ہوا تھا اور معتضد کا لقب اختیار کیا تھا آ پہنچا خمارویہ کے لشکر پر اس فوج نے جس وقت کہ وہ شیرز کے مکانات میں پناہ گزیں تھے شب خون مارا اور نہایت بے رحمی سے پامال کیا۔ بقیۃ السیف نے بھاگ کر دمشق میں پناہ لی۔ معتضد نے تعاقب کیا۔ شکست خوردہ گروہ نے جب وہاں بھی امن کی صورت نہ دیکھی تو دمشق کو بھی خیرباد کہہ کر بھاگ نکلے معتضد نے ماہ شعبان ۲۷۱ھ میں اس پر بھی قبضہ حاصل کر لیا۔

ابن موفق اور خمارویہ کی جنگ

خمارویہ کے لشکر نے اس شکست کے بعد رملہ میں جا کر پناہ لی۔ کچھ عرصہ مقیم رہا خمارویہ کو اطلاعی خط لکھا معتضد یہ خبر پا کر کہ شکست خوردہ گروہ نے رملہ میں جا کر پناہ لی ہے فوجیں آراستہ کر کے دمشق سے رملہ کی طرف روانہ ہوا اثناء راہ میں یہ خبر سننے میں آئی کہ خمارویہ ایک بڑا لشکر لئے ہوئے رملہ آ گیا ہے۔ معتضد نے واپسی کا قصد کیا مگر اس وجہ سے کہ اس وقت معتضد کی رکاب میں خمارویہ کے وہ مصاحبین اور امراء بھی تھے جنہوں نے خمارویہ کی رفاقت ترک کر دی تھی۔ اور معتضد کی خدمت میں چلے آئے تھے اپنے اس ارادہ کو پورا نہ کر سکا اسحاق اور ابن ابی الساج بھی معتضد کی بدمعاملگی کی وجہ سے اس سے متنفر ہو رہے تھے، ایک چشمہ پر جس پر طواحین واقع ہے قریب رملہ دونوں لشکروں کی مڈھ بھیڑ ہوئی خمارویہ اور معتضد نے اپنی اپنی فوجیں آراستہ کیں۔ میمنہ و میسرہ سے مرتب کر کے میدان جنگ کا راستہ لیا خمارویہ نے لڑائی شروع ہونے سے پیشتر سعید الایسر نامی ایک سپہ سالار کو ایک دستہ فوج کے ساتھ کمین گاہ میں بٹھا دیا۔ فریقین کے میمنہ و میسرہ مصروف جدال و قتال ہوئے چونکہ خمارویہ نے اس سے پہلے کوئی

لڑائی نہ دیکھی تھی شکست کھا کر بھاگا اور مصر جا کر دم لیا۔

ابن موفق کا فرار

معتضد نے خمارویہ کے خیمہ میں قیام کیا اور فتح مندی کے جوش میں اس کے لشکرگاہ کے لوٹ لینے کا حکم دیا۔ اس اثنا میں سعید الایسر نے کمین گاہ سے نکل کر حملہ کیا۔ معتضد یہ خیال کر کے کہ خمارویہ نے پلٹ کر... حملہ کیا ہے بھاگ کھڑا ہوا۔ ذرا بھی کسی طرف توجہ نہ کی۔ دمشق پہنچا اہل دمشق نے شہر پناہ کے دروازے بند کر لیے مجبور ہو کر طرسوس کی طرف چلا گیا۔ اس وقت دونوں فوجیں بلا کسی امیر کے دست بدست شمشیر زنی کر رہی تھیں۔ سعید الایسر نے خمارویہ کو تلاش کیا جب اسے نہ پایا تو اس کے بھائی ابو العشایر کو امیر لشکر بنایا عراقی لشکر شکست اٹھا کر بھاگا، ایک گروہ مارا گیا بہت سے آدمی گرفتار کر لیے گئے۔ فتح مند گروہ میں انعامات اور صلے تقسیم ہوئے نامۂ بشارت فتح مصر کی طرف روانہ کیا گیا۔

خمارویہ کا اسیران جنگ سے حسن سلوک

خمارویہ کو اس خبر سے مسرت بھی ہوئی اور شکست سے شرمندگی بھی بے حد ہوئی۔ اس نعمت کے شکرانہ میں صدقہ دیا۔ قیدیان جنگ کے ساتھ وہ سلوک کئے کہ اس کی نظیر اس وقت تک نہیں ہو سکی جس وقت قیدیان جنگ پیش کئے گئے۔ نہایت خندہ پیشانی سے اپنے درباریوں سے مخاطب ہو کر بولا" یہ لوگ تمہارے مہمان ہیں تم لوگ ان کی مہمانداری کرو پھر قیدیوں کی طرف متوجہ ہو کر بولا۔" تم لوگوں میں سے جس کا جی چاہے ہمارے دربار میں قیام کرے حسب مرتبہ وظیفہ اور تنخواہ مقرر کی جائے گی اور جو شخص جانا چاہے اسے ہم سامان سفر اور زادراہ دے کر رخصت کرنے کو تیار ہیں" چنانچہ جن لوگوں نے قیام پسند کیا ان کی تنخواہیں مقرر کر دیں اور جنہوں نے واپسی کا ارادہ کیا نہایت احترام سے زادراہ دے کر رخصت کیا۔ اس واقعہ سے خمارویہ کے رعب وداب کا ڈنکا بج گیا۔ اس کے لشکر نے تمام ملک شام کو بید کی طرح تھرا دیا۔ عراقی لشکر کو بات کی بات میں ملک شام سے باہر نکال دیا۔ اسی سنہ میں مازیار والی سرحدی بلاد اسلامیہ نے جہاد کیا اور بہت سا مال غنیمت لے کر واپس آیا اس کے بعد دوبارہ ۲۷۲ھ میں پھر جہاد کرنے کو گیا تھا۔

ابن ابی الساج اور اسحاق میں ناچاقی

ابن ابی الساج کے ہاتھ میں قنسرین کی عنان حکومت تھی اور موصل وجزیرہ کی گورنری پر اسحاق مامور تھا پہلے تو یہ دونوں باہم متفق تھے اور ایک دوسرے کا معین ومددگار تھا، کچھ عرصہ بعد دونوں لڑ بیٹھے۔ ابن ابی الساج نے خمارویہ سے امداد طلب کی اور اس کے نام

کا خطبہ اپنے صوبجات میں پڑھوایا اور اپنے بیٹے کو بہت سے مال و زر کے ساتھ بطور زر ابن کے خمارویہ کے دربار میں بھیج دیا چنانچہ خمارویہ فوجیں آراستہ کر کے اسحاق سے جنگ کرنے کے لئے بڑھا کوچ و قیام کرتا ہوسن پہنچا ابن ابی الساج نے فرات کو عبور کر کے اسحاق سے مقام رقہ میں مقابلہ کیا اور اپنے پُرزور حملوں سے اسحاق بن کنداجق کو شکست دی۔ اس عرصہ میں خمارویہ بھی آپہنچا اور فرات عبور کر کے رافقیہ کی جانب قدم بڑھایا اسحاق نے شکست اٹھا کر ماردین میں پناہ لی ابن ابی الساج نے پہنچ کر محاصرہ ڈال دیا۔

ابن ابی الساج کا جزیرہ و موصل پر قبضہ

ایک روز موقع پا کر اسحاق ماردین سے نکل کر موصل کی طرف روانہ ہوا ابن ابی الساج نے یہ خبر پا کر تعاقب کیا اور مقام برقعید سے لوٹ کر ماردین کی طرف پھر لوٹا لایا ان واقعات سے ابن ابی الساج کی قوت بڑھ گئی، جزیرہ اور موصل پر قبضہ کر لیا۔ اور اپنے تمام مقبوضہ ممالک میں خمارویہ کے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ اور خطبہ میں خمارویہ کے بعد اپنے نام کے داخل کئے جانے کا حکم دیا۔ اس کے بعد فوج کے چند دستے اپنے غلام فتح کی ماتحتی میں اطراف موصل میں خراج وصول کرنے کے لئے بھیجے مقام شرات میں یعقوبیہ سے مڈھ بھیڑ ہو گئی۔ فتح نے یعقوبیہ کو دھوکا دے کر ناکام کر لیا مگر اس کے بعد یعقوبیہ کو اس کے فریب کی اطلاع ہو گئی سب کے سب متفق ہو کر حملہ آور ہوئے اور شکست دے کر اس کے ہمراہیوں کو نہایت بے رحمی سے قتل و قید کیا۔ فتح چند افراد کے ساتھ بھاگ کھڑا ہوا۔

ابن ابی الساج کی عہد شکنی

۲۷۵ھ میں ابن ابی الساج نے خمارویہ سے بدعہدی کی۔ واقعہ یہ پیش آیا کہ اسحاق بن کنداجق خمارویہ کے پاس مصر چلا گیا تھا اور اس کی مصاحبت اختیار کر لی تھی اس سے ابن ابی الساج کو کشیدگی پیدا ہوئی اور خمارویہ کی مخالفت کا اعلان کر دیا۔ خمارویہ یہ خبر پا کر ابن ابی الساج کی سرکوبی کے لئے مصر سے دمشق کی طرف روانہ ہوا۔ قریب دمشق ماہ محرم مقام ثنیۃ العقاب میں دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا ابن ابی الساج شکست کھا کر بھاگا اس کا سارا لشکر گاہ لوٹ لیا گیا۔ حمص میں جنگ پر جانے سے پیشتر ابن ابی الساج بہت سا مال و اسباب رکھ گیا تھا خمارویہ نے فتح یابی کے بعد ایک دستہ فوج اس مال کے لینے کے لئے روانہ کیا۔ چنانچہ یہ دستہ فوج ابن ابی الساج کے پہنچنے سے پیشتر حمص پہنچ گیا اور اسے حمص میں داخل ہونے سے روک دیا اور اس کے تمام مال و زر اور اسباب پر قبضہ کر لیا ابن ابی الساج ناکام ہو کر حلب کی طرف

چلا گیا۔ پھر حلب سے رقہ جا کر مقیم ہوا۔ اور خمارویہ برابر اس کے تعاقب میں تھا ابن ابی الساج نے جب رقہ میں بھی پناہ نہ پائی تو وہاں سے نکل کر موصل کا راستہ لیا۔ خمارویہ اس سے مطلع ہو کر فرات عبور کر کے شہر موصل میں ابن ابی الساج کے پہنچنے سے پہلے داخل ہو گیا۔ ابن ابی الساج کو اس کی خبر لگ گئی موصل سے اعراض کر کے حدیثہ کی طرف چلا گیا۔

ابن ابی الساج اور اسحاق کی جنگ

خمارویہ نے اپنے نامی نامی سپہ سالاروں اور جنگ آزما لشکر کو اسحاق کے ساتھ ابن ابی الساج کی گرفتاری پر روانہ کیا۔ ابن ابی الساج نے یہ خبر پا کر دجلہ عبور کر کے تکریت میں جا کر قیام کیا۔ اسحاق کی رکاب میں بیس ہزار فوج تھی اور ابن ابی الساج دو ہزار کی جمعیت سے تھا دونوں فریقوں نے دریا کے کنارے سے ایک دوسرے پر تیر باری کی اس کے بعد اسحاق نے پل بنوانے کی غرض سے کشتیاں جمع کرائیں۔ ابن ابی الساج نے یہ سن کر رات کے وقت تکریت سے نکل کر موصل کا راستہ لیا اور قریب موصل پہنچ کر مقام دیر اعلیٰ میں قیام کیا اسحاق کو اس کی خبر لگ گئی تعاقب کی غرض سے کوچ کیا ابن ابی الساج بحکم ہر کہ تنگ آید بجنگ آید سینہ سپر ہو کر مقابلہ پر آ گیا اور قلیل جماعت کے باوجود اسحاق کو شکست فاش دے دی۔ اسحاق شکست اٹھا کر رقہ کی طرف بھاگا۔ ابن ابی الساج نے تعاقب کیا اور موفق کی خدمت میں ایک اطلاعی عرضداشت بھیجی کہ دریائے فرات کو ملک شام کی طرف عبور کرنے اور خمارویہ کے صوبجات کو تاخت و تاراج کرنے کی اجازت طلب کی۔ موفق نے اس امر میں کچھ روز توقف کرنے اور امدادی فوج کے انتظار کرنے کی ہدایت کی۔

ابن ابی الساج کی شکست و فرار

اسحاق شکست کھا کر خمارویہ کی خدمت میں آ گیا۔ خمارویہ نے اسے تسلی دی اور دوبارہ فوجیں آراستہ کر کے ابن ابی الساج کی جنگ پر اسحاق کو روانہ کیا۔ چنانچہ اسحاق نے ارض شام میں فرات پہنچ کر قیام کیا اور ابن ابی الساج اس کے مقابلہ پر حدود رقہ میں پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا ایک روز موقع پا کر اسحاق کی فوج کے ایک دستہ نے دریائے فرات کو عبور کیا اور بحالت غفلت ابن ابی الساج کے طلیعہ لشکر پر حملہ کر دیا۔ جب ابن ابی الساج نے اس امر کا احساس کر لیا کہ ہر شخص دریا عبور کر سکتا ہے تو اس نے براہ رقہ بغداد کا راستہ لیا اور ۲۷۶ھ میں موفق کی خدمت میں حاضر ہو کر قیام پذیر ہوا۔ یہاں تک کہ موفق نے اس کو آذربائیجان کی گورنری مرحمت فرمائی۔ باقی رہا اسحاق ابن کنداج اس نے ابن الساج کے بعد دیار ربیعہ اور دیار مضر پر

قبضہ کر لیا اور خمارویہ کے نام کا خطبہ وہاں کی جامع مساجد میں پڑھا جانے لگا۔

اہل طرسوس کی اطاعت

ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ سنہ ۲۷۰ھ میں مازیار خادم نے طرسوس میں علم بغاوت بلند کیا تھا اور احمد بن طولون نے اس کا محاصرہ کر لیا تھا۔ مازیار خادم قلعہ نشین ہو کر مخالفت و سرکشی پر تل گیا۔ اتنے میں احمد بن طولون کا انتقال ہو گیا اور خمارویہ نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی جوں ہی آپ انتظام سے فراغت ملی سنہ ۲۷۷ھ میں تیس ہزار دینار، پانچ سو تھان ریشمی کپڑے اور پانچ سو مطرف مازیار کے پاس طرسوس روانہ کئے۔ مازیار اس نقد و جنس کو دیکھ کر خوش ہو گیا اور اطاعت قبول کر لی اور سرحدی بلاد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھنے لگا۔

اسکندریہ کا محاصرہ

اس کے بعد سنہ ۲۷۸ھ میں مازیار لشکر صائفہ کے ساتھ جنگ پر گیا اسکندریہ کا محاصرہ کیا اثناء محاصرہ میں ایک پتھر منجنیق کا اس کی پسلی پر آ لگا۔ زخمی ہو کر طرسوس واپس آیا اور وہاں پہنچ کر جان بحق تسلیم کی اس کے مرنے کے بعد ابن عجیف طرسوس کا حکمران ہوا۔ ابن عجیف نے اطلاعی عرضداشت خمارویہ کی خدمت میں روانہ کی خمارویہ نے اسے حکومت طرسوس پر بحال رکھا پھر کچھ عرصہ بعد اسے معزول کر کے اس کی جگہ محمد (اپنے چچا موسیٰ بن طولون کے بیٹے) کو حکومت طرسوس پر مامور کیا۔

موسیٰ بن موسیٰ بن طولون

موسےٰ بن موسےٰ بن طولون کے حالات یہ ہیں کہ جس وقت احمد بن طولون برادر موسیٰ بن طولون نے مصر پر اپنی حکومت کا سکہ جمایا اس وقت موسیٰ نے قرابت اور رشتہ داری کے باعث ہاتھ پاؤں پھیلائے احمد بن طولون نے اسے پسند نہ کیا موسیٰ کو یہ امر ناگوار گذرا اور اس کے دل میں حسد و رشک کی آگ بھڑکنے لگی۔ کسی جلسہ میں ایسے کلمات سے احمد بن طولون کو یاد کیا کہ جسے احمد برداشت نہ کر سکا احمد نے اس جرم میں اسے کوڑے سے پٹوایا اور طرسوس کی طرف شہر بدر کر دیا آخر کہاں تک بلا اس کا بھائی تھا شہر بدر کرنے کے بعد ضروری خرچ کے لئے روپیہ روانہ کئے موسےٰ نے لینے سے انکار کیا اور طرسوس چھوڑ کر عراق چلا گیا کچھ روز بعد پھر طرسوس واپس آیا اور وہیں قیام پذیر ہوا یہاں تک کہ اس کی موت کا زمانہ آ گیا۔ چنانچہ اپنے بیٹے محمد کو چھوڑ کر مر گیا خمارویہ نے اسے سند حکومت عطا کی۔

محمد بن موسیٰ کی گرفتاری و رہائی

راغب نامی ایک خادم موفق کا موفق کے مرنے کے بعد جہاد کی غرض سے

طرسوس کے راستہ سے روانہ ہوا۔ جس وقت ملک شام میں داخل ہوا آلات واسباب اور بار برداریاں طرسوس روانہ کر کے ملنے کی غرض سے خمارویہ کے پاس گیا خمارویہ نے اس کی بے حد عزت کی محبت اور شفقت سے ٹھہرایا۔ راغب کا دل بھی اس سے مانوس ہو گیا زیادہ دنوں تک مقیم رہا طرسوس میں یہ بات مشہور ہو گئی کہ خمارویہ نے راغب کو قید کر دیا ہے اس سے لوگوں کو اشتعال اور رنج پیدا ہوا سب نے متفق ہو کر اپنے سردار محمد بن موسیٰ کو بلوا کر گرفتار کر لیا اور راغب کے عوض قید کر دیا خمارویہ تک اس واقعہ کی خبر پہنچی تب خمارویہ نے راغب کو اہل طرسوس کا شبہ رفع کرنے کے لئے طرسوس روانہ کیا جوں ہی راغب طرسوس کے قریب پہنچا اہل طرسوس نے اپنے سردار محمد بن موسیٰ کو رہا کر دیا محمد بن موسیٰ قید سے رہا ہو کر اہل طرسوس کو بھلا برا کہہ کر بیت المقدس چلا گیا اور ابن عجیف کی ماتحتی میں طرسوس کی حکومت پر دوبارہ مامور ہوا۔ ان واقعات کے بعد ۲۸۱ھ میں لشکر صایفہ کے ساتھ طغج بن جف فرغانی ایک بڑا لشکر طرابندون کا لئے ہوئے طرسوس وارد ہوا اور ملکو ریہ کو بزور تیغ فتح کیا۔

بنت خمارویہ سے معتضد باللہ کا نکاح ابوالعباس معتضد باللہ نے تخت خلافت پر متمکن ہو کر خمارویہ کی بیٹی قطر الندا سے شادی کرنے کا پیام بھیجا قطر الندا اپنے زمانے کی حسین ترین عورتوں سے فائق تھی خوبصورتی اور آداب میں اپنی آپ نظیر تھی نکاح کا پیام خلیفہ معتضد کا معتمد علیہ حسین بن عبداللہ معروف بہ ابن حصاص لے کر آیا تھا۔ چنانچہ خمارویہ نے اپنی بیٹی کا عقد بوکالت ابن حصاص خلیفہ معتضد سے کر دیا اور بہت سے تحائف اور ہدایا جس کی تعریف نہیں ہو سکتی دے کر دارالخلافت رخصت کیا ۲۷۹ھ میں قطر الندا محل سرائے خلافت میں داخل ہوئی خلیفہ معتضد نے اس سے زفاف کیا اور اس کے حسن و جمال اور آداب سے متمتع ہوا اس رشتہ داری اور تعلق سے خمارویہ کے رعب و داب کا سکہ مصر و شام اور جزیرہ میں چلنے لگا یہاں تک کہ اس نے سفر آخرت اختیار کیا۔

خمارویہ کا قتل ۲۸۲ھ میں خمارویہ دمشق چلا گیا تھا اور ایک مدت سے قیام پذیر تھا۔ اس کے بعض خاندان والوں نے شکایت کی کہ محل سرائے شاہی کی لونڈیوں کو شاہی غلام اپنی ہوائے نفسانی کا شکار بناتے ہیں خمارویہ نے اس امر کی تفتیش شروع کی بعض بعض لونڈیوں سے استفسار کیا اور اپنے نائب مصر کو خاص خاص لونڈیوں پر نظر رکھنے کے لئے لکھ بھیجا جب خمارویہ کا یہ خط نائب مصر کو ملا تو نائب مصر نے ایک دو

لونڈیوں کو گرفتار کر کے پٹوایا اس سے تمام محل سرا کے غلاموں کے کان کھڑے ہو گئے اور بخوف جان بید کی طرح تھرا اٹھے۔ اس اثنا میں خمارویہ ملک شام سے واپس آیا اور اپنے محل میں شب باش ہوا۔ شب کے وقت کسی غلام نے اسے ذبح کر ڈالا یہ واقعہ ماہ ذی الحجہ ۲۸۲ھ کا ہے جن غلاموں نے اس فعل ناروا کا ارتکاب کیا تھا وہ سب کے سب بھاگ گئے۔

جیش بن خمارویہ اس واقعہ کی صبح کو سپہ سالاران لشکر نے جمع ہو کر خمارویہ کے بیٹے جیش بن خمارویہ کو حکومت و ریاست کی کرسی پر متمکن کیا۔ جیش نے ان لوگوں کو انعامات اور صلے مرحمت کئے اور قاتلین خمارویہ کو تلاش کرا کے گرفتار کرایا اور ان میں سے تقریباً بیس غلاموں کو سزائے موت دی۔ جس وقت جیش تخت حکومت پر متمکن کیا گیا تھا اس وقت یہ ایک کم سن بھولا بھالا لڑکا تھا خواہشات نفسانی کے گرداب میں پڑ گیا نوعمر چھوکرے اور کمینے اس کی مصاحبت میں رہنے لگے، مدبرین دولت اور امراء سلطنت قریب نہ پھٹکنے پاتے تھے۔ طرہ یہ ہوا کہ وہ لوگ دھمکائے بھی جانے لگے سب نے ایک جلسہ کر کے جیش کے معزول کرنے کا مشورہ کیا۔ طغج بن جیف جیش کے باپ کا آزاد غلام سرداران دولت میں ایک نامور شخص تھا۔ دمشق کی گورنری پر بھی مامور تھا سب سے پہلے اسی نے بغاوت کا جھنڈا بلند کیا اور جیش کی اطاعت سے منحرف ہو کر خود مختار بن بیٹھا۔ باقی ماندگان سپہ سالاران لشکر میں سے کچھ لوگ بغداد چلے گئے جن میں اسحاق بن کنداج، خاقان مفلحی اور بدر بن جیف برادر طغج وغیرہ ہم تھے۔

جیش بن خمارویہ کا قتل خلیفہ معتضد نے ان لوگوں کو خلعت فاخرہ سے سرفراز کیا۔ دس پانچ اور سپہ سالار جو مصر میں باقی رہ گئے تھے وہ جیش کی مخالفت پر تل گئے اسی اثنا میں جیش نے انہی سپہ سالاروں میں سے ایک سپہ سالار کو قتل کرا دیا پھر کیا تھا بغاوت کا پل ٹوٹ گیا سب کے سب اٹھ کھڑے ہوئے اور جمع ہو کر جیش پر ٹوٹ پڑے اسے مار ڈالا اس کے گھر بار کو لوٹ لیا مصر کو تاخت و تاراج کیا۔ بازاروں میں آگ لگا دی جب اس سے فارغ ہوئے تو جیش کے بھائی ہارون کو حکومت کی کرسی پر متمکن کیا۔ یہ واقعہ جیش کی حکومت کے نو مہینے کا ہے۔

ہارون بن خمارویہ اور خلیفہ معتضد آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ راغب (موفق کا مولیٰ) جہاد کے لئے طرسوس

کی طرف گیا تھا اور وہیں قیام اختیار کیا تھا پھر ابن عجیف کے بعد طرسوس پر قابض ہو گیا جب ہارون بن خمارویہ ۲۸۳ھ میں حکمران ہوا تو راغب نے ہارون کا نام خطبہ سے نکال ڈالا۔ بدر موالی خلیفہ معتضد کے نام کا خطبہ پڑھنے لگا چنانچہ طرسوس اور بلاد سرحدی بنو طولون کے دائرہ حکومت سے نکل گئے اس کے بعد ہارون بن خمارویہ نے خلیفہ معتضد کی خدمت میں درخواست بھیجی کہ ساڑھے چار لاکھ دینار پر مصر و شام کی سند حکومت مجھے عطا کی جائے قنسرین اور عواصم کو میں خدام خلافت کے سپرد کرنے کے لئے تیار ہوں۔ یہ سرحدی بلاد خلیفہ معتضد کی جاگیرات میں تھے خلیفہ معتضد نے یہ درخواست نامنظور کی اور آمد سے کوچ کر دیا۔ آمد پر خلیفہ معتضد نے محمد بن احمد بن شیخ سے قبضہ حاصل کیا تھا اور اپنے بیٹے مکتفی کو بطور نائب مقرر کیا تھا ۲۸۶ھ میں آمد سے روانہ ہو کر قنسرین پہنچا اور اسے اور سرحدی بلاد کو ہارون کے عمال سے چھین کر معہ جزیرہ کے اپنے بیٹے مکتفی کے رقبہ حکومت میں شامل کر دیا۔

طغج بن جیف کی دمشق پر گورنری

جب ہارون اپنے بھائی جیش کے بعد حکومت کی کرسی پر متمکن ہوا اراکین سلطنت نے جانبازی کے طور پر باہمی امور سلطنت کے سیاہ و سفید کا اختیار ابوجعفر بن ایام کو دیا۔ یہ شخص زمانہ احمد اور خمارویہ میں نہایت نامور اور جنگ آزمودہ سپہ سالاروں میں سے تھا چنانچہ اس نے حتی الامکان اصلاح کی۔ ان لشکریوں کے سر کرنے کو جنہوں نے طغج بن جیف کے ساتھ دمشق میں ہنگامہ برپا کیا تھا بدر حمامی اور حسین بن احمد مادرانی کو روانہ کیا ان دونوں نے ملک شام کی بدنظمیاں دفع کیں صرف دمشق پر طغج بن جیف کا قبضہ رہا باقی ملک شام پر بدر حمامی اور حسین نے اپنی خوش تدبیری سے قبضہ کر لیا اور اپنے عمال مقرر کر کے مصر واپس آئے۔ مصر میں اس وقت ایک عجیب ہل چل پڑی ہوئی تھی۔ سپہ سالاروں کی طوائف الملوکی کا زور شور تھا کسی کی کوئی نہ سنتا تھا نہ کسی کی کوئی اطاعت کرتا تھا۔ یہاں تک کہ آئندہ واقعات پیش آئے۔

قرامطہ کا دمشق پر حملہ

قرامطہ کا ابتدائی حال اور جو سلطنت و حکومت انہیں عراق و شام میں حاصل ہو گئی تھی۔ آپ اوپر اسے بالتفصیل پڑھ چکے ہیں اور اس سے بھی آپ مطلع ہو چکے ہیں کہ ذکرویہ بن مہرویہ داعی قرامطہ سواد کوفہ سے شکست کھا کر بنو قلیص بن کلب بن دیرہ کے پاس سماوہ چلا

گیا تھا۔ ان لوگوں نے اس کی بیعت کر لی اور شیخ کا لقب دیا یحییٰ نام رکھا اور ابو القاسم کنیت رکھی اور یہ خیال خام قائم کیا کہ محمد بن عبد اللہ بن مکتوم بن اسمٰعیل امام یہی ہے اس بنا پر اسے مدثر کے نام سے یاد کرنے لگے ان لوگوں نے یہ خیال بھی قائم کیا تھا کہ قرآن مجید میں اسی کے نسبت اللہ تعالےٰ نے اشارہ فرمایا ہے اس کے اہل میں سے ایک غلام کو مطوق کا لقب دیا اس نے حمص سے حماۃ اور معرۃ النعمان کی جانب کوچ کیا۔ پھر بعلبک کی طرف گیا پھر وہاں سے سلیمہ کی جانب روانہ ہوا راہ میں جس قدر دیہات قصبات اور شہر ملے سب کو تاخت و تاراج کیا لڑکے اور عورتوں کو یہاں تک کہ جانوروں کو بھی قتل کیا طغج بن جیف اور اس کی فوج اور اس کا آقا ہارون ان لوگوں کی مدافعت سے عاجز ہو گیا۔ اہل شام اور مصر فریادی صورت بنائے ہوئے خلیفہ مکتفی کے دربار میں حاضر ہوئے۔

قرامطیوں کی سرکوبی چنانچہ خلیفہ مکتفی ۲۹۰ھ میں ملک شام کی طرف قرامطہ کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا موصل ہو کر گذرا۔ بنو حمدان میں سے ابو الاغر دس ہزار سواروں کو لئے ہوئے خلافت مآب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ خلافت مآب نے قریب حلب پڑاؤ کیا قرمطی صاحب شام شاہی افواج پر حملہ آور ہوا ایک بہت بڑی جماعت کام آئی۔ ابو الاغر اپنے چند ہمراہیوں کے ساتھ حلب جا کر پناہ گزیں ہوا۔ قرمطی نے محاصرہ کر لیا لیکن اہل حلب اور ابو الاغر کی لڑائی سے تنگ آ کر محاصرہ اٹھا لیا خلیفہ مکتفی اس واقعہ سے جا نبر ہو کر رقہ پہنچا اور محمد بن سلیمان کاتب کو شاہی فوجوں کے ساتھ قرمطی سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ بنو حمدان میں سے حسین اور بنو شیبان بھی اس مہم میں محمد بن سلیمان کے ہمرکاب تھے ماہ محرم ۲۹۱ھ میں قرامطہ اور شاہی افواج سے مقام حماۃ میں مڈبھیڑ ہوئی۔ سخت اور خونریز جنگ کے بعد قرامطہ کو شکست ہوئی ان کا سردار صاحب شام گرفتار کر لیا گیا۔ ایک دستہ فوج کے ساتھ رقہ روانہ کیا گیا مدثر اور مطوق بھی اس کے ساتھ ہی قید ہوئے تھے۔ خلافت مآب نے مظفر و منصور دار الخلافت کی طرف روانگی کا قصد کیا۔ محمد سلیمان بھی حاضر ہو کر باریاب خلافت ہوا خلافت مآب نے حکم دیا کہ قیدیان قرامطہ پہلے کوڑے سے پٹوائے جائیں اس کے بعد ان کے ہاتھ پاؤں کاٹے جائیں اس کے بعد ان کی گردنیں ماری جائیں۔ الغرض اس طریقہ سے قرامطہ کی متعدی بیماری کا معقول علاج کیا گیا یہاں تک کہ ان میں سے ایک گروہ بحرین میں ظاہر ہوا۔

محمد بن سلیمان اس سے قبل کہ بنو طولون کی حکومت ختم ہونے کے حالات تحریر کئے جائیں ہم محمد بن سلیمان کے حالات بیان کرنا چاہتے ہیں جس نے بنو طولون کی حکومت کا شیرازہ منتشر کرنے کا بیڑا اٹھایا تھا محمد بن سلیمان رقہ دیار مصر کا رہنے والا تھا۔ احمد بن طولون نے اسے تعلیم و تربیت دی تھی اور مصر میں اپنی خدمت میں رکھا تھا۔ کچھ عرصہ بعد جب اسے انتظام و سیاست میں ایک گونہ سلیقہ حاصل ہو گیا تو احمد بن طولون سے رنجیدہ ہو کر دارالخلافت بغداد چلا گیا۔ ارکین سلطنت سے میل جول پیدا کیا وہ لوگ بعزت واحترام پیش آئے۔ خلفائے بغداد نے اسے اپنی خدمت میں رکھ لیا اور محکمہ جنگ کا سیکرٹری مقرر کیا۔ اسی زمانہ سے محمد بن سلیمان برابر ان لوگوں کو ملک مصر پر قبضہ کر لینے کی ترغیب دینے لگا یہاں تک کہ ہارون بن خمارویہ حکومت مصر پر متمکن ہوا اور سرزمین شام میں بنو طولون کی حکومت میں کمزوری پیدا ہو چلی اور اس کے گرد و نواح میں قرامطہ آئے دن قتل وغارت گری کرنے لگے اور ہارون ان کی مدافعت نہ کر سکا۔ اہل شام فریادی بن کر دربار خلافت میں حاضر ہوئے۔

محمد بن سلیمان اور قرامطہ خلیفہ مکتفی مسلمانوں کی تکالیف دفع کرنے پر کمر ہمت باندھ کر اٹھ کھڑا ہوا محمد بن سلیمان کو اس مہم کے سر کرنے پر مامور کیا۔ ان دنوں یہ شاہی سپہ سالاروں میں ایک بااثر اور نامی شخص تھا۔ چنانچہ شاہی لشکر مرتب کر کے قرامطہ کے مقابلہ پر گیا بالآخر اسے قرامطہ کے مقابلہ میں کامیابی حاصل ہوئی قرامطہ کو شکست ہوئی ان کا سارا لشکر پامال کیا گیا۔ مسلمانان شام نے ان کی مضرت اور ایذا رسانی سے نجات پائی۔ سردار قرامطہ صاحب شامہ کو اس کے سرداروں کے ساتھ گرفتار کئے ہوئے مقام رقہ میں خلافت مآب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ خلافت مآب ان قیدیوں کے ساتھ دارالخلافت بغداد کی جانب واپس ہوا اور بغداد پہنچ کر ان سب کو سزائے موت دی جس سے مسلمانان شام اور خلافت مآب کو قرامطہ کی متعدی اور مہلک بیماری سے نجات مل گئی۔

محمد بن سلیمان کی مصر پر فوج کشی خلیفہ مکتفی نے بغداد پہنچ کر محمد بن سلیمان کو ملک شام کی جانب پھر واپس جانے کا حکم دیا۔ شاہی سپہ سالاروں کے ایک گروہ کو اس کے ساتھ روانگی کا اشارہ کیا۔ حسب ضرورت مال و زر اور آلات حرب مرحمت فرمائے۔ چنانچہ محمد بن سلیمان نے خلافت

آب سے رخصت ہو کر دمیانہ کو جو مازار کا غلام تھا جنگی جہازوں کے ایک بیڑے کے ساتھ یہ ہدایت کر کے سواحل مصر کی جانب روانہ کیا کہ دریائے نیل پر پہنچتے ہی قبضہ کر لینا اور اہل مصر سے اس کا تعلق ختم کر دینا اس نے ایسا ہی کیا۔ اہل مصر تنگی اور مصیبت میں پڑ گئے اور خود شاہی افواج کی کمان لئے ہوئے شام کی جانب بڑھا اور اس پر قابض ہو کر مصر کی جانب روانہ ہوا جس وقت قریب مصر پہنچا۔ سپہ سالاران مصر کو ملانے کی غرض سے نامہ و پیام بھیجا بدر حمامی جو کہ مصری سپہ سالاروں کا نامی سردار تھا محمد بن سلیمان کے پاس آیا۔ اور امن کا طالب ہوا۔ اس سے اہل مصر کی شان و شوکت کو بہت بڑا نقصان پہنچا اس کے دیکھا دیکھی اور سپہ سالاران مصر بھی یکے بعد دیگرے محمد بن سلیمان کے لشکر میں چلے آئے ہارون اس فوج کے ساتھ جو باقی رہ گئی تھی مقابلہ پر آیا۔ سلسلہ جنگ شروع ہوا اتفاق سے زمانہ جنگ میں ایک روز اس کے لشکر میں جھگڑا ہو گیا۔ فتنہ فرو کرنے کے لئے ہارون سوار ہو کر لشکر گاہ میں گیا اتفاقاً کسی مغربی کا ایک تیر آ لگا جس سے اس نے تڑپ کر جان بحق تسلیم کر دی ہارون کے مرنے پر اس کے چچا شیبان بن احمد بن طولون نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی[1]..... بلا حساب و کتاب لشکریوں کو انعامات دیئے اور یہ حکم دے دیا کہ جو کچھ رہ گیا ہے اسے لوٹ لو چنانچہ بات کی بات میں لشکریوں نے سارا مال و اسباب لوٹ لیا اس کے بعد مال حاصل کرنے کی فکر دامن گیر ہوئی۔ مگر اس پر قادر نہ ہوا اس سے اس کے کاموں میں خلل پیدا ہو گیا ساری تدبیریں رائیگاں گئیں اپنے اراکین دولت سے جنگ کرنے اور امان طلب کرنے کی بابت مشورہ کیا سب نے بالاتفاق محمد بن سلیمان سے امن طلب کرنے کی رائے دی۔

بنو طولون کا زوال

شیبان نے محمد بن سلیمان کے پاس امن کا پیام بھیجا محمد نے اسے امن دیا۔ شیبان کے امن حاصل کرنے کے بعد اس کے سپہ سالاران لشکر نے بھی یکے بعد دیگرے امن کی درخواست کی۔ محمد بن سلیمان سوار ہو کر مصر میں داخل ہوا اور قبضہ کر لیا۔ بنو طولون کو جو تعداداً سترہ نفر تھے، گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا نامہ بشارت فتح خلافت مآب کی خدمت میں روانہ کیا۔ خلیفہ مکتفی نے لکھ بھیجا کہ بنو طولون کو شام و مصر سے گرفتار کر کے بغداد بھیج دو۔ محمد بن سلیمان نے نہایت مستعدی سے اس حکم کی تعمیل کی۔ اس کے بعد خلیفہ مکتفی نے ان مکانات اور تعمیرات کو جلانے اور گرانے کا حکم صادر فرمایا جنہیں

[1] اصل کتاب میں جگہ خالی ہے۔

بنو طولون نے اپنے زمانہ حکومت میں مصر کے شرقی جانب تعمیر کرایا تھا اور وہ ایک میل مربع میں تھے، یہ سب جلا کر خاک سیاہ کر ڈالے گئے اور فسطاط لوٹ لیا گیا۔

امارت مصر پر عیسےٰ نوشری کا تقرر
جس وقت محمد بن سلیمان نے دارالخلافت بغداد کی جانب واپسی کا ارادہ کیا اور خلیفہ مکتفی نے اسے حکومت مصر سے سبکدوش کر کے اس کی جگہ عیسےٰ بن محمد نوشری کو مصر کی گورنری پر متعین فرمایا اور محمد بن سلیمان نصف ۲۹۲ھ میں وارد بغداد ہوا۔

ابراہیم خلیجی کی سرکشی
اس کے بعد اطراف مصر میں ابراہیم خلیجی نے سر اٹھایا۔ ابراہیم خلیجی بنو طولون کے سپہ سالاروں میں سے تھا محمد بن سلیمان سے علیحدہ ہو کر خودسری اختیار کر لی۔ عیسےٰ نوشری نے اطلاعی یادداشت خلیفہ مکتفی کی خدمت میں روانہ کی۔ اس اثناء میں خلیجی کی جمعیت بڑھ گئی۔ ملک گیری کے خیال سے مصر پر حملہ آور ہوا۔ نوشری بھاگ کر اسکندریہ میں پناہ گزین ہوا خلیجی نے مصر پر قبضہ کر لیا خلیفہ مکتفی نے شاہی افواج فاتک (جو کہ اس کے باپ معتضد کا غلام تھا) اور بدر حمامی کی ماتحتی میں روانہ کیں۔ اس فوج کے ہراول پر احمد بن کیغلغ سپہ سالاروں کی ایک جماعت کے ساتھ مامور تھا۔ ماہ صفر ۲۹۳ھ میں خلیجی سے عریش میں مڈبھیڑ ہوئی شاہی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی مگر پھر لوٹ کر حملہ آور ہوئی اور خوب جی کھول کر لڑی دونوں فریقوں میں متعدد لڑائیاں ہوئیں جس میں خلیجی کے بہت سے ہمراہی مارے گئے باقی ماندہ بھاگ کھڑے ہوئے شاہی لشکر کو فتح نصیب ہوئی۔

ابراہیم خلیجی کی گرفتاری
خلیجی بہزار خرابی جان بچا کر فسطاط پہنچا اور روپوش ہو گیا۔ سپہ سالاران شاہی افواج شہر میں گھس پڑے اور خلیجی کو گرفتار کر کے قید کر دیا خلیفہ مکتفی اس واقعہ سے پیشتر ابن کیغلغ کی شکست سے مطلع ہو کر مصر کے ارادے سے روانہ ہو چکا تھا مگر جب اسے یہ خبر ملی کہ فاتک کو فتح نصیب ہوئی اور خلیجی گرفتار کر لیا گیا تو بغداد کی جانب واپس ہوا اور فاتک کو لکھ بھیجا کہ خلیجی کو اس کے ہمراہیوں کے ساتھ پابہ زنجیر دارالخلافت بغداد بھیج دو۔ چنانچہ فاتک نے خلیجی کو اس کے ہمراہیوں کے ساتھ بغداد بھیج دیا خلیفہ مکتفی نے ان لوگوں کو جیل میں ڈال دیا۔

عیسےٰ نوشری کی وفات
ان واقعات کے ختم ہونے پر عیسےٰ نوشری نصف ۲۹۳ھ میں مصر پھر واپس آیا اور

مصر کی گورنری پر آخر وفت تک رہا اور ماہ شعبان ۲۹۷ھ میں اپنی حکومت کے پانچ برس دو ماہ پورے کر کے رہگذار عالم آخرت ہوا اس کے مرنے پر اس کی جگہ اس کا بیٹا محمد حکمرانی کرنے لگا۔

ابو منصور تکین کا امارت مصر پر تقرر

خلیفہ مقتدر نے اس سے مطلع ہو کر ابو منصور تکین خزری کو حکومت مصر پہ متعین کیا۔ آخری شوال ۲۹۷ھ میں ابو منصور وارد مصر ہوا اور گورنری کرنے لگا۔ یہاں تک کہ مغرب میں حکومت علویہ کو استحکام حاصل ہو گیا اور عبید اللہ مہدی نے اپنے بیٹے ابو القاسم کو افواج کا افسر بنا کر ۳۰۱ھ میں مصر روانہ کیا۔ چنانچہ ماہ ذی الحجہ سنہ مذکورہ میں اس نے برقہ پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد مصر کی طرف بڑھا اسکندریہ اور فیوم کو بھی لے لیا۔ ان واقعات کی خبر دار الخلافت بغداد پہنچی خلیفہ مقتدر نے اپنے بیٹے ابو العباس کو مصر اور مغرب کی سند حکومت عطا کی اس وقت اس کی عمر چار برس کی تھی یہ وہی شخص ہے جو مقتدر کے بعد تخت خلافت پہ متمکن ہوا تھا اور الراضی کا لقب اختیار کیا تھا۔ جب اسے حکومت مصر عطا ہوئی تو اس کی جانب سے مونس خادم اس کا نائب مقرر کیا گیا۔ اس سے اور مغربی لشکر سے لڑائیاں ہوئیں اس نے ان کو شکست دی اور بزور تیغ مغرب کی جانب اُلٹے پاؤں لوٹا دیا پھر ۳۰۲ھ میں عبید اللہ مہدی نے فوجیں آراستہ کیں اس مہم کا افسر اعلیٰ اس کا سپہ سالار خامہ کتامی تھا۔ جنگی کشتیوں کے کئی بیڑے لئے ہوئے اسکندریہ پہنچا اور وہاں سے مصر کی جانب بڑھا۔ مونس خادم یہ خبر پا کر مقابلہ پہ آیا اور سینہ سپر ہو کر لڑا اور انہیں شکست دی اس کے بعد پھر لشکر بغداد اور مغربی فوج میں متعدد لڑائیاں ہوئیں سب سے آخری جنگ نصف ۳۰۲ھ میں ہوئی جس میں سات ہزار مغربی کام آئے بقیہ ناکام ہو کر مغرب کی طرف واپس گئے عبید اللہ مہدی نے اس شکست کے جرم میں اپنے سپہ سالار خامہ کتامی کو قتل کر ڈالا۔ اور مونس خادم بغداد واپس آیا۔

ذکا اعور بحیثیت گورنر مصر

آخر ۳۰۲ھ تک تکین خزری حکومت مصر پہ بطور نائب کے مامور رہا اس کے بعد خلیفہ مقتدر نے اس کی جگہ ابو الحسن ذکا اعور کو متعین کیا نصف ماہ صفر ۳۰۳ھ میں وارد مصر ہوا چنانچہ اس وقت سے مصر پہ برابر حکومت کرتا رہا یہاں تک کہ ۳۰۷ھ میں اپنی حکومت کے چوتھے برس انتقال کر گیا۔

ابو القاسم بن مہدی کی مصر پہ فوج کشی

کچھ عرصہ بعد خلیفہ مقتدر نے ذکا اعور کو حکومت مصر سے واپس کر کے

اس کی جگہ ابو منصور تکین خزری کو دوبارہ حکومت مصر پر مامور کیا چنانچہ ماہ شعبان ۳۰۷ھ میں یہ مصر پہنچا عبید اللہ مہدی نے اپنے بیٹے ابو القاسم کی ماتحتی میں مصر کی جانب فوجیں روانہ کی تھیں۔ ماہ ربیع الاوّل ۳۰۷ھ میں ابو القاسم اسکندریہ پہنچا اور اس پر قبضہ کر لیا پھر مصر کی طرف بڑھا اور سر زمین صعید سے جزیرہ اور اشمونین پر قابض ہو گیا ان کے علاوہ اور مقامات کو بھی دبا لیا جو ان کے قرب و جوار میں تھے اہل مکہ نے اظہار اطاعت کی غرض سے عرضداشت روانہ کی خلیفہ مقتدر نے بغداد سے مونس خادم کو افواج شاہی کا افسر بنا کر ابو القاسم کی روک تھام کے لئے روانہ کیا چنانچہ ابو القاسم سے اور اس سے متعدد لڑائیاں ہوئیں پھر افریقیہ سے جنگی کشتیوں کا بیڑا ابو القاسم کی کمک پر سواحل اسکندریہ میں آ کر لنگر انداز ہوا۔ یہ بیڑا اسی کشتیوں پر مشتمل تھا سلیمان بن خادم اور یعقوب کتامی کے ہاتھ میں اس کی کمان تھی۔ مونس نے اس خبر سے مطلع ہو کر طرسوس کے جنگی بیڑے کو مقابلہ کا حکم دیا۔ اس بیڑے میں پچیس کشتیاں تھیں۔ یہ بیڑا روغن نفط اور متعدد و مختلف قسم کے آلات حرب سے بھرا ہوا تھا۔ ابو الیمن کے ہاتھ میں اس کی کمان تھی مرسی رشید پر دونوں بیڑوں کا مقابلہ ہوا سخت اور خونریز جنگ کے بعد طرسوسی بیڑے کو فتح نصیب ہوئی افریقیہ کے بیڑے کو شکست ملی بہت سے آدمی گرفتار کر لئے گئے۔ اور کچھ لوگ مار ڈالے گئے اور بعض رہا کر دیئے گئے۔

ابو القاسم اور مونس خادم کی جھڑپیں

معرکہ کارزار سے سلیمان خادم گرفتار کر لیا گیا۔ بحالت قید مصر میں مر گیا۔ یعقوب کتامی گرفتار کر کے بغداد بھیج دیا گیا۔ کچھ عرصہ بعد بغداد کی جیل سے افریقیہ بھاگ گیا ابو القاسم اور مونس خادم میں مسلسل لڑائیاں مدتوں جاری رہیں فتح مندی کا سہرہ مونس کے سر رہا، دوران جنگ ابو القاسم کے لشکر میں وبا اور گرانی پھوٹ نکلی جس سے اس کے لشکر کا اکثر حصہ فنا ہو گیا۔ اس کے بعد گھوڑوں میں وبا پھیل گئی۔ مجبوراً ابو القاسم نے مغرب کی جانب کوچ کیا مصری لشکر نے تعاقب کیا جب تک مصر سے مغربی لشکر دور نکل گیا تب مصری لشکر واپس ہوا ابو القاسم نصف سنہ مذکور میں قیروان پہنچا۔ اور مونس خادم دارالخلافت بغداد واپس آیا اور تکین وارد مصر ہوا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں تکین اسی زمانہ سے برابر گورنری مصر پر رہا یہاں تک کہ ماہ ربیع ۳۰۹ھ میں واپس کیا گیا۔

تکین خزری کی وفات

خلیفہ مقتدر نے احمد بن کیغلغ کو ہلال بن بدر کے بعد سند حکومت عطا کی چنانچہ ماہ

جمادی الآخرہ میں یہ مصر پہنچا اور حکومت کے پانچویں مہینے واپس کر لیا گیا۔ تکین سہ بارہ حکومت مصر پہ مامور ہوا یوم عاشورہ ۳۱۳ھ میں مصر پہنچا نو سال تک حکمرانی کی یہاں تک کہ پندرہ ربیع الاول ۳۲۱ھ میں سفر آخرت اختیار کیا۔ اس کے زمانہ حکومت میں خلیفہ مقتدر نے اپنے بیٹے ابوالعباس کی ولی عہدی کی تجدید کی اور بلاد مغرب مصر اور شام کی سند حکومت عطا فرمائی اور مونس کو اس کی جانب سے بطور نائب کے مقرر کیا۔ یہ واقعہ ۳۱۱ھ کا ہے ابن اثیر نے لکھا ہے کہ ۳۲۱ھ میں تکین غزری نے مصر میں وفات پائی اس کی جگہ اس کا بیٹا محمد حکمران ہوا۔ خلیفہ قاہر نے اسے خلعت روانہ کیا۔ لشکریوں نے بغاوت کا جھنڈا بلند کیا مگر بتائید الٰہی یہ اُن پر فتحیاب ہوا۔ انتہیٰ۔

احمد کیلغ کی گورنری و معزولی خلیفہ قاہر نے احمد بن کیلغ کو دوبارہ ۳۲۱ھ میں سند حکومت عطا کی۔ اس کے پہلے محمد بن طغج کو والی مقرر کیا تھا یہ دمشق کا گورنر تھا ایک مہینے کی حکومت کے بعد اسے واپس بلا لیا اور احمد بن کیلغ کو سند حکومت عطا کی جیسا کہ ہم نے ابھی بیان کیا۔ چنانچہ ماہ رجب ۳۲۲ھ میں یہ مصر پہنچا اس کے بعد آخر ماہ رمضان ۳۲۳ھ میں معزول کر دیا گیا۔ پھر خلیفہ راضی نے اسے حکومت کی کرسی پر بٹھایا اور اس کے القاب میں "اخشید" کا لفظ بڑھانے کی اجازت دی ایک مدت تک حکومت مصر پہ نہایت خوش انتظامی سے مامور رہا اس کے بعد شام کو اس کی حکومت سے نکال لیا گیا جیسا کہ آئندہ تحریر کیا جائے گا۔

محمد بن رائق محمد بن رائق امیر الامراء سے جس کا ذکر آپ اوپر پڑھ چکے ہیں اس کے غلام بحکم نے بغداد میں مخالفت کی اور اس کی جگہ ۳۲۶ھ میں متمکن ہو گیا۔ ابن رائق اپنا مکان چھوڑ کر بھاگا اور بغداد میں روپوش ہو گیا۔ بحکم نے بغداد اور اس کے مکانات اور املاک پر قبضہ کر لیا اتنے میں خلیفہ تکریت سے واپس آ گیا۔ خلیفہ اور بحکم سے خط و کتابت شروع ہوئی۔ خلیفہ نے والی بغداد کا خط پیش کیا۔ باہم مصالحت ہو گئی سب کے سب بغداد واپس آئے ابن رائق نے ابوجعفر محمد بن یحییٰ بن شیرزاد کی معرفت صلح کا پیام بھیجا۔ جسے فریق مخالف نے منظور کر لیا۔ خلیفہ راضی نے طریق فرات (دیار مضر یعنی حران، الرہا) اور جو بلاد ان کے قرب و جوار میں تھے اور قنسرین اور عواصم کی سند حکومت عطا کی۔

ابن رائق کا شام پر قبضہ

ابن رائق اُن بلاد کی طرف روانہ ہوا اور وہاں پہنچ کر حکمرانی کرنے لگا۔ کچھ عرصہ بعد ۳۲۸ھ میں ملک شام کی حکومت کا لالچ پیدا ہوا، فوجیں آراستہ کر کے شہر حمص کی طرف روانہ ہوا اور اس پر قابض ہو گیا۔ ان دنوں دمشق کی حکومت پر بدر بن عبداللہ مولے اخشید ملقب بہ تدبر تھا ابن رائق نے اس کے قبضہ سے دمشق کو نکال لیا اور مصر کے خیال سے رملہ کی طرف بڑھا۔ اخشید کو اس کی خبر لگی لشکر آراستہ کر کے مصر سے نکلا۔ عریش میں دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا اخشید نے جنگ شروع ہونے سے پیشتر فوج کے چند دستوں کو کمین گاہ میں بٹھا دیا تھا لڑتے لڑتے شکست کھا کر بھاگا ابن رائق کے ہمراہیوں نے اخشید کے لشکر گاہ پر قبضہ کر لیا اور ان کے خیموں میں باطمینان تمام جا اُترے اس کے بعد اخشید کا لشکر کمینگاہ سے نکل کر دفعتہً حملہ آور ہوا نہایت بے سروسامانی سے بھاگ کھڑے ہوئے ابن رائق چند آدمیوں کے ساتھ جانبر ہو کر دمشق کی جانب بھاگا۔ اخشید نے اپنے بھائی ابو نصر بن طغج کو اس کے تعاقب پر مامور کیا ابن رائق نے دمشق سے نکل کر ابو نصر سے معرکہ آرائی کی اور اپنے پُر زور حملوں سے تعاقب کرنے والوں کو شکست فاش دی ابو نصر اسی معرکہ میں کام آ گیا۔ ابن رائق نے اس کی نعش کو اپنے بیٹے مزاحم بن محمد بن رائق کے ساتھ مصر روانہ کیا اور تعزیت اور معذرت کا خط بھیجا اور یہ لکھا کہ مزاحم ابو نصر کے عوض میں جاتا ہے اخشید نے اسے خلعت دیا اور اس کے باپ ابن رائق کے پاس واپس کر دیا۔ اس قدر کشت و خون کے بعد دونوں فریقوں میں اس شرط پر مصالحت ہو گئی کہ شام پر ابن رائق کا قبضہ رہے اور مصر اخشید کے مقبوضات میں شمار کیا جائے اور ایک سو چالیس ہزار درہم سالانہ رملہ کے عوض میں اخشید ابن رائق کو دیا کرے

ابن رائق کی مراجعت بغداد

اسی زمانہ سے ملک شام حکومت اخشید سے نکل گیا اور ابن رائق کے عمال اس پر قابض ہو گئے یہاں تک کہ بحکم اور بریدی مارے گئے اور ابن رائق ملک شام سے بغداد واپس آیا۔ خلیفہ متقی نے اسے ملک شام سے طلب کیا تھا اور آ جانے پر امیر الامراء کے معزز خطاب سے سرفراز فرمایا۔ حکومت شام پر اپنی جانب سے ابو الحسن علی بن احمد بن مقاتل کو نائب کے طور پر مقرر کیا اور جب ابن رائق دارالخلافت بغداد پہنچا تو کورتکین جو کہ دولت و خلافت پر قابض ہو رہا تھا بگڑ گیا باہم لڑائیاں ہوئیں بالآخر ابن رائق نے اس پر فتح حاصل کی اور اسے گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا دیلمیوں کا گروہ برسرِ مقابلہ

گیا۔ ابن رائق نے انہیں بھی نیچا دکھایا۔ پھر بریدی نے واسط سے ۳۳۰ھ میں علم بغاوت بلند کیا خلیفہ متقی اور ابن رائق کو شکست ہوئی بھاگ کر موصل پہنچے خلیفہ متقی نے ناصر الدولہ بن حمدان سے امداد کی درخواست کی چنانچہ ناصر الدولہ نے اپنے بھائی سیف الدولہ کو ایک بڑی فوج کے ساتھ خلیفہ متقی کی کمک پر روانہ کیا۔ مقام تکریت میں خلیفہ متقی سے ملاقات ہوئی۔ خلافت مآب اس کے ساتھ موصل واپس آئے اس کے بعد ناصر الدولہ محمد بن واثق کو قتل کر کے امیر الامراء کے عہدہ پر متمکن ہو گیا جس وقت یہ خبر اخشید تک پہنچی فوراً دمشق کی طرف کوچ کر دیا ۳۳۲ھ میں اس پر قابض ہو گیا۔

ابو عبداللہ حسن اسی سنہ کے ماہ ربیع الاوّل میں ناصر الدولہ نے محمد ابن رائق کے تمام مقبوضات پر قبضہ حاصل کر لیا اس وقت محمد بن رائق کے قبضہ میں طریق فرات، دیار مصر، جند قنسرین، عواصم اور حمص تھے ناصر الدولہ نے ابوبکر محمد بن علی بن مقاتل کو سپہ سالاروں کی ایک جماعت کے ساتھ موصل سے ان پر بلاد پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ کیا تھا اس کے بعد ماہ رجب میں ناصر الدولہ نے اپنے چچا زاد بھائی ابو عبداللہ حسن بن سعید بن حمدان کو ان صوبجات کی حکومت پر مامور کیا اہل کوفہ نے اس کی اطاعت سے انکار کیا ابو عبداللہ نے ان کی گوشمالی پر کمر ہمت باندھی چنانچہ ان پر فتح یاب ہوا اور کامیابی کے ساتھ کوفہ پر قبضہ کر کے حلب کی طرف قدم بڑھایا[1]۔۔۔۔

اخشید کی طلبی ۳۳۱ھ میں خلیفہ متقی امیر الامراء توزون سے ناراض ہو کر موصل چلا گیا اور بنو حمدان کے پاس چندے قیام پذیر رہا۔ پھر موصل سے رقہ گیا اور وہاں قیام کیا۔ اخشید کو گزشتہ واقعات کی شکایت لکھی اور طلب کیا اخشید مصر سے روانہ ہوا حلب ہو کر گزرا ابو عبداللہ حسین بن سعید بن حمدان نے یہ سن کر حلب چھوڑ دیا۔ ابوبکر بن مقاتل اس کے ساتھ حلب ہی میں تھا ابو عبداللہ حسین کے چلے جانے سے روپوش ہو گیا مگر جوں ہی اخشید وارد حلب ہوا ابوبکر یہ خبر پا کر اخشید سے ملنے کے لئے آیا اخشید نے اس کی بے حد عزت افزائی کی اسے مصر کے محکمۂ مال پر مامور کیا اور حلب کی حکومت یانس مونسی کو مرحمت کی ماہ محرم ۳۳۳ھ میں اخشید نے حلب سے رقہ کی جانب کوچ کیا۔ خلیفہ متقی اس وقت رقہ میں مقیم تھا اخشید نے بہت سے ہدایا اور تحائف خلیفہ متقی اور اس کے وزیر حسین بن مقلہ اور حاشیہ نشینوں کی خدمات میں پیش کئے اور مصر و شام چل کر قیام

---

[1] اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے ۱۲ مترجم

کرنے کی رائے دی خلیفہ متقی نے انکاری جواب دیا تب اخشید نے تورون کی آئندہ حرکات سے ڈرایا اور رقہ ہی میں قیام کرنے کی تاکید کی لیکن خلیفہ متقی نے اس سے قبل تورون کے پاس مصالحت کا پیام بھیجا تھا اور تورون کے پاس سے صلح کی منظوری کا جواب آ گیا تھا اس وجہ سے اخشید کی کوئی درخواست قبول نہ کی گئی اور خلافت مآب نے رقہ سے بغداد کی جانب کوچ کیا۔

اخشید کی مراجعت مصر

اخشید مصر کی طرف لوٹ گیا۔ سیف الدولہ بھی ان دونوں انہی لوگوں کے ساتھ حلب میں تھا ان لوگوں کی روانگی کے بعد رقہ سے حلب چلا گیا اور اس پر قبضہ حاصل کر کے حمص کا رخ کیا اخشید نے یہ سن کر اپنی فوجیں اپنے خادم خاص کافور کی ماتحتی میں روانہ کیں۔ مقام قنسرین میں سیف الدولہ سے مڈبھیڑ ہوئی ایک دوسرے سے گتھ گئے پھر دونوں فریق خود بخود علیحدہ ہو گئے کافور نے دمشق کی جانب اور سیف الدولہ نے حلب کی طرف کوچ کیا۔ یہ واقعات ۳۳۳ھ کے ہیں۔ اسی زمانہ میں رومیوں نے حلب پر حملہ کیا تھا سیف الدولہ سینہ سپر ہو کر مقابلہ پر آیا اور ان کو نیچا دکھا کر ناکام لوٹا دیا۔

ابوالقاسم انوجور

۳۳۴ھ یا بروایت بعض مورخین ۳۳۵ھ میں اخشید ابوبکر بن طغج نے دمشق میں وفات پائی۔ اس کی جگہ اس کے بیٹے ابوالقاسم انوجور نے حکمرانی کی قبا زیب تن کی، یہ ایک کم عمر شخص تھا کافور اس پر غالب ہو گیا۔ کافور نے دمشق سے مصر کی جانب قدم بڑھایا سیف الدولہ نے پہنچ کر دمشق پر قبضہ کر لیا۔ تب کافور نے حلب کی جانب کوچ کیا۔ انوجور نے یہ خبر پا کر فوجیں آراستہ کر کے دمشق پر حملہ کیا۔ سیف الدولہ دریا عبور کر کے جزیرہ چلا گیا۔ انوجور ایک مدت تک حلب کا محاصرہ کئے رہا۔ اس کے بعد سیف الدولہ اور انوجور میں مصالحت ہو گئی سیف الدولہ نے حلب کی جانب اور انوجور نے مصر کی طرف کوچ کیا۔ اور کافور دمشق چلا گیا اور بدر اخشیدی معروف بہ تدبیر کو اس کی حکومت پر مامور کر کے مصر لوٹ آیا۔ بدر اخشیدی ایک برس تک دمشق کی حکومت پر رہا اس کے بعد معزول کر دیا گیا ابوالمظفر طغج کو سند حکومت عطا ہوئی، ابوالمظفر نے دمشق پہنچ کر تدبیر کو گرفتار کر لیا۔

ابوالقاسم انوجور کا خاتمہ

ایک مدت کے بعد ابوالقاسم انوجور سن رشد کو پہنچا نیک و بد کی تمیز پیدا ہوئی حکومت کا خیال دل میں سمایا کافور کے نکالنے کی تدبیریں سوچنے لگا۔ اتفاق سے

کافور کو اس کا احساس ہو گیا کافور نے جیسا کہ بیان کیا گیا ہے زہر دے کر سنہ ۔۔۔ میں مار ڈالا اور اس کی جگہ علی کو جو کہ انوجور کا بھائی تھا اپنی نگرانی اور زیر اثر حکومت کی کرسی پر متمکن کیا۔ یہاں تک کہ علی بھی مر گیا۔

کافور کی گورنری

سنہ ۳۵۵ھ میں علی بن اخشید نے سفر آخرت اختیار کیا۔ کافور نے اپنی خود مختاری کا اعلان کر دیا۔ بنو اخشید منہ تکتے رہ گئے۔ پالکی پر سوار ہونے لگا خلیفہ مطیع نے مصر و شام اور حرمین کی سند حکومت عطا کی اور "عالی باللہ" کا خطاب دیا۔ کافور نے اس خطاب کو منظور نہ کیا۔ ابو الفضل جعفر بن فرات کو قلمدان وزارت کا مالک بنایا۔ یہ با اثر بادشاہوں میں سے تھا، سخی، ممدوح خلائق اور امور سیاست سے بخوبی ماہر تھا۔ اللہ تعالیٰ سے بے حد خائف رہتا تھا۔ المعز والی مغرب سے اس کے مراسم تھے اکثر اسے تحائف و ہدایا بھیجتا تھا۔ حکمرانان بغداد و یمن بھی بعزت و احترام اس سے پیش آتے تھے۔ ہر شنبہ کو دربار عام کرتا اور داد خواہوں کی دادرسی کیا کرتا تھا یہاں تک کہ اس نے وفات پائی۔

احمد بن اخشید

سنہ ۳۵۷ھ کے نصف میں کافور نے سفر آخرت اختیار کیا دس برس تین ماہ خود مختاری کے ساتھ حکمرانی کی اس کے علاوہ دو برس چار ماہ خلیفہ مطیع کی جانب سے مسلسل حکمراں رہا۔ نہایت سیاہ رنگ کا آدمی تھا اخشید نے اسے اٹھارہ دینار میں خریدا تھا۔ اس کی وفات پر اراکین دولت نے جمع ہو کر احمد بن علی بن اخشید کو کرسی حکومت پر متمکن کیا۔ اس کی کنیت ابو الفوارس تھی حسن بن عمر عبداللہ بن طغج اس کی حکومت کا منتظم ہوا۔ فوج کی افسری شمول (اس کے دادا کا مولیٰ تھا) کو دی گئی۔ خزانہ کی کنجیاں جعفر بن فضل کو مرحمت ہوئیں قلمدان وزارت جابر ریاحی کو عنایت ہوا کچھ عرصہ بعد ابن مسلم کے کہنے سے ابن فرات کو معزول کیا گیا۔ مصر کی عنان حکومت ابن الریاحی کے سپرد کی گئی۔

جوہر صقلی کا اسکندریہ پر قبضہ

جب المعز لدین اللہ مغرب کی مہم سے فارغ ہوا تو اس نے اپنے سپہ سالار جوہر صقلی کاتب کو مصر سر کرنے کے لئے روانہ کیا۔ ماہر سپہ سالار اور منتخب فوج دی۔ ہر قسم کے سامان مرحمت فرمائے۔ چنانچہ جوہر نے قیروان سے مصر کی جانب قدم بڑھایا۔ رقہ ہو کر گزرا اس وقت رقہ میں افلح (المعز کا آزاد غلام) حکومت کر رہا تھا۔ اس نے اس سے ملاقات کی پیادہ پا اس کے ساتھ چلا

جوہر نے اسکندریہ پر قبضہ کر کے جیزہ پر جا کر لڑائی کا نیزہ گاڑا اور اسے بھی بزور تیغ فتح کر کے مصر کی جانب بڑھا اور پہنچتے ہی مصر پر محاصرہ ڈال دیا۔

بنو طغج کا خاتمہ

ان دنوں مصر کی زمام حکومت احمد بن علی بن اخشید کے قبضۂ اقتدار میں تھی اور اس کے اہل دولت و اراکین سلطنت حکمرانی کر رہے تھے۔ جوہر نے ۳۵۸ھ میں مصر فتح کر لیا۔ اور ابو الفوارس کو مار ڈالا اور حکمران مصر کے مال و اسباب کو مشائخین مصر کے وفد (ڈیپوٹیشن) کے ساتھ جس میں قضاۃ علماء اور با اثر امراء بھی تھے قیروان روانہ کیا۔ ان واقعات سے بنی طغج کی حکومت کا خاتمہ ہو جاتا ہے اور ایک دوسری حکومت کا دور شروع ہو جاتا ہے۔

۳۵۹ھ میں جامع ابن طولون میں کلمات اذان میں "حی علیٰ خیر العمل" اضافہ کیا گیا اور مصر میں حکومت علویہ کا سکہ چلنے لگا جوہر فاتح مصر نے شاہی کیمپ کے مقام پر شہر قاہرہ کا بنیادی پتھر رکھا اور جعفر بن فلاح کتامی کو شام کے سر کرنے کے لئے بھیجا چنانچہ اس نے قرامطہ کی حکومت کا شیرازہ منتشر کر دیا جیسا کہ یہ واقعات ان کے حالات میں بیان کئے جا چکے ہیں۔

باب ۴

امارت دیار بکر بنی مروان کرد

مناسب یہ تھا کہ حکومت بنو مروان کے حالات کو بنو حمدان کے حالات کے ضمن میں تحریر کرتے جیسا کہ ہم نے دولت بنو مقلد حکمرانان موصل اور بنو صالح بن مرداس حکمرانان حلب کے حالات کو بنو حمدان کی حکومت کے تذکرہ میں شامل کر دیا ہے۔ کیونکہ یہ تینوں حکومتیں بنو حمدان ہی کی حکومت سے پیدا ہوئی ہیں اور اسی کی شاخ ہیں مگر چونکہ بنو مروان عرب نہیں ہیں بلکہ اکراد میں سے ہیں اس وجہ سے ہم نے ان کے تذکرہ کو ان حکومتوں کے حالات لکھنے کے بعد تحریر کیا تاکہ یہ عجمیوں کے سلسلے میں آ جائیں پھر ہم نے بنو مروان کے حالات کو دولت بنو طولون سے بھی موخر کیا جس کی وجہ یہ تھی کہ بنو طولون کی حکومت بنو مروان کی حکومت سے بلحاظ زمانہ مقدم تھی۔ بہرکیف اب مناسب یہ ہے کہ ہم بنو مروان کی حکومت کے حالات لکھنے کی طرف متوجہ ہوں۔

باد کردی: آپ اوپر باد کردی کے حالات پڑھ آئے ہیں کہ اس کا نام حسین بن دوشنک اور ابو عبداللہ کنیت تھی بعضوں نے لکھا ہے کہ ابو شجاع کنیت تھی اور یہ ابو علی بن مروان کردی کا ماموں تھا موصل اور دیار بکر پر اس نے قبضہ کر لیا تھا۔ دیلمیوں سے اور اس سے لڑائیاں ہوئیں بالآخر دیلم نے باد کردی کو مغلوب کر دیا باد کردی جبال اکراد میں جا کر پناہ گزین ہوا اس اثنا میں عضد الدولہ اور شرف الدولہ نے جان بحق تسلیم کی۔ ابو طاہر ابراہیم اور ابو عبداللہ حسن موصل کی طرف آئے اور دونوں کامیابی کے ساتھ اس پر قابض ہو گئے چند روز بعد ان دونوں اور دیلم میں فتنہ و فساد برپا ہو گیا باد کردی کو موصل پر قبضہ کر لینے کی خواہش پیدا ہوئی اس

وقت یہ دیار بکر میں تھا۔ سامان جنگ درست کرکے موصل کی طرف کوچ کیا پسران ناصر الدولہ نے اسے پہلے ہی معرکہ میں نیچا دکھا دیا اور میدان جنگ ہی میں اس کی زندگی کا خاتمہ کر دیا (ان واقعات کو ہم اوپر بیان کر آئے ہیں)

ابو علی بن مروان کرد

جب باد کردی مارا گیا تو اس کا ہمشیر زادہ ابو علی بن مروان معرکہ کارزار سے جان بچا کر بھاگا اور قلعہ کیفا میں جا کر پناہ گزین ہوا اس قلعہ میں باد کردی کے اہل وعیال مقیم تھے اور وہیں پر اس کا سارا مال واسباب اور خزانہ تھا یہ قلعہ مضبوط ترین قلعوں میں سے تھا ابو علی اس حیلہ سے کہ مجھے میرے ماموں نے بھیجا ہے قلعہ میں داخل ہوا اور اس پر قابض ہو گیا اپنے ماموں کی بیوی رحمانی سے عقد کر لیا۔ اس کے بعد تمام دیار بکر کا ایک چکر لگا کر اپنے ماموں باد کردی کے تمام مقبوضات پر قبضہ کیا۔ پسران حمدان یہ خبر پا کر دوڑ پڑے اس وقت ابو علی میا فارقین کا محاصرہ کئے ہوئے تھا اس نے ان دونوں کو شکست دی پھر چند روز بعد پسران حمدان نے ابو علی پر فوج کشی کی۔ ابو علی اس وقت آمد کے محاصرہ میں مصروف تھا اتفاق سے اس مرتبہ بھی ابو علی نے ان دونوں بھائیوں کو شکست دے دی جس سے ان دونوں بھائیوں کی حکومت موصل سے ختم ہو گئی اور ابو علی بن مروان نے دیار بکر اور اس کے تمام مضافات پر قبضہ کر لیا۔ اہل میا فارقین نے حیلوں کے ذریعہ لڑائی کو طول دیا ان کا سردار ابو الاصغر نامی ایک شخص تھا ابو علی نے انہیں ڈھیل دے دی عید کے دن اہل شہر صحرا کی طرف نکلے ابو علی نے موقع پا کر ان پر چھاپا مارا اور ابو الاصغر کو گرفتار کر کے شہر پناہ کی دیوار سے نیچے گرا دیا اکراد نے شہر میں گھس کر لوٹ کھسوٹ شروع کر دی ابو علی نے یہ رنگ دیکھ کر دروازوں کو بند کرا دیا اور ان لوگوں کو شہر میں داخل ہونے سے روک دیا یہ لوگ ادھر ادھر منتشر ہو گئے یہ واقعات ۳۸۰ھ کے ہیں۔

ابو علی بن مروان کا قتل

ابو علی بن مروان نے سعد الدولہ بن سیف الدولہ کی بیٹی سے عقد کیا تھا اور اس سے زفاف کرنے کے لئے حلب سے آمد آ رہا تھا۔ آمد کے سردار نے یہ خیال کر کے کہ مبادا ابو علی ہمارے ساتھ بھی ویسا ہی برتاؤ نہ کرے جیسا کہ اہل میا فارقین کے ساتھ کیا تھا، اپنے ہمراہیوں کو ہوشیار کر دیا اور یہ رائے دی کہ جب ابو علی شہر میں داخل ہو تو دراہم و دنانیر نثار کرتے ہوئے

اُس کی طرف بڑھو اور اسے گرفتار کر کے مار ڈالو چنانچہ اُن لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ ابوعلی ان لوگوں کے قریب میں آگیا اہل شہر اور اس کے ہمراہی مل جل گئے۔ اہل شہر نے اس کا سر اتار لیا اور ان کے ہمراہیوں کی طرف عبرت کی غرض سے پھینک دیا۔ اکراد بھاگ کھڑے ہوئے۔ میا فارقین کی طرف لوٹے گورنر میا فارقین کو شبہ پیدا ہوا کہ شاید یہ لوگ غارت گری کے ارادے سے آ رہے ہیں شہر میں داخل ہونے سے روک دیا۔

ابومنصور بن مروان

اس کے بعد ممہد الدولہ ابومنصور بن مروان برادر ابوعلی میا فارقین نے انہیں شہر میں داخل ہونے کی اجازت دے دی۔ ممہد الدولہ نے شہر میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا۔ مگر سکہ اور خطبہ کے علاوہ اور کسی قسم کا اختیار اسے حاصل نہ تھا۔ اس کے بعد ممہد الدولہ کا بھائی ابونصر اُس سے جھگڑا کرنے کے لئے اُٹھ کھڑا ہوا۔ کچھ عرصہ تک تنگ کرتا رہا بالآخر ابومنصور نے اسے گرفتار کر کے قلعہ اسعرد بھیج دیا۔ چنانچہ وہیں تنگی کی حالت میں مقیم رہا۔ باقی رہا آمد اُس پر اس کا شیخ عبداللہ چند روز تک قبضہ کئے رہا اور اپنی بیٹی کا عقد ابن دمنہ سے کر دیا جس نے کہ ابوعلی بن مروان کو مارا تھا ابن دمنہ نے اپنے سسر کو قتل کر کے آمد پر قبضہ کر لیا اور اپنے لئے شہر پناہ سے ملا ہوا ایک محل بنوایا۔ ممہد الدولہ نے مصالحت کر لی اور اس کی حکومت کی اطاعت قبول کر لی۔ بادشاہ روم اور والی مصر وغیرہما ملوک کی خدمات میں تحائف روانہ کئے جس سے اس کی شہرت ہوئی۔

ابومنصور بن مروان کا قتل

ممہد الدولہ نے اپنے آخری زمانۂ حیات میں میا فارقین میں قیام اختیار کیا تھا۔ اس کا سپہ سالار شروہ اس کی حکومت و سلطنت کا ناظم تھا اس کا ایک آزاد غلام تھا جسے اس نے پولیس کی افسری دی تھی مگر ممہد الدولہ کو اس سے بے حد ناراضگی اور نفرت تھی بارہا اس غلام کے قتل کا قصد کیا لیکن شروہ کے خیال سے باز رہا۔ اس غلام کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے لگا بجھا کر شروہ کو ممہد الدولہ کی جانب سے بددل کر دیا۔ ایک روز شروہ نے ممہد الدولہ کو دعوت کے بہانہ سے بلا بھیجا جوں ہی ممہد الدولہ شروہ کے مکان پر پہنچا شروہ نے تلوار تول کر ممہد الدولہ کے سر کو تن سے جدا کر دیا یہ واقعہ ۴۰۲ھ کا ہے۔

شروہ کا قلعہ میا فارقین پر قبضہ

ممہد الدولہ کے قتل کے بعد شروہ اس کے مصاحبوں اور عزیزوں کی طرف آیا

اور یہ ظاہر کر کے کہ مہد الدولہ نے تمہاری گرفتاری کا حکم دیا ہے انہیں گرفتار کر لیا اس کے بعد میافارقین کے قلعہ میں آیا اہل قلعہ نے مہد الدولہ کے شبہ میں قلعہ کا دروازہ کھول دیا شروہ نے قبضہ کر لیا۔ اور تمام قلعہ داران کو مہد الدولہ کے بہانہ سے بلا بھیجا۔ ان لوگوں میں خواجہ ابوالقاسم والی ارزن روم بھی تھا۔

ابو نصر بن مروان نصیر الدولہ

چنانچہ خواجہ ابوالقاسم بھی میافارقین کی جانب روانہ ہوا۔ روانگی کے وقت کسی کو قلعہ سپرد نہ کیا۔ اثنائے راہ میں مہد الدولہ کے قتل کی خبر ملی راستہ ہی سے ارزن روم لوٹ آیا اسعرد سے ابونصر بن مروان کو طلب کیا اور اسے اپنے ہمراہ لئے ہوئے اس کے باپ مروان کے پاس آیا مروان اس وقت اپنے بیٹے ابوعلی کی قبر پر اپنی بیوی کے ساتھ ٹھہرا ہوا تھا۔ خواجہ ابوالقاسم نے اس کی خدمت میں حاضر ہو کر ارزن کی حکومت پیش کی۔ چنانچہ ابونصر نے اپنے باپ کے روبرو اپنے بھائی کی قبر کے پاس عدل وانصاف کا حلف اٹھایا۔ قضاۃ اور اراکین شہر نے اس حلف نامہ پر اپنے اپنے دستخط کئے۔ ابونصر نے نہایت خوشی سے ارزن پر قبضہ کر لیا شروہ نے میافارقین سے ابونصر کے لینے کے لئے چند آدمی اسعرد روانہ کئے ان آدمیوں نے واپس ہو کر جواب دیا کہ ابونصر ارزن چلا گیا ہے شروہ کو اس سے یقین ہو گیا کہ میری حکومت کی مخالفت شروع ہو گئی۔

نصیر الدولہ کا دیار بکر پر قبضہ

ان واقعات کے بعد ابونصر نے تمام دیار بکر پر قبضہ کر لیا۔ نصیر الدولہ کا لقب اختیار کیا ایک مدت تک اس کی حکومت وسلطنت نہایت خوبی سے قائم رہی بے حد نیک سیرت تھا۔ اطراف وجوانب سے علماء نے اس کی خدمت میں حاضر ہونے کا ارادہ کیا تھوڑے ہی دنوں میں اہل علم کا ایک خاصہ مجمع ہو گیا ان علماء میں جو اس کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے ابو عبداللہ گازرونی بھی تھے انہی کی وجہ سے دیار بکر میں مذہب شافعی پھیلا۔ چاروں طرف سے شعراء بھی اس کی خدمت میں آ گئے اور اس کی مدح میں قصائد لکھے اس نے ان کو انعامات اور صلے دیئے سرحدی بلاد میں امن وامان قائم رہا رعایا نہایت آسائش اور اطمینان کے ساتھ اس کے دقبہ حکومت میں آباد رہی یہاں تک کہ اس نے سفر آخرت اختیار کیا

نصیر الدولہ کا الرہا پر قبضہ

شہر الرہا بنو نمیر میں سے عطیر نامی ایک شخص کے قبضہ میں تھا چونکہ یہ شخص نہایت شریر اور جاہل تھا الرہا والوں نے ابونصر بن مروان کو لکھ بھیجا کہ آپ الرہا تشریف

---

[1] ابونصر مہد الدولہ مقتول کا بھائی تھا مہد الدولہ نے کسی سبب سے اس کو قلعہ اسعرد میں قید کر دیا تھا دیکھو تاریخ کامل جلد ۹ مطبوعہ مصر جلد ۳

لائیے اور قبضہ کر لیجئے ہم لوگ عطیر کی شرارتوں سے تنگ آ گئے ہیں۔ ابونصر نصیر الدولہ نے اپنے نائب آمد کو جس کا نام زنگ تھا الرہا پر قبضہ کرنے کے لئے بھیجا چنانچہ اس نے پہنچ کر الرہا پر قبضہ کر لیا۔ عطیر نے صالح بن مرداش والی حلب سے اپنی بابت سفارش کرائی نصیر الدولہ نے اس کی سفارش سے نصف شہر الرہا عطیر کو دے دیا اس کے بعد عطیر، نصیر الدولہ کے پاس میافارقین حاضر ہوا نصیر الدولہ نے اس کی عزت کی پھر لوٹ کر الرہا آیا اور زنگ کے ساتھ الرہا میں قیام پذیر ہوا۔

عطیر کا قتل

ایک روز زنگ نے اہل شہر کی دعوت کی عطیر کو بھی دعوت میں بلایا اور سابق نائب کے بیٹے احمد کو بھی دعوت دی اس کے باپ کو عطیر نے قتل کر ڈالا تھا۔ دعوت سے فارغ ہو کر جب لوگ رخصت ہوئے اور عطیر بھی اپنے مکان کی طرف چلا تو کسی نے احمد کو اس کے باپ کا بدلہ لینے کا اشارہ کر دیا۔ احمد نے بازار میں پہنچ کر للکارا کہ اے ظالم تو نے میرے باپ کو قتل کیا ہے میں تجھ سے بدلہ لینے آیا ہوں عطیر یہ سن کر ہکا بکا ہو گیا اہل بازار دوڑ پڑے احمد نے لپک کر تلوار چلائی چنانچہ عطیر اپنے تین ہمراہیوں کے ساتھ مار ڈالا گیا۔ بنو نمیر کو اس سے غصہ پیدا ہوا۔ شہر کے باہر جمع ہوئے اور مشورہ کر کے کمین گاہ میں بیٹھے اور چند آدمیوں کو اپنے مخالفین کے بھڑکانے کی غرض سے شہر روانہ کیا۔ زنگ کو اس کی خبر لگ گئی۔ اپنی فوج لے کر نکل پڑا جس وقت کمین گاہ سے آگے بڑھا بنو نمیر نے کمین گاہ سے نکل کر حملہ کیا لڑائی شروع ہو گئی اتفاق سے اسے ایک پتھر آ لگا جس سے اس کی موت وقوع میں آئی یہ واقعہ ۴۱۸ھ کا ہے۔ اس زمانہ سے الرہا پر نصیر الدولہ کا قبضہ ہو گیا چند روز بعد صالح بن مرداس والی حلب نے ابن عطیر اور ابن شبل کی سفارش کی نصیر الدولہ نے اس کی سفارش پر الرہا کو ابن عطیر اور ابن شبل کے حوالہ کر دیا ابن عطیر نے اسے بعد میں رومیوں کے ہاتھ فروخت کر دیا جیسا کہ آپ آئندہ پڑھیں گے۔

محاصرہ نصیبین

نصیبین نصیر الدولہ بن نصر بن مروان کے مقبوضات میں داخل تھا بدران بن مقلد نے بنو عقیل کی ایک فوج مرتب کر کے نصیبین کا قصد کیا اور پہنچتے ہی اس پر محاصرہ ڈال دیا اتفاق سے اس لشکر پر جو نصیبین میں تھا اسے ایک فتح یابی حاصل ہو گئی نصیر الدولہ کو اس کی خبر لگی تو اس نے ایک دوسری فوج نصیبین کی طرف روانہ کی، بدران کو اس کی اطلاع ہو گئی فوراً چند لوگوں کو اس فوج کی روک تھام

پر مامور کیا۔ ان لوگوں نے نصیر الدولہ کی فوج کو جو اہل نصیبین کی کمک پہ آ رہی تھی شکست دے دی نصیر الدولہ کو اس سے بے حد صدمہ ہوا۔ فراہمی فوج میں مصروف ہوا اور نہایت تھوڑی مدت میں فوجیں مرتب کر کے نصیبین کی جانب روانہ کیں۔ ابدان نے اس کا مقابلہ کیا پہلے تو یہ فوج بھاگی پھر دوبارہ پلٹ کر حملہ آور ہوئی ایک مدت تک دونوں فریقوں میں لڑائی کا سلسلہ جاری رہا جب یہ خبر سننے میں آئی کہ اس کا بھائی قرادش موصل پہنچ گیا ہے اس لئے خوف سے محاصرہ اٹھا کر چلا آیا۔

دیار بکر میں ترکوں کی آمد

تاتاریوں کا شمار ترکوں کے گروہ میں ہے سلجوقیہ انہی لوگوں کی ایک شاخ ہیں جس وقت محمود بن سبکتگین نے ان میں سے ارسلان بن سلجوق کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا تھا تو یہ لوگ خراسان کی طرف چلے گئے تھے اور وہاں پر ان لوگوں نے فتنہ و فساد برپا کیا تھا مسعود بن سبکتگین نے اپنے باپ محمود کے بعد ان لوگوں پر فوج کشی کی تھی یہ لوگ آذربیجان کی جانب بھاگے اور ان لوگوں سے جا ملے جو ان سے پیشتر یہاں آ گئے تھے۔ اور عراقیہ کے نام سے موسوم ہوئے تھے ان لوگوں نے ہمدان، قزوین اور آرمینیہ میں بڑا فساد مچایا تھا۔ دوسری جماعت والوں نے آذربیجان.. میں سر اٹھایا وہسوذان والی تبریز نے ان میں سے ایک گروہ کا خاتمہ کر دیا پھر ان لوگوں نے اکراد پر دست درازی شروع کی اور انہیں خوب پامال کیا اس اثنا میں انہیں یہ خبر پہنچی کہ ینال ابراہیم برادر سلطان طغرل بک رے کی طرف روانہ ہوا ہے۔ اس خبر کو سنتے ہی ۴۳۳ھ میں اکراد چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے آذربیجان پہنچے یہاں یہ سننے میں آیا کہ ینال ابراہیم اس طرف آ رہا ہے۔ یہ لوگ اس کے خوف سے آذربیجان سے بھی ہٹ آئے۔ وجہ یہ تھی کہ یہ لوگ ینال ابراہیم اور اس کی رعایا تھے۔ الغرض آذربیجان سے نکل کر یہ لوگ بذریعہ راہبر پہاڑی راستہ کو زوزان سے طے کرتے ہوئے جزیرہ ابن عمر پہنچے۔ ان میں سے ایک گروہ ... دیار بکر کی طرف گیا قزوین، بازیدی اور حسنیہ کو تاخت و تاراج کیا۔ دوسرے گروہ نے جزیرہ کے شرقی حصہ کی جانب قدم بڑھایا۔ کچھ لوگوں نے موصل کا قصد کیا۔

سلیمان بن نصیر الدولہ اور ترک

سلیمان بن نصیر الدولہ ان دنوں موصل پر حکومت کر رہا تھا۔ اس نے ترکوں کو خط لکھا کہ آؤ ہم اور تم صلح کر لیں اور متفق ہو کر شام کی طرف بڑھیں ترکوں

نے یہ درخواست منظور کر لی۔ اس کے بعد سلیمان نے ان لوگوں کو دعوت کے بہانے سے اپنے مکان پر بلایا۔ ابن غزغلی بھی اس دعوت میں آیا ہوا تھا۔ سلیمان نے اسے گرفتار کر کے قید میں ڈال دیا اس کی گرفتاری سے ترکوں کے قدم اکھڑ گئے، حواس باختہ ہو کر ادھر اُدھر بھاگ نکلے۔ نصیر الدولہ قرواش اور کردوں کے لشکر نے اُن لوگوں کا تعاقب کیا۔ عرب نے بھی عراق سے اُن لوگوں پر پُرزور حملہ کیا ترکوں نے مجبور ہو کر جزیرہ ابن عمر کی جانب کوچ کیا اور اس پر محاصرہ ڈال دیا دیار بکر کو نوچ کھسوٹ کر ویران کر دیا نصیر الدولہ نے منصور بن غزغلی کو رہا کر کے ترکوں کے فساد سے محفوظ رہنے کی کوشش کی جسے سلیمان نے قید کر لیا تھا۔ مگر اس تدبیر نے اسے ترکوں کے فساد انگیزی سے نہ بچایا۔ یہ لوگ طوفان کی طرح نصیبین کی طرف بڑھے سنجار اور خابور کو لوٹا۔ مرد اس ان کی روک تھام کی غرض سے موصل میں داخل ہوا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں ترکوں کے ایک گروہ نے اس کا تعاقب کیا۔ اس کے ترکوں کے ساتھ جو واقعات پیش آئے ہم انہیں بیان کر چکے ہیں۔

وثاب نمیری اور ابن مروان چونکہ وثاب نمیری والی حران و رقہ خلفاء علویہ کے علم حکومت کا مطیع تھا اس وجہ سے تمام سرزمین شام و جزیرہ میں بآسانی دعوت علویہ منتشر ہو گئی۔ جب دزبری علویوں کی جانب سے شام کا گورنر ہو کر آیا۔ تو اس نے ابن مروان کو دھمکی کا خط لکھا اور یہ تحریر کیا کہ اگر تم اطاعت قبول نہ کرو گے تو میں تمہارے مقبوضات پر قبضہ کر لوں گا۔ ابن مروان نے قرواش والی موصل اور شبیب بن وثاب والی رقہ سے امداد طلب کی اور ان لوگوں سے یہ درخواست کی کہ آؤ ہم لوگ متفق ہو کر خود مختار بن جائیں اور خلفائے علویہ کا خطبہ پڑھنا موقوف کر دیں اُن لوگوں نے ابن مروان کی درخواست منظور کر لی اور خلیفہ مستنصر کا خطبہ موقوف کر کے خلیفہ قائم کا خطبہ پڑھنے لگے۔ یہ واقعہ ۴۳۰ھ کا ہے۔ وزبری نے ان حالات سے مطلع ہو کر اپنی فوج کو آراستہ کیا اور انہیں لڑائی کی دھمکی دی۔ شبیب بن وثاب نے ڈر کر ماہ ذی الحجہ آخری سنہ مذکور میں حران میں علویہ کا خطبہ پڑھنا شروع کیا اور اطاعت قبول کر لی۔

نصیر الدولہ اور بشر موشک نصیر الدولہ نے اپنے بیٹے سلیمان کو جس کی کنیت ابو حرب تھی امور سلطنت کے سیاہ و سفید کا اختیار دیا تھا۔ بشر موشک بن محلے سردار اکراد جو کہ اس مقام کے چند قلعوں کا مالک تھا

اس سے بغض وعناد رکھتا تھا تھوڑے دن بعد دونوں میں نفرت اور کشیدگی بڑھ گئی۔ سلیمان نے مصلحتاً بشر موشک کو ملا لیا اور جب وہ مل جل گیا تو اس کے ساتھ دغا کی۔ امیر ابوطاہر ثلبنوی والی قلعہ فنک وغیرہ نصیر الدولہ کا ہمشیر زادہ تھا اور سلیمان کا دلی خیر خواہ تھا یہ بھی اُن لوگوں کے ساتھ تھا جن کے ذریعہ سے سلیمان نے موشک کو ملایا تھا اس نے موشک کے ساتھ اپنی بیٹی کا عقد کر دیا جس سے موشک کو سلیمان کی جانب سے اطمینان ہوگیا اور رومیوں سے لڑنے کو آرمینیہ گیا۔ نصیر الدولہ بن مروان نے افواج اور آلات حرب سے مدد کی جنگ آرمینیہ سے واپسی کے بعد سلیمان نے موشک کو دھوکا دے کر مار ڈالا اور طغرل بک سے یہ ظاہر کر دیا کہ وہ اپنی موت مر گیا۔

سلیمان بن نصیر الدولہ کا قتل موشک کے قتل کے بعد سلیمان کو ابوطاہر سے خطرہ پیدا ہوا کہ مبادا یہ اپنے خسر موشک کا بدلہ لے اس خیال سے سلیمان نے ابوطاہر سے یہ ظاہر کیا کہ میرا موشک کے قتل سے کوئی تعلق نہ تھا ابوطاہر نے اس کی معذرت قبول کی اور اس کے ساتھ ملاقات کا خواستگار ہوا۔ چنانچہ ابوطاہر قلعہ فنک سے باہر آیا سلیمان بھی چند آدمیوں کے ساتھ اس سے ملنے کے لئے روانہ ہوا اثنائے راہ میں عبید اللہ نے اپنے باپ موشک کے عوض میں سلیمان کو مار ڈالا اور اپنے باپ کے خون کا بدلہ لے لیا۔

نصیر الدولہ کو اس کی اطلاع ہوئی تو اُس نے اپنے بیٹے نصیر کی ماتحتی میں جزیرہ کی حمایت و کمک پر فوجیں روانہ کیں۔ قریش بن بدران والی موصل یہ سن کر جزیرہ پر چڑھ آیا اکراد حسنیہ اور ثلبنویہ کو اپنی طرف مائل کر لیا چنانچہ سب کے سب نصیر بن مروان سے جنگ کرنے پر تل گئے۔ نصیر بن مروان نے نہایت خوبی سے اُن لوگوں کی مدافعت کی اور جزیرہ ابن عمر میں اُن کو قدم تک نہ رکھنے دیا۔ اثنائے جنگ میں قریش کو کئی زخم لگے جس سے گھبرا کر موصل کی جانب لوٹ کھڑا ہوا اور نصیر بن مروان نے جزیرہ میں قیام اختیار کیا اور اکراد بدستور اُن کی مخالفت پر اڑے رہتے۔

طغرل بک کی روانگی دیار بکر جس وقت طغرل بک شہر موصل پر قبضہ حاصل کر کے واپس ہوا قریش اپنی جان بچا کر موصل سے بھاگ گیا پھر چند روز بعد اطاعت قبول کر لی۔ یہ واقعات ۴۴۸ھ کے ہیں۔ اس کے بعد طغرل بک نے دیار بکر کا قصد کیا اور جزیرہ ابن عمر کا محاصرہ کر لیا ابن

مروان نے اس کی خدمت میں بہت سے تحائف اور ہدایا پیش کر کے موصل کی جانب واپس جانے کی درخواست کی اور یہ ظاہر کیا کہ آپ لوگ جزیرہ کے عوض آرمینیہ لے کر واپس تشریف لے جائیں تو میں کفار پر جہاد کرنے کو روانہ ہوں طغرل بک نے اسے منظور کر لیا اور محاصرہ اٹھا کر سنجار کا راستہ لیا جیسا کہ ہم نے قریش کے حالات میں بیان کیا ہے۔

وفات نصیر الدولہ

۴۵۲ھ میں نصیر الدولہ احمد بن مروان کردی والی دیار بکر اس دار فانی سے رخصت ہو کر رہگذار عالم آخرت ہُوا۔ قادر باللہ اس کا لقب تھا۔ باون سال اس نے حکومت کی۔ اس کی شان وشوکت بہت بڑھی۔ مال و دولت کی بے حد زیادتی ہوئی سرحدی بلاد کو ہر طرح مضبوط و مستحکم بنایا اور اس کا معقول انتظام کیا۔ سلطان طغرل بک کی خدمت میں بڑے بڑے تحائف اور قیمتی قیمتی ہدایا بھیجتا تھا۔ جن میں جبل یاقوت بھی تھا جو بنو بویہ کے ملک سے ملا تھا اور ابو منصور بن جلال الدولہ سے اُس نے خریدا تھا۔ اس کے ساتھ نصیر الدولہ نے ایک لاکھ دینار سُرخ نقد بھی بھیجے تھے طغرل بک کی آنکھوں میں اس کی بہت عزت تھی۔ بڑے بڑے عظیم الشان بادشاہوں سے زیادہ اس کی عزت کی جاتی تھی پانچ پانچ سو دینار میں لونڈی خرید کی جاتی تھی، ایک ہزار سے زیادہ لونڈیاں اس کی خدمت اور مخصوص کاموں کے لئے تھیں۔ دو لاکھ دینار سے زیادہ قیمت کے ظروف اور سامان آرائش تھے مشہور مشہور بادشاہوں کی لڑکیاں اُس کے نکاح میں تھیں۔ باورچیوں کو باورچی گیری سیکھنے کی غرض سے مصر روانہ کیا اور ہزارہا روپیہ خرچ کر کے ان لوگوں کو کھانا پکانا سکھوایا۔

ابن جہیر

ارا کین دولت علویہ میں سے ابو القاسم بن مغربی اور عمائدین خلافت عباسیہ میں سے فخر الدولہ بن جہیر بطور وفد اس کے دربار میں حاضر ہوئے اس نے قدر افزائی کی اور انہیں قلمدان وزارت کا مالک بنا دیا۔ دور دراز ممالک سے شعراء حاضر ہوئے اس نے ان کو بھی معقول جائزہ دئے علماء بھی آئے تو انہیں بھی اس نے مال و زر سے مالا مال کر دیا ان لوگوں نے نہایت خوشی سے اس کی خدمت میں قیام اختیار کیا۔

اور جب یہ مرگیا[1] ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اس واقعہ میں کامیابی کا سہرا النعیب کے سر رہا۔ اس نے میافارقین میں قیام اختیار

[1] بیاض فی الاصل ۱۲

گیا اور اس کا بھائی سعید آمد چلا گیا اور اس پر قابض ہو گیا۔ ان دونوں میں اسی پر باہم ایک طرح کی مصالحت ہو گئی اور دونوں نے اسی پر قناعت اختیار کی۔

منصور بن نصر بن نصیر الدولہ ماہ ذی الحجہ ۴۷۲ھ میں نظام الدین نصر بن نصیر الدولہ نے وفات پائی اس کا بیٹا منصور اس کی جگہ حکمران ہوا۔ اس کی دولت کا منتظم ابن انباری تھا عنان حکومت برابر اسی کے قبضہ میں رہی۔ یہاں تک کہ اس علاقے میں ابن جہیر آیا اور اس نے اس سے قبضہ لے لیا۔

ابونصر محمد بن محمد بن جہیر فخر الدولہ ابونصر محمد بن محمد بن جہیر موصل کا رہنے والا تھا پہلے یہ قرواش کے خدام میں داخل تھا پھر اس کا بھائی برکت کی خدمت میں رہا کچھ عرصہ بعد اس سے علیحدہ ہو کر والی روم کے پاس چلا گیا پھر وہاں سے واپس ہو قریش بن بدران کی خدمت اختیار کی۔ کسی وجہ سے قریش نے اسے گرفتار کر لینے کا ارادہ کیا۔ فخر الدولہ یہ خبر پا کر بھاگ گیا اور بنو عقیل میں سے کسی شخص کے پاس جا کر پناہ گزین ہوا۔ تھوڑے دن بعد حلب چلا گیا۔ معز الدولہ ابو ثمال بن صالح نے اپنا وزیر بنا لیا پھر یہاں سے بھی دل برداشتہ ہو کر ابی عطیہ کے پاس گیا اور وہاں سے نصیر الدولہ بن مروان کی خدمت میں جا کر حاضر ہوا۔ نصیر الدولہ نے اسے اپنی وزارت کا قلمدان عنایت کیا اس نے اس خدمت کو نہایت خوبی سے انجام دیا اور جب یہ ۴۵۳ھ میں مر گیا تو اس کا بیٹا نصر کا جو اس کے بعد حکمران ہوا تھا مدار المہام ہوا پھر ایک برس بعد ۴۵۴ھ میں بھاگ کر بغداد پہنچا۔ عہدۂ وزارت کی درخواست دی۔ چنانچہ محمد بن منصور کے بعد قلمدان وزارت کا مالک ہوا۔ پھر یہ اور اس کا بیٹا عبد الملک کئی بار معزول اور مامور ہوئے نظام الملک اور سلطان طغرل بک کی بھی اس نے خدمت کی تھی۔ جب اس کا بیٹا دوبارہ معزول کیا گیا تھا تو سلطان طغرل بک ہی نے خلافت مآب سے سفارش کی تھی اور نظام الملک نے اس کی سفارش کی تائید کی تھی۔ اسی سفارش کی بنا پر خلافت مآب نے اسے اس کے بیٹے کے ساتھ سلطان طغرل بک کے پاس بھیج دیا تھا اصفہان میں سلطان موصوف کی خدمت میں باریاب ہوا سلطان نے عزت و احترام سے ملاقات کی اور ایک بڑے لشکر کا افسر بنا کر دیار بکر فتح کرنے کے لئے روانہ کیا اس نے دیار بکر کو بنو مروان کے قبضہ سے نکال لیا سلطان

نے اس خدمت کے صلے میں اسے اجازت دی کہ خطبہ میں سلطان کے بعد اس کا نام داخل کیا جائے، اور اُس کے نام کا سکہ مسکوک ہو۔ یہ واقعات ۴۷۶ھ کے ہیں۔

ابن جہیر کا آمد پر قبضہ

ہم اُوپر فخر الدولہ بن جہیر کی روانگی دیار بکر کا حال تحریر کر چکے ہیں۔ اس کی روانگی کے بعد سلطان نے ۴۷۷ھ میں ایک فوج ارتق بن اکسک کی ماتحتی میں اس کی کمک پر روانہ کی۔ نصر بن مروان والی آمد نے یہ خبر پا کر شرف الدولہ مسلم بن قریش سے اس شرط پہ امداد کی درخواست کی کہ وہ آمد کو اس کے حوالہ کر دے گا۔ شرف الدولہ نے اس بنا پر نصر بن مروان کی امداد پر کمر باندھی۔ فخر الدولہ بن جہیر نے عرب ہونے کی وجہ سے جنگ کرنے سے پہلوتہی کی ارتق نے اس رائے کی مخالفت کی اور ترکوں کو آراستہ و مرتب کر کے نصر بن مروان پر حملہ آور ہوا اور اس کی فوج کو شکست دی۔ شرف الدولہ بھاگ کر آمد میں پناہ گزین ہوا۔ فتح مند گروہ نے اس کا محاصرہ کر لیا شرف الدولہ نے ارتق کے پاس کہلا بھیجا کہ مجھے تم محاصرہ سے نکل جانے دو میں تمہیں اس قدر مال دوں گا ارتق اس پر راضی ہو گیا۔

چنانچہ شرف الدولہ اپنی جان کا صدقہ مال دے کر آمد سے نکل کر رقہ چلا گیا اور فخر الدولہ بن جہیر نے میافارقین کا راستہ لیا اس کے ہمراہ امراء میں سے امیر بہاء الدولہ منصور بن مزید اور اس کا بیٹا سیف الدولہ صدقہ بھی تھے۔ میافارقین پہنچ کر اُن لوگوں نے فخر الدولہ کا ساتھ چھوڑ دیا۔ اُن لوگوں کے ساتھ چھوڑنے سے تمام عرب بھی علیحدہ ہو گئے جو اس کی رکاب میں تھے۔ فخر الدولہ کے دم خم میں ذرا بھی بل نہ آیا نہایت مستعدی سے حصار کئے رہا۔ ایک روز کا ذکر ہے کہ شہر پناہ کی فصیل سے ایک سپاہی کسی ضرورت سے نیچے اترا شاہی لشکر میں سے جو کہ محاصرہ کئے ہوئے تھا ایک شخص کمند ڈال کر چڑھ گیا اس کی جگہ کھڑا ہو کر سلطانی علامت سے چلایا پہرہ والے یہ سن کر ڈر گئے اور ایک زبان ہو کر اس کی اتباع کی۔ حاکم شہر نے یہ خیال کر کے کہ شہر پناہ پر محاصرین کا قبضہ ہو گیا ہے شہر زعیم الرؤساء ابن جہیر کے حوالہ کر دیا وہ سوار ہو کر شہر میں فتح مندی کا جھنڈا لئے ہوئے داخل ہوا اور شہر پہ قبضہ کر لیا یہ واقعہ ۴۷۸ھ کا ہے اہل شہر نے فتح مند گروہ کے ساتھ مل کر ان عیسائیوں کے مکانات لوٹ لئے جو کہ بنو

مروان کے یہاں محکمۂ مال میں ملازم تھے اور ان سے ان کے گذشتہ ظلم وستم کا بدلہ لے کر اپنے جلے ہوئے دل کے آبلے توڑے واللہ اعلم۔

محاصرہ میافارقین

فخر الدولہ بن جہیر اپنے بیٹے کو آمد کی طرف روانہ کر کے میافارقین چلا گیا تھا اور اس کے محاصرہ میں ۴۷۸ھ سے مصروف تھا۔ اسی اثناء میں سعد الدولہ گوہر آئین اس کی کمک پر آگیا۔ حصار میں شدت شروع کی۔ کثرت سنگ باری اور آتے دن کے حملہ سے ایک روز شہر پناہ کی دیوار میں روزن ہو گیا۔ محاصرین میں سے چند آدمی اس راستہ سے گھس پڑے اور شہر پناہ کی فصیل پر چڑھ کر شاہی علامت سے چلا اٹھے۔ فخر الدولہ اپنی رکاب کے فوج کے ساتھ شمشیر بکف شہر میں گھس پڑا اور قبضہ کر لیا۔ بنو مروان کے تمام مال و اسباب اور خزائن پر قبضہ کر کے اپنے بیٹے زعیم الرؤساء کے ساتھ سلطان ملک شاہ کی خدمت میں بھیج دیا ماہ شوال ۴۷۸ھ میں اصفہان پہنچا جہاں کہ سلطان مقیم تھا۔

دولت بنو مروان کا خاتمہ

اس کے بعد معز الدولہ اور گوہر آئین دار الخلافت بغداد کی طرف گئے اور دار الخلافت بغداد پہنچ کر ایک فوج جزیرہ ابن عمر کے سر کرنے کے لئے روانہ کی یہ جزیرہ بھی بنو مروان کے مقبوضات میں داخل تھا۔ شاہی فوج نے پہنچتے ہی محاصرہ کر لیا شہر کے سرداروں میں بنو دہبان نامی ایک خاندان نے والی شہر کی مخالفت پر کمر باندھ لی یورش کر کے شہر کا ایک چھوٹا دروازہ کھول دیا جس راستے سے سوائے پیادوں کے اور کوئی نہیں جا سکتا تھا اور شاہی لشکر کو اسی راستہ سے شہر میں داخل کر لیا چنانچہ محاصرہ گروہ نے شہر میں داخل ہو کر شاہی جھنڈا شہر کے شاندار برجوں پر نصب کر دیا اُسی وقت سے بنو مروان کی حکومت کا شیرازہ درہم برہم ہو گیا۔ منصور بن نظام الدولہ بن نصر بن نصیر الدولہ جزیرہ میں جا چھپا اور غز (ترکوں) کی حمایت میں ایام اختیار کیا کچھ عرصہ بعد چکرمش نے اسے گرفتار کر کے ایک یہودی کے مکان میں قید کر دیا ۴۸۹ھ میں اسی مکان میں مر گیا۔

والبقاء اللہ وحدہ۔

باب ۵

امارت سجستان بنو صفار

صالح بن نصر کنانی جن دنوں دارالخلافت بغداد میں متوکل کے قتل کی وجہ سے اضطرابی کیفیت پیدا ہو گئی تھی اُسی زمانہ میں اطراف سجستان میں خوارج شرات سے جنگ کرنے کے لئے ایک گروہ پیدا ہو گیا تھا اور وہ اپنے کو متطوعہ (والنٹیر) کے نام سے موسوم کرتے تھے یہ گروہ صالح بن نصر کنانی نامی ایک شخص کے پاس جمع ہوا تھا اس کو صالح متطوعی کہتے تھے درہم بن حسن اور یعقوب بن لیث صفار وغیرہما نامی اشخاص نے اس کی صحبت و رفاقت اختیار کی ان لوگوں نے سجستان پر قبضہ حاصل کر لیا تھا اور اس کے مالک بن بیٹھے تھے کچھ عرصہ بعد طاہر بن عبداللہ والی خراسان نے یہ خبر پاکر ان پر چڑھائی کی اور انہیں اپنے پر زور حملوں سے مغلوب کر کے سجستان سے نکال دیا۔ اس واقعہ کے بعد ہی صالح متطوعی مر گیا۔ اس کی جگہ متطوعہ میں سے درہم بن حسن حکمران ہوا۔ اس کے متبعین کی بہت بڑی کثرت ہوئی۔

یعقوب بن لیث صفار یعقوب بن لیث صفار اس کا سپہ سالار تھا۔ درہم بن حسن فوج کی کثرت کے باوجود کمزور طبیعت کا آدمی تھا۔ والی خراسان نے اسے حکمت عملی سے گرفتار کر کے دارالخلافت بغداد روانہ کر دیا یہ وہاں کی جیل میں ڈال دیا گیا۔ متطوعہ نے متفق ہو کر یعقوب بن لیث صفار کو اپنا سردار بنا لیا۔ یعقوب بن لیث صفار ہمیشہ خلیفہ معتز کی خدمت میں اظہار اطاعت

کی عرض جنگ سے خوارج کی سرداری کی درخواست کیا کرتا تھا چنانچہ خلیفہ معتز نے ایک مدت کے بعد اس مہم کی افسری عنایت کی اس نے نہایت خوبی سے جنگ شراۃ میں اس خدمت کو انجام دیا۔ اور نہایت مستعدی سے امر بالمعروف نہی عن المنکر کرتا رہا پھر ۲۵۳ھ میں سجستان سے خراسان کی طرف گیا۔ ان دنوں اثنا میں ابن اوس حکومت کر رہا تھا اس نے یعقوب سے مقابلہ کرنے کے لئے فوجیں مرتب کیں اور جنگ کے ارادے سے خود میدان جنگ میں آیا دونوں فریقوں میں گھمسان کی لڑائی ہوئی اتفاق سے ابن اوس کو شکست ہوئی۔ یعقوب نے ہرات اور بوشنج پر قبضہ کر لیا اس واقعہ سے یعقوب کی شان و شوکت بڑھ گئی۔ اطراف وجوانب کے امراء اور نیز والی خراسان کو اس کی بڑھتی ہوئی قوت سے خوف اور خطرہ پیدا ہو گیا۔

یعقوب صفار اور علی بن حسن
فارس کی گورنری پر علی بن حسن بن شبل مامور تھا اس نے خلیفہ معتز کی خدمت میں کرمان کی حکومت کی درخواست بھیجی اور یہ لکھا کہ ابن طاہر کے قوائے حکمران مضمحل ہو گئے ہیں ملک کی حفاظت نہیں کر سکتا ہے یعقوب نے سجستان کو دبا لیا ہے۔ خلیفہ معتز نے اس کی درخواست پر کرمان کی سند حکومت لکھ کر علی بن حسن کے پاس بھیج دی۔ اور یعقوب صفار کو بھی کرمان کی ایک سند حکومت روانہ کر دی مقصود اس سے یہ تھا کہ دونوں ایک دوسرے سے لڑ جائیں کیونکہ دونوں اظہار اطاعت کرتے تھے جس کی کچھ بھی اصلیت نہ تھی اور جنگ کے بعد دونوں میں سے جو غالب آئے گا وہ خواہ مخواہ علم خلافت کی اطاعت قبول کرے گا۔ چنانچہ علی بن حسن نے فارس سے طوق بن مغلس کو جو اس کے مصاحبوں سے تھا کرمان کی حکومت پر روانہ کیا اتفاق یہ کہ طوق نے پہلے پہنچ کر کرمان پر قبضہ کر لیا اس کے بعد ہی یعقوب کرمان کے قریب پہنچا دو ماہ تک اس انتظار میں کہ طوق اب نکلے گا تب نکلے گا کرمان کے باہر ٹھہرا رہا۔ جب طوق شہر سے باہر نہ آیا۔ تو یعقوب مجبوراً سجستان کی طرف واپس ہوا اور طوق ارادہ جنگ موقوف کر کے لہو ولعب میں مصروف ہو گیا

یعقوب صفار کا کرمان پر قبضہ
اثناء راہ میں یعقوب کو اس کی خبر لگ گئی فوراً لوٹ پڑا نہایت تیزی سے مسافت طے کر کے کرمان میں داخل ہو گیا اور طوق کو

گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ اس واقعہ کی خبر علی بن حسن کو شیراز میں پہنچی۔ سنتے ہی جامہ سے باہر ہو گیا، فوجیں فراہم کر کے شیراز کے ایک تنگ اور دشوار گذار راستہ پر جا کر پڑاؤ کر دیا۔ یعقوب بھی مہم کرمان سے فارغ ہو کر سفر و قیام کرتا ہوا شیراز کے قریب علی کے مقابلہ پر پہنچ گیا۔ جس راستہ کے دہانہ کی علی نے روک تھام کی تھی وہ نہایت تنگ تھا، راستہ کے دونوں جانب سربفلک اونچے اونچے پہاڑ کھڑے تھے، وسط راہ میں ایک عمیق نہر جاری تھی یعقوب نے بغور اس موقع کو دیکھا اور اگلے دن سوار ہو کر اپنے ہمراہیوں کو حکم دیا کہ میرے پیچھے تم لوگ بھی اپنے اپنے گھوڑوں کو نہر میں ڈال دو۔ علی بن حسن اس واقعہ کو دیکھ رہا تھا اور اسے بچوں کا کھیل خیال کر کے مطمئن بیٹھا رہا مگر تھوڑی دیر میں یعقوب نہر کو عبور کر کے اس کے سر پہ پہنچ گیا تو اس کی فوج بھاگ کھڑی ہوئی علی بن حسن کو گرفتار کر لیا گیا۔ یعقوب سوادِ شیراز پہ قبضہ کر کے شہر میں داخل ہوا اور اس پہ قابض ہو کر لوگوں سے خراج وصول کیا یہ واقعہ ۲۵۵ھ کا ہے

یعقوب صفار کا شیراز پر قبضہ

بعضوں نے بیان کیا ہے کہ نہر عبور کرنے کے بعد یعقوب اور علی بن حسن سے سخت اور متعدد لڑائیاں ہوئی تھیں۔ بالآخر علی شکست کھا کر بھاگا۔ اس کی فوج کی تعداد غلاموں اور کردوں کے علاوہ پندرہ ہزار بیان کی جاتی ہے۔ شام ہوتے ہوتے اس کی فوج میں بھگدڑ مچ گئی، شیراز کے دروازوں میں بھگوڑوں کا اژدہام تھا ایک پہ ایک گرا پڑتا تھا۔ ان کے مقتولوں کی تعداد پانچ ہزار تک پہنچ گئی تھی جب فتح مند گروہ نے انہیں شیراز میں بھی دم نہ لینے دیا تو یہ لوگ فارس کے اطراف و جوانب میں منتشر ہو گئے اور لوگوں کا مال و اسباب لوٹنے لگے۔ یعقوب نے شیراز میں داخل ہو کر فارس کے تمام شہروں پر قبضہ کر لیا اور علی سے بے شمار گھوڑے، آلات حرب اور مال و اسباب وصول کیا، خلافت مآب کی خدمت میں اظہار اطاعت کی غرض سے نامہ بشارت فتح روانہ کیا۔ قیمتی قیمتی تحائف بھیجے ان میں دس باز سفید اور ایک باز ابلق چینی اور ایک سونا فہ مشک تھا۔ اس کے علاوہ بہت سے قیمتی قیمتی کپڑے اور سامان آرائش تھا، فتحیابی کے بعد واپس ہو کر سجستان آیا۔ علی پابہ زنجیر اس کے ساتھ تھا اور جب اس نے فارس کو چھوڑا

تو معتمد نے اپنی جانب سے عمال روانہ کئے۔

حرث بن سیما کا قتل

فارس سے یعقوب صفار کی واپسی کے بعد معتمد اور اس کے بعد کے خلفاء نے حرث بن سیما کو فارس کی گورنری پر مامور کیا۔ سپہ سالاران عرب میں سے محمد بن واصل بن ابراہیم تمیمی نے علم بغاوت بلند کر دیا کردوں میں سے جو اس اطراف میں تھے احمد بن لیث نے بھی بغاوت پر کمر باندھ لی۔ دونوں حرث سے بھڑ گئے اور اسے قتل کر ڈالا، اس کے بعد محمد بن واصل نے احمد بن لیث کو زیر کر کے ۲۵۶ھ میں فارس پر قبضہ کر لیا اور خلیفہ معتمد کی اطاعت اور اس کے زیر حمایت ہونے کا اظہار کر دیا۔ معتمد نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر اپنی جانب سے حسین بن فیاض کو متعین کر کے روانہ کیا۔

یعقوب صفار کا بلخ پر قبضہ

یعقوب بن لیث نے ۲۵۷ھ میں اس کی روک تھام پر کمر باندھی، معتمد کو یعقوب کا یہ فعل ناگوار گذرا، ناراضی کا فرمان لکھ بھیجا۔ موفق نے یعقوب کو لکھ بھیجا کہ میں تمہیں بلخ اور طخارستان کی سند حکومت عطا کرتا ہوں اس پر جا کر قبضہ کر لو چنانچہ یعقوب نے بلخ اور طخارستان میں پہنچ کر قبضہ کر لیا اور ان عمارات کو جنہیں داؤد بن عباس نے بلخ کے شہر کے باہر باسادیانج نامی تعمیر کرایا تھا مسمار و منہدم کرا دیا اس کے بعد کابل کی جانب گیا اور اس پر قبضہ حاصل کر لیا۔ رتبیل کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اور ان بتوں کو جو کابل اور اس اطراف کے شہروں سے ہاتھ آئے تھے، دارالخلافت بغداد میں ہدایا رحبیلہ اور قیمتی تحایف کے ساتھ روانہ کیا اس کے بعد مہم کابل سے فارغ ہو کر بست کی جانب سجستان کی واپسی کے خیال سے لوٹ کھڑا ہوا بست پہنچ کر بعض سپہ سالاروں نے جن کے مزاج میں عجلت زیادہ تھی اپنے مال و اسباب کو یعقوب کے اسباب روانہ ہونے سے پہلے روانہ کر دیا۔

یعقوب کی مراجعت سجستان

یعقوب اس سے بگڑ گیا اور یہ کہہ کر کہ تم لوگ مجھ سے پہلے سجستان کی طرف کوچ کیا چاہتے ہو؟ ایک سال تک بست میں ٹھہرا رہا۔ ایک سال بعد بست سے خراساں کی جانب آیا۔ ہرات پر قبضہ کیا، پھر پوشنج کی طرف قدم بڑھایا اور اسے بھی اس کے گورنر حسین بن علی بن طاہر کو بیرسے چھین لیا حسین بن علی کو جیل میں ڈال دیا یہ اپنے خاندان کا ایک باثر شخص تھا محمد بن طاہر والی خراساں نے یعقوب سے

حسین بن علی کی رہائی کی سفارش کی یعقوب نے اس سے انکار کر دیا اس وجہ سے اس کے دل میں اس کی جانب سے کشیدگی اور نفرت باقی رہ گئی تھی۔ اور حسین اس کے قبضہ میں یہیں رہ گیا۔ یعقوب نے اپنی جانب سے ہرات، بوشنج اور بادغیس پر عمال مقرر کر کے سجستان کی طرف کوچ کیا۔

محاصرہ نیشاپور
عبداللہ سجزی اور یعقوب صفار سے سجستان کی بابت آئے دن جھگڑا ہوا کرتا تھا جب یعقوب کو سجستان پر قبضہ حاصل ہو گیا اور اس کی فوجی حالت بھی قابل اطمینان ہو گئی تو عبداللہ سجزی محمد بن طاہر کے پاس خراساں چلا گیا۔ یعقوب نے اپنے بھاگے ہوئے دشمن کو محمد بن طاہر سے طلب کیا۔ محمد بن طاہر نے دینے سے انکار کیا اس بنا پر یعقوب نے خراسان پر چڑھائی کی اور دارالحکومت نیشاپور میں محمد بن طاہر پر محاصرہ ڈالا۔ مصالحت کرانے کی غرض سے فقہا اور علماء نے آمد و رفت شروع کی یہاں تک کہ دونوں فریقوں میں مصالحت ہو گئی اس کے بعد یعقوب نے محمد کو ملاقات کے لئے بلا بھیجا محمد نے حیلہ وحوالہ کر کے ٹال دیا یعقوب کو اس سے خطرۂ مخالفت پیدا ہوا اپنے کیمپ سے نکل کر قریب نیشاپور جا اترا محمد بن طاہر کے خاندان والے اور بنو اعمام نفرت دور کرنے کے خیال سے یعقوب کے پاس آئے مگر یعقوب نے ذرا بھی ان کا لحاظ نہ کیا بزور تیغ نیشاپور میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا اور اپنی جانب سے ایک گورنر مقرر کر دیا یہ واقعہ ۲۵۹ھ کا ہے۔

خلیفہ معتمد اور یعقوب صفار
یعقوب نے قبضہ نیشاپور کے بعد خلیفہ معتمد کی خدمت میں معذرت کا عریضہ روانہ کیا کہ چونکہ محمد بن طاہر کے مزاج میں افراط و تفریط بہت زیادہ ہو گئی اور کاروبار حکومت کو عمدہ طور سے انجام نہیں دے سکتا۔ اس وجہ سے اہل خراسان نے مجھ سے قبضہ خراسان کی درخواست کی اور علویوں نے طبرستان پر قبضہ کر لیا تھا۔ خلیفہ معتمد نے لکھا کہ مجھے تمہاری اس حرکت سے بے حد ناراضگی پیدا ہوئی ہے۔ مضیٰ ما مضیٰ اب جس قدر بلاد تمہارے قبضہ میں ہیں۔ اسی پر اکتفا کرو ورنہ ما بدولت و اقبال کو اپنا مخالف سمجھ رکھو اور آئندہ تمہارے ساتھ مخالفت کا برتاؤ کیا جائے گا۔

یعقوب صفار کا خراسان پر قبضہ
بعضوں نے نیشاپور پر یعقوب کے قبضہ کرنے کی کیفیت یوں

بیان کی ہے کہ جب محمد بن طاہر کے سر پہ ادبار اور کمزوری کی گھٹا چھا گئی تو اس کے بعض اعزہ و اقارب نے یعقوب کو لکھ بھیجا کہ اب موقع اچھا ہے محمد بن طاہر کی قوت حکمرانی ختم ہو گئی ہے آ یئے نیشا پور پر قبضہ کر لیجئے۔ چنانچہ یعقوب نے محمد بن طاہر کو اس مضمون کا خط لکھا کہ میں اس طرف حسن بن زید سے جنگ کرنے کے لئے جا تا ہوں اور یہ کہ خلافت مآب نے مجھے اس کی ہدایت کی ہے اور میں خراسان کے کسی قریہ اور شہر سے کسی قسم کا تعرض نہ کروں گا۔ اور در پردہ اپنے سپہ سالاروں کو اس کی نگرانی پہ مامور کر دیا، دوستانہ طور پہ اسے کاہلی اور کمزوری پر تعزیت بھی کی۔ پھر موقع پا کر اس کے خاندان والوں کو جو تقریباً ایک سو ساٹھ نفر تھے گرفتار کر کے سجستان روانہ کر دیا۔ یہ واقعہ محمد بن طاہر کی گورنری کے گیارھویں سال کا ہے۔

الغرض یعقوب نے اس طور پہ خراسان لے لیا اور قابض ہو گیا اس کا حریف عبداللہ سجزی جو اس سے لڑا جھگڑا کرتا تھا۔ حسین بن زید والی طبرستان کے پاس چلا گیا۔

عبداللہ سجزی کا قتل حسن بن زید نے طبرستان پر ۲۵۱ھ سے قبضہ کیا تھا۔ حسن نے عبداللہ کو اپنے دامن میں لے لیا یعقوب نے خبر پا کر ۲۶۰ھ میں طبرستان کی طرف قدم بڑھایا۔

اور اس سے معرکہ آرا ہوا۔ حسن کو شکست ہوئی بھاگ کر دیلم پہنچا اور جبال طبرستان میں پناہ گزین ہوا۔

یعقوب اس کامیابی کے بعد ساریہ اور آمد پہ قبضہ کر کے سجزی کے تعاقب میں رے کی جانب لوٹا اور عامل رے کو دھمکی کا خط لکھا، عامل رے نے ڈر کر عبداللہ سجزی کو یعقوب کے پاس بھیج دیا یعقوب نے اسے قید حیات سے سبکدوش کر دیا۔

محمد بن واصل آپ اوپر ۲۵۶ھ میں محمد بن واصل کے فارس پہ قابض ہونے اور ۲۵۷ھ میں یعقوب کی اس پر چڑھائی کرنے اور پھر وہاں سے واپسی اور اس کے عوض بلخ و طغارستان کی حکومت دیئے جانے کے واقعات پڑھ چکے ہیں اس کے بعد خلیفہ معتمد نے موسیٰ بن بغا کے دائرہ حکومت میں اہواز، بصرہ، بحرین، یمامہ اور ان صوبجات کے علاوہ جو اس کے قبضہ میں تھے فارس کو بھی داخل کر دیا۔ موسیٰ نے اپنی جانب سے فارس کی حکومت پر عبدالرحمٰن بن مفلح کو مامور کیا اور اہواز کی طرف جانے کا حکم دیا۔ بطاشتمر کو اس کی کمک و اعانت پہ مامور کیا چنانچہ عبدالرحمٰن سے اور محمد بن واصل سے

مقام رامہرمز میں معرکہ آرائی شروع ہوئی۔ محمد بن واصل نے عبدالرحمن کو شکست دے کر گرفتار کر لیا۔ اور جب خلافت مآب نے اس کی رہائی کی سفارش کی تو محمد بن واصل نے اسے قتل کر ڈالا اور یہ لکھ بھیجا کہ وہ اپنی موت سے مر گیا۔

موسیٰ بن بغا کا استعفیٰ

اس واقعہ کے بعد محمد بن واصل موسےٰ بن بغا سے جنگ کے لئے واسط کی طرف بڑھا اور اہواز کی حکومت پر اپنی جگہ ابوالساج کو مامور کیا اور زنج سے جنگ کرنے کی ہدایت و تاکید کی اس نے اپنے داماد عبدالرحمن کو اس مہم پر روانہ کیا چنانچہ علی بن ابان سپہ سالار زنج سے مڈبھیڑ ہوئی میدان علی بن ابان کے ہاتھ رہا۔ عبدالرحمن مارا گیا۔ زنج نے اہواز پر قبضہ کر لیا اور جی کھول کر اسے تاخت و تاراج کیا اور ابراہیم بن سیما کو اس کا والی بنایا۔ محمد بن واصل نے یہ خبر پا کر ابراہیم بن سیما سے جنگ کرنے کے لئے اہواز کی طرف قدم بڑھایا موسیٰ بن بغا نے اس امر کا احساس کر کے کہ صوبجات کے سرحدی بلاد میں سرکشی اور بغاوت کا مادہ پھوٹ نکلا ہے گورنری سے استعفا دیا جسے خلیفہ معتمد نے منظور فرما لیا۔

یعقوب صفار کا فارس پر قبضہ

رفتہ رفتہ ان واقعات کی خبریں یعقوب صفار تک پہنچیں فارس پر قبضہ کرنے کا لالچ پیدا ہوا فوراً سامان جنگ وسفر درست کر کے سجستان سے فارس کی جانب روانہ ہوا۔ محمد بن واصل یہ خبر پا کر اہواز کے قصد سے کنارہ کر کے یعقوب کی طرف لوٹ پڑا۔ اور ابراہیم بن سیما کی جنگ کو بالفعل ملتوی کر کے نہایت تیزی سے مسافت طے کر کے یعقوب بن صفار پر دفعتہً حملہ کرنے کی غرض سے یعقوب کے لشکر گاہ کے قریب پہنچ گیا۔ یعقوب صفار کو اس کا احساس ہو گیا اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ ابن واصل کے لشکر کو روزانہ سفر کی وجہ سے بے حد تکان پہنچا ہے سفر کی تکلیف اور پیاس کی شدت سے جاں بلب ہو رہا ہے۔ یعقوب صفار نے اپنے لشکر کو تیاری کا حکم دے دیا اور شمشیر بکف ہو کر ابن واصل کے لشکر پر جا پڑا۔ ابن واصل کا لشکر جنگ کے بغیر بھاگ کھڑا ہوا۔ یعقوب کے لشکریوں نے ابن واصل کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا جس قدر مال واسباب واصل کے لشکر نے عبدالرحمن بن مفلح کے لشکر سے حاصل کیا تھا اسے اور زاید مال واسباب کے... یعقوب کے لشکریوں نے ابن واصل کے لشکر سے حاصل کیا بلاد

فارس پر یعقوب کا قبضہ ہو گیا اپنے جانب سے عمال مقرر کئے زمیوں کو تو اس وجہ سے کہ انہوں نے ابن واصل کی مدد کی تھی سزائیں دیں باقی رہ گیا اہواز اس پر قبضہ کرنے کا لالچ پیدا ہوا۔

خلیفہ معتمد کا اظہار ناراضگی جس وقت یعقوب صفار نے خراسان کو ابن طاہر کے قبضہ سے اور فارس کو ابن واصل کے ہاتھ سے نکال لیا جانا بہ معتمد نے یعقوب کو اس فعل سے روکا اور منع کیا تھا مگر یعقوب نے خیال نہ کیا خلیفہ معتمد کو اس سے برہمی پیدا ہوئی صاف طور سے سر دربار کہہ دیا کہ میں نے نہ تو اسے سند حکومت عطا کی ہے اور نہ اس نے جو کچھ کیا ہے میری اجازت اور حکم سے کیا ہے خراسان، طبرستان اور رے کے حاجیوں کو طلب فرمایا اس مضمون سے ان کو مخاطب کیا اور یعقوب کے اس فعل سے اپنی ناراضگی ظاہر کی۔

یعقوب صفار کا واسط پر قبضہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ یعقوب صفار کو قبضہ اہواز کا لالچ پیدا ہو گیا تھا چنانچہ یہ غرض حاصل کرنے کے خیال سے یعقوب نے ۲۶۲ھ میں فارس سے اہواز کی طرف قدم بڑھایا[1]۔۔۔ اس کے ہمراہیوں کو جو معرکہ خراسان میں گرفتار ہو گئے تھے آزاد کر دیا۔ یعقوب نے اسے اپنے حاجب (لارڈ چیمبرلین) درہم کو طبرستان، خراسان، جرجان، رے اور فارس کی سند گورنری اور دارالحکومت بغداد کی پولیس افسری کا عہدہ حاصل کرنے کے لئے بغداد بھیجا چنانچہ خلیفہ معتمد نے بظاہر ان تمام صوبجات کی گورنری مرحمت فرمائی سجستان اور کرمان کی حکومت بھی اس کی گورنری میں شامل کر دی اور حاجب مذکور کے ساتھ عمرو بن سیما کو یعقوب کے پاس روانہ کیا اور بہ تاکید تحریر کیا کہ جس طرح سے ممکن ہو دارالخلافت حاضر ہو کر با دولت واقبال کے دست بوسی کا شرف حاصل کرو تھوڑے دن بعد حاجب مذکور عمرو بن سیما کے ساتھ یعقوب کے پاس پہنچا اور خلافت مآب کا پیام سنایا یعقوب نے اسی وقت عسکر مکرم سے کوچ کر دیا۔ ابو الساج یہ خبر پا کر اہواز سے ملنے کے لئے آیا۔ یعقوب نے نہایت احترام سے اس سے ملاقات کی انعامات دیئے اور بغداد کی جانب روانہ ہوا ادھر سے خلیفہ معتمد نے دارالخلافت بغداد سے کوچ کر کے مقام زعفرانیہ میں پڑاؤ کیا مسرور بلخی بھی جنگ زنج سے واپس ہو کر اسی مقام پر خلافت مآب کی خدمت میں آ کر حاضر ہوا یعقوب صفار کوچ و قیام کرتا ہوا واسط پہنچا اور اس پر قابض ہو گیا۔ دیر عاقول کی جانب کوچ کیا۔

---

[1] بیاض بالاصل

یعقوب صفار اور موفق کی جنگ

خلیفہ معتمد کو اس کی خبر لگی آگ بگولا ہو گیا اپنے بھائی موفق کو طلب کر کے یعقوب سے جنگ کرنے کی ہدایت کی چنانچہ موفق فوجیں آراستہ کر کے یعقوب کی طرف بڑھا اس کے میمنہ پر موسیٰ بن بغا تھا اور میسرہ پر مسرور بلخی۔ پندرھویں رجب کو دونوں حریفوں کی معرکہ آرائی ہوئی موفق کا میسرہ شکست کھا کر بھاگا ابراہیم بن سیما وغیرہ سپہ سالاران لشکر کام آئے۔ موفق نے اپنی فوج کو دوبارہ مرتب کر کے پھر حملہ کیا اور نہایت سختی سے لڑائی شروع کی ابھی فریقین کے جنگ کا کوئی آخری فیصلہ نہیں ہوا تھا کہ محمد بن اوس، ورد ذانی ایک تازہ دم فوج لئے ہوئے خلافت مآب کی جانب سے آپہنچے یعقوب صفار کے ہمراہیوں کے پاؤں پھول گئے انتہائی بے سروسامانی سے شکست کھا کر بھاگ کھڑے ہوئے فتحمند گروہ نے تعاقب کیا۔ یعقوب کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ دس ہزار کے قریب مویشی گھوڑے اور خچر ہاتھ آئے۔ مال و اسباب اس قدر ملا کہ جس کا لے جانا دشوار تھا۔ مشک کے سیکڑوں نافے ہاتھ لگے۔ محمد بن طاہر جس زمانے سے یعقوب نے خراساں پر قبضہ کیا تھا قید تھا اس نے بھی اسی دن قید سے نجات پائی موفق کی خدمت میں حاضر ہوا۔ موفق نے اسے خلعت دیا اور دارالخلافت بغداد کی پولیس کی افسری عنایت کی۔

یعقوب صفار کا فرار

یعقوب صفار اس معرکہ سے اپنی بچا کر خوزستان کی طرف گیا جندیسابور میں جا کر مقیم ہوا سردار زنج (علوی مصری) نے واپس آنے کی تحریک کی اور ہمدردی واعانت کا وعدہ کیا۔ یعقوب نے اس کے جواب میں **قل یا ایھا الکافرون لا اعبد ما تعبدون** تا آخر سورہ لکھ بھیجی۔

محمد بن واصل کا فارس پر قبضہ

اس سے قبل جب یعقوب صفار نے فارس سے کوچ کیا تھا محمد بن واصل نے پہنچ کر فارس پر قبضہ کر لیا خلافت مآب نے سند حکومت لکھ بھیجی۔ یعقوب صفار کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے ایک بڑی فوج عمر بن سری کی ماتحتی میں جو کہ اس کے سپہ سالاروں میں سے ایک نامور اور تجربہ کار شخص تھا روانہ کی چنانچہ اس نے اسے فارس سے نکال باہر کیا اور اہواز کی حکومت محمد بن عبید اللہ ہزار مرد کردی کو سپرد کی۔

موفق کی روانگی واسط

ان واقعات کے بعد خلیفہ معتمد نے سامرا کی جانب اور موفق نے واسط کی طرف کوچ کیا۔ موفق نے یعقوب صفار کے تعاقب کا پختہ ارادہ کر لیا تھا مگر بیماری نے اس کے

اس ارادے کو پورا ہونے نہ دیا۔ مجبوراً دارالخلافت بغداد کی طرف واپس ہوا مسرور بلخی بھی اس کی رکاب میں تھا موفق نے اسے تمام وہ جاگیرات اور مکانات اور حشم و خدم جو کہ ابوالساج کے تھے مرحمت کئے محمد بن طاہر بھی اس کے ہمراہ وارد بغداد ہوا اور افسری پولیس بغداد کی خدمت انجام دینے لگا۔

احمد بن عبداللہ خجستانی | محمد بن طاہر کے ہوا خواہوں اور سپہ سالاروں میں سے احمد بن عبداللہ خجستانی نامی ایک شخص [۱] ..... مضافات جبال ہرات اور بادغیش کا والی تھا۔ جب یعقوب صفار نیشاپور اور خراسان پر قابض ہوا تو احمد مذکور صفار کے بھائی علی بن لیث کے پاس چلا آیا اور اس ذریعہ سے یعقوب صفار تک اُس کی رسائی ہو گئی۔

یعقوب صفار اور ابراہیم | شرکب جمال ۲۵۹ھ میں مرو اور اس کے اطراف و جوانب پہ قابض ہو گیا تھا اس کے تین بیٹے تھے، ابراہیم، ابوحفص یعمر اور ابوطلحہ منصور، ابراہیم ان سب میں بڑا تھا چونکہ ابراہیم نے یہ مقام جرجان زمانہ جنگ حسن بن زید میں بہت بڑے نمایاں کام کئے تھے اس وجہ سے یعقوب صفار نے ابراہیم کو اپنی خدمت میں طلب کیا۔ احمد خجستانی آتش حسد سے جل گیا ابراہیم کو احمد نے یہ دھوکہ دیا کہ یعقوب صفار کو تم سے دلی عداوت ہے دھوکا دے کر تمہیں اس نے طلب کیا ہے کسی روز موقع پا کر تمہارا کام تمام کر دیا جائے گا۔ مناسب یہ ہے کہ آؤ ہم اور تم چھپ کر یعمر تمہارے بھائی کے پاس بھاگ چلیں۔ یعمر اس وقت بلخ کے کسی شہر کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ چنانچہ ابراہیم حسب قرارداد احمد چھپ کر نکل کھڑا ہوا اور مقام موعود پر پہنچ کر تھوڑی دیر تک احمد کا انتظار کرتا رہا جب احمد نہ آیا تو ابراہیم نے مجبوراً سرخس کا راستہ لیا۔

عمرو بن لیث کی گورنری | پھر جب یعقوب صفار نے ۲۶۱ھ میں سجستان کی طرف واپسی کا ارادہ کیا تو اپنے بھائی عمرو بن لیث کو ہرات کی گورنری عطا کی اس نے اپنی جانب سے طاہر بن حفص باذغیسی کو اپنے نائب کی حیثیت سے مامور کیا احمد خجستانی حیلہ بازی سے صفار کے ساتھ نہ گیا۔ علی کے پاس چلا آیا اور اسے یہ دھوکا دیا کہ آپ اپنے بھائی سے اجازت حاصل کر کے مجھے خراسان بھیج دیجئے میں وہاں پر آپ کے حقوق کی نگرانی اور آپ کی جاگیرات کا انتظام کرتا رہوں گا علی نے اپنے بھائی صفار سے اجازت طلب کی صفار نے اجازت دے دی۔

احمد خجستانی کی بغاوت | الغرض احمد نے خراسان پہنچ کر قیام کیا جوں ہی صفار نے خراسان سے کوچ کیا احمد

[۱] بیاض بالاصل

سجستانی نے فوجیں فراہم کر کے پہلے علی بن لیث پر اپنا ہاتھ صاف کیا چنانچہ ۲۶۱ھ میں یلغار کر کے علی کو شہر سے نکال دیا اور خود قابض ہو گیا۔ اور بنو طاہر کی حکومت کا سکہ دوبارہ چلا دیا پھر ۲۶۲ھ میں نیشا پور کو اپنے دائرہ حکومت میں داخل کر لیا۔ رافع بن ہرثمہ کو جو کہ بنو طاہر کے نامور سپہ سالاروں میں سے تھا طلب کر کے اپنے لشکر کا کمانڈر انچیف مقرر کیا اور ہرات پر قبضہ کے ارادے سے قدم بڑھایا اسے طاہر بن حفص کے قبضہ سے نکال کر طاہر کو مار ڈالا۔ اس کے بعد نعیر بن شرکب کی زندگانی کا بھی خاتمہ کر کے تمام بلاد خراسان پر قابض ہو گیا اور یعقوب بن لیث کی حکومت کو نیست ونابود کر دیا۔

حسن بن زید کی خراسان پر فوج کشی ان واقعات کے بعد حسن بن طاہر (برادر محمد) اپنی حکومت کا سکہ جمانے کو وارد اصفہان ہوا والی اصفہان نے اس سے انکار کیا مگر ابوطلحہ شرکب نے نیشا پور میں اس کی حکومت کو تسلیم کر لیا۔ سجستانی بگڑ گیا۔ خراسان میں بغاوت کی آگ بھڑک اٹھی۔ حسن بن زید نے یہ خبر پا کر فوج کشی کر دی اہل خراسان مقابلہ پر آئے اور اسے شکست دی پھر دوبارہ نیشا پور کو عمرو بن لیث کے قبضہ سے نکال لیا اور محمد بن طاہر کا خطبہ موقوف کر کے خلیفہ معتمد کے نام کا خطبہ پڑھا اور خلافت مآب کے نام کے بعد اپنا نام داخل کیا جیسا کہ سجستانی کے حالات میں یہ واقعہ بالتشریح بیان کیا گیا ہے۔

یعقوب صفار کا اہواز پر قبضہ خراسان کے بعد فارس پر صفار کے قابض ہو جانے کا حال آپ اوپر پڑھ چکے ہیں چنانچہ صفار قبضہ فارس کے بعد لشکر آراستہ کر کے اہواز کی جانب بڑھا۔ اہواز کی حکومت پر ان دنوں احمد بن سوتہ سپہ سالار مسرور بلخی متمکن تھا مگر کسی ضرورت سے تستر گیا ہوا تھا یعقوب کی آمد کی خبر سن کر تستر سے کوچ کیا اور یعقوب صفار جند لیسا پور میں قیام پذیر ہوا شاہی لشکر یعقوب کے خوف سے اس علاقہ کو چھوڑ کر بھاگ نکلا۔ یعقوب نے خضر بن علین کو اہواز سر کرنے کے لئے روانہ کیا۔ اتفاق سے انہی دنوں علی بن ابان اور زنج اہواز کا محاصرہ کئے ہوئے تھے خضر کی آمد کی خبر سن کر اہواز سے نہر سدرہ کی طرف ہٹ آئے خضر نے اہواز میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا اور حکومت صفار کی ماتحتی میں اہواز پر قابض ہو گیا اس کے لشکری اور زنج کے فوجی سپاہیوں میں باہم جھگڑا ہوا کرتا تھا ایک روز زنج نے موقعہ پا کر خضر کے لشکر پر حملہ کر دیا۔ خضر کی شکست کھا کر لشکر گاہ مکرم چلا آیا علی بن ابان اہواز آیا اور جس قدر ان کا مال واسباب اہواز میں تھا سب کا سب نکال کر نہر سدرہ

کی طرف لوٹ آیا یعقوب نے خضر کی کمک پر فوجیں روانہ کیں اور اسے جنگ زنج سے ممانعت اور اہواز میں قیام کرنے کی ہدایت کی چنانچہ خضر نے زنج سے مصالحت کر لی اور اہواز کو ہر قسم کے غلہ سے پُر کر کے قیام پذیر ہو گیا۔

یعقوب صفار کی وفات ماہ شوال ۲۶۵ھ میں یعقوب[1] صفار نے وفات پائی اس نے زنج کو فتح کر کے اس کے بادشاہ[2] کو مار ڈالا تھا۔ اہالیانِ زنج نے اس کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ یہ بہت بڑی وسیع سلطنت تھی زابلستان یعنی غزنہ اور اس کے تمام صوبوں کو بھی اس نے فتح کیا خلیفہ معتمد نے اسے ملانے کی غرض سے سجستان اور سندھ کی حکومت عطا کی اس کے بعد کرمان، خراسان اور فارس پر قابض ہو گیا تھا۔ خلیفہ معتمد نے ان تمام صوبوں کی سند حکومت بھیج دی تھی جب یہ مر گیا تو اس کی جگہ اس کا بھائی عمرو بن لیث کرسی حکومت پر متمکن ہوا خلیفہ معتمد کی خدمت میں اظہار اطاعت کی غرض سے اطلاعی عرضداشت بھیجی۔ چنانچہ موفق نے اپنے بھائی کی طرف سے گورنری خراسان، اصفہان، سجستان، سندھ، کرمان اور بغداد کی افسری پولیس کا فرمان لکھ کر بھیج دیا اور ایک گراں بہا خلعت بھی روانہ کیا۔ عمرو بن لیث نے اپنی جانب سے بغداد کی افسری پولیس اور سر من رائے کی حکومت پر عبید اللہ بن عبد اللہ طاہر کو اور اصفہان کی گورنری پر احمد بن عبد العزیز بن ابی دلف کو اور طریق مکہ و حرمین پر محمد بن ابی الساج کو مامور کیا۔

عمرو بن لیث اور خجستانی خجستانی کے نیشاپور پر ۲۶۲ھ میں بنو طاہر کی ماتحتی میں قبضہ کر لینے کا حال تحریر کیا جا چکا ہے جب یعقوب صفار رہگزار عالم جاودانی ہوا تو عمرو بن لیث ۲۶۵ھ میں خراسان کی جانب روانہ ہوا ہرات پر قابض ہو گیا۔ ان دنوں خجستانی نیشاپور میں تھا۔ یہ خبر پا کر مقابلہ پر آیا باہم معرکہ آرائیاں ہوئیں بالآخر شکست کھا کر ہرات کی طرف لوٹ آیا۔ چونکہ عمرو بن لیث خلافت مآب کی حکومت کی اطاعت کا اظہار کرتا تھا اس وجہ سے فقہاء نیشاپور عمرو بن لیث کی متابعت کرتے تھے خجستانی نے اس امر کا احساس کر کے ان لوگوں میں جھگڑا ڈال دیا۔ اور ایک کو دوسرے سے لڑا کر آپ ان کی فکر سے فارغ ہو بیٹھا۔ اس کے بعد ۲۶۷ھ میں ہرات پر فوج کشی کی

---

[1] یعقوب صفار نے نویں شوال ۲۶۵ھ میں بعارضہ قولنج مقام لشکرگاہ نیشاپور میں انتقال کیا۔ اطبا نے احتقان کی رائے دی تھی۔ مگر اس نے اس عمل پر موت کو ترجیح دی انتہائی عقلمند اپنے ارادوں میں مستقل اور امور سیاست سے واقف تھا تاریخ ابن اثیر جلد سات صفحہ ۱۲۹ مطبوعہ مصر [2] بادشاہ زنج کا نام کہبتیر تھا اس کا تخت خالص سونے کا بنا ہوا تھا جسے بارہ آدمی اٹھاتے تھے۔ دیکھو تاریخ کامل جلد ۷ صفحہ ۱۱۱ مطبوعہ مصر۔

اور عمرو بن لیث پر محاصرہ ڈالا مگر کامیاب نہ ہوا۔ محاصرہ اٹھا کر سجستان چلا آیا اس کے زمانہ غیر حاضری میں اہل نیشاپور اس کے نائب کی مخالفت پر اُٹھ کھڑے ہوئے عمرو بن لیث نے اپنی فوجیں اہل نیشاپور کی کمک پر بھیجیں اہل نیشاپور کے نائب کو گرفتار کر لیا اور خود حکمرانی کرنے لگے۔ خجستانی یہ خبر پا کر سجستان سے لوٹا اور اپنے تمام مخالفوں کو نیشاپور سے نکال کر قابض ہو گیا۔

خجستانی کا قتل ابو منصور طلحہ بن شرکب ان دنوں ابن طاہر کی جانب سے بلخ کا محاصرہ کئے ہوئے تھا عمرو بن لیث نے نامہ و پیام بھیج کر اپنے پاس بلا لیا اور بہت سا مال و زر دے کر خراسان پر اپنے نائب مقرر کر کے سجستان کی جانب واپس ہوا۔ ابو طلحہ اس وجہ سے خراسان ہی میں ٹھہرا ہوا خجستانی سے لڑتا رہا یہاں تک کہ ۲۶۸ھ میں خجستانی کو اس کے کسی خادم نے قتل کر ڈالا جیسا کہ اس کے اخبار میں رافع کے واقعات کے ضمن میں تحریر کیا گیا ہے۔

رافع بن ہرثمہ کا محاصرہ نیشاپور رافع بن ہرثمہ بنو طاہر کے نامور سپہ سالاروں میں سے خراسان کا گورنر تھا۔ جب یعقوب نے خراسان پر کامل طور پر قبضہ کر لیا تو کسی وجہ سے رافع اس سے کبیدہ خاطر ہو کر چلا آیا اور اپنے مکان پر مقام نامین مضافات بادغیس میں قیام اختیار کیا۔ خجستانی کے مارے جانے کے بعد خجستانی کے لشکر نے متفق ہو کر رافع کو اپنا امیر بنایا یہ اس وقت ہرات میں مقیم تھا چنانچہ رافع نے خجستانی کی فوج کی امارت قبول کر لی اور ابو طلحہ بن شرکب کے محاصرے کے خیال سے جو کہ جرجان سے نیشاپور کے محاصرہ کو گیا ہوا تھا ہرات سے کوچ کر دیا اور پہنچتے ہی نیشاپور کا چاروں طرف سے محاصرہ کر لیا رسد و غلہ کی آمد بند کر دی۔ ابو طلحہ حکمت عملی کے ساتھ محاصرہ سے نکل کر مرو چلا آیا۔ مرو اور ہرات میں محمد بن طاہر کے نام کا خطبہ پڑھنے لگا اور اپنی جانب سے ہرات کی حکومت پر محمد بن مہتدی کو متعین کیا۔ عمرو بن لیث نے یہ خبر پا کر فوج کشی کر دی اور اسے مغلوب کر کے اپنی جانب سے محمد بن سہل بن ہاشم کو مقرر کر کے واپس چلا آیا ابو طلحہ نے اسمٰعیل بن سامانی سے امداد کی درخواست کی اسمٰعیل نے نہایت مستعدی سے فوجیں آراستہ کیں اور انہیں اپنے ہمراہ لئے ہوئے ابو طلحہ کی کمک پر مرو کی طرف روانہ ہوا اور محمد بن سہل کو نکال کر قابض ہو گیا اور اس خوف سے کہ مبادا پھر مجھے کسی مصیبت کا سامنا کرنا پڑے عمرو بن لیث کے نام کا خطبہ پڑھنا شروع کیا یہ واقعہ ماہ شعبان ۲۷۱ھ کا ہے۔

رافع اور ابو طلحہ کی جنگ ان واقعات کے بعد خلیفہ معتمد نے عمرو بن لیث کو تمام صوبجات خراسان کی حکومت سے معزول کر دیا۔ موفق نے محمد بن طاہر کو سند حکومت عطا کی یہ ان دنوں بغداد ہی میں مقیم تھا۔ محمد نے اپنی جانب سے خراسان پر

رافع بن ہرثمہ کو متعین کیا اور نصر بن محمد بن احمد سامانی کو حکومت ماوراء النہر پر بحال رکھا۔ رافع سند حکومت حاصل کر کے ہرات کی جانب روانہ ہوا اسمٰعیل بن احمد سے ابوطلحہ کے مقابلہ پر امدادی درخواست کی چنانچہ وہ چار ہزار فوج لئے ہوئے رافع کی کمک پر آیا رافع نے مزید احتیاط کے خیال سے علی بن حسین مروروزی کو بھی اس کی فوج کے ساتھ بلا لیا تھا یہ سب کے سب ابوطلحہ کی طرف بڑھے ابوطلحہ اس وقت مرو میں مقیم تھا۔ فریقین میں گھمسان کی لڑائی ہوئی بالآخر ان لوگوں نے اسے پسپا کر دیا ابوطلحہ شکست کھا کر ہرات چلا گیا۔ اسمٰعیل واپس ہو کر خوارزم میں آ رہا اور خراج وصول کر کے نیشاپور کی جانب واپس ہوا یہ واقعات ۲۷۱ھ کے ہیں۔

عمرو بن لیث اور محمد بن طاہر کی جنگ خلیفہ معتمد نے عمرو بن لیث کو حکومت خراسان سے معزول کرنے کے بعد حکم دیا کہ عمرو بن لیث کے نام پر برسر منبر لعنت کی جائے خراسان کے حاجیوں کو بھی اس کی اطلاع کر دی گئی۔ محمد بن طاہر کو اس کے نام صوبوں کی سند حکومت دی گئی محمد نے اپنی جانب سے رافع کو متعین کیا اس کے بعد خلیفہ معتمد نے احمد بن عبدالعزیز بن ابی دلف کو اصفہان و رے کی گورنری سے عمرو بن لیث کی معزولی کی اطلاع دی اور ۲۷۱ھ میں ایک جرار فوج اس کی سرکوبی کے لئے روانہ کی عمرو بن لیث یہ خبر پا کر پندرہ ہزار کی جمعیت سے مقابلہ پر آیا شاہی فوج کے ساتھ احمد بن ابی دلف بھی تھا سخت خونریز جنگ کے بعد عمرو بن لیث کو شکست ہوئی اس کا سارا لشکر گاہ لوٹ لیا گیا اور وہ اصفہان اور رے کی حدود سے نکال باہر کر دیا گیا۔

موفق کا فارس پر قبضہ جن دنوں خلیفہ معتمد نے عمرو بن لیث کی معزولی کا حکم صادر فرمایا تھا اسی زمانہ میں اس پر لعنت کرنے کا بھی اشارہ کیا تھا اور صاعد بن مخلد کو افواج شاہی کا عہدہ دار بنا کر فارس کی طرف اس کی سرکوبی اور اخراج کی غرض سے بھیجا تھا صاعد نے نہایت مستعدی سے اس حکم کی تعمیل کی مگر کامیاب نہ ہوا ۲۷۱ھ میں ناکام واپس آیا پھر ۲۷۴ھ میں موفق نے عمرو بن لیث سے جنگ کے لئے فارس کی جانب کوچ کیا عمرو بن لیث نے یہ خبر پا کر اپنے سپہ سالار عباس بن اسحاق کو شیراز کی طرف اور اپنے بیٹے محمد بن عمرو کو ارجان کی جانب روانہ کیا۔ اپنے مقدمۃ الجیش (ہراول) پر ابوطلحہ بن شرکب سپہ سالار لشکر کو رکھا مگر ابوطلحہ نے جان اور آئندہ کے خطرے کے خوف سے موفق سے امن حاصل کر لیا جس سے عمرو بن لیث کا دایاں بازو ٹوٹ گیا۔ عمرو بن لیث مجبوراً جنگ سے رک گیا۔ موفق نے شیراز کی جانب قدم بڑھایا اور ابوطلحہ کو حکمت عملی سے گرفتار کر لیا۔ فارس کے تمام صوبے موفق کے قبضہ میں آ گئے۔

عمرو بن لیث کی روانگی کرمان

عمرو بن لیث نے کرمان کا راستہ لیا۔ موفق نے تعاقب کیا عمرو بن لیث نے سجستان میں جا کر پناہ لی یہاں پر اس کا لڑکا محمد بن عمرو دلگزار آخرت ہُوا۔ اہل کرمان و سجستان کی پشت پناہی سے عمرو بن لیث موفق کے مقابلہ پر اڑا رہا۔ موفق نے جب کامیابی کی صورت نہ دیکھی تو دارالخلافت بغداد کی جانب واپس ہُوا۔ عمرو بن لیث نے مشکوک ہو کر اپنے بھائی علی اور اُس کے بیٹے معدل کو دھوکا دے کر گرفتار کر کے کرمان کی جیل میں ڈال دیا۔ کچھ عرصہ بعد یہ لوگ موقع پا کر جیل سے نکل بھاگے اور رافع بن لیث کے پاس چلے گئے۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ اُس نے طبرستان و جرجان کو محمد بن زید علوی کے قبضہ سے ۲۸۳ھ میں نکالا تھا۔ یہ لوگ اُس کے پاس ٹھہر سے رہے۔ علی بن لیث کا وہیں انتقال ہو گیا باقی رہے اس کے دونوں لڑکے وہ رافع بن لیث کے یہاں مقیم رہے۔

عمرو بن لیث کا امارت خراسان پر تقرر

پھر تھوڑے دن بعد خلیفہ معتمد عمرو بن لیث سے دوبارہ راضی ہو گیا دارالخلافت بغداد کی پولیس افسری کا عہدہ مرحمت فرمایا اور پھریروں اور ڈھالوں پر اُس کے نام کے لکھے جانے کا ۲۷۶ھ میں حکم دیا۔ عمرو بن لیث نے اپنی جانب سے بغداد و پولیس افسری پر عبید اللہ بن عبد اللہ بن طاہر کو بطور نائب کے مقرر کیا۔ پھر ایک سال بعد خلافت مآب کو عمرو بن لیث سے ناراضگی پیدا ہوئی اور اس کے نام کو پھریروں سے مٹوا دیا۔ چونکہ رافع بن ہرثمہ نے خلیفہ معتمد کے خلاف مرضی حکم صادر کرنے کے باوجود سلطانی جاگیرات کو خالی نہ کیا تھا۔ اس وجہ سے خلافت مآب کو ناراضگی پیدا ہوئی چنانچہ خلافت مآب نے احمد بن عبدالعزیز بن ابی دلف کے نام فرمان جاری فرمایا کہ رافع کو لڑ کر رَے سے نکال دو اور عمرو بن لیث کے پاس خراسان کی سند گورنری لکھ کر بھیجدی۔

عمرو بن لیث اور رافع کی جنگ

خلافت مآب کے حکم کے مطابق احمد بن عبدالعزیز نے ۲۷۸ھ میں صف آرائی کی اس کے دونوں بھائی عمرو و بکر پسران عبدالعزیز نے صف لشکر سے نکل کر مقابلہ کیا۔ رافع نے ان کو شکست دے کر اصفہان کی جانب پسپا کر دیا اور خود تا

انتہا تام سنہ مذکور رَے میں مقیم رہا۔ ۲۸۱ھ میں اصفہان کی جانب قدم بڑھایا اور اُس پر قابض ہو کر جرجان کی طرف واپس لوٹا۔ اس اثنار میں عمرو بن لیث نے اپنے لشکر کے ساتھ خراسان پہنچ کر گورنری کا چارج لیا۔ بمجبوری رافع بن ہرثمہ محمد بن زید سے مصالحت کرنے پر مائل ہُوا، محمد بن زید نے طبرستان کی واپسی کی شرط سے مصالحت کر لی ۲۸۲ھ میں طبرستان کی مساجد میں اُس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا اسی بنا، پر اُس نے چار ہزار دیلمی جوانوں سے رافع کی امداد کی۔ رافع ۲۸۳ھ میں طبرستان سے نیشاپور کی طرف بڑھا۔ عمرو بن لیث سے مڈ بھیڑ ہو گئی، رافع نے اسے شکست دی۔ بھاگ کر ابیورد پہونچا۔ رافع نے اُس سے اپنے بھتیجوں معدل اور لیث کو چھین لیا۔ پھر رافع نے ہرات کی طرف بڑھنے کا ارادہ کیا عمرو نے سرخس پہونچ کر راستہ روک لیا رافع نے شارع عام چھوڑ کر ایک پگڈنڈی اختیار کی راستہ حصول کر نیشاپور، پہنچ گیا عمرو بن لیث نے پہنچ کر محاصرہ کر لیا رافع سینہ سپر ہو کر مقابلہ پہ آیا لیکن بعض سپہ سالاران رافع نے عمرو بن لیث سے امن حاصل کر لیا اور اس کی جماعت میں جا ملے رافع اور اس کے بقیہ ہمراہیوں کو شکست ہوئی محمد بن زید سے حسب قرارداد شرطِ امداد طلب کی۔ لیکن چونکہ عمرو بن لیث نے محمد بن زید کو رافع کی امداد سے منع کر دیا تھا اور دھمکی دے دی تھی اس وجہ سے محمد بن زید نے رافع کو مدد نہ دی یہ رنگ دیکھ کر رافع کی ہمراہی اور غلام جن کی تعداد چار ہزار تھی رافع سے کنارہ کش ہو گئے۔

رافع بن لیث کا قتل

محمد بن ہارون اس سے جدا ہو کر احمد بن اسماعیل بن سامان کے پاس بخارا چلا گیا۔ رافع شکست اٹھا کر چند لشکریوں کے ساتھ خوارزم پہونچا اور جس قدر مال واسباب اور آلات حرب اپنے ہمراہ لے جا سکا لے گیا۔ یہ واقعہ ماہ رمضان ۲۸۳ھ کا ہے والی خوارزم ابوسعید درغانی نے رافع کو چند لشکریوں کے ساتھ دیکھ کر بدعہدی کی اور دھوکا دے کر ماہ شوال ۲۸۳ھ میں اس کی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔ سر اُتار کر عمرو بن لیث کے پاس نیشاپور بھیج دیا۔ عمرو بن لیث نے نامہ بشارت فتح کے ساتھ بغداد روانہ کر دیا۔ خلیفہ معتضد نے خوش ہو کر خراسان کے علاوہ رَے کی گورنری بھی مرحمت فرمائی پھریرے اور خلعت ۲۸۴ھ میں روانہ کیئے۔

عمرو بن لیث اور اسمٰعیل بن احمد کی جنگ

جس وقت عمرو بن لیث نے رافع بن ہرثمہ کا سر اتار کر دربار خلافت بغداد روانہ کیا اسی زمانہ میں خلیفہ معتضد سے ماوراء النہر کی گورنری کی درخواست بھی کی تھی چنانچہ خلافت مآب نے عمرو بن لیث کو ماوراء النہر کی گورنری عطا کی خلعت اور نشان بھیجا۔ عمرو بن لیث نے ایک بڑا لشکر آراستہ کر کے اپنے نامور سپہ سالار محمد بن بشیر کی ماتحتی میں نیشاپور سے اسماعیل بن احمد سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا یہ لشکر کوچ و قیام کرتا ہوا آمد تک پہنچا۔ اسماعیل نے جیحون کو عبور کر کے مقابلہ کیا اور اس لشکر کو شکست دی۔ محمد بن بشیر چند سپہ سالاروں کے ساتھ کام آگیا بقیہ بھاگ کر عمرو بن لیث کے پاس نیشاپور چلے آئے اور اسماعیل کامیابی کے ساتھ بخارا لوٹ گیا۔ عمرو بن لیث نے دوبارہ فوجیں آراستہ کیں اور اسماعیل سے جنگ کے لئے بلخ کی جانب روانہ ہوا اسماعیل نے کہلا بھیجا کہ تم نے عرصۂ دنیا کو گھیر لیا ہے اب مجھے اس سرحد پر گوشۂ تنہائی میں پڑا رہنے دو"۔ عمرو بن لیث نے انکاری جواب دیا۔ بمجبوری اسماعیل نے دریا کو عبور کر کے ہر چہار طرف سے ناکہ بندی کر لی عمرو گھیرے میں آگیا خود کردہ پریشان ہو کر مصالحت کی درخواست کی۔

عمرو بن لیث کی گرفتاری

اسماعیل نے مصالحت سے قطعی انکار کیا اور نہایت سختی سے لڑائی جاری رکھی بالآخر عمرو بن لیث کو شکست ہوئی بہزار خرابی و دقت جان بچا کر بھاگا۔ شارع عام چھوڑ کر ایک پگڈنڈی اور دشوار گذار راستہ اختیار کیا تن تنہا مایوسی کے عالم میں چلا جا رہا تھا کبھی کسی آنے والے کی آہٹ پا کر جھاڑیوں میں چھپ جاتا تھا اور پھر جب وہ شبہ رفع ہو جاتا تو ادھر ادھر تاکتا ہوا نہایت تیزی سے مسافت طے کرنے لگتا۔ اتفاق سے ایک تالاب کے کنارے درختوں کی آڑ میں چھپ رہا دلدل زیادہ تھی گھوڑا پھنس گیا۔ فریق مخالف نے جو تعاقب میں تھا پہونچ کر گرفتار کر لیا اور کشاں کشاں اسماعیل کے پاس لایا اسماعیل نے اسے خلیفہ معتضد کی خدمت میں روانہ کر دیا ۲۸۸ھ میں دارالخلافت بغداد پہونچا۔ شتر نے کجاوہ پر سوار کرا کے تشہیر کرائی گئی اور تشہیر کے بعد ایک تنگ و تاریک مکان میں قید کر دیا گیا۔

اسمٰعیل بن احمد بحیثیت گورنر خراسان

خلیفہ معتضد نے اس خدمت کی انجام دہی کے صلہ میں اسماعیل کو خراسان کی گورنری عنایت کی چنانچہ اسماعیل اسی عہدہ پر مدت دراز تک رہا یہاں تک کہ خلیفہ معتضد نے سفر آخرت اختیار کیا اور خلیفہ مکتفی دارالخلافت بغداد میں تخت خلافت پر متمکن ہوا۔ بغداد پہونچ کر عمرو بن لیث کا حال دریافت کیا اور یہ معلوم کر کے کہ وہ زندہ ہے مسرت ظاہر کی وزیر السلطنت قاسم بن عبیداللہ کو یہ امر ناگوار گزرا اسی وقت ایک شخص کو عمرو بن لیث کے قتل پر مامور کیا۔ اس نے عمرو بن لیث کو ۲۸۹ھ میں قید حیات سے ہمیشہ کے لیے سبکدوش کر دیا۔

طاہر بن محمد

عمرو بن لیث کی گرفتاری و قید کے بعد سجستان اور کرمان میں اس کا پوتا طاہر بن محمد بن عمرو حکمرانی کا دعویدار ہوا اور اپنے دادا کے جگہ حکومت کرنے لگا یہ وہی شخص ہے جس کے باپ محمد نے سجستان کے راستہ میں انتقال کیا تھا جبکہ عمرو بن لیث فارس سے موفق کے مقابلہ سے بھاگا آرہا تھا۔ اس کے بعد طاہر فارس کی طرف گیا ۲۸۰ھ میں فوجیں آراستہ کر کے روانہ ہوا بدر نے مقابلہ کیا مجبوراً طاہر سجستان کی جانب لوٹ آیا اور بدر نے فارس پر قبضہ کر کے اس کا خراج وصول کر لیا۔

طاہر بحیثیت گورنر فارس

پھر ۲۸۹ھ میں طاہر نے دارالخلافت بغداد میں فارس کی گورنری کی درخواست بھیجی اور جس قدر کہ بدر خراج دیا کرتا تھا اس سے زیادہ دینے کا اقرار کیا اس وقت خلیفہ معتضد کا انتقال ہو چکا تھا۔ خلیفہ مکتفی نے طاہر کی درخواست منظور فرمائی اور سند گورنری لکھ کر طاہر کے پاس بھیج دی۔ طاہر لہو و لعب اور سیر و شکار میں مشغول ہو کر سجستان چلا گیا۔ اس کی غفلت و عدم موجودگی کی وجہ سے فارس پر اس کا چچازاد بھائی لیث بن علی بن لیث اور سبکری (اس کے دادا عمرو کا غلام) قابض ہو گیا۔ ابو قابوس (طاہر کا سپہ سالار) بھی ان دونوں کے ساتھ اور ان کا شریک تھا۔ طاہر کو اس کی خبر ہوئی تو وہ پریشان خاطر ہو کر خلیفہ مکتفی کے پاس چلا گیا اور ابو قابوس کو لکھ بھیجا کہ جس قدر تم نے خراج وصول کیا ہو اس کا حساب بامنابطہ دو ابو قابوس نے اس کا کچھ جواب نہ دیا۔

لیث بن علی کی گرفتاری کچھ عرصہ بعد سبکری تنہا فارس پر قابض ہو گیا لیث بن علی بھاگ کر اپنے

چچازاد بھائی طاہر کے پاس پہنچا۔ طاہر نے فوجیں آراستہ کرکے فارس پر چڑھائی کر دی سیکری مقابلہ پر آیا میدان سیکری کے ہاتھ رہا طاہر شکست کھا کر بھاگا سیکری نے اسے گرفتار کر لیا اور اس کے بھائی یعقوب کے ساتھ ۲۹۷ھ میں خلیفہ مقتدر کے پاس بھیج دیا اور اُس مالیت کے ادا کرنے کا اقرار کیا جو طاہر ادا کیا کرتا تھا خلیفہ مقتدر نے سیکری کو سند گورنری فارس لکھ کر بھیج دی۔ اس کے بعد لیث بن محمد بن علی بن لیث نے فارس پر فوج کشی[1] کی اور لڑ بھڑ کر فارس پر قبضہ کر لیا[2]۔۔۔۔ لیث نے ان کے مقابلہ پر خروج کیا اس اثنا میں یہ خبر سننے میں آئی کہ حسین بن حمدان قم سے مونس کے کمک پر بیضا آ رہا ہے۔ فوجیں آراستہ کرکے حسین کی روک تھام کے لئے روانہ ہو گیا۔ اتفاق سے رہبر کی غلطی سے راستہ بھول گیا۔ صبح ہوتے مونس کے لشکر گاہ کے قریب پہنچا مونس کے لشکر نے یہ خبر پا کر حملہ کر دیا۔ گھمسان کی لڑائی ہوئی بالآخر لیث کا لشکر شکست کھا کر بھاگا اور لیث گرفتار کر لیا گیا۔

سیکری کا فرار

اس واقعہ کے بعد مونس کے ہمراہیوں نے یہ رائے دی کہ لیث کے ساتھ ہی سیکری کو بھی گرفتار کر لیجئے اور بلاد فارس پر قبضہ رکھئے خلافت مآب سے سند گورنری کی درخواست کیجئے امید ہے کہ خلافت مآب اس درخواست کو منظور فرمالیں گے مونس نے بظاہر ان لوگوں سے اس رائے پر عمل کرنے کا وعدہ کر لیا وہ باطمینان تمام اپنی اپنی قیام گاہ پر آ گئے شب کے وقت سیکری کو اس حال سے آگاہ کرکے شیراز کی طرف بھاگ جانے کی رائے دی چنانچہ سیکری رات ہی کو شیراز کی طرف روانہ ہو گیا صبح کو مونس نے اپنے ہمراہیوں کو یہ کہہ کر کہ تم لوگوں کی طرف سے راز فاش ہوا ہے۔ بے حد ملامت کی اگلے دن لیث کے ساتھ دارالخلافت بغداد کی جانب لوٹ کھڑا ہوا۔

---

[1] یہ واقعہ اسی ۲۹۷ھ کا ہے۔ لیث بن علی بن لیث نے سجستان سے فارس پر فوج کشی کی تھی چنانچہ سیکری شکست کھا کر ارجان پہنچا خلیفہ مقتدر نے یہ خبر پا کر مونس خادم کو سیکری کی حمایت و مدد پر فارس کی جانب روانہ کیا یہ دونوں ارجان میں جمع ہوئے لیث یہ خبر سن کر سیکری و مونس کی طرف بڑھا۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۲۲ مطبوعہ مصر۔

[2] اصل کتاب میں جگہ خالی ہے۔ مترجم۔

سیکری کا فارس پر قبضہ

سیکری نے ان مہمات سے فارغ ہو کر فارس پر قبضہ کر لیا۔ اس کا کاتب (سکرٹری) عبدالرحمٰن بن جعفر امور سلطنت کے سیاہ و سفید کا مالک و مختار ہو گیا حاشیہ نشینوں کو ناگوار گزرا وقتاً فوقتاً سیکری سے ان کی چغلی کرنے لگے یہاں تک کہ سیکری نے نافرمانی و بغاوت کے جرم میں حیلے سے عبدالرحمٰن کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اور دارالخلافت بغداد خراج بھیجنا موقوف کر دیا عبدالرحمٰن نے قید خانہ سے وزیر السلطنت ابن فرات کو اپنے حالات لکھ بھیجے ابن فرات نے مونس کو واپس جانے کے لئے لکھا اور سیکری کے گرفتار نہ کر لینے پر عتاب ظاہر کیا مونس اس وقت واسط میں تھا۔ چنانچہ مونس اسی وقت اہواز سیکری کے ارادے سے روانہ ہوا سیکری نے اس سے مطلع ہو کر مونس کے پاس خطوط اور ہدایا و تحائف بھیجے۔ جاسوسوں نے وزیر السلطنت ابن فرات کو اس کی خبر کر دی۔

سیکری کی شکست و گرفتاری

ابن فرات نے وصیف کو چند سپہ سالاروں کے ساتھ جن میں محمد بن جعفر بھی تھا مونس کے پاس روانہ کیا اور یہ حکم دیا کہ پہنچتے ہی فارس کو سر کر لینا اور مونس کو لکھ دیا کہ تم لیث کے ساتھ دارالخلافت بغداد واپس آؤ اس حکم کے مطابق مونس لیث کے ساتھ بغداد کی جانب واپس ہوا اور محمد بن جعفر نے فارس پہنچ کر لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا۔ شیراز میں سیکری سے مڈھ بھیڑ ہوئی سخت خونریز جنگ کے بعد سیکری کو شکست ہوئی محمد بن جعفر نے شیراز میں اس کا محاصرہ کر لیا پھر لڑائی ہوئی اور دوبارہ شکست کھا کر بھاگا شاہی لشکر نے سیکری کے مال و اسباب کو لوٹ لیا۔ سیکری بحال پریشان خراسان کے ایک تنگ و تاریک درہ میں جا چھپا خراسانی شاہی فوج کو اس کی خبر لگ گئی گھیر کر گرفتار کر لیا اور پابزنجیر بغداد روانہ کر دیا فارس کی زمام حکومت فتح خادم افشین کو عنایت ہوئی۔

احمد سامانی کی رے پر فوج کشی

۲۹۸ھ میں فتح والی فارس نے سفر آخرت اختیار کیا اس کی جگہ خلیفہ مقتدر نے عبداللہ بن ابراہیم مسمعی کو نامزد فرمایا۔ اور حکومت فارس کے علاوہ بنو لیث کے مقبوضات میں سے کرمان کی حکومت بھی عنایت کی۔ اسی سنہ میں احمد بن اسمٰعیل سامانی

نے رسے پر فوج کشی کی اور ۲۹۸ھ میں اپنی فوج کے ایک حصہ کو چند نامی نامی سپہ سالاروں کی ماتحتی میں سجستان کی جانب روانہ کیا اور اُس فوج کی کمان افسری حسن بن علی مرورودی کو دی۔

احمد سامانی کا سجستان پر قبضہ

سجستان ۲۹۷ھ[1] جبکہ طاہر گرفتار کر لیا گیا تھا لیث بن لیث بن علی کے زیر حکومت رہا جب لیث بھی گرفتار ہو گیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا تو اس کا بھائی معدل بن علی بن لیث حکومت کرنے لگا جب اسے یہ خبر لگی کہ ایک جرار فوج احمد بن اسماعیل سامانی کی جانب سے اس طرف آرہی ہے تو اُس نے اپنے بھائی ابو علی محمد بن علی بن لیث کو بست اور رخج کی جانب رسد و غلہ فراہم کرنے کی غرض سے روانہ کیا۔ کسی ذریعہ سے اس کی اطلاع احمد بن اسمٰعیل سامانی کو ہو گئی اُس نے پہنچ کر ابو علی محمد کو گرفتار کر لیا۔ اس اثناء میں احمد بن اسمٰعیل سامانی کا لشکر سجستان پہنچ گیا اور اس نے معدل پر محاصرہ ڈال دیا۔ جب معدل کو یہ خبر لگی کہ میرا بھائی جو رسد و غلہ کے فراہمی کو گیا تھا گرفتار کر لیا گیا ہے تو اس نے حسین بن علی مرورودی سے امن کی درخواست کی اور مصالحت کر لی۔ فتح یابی کے بعد سجستان کی حکومت پر امیر احمد بن اسمٰعیل سامانی نے اپنے چچا زاد بھائی ابو صالح منصور بن اسحاق بن احمد بن سامان کو متعین کیا حسین معدل کو لے کر بخارا کی جانب واپس ہوا۔

سیکری اور لیث کی اسیری

سجستان پر سامانیوں کے قابض ہونے کے بعد یہ خبر مشہور ہوئی کہ سیکری فارس سے شکست کھا کر خراسان کے ایک تنگ و دشوار گذار راستہ سے سجستان آرہا ہے۔ والی سجستان نے اسی وقت فوج کا ایک دستہ سیکری کے گرفتار کرنے کے لئے روانہ کیا۔ اس فوج نے سیکری کو گرفتار کر لیا امیر احمد سامانی نے نامہ بشارت فتح کے ساتھ سیکری کی گرفتاری کی خبر بھی بھیجی خلافت مآب نے یہ حکم صادر فرمایا کہ سیکری اور لیث کو بغداد بھیج دو چنانچہ یہ دونوں بغداد بھیج دیئے گئے اور وہاں پہنچ کر جیل میں ڈال دیئے گئے۔

اہل سجستان کی بغاوت و اطاعت

محمد بن ہرمز معروف بہ مولی صندلی نامی ایک شخص خارجی

---

[1] صحیح یہ ہے کہ فارس ۲۹۸ھ میں فتح ہوا تھا۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۲۲ مطبوعہ مصر۔

المذہب سجستان کا رہنے والا مقام بخارا میں رہا کرتا تھا ایک روز کسی سردار سے باتوں باتوں میں اس سے برہمی پیدا ہو گئی بخارے سے سجستان چلا آیا خوارج کے ایک گروہ کو جن کا سردار محمد بن عباس معروف بہ ابن الحفار تھا ملا لیا ان سب نے متفق ہو کر بحالت غفلت ایک روز منصور بن اسحاق گورنر سجستان پر جو کہ بنو سامان کی طرف سے مامور ہوا تھا حملہ کر دیا اور اسے گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ عمرو بن یعقوب بن محمد بن لیث کو سجستان کی حکومت سپرد کی اور ممبروں پر اُسی کے نام کا خطبہ پڑھا۔ امیر احمد بن اسمٰعیل سامانی کو اس کی خبر لگی تو اُس نے سنہ ۲۹۸ھ میں حسین بن علی کی افسری میں دوبارہ فوجیں روانہ کیں۔ چھ مہینہ تک یہ لشکر سجستان کا محاصرہ کئے رہا اثنائے محاصرہ میں صندلی نے وفات پائی۔ عمرو بن یعقوب، اور ابن حفار نے امن حاصل کر لیا اور شہر کو امان کے ساتھ حسین بن علی کے حوالہ کر دیا منصور بن اسحاق کو جیل سے نجات ملی امیر احمد بن اسماعیل نے سجستان کی گورنری پر سیمجور دواتی کو مامور کیا۔ حسین .. اپنے افواج کے ساتھ ماہ ذی الحجہ سنہ ۲۹۸ھ میں امیر احمد کی جانب واپس ہوا یعقوب صفار اور ابن حفار بھی اُس کے ساتھ تھے۔

خلف ابن احمد کا سجستان پر قبضہ خلف بن احمد عمرو بن لیث صفار کی اولاد میں سے تھا جب بنو سامانیوں کی حکومت میں اضطراب پیدا ہوا تو خلف نے سجستان پر قبضہ کر لیا خلف خود بھی ذی علم تھا اور اہل علم کا قدردان اور ان کی صحبت کا شائق تھا سنہ ۳۵۳ھ میں اپنے مقبوضات پر اپنے ہمراہیوں میں سے طاہر بن حسین نامی ایک شخص کو اپنا نائب مقرر کر کے حج کرنے گیا۔ حج سے واپس ہوا تو طاہر خودمختاری کا اعلان کر کے خلف سے باغی ہو گیا۔ خلف اس امر سے مطلع ہو کر بخارے امیر منصور بن سامان کے پاس امداد حاصل کرنے کے لئے گیا چنانچہ امیر منصور نے اس کی کمک پر فوجیں روانہ کیں۔ خلف کو فتح نصیب ہوئی سجستان پر قبضہ کر لیا تھوڑے ہی دن میں مالی اور فوجی حالت قابل اطمینان ہو گئی۔ خلف نے مقررہ خراج بخارے بھیجنا موقوف کر دیا۔ امیر بخارے نے خلف کی سرکوبی کے لئے فوجیں روانہ کیں جس کا سردار ۔[1] .... تھا اس فوج نے پہنچتے ہی خلف بن احمد کا قلعہ

---

[1] اصل کتاب میں جگہ خالی ہے مگر تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۱۹۱ میں لکھا ہے کہ حسین بن طاہر بن حسین اس لشکر کا افسر اعلیٰ مقرر کیا گیا تھا۔

ارک میں جو کہ سجستان کا نہایت مضبوط اور مستحکم قلعہ تھا محاصرہ کر لیا۔ جب محاصرہ کی شدت بڑھی اور رسد وغلہ کا اور آلات حرب کا خاتمہ ہو گیا، تو خلف نے امیر نوح بن منصور والی بخارا کی خدمت میں امن کی درخواست بھیجی اور مقرر شدہ خراج ادا کرنے کا وعدہ کیا۔

ابوالحسن بن سیمجور اور خلف امیر نوح نے ابوالحسن بن سیمجور گورنر خراسان کو لکھ بھیجا کہ سجستان پہنچ کر خلف کا فوراً محاصرہ کر لو۔ ابوالحسن اس وقت قہستان میں تھا اور کسی وجہ سے گورنری خراسان سے معزول کر دیا گیا تھا۔ الغرض ابوالحسن نے سجستان میں پہنچ کر خلف کا محاصرہ کر لیا۔ چونکہ پہلے سے ان دونوں میں باہم مراسم اتحاد تھے۔ اس وجہ سے ابوالحسن نے خلف کو یہ رائے دی کہ تم قلعہ ارک کو حسین کے حوالہ کر دو شاہی فوجیں فتح مندی کا جھنڈا لئے ہوئے بخارا واپس چل جائیں گی پھر تم اپنے مخالف سے نپٹ لینا۔ خلف نے اس مشورہ کے مطابق قلعہ ارک کو خالی کر دیا ابوالحسن سیمجور قلعہ ارک میں داخل ہوا امیر نوح کے نام کا جامع مسجد کے ممبر پر خطبہ پڑھا اس کے بعد حسین بن طاہر کو قلعہ کا انتظام سپرد کر کے بخارا کی جانب واپس ہوا سامانیوں کے کمزوری کا یہ پہلا مرحلہ تھا جو ان کے امراء کی مخالفت اور تکبر کی وجہ سے واقع ہوا۔

عمرو بن خلف کا کرمان پر قبضہ جب خلف بن احمد کے قدم سجستان کی حکومت پر استقلال سا تھ جم گئے تو اس کے دماغ میں کرمان پر قبضہ کر لینے کی ہوا سمائی کرمان اس وقت حکمرانان بنو بویہ کے علم حکومت کے زیر اثر تھا ان دنوں بنو بویہ کی بادشاہت عضدالدولہ کر رہا تھا جس وقت ان کی حکومت کمزور ہو چلی تو صمصام الدولہ اور بہاءالدولہ پسران عضدالدولہ میں مخالفت پیدا ہو گئی خلف ابن احمد نے اس مخالفت سے فائدہ اٹھانے کی آرزو میں ایک فوج اپنے بیٹے عمرو کی ماتحتی میں کرمان کی جانب روانہ کی کرمان کا سپہ سالار اس وقت عزتاش نامی ایک دیلمی شخص تھا جس وقت عمرو ابن خلف کرمان کے قریب پہنچا عزتاش جنگ کے خوف سے جس قدر مال واسباب لے جا سکا لے .... کر بروشیر کی طرف بھاگ گیا۔ باقی جو کچھ رہ گیا اسے عمرو ابن خلف نے لوٹ لیا اور کرمان پر قابض ہو کر خراج و مال گذاری وصول کرنے لگا صمصام الدولہ والی فارس کو اس کی خبر ہوئی تو اس نے ایک لشکر جس کا سردار ابوجعفر تھا عزتاش کی طرف روانہ کیا اور اس الزام میں کہ عزتاش اس کے بھائی بہاءالدولہ سے میل جول رکھتا ہے گرفتار کر لینے کا حکم دیا۔

عمرو بن خلف اور ابوجعفر کی جنگ

چنانچہ ابوجعفر نے ایسا ہی کیا اور غرتاش کو پابزنجیر شیراز بھیج دیا اس کے بعد اپنی فوج کو لئے ہوئے عمرو بن خلف کی طرف بڑھا قیام ولرزین میں معرکہ آرائی ہوئی عمرو بن خلف فتح یاب ہوا۔ دیلمی فوج شکست کھا کر بھاگی براہ اور جیرفت اپنے ملک کو واپس ہوئی صمصام الدولہ نے دوسری فوج اپنے مصاحبوں میں سے عباس ابن احمد کی ماتحتی میں روانہ کی۔ ماہ محرم ۳۸۲ھ میں بمقام سرجان عمرو بن خلف سے مڈبھیڑ ہوئی اس معرکہ میں دیلمیوں نے عمرو بن خلف کو شکست دے دی عمرو بن خلف شکست کھا کر اپنے باپ کے پاس سجستان چلا گیا خلف نے بے حد زجر و توبیخ کی بالآخر اسی غصہ میں اسے قتل بھی کر ڈالا۔

محاصرہ بردشیر

اس کے بعد صمصام الدولہ نے عباس کو حکومت کرمان سے معزول کر دیا خلف بن احمد نے یہ مشہور کر دیا کہ استاد ہرمز نے اسے زہر دے دیا ہے اس سے لوگوں کو کرمان پر قبضہ کر لینے کی تحریک پیدا ہوئی خلف نے ان سب کو مرتب کر کے اپنے لڑکے طاہر کی ماتحتی میں روانہ کیا کوچ و قیام کرتے ہوئے بردشیر تک پہنچے دیلمی بھاگ کر جیرفت میں پناہ گزیں ہوئے اور اپنی شکستہ حالت درست کر کے ایک فوج بردشیر کی حمایت کو روانہ کی بردشیر بلاد کرمان کا مرکز حکومت تھا اور اس کا آباد ترین شہر تھا۔ طاہر تین مہینے تک اس کا محاصرہ کئے رہا اہل بردشیر نے محاصرہ اور روزانہ جنگ سے تنگ آ کر استاد ہرمز کو لکھا کہ اس سے قبل کہ طاہر بردشیر کو فتح کرے آپ ہماری کو آیئے۔ استاد ہرمز خطرے کے خیال سے تنگ اور دشوار گذار راستوں کو طے کر کے بردشیر پہنچا۔ طاہر سجستان کی جانب واپس ہوا اور جیرفت میں لوگوں کو دیلم سے جنگ کرنے کی ترغیب دینے لگا۔ تھوڑے عرصہ میں کثیر التعداد آدمی جمع ہو گئے طاہر نے ان سب کو مسلح کر کے بردشیر کی جانب روانہ کیا چنانچہ ایک مدت کے لئے بردشیر دونوں حریفوں کی قوت آزمائی کا اکھاڑہ بن گیا یہ واقعات ۳۸۳ھ کے ہیں۔

طاہر بن خلف کا کرمان پر قبضہ

طاہر بن خلف سے اس کے باپ خلف کو کسی اہم معاملہ میں ناراضگی پیدا ہو گئی تھی جس سے طاہر کو بھی اپنے باپ سے مخالفت کا موقع مل گیا مدتوں دونوں میں لڑائیاں ہوتی رہیں اس میں فتح یابی اور کامیابی کا جھنڈا خلف کے ہاتھ میں دیا بالآخر طاہر سجستان کو خیر آباد کہہ کر کرمان کی طرف چلا آیا۔ اس وقت کرمان میں دیلمی فوجیں موجود تھیں بہاء الدولہ کی ماتحت اور مطیع تھیں۔ طاہر کرمان کے پہاڑی دروں اور بلند مقامات میں چلا گیا اور اس قوم میں پناہ لی جو حکومت و سلطنت کے خلاف

وہاں پر آباد تھیں کچھ عرصہ بعد جب اس کی کچھ حالت درست ہوئی تو اُس نے پہاڑ سے اتر کر جیرفت پر قبضہ کر لیا دیلمی فوج مقابلہ پر آئی مگر بھاگ کھڑی ہوئی۔ طاہر کے حوصلہ بڑھ گئے اکثر شہروں پر جو دیلم کے قبضہ میں تھے۔ قابض ہو گیا بہار الدولہ نے ایک لشکر ابو جعفر بن استاد ہرمز کی ماتحتی میں روانہ کیا مگر بے سود تھا طاہر پورے طور سے کرمان پر قابض ہو چکا تھا۔ بہار الدولہ کے لشکر کو ناکامی ہوئی۔

طاہر بن خلف کا قتل طاہر نے سجستان کی جانب رخ کیا اس کا باپ خلف مقابلہ پہ آیا۔ طاہر نے اسے شکست دے کر تمام صوبہ سجستان پر قبضہ کر لیا۔ اس کا باپ خلف ایک قلعہ میں قلعہ بند ہو گیا۔ چونکہ لوگوں کو اس کی بدخلقی اور کج ادائی سے ناراضگی پیدا ہو گئی تھی۔ خلف نے فریب سے اپنے بیٹے طاہر کو زیر کرنے کی کوشش کی قلعہ کے نیچے دونوں باپ بیٹے میں مقابلہ کی ٹھہری خلف نے قریب ہی ایک کمینگاہ میں چند ہوشیار سپاہیوں کو بٹھا دیا جس وقت طاہر سے مقابلہ ہوا کمینگاہ سے سپاہیوں نے نکل کر پشت سے حملہ کر دیا میدان جنگ سے طاہر کے پاؤں اکھڑ گئے اس کے باپ خلف نے اسے جنگ کے دوران مار ڈالا۔

محمود بن سبکتگین اور خلف بن احمد خلف بن احمد نے اپنے بیٹے طاہر کو قہستان سر کرنے کے لئے روانہ کیا تھا۔ چنانچہ طاہر اس پر قبضہ حاصل کر کے بوشنج کی جانب بڑھا۔ اور اس پر بھی فتح یابی حاصل کی بوشنج اور ہرات بغراجق سلطان محمود کے چچا کے مقبوضات میں سے تھا محمود ان دنوں سپہ سالاران بنو سامان کی بغاوت فرو کرنے میں مشغول تھا جوں ہی محمود کو ان کی سرکوبی سے فراغت ملی۔ اس کے چچا بغراجق نے طاہر بن خلف کو اپنے مقبوضات سے بیدخل کرنے کی اجازت طلب کی اور حصول اجازت ۳۹۰ھ میں فوجیں آراستہ کر کے طاہر بن خلف کو گوشمالی دینے کی غرض سے کوچ کر دیا۔ اطراف بوشنج میں دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا۔ طاہر کو شکست ہوئی بغراجق نے نہایت مستعدی سے تعاقب کیا اور دور تک پیچھا کرتا چلا گیا۔ طاہر نے پلٹ کر حملہ کر دیا جس سے بغراجق کے ہمراہی گھبرا کر نکل بھاگے اثناء دار و گیر میں بغراجق مارا گیا۔ سلطان کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی چچا کا مارا جانا شاق گذرا۔ فوجیں جمع کیں اور خلف بن احمد کے سر کرنے کے لئے روانہ ہوا چنانچہ قلعہ اصبہل میں محمود نے خلف پر محاصرہ ڈالا اور روزانہ جنگ اور شدت محاصرہ سے خلف کو تنگ کرنے لگا بالآخر خلف نے بہت سامال وزر

اور بطور ضمانت چند آدمیوں کو محمود کے حوالے کر کے اپنی جان بچائی محمود نے محاصرہ اٹھا لیا۔

قلعہ طارق کا محاصرہ

ان واقعات کے بعد خلف نے محمود بن سبکتگین کے خوف سے گوشہ نشینی اختیار کر لی اور اپنے بیٹے کو اپنی جگہ حکمرانی کی کرسی پر متمکن کر دیا جب اس کا بیٹا طاہر مستقل طور سے حکمران ہو گیا تو اس نے اپنے باپ سے مخالفت کی پھر اس کے بعد جو واقعات پیش آئے انہیں ہم اوپر بیان کر آئے ہیں طاہر کے قتل کے بعد اس کے لشکر میں نفاق کا مادہ پھیل گیا۔ لشکریوں کے خیالات خلف کی جانب سے خراب ہو گئے۔ سرداران لشکر نے محمود بن سبکتگین کو نامہ و پیام کر کے بلایا اور اپنے شہر کو اس کے حوالہ کر دیا۔ خلف بادل ناخواستہ اپنے قلعہ طارق میں بیٹھ رہا اس کے قلعہ کے چاروں طرف سات مستحکم فصیلیں تھیں اور ہر فصیل کے بعد ایک عمیق خندق تھی جس پر آمد و رفت کے لئے لکڑی کا پل بنا ہوا تھا وقت ضرورت وہ پل اٹھا لیا جاتا تھا سلطان محمود نے ۳۹۳ھ میں اس قلعہ کا محاصرہ کیا پہلی خندق کو ایک دن میں خس و خاشاک اور مٹی سے پُر کر کے جنگ کے ارادے سے حملہ کیا۔ ہاتھیوں کو دھسول اور دروازوں کے توڑنے کی غرض سے آگے بڑھایا چنانچہ ایک ہاتھی نے جو سب سے بڑا اور آگے تھا اُس نے پاؤں کی ٹھوکر اور اپنے دانتوں سے دروازہ کو اکھاڑ کر پھینک دیا محمود نے پہلی فصیل پر قبضہ کر لیا خلف کا لشکر دوسرے فصیل کی طرف ہٹ گیا۔ دوسرے دن محمود نے اسی طرح پر اسے بھی لے لیا خلف کے ہمراہی تیسری فصیل میں جا چھپے۔

خلف کی شکست و اطاعت

جب اس تیسری فصیل کا بھی وہی حشر ہوا جو پہلی فصیلوں کا ہو چکا تھا تو خلف امن کا جھنڈا لئے ہوئے قلعہ سے باہر آیا امن کی درخواست کی محمود نے اسے امن دیا اور اجازت دے دی کہ ان شہروں میں سے جس شہر میں تم رہنا پسند کرو سکونت پذیر ہو جاؤ۔ خلف نے جرجان کو اپنی سکونت کے لئے اختیار کیا۔ چار برس تک وہاں مقیم رہا پھر یہ مشہور ہوا کہ اُس نے ایلک خان کو محمود کے خلاف ابھارا ہے اور اُس سے سازش کی ہے اس بنا پر محمود نے اسے جرجان سے جردین میں لے جا کر قید کر دیا۔ یہاں تک کہ قید ہی میں ۳۹۹ھ میں قضائے الٰہی سے فوت ہو گیا۔

دولت بنو صفار کا زوال محمود نے قبضہ سجستان اور خلف کے امن حاصل کرنے کے بعد اپنے باپ کے سپہ سالاروں میں سے احمد فتحی نامی ایک سپہ سالار کو سجستان کی حکومت پر مامور کیا۔ اس وقت تک سجستان میں بنو صفار کی اولاد موجود تھی۔ انتظامی امور میں ان کی شرکت ضروری تصور کی جاتی تھی۔ کچھ روز بعد ان لوگوں کی تحریک سے اہل سجستان نے اپنی شامت اعمال سے بغاوت کی یہ بغاوت ختم کرنے کے لئے ذی الحجہ ۳۹۲ھ میں محمود سجستان پہنچا اور ان لوگوں کا قلعہ اول میں محاصرہ کر لیا سخت خونریزی سے قلعہ بزور تیغ فتح ہوا محمود نے ان سب کو قتل کر ڈالا۔ باقی ماندہ کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ یہاں تک کہ سجستان ان کے وجود سے پاک ہو گیا اور بغاوت کی آگ بجھ گئی محمود نے سجستان اپنے بھائی نصر کو بطور جاگیر عنایت کیا اور نیشاپور کی جاگیر میں اس کو بھی ملحق کر دیا۔ ان واقعات کے ختم ہونے پر بنو صفار کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور سجستان سے اِن کا دور حکومت جاتا رہا۔

والبقاء للہ وحدہ۔

باب ۶

امارت ماوراء النہر بنو سامان

اسد بن سامان

سامانی بادشاہ عجمی الاصل ہیں اِن کا دادا اسد بن سامان خراسان کے نامی خاندان کا ایک ممبر تھا۔ اہل فارس اسے بہرام حشیش کی جانب نسباً منسوب کرتے ہیں جسے کسرےٰ انوشیروان نے آذربائیجان کا گورنر مقرر کیا تھا بہرام حشیش رے کا رہنے والا تھا ملوک سامانی کا نسب بہرام حشیش تک اس طرح بیان کیا جاتا ہے۔ اسد بن سامان خدارہ بن جثمان بن طغات بن نوشیرو بن بہرام چوبین بن بہرام حشیش ہمیں ان ناموں کی صحت پر اعتبار نہیں ہے جو کچھ ہو اسد کے چار بیٹے تھے نوح، احمد، یحییٰ اور الیاس۔ ماوراء النہر میں اِن سامانیوں کی حکومت کی ابتدا اس طرح ہوئی کہ جب مامون الرشید خراسان کا والی ہوا تو اُس نے اسی اسد کے لڑکوں کو اپنی حکومت و سلطنت کا ایک رکن مقرر کیا اور جیسا کہ ان کے بزرگوں کا وقار تھا وہ ان کے لئے قایم رکھا اور بڑے بڑے عہدوں پر مامور فرمایا جب عراق کی جانب کوچ کیا تو خراسان پر غسان بن عباد کو جو کہ فضیل بن طاہر کے اعزہ سے تھا، اپنی جگہ مقرر کیا۔ غسان نے سنہ ۲۰۴ھ میں نوح بن اسد کو سمرقند کا، احمد بن اسد کو فرغانہ کا، یحییٰ بن اسد کو ساس واشروسنہ کا اور الیاس بن اسد کو ہرات کا حاکم بنایا۔

احمد بن اسد

احمد بن اسد کے سات لڑکے تھے نصر[1]، یعقوب[2]، یحییٰ[3]، اسماعیل[4]، اسحاق[5]، اسد[6] (اس کی کنیت ابوالاشعث تھی) اور حمید[7] (اس کی کنیت ابوغانم تھی) احمد بن اسد کا انتقال مقام

فرغانہ ۲۰۴ھ میں ہوا۔ سمرقند بھی اس کے دایرہ حکومت میں تھا لہٰذا اس کا بیٹا نصر یہاں کا گورنر مامور کیا گیا۔ چنانچہ یہ اس کی حکومت پر بنو طاہر کے عہد حکومت اور ان کے زوال کے بعد تک رہا۔ بنو طاہر کی حکومت ختم ہونے تک مصر گورنران خراسان کی جانب سے ان مقامات پر حکومت کرتا تھا۔

خراسان پر صفار کے غالب ہونے کے بعد دار الخلافت بغداد سے سند حکومت عطا ہوئی۔

ماوراء النہر پر نصر بن احمد سامانی کی گورنری

جس وقت یعقوب صفار نے خراسان پر قبضہ حاصل کر لیا اور بنو طاہر کا زمانہ حکومت ختم ہو گیا اس وقت خلیفہ معتمد نے صوبجات ماوراء النہر کی سند گورنری نصر بن احمد کو عنایت کی نصر نے ایک فوج دریائے جیحوں پر صفار کو دریا عبور کرنے سے روکنے کی غرض سے روانہ کی اتفاق سے اس فوج کا سردار مارا گیا فوج بخارا لوٹ آئی۔ والی بخارا (احمد بن عمر نائب نصر) جان کے خوف بھاگ گیا۔ ان لوگوں نے ابو ہاشم محمد بن مبشر بن رافع بن لیث بن نصر بن سیار کو اپنا امیر مقرر کیا پھر اسے معزول کر کے احمد بن محمد بن لیث بدر ابو عبداللہ بن جنید کو اپنی سرداری دی چند روز یہ بھی معزول کر دیا گیا حسن بن محمد (عبدۃ بن حدید کی اولاد سے) مامور ہوا تھوڑے دن بعد یہ بھی علیحدہ کر دیا گیا۔ تب نصر بن احمد نے اپنے بھائی اسماعیل کو بخارا کی امارت پر متعین کیا۔ نصر بن احمد اس کی بہت عزت کرتا تھا اور یہ بھی جان نثاری میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرتا تھا۔ اسماعیل کے تقرری کے بعد غزنہ کی عنان حکومت ابو اسحاق بن تکین کو دی گئی۔ انہی دنوں خراسان پر رافع بن ہرثمہ کو خراسان کی سند امارت عطا ہوئی۔ رافع نے خراسان پہنچ کر یعقوب صفار کو خراسان سے نکال دیا۔ اس کا سبب امیر اسماعیل اور رافع کی موافقت اور اتحاد تھا۔ دونوں نے ایک دوسرے کی مدد کا عہد و پیمان کیا تھا۔ اسماعیل نے رافع سے صوبہ خوارزم کی سند حکومت کی درخواست کی رافع نے اس درخواست کے مطابق خوارزم کی عنان حکومت اسماعیل کو دے دی۔

نصر بن احمد اور اسماعیل میں کشیدگی

ان واقعات کے بعد لگانے بجھانے والوں نے اسماعیل اور اس کے بھائی نصر بن احمد میں ناچاقی پیدا کرا دی۔

نصر نے فوجیں آراستہ کر کے ۲۷۲ھ میں اسمٰعیل پر چڑھائی کر دی اسمٰعیل نے اپنے سپہ سالار حمویہ بن علی کو رافع بن ہرثمہ کے پاس امداد کی غرض سے بھیجا چنانچہ رافع اپنی فوج کے ساتھ اسماعیل کی کمک پہ آیا۔ حمویہ نے مصلحت وقت کا خیال کر کے دونوں بھائیوں میں مصالحت کرا دی۔ اگرچہ معرکہ آرائی اور خونریزی کی نوبت نہیں آئی رافع خراسان کی جانب لوٹ آیا۔

نصر و اسمٰعیل میں مصالحت

اس کے بعد پھر ان دونوں بھائیوں میں ایسی اَن بن ہو گئی کہ ۲۷۵ھ میں معرکہ آرائی کی نوبت پہنچ گئی نصر کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی میدان اسماعیل کے ہاتھ رہا لیکن جس وقت دونوں بھائیوں کا سامنا ہوا اسماعیل نے گھوڑے سے اتر کر نصر کی دست بوسی کی اور اسے دوبارہ سمرقند کی حکومت کی کرسی پہ متمکن کیا اور خود اس کی طرف سے بطور نائب کے بخارا پر حکمرانی کرنے لگا اسمٰعیل نہایت نیک مزاج.... اور اہل علم و دین کا قدردان تھا۔

اسمٰعیل بحیثیت گورنر ماوراء النہر

۲۷۹ھ میں نصر بن احمد گورنر ماوراء النہر کا انتقال ہو گیا اس کی جگہ اُس کا بھائی اسمٰعیل حکمراں ہوا خلیفہ معتضد نے سند حکومت عطا کی کچھ عرصہ بعد ۲۸۷ھ میں خراسان کے صوبہ کو بھی اس کی گورنری میں شامل کر دیا۔ خراسان کو اس صوبہ میں شامل کرنے کا سبب یہ تھا کہ عمرو بن لیث کو خلیفہ معتضد نے خراسان کی سند حکومت عطا کی تھی اور اسے رافع بن ہرثمہ سے جنگ کا حکم دیدیا۔ چنانچہ عمرو بن لیث رافع سے معرکہ آرا ہوا اور رافع کا سر اتار کر خلافت مآب کی خدمت میں روانہ کیا اور اس حسن خدمت کے صلہ میں ماوراء النہر کی گورنری کی درخواست کی۔ خلافت مآب نے خوش ہو کر اس درخواست کو قبولیت کا درجہ عنایت کیا اور ماوراء النہر کی گورنری لکھ کر عمرو بن لیث کے پاس بھیج دی عمرو بن لیث نے لشکر مرتب کر کے محمد بن بشیر کی ماتحتی میں جو کہ اس کے خاص آدمیوں سے تھا اسمٰعیل بن احمد سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا یہ لشکر کوچ و قیام کرتا ہوا آمدہ پہنچا۔ اسماعیل دریائے جیحون عبور کر کے مقابلہ پر آیا۔ دونوں حریف مقابل ہوئے محمد بن بشیر کو شکست ہوئی اور جنگ کے دوران مارا گیا تقریباً اس کے رکاب کی چھ ہزار فوج ماری گئی۔ اسمٰعیل فتح مندی کا جھنڈا لئے ہوئے بخارا واپس ہوا اور شکست خوردہ گروہ نے عمرو بن لیث کے پاس نیشاپور جا کر دم لیا۔

اسمٰعیل سامانی اور عمرو بن لیث

عمرو بن لیث کو اس شکست سے سخت صدمہ ہوا۔ جھٹ پٹ فوجیں آراستہ کر کے ماوراء النہر پر حملہ کی غرض سے نیشاپور سے کوچ کر دیا۔ اسماعیل نے نرمی سے کہلا بھیجا کہ ایک بڑی حکومت آپ کے قبضۂ اقتدار میں ہے اور میرے زیر اثر حکومت تو صرف یہی ایک سرحدی صوبہ ہے مجھ پر آپ ناحق حملہ آور ہوتے ہیں' عمرو بن لیث نے انکاری جواب دیا۔ پھر بھی اسماعیل نے منت و سماجت نہ چھوڑی مگر عمرو بن لیث کا غصہ فرو نہ ہوا۔ تب اسماعیل نے نہر بلخ عبور کر کے عمرو بن لیث کا محاصرہ کر لیا۔ اس وقت عمرو بن لیث کو اپنی رائے کی غلطی محسوس ہوئی۔ مصالحت کی گفتگو پیش کی گئی۔ اسماعیل نے نہ مانا۔ جنگ تک نوبت پہنچی۔ عمرو بن لیث شکست اٹھا کر بھاگا۔ اسماعیل نے اسے اس کے چند فوجی افسروں کے ساتھ گرفتار کر کے سمرقند روانہ کر دیا۔

عمرو بن لیث کی اسیری

چند روز بعد اسماعیل نے کمال انسانیت سے عمرو بن لیث کو اختیار دے دیا کہ تم چاہو تو میرے پاس سمرقند میں قیام پذیر ہو اور اگر یہ منظور نہ ہو تو میں تمہیں خلافت مآب کے پاس بغداد بھیج دوں۔ عمرو بن لیث نے بغداد کا جانا پسند کیا۔ اسماعیل نے عمرو بن لیث کو بغداد روانہ کر دیا۔ ۲۸۸ھ میں عمرو بن لیث بغداد پہنچا۔ ایک اونٹ پر سوار تھا۔ جس پر نہ پالان تھا اور نہ جھول تھی۔ خلیفہ معتضد نے عمرو بن لیث کو لفزیں کر کے جیل میں ڈال دیا۔ اور خراسان کی سند گورنری لکھ کر اسماعیل کے پاس روانہ کی۔ اس وقت سے اسماعیل اس تمام علاقہ کا واحد حکمران بن گیا۔ جن پر عمرو بن لیث حکومت کر رہا تھا۔

اسمٰعیل سامانی اور عمرو بن لیث

جب ۲۸۹ھ میں عمرو بن لیث مارا گیا تو محمد بن زید علوی والی طبرستان اور دیلم کو خراسان پر قبضہ کر لینے کا لالچ پیدا ہوا اس خیال سے کہ اسمٰعیل سامانی کو خراسان کے قبضہ کی نہ تو خواہش ہو گی۔ اور نہ وہ

خراسان پر قبضہ کرنے کے لئے اپنی حدود مقبوضات سے باہر آئے گا۔ اور جب اسے خراسان سے کوئی غرض نہ ہوگی تو اور کوئی مجھے قبضہ خراسان سے نہ روک سکے گا۔ جب محمد بن زید جرجان میں وارد ہوا تو خلیفہ معتضد کا قاصد خراسان کی سند گورنری لئے ہوئے اسماعیل کے پاس پہنچا اسماعیل نے محمد بن زید کو خراسان کی جانب پیش قدمی سے روکا۔

محمد بن زید کا خاتمہ

محمد بن زید نے کچھ توجہ نہ دی۔ تب اسماعیل نے محمد بن ہارون کو جو کہ رافع کا سپہ سالار تھا اور شکست کے وقت رافع سے علیحدہ ہو کر اسماعیل کے پاس چلا آیا تھا، ایک بڑی فوج کا افسر بنا کر محمد بن زید سے جنگ کے لئے روانہ کیا۔ جرجان کے قریب دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا ایک دوسرے سے گتھ گئے۔ میدان محمد بن ہارون کے ہاتھ رہا۔ محمد بن زید شکست کھا کر بھاگا۔ چونکہ جنگ میں محمد بن زید کو متعدد زخم پہنچے تھے۔ اس لئے چند روز بعد زخموں کی تکلیف سے جان دے دی۔ اس کا لڑکا زید اسی معرکہ میں گرفتار کر لیا گیا تھا۔ اسماعیل نے اسے بخارے میں ٹھہرایا اور وظیفہ مقرر کر دیا۔ اس کے بعد محمد بن ہارون نے طبرستان کا رُخ کیا اور اس پر بھی قابض ہو گیا اور اسماعیل کے نام کا خطبہ پڑھا اس خدمت کے صلہ میں اسماعیل نے اسے اس صوبہ کی سند حکومت دے دی۔

اسمٰعیل کا رَے پر قبضہ

محمد بن ہارون نے ۲۸۹ھ میں اسماعیل سامانی سے بد عہدی کی اور خلافت عباسیہ کی اطاعت سے منحرف ہو گیا۔ خلیفہ مکتفی کی جانب سے رَے پر اغرتمش ترکی حکومت کر رہا تھا لیکن چونکہ اغرتمش بد اخلاق اور کینہ جو شخص تھا اس وجہ سے اہل رَے نے محمد بن ہارون کو طبرستان سے رَے پر قبضہ کر لینے کے لئے بُلا بھیجا چنانچہ محمد بن ہارون نے رَے کا ارادہ کیا اغرتمش مقابلہ پر آیا۔ جنگ میں اغرتمش اپنے دو لڑکوں کے ساتھ مارا گیا اس کا بھائی کیغلغ بھی جو کہ سپہ سالاران خلیفہ مکتفی میں سے تھا اس معرکہ میں کام آیا۔ محمد بن ہارون نے کامیابی کے ساتھ رَے پر قبضہ کر لیا۔

محمد بن ہارون کی گرفتاری

خلیفہ مکتفی نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر رَے کی سند حکومت اسماعیل

کو عنایت کی اور محمد بن ہارون کو رَے سے نکال دینے کا حکم دیا۔ محمد بن ہارون یہ خبر پا کر مقابلہ پر آیا۔ شکست اٹھا کر رَے سے قزدین اور زنجان چلا آیا۔ اور وہاں سے طبرستان کی جانب لوٹ گیا۔ اسماعیل نے رَے پر قبضہ کر لیا اور جرجان کی حکومت پر فارس کبیر کو مامور کر کے محمد بن ہارون کی گرفتاری اور حاضری کی ہدایت کی۔ فارس نے محمد بن ہارون کو نامہ و پیام بھیج کر اس اقرار سے کہ میں باہم مصالحت کرا دوں گا۔ اسماعیل کی خدمت میں حاضر ہونے پر تیار کر لیا ماہ شعبان ۲۹۰ھ میں محمد بن ہارون حسان دیلمی کے پاس سے بخارے کی جانب واپس ہوا۔ لیکن راستہ ہی میں گرفتار کر لیا گیا اور قیدیوں کی طرح بخارے میں داخل کیا گیا۔ اسماعیل نے اسے جیل بھیج دیا۔ دو ماہ کے بعد جیل ہی میں مر گیا۔

امیر اسمٰعیل سامانی کی وفات نصف ۲۹۵ھ میں امیر اسماعیل بن احمد سامانی والی خراسان و ماوراء النہر نے سفر آخرت اختیار کیا۔ یہ مرنے کے بعد "ماضی" کے لقب سے ملقب ہوا۔ بجائے اس کے اس کا بیٹا ابو نصر احمد تخت حکومت پر متمکن کیا گیا۔ خلیفہ مکتفی نے اسے سند حکومت روانہ کی اور دست خاص سے اس کے لئے ایک جھنڈا بنایا۔

امیر اسمٰعیل سامانی کا کردار امیر اسماعیل عادل نیک سیرت اور بردبار تھا۔ اُس کے عہد حکومت ۲۹۱ھ میں ترکوں کا ایک جم غفیر جو شمار سے باہر تھا ماوراء النہر کی جانب سے نکل پڑا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ان ترکوں کے ساتھ سات سو قبہ تھے۔ قبہ کو سوائے رؤسا کے اور کوئی استعمال نہیں کر سکتا۔ اسماعیل نے مسلمانوں کو جہاد پر اُبھارا قاعدہ فوج اور متطوعہ (والنیٹر) دل بادل کی طرح ترکوں کی طرف بڑھے اور پہنچتے ہی حملہ ور ہوئے ایک لاتعداد گروہ کو تہ تیغ کیا۔ باقی ماندہ بھاگ کھڑے ہوئے۔ ان کا لشکر گاہ لوٹ لیا گیا۔

ابونصر احمد بن اسمٰعیل سامانی

ابونصر احمد نے اپنے باپ کے بعد تخت حکومت پر متمکن ہو کر پہلے بخارا کا نظم و نسق درست کیا اس کے بعد چند آدمیوں کو اپنے چچا اسحاق بن احمد کے گرفتار کرنے کیلئے سمرقند روانہ کیا۔ چنانچہ ان لوگوں نے سمرقند پہنچ کر اسحاق کو گرفتار کیا اور کھینچتے ہوئے ابونصر احمد کے پاس لے آئے ابونصر احمد نے اسحاق کو جیل میں ڈال دیا۔ اس کے بعد خراسان کیجانب بڑھا نیشاپور پہنچ کر قیام کیا۔ فارس کبیر اس کے باپ کا آزاد غلام جرجان کا گورنر تھا۔ اس سے قبل امیر اسماعیل نے ابونصر احمد کو جرجان کی گورنری پر مامور کیا تھا۔ چند روز بعد اسے معزول کرکے فارس کبیر کو متعین کیا۔ رے اور طبرستان کی عنان حکومت اسی کے قبضہ میں تھی اُس نے اسی اونٹ مال بطور خراج امیر اسماعیل کیخدمت میں روانہ کیا تھا جب اسے امیر اسماعیل کی وفات کی اطلاع ہوئی تو اثنار راہ سے اُس نے اس مال کو واپس منگوالیا۔ ابونصر احمد کو اس سے ناراضگی پیدا ہوئی۔

فارس کبیر

فارس کبیر نے اس خوف سے ابونصر احمد کے پہنچتے ہی نیشاپور کو چھوڑ دیا اور خلیفہ مکتفی سے حاضری دربار کی اجازت طلب کی خلافت مآب نے اجازت دے دی چار ہزار سواروں کی جمعیت سے دارالخلافت بغداد کی جانب روانہ ہوا ابونصر احمد نے تعاقب کیا مگر کامیاب نہ ہوا۔ فارس کبیر سفر و قیام کرتا ہوا بغداد پہنچا بہ وہ زمانہ تھا کہ خلیفہ مکتفی کا انتقال ہو چکا تھا اور تخت خلافت پر المقتدر عباسی رونق افروز ہو گیا تھا۔ چونکہ فارس کبیر بغداد میں ابن المعتز کے واقعہ کے بعد وارد ہوا تھا خلیفہ مقتدر نے اسے دیار ربیعہ کی سند حکومت عطا کی اور بنو حمدان کی گرفتاری پر متعین کیا۔ خلیفہ مقتدر کے حاشیہ نشینوں کو خطرہ پیدا ہوا کہ مبادا فارس کبیر کا رسوخ دربار خلافت میں بڑھ نہ جائے اور خلافت مآب اسے ہم پر بطور افسر نہ مقرر کر دیں اس خیال سے ان لوگوں نے اُس کے غلام کو ملا لیا جس نے اُن لوگوں کی خواہش کے مطابق فارس کبیر کو زہر دیکر اس کے زندگانی کا خاتمہ کر دیا اور اس کے مرنے کے بعد اس کی بیوی سے عقد بھی کر لیا۔

سجستان پر ابونصر احمد کا قبضہ صوبہ سجستان لیث بن علی بن لیث کے زیر حکومت تھا۔ یہ فارس کی جستجو میں گیا ہوا تھا۔ مونس خادم نے اسے گرفتار کرکے بغداد میں قید کر دیا تھا اور سجستان کی حکومت پر اُس کے بھائی معدل کو مامور کیا تھا۔

۲۹۷ھ میں امیر ابونصر احمد بن اسماعیل نے بخارا سے رَے کا قصد کیا پھر رَے سے ہرات گیا اور سجستان پر قبضہ کر لینے کا ارادہ کیا ایک لشکر ماہ محرم ۲۹۸ھ میں اپنے نامی نامی سرداران فوج احمد بن سہل، محمد بن مظفر، سیجور دوانی اور حسین بن علی مروروذی کی ماتحتی میں سجستان کے سر کرنے کیلئے روانہ کیا۔ رفتہ رفتہ اس کی خبر معدل تک پہنچی تو اُس نے اپنے بھائی محمد بن علی کو لبت اور رخج کی جانب رسد و غلہ فراہم کرنے کی غرض سے روانہ کیا اس اثناء میں امیر ابونصر کا لشکر سجستان پہنچ گیا اور اس نے سجستان کا محاصرہ کر لیا۔ امیر ابونصر احمد اس واقعہ سے آگاہ ہو کر لبت کیطرف قدم بڑھایا اور اس پر قبضہ حاصل کرکے محمد بن لیلیٰ کو گرفتار کر لیا۔ معدل نے یہ سن کر حسین بن علی سے امن کی درخواست کی اور شہر کو اس کے حوالہ کر دیا حسین معدل کو لے کر بخارا کیطرف واپس ہوا اور امیر ابونصر احمد نے سجستان پر ابوصالح منصور اپنے چچا اسحاق بن احمد کے بیٹے کو مامور کیا۔ یہ اسحاق بن احمد وہی ہے جسے امیر ابونصر نے اپنے ابتدائی زمانہ حکومت میں گرفتار کرکے جیل میں ڈال دیا تھا پھر اسے ان دنوں قید سے رہا کرکے سمرقند و فرغانہ کی حکومت پر بھیج دیا۔

امراء سامانی کے سجستان پر قابض ہونے کے بعد یہ خبر مشہور ہوئی کہ سیکری خلافت مآب کی فوج سے فارس میں شکست کھا کر سجستان کی جانب آ رہا ہے حسین نے یہ خبر پا کر ایک دستہ فوج اس کی روک تھام کے لئے بھیج دیا۔ چنانچہ اُس دستہ نے سیکری کو گرفتار کر لیا۔ امیر ابونصر احمد نے اسے اور محمد بن علی کو پابزنجیر دار الخلافت بغداد روانہ کر دیا۔ خلیفہ مقتدر نے خوش ہو کر امیر ابونصر کو خلعت اور انعام روانہ کیا۔ ان واقعات کے بعد اہل سجستان نے بغاوت کی اور سیجور دوانی کو معزول کرکے منصور ابن اسحاق (امیر ابونصر احمد کا چچا تھا) کو اپنا امیر بنایا۔

امیر ابونصر احمد کا قتل امیر ابونصر احمد شکار کھیلنے کا بیحد شائق تھا ایک روز شکار کھیلنے کے

لئے جنگل کی طرف نکل گیا واپسی میں ذرا دیر ہوگئی۔ تھکا ماندہ آیا تھا خیمہ میں جاکر سو رہا۔ اس کے خیمہ کے دروازہ پر حفاظت کی غرض سے ایک شیر باندھ دیا جاتا تھا اتفاق سے اس شب میں ملازمین کی غفلت سے شیر نہ باندھا گیا۔ اس کے غلاموں میں سے چند غلام خیمہ میں گھس گئے اور سونے ہی کی حالت میں اس کی زندگی کا خاتمہ کر دیا یہ واقعہ آخر ماہ جمادی الآخر ۳۰۱ھ کا ہے نعش بخارا میں لاکر دفن کی گئی۔ شہید کے لقب سے ملقب ہوا۔ اس کے بعد ان نمک حرام غلاموں کی تلاش ہوئی ان میں سے جو گرفتار ہوئے قتل کر ڈالے گئے۔

ابوالحسن نصر بن احمد

امیر ابونصر احمد کے بعد اس کا بیٹا ابوالحسن نصر بن احمد آٹھ برس کی عمر میں کرسی حکومت پر متمکن ہوا سعید کا خطاب اختیار کیا اس کے باپ کے مصاحبوں اور بہی خواہوں نے سلطنت کا سارا بار اپنے سر لے لیا۔ احمد بن محمد بن لیث ان کا پیشوا تھا۔ اسی نے ابوالحسن نصر کو اپنے کندھے پر چڑھا لیا تھا اور سب کے پہلے اسی نے اس کی امارت کی بیعت کی تھی اور سب سے بیعت لینے کا محرک ہوا تھا۔

امراء کی بغاوتیں

امیر ابوالحسن نصر کی کمسنی دامارت سے اطراف و جوانب کے امراء نے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی ہر شخص نے یہ خیال کر کے کہ یہ کمسن چھوکرا ہے بار حکومت نہ اٹھا سکے گا اور نہ ملک کا انتظام درست رہے گا اپنے دائرہ حکومت سے قدم آگے بڑھایا اہل سجستان نے بغاوت کی اس کے باپ کا چچا اسحاق بن احمد گورنر سمرقند باغی ہو گیا اس کے دونوں بیٹوں منصور اور الیاس نے بھی علم مخالفت بلند کر دیا محمد بن حسین، نصر بن محمد، ابوالحسین بن یوسف، حسن بن علی مرورودی، احمد بن سہل اور لیلی بن نعمان دیلمی علویوں کے گورنر کو بھی طبرستان حاصل کرنے کا لالچ پیدا ہوا، بیحور، ابوالحسین بن ناصر اطروش اور قراتکین بھی نکل پڑے طرہ یہ ہے کہ خود امیر ابوالحسن نصر کے بھائی یحییٰ، منصور اور ابراہیم پسران احمد بن اسماعیل، جعفر بن ولاد، محمد بن الیاس اور مرداویج، وشمگیر پسران زیاد (امراء دیلم سے) حملہ آور ہوئے مگر سعید نصر ان سب پر فتح یاب ہوا اور ان سب کو نیچا دیکھنا پڑا۔

اہل سجستان کی بغاوت امیر احمد بن اسماعیل کی شہادت کے بعد سب سے پہلے اہل سجستان نے علم بغاوت بلند کیا خلیفہ مقتدر کی خلافت کی بیعت کی اور اپنے امیر سیجور دوانی کو نکال دیا۔ خلیفہ مقتدر نے سجستان کی سند حکومت بدر کبیر کو عنایت کی بدر کبیر نے فضل بن حمید اور ابویزید خالد کو سجستان پر مامور کیا۔ عبید اللہ بن احمد قہستانی بست اور رنج پر اور سعید طالقانی غزنہ پر امیر سعید نصر کی جانب سے مامور تھا۔ فضل اور یزید نے عبیداللہ اور سعید پر فوجکشی کی اور ایک برس کے اندر ان دونوں مقامات پر قبضہ حاصل کر کے عبیداللہ اور سعید کو گرفتار کر کے دارالخلافت بغداد بھیج دیا کچھ عرصہ بعد فضل بیکار ہوگیا اور خالد تن تنہا اس علاقہ پر حکومت کرنے لگا تھوڑے دن بعد خالد نے علم خلافت کی مخالفت پر سکر باندھی اور باغی ہوگیا خلیفہ مقتدر نے درک براور.... بجع طولونی کو خالد کی سرکوبی پر روانہ کیا خالد اور بجع میں معرکہ آرائی ہوئی خالد نے بجع کو شکست دیدی اور فتح یابی کا جھنڈا لئے ہوئے کرمان کی طرف روانہ ہوا بدر نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر ایک فوج خالد باغی کی گرفتاری کو روانہ کی چنانچہ اس فوج نے خالد کو گرفتار کر لیا بدر نے اسے جیل میں ڈال دیا۔ آخر کار اسی قید خانہ میں خالد مر گیا۔ بدر نے سر اتار کر بغداد بھیجدیا۔

اسحاق بن احمد کی بغاوت اسحاق بن احمد امیر احمد بن اسماعیل کا چچا سمرقند کا گورنر تھا جب اسے امیر احمد کے قتل کی خبر پہنچی اور اسے یہ بھی معلوم ہوا کہ امیر احمد کا بیٹا سعید نصر امارت کی کرسی پر متمکن ہوا ہے تو اس نے سمرقند میں اپنی خود مختاری کا اعلان کر دیا لوگوں نے اس کے بیٹے الیاس کا اس معاملہ میں ہاتھ بٹایا سب کے سب متفق ہو کر بخارا کی جانب بڑھے امیر ابوالحسن نصر کا سپہ سالار حمویہ بن علی فوجیں آراستہ کر کے مقابلہ پر آیا اور اسحاق کو پسپا کر کے سمرقند کی جانب واپس کر دیا شکست خوردہ گروہ نے پھر اپنی حالت درست کی اور دوبارہ بخارا پر چڑھ آئے حمویہ نے پھر شکست دی اور تعاقب کرتا ہوا سمرقند پہنچا اور بزورِ تیغ سمرقند پر قبضہ کر لیا۔ اسحاق جان کے خوف روپوش ہوگیا۔ حمویہ نے اس کی سراغ

رسائی اور جستجو کی انتہائی کوشش کی۔ جب اسحاق کو اپنے بچاؤ کی کوئی صورت نظر نہ آئی تو مجبور ہو کر حمویہ سے امن کا خواستگار ہوا حمویہ نے اسے گرفتار کر کے بخارا بھیج دیا اور خود سمرقند میں قیام کر کے نظم و نسق میں مصروف ہوا یہاں تک کہ حمویہ نے وہیں وفات پائی۔

الیاس اس معرکہ سے شکست کھا کر فرغانہ بھاگ گیا تھا ایک مدت دراز تک وہیں قیام پذیر رہا اور کچھ روز بعد دوبارہ حملہ آور ہوا جیسا کہ آیندہ بیان کیا جائے گا۔

اطروش کا ظہور: ہم اوپر خلافت علویہ کے تذکرہ میں اطروش اور اس کے بیٹوں کی حکومت طبرستان کا حال تحریر کر آئے ہیں۔

اطروش کا نام حسن تھا علی بن حسن بن علی بن عمر و بن علی بن حسن سبط کا لڑکا تھا طبرستان کی گورنری پر محمد بن ہارون مامور تھا جب اس نے بغاوت کی تو امیر احمد بن اسماعیل نے اسے شکست دے کر ابوالعباس عبداللہ بن محمد بن نوح کو مامور کیا ابوالعباس نے نیک سیرتی اور عدل سے حکومت کی۔ رعایا کو خوش رکھا علویوں کی حد سے زیادہ عزت و توقیر کی اور باحسان وسلوک ان کے ساتھ پیش آتا رہا۔ رؤساء دیلم کو ہدایا و تحائف دے کر اپنا گرویدہ احسان بنا لیا۔

ابوالعباس عبداللہ: اطرش محمد بن زید کے قتل کے بعد دیلم چلا گیا تھا۔ تیرہ برس ان میں قیام پذیر رہا اور انھیں اسلام کی دعوت دیتا رہا۔ ان سے صرف عشر لینے پر اکتفا کرتا تھا دیلموں کا بادشاہ ابن حسان اپنی قوم سے عشر وصول کر کے اطروش کو دیا کرتا تھا۔ دیلم کا ایک گروہ کثیر دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا اور اطروش کا مطیع و فرماں بردار ہو گیا اطروش نے ان کے ملک میں مسجدیں تعمیر کرائیں اہل طبرستان پر حملہ کرنے کی ترغیب دینے لگا دیلموں نے منظور نہ کیا۔ اس کے بعد کسی وجہ سے ابوالعباس عبداللہ معزول کر دیا گیا اور سلام نامی ایک شخص حکومت طبرستان پر مامور ہوا۔ اس نے دیلمیوں کے ساتھ نہ اچھے برتاؤ کئے اور نہ اپنا رعب و داب قایم رکھا۔ دیلمیوں نے اس پر خروج کیا اور اسے شکست

دی۔ سلام نے امیر احمد سے امداد کی درخواست کی امیر احمد نے اسے معزول کر کے ابوالعباس عبداللہ کو پھر حکومت طبرستان پر مامور کیا۔ ابوالعباس کے آتے ہی طبرستان کی بغاوت اور دیلمیوں کی سرکشی کا خاتمہ ہو گیا۔

محمد بن ابراہیم صعلوک

پھر عرصہ بعد جب ابوالعباس مر گیا تو امیر احمد نے ابوالعباس محمد بن ابراہیم صعلوک کو طبرستان کی عنان حکومت عطا کی۔ محمد بن ابراہیم صعلوک نے اپنی بد اخلاقی... ظلم اور عدم سیاست کی وجہ سے ان مراسم اتحاد کو ملیا میٹ کر دیا جو والی طبرستان اور دیلمیوں کے درمیان مدت دراز سے قائم تھے اطروش کو اس وقت موقع مل گیا دیلمیوں سے طبرستان پر حملہ اور قبضہ کر لینے کی پھر درخواست کی چنانچہ دیلمیوں نے اس کے ساتھ طبرستان پر حملہ کیا ابن صعلوک مقابلہ پر آیا۔ سرحد طبرستان مقام سالوس سے ایک منزل کے فاصلہ پر دونوں فریق معرکہ آرا ہوئے۔ ابن صعلوک شکست اٹھا کر بھاگا اس کے چار ہزار ہمراہی کھیت رہے باقی ماندہ کا اطروش نے محاصرہ کر لیا اور خاتمہ جنگ کے بعد انھیں امان دی۔

اطروش کا طبرستان پر قبضہ

اس فتح یابی کے بعد اطروش تو آمل آیا اور حسن بن قاسم علوی داعی (اطروش کا داماد) ان لوگوں کے پاس پہنچ گیا جنہیں اطروش نے امان دے دی تھی اور اس حیلہ سے کہ یہ اس معاہدہ میں شریک و موجود نہ تھا ان سب کو قتل کر ڈالا ۳۰۱ھ میں اطروش نے طبرستان پر زمانہ حکومت سعید نصر میں قبضہ حاصل کیا ابن صعلوک نے شکست کے بعد رے کا راستہ لیا پھر رے سے بھی دل برداشتہ ہو کر بغداد چلا گیا اطروش کے ہاتھ پر دیلمیوں کا بہت بڑا گروہ اسلام لایا اسفید رود سے آمد تک کے دیلمی اس کی کوشش و تبلیغ سے دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ یہ سب کے سب زیدی شیعہ تھے اطروش بھی زیدی تھا۔ اسی زمانہ سے طبرستان ملوک بنو سامان کے قبضہ اقتدار سے نکل گیا۔

منصور بن اسحاق کی بغاوت

امیر احمد بن اسماعیل نے فتح سجستان کے بعد اس پر اپنے چچا زاد بھائی منصور بن اسحاق کو مامور کیا تھا۔ سنہ ۳۰۱ھ میں امیر احمد کے قتل کے

بعد منصور نے بغاوت کی حسین بن علی نے اس بغاوت اور فتنہ انگیزی میں منصور کا ساتھ دیا۔ یہ حسین بن علی وہی ہے جو فتح سجستان پر امیر احمد کی طرف سے مامور تھا اس کا یہ خیال تھا کہ فتح یابی کے بعد امیر احمد مجھے اس ملک کی حکومت پر مامور کرے گا۔ مگر امیر احمد نے منصور کو مامور کر دیا۔ اتفاق سے اہل سجستان نے بغاوت کی اور منصور کو گرفتار کر کے قید کر دیا امیر احمد نے دوبارہ سجستان کے سر کرنے کے بعد پھر اسی حسین بن علی کو بھیجا۔ اس مرتبہ فتح یابی کے بعد حسین بن علی کی توقع کے خلاف سیمجور کو سجستان کی عنان حکومت دے دی گئی حسین بن علی کو اس سے کشیدگی پیدا ہوئی اس نے منصور بن اسحاق کو بغاوت پر ابھارنا شروع کیا اور یہ پٹی پڑھانے لگا کہ ذرا سی کوشش سے خراسان کی امارت آپ کو مل جائے گی تمام صوبوں کا انتظام تو میں کر دوں گا۔ اتنے میں امیر احمد کی زندگی کا خاتمہ ہو گیا۔ حسین ہرات میں بغاوت کا علم بلند کر کے منصور کے پاس نیشاپور آیا منصور بھی باغی ہو گیا اور اپنے نام کا خطبہ پڑھا۔ حمویہ بن علی سپہ سالار فوجیں تیار کر کے ان دونوں حریفوں سے جنگ کرنے کے لیے بڑھا لیکن منصور حمویہ کے پہنچنے سے پہلے وفات پا چکا تھا باقی رہا حسین جس وقت حمویہ نیشاپور کے قریب پہنچا حسین نے نیشاپور سے نکل کر ہرات کا راستہ اختیار کیا اور وہاں جا کر قیام پذیر ہو گیا بخارا کی فوج واپس پر ایک مدت دراز سے حمویہ کی جانب سے محمد بن جنید مامور تھا حمویہ نے محمد کو بخارا سے نیشاپور کی نگرانی و حفاظت کیلئے روانہ کیا۔

حسین بن علی کی سرکشی و گرفتاری چنانچہ محمد نیشاپور میں وارد ہوا اور تھوڑے دن بعد حمویہ کی اجازت کے بغیر واپس آیا حمویہ نے بخارا سے ڈانٹ کا خط لکھا۔ محمد نے جان کے خوف سے درمیان راہ سے بخارا کا راستہ چھوڑ کر ہرات کا راستہ اختیار کیا حسین بن علی کو موقع مل گیا ہرات پر اپنے بھائی کو مامور کر کے نیشاپور چلا آیا اور اس پر کسی مقابلہ کے بغیر قابض ہو گیا۔ حمویہ نے احمد بن سہل کو بخارا سے حسین کی جنگ پر روانہ کیا اس نے سب سے پہلے ہرات پر محاصرہ ڈالا اور چند روز بعد امان کے ساتھ منصور سے ہرات پر قبضہ لے لیا اس کے بعد نیشاپور کی جانب قدم بڑھایا ایک مدت حسین کا نیشاپور میں محاصرہ کئے رہا بالآخر بزور تیغ نیشاپور پر بھی قبضہ کر لیا اور حسین گرفتار کر لیا گیا یہ واقعہ ۳۰۲ھ[1] کا ہے۔

---

[1] کاتب کی غلطی ہے بجائے ۳۰۲ھ کے ۲۹۸ھ پڑھو دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۳ مطبوعہ مصر و ذکر مخالفۃ منصور بن اسحاق۔

محمد بن جنید

فتح یابی کے بعد احمد بن سہیل نے نیشاپور میں قیام اختیار کیا۔ محمد ابن جنید اس وقت تک مرو میں تھا اس نے یہ خبر پا کر کہ احمد بن سہیل نے نیشاپور پر قبضہ کر لیا ہے اور حسین بن علی گرفتار ہو گیا ہے مرو سے نیشاپور چلا آیا احمد نے محمد بن جنید کو پہنچتے ہی گرفتار کر لیا۔ حسین بن علی گرفتاری کے بعد بخارا بھیج دیا گیا اور محمد بن جنید خوارزم کی جیل میں ڈال دیا گیا۔ چنانچہ جیل ہی میں اس کا انتقال ہوا۔ باقی رہا حسین بن علی اسے ایک بڑی مدت کے بعد ابوعبداللہ جیہانی مدبر دولت بنو سامان نے رہا کیا اور یہ پہلے کی طرح امیر نصر بن احمد کی خدمت میں رہنے لگا۔

احمد بن سہیل کی بغاوت

احمد بن سہیل امیر اسماعیل بن احمد اور اس کے لڑکے احمد پھر اس کے بیٹے نصر احمد کے نامور سپہ سالاروں میں سے تھا۔ ابن اثیر نے احمد بن سہیل کی نسبت لکھا ہے کہ " ہو احمد بن سہیل بن ہاشم بن الولید بن جبلہ بن کامگار بن یزدجرد بن شہریار الملک کامگار صوبہ مرو کا ناظم تھا۔ احمد کے تین بھائی اور تھے محمد، فضل اور حسین۔ یہ تینوں بھائی عرب اور عجم کے جھگڑے میں مارے گئے۔ احمد عمرو بن لیث کی طرف سے مرو کا گورنر تھا عمرو بن لیث نے کسی امر پر ناراض ہو کر گرفتار کر لیا اور پابزنجیر سجستان بھیج دیا۔ احمد کسی طرح سے قید سے نکل بھاگا اور مرو پہنچ کر قبضہ کر لیا اور عمرو بن لیث کے نائب کو جو کہ مرو میں تھا گرفتار کر لیا۔

احمد بن سہیل اور امیر اسمٰعیل

احمد بن سہیل نے قبضہ مرو کے بعد امیر اسماعیل بن احمد کی حکومت کی اطاعت قبول کر لی اور اس کے زیر حمایت حکومت کرنے لگا امیر اسماعیل نے اسے بخارا طلب کر کے اس کی عزت افزائی کی اور اس کی قدر و منزلت بڑھائی اور اپنے سپہ سالاروں کے زمرہ میں امتیاز کا درجہ عنایت کیا چنانچہ احمد اس وقت سے امیر اسماعیل کی خدمت میں رہا اور اس کے بعد اس کے بیٹوں کی خدمت کرتا رہا۔ جب حسین بن علی نے نیشاپور میں امیر نصر بن احمد بن اسماعیل کی حکومت کے خلاف ۳۰۶ھ میں بغاوت کا جھنڈا بلند کیا تو امیر نصر نے اس بغاوت کے فرو کرنے پر احمد کو مامور کیا چنانچہ احمد کو اس مہم میں کامیابی ہوئی امیر نصر بن احمد نے اس حسن خدمت کے صلہ میں نیشاپور کی حکومت پر مامور کیا۔

"امیر نصر بن احمد نے تقرری کے وقت احمد بن سہیل سے کچھ اقرار بھی لیا

احمد بن سہیل کا انجام تھا جس کا ایفا احمد نے نہ کیا امیر احمد کو اس سے کشیدگی پیدا ہوئی اور احمد بھی اس سے کھنچا گیا زیادہ زمانہ گذرنے نہ پایا تھا کہ نیشاپور پر مسلط ہو کر امیر نصر کے نام کا خطبہ موقوف کر دیا اور خود مختار حکمران بن بیٹھا۔ اس کے بعد ایک قاصد دارالخلافت بغداد روانہ کیا اپنے نام کا سکہ مسکوک کرانے اور خطبہ پڑھے جانے کی درخواست کی پھر نیشاپور سے جرجان کی طرف آیا جرجان میں قراتکین حکومت کر رہا تھا۔ دونوں حریفوں میں لڑائی ہوئی بالآخر احمد نے "قراتکین کو شکست دے کر جرجان پر قبضہ کر لیا۔ مہم جرجان سے فارغ ہو کر مرو کی طرف قدم بڑھایا اور اُس پر قابض ہو کر شہر پناہ کی تعمیر میں مصروف ہوا۔ امیر نصر کو جب ان واقعات کی اطلاع ہوئی تو اُس نے ایک فوج حمویہ بن علی کی ماتحتی میں بخارا سے احمد کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا مرو روہین احمد سے ماہ رجب ۳۰۷ھ میں مڈبھیڑ ہوئی۔ انجام کار احمد کے ہمراہی میدان جنگ سے بھاگ نکلے مگر احمد تن تنہا لڑتا رہا اُس کا گھوڑا تنگ و دو سے تھک گیا تب احمد نے مجبور ہو کر امن کی درخواست کی لوگوں نے پہنچ کر گرفتار کر لیا اور پابزنجیر بخارا بھیج دیا امیر نصر نے جیل میں ڈالدیا اور ماہ ذی الحجہ ۳۰۷ھ میں بحالت قید مر گیا۔

لیلیٰ بن نعمان دیلمی لیلیٰ بن نعمان دیلمی سرداران دیلم میں سے ایک نامور شخص اور اطروش کا ماہر سپہ سالار تھا حسن بن قاسم داعی نے اسے ۳۰۸ھ میں جرجان کی حکومت پر مامور کیا تھا۔ اطروش کی اولاد اسے اپنے خطوط میں "المؤید لدین اللہ المنتصر لآل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" سے مخاطب کیا کرتی تھی۔ کریم شجاع اور جنگ آور شخص تھا۔

لیلیٰ کے حکمران ہونے کے بعد قراتکین نے جرجان پر فوج کشی کی۔ جرجان سے پندرہ کوس کے فاصلہ پر لیلیٰ سے مقابلہ ہوا۔ پہلے ہی معرکہ میں قراتکین کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی اس کے غلام فارس نے لیلیٰ سے ایک ہزار پیادوں کے ساتھ امن کی درخواست کی لیلیٰ نے نہایت فراخ حوصلگی سے امن دیا

کمال عزت اور احترام سے پیش آیا اور اپنی بہن کا عقد اس سے کر دیا۔

لیلیٰ کا نیشا پور پر قبضہ

اس کے بعد ابوالقاسم بن حفص ہمشیرہ زادہ احمد بن سہیل امن کا خواستگار ہوا اُس نے امن حاصل کرنے کے بعد لیلیٰ کو نیشا پور پر فوج کشی کرنے کی ترغیب دی اس وقت نیشا پور میں قراتکین مقیم تھا۔ رفتہ رفتہ فوج کی بھی کثرت ہوئی رسد و غلہ اور مال کی کمی سے مجبور ہو کر حسین بن قاسم داعی سے نیشا پور پر حملہ کرنے کی اجازت طلب کی۔ وہاں کیا تھا حسین بن قاسم داعی نے اجازت دے دی چنانچہ ماہ ذی الحجہ ۳۰۸ھ میں لیلیٰ نے نیشا پور کا رخ کیا اور پہنچتے ہی نیشا پور پر قبضہ کر لیا داعی حسین بن قاسم کے نام کا خطبہ پڑھنا شروع کر دیا۔

معرکہ طوس

امیر نصر نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر لیلیٰ کو ہوش میں لانے کی غرض سے اپنے سردار ان لشکر حمویہ بن علی، محمد بن عبید اللہ بلعمی، ابو جعفر ملوک خوارزم شاہ اور سیجور دوانی کی افسری میں فوجیں روانہ کیں۔ مقام طوس میں لیلیٰ سے معرکہ آرائی ہوئی شروع جنگ میں حمویہ کے اکثر ہمراہی شکست کھا کر بھاگ نکلے مگر بقیہ سپہ سالاران امیر نصر سینہ سپر برابر لڑتے رہے تھوڑی دیر کے بعد تمام لشکر نے مجموعی قوت سے دفعتہً حملہ کیا۔ لیلیٰ کے پاؤں اکھڑ گئے شکست کھا کر بھاگا۔ آمد پہنچا۔

لیلیٰ دیلمی کا قتل

اتفاق سے بقراخاں بادشاہ ترک بھی جو امیر نصر کی فوج کی کمک پر آیا ہوا تھا آمد پہنچ گیا اور اُس نے لیلیٰ کو گرفتار کر کے حمویہ کے پاس اس کی گرفتاری کی اطلاع بھیجی حمویہ نے ایک شخص کو اس کا سر اتار لانے کے لئے بھیج دیا چنانچہ اس شخص نے لیلیٰ کے سر کو ماہ ربیع الاول ۳۰۹ھ میں اتار لیا اور بحفاظت تمام بخارا بھیج دیا۔ بقیہ سپہ سالاران دیلم جو لیلیٰ کے ہمراہ تھے یہ رنگ دیکھ کر تھرا گئے امن کی درخواست کی۔ حمویہ نے اپنے سپہ سالاروں سے مخاطب ہو کر کہا، اللہ جل شانہ نے آج تمہیں جبل و دیلم پر فتح یاب کیا ہے مناسب ہے کہ ان کا خاتمہ کر کے ہمیشہ کی راحت حاصل کر لو" سپہ سالاران حمویہ کی حمیت نے قیدیان دیلم کا قتل گوارا نہ کیا اور اس کی رائے سے اتفاق نہ کیا تب حمویہ نے ان لوگوں کو امن دیا یہ وہی سپہ سالاران دیلم ہیں جنھوں نے بعد کو اطراف بلاد ممالک اسلامیہ میں خروج کیا تھا اور عالمگیر جنگ برپا کر کے اکثر شہروں اور ممالک پر قبضہ کیا تھا مثلاً اسفار، مرداویج، شکین اور

بنو بویہ وغیرہ ہم ان لوگوں کے حالات آئندہ حسب موقع تحریر کئے جائیں گے۔

قراتکین اور فارس فارس جس نے لیلی سے امن حاصل کیا تھا جرجان ہی میں قیام اختیار کیا اور وہی اس واقعہ کے بعد جرجان کی حکومت پر رہا یہاں تک کہ قراتکین وارد جرجان ہوا۔ اس کے غلام فارس نے حاضر ہو کر عفو تقصیر اور امن کی درخواست کی قراتکین نے اسے امن دیدیا مگر پھر کسی وجہ سے ۳۱۶ھ میں اسے قتل کر کے جرجان سے واپس چلا آیا۔

سیمجور اور ابن اطروش کی جنگ جس وقت قراتکین نے اپنے غلام فارس کو ۳۱۶ھ میں قتل کر کے جرجان سے کوچ کیا ابوالحسین بن ناصر بن علی اطروش علوی نے استرآباد سے جرجان کا قصد کیا اور پہنچتے ہی اس پر قابض ہو گیا۔ امیر سعید نصر نے ابوالحسین کی جنگ پر سیمجور دواتی کو چار ہزار سواروں کی جمعیت سے روانہ کیا جرجان سے بیس کوس کے فاصلہ پر پہنچ کر سیمجور نے پڑاؤ کیا۔ ابوالحسین آٹھ ہزار دیلمی پیادوں سے مقابلہ پر آیا دونوں حریفوں میں گھمسان کی لڑائی شروع ہوئی سیمجور نے اپنی فوج کے ایک حصہ کو کمین گاہ میں بٹھا دیا تھا ان لوگوں نے خروج میں تاخیر کی جس سے سیمجور کو شکست اٹھا کر پسپا ہونا پڑا سرخاب سپہ سالار دیلم نے تعاقب کیا اور ابوالحسین کے لشکری غارت گری میں مصروف ہو گئے۔ اتنے میں سیمجور کی فوج نے کمین گاہ سے نکل کر حملہ کر دیا ابوالحسین کو شکست ہوئی چار ہزار فوج کھیت رہی ابوالحسین براہ دریا استرآباد کی طرف بھاگا استرآباد میں پہنچنے کے بعد اس کے بقیۃ السیف ہمراہی بھی آملے۔

سرخاب کی روانگی استرآباد سرخاب جو سیمجور کے تعاقب میں گیا ہوا تھا واپس آیا تو رنگ ہی دوسرا تھا اس کے فتح مند ہمراہی خاک و خون میں لوٹ رہے تھے لشکر گاہ میں ہو کا عالم تھا حیرت زدہ ادھر ادھر دیکھنے لگا تھوڑی دیر کے بعد اپنے حواس درست کئے اپنے ہمراہیوں کے اہل و عیال اور گرے پڑے ہمراہیوں کو ساتھ لے کر استرآباد کا راستہ اختیار کیا۔ باقی رہا سیمجور اس نے یہ سن کر کہ میری شکست کے بعد میرے ہمراہیوں کو فتح نصیب ہوئی ہے واپس آیا اور جرجان میں قیام پذیر ہوا۔

ماکان بن کالی ان واقعات کے بعد سرخاب نے وفات پائی۔ ابن اطروش نے ماکان بن کالی

کو استرآباد پر بطور اپنے نائب کے مامور کر کے ساریہ کی جانب کوچ کیا اس کے ساتھ محمد بھی تھا . . . ۔۔ [1] . .
اہل ساریہ نے اطروش کو نکال کر لیقراخان کو اپنا امیر بنایا۔ ابن اطروش ساریہ سے نکل کر جرجان پہنچا پھر جرجان سے نیشاپور چلا گیا ماکان ساریہ سے لوٹ کر استرآباد آیا اور استرآباد سے لیقراخان کے پاس نیشاپور چلا گیا۔ یہ ماکان بن کالی کا ابتدائی حال ہے عنقریب اس کے حالات بیان کئے جائیں گے۔

الیاس بن اسحاق کا خروج

ساسلہ ھ میں اسحاق اور اس کے بیٹے الیاس کی سمرقند میں بغاوت کرنے کے واقعات ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں اسحاق بخارا میں پہنچ کر مر گیا اس کا بیٹا الیاس فرغانہ چلا گیا اور وہیں ساسلہ ھ تک قیام پذیر رہا۔ اس کے بعد فوجیں درست اور سامان فراہم کر کے سمرقند پر حملہ کرنے کی تیاری کی محمد بن حسین بن مت سپہ سالار نبو سامان سے امداد طلب کی۔ ترکان فرغانہ سے بھی مالی اور فوجی مدد کا خواستگار ہوا ان لوگوں نے کمال خوشی سے مدد دی تیس ہزار سوار بات کی بات میں جمع ہو گئے۔ چنانچہ الیاس نے سمرقند کی طرف قدم بڑھایا۔ امیر نصر نے اس کی مدافعت کے لئے ابو عمر اور محمد بن اسد کو ڈھائی ہزار پیادوں کی جمعیت سے روانہ کیا۔ ابو عمر نے الیاس کے پہنچنے سے پیشتر جھاڑیوں میں فوج کے چند دستوں کو کمین گاہ میں بٹھا دیا تھا جوں ہی الیاس قریب سمرقند پہنچا اور اس کے فوجی خیموں کے نصب کرنے اور پڑاؤ ڈالنے میں مصروف ہوئے ابو عمر کے لشکر نے کمین گاہ سے نکل کر حملہ کر دیا محمد بن حسین شکست کھا کر بھاگا اسیجاب پہنچا اور رعب اسے اسیجاب میں بھی پناہ کی صورت نظر نہ آئی تو اطراف طراز میں جا کر دم لیا۔ اس صوبہ کے حاکم کو اس کی اطلاع ہو گئی اس نے گرفتار کر کے قتل کر ڈالا اور سر اتار کر بخارا بھیج دیا۔

الیاس کی شکست و پسپائی

اس شکست کے بعد الیاس نے ابوالفضل بن ابو یوسف صاحب الساس سے امداد کی درخواست کی ابوالفضل نے اس کی کمک پر محمد بن الیسع کو ایک بڑی فوج کے ساتھ روانہ کیا اور خود بھی آمادہ ہوا مگر الیاس کو اس مرتبہ بھی شکست ہوئی بھاگ کر کاشغر چلا گیا ابوالفضل گرفتار کر کے بخارا بھیج دیا گیا اور وہیں مر گیا۔ الیاس نے کاشغر پہنچ کر والی کاشغر طغاتکین بادشاہ ترک کی بیٹی سے عقد کر لیا اور اس کے پاس وہیں قیام اختیار کیا۔

صعلوک کی سرکشی و قتل

خلیفہ مقتدر نے رے کی حکومت پر یوسف بن ابی الساج

---

[1] اصل کتاب میں جگہ خالی ہے۔

کو مامور کیا تھا چنانچہ ۳۱۱ھ میں یوسف نے رَے کی طرف کوچ کیا اور پہنچتے ہی احمد بن علی برادر صعلوک کے قبضہ سے رَے کو نکال لیا صعلوک نے اس واقعہ سے قبل رَے کو چھوڑ کر دار الخلافت بغداد کا راستہ اختیار کیا تھا خلافت مآب نے صعلوک کو رَے کی سند حکومت عطا کی رَے پہنچ کر کچھ عرصہ بعد صعلوک نے علم خلافت کی مخالفت پر کمر باندھی اور باغی ہو کر ما کان بن کالی سپہ سالار دیلم اور اولاد اطروش سے جو کہ طبرستان اور جرجان میں تھے مل گیا خلیفہ مقتدر نے اس کی سرکوبی پر یوسف بن ابی الساج کو مامور کیا یوسف اور صعلوک سے لڑائیاں ہوئیں بالآخر یوسف نے اسے قتل کر کے رے پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد خلیفہ مقتدر نے ۳۱۴ھ میں یوسف کو طلب کر کے واسط کی جانب جنگ قرامطہ پر بھیج دیا اور رَے کی حکومت پہ سعید نصر بن احمد کو مقرر فرمایا سعید رَے پر قبضہ کرنے کے لئے بڑھا۔

سعید نصر سامانی کا رَے پر قبضہ

رَے پر اس وقت یوسف بن ابی الساج کا ایک غلام فاتک نامی حکومت کر رہا تھا۔ سعید نصر سامانی اوائل ۳۱۴ھ میں رَے کی جانب روانہ ہوا کوچ و قیام کرتا ہوا جس وقت کوہ قارن تک پہنچا ابو نصر طبری نے جبل قارن سے گذرنے نہ دیا سعید نصر نے تیس ہزار دینار دے کر ابو نصر طبری کو راضی کر لیا اور جبل قارن کو عبور کر کے رَے پر پہنچا۔ فاتک نے سعید نصر کی آمد کی خبر پا کر رَے چھوڑ دیا سعید نصر نے رَے پر نصف سنہ مذکور میں قبضہ کر لیا اور دو ماہ قیام کر کے بخارا کی جانب واپس ہوا۔

سعید نصر کی وفات

سعید نصر نے واپسی کے وقت رَے پر محمد بن علی ملقب بہ صعلوک کو نائب مقرر کیا تھا۔ اس نے شعبان ۳۱۴ھ تک رَے میں قیام کیا پھر اتفاق سے بیمار ہو گیا بیماری میں حسن داعی اور ما کان بن کالی کو لکھ بھیجا کہ آپ لوگ رَے تشریف لایئے میں جاں بلب ہوں تاکہ رَے آپ کے حوالے کر دوں چنانچہ حسن داعی

اور ماکان دیلمی آئے محمد بن علی صعلوک نے رے ان لوگوں کے حوالے کر کے رے چھوڑ دیا اور راہ میں دامغان پہنچ کر مر گیا۔

معرکہ ساریہ

اس وقت سے حسن داعی رے کا مستقل حکمران ہو گیا اس کے بعد ہی قزوین زنجان ابہر اور قم وغیرہ پر بھی قبضہ کر لیا۔ ان مہمات میں ماکان اس کی رکاب میں تھا۔ اسی اثنا میں اسفار نے طبرستان پر قبضہ حاصل کر لیا تھا چنانچہ داعی حسن اور ماکان نے اسفار پہ فوج کشی کی، ساریہ میں دونوں فریقوں کا مقابلہ ہوا۔ میدان اسفار کے ہاتھ رہا حسن بن قاسم شکست کھا کر بھاگا اور جنگ کے دوران میں مارا گیا جیسا کہ اخبار علویہ طبرستان کے ضمن میں تحریر کیا جا چکا ہے۔

اسفار بن شیرویہ

اسفار بن شیرویہ سرداران دیلم میں سے تھا اور ماکان بن کالی کے مصاحبوں اور احباب میں سے تھا۔ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ ابو الحسن بن اطروش نے ماکان بن کالی کو استر آباد کی حکومت پر مامور کیا تھا اور یہ کہ دیلمیوں نے جمع ہو کر اسے امیر و سردار بنا لیا تھا اور اس نے جرجان پر قبضہ کر لیا تھا اس کے بعد طبرستان کو بھی دبا لیا اور اپنی جانب سے اپنے بھائی ابو الحسن بن کالی کو جرجان کی حکومت پہ مامور کیا۔ اسفار بن شرویہ اس کے سپہ سالاروں میں سے تھا ابو الحسن کی تقرری سے ناراض ہو کر ماکان سے علیحدہ ہو کر ۳۱۵ھ میں بکر بن محمد بن الیسع کے پاس نیشاپور چلا آیا۔ بکر بن محمد نے اسفار کو جرجان فتح کرنے کے بھیج دیا اس سے جرجان میں ایک گونہ اضطراب پیدا ہو گیا۔

اطروش کا جرجان و طبرستان پر قبضہ

ماکان بن کالی نے جرجان میں ابو علی بن اطروش کو اپنے بھائی ابو الحسن ابن کالی کی زیر نگرانی قید کر رکھا تھا اطروش نے موقع پا کر قید سے نکل کر حملہ کر دیا اور اسے قتل کر کے جرجان پر قابض ہو گیا چونکہ اطروش تنہا ماکان کا مقابلہ نہ کر سکتا تھا اسفار بن شیرویہ کو اپنی حمایت اور ماکان کی روک تھام کے لئے بلا بھیجا چنانچہ اسفار اس کی طلبی پر آ گیا اور اس کے شیرازہ حکومت کو مضبوط کر دیا۔ ماکان یہ خبر پا کر اپنی فوجیں لیے ہوئے طبرستان سے جرجان آ پہنچا اطروش اور اسفار نے ماکان سے سینہ سپر ہو کر لڑائی کی اور اس کو شکست دے کر طبرستان تک تعاقب کرتے چلے گئے طبرستان پہنچ کر دونوں حریفوں میں گھمسان کی لڑائی ہوئی بالآخر ان لوگوں نے طبرستان

پر قبضہ کر لیا اور وہیں مقیم ہو گئے۔

ماکان کی طبرستان پر فوج کشی

اس کے بعد ابوعلی اطروش کا طبرستان ہی میں انتقال ہو گیا۔ ماکان نے اس سے مطلع ہو کر طبرستان پر فوج کشی کر دی اس واقعہ میں اسفار کو شکست ہوئی طبرستان پر ماکان قابض ہو گیا کچھ عرصہ بعد اسفار نے فوجیں مرتب کر کے حسن بن قاسم داعی اور ماکان کو شکست دی جنگ کے دوران داعی بھی مارا گیا اسفار نے دوبارہ طبرستان جرجان، رے، قزوین، زنجان، ابہر، قم اور کرخ پر کامل قبضہ حاصل کر لیا امیر سعید نصر بن احمد والی خراسان سامانی کے نام کا خطبہ پڑھنے لگے

ابوجعفر علوی کی گرفتاری

ہارون بن بہرام انہی ممالک کے ایک صوبہ کا گورنر تھا اور اطروش کے لڑکوں میں سے ابوجعفر علوی کا ہوا خواہ اور اس کے نام کا خطبہ پڑھتا تھا اسفار نے اس خیال سے کہ مبادا ہارون کسی جدید شورش اور جنگ کا محرک نہ بن جائے اسے آمد کی سند حکومت عطا کی اور آمد کی کسی سردار کی لڑکی سے عقد کر دیا۔ ہارون کے شادی کے موقع پر ابوجعفر وغیرہ سرداران علویہ بھی آئے تھے اسفار نے موقع پا کر حملہ کر دیا ابوجعفر اور تمام علویوں کو گرفتار کر کے بخارا بھیج دیا اور قید کر دیا۔

اسفار کی سرکشی و اطاعت

ان واقعات سے اسفار کے قدم حکومت پر مستقل طور سے جم گئے خود مختار حکومت کا خیال دماغ میں سما گیا۔ امیر سعید نصر بن احمد والی خراسان اور خلافت مآب خلیفہ مقتدر سے بغاوت کا اعلان کر دیا امیر سعید اس سے مطلع ہو کر بخارا سے اسفار سے جنگ کے لئے نیشا پور کی طرف روانہ ہوا۔ اسفار کے وزیر السلطنت محمد بن مطرف جرجانی نے رائے دی کہ بہر حال جنگ سے صلح بہتر ہے اپنے امیر سے مخالفت اچھی نہیں چنانچہ اسفار نے اس رائے کے مطابق امیر سعید نصر کی حکومت کی اطاعت قبول کی اور ادائے اخراج کی تمام شرطیں منظور کیں۔

اسفار کا خاتمہ

کچھ عرصہ بعد مرداویج جو اسفار کے نامور سپہ سالاروں میں سے تھا باغی ہو گیا طبرستان سے ماکان کو اپنی کمک پر بلایا چنانچہ اسفار سے متعدد لڑائیاں ہوئیں بالآخر اسفار کو شکست ہوئی اور جنگ کے دوران اسفار مارا گیا۔ مرداویج نے اس کے تمام مقبوضات پر قبضہ کر لیا۔

جیسا کہ دیلم کے حالات میں تحریر کیا جائے گا۔

مرداویج اور ماکان کی جنگ

مرداویج اسفار کے سر کرنے سے فارغ ہو کر طبرستان و جرجان کو بھی ماکان کے قبضہ سے نکالنے کے لئے بڑھا۔ ماکان نے امیر سعید سے امداد کی درخواست کی امیر سعید نے ابو علی بن محمد مظفر کو اس کی کمک پر روانہ کیا مرداویج نے ماکان اور ابو علی دونوں کو شکست دے دی ابو علی اپنا سامنہ لے کر نیشاپور چلا آیا اور ماکان نے خراساں کا راستہ لیا۔[1]

امیر سعید نصر اور ابو ذکریا یحییٰ

امیر سعید نصر بن احمد سامانی تخت حکومت پر متمکن ہو کر اپنے بھائیوں سے مشتبہ ہو گیا اس کے تین بھائی تھے ابو ذکریا یحییٰ، ابو صالح منصور اور ابو اسحاق ابراہیم۔ یہ سب امیر احمد بن اسماعیل سامانی کے بیٹے تھے امیر سعید نصر نے ان تینوں بھائیوں کو گرفتار کر کے بخارا میں قید کر دیا اور چند محافظوں کو ان کی نگرانی پر مامور کیا جس وقت امیر سعید نے ۳۱۵ھ میں نیشاپور کی طرف کوچ کیا تو یہ لوگ ابو بکر اصفہانی خباز کی سازش سے (نان پز) جو کہ انہیں کھانا کھلانے کے لئے جیل میں جاتا تھا جیل سے نکل آئے۔

ابو ذکریا یحییٰ کی امارت کی بیعت

ابو بکر خباز ایک چلتا پرزہ شخص تھا اس نے پہلے لشکریوں کو ملایا اور ان لوگوں کا حال بتلا کر ان کے حقوق کا اظہار کیا جب لشکریوں نے ان لوگوں کے حقوق شاہی تسلیم کر لئے اور جمعہ کے دن ان کے ساتھ ہو کر خروج کا وعدہ کیا تو ابو بکر خباز جیل خانہ میں پنجشنبہ کے دن داخل ہوا۔ دستور یہ تھا کہ جیل خانہ کا دروازہ جمعہ کے دن عصر کے وقت کھلا کرتا تھا رات انہی تینوں قیدیوں کے ساتھ بسر کی لشکر کے ملانے اور ان کے وعدہ کرنے کے حالات بتلائے صبح ہوئی تو جمعہ سے قبل دربانوں کے پاس گیا بہت سے روپیہ دے کر کہنے لگا کہ بھائی دروازہ کھول دو تا کہ جمعہ قضا نہ ہو۔ دربانوں نے دروازہ کھول دیا دروازہ کا کھولنا تھا کہ ہنگامہ برپا ہو گیا۔ لشکر کے چند سپاہی جو حملہ کرنے کے لئے پہلے سے آمادہ کر لئے گئے تھے دربانوں پر ٹوٹ پڑے اور انہیں گرفتار بھی کر لیا۔ امیر احمد کی اولاد کو تمام ان علویوں، دیلمیوں اور دیگر پولیٹکل قیدیوں کے ساتھ جو ان کے ساتھ تھے نکال لائے تمام سپہ سالاروں اور فوج نے سلامی دی۔ شیرزیہ بن جبلی ان معاملات

[1] یہ کل واقعات ۳۱۶ھ کے ہیں دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ مطبوعہ مصر۔

میں زیادہ پیش پیش تھا۔ اراکین شہر نے کمال جوش و مسرت سے ابوذکریا یحییٰ کی امارت کی بیعت کی اور سب نے متفق ہو کر امیر سعید نصر کا خزانہ اور دارالامارت لوٹ لیا ابوذکریا یحییٰ نے ابوبکر خبازکو اپنے خاص مصاحبوں میں داخل کر لیا۔

ابوبکر خباز کا انجام

اس واقعہ کی اطلاع امیر سعید کو ہوئی تو اس نے نیشاپور سے بخارا کی جانب کوچ کیا۔ ابوبکر محمد بن مظفر امیر لشکر خراسان ان دنوں جرجان میں مقیم تھا جب اسے اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو اس نے ماکان کو بلا کر اس سے سسرالی رشتہ قائم کیا اور نیشاپور کی حکومت دیکھ اس کی حمایت و محافظت کی ہدایت کی۔ ماکان نے نیشاپور کی جانب کوچ کیا یہ وہ زمانہ تھا کہ امیر سعید نصر نیشاپور سے بخارا کی طرف روانہ ہو گیا تھا اور ابوذکریا یحییٰ نے نہر پر ابوبکر خباز کو مامور کر دیا تھا۔ چنانچہ ابوبکر نے امیر سعید کو نہر عبور کرنے سے روکا۔ لڑائی چھڑ گئی۔ امیر سعید نے ابوبکر کو شکست دے کر گرفتار کر لیا۔ اور فتح مندی کا جھنڈا لئے ہوئے بخارا میں داخل ہو گیا جس تنور میں ابوبکر خباز روٹیاں پکایا کرتا تھا اس میں امیر سعید نے اسے ڈال دیا وہ جل کر خاکستر ہو گیا۔

ابوذکریا یحییٰ اور قراتکین

اس شکست کے بعد ابوذکریا یحییٰ نے سمرقند جا کر قیام کیا پھر وہاں سے بھی دل برداشتہ ہو کر اطراف صغانیاں کا راستہ لیا ان دنوں یہاں پہ ابوعلی بن احمد بن ابی بکر محمد بن مظفر سپہ سالار افواج خراسان مقیم تھا یحییٰ اطراف صغانیاں سے گذر کر ترمذ پہنچا جونہی نہر بلخ کو عبور کیا قراتکین اظہار اطاعت کی غرض سے حاضر ہوا اور اس کے ساتھ ساتھ مرو کی طرف گیا جب محمد بن مظفر وارد نیشاپور ہوا تو یحییٰ نے اس سے خط و کتابت کر کے اسے ملا لیا۔

محمد بن مظفر کی فتوحات

کچھ عرصہ بعد محمد بن مظفر ماکان بن کالی کو نیشاپور میں اپنا نائب مقرر کر کے اور مرو کا خیال ظاہر کر کے یحییٰ کی طرف روانہ ہوا تھوڑی دور چل کر مرو کے راستہ سے ہٹ کر بوشنج و ہرات کی طرف نہایت تیزی سے بڑھا اور دونوں شہروں پر قابض ہو گیا اس کے بعد ہرات سے براہ غرشتان صغانیاں کی طرف قدم بڑھایا اس نقل و حرکت سے یحییٰ کو محمد کی مخالفت کا خطرہ پیدا ہوا ایک فوج اس کی روک تھام کے لئے روانہ کی۔ درمیان راہ میں مڈبھیڑ ہوئی

محمد نے اس فوج کو شکست دے کر غرشتان سے کوچ کیا اور اپنے بیٹے ابو علی کو صغانیاں سے اپنی کمک پر بلا بھیجا۔ ابو علی نے ایک تازہ دم فوج اپنے باپ کی مدد پہ بھیج دی۔ محمد نے بلخ کا قصد کیا۔ بلخ میں منصور بن قراتکین حکمرانی کر رہا تھا۔ دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا۔ سخت اور خون ریز جنگ کے بعد محمد کو فتح نصیب ہوئی منصور شکست کھا کر جرجان چلا گیا اور محمد کامیابی حاصل کر کے صغانیاں میں آ رہا اپنے بیٹے سے ملا اور ان واقعات سے امیر سعید نصر کو مطلع کیا امیر سعید نصر یہ خبر سن کر بے حد خوش ہوا اسی خوشی میں بلخ اور طخارستان کی حکومت عطا کی۔ محمد نے ان صوبجات پہ اپنی طرف سے اپنے بیٹے ابو علی کو مامور کیا اور خود امیر سعید نصر کی خدمت میں چلا آیا۔

یحییٰ اور منصور کی اطاعت ان واقعات نے یحییٰ اور منصور کی کمر ہمت توڑ دی۔ اپنے بھائی امیر سعید نصر کی خدمت میں حاضر ہو کر امن کے خواستگار ہوئے اور کچھ عرصہ بعد انتقال کر گئے باقی رہا ابو اسحاق ابراہیم، وہ دار الخلافت بغداد بھاگ گیا پھر بغداد سے موصل چلا گیا۔ قراتکین نے مقام بست میں وفات پائی۔ سارا فتنہ و فساد فرو ہو گیا۔ حکومت و سلطنت کا شیرازہ بندھ گیا۔

جعفر بن ابو جعفر کی اطاعت جعفر بن ابو جعفر بن داؤد سلاطین سامانیہ کی جانب سے ختل[1] کا گورنر تھا ابو سعید نصر کو اس کی جانب سے بھی کچھ شبہ پیدا ہوا۔ ابو علی احمد بن ابو بکر محمد بن مظفر کو جعفر پہ فوج کشی کرنے کے لئے لکھ بھیجا ابو علی اس وقت صغانیاں میں تھا ابو علی نے فوجیں مرتب کر کے جعفر پہ فوج کشی کر دی اور کمال مردانگی سے جعفر کو شکست دی، گرفتار کر کے بخارا لے آیا اور قید کر دیا جب قید خانہ سے یحییٰ ابو بکر خباز کی سازش سے باہر نکالا گیا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں تو یہ بھی یحییٰ کے ساتھ جیل سے نکل آیا تھا اور یحییٰ کے ساتھ ساتھ رہا جب اس نے یحییٰ کے حالات سنورتے نہ دیکھے تو اجازت حاصل کر کے ختل چلا گیا اور وہاں پہنچ کر ۳۱۸ھ میں امیر سعید نصر کے حکومت کی اطاعت قبول کر لی جس سے آئندہ اس کی بہتری اور صلاحیت ظہور میں آئی۔

ابن مظفر کی گرفتاری ابو بکر محمد بن مظفر، امیر سعید نصر کی طرف سے جرجان کا گورنر تھا جب رے میں

---

[1] ختل بخاء معجمہ مضمومہ و تاء مثناۃ فوقانیہ مشددہ مفتوحہ

مرداویج کی حکومت کو استحکام حاصل ہو گیا جیسا کہ ذکر انشاء اللہ تعالیٰ بیان کیا جائے گا تو ابن مظفر جرجان کو خیر باد کہہ کر امیر سعید نصر کی خدمت میں نیشا پور چلا آیا۔ امیر سعید۔۔۔ یہ خبر پا کر فوجیں مرتب کر کے جرجان کی جانب بڑھا۔

مرداویج کی سرکشی و مصالحت محمد بن عبید اللہ بلعمی وزیر السلطنت سلاطین سامانیہ اور مطرف بن محمد وزیر مرداویج میں خط و کتابت کا سلسلہ جاری ہوا۔ محمد بن عبید اللہ نے حکمت عملی سے اپنے ساتھ ملا لیا۔ مرداویج کو اس کی خبر لگ گئی مرداویج نے مطرف کو قتل کر ڈالا تب محمد بن عبید اللہ نے مرداویج کو دوستانہ اور نصیحت آموز خط تحریر کیا جس میں امیر سعید نصر کے احسانات کا ذکر کر کے یہ رائے دی کہ تم جرجان سے قبضہ اٹھا لو اور کچھ زر نقد دے کر اپنے محسن قدیم امیر سعید نصر سے مصالحت کر لو ورنہ آئندہ تمہاری خرابی کے سامان نظر آ رہے ہیں۔ اس خط میں یہ بھی لکھا تھا۔ کہ تمہارے جرجان پر قبضہ کرنے کا محرک تمہارا وزیر مطرف تھا جسے تم نے قتل کی سزا دی۔ مرداویج اس خط کو پڑھ کر اس قدر متاثر ہوا کہ اس نے جرجان سے اپنا قبضہ اٹھا لیا اور تاوان جنگ دے کر امیر سعید سے مصالحت کر لی۔ امیر سعید نصر مہم جرجان سے فراغت حاصل کر کے اندرونی انتظام کی جانب مصروف ہوا محمد بن مظفر کو ۳۲۱ھ میں تمام عساکر خراسان کا افسر اعلیٰ مقرر کیا اور اپنے ممالک مقبوضہ کے نظم و نسق کا کل اختیار دے کر اپنے دار الحکومت بخارا واپس آیا اور وہیں قیام پذیر ہو گیا۔

محمد بن الیاس محمد بن الیاس امیر سعید نصر کے اراکین دولت میں سے تھا کسی بات پر امیر سعید نے ناراض ہو کر محمد بن الیاس کو قید کر دیا پھر محمد بن عبید اللہ بلعمی کی سفارش سے رہا کر دیا محمد بن مظفر نے اسے جرجان بھیج دیا۔ محمد بن الیاس نے جرجان پہنچ کر اپنا اصلی رنگ دکھایا جس وقت یحییٰ اور اس کے بھائیوں نے امیر سعید نصر کے خلاف علم بغاوت بلند کیا۔ اس وقت محمد الیاس بھی ان لوگوں سے جا ملا اور بغاوت و سرکشی میں پورا پورا حصہ لیا۔ نیشا پور میں یحییٰ کے نام کا خطبہ پڑھا جب امیر سعید نے ان لوگوں پر حملہ کیا تو یحییٰ سے علیحدہ ہو کر کرمان چلا گیا اور اس پر قابض ہو گیا پھر کرمان سے نکل کر بلاد فارس کی طرف بڑھا اس وقت ملک فارس کی عنان حکومت یاقوت کے قبضہ اقتدار میں تھی۔

محمد بن الیاس اور ماکان کی جنگ محمد بن الیاس کوچ و قیام کرتا ہوا اصطخر پہنچا اور یاقوت سے

یہ ظاہر کیا کہ میں امن حاصل کرنے کے لئے آیا ہوں مگر یاقوت اس کے مکر و حیلہ سے مطلع ہو گیا تب محمد بن الیاس کرمان کی جانب واپس ہوا۔ اس وقت امیر سعید نصر نے اپنے نامور سپہ سالار ماکان بن کالی کو ایک عظیم الشان فوج کے ساتھ ۳۲۱ھ میں کرمان کے سر کرنے کے لئے بھیجا چنانچہ محمد بن الیاس سے اور ماکان سے معرکہ آرائی ہوئی بالآخر محمد بن الیاس کو شکست ہوئی اور ماکان نے امیر سعید نصر بن احمد کی نیابت میں کرمان پر قبضہ کر لیا۔ محمد بن الیاس شکست اٹھا کر دینور چلا گیا کچھ عرصہ بعد ماکان بھی کرمان سے واپس چلا آیا جیسا کہ ہم آئندہ تحریر کریں گے۔ اس کے واپس ہوتے ہی محمد بن الیاس پھر کرمان کی طرف واپس ہوا۔

امیر سعید نصر کا فرمان امیر سعید نصر نے مرداویج کے قتل کے بعد ایک فرمان ماکان کے نام دوسرا محمد بن مظفر والی خراسان کے پاس روانہ کیا اور جرجان اور رے کی جانب بڑھنے کا حکم دیا۔ رے میں ان دنوں وشمگیر برادر مرداویج حکومت کر رہا تھا۔ ماکان نہایت تیزی سے مسافت طے کر کے نیشاپور پہنچا یہ وہ زمانہ تھا کہ محمد بن مظفر نیشاپور پہ قابض ہو گیا تھا اور ماکان کے پہنچنے سے پہلے وشمگیر کو شکست فاش دے چکا تھا۔ اس وجہ سے ماکان اس کی جنگ سے رک گیا اور نیشاپور میں مقیم ہو گیا امیر سعید نصر نے اس صوبہ کی سند حکومت ماکان کو عطا کی۔ یہ واقعہ اوائل ۳۲۴ھ کا ہے۔

آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ محمد بن الیاس نے ماکان کی واپسی کے بعد پھر کرمان کا ارادہ کیا تھا چنانچہ امیر سعید نصر کی فوج سے جو کہ کرمان میں مقیم تھی متعدد لڑائیاں ہوئیں لیکن آخر کار محمد بن الیاس کو فتح نصیب ہوئی اور وہ کرمان پر قابض ہو گیا۔

ماکان کی بغاوت جب بانجینؒ[1] نے جرجان پر قبضہ کر لیا اور ماکان نیشاپور میں خیمہ زن ہوا اور نیشاپور کی عنان حکومت ماکان کو دی گئی تو تھوڑے دن بعد بانجین انتقال کر گیا۔ محمد بن مظفر سپہ سالار افواج سلاطین سامانیہ کو اس کی خبر لگی تو اس نے ماکان گورنر نیشاپور کو جرجان پہ قبضہ کر لینے کے لئے لکھ بھیجا۔ ماکان نے حیلہ و حوالہ کر کے ٹال دیا اس کے بعد نیشاپور سے نکل کر اسفرائین کی طرف گیا اور وہاں سے ایک فوج جرجان پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ کی چنانچہ اس فوج نے پہنچتے ہی جرجان پر قبضہ کر لیا۔ قبضہ جرجان کے بعد خود مختار رہنے کی سوجھی مخالفت و خودسری کا اعلان کر دیا۔ اس

[1] بانجین دیلمی وشمگیر کے سپہ سالاروں سے تھا دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۱۱۵

وقت محمد بن مظفر نیشاپور چلا آیا تھا۔ ماکان نے اس کی فوج کی کمی کا احساس کر کے نیشاپور کی طرف قدم بڑھایا چونکہ محمد بن مظفر کو ماکان کے ارادوں کی خبر نہ تھی اور نہ وہ جنگ کے لئے تیار تھا۔ اس وجہ سے نیشاپور کو چھوڑ کر سرخس چلا آیا اور ماکان رمضان ۳۲۴ھ میں نیشاپور میں داخل ہوا پھر یہ سوچ کر کہ مبادا شاہی افواج جمع ہو کر یلغار نہ کریں نیشاپور سے واپس ہوا۔

ابوعلی بن ابوبکر محمد

ابوبکر محمد بن مظفر بن محتاج والی خراسان امیر سعید نصر کے نامور گورنروں میں سے تھا ۳۲۱ھ سے خراسان کی گورنری پہ تھا جب ۳۲۷ھ کا دور آیا ابوبکر محمد بیمار ہو گیا اور اس کی بیماری نے طول پکڑا تو امیر سعید نے اسے آرام دینے کی غرض سے اس کے بیٹے ابوعلی کو صغانیاں سے طلب کر کے خراساں کی گورنری عنایت کی اور اور اس کے باپ کو اس واقع سے مطلع کر کے بخارا طلب کیا۔ ابوبکر محمد نیشاپور سے تین منزل کی مسافت پہ اپنے بیٹے ابوعلی سے ملا اور اسے امور ریاست اور انتظام سلطنت کے اصول سمجھا کر بخارا چلا آیا۔

جرجان کی فتح

ابوعلی اسی سنہ میں نیشاپور میں داخل ہوا چندے قیام پذیر رہا پھر ماہ محرم ۳۲۸ھ میں جرجان کی طرف کوچ کیا اس وقت جرجان پہ ماکان قابض تھا اور امیر سعید نصر کی حکومت سے باغی تھا۔ ماکان نے اگرچہ جرجان کے گرد و نواح کے چشموں اور کنوؤں کا پانی خراب کر دیا تھا مگر ابوعلی نے جوں توں ان دشوار گذار منزلوں سے گذر کر جرجان سے ڈیڑھ کوس کے فاصلہ پر پہنچ کر محاصرہ کر لیا اور نہایت سختی سے رسد و غلہ کی آمد بند کر دی۔ ماکان نے تنگ آ کر وشمگیر سے امداد طلب کی۔ وشمگیر اس وقت رے میں تھا اس نے اپنے سپہ سالاروں میں سے ایک سپہ سالار کو اس کی کمک پہ روانہ کیا اس سپہ سالار نے جرجان کے قریب پہنچ کر دونوں حریفوں میں صلح کی گفتگو شروع کرا دی دو چار بار رد و کد کے بعد صلح کی گفتگو تمام ہو گئی۔ ماکان جرجان چھوڑ کر طبرستان چلا گیا ابوعلی نے ۳۲۷ھ میں جرجان پہ قبضہ کر لیا اور اپنی جانب سے ابراہیم بن سیمجور دوانی کو مامور کیا۔

ابوعلی کی رے پر فوج کشی

ابوعلی نے جرجان پر قبضہ کرنے کے بعد اس کا نظام حکومت درست کر کے اپنی جانب سے ابراہیم بن سیمجور دوانی کو مامور کیا اور سامان جنگ و سفر درست کر کے ماہ ربیع الاول ۳۲۹ھ میں رے کا قصد کیا اس وقت رے پہ وشمگیر بن زیاد برادر مرداویج قابض تھا

اس نے اپنے بھائی کے بعد اس صوبہ پر قبضہ کر لیا تھا عماد الدولہ اور رکن الدولہ پسران بویہ، ابوعلی گورنر خراسان کو رے پر قبضہ کر لینے کی تحریک و ترغیب دے رہے تھے اور مالی و فوجی مدد دینے کا وعدہ کرتے تھے راز یہ تھا کہ جس وقت ابوعلی رے کو وشمگیر سے چھین لے گا اس وقت رقبہ حکومت وسیع ہونے کی وجہ سے رے میں قیام نہ کر سکے گا بآسانی تمام یہ اس پر قابض ہو جائیں گے۔ الغرض ابوعلی ان لوگوں کی تحریک سے رے پر قبضہ کے خیال سے روانہ ہوا۔

ابوعلی کا رے پر قبضہ

وشمگیر نے اس سے مطلع ہو کر ماکان بن کالی کو لکھ بھیجا اور امداد طلب کی ماکان فوجیں مرتب کر کے طبرستان سے روانہ ہوا ادھر ابوعلی رے کے قریب آ پہنچا رکن الدولہ اور عماد الدولہ کی امدادی فوجیں بھی آ گئیں اطراف رے میں دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا۔ وشمگیر شکست کھا کر طبرستان کی طرف بھاگا اور وہیں پہنچ کر قیام اختیار کیا۔ ماکان سینہ سپر ہو کر میدان جنگ میں لڑتا رہا آخر الامر ایک تیر آ لگا جس سے ماکان نے تڑپ کر جان دے دی۔ فوج میں بھگدڑ مچ گئی فتحمند گروہ نے لوٹ مار شروع کر دی ابوعلی فتحمندی کا جھنڈا لیے ہوئے سنہ ۳۲۹ھ میں رے میں داخل ہوا اور ماکان کا سر قیدیان جنگ کے ساتھ دارالسلطنت بخارا روانہ کر دیا۔

وشمگیر کی اطاعت

اس شکست کے بعد وشمگیر طبرستان ہی میں مقیم رہا یہاں تک کہ اس نے بھی ملوک سامان کی حکومت کی اطاعت قبول کر لی۔ سنہ ۳۳۰ھ میں خراسان آیا اور قیدیان جنگ کے واپس ملنے کی درخواست کی۔ امیر سعید نصر نے قیدیوں کو اس کی درخواست کے مطابق رہا کر دیا۔ اور مقتولوں کا سر بخارا ہی میں رہ گیا۔ دارالخلافت بغداد نہیں بھیجا گیا۔

ابوعلی کا بلاد جبل پر قبضہ

ابوعلی گورنر خراسان نے رے پر قبضہ کر لینے کے بعد امیر سعید نصر کی حکومت کے تحت حکمرانی شروع کر دی، نظم و نسق درست کر کے ایک فوج کو بلاد جبل سر کرنے کے لئے روانہ کیا اس فوج کو اس مہم میں کامیابی ہوئی۔ پھر ابوعلی نے رفتہ رفتہ زنجان، ابہر، قزوین قم، کرخ، ہمدان، نہاوند اور دینور کو حدود حلوان تک کسی کو بزور تیغ کسی کو حکمت عملی سے فتح کر کے اپنے دائرہ حکومت میں داخل کر لیا، عمال مقرر کئے، خراج وصول کیا۔

ساریہ کی مہم

حسن بن فیرزان ماکان بن کالی کا چچازاد بھائی اس وقت ساریہ میں تھا۔ وشمگیر اسے ایک مدت سے اپنا مطیع بنانا چاہتا تھا اور حسن انکاری جواب دے رہا تھا وشمگیر نے ابوعلی سے شکست اٹھا کر حسن کے زیر کرنے کا ارادہ کیا اور اپنے اس ارادہ کو پورا کرنے کی غرض سے فوجیں مرتب کر کے ساریہ پر چڑھائی شروع کر دی اور محاصرہ کر کے ساریہ پر قبضہ کر لیا۔ حسن بحال پریشان کسی طرح اپنی بچا کر ابوعلی کی خدمت میں پہنچا اپنی سرگزشت بیان کر کے امداد کا خواستگار ہوا چنانچہ ابوعلی نے اپنا لشکر مرتب کر کے حسن کی کمک پر کمر باندھی اور کوچ و قیام کرتا ہوا ساریہ پہنچا وشمگیر اس وقت تک ساریہ میں مقیم تھا ابوعلی نے سنہ ۳۳۰ھ میں وشمگیر پر ساریہ میں محاصرہ ڈال دیا اور نہایت سختی سے لڑائی جاری کر دی بالآخر وشمگیر نے مصالحت کی درخواست کی ابوعلی نے امیر سعید نصر سامانی کی اطاعت کا اقرار لے کر مصالحت کر لی اور اس کے بیٹے سالار کو بطور رہن کے اپنی خدمت میں رکھ لیا۔ جمادی الآخر سنہ ۳۳۱ھ میں مہم ساریہ سے فارغ ہو کر ابوعلی نے جرجان کی جانب کوچ کیا۔ جرجان پہنچ کر امیر سعید نصر کی وفات کی خبر سنی۔ فوراً خراسان کی جانب کوچ کر دیا۔

حسن بن فیرزان کی بغاوت

امیر سعید نصر کی وفات اور ابوعلی کے خراسان کی جانب واپس ہونے سے حسن کو بغاوت کرنے کا موقع مل گیا۔ نہایت بیباکی سے ابوعلی کے لشکرگاہ کو لوٹ لیا اور وشمگیر کے بیٹے سالار کو جو کہ ابوعلی کے پاس رہن تھا لے کر جرجان آیا اور اس پر قابض ہو گیا ادھر وشمگیر نے رے کی جانب قدم بڑھایا اور کمال تیزی سے رے پر قبضہ حاصل کر لیا اس کے بعد حسن نے وشمگیر سے خط و کتابت کا سلسلہ جاری کیا اور ملانے کی غرض سے سالار ابن وشمگیر کو وشمگیر کے پاس بھیج دیا۔ وشمگیر نے حسن کی تحریر کے مطابق لشکر خراسان کے مقابلہ پر امداد دینے کا وعدہ کیا اور ملک گیری کی ترغیب دی۔

رکن الدولہ بن بویہ کی رے پر فوج کشی

وشمگیر کے قبضہ رے کے بعد بنو بویہ کو یہ فکر لاحق ہوئی کہ وشمگیر کی فوج اور مال کی قلت سے جو کہ ابوعلی سے جنگ کی وجہ سے محسوس ہو رہی ہے فائدہ اٹھایا جائے اس بنا پر رکن الدولہ بن بویہ نے رے پر فوج کشی کی۔ وشمگیر مقابلہ پر آیا اور شکست اٹھا کر بھاگا اس کے اکثر ہمراہی رکن الدولہ سے امن حاصل کر کے اس کے لشکر میں داخل ہو

گئے۔ وشمگیر خاک بسر طبرستان کی جانب روانہ ہوا حسن بن فیرزان کو اس کی خبر لگی تو وہ بھی وشمگیر سے اپنی پرانی عداوت نکالنے پر تل گیا۔ فوج کے چند دستے لے کر روک ٹوک کے لئے میدان میں آیا۔ وشمگیر بقیہ ہمراہیوں میں سے اکثر نے حسن سے امن حاصل کر کے اپنی جان بچائی۔ وشمگیر نے شکست کھا کر غرابیان کا راستہ لیا انہیں واقعات سے حسن اور رکن الدولہ میں خط و کتابت کا سلسلہ جاری ہوا اور رکن الدولہ نے حسن کی بیٹی سے عقد کر لیا جس کے بطن سے فخر الدولہ علی پیدا ہوا۔

امیر سعید نصر کی وفات

ماہ رجب ۳۳۰ھ میں امیر سعید نصر والی خراسان و ماوراءالنہر بعارضہ سل بیمار ہوا... تیرہ مہینے بیمار رہ کر ماہ شعبان ۳۳۱ھ میں اپنی حکومت کے تیس سال پورے کر کے رہگزار عالم آخرت ہوا۔ حلیم، کریم اور عاقل تھا۔ مرض الموت میں اس نے نہایت سچائی سے اللہ تعالیٰ کی جانب رجوع کیا تھا۔

باب

امیر نوح بن امیر سعید نصر

ابوالفضل محمد بن احمد

امیر سعید کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا نوح تخت حکومت پر متمکن ہوا حلم و کرم میں یہ بھی اپنے باپ کا سچا جانشین تھا۔ اس کی امارت و حکومت کی لوگوں نے بیعت کی۔ امیر حمید کا لقب اختیار کیا۔ اس کے باپ کے مشہور و نامور سرداروں میں ابوالفضل محمد بن احمد حاکم قلمدان وزارت کا مالک ہوا۔ ملک کا انتظام، گورنروں کا ردو بدل عزل و نصب اس کی رائے سے ہوتا تھا۔

ابوالفضل بن حمویہ

مرحوم امیر سعید نصر نے اپنے بیٹے اسمٰعیل کو ابوالفضل بن حمویہ کی زیر نگرانی بخارا کی حکومت پر مامور کیا تھا۔ ابوالفضل ہی اسمٰعیل کے ممالک مقبوضہ کا انتظام کرتا تھا۔ اسی وجہ سے اس سے اور نوح سے چشمک تھی۔ اتفاق سے اسمٰعیل اپنے باپ کی زندگی میں مرگیا۔ امیر سعید نصر ابوالفضل سے اکثر کہا کرتا تھا کہ مجھے تمہاری بابت نوح کی جانب سے خطرہ ہے۔ جب نوح تخت حکومت پر متمکن ہوا تو ابوالفضل نے بخارا سے نکل کر جیحون عبور کیا اور آمد آ پہنچا۔ ابوعلی اس وقت نیشاپور میں تھا۔ ابوالفضل اور ابوعلی میں دامادی کا رشتہ تھا۔ ابوالفضل نے اپنے حالات لکھے اور یہ لکھا کہ میں تمہارے پاس آنا چاہتا ہوں۔ ابوعلی نے اپنے پاس آنے سے روک دیا اس کے بعد امیر نوح نے اپنے قلم خاص سے امان نامہ لکھ کر ابوالفضل کے پاس بھیج دیا جب وہ حاضر خدمت ہوا تو کمال عزت و احترام سے پیش آیا اور

سمرقند کی سند حکومت عطا کی۔ ابو الفضل بن حمویہ وزیر السلطنت ابو الفضل محمد بن احمد حاکم سے موافقت نہ رکھتا تھا اور نہ اس کے احکام کا لحاظ کرتا تھا اس وجہ سے وزیر السلطنت اس سے کشیدہ رہا کرتا تھا۔ غرض کہ دونوں کے دلوں میں ایک دوسرے کی طرف سے کدورت اور رنجش بھری ہوئی تھی۔

عبداللہ بن اشکام کی سرکشی و اطاعت

امیر نوح کی حکومت کے دوسرے سال عبداللہ بن اشکام نے خوارزم میں علم بغاوت بلند کیا۔ امیر نوح نے اس کی سرکوبی کی غرض سے فوجیں مرتب کر کے بخارا سے ۳۳۲ھ میں مرو کی جانب کوچ کیا اور ایک فوج کو ابراہیم بن فارس کی ماتحتی میں بطور ہراول آگے بڑھنے کا حکم دیا اتفاق سے ابراہیم کا اثناء راہ میں انتقال ہو گیا عبداللہ بن اشکام امیر نوح کی روانگی کا حال سن کر گھبرا گیا۔ بادشاہ ترک کے دامن میں جا کر چھپا۔ بادشاہ ترک کا لڑکا بخارا میں قید تھا امیر نوح نے بادشاہ ترک کو لکھ بھیجا کہ اگر تم عبداللہ بن اشکام کو گرفتار کر کے میرے پاس بھیج دو تو میں اس کے معاوضہ میں تمہارے بیٹے کو قید سے رہا کر دوں گا۔ بادشاہ ترک نے اس کا اقراری جواب دیا کسی ذریعہ سے اس کی خبر عبداللہ بن اشکام تک پہنچ گئی۔ بادشاہ ترک کے پاس سے بھاگ آیا اور امیر نوح کی خدمت میں حاضر ہو کر اطاعت قبول کر لی امیر نوح نے اس کا قصور معاف کر دیا اور اس کی عزت بڑھا دی۔

ابو علی اور رکن الدولہ کی جنگ

ان واقعات کے بعد امیر نوح نے مرو کی جانب کوچ کیا اور ابو علی کو عساکر خراسانیہ کے ساتھ رے کی طرف بڑھنے اور رکن الدولہ بن بویہ کے قبضہ سے نکال لینے کا حکم دیا ابو علی نے اس حکم کی تعمیل میں رے کا راستہ لیا۔ اثناء راہ میں وشمگیر سے ملاقات ہو گئی۔ وشمگیر روانہ ہو کر امیر نوح کی خدمت میں جا رہا تھا ابو علی نے اپنے ہمراہیوں کے ہمراہ امیر نوح کی خدمت میں وشمگیر کو روانہ کر دیا اور خود بسطام کی طرف بڑھا۔ بسطام پہنچ کر اس کے لشکر میں پھوٹ پڑ گئی۔ کچھ لوگ ابو علی سے مخالف ہو کر منصور بن قراتکین کے ساتھ جو کہ امیر نوح کے با اثر سرداروں سے تھا جرجان کی جانب چل کھڑے ہوئے۔ حسن بن فیروزان نے روکا جس سے یہ لوگ نیشاپور کی جانب لوٹے اور نیشاپور سے امیر نوح کے پاس مرو چلے گئے۔ ابو علی ان لوگوں کی علیحدگی کے بعد رے پہنچا اور لڑائی کا نیزہ

گاڑ دباڑے سے چار یا پانچ کوس کے فاصلہ پر رکن الدولہ نے مورچہ قائم کیا۔ ابوعلی کے لشکر میں ایک دستہ کردوں کا بھی تھا ان لوگوں نے ابوعلی کو دھوکا دیا اور عین جنگ کے وقت اس سے علیحدہ ہو کر امن حاصل کر کے رکن الدولہ کے پاس چلے گئے جس سے ابوعلی کو شکست ہوئی۔ لوٹ کر نیشاپور آیا پھر نیشاپور سے مرو میں امیر نوح کی خدمت میں حاضر ہوا۔

ابوعلی کا رے پر قبضہ

امیر نوح نے اسے تسلی دے کر تازہ دم فوجیں مرتب کر کے رے کی طرف پھر بڑھنے کا حکم دیا۔ رکن الدولہ کو اس کی خبر لگ گئی کثرت فوج سے خائف ہو کر رے چھوڑ دیا۔ ابوعلی نے رے پر اور تمام صوبجات جبلیہ پر قبضہ کر لیا۔ گورنروں اور نوابوں کو صوبوں کے انتظام پر مامور و متعین کیا یہ واقعہ ماہ رمضان ۳۳۳ھ کا ہے۔

ابوعلی کی معزولی

اس کے بعد امیر نوح نے مرو سے نیشاپور کی طرف کوچ کیا اور نیشاپور پہنچ کر قیام اختیار کیا ابوعلی کے دشمنوں نے بازاریوں اور عوام الناس کو اشارہ کر دیا۔ اور لوگ جوق در جوق امیر نوح کی خدمت میں آئے۔ ابوعلی اور اس کے گورنروں کی بداخلاقی ظلم اور زیادتیوں کی شکایت کی۔ امیر نوح نے نیشاپور کی حکومت پر ابراہیم بن سیمجور کو مامور کیا اور نیشاپور سے بخارا کی جانب واپس ہوا۔

امیر نوح اور ابوعلی میں کشیدگی

فتح رے سے ابوعلی کو یہ خیال پیدا ہوا تھا کہ امیر نوح میرے ساتھ اس خدمت کے صلہ میں حسن سلوک پیش آئے گا۔ مگر جب لگانے بجھانے والوں نے امیر نوح اور ابوعلی میں ناچاقی پیدا کرا دی اور امیر نوح نے اسے معزول کر دیا تو ابوعلی اپنی معزولی سے... رنجیدہ ہو کر رے آ کر قیام پذیر ہوا اور اپنے بھائی ابوالعباس فضل بن محمد کو بلاد جبال کی جانب روانہ کیا ہمدان کی عنان حکومت اس کے حوالہ کی اور اپنی تمام فوج کی سپہ سالاری کا عہدہ دیا۔ چنانچہ فضل نے نہاوند اور دینور کا ارادہ کیا۔ اس طرف کے رؤسا اکراد نے اطاعت قبول کی امن کے خواستگار ہوئے۔ فضل نے ان علاقوں پر قبضہ حاصل کر لیا اور ان کی اطاعت قبول کرنے کی وجہ سے ان کی امانتیں انہیں واپس دے دیں۔

جس وقت وشمگیر بطور وفد امیر نوح کی خدمت میں بمقام مرو حاضر ہوا جیسا کہ ہم اوپر لکھے ہیں۔ اور فتح جرجان کی غرض سے امداد کی درخواست کی۔ امیر نوح نے ایک فوج کو اس کی کمک پر متعین کیا اور ابوعلی کو وشمگیر کی موافقت اور مدد کرنے کے لئے لکھ بھیجا۔ وشمگیر نے ابوعلی سے جب کہ وہ رے کے قبضہ سے فارغ ہو کر نیشاپور کی طرف آ رہا تھا ملاقات کی ابوعلی نے امیر نوح کی تحریر کے مطابق اپنی تمام فوج جو اس وقت اس کی رکاب میں تھی وشمگیر کے ساتھ روانہ کر دی۔ وشمگیر دل بادل لشکر لئے ہوئے جرجان آیا اور حسن بن فیرزان سے مصروف پیکار ہوا حسن کو اس واقعہ میں شکست ہوئی اور وشمگیر نے جرجان پر امیر نوح بن سعید کی حکومت کی ماتحتی میں ماہ صفر ۳۳۳ھ میں قبضہ کر لیا۔

ابراہیم بن احمد آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ امیر نوح نے ابوعلی بن محتاج کو حکومت خراسان سے معزول کر دیا تھا آپ کو یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ امیر نوح اس کے پہلے ابوعلی کو سپہ سالاری لشکر سے بھی معزول کر چکا تھا۔ جس وقت ابوعلی نے مرو سے نیشاپور کی جانب کوچ کیا اور رے کے خیال سے سفر کی تیاری میں مشغول ہوا تو امیر نوح نے ایک شخص کو راہ روکنے کی غرض سے امیر لشکر مقرر کر کے روانہ کیا اس شخص نے لشکریوں سے بدخلقی کی بلا وجہ دفتر سے کسی کا نام کاٹ دیا کسی کی تنخواہ کم کر دی۔ کسی کا وظیفہ بڑھا دیا اور کسی کو بھرتی کر لیا اس سے لشکریوں کو نفرت اور کشیدگی پیدا ہوئی ایک دوسرے سے شکوہ شکایت کرنے لگے اس سے امیر لشکر کو بھی خیال پیدا ہوا۔ اس وقت یہ فوج ہمدان میں تھی تمام فوج نے جمع ہو کر نے جانے اور ابراہیم بن احمد بن اور سعید کو امیر بنانے کی رائے قائم کی۔ ابراہیم بن احمد وہی شخص ہے جو امیر نوح کے مقابلہ سے شکست اٹھا کر موصل چلا گیا تھا جیسا کہ اوپر تحریر کیا گیا۔ ابوعلی کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے لشکریوں کو اس فعل سے روکا مگر لشکریوں نے اس کی ایک نہ سنی اُلٹے قید کرنے کی دھمکی دی اور ابراہیم بن احمد کو امیر بنانے اور بیعت امارت کرنے کے لئے بلا بھیجا چنانچہ ابراہیم ان لوگوں کے پاس ہمدان میں ماہ رمضان ۳۳۴ھ میں آیا ابوعلی نے اس سے ملاقات کی اور تمام لشکریوں کے ساتھ ماہ شوال میں رے کی جانب کوچ کیا جس وقت رے میں تھے کسی ذریعہ سے یہ خبر معلوم ہوئی کہ اس کے بھائی فضل نے امیر نوح کو ایک خط جو واقعات مذکورہ بالا پر مشتمل تھا روانہ کیا۔ ابوعلی نے فوراً اپنے بھائی اور اس شخص کو جس نے

لشکریوں کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ کئے تھے گرفتار کر لیا۔ رے اور بلاد جبل پر اپنی طرف سے ایک شخص کو بطور گورنر مقرر کر کے نیشاپور کا راستہ اختیار کیا۔

سپہ سالار محمد بن احمد کا قتل

امیر نوح کو اس کی خبر لگی تو اس نے فوجیں مرتب کیں اور بخارا سے مرو کی جانب کوچ کیا چونکہ لشکریوں میں محمد بن احمد حاکم سپہ سالار افواج کی بداخلاقی کی وجہ سے شورش کا مادہ پیدا ہو گیا تھا اس وجہ سے ان لوگوں نے امیر نوح سے اس کی شکایت کی اور یہ ثابت کر دیا کہ اس کی وجہ سے ابوعلی کو حکومت کی مخالفت کا سودا ہوا ہے اور اس نے دولت وحکومت کے نظام کو درہم برہم کیا ہے۔ لشکریوں نے اس کے علاوہ یہ مطالبہ بھی کیا تھا کہ اگر محمد بن احمد حاکم سپہ سالار ہمارے حوالے نہ کیا جائے گا تو ہم لوگ بالاتفاق حکومت کی اطاعت سے علیحدہ ہو جائیں گے۔ امیر نوح نے اس شورش کے فرو کرنے کی غرض سے سپہ سالار مذکور کو لشکریوں کے حوالہ کر دیا۔ چنانچہ لشکریوں نے ماہ جمادی الاول ۳۳۵ھ میں اسے قتل کر ڈالا۔

ابوعلی کا مرو پر قبضہ

اس اثنا میں ابوعلی نیشاپور پہنچا۔ اس وقت نیشاپور میں ابراہیم بن سیمجور اور منصور بن قراتکین وغیرہما سپہ سالاران حکمرانی کر رہے تھے ابوعلی نے ان لوگوں سے سازباز کرنے کی کوشش کی اور اپنی اس کوشش میں کامیاب ہو گیا۔ ماہ محرم ۳۳۵ھ میں نیشاپور میں داخل ہوا کچھ عرصہ بعد منصور بن قراتکین سے کسی معاملہ میں مشکوک ہو کر گرفتار کر لیا۔ اس کے بعد ماہ ربیع الاول سنہ مذکور میں ابراہیم بن احمد کے ساتھ نیشاپور سے مرو کی جانب روانہ ہوا اثناء راہ سے ابوعلی کا بھائی فضل قید سے نکل کر قہستان کی طرف بھاگ گیا۔ الغرض جوں ہی ابوعلی وغیرہ مرو کے قریب پہنچے۔ امیر نوح کے لشکر میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ لشکر کا اکثر حصہ امیر نوح سے علیحدہ ہو کر ابوعلی کی فوج میں آملا۔ امیر نوح نے یہ رنگ دیکھ کر مرو سے بخارا کا راستہ لیا اور ابوعلی نے مرو پر قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ جمادی الاول ۳۳۵ھ کا ہے قبضہ مرو کے بعد ابو علی نے طخارستان کو بھی اپنے دائرہ حکومت میں شامل کر لیا۔

ابوعلی کی شکست

امیر نوح نے بخارا پہنچ کر اپنی مالی اور فوجی حالت درست کی اور ایک جرار لشکر مرتب کر کے فضل بن محتاج برادر ابوعلی کی افسری میں صغانیاں کی طرف ابوعلی سے جنگ کے لئے روانہ کی۔ صغانیاں

پہنچ کر اتفاق سے چند روز تک لڑائی کی نوبت نہ آئی۔ سپہ سالاران لشکر کی ایک جماعت نے فضل[1] پر تہمت لگائی کہ یہ اپنے بھائی سے مل گیا ہے اور گرفتار کر کے بخارا امیر نوح کے پاس بھیج دیا۔ اس واقعہ کی خبر ابوعلی کو طغارستان میں پہنچی۔ ابوعلی نے طغارستان سے صغانیاں کی جانب کوچ کیا۔ ربیع الاول ۳۳۷ھ تک دونوں فریقوں میں سخت اور خونریز لڑائی ہوتی رہی، بالآخر امیر نوح کے لشکریوں نے ابوعلی کو شکست دی۔ ابوعلی شکست اٹھا کر صغانیاں کی جانب لوٹا اور جب وہاں بھی اسے پناہ نہ ملی تو وہاں سے نکل کر اس کے قریب ہی شومان[2] میں آٹھہرا۔

ابوعلی کی اطاعت

امیر نوح کی فوج نے صغانیاں میں داخل ہو کر اسے لوٹ لیا ابوعلی کا محل اور اس کے امراء کے مکانات ویران کر ڈالے، پھر امیر نوح کے لشکر نے اس قدر کامیابی پر اکتفا نہ کر کے ابوعلی کا تعاقب کیا۔ ابوعلی اس وقت جنگ سے تنگ آ گیا تھا۔ مگر مرتا کیا نہ کرتا مجبوری بہ حکم ہر کہ بہ تنگ آید بجنگ آید لوٹ آنا پڑا اور نہایت سختی سے، حکمت عملی سے انہیں ایسا گھیر لیا کہ رسد وغلہ کی آمد کا کیا ذکر ہے خط وکتابت کی راہ بھی مسدود ہو گئی۔ تب لشکریان امیر نوح نے مصالحت کا پیام دیا۔ ابو علی نے یہ درخواست منظور کر لی۔ اور اپنے بیٹے ابوالمظفر عبداللہ کو امیر نوح کی خدمت میں بطور رہن بھیج دیا۔ چنانچہ ماہ جمادی الآخر ۳۳۷ھ میں صلح نامہ کی تکمیل ہوئی۔ فتنہ وفساد کا دروازہ بند ہو گیا۔

جس وقت ابوعلی کا بیٹا ابوالمظفر دارالبخارا ہوا امیر نوح توقع سے زیادہ باعزاز وعزت پیش آیا اپنے امراء کو اس کے استقبال کا حکم دیا اور جب وہ دربار میں حاضر ہوا اسے خلعت دیا اور اپنے ہم نشینوں

---

[1] فضل اپنے بھائی ابوعلی کی قید سے نکل کر قہستان بھاگ گیا تھا وہاں پہنچ کر ایک گروہ جمع کر کے نیشاپور کی طرف قدم بڑھایا۔ اس وقت نیشاپور میں ابوعلی کی طرف سے محمد بن عبدالرزاق حکومت کر رہا تھا۔ فضل کی آمد کی خبر پا کر محمد بن عبدالرزاق مقابلہ پر آیا اور پہلے ہی حملہ میں فضل کو شکست دی۔ فضل شکست کھا کر بخارا پہنچا۔ امیر نوح نے بکمال عزت واحترام اپنے پاس ٹھہرایا اور کچھ عرصہ بعد ایک بڑے لشکر کے ساتھ صغانیاں کی طرف روانہ کیا۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۱۸۱ مطبوعہ مصر۔

[2] شومان ایک قریہ کا نام ہے جو صغانیاں سے چوبیس کوس کے فاصلہ پر ہے۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ مطبوعہ مصر صفحہ ۱۸۲۔

کے زمرہ میں داخل کر لیا۔

رکن الدولہ بن بویہ کی حکمت عملی

ابن اثیر نے لکھا ہے کہ یہ وہ واقعات ہیں کہ جن کی مورخین خراسان نے روایت کی ہے۔ اہل عراق کہتے ہیں کہ جب ابوعلی خراسانی لشکر لئے ہوئے رے کی طرف روانہ ہوا رکن الدولہ بن بویہ نے اپنے بھائی عماد الدولہ سے امداد طلب کی۔ عماد الدولہ نے لکھ بھیجا کہ تم رے چھوڑ کر میرے پاس چلے آؤ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ابوعلی رے پر قابض ہو جائے گا تم اس کی پروا نہ کرو چنانچہ رکن الدولہ نے ایسا ہی کیا۔ اور ابوعلی نے رے پر قبضہ بھی کر لیا۔ اس کے بعد عماد الدولہ نے خفیہ طور سے امیر نوح کو لکھ بھیجا کہ میں ابوعلی سے ایک لاکھ دینار سالانہ زیادہ رے کا خراج دینے پر تیار ہوں اور سال بھر کا خراج بطور پیشگی ادا کرتا ہوں۔ امیر نوح نے عماد الدولہ کی جب یہ درخواست منظور کر لی تو عماد الدولہ امیر نوح کو ابوعلی کی طرف سے بدظن کرنے لگا۔ وقتاً فوقتاً اس کی بغاوت سے ڈراتا اور گاہے گاہے اسے ابوعلی کے گرفتار کرنے کی ترغیب دیتا تھا۔ بالآخر امیر نوح اس امر پر تیار ہو گیا۔ اور اپنا ایک قاصد رکن الدولہ کے پاس رے کا پیشگی خراج لینے اور ضمانت نامہ لکھوانے کے لئے روانہ کیا۔ رکن الدولہ نے ان واقعات سے ابوعلی کو مطلع کر دیا۔

ابوعلی اس وقت ہمدان میں تھا۔ اُدھر ابوعلی یہ خبر پا کر ہمدان سے خراسان کی جانب لوٹا اور رکن الدولہ نے رے کی طرف قدم بڑھایا اس سے خراسان میں ایک طوفان آ گیا۔ ادھر رکن الدولہ نے امیر نوح کے قاصد کو یہ کہہ کر لوٹا دیا کہ اثنائے راہ میں ابوعلی پڑتا ہے مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں وہ لوٹ نہ لے اس وجہ سے میں رے کا خراج نہیں بھیجتا۔ اور در پردہ ابوعلی کو کہلا بھیجا کہ تم مخالفت کا اعلان کر دو۔ میں تمہاری مدد کروں گا۔ امیر نوح اور ابوعلی رکن الدولہ کے قریب میں آ گئے۔ نیشاپور میں ایک دوسرے سے گتھ گئے۔ امیر نوح کو شکست ہوئی۔ ابوعلی نے بخارا پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد حکمت عملی سے ابوعلی اور ابراہیم میں ناچاقی پیدا کرا دی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ دونوں میں علیحدگی ہو گئی۔ اس وقت رکن الدولہ کو پھر موقع مل گیا۔ امیر نوح کو ابھار کر اس کے چچا ابراہیم سے لڑا دیا۔ ابراہیم کے سپہ سالاران لشکر جنگ کے وقت امیر نوح سے مل گئے جس کی وجہ سے ابراہیم کو شکست ہوئی اور ابراہیم گرفتار کر لیا گیا۔ امیر نوح نے اس کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروا دیں

اور اس کے خاندان کے ایک گروہ کو بھی یہی سزا دی۔ واللہ اعلم۔

محمد بن عبدالرزاق کی بغاوت
محمد بن عبدالرزاق طوس اور اس کے صوبوں کا گورنر تھا جس وقت ابوعلی نے نیشاپور سے امیر نوح کے خلاف فوج کشی کی تھی۔ اس وقت ابوعلی نے محمد بن عبدالرزاق کو نیشاپور کی حکومت پر اپنا نائب مقرر کیا تھا جب امیر نوح کے قدم حکومت پہ جم گئے۔ تو محمد بن عبدالرزاق نے بغاوت نے کا جھنڈا بلند کر دیا۔ اتفاقاً اسی زمانہ میں وشمگیر جرجان سے حسن بن فیرزان سے شکست کھا کر امیر نوح کی خدمت میں آ پہنچا اور امداد کی درخواست کی۔ امیر نوح نے منصور کو ایک بڑی فوج کا افسر بنا کر نیشاپور روانہ کیا۔ اور یہ ہدایت کی کہ حتی الامکان عبدالرزاق کے معاملہ میں عجلت سے کام لیا جائے۔ محمد ابن عبدالرزاق نے یہ خبر پا کر ۳۳۶ھ میں نیشاپور چھوڑ کر استرآباد کا راستہ لیا۔ منصور نے اس کے تعاقب میں قدم بڑھایا۔

محمد بن عبدالرزاق کی اطاعت
محمد بن عبدالرزاق نے جرجان پہنچ کر رکن الدولہ بن بویہ سے امن حاصل کیا اور رے چلا گیا۔ منصور بن قراتکین نے طوس کی جانب کوچ کیا۔ قلعہ شمیلان میں رافع بن عبدالرزاق پر محاصرہ ڈالا رافع کے بعض ہمراہیوں نے منصور سے سازش کر لی اور اس سے امن کی خواستگار ہوئے۔ جس سے رافع کی کمر ٹوٹ گئی۔ شمیلان چھوڑ کر قلعہ ارک چلا گیا۔ منصور نے شمیلان پہ اور اس کے تمام مال واسباب اور خزانوں پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد منصور نے قلعہ ارک کا رخ کیا اور اس کا بھی محاصرہ کر لیا احمد بن عبدالرزاق نے اپنے چچا زاد بھائیوں اور اہل وعیال کے لئے منصور سے امن حاصل کر لیا باقی رہا رافع وہ اپنے چند مصاحبوں کے ساتھ قلعہ چھوڑ کر پہاڑیوں میں چلا گیا منصور نے قلعہ کے تمام مال واسباب پر قبضہ کر لیا۔ محمد بن عبدالرزاق کے اہل وعیال اور اس کی ماں کو بخارا روانہ کر دیا۔ بخارا میں پہنچ کر یہ لوگ قید کر دیئے گئے آپ یہ پڑھ چکے ہیں کہ عبدالرزاق جرجان سے رے چلا گیا تھا جس وقت عبدالرزاق رے پہنچا۔ رکن الدولہ نے انعامات دیئے۔ وظیفہ مقرر کر دیا اور مرزبان سے جنگ کرنے کے لئے آذربیجان کی طرف جانے کا حکم دیا جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائے گا۔

رکن الدولہ کا طبرستان اور جرجان پر قبضہ
جس وقت خراسان میں بدنظمی کا سلسلہ شروع ہوا اور اضطرابی

کیفیت پیدا ہوئی، رکن الدولہ بن بویہ اور حسن بن فیرزان نے۔ تبع ہو کر وشمگیر کے مقبوضات کی طرف قدم بڑھایا چنانچہ ان لوگوں نے وشمگیر کو شکست دی اور رکن الدولہ نے طبرستان پر قبضہ کر لیا اس کے بعد طبرستان سے نکل کر جرجان پر جا پہنچا اور اس پر بھی قابض ہو گیا حسن بن فیرزان نے نظم ونسق کی غرض سے جرجان میں قیام اختیار کیا وشمگیر کے سپہ سالاروں نے امن کی درخواست کی رکن الدولہ نے ان لوگوں کو امن دے دیا۔

منصور بن قراتکین کی جرجان پر فوجکشی وشمگیر اس شکست سے دل برداشتہ ہو کر خراسان چلا گیا والی خراسان سے امداد کی درخواست کی چنانچہ منصور بن قراتکین لشکر خراسان مرتب کر کے وشمگیر کو اپنے ہمراہ لئے ہوئے جرجان کی طرف بڑھا اس وقت جرجان میں حسن بن فیرزان موجود تھا چونکہ منصور کا دل وشمگیر سے صاف نہ تھا اس وجہ سے منصور نے حسن سے جنگ چھیڑنے میں حیلہ وحوالہ سے کام لیا۔ نامہ و پیام کر کے مصالحت کر لی اور اس کے بیٹے کو ضمانت کے طور پر اپنے پاس بلا لیا۔ اس واقعہ کے بعد منصور کو امیر نوح کی ایک ایسی[1] خبر گوش گذار ہوئی جس سے منصور کو بے حد رنج ہوا حسن کے بیٹے کو حسن کے پاس واپس کر دیا اور خود نیشاپور لوٹ گیا باقی رہ گیا وشمگیر وہ جرجان میں ٹھہرا رہا۔

سبکتگین کا ہمدان پر قبضہ ۳۴۵ھ میں منصور بن قراتکین امیر نوح سامانی کے حکم سے رے کی طرف روانہ ہوا۔ چونکہ رکن الدولہ بن بویہ اندنوں اطراف فارس میں تھا اس وجہ سے منصور بلا مقابلہ رے اور تمام بلاد جبلہ پر قرمیسین تک قابض ہو گیا۔ سبکتگین ان واقعات سے متاثر ہو کر منصور کی روک تھام کے لئے نکلا خراسانی لشکر سے مقابلہ ہوا اس وقت یہ غارتگری میں مصروف تھا سبکتگین نے ان کے سردار بحکم خمارتکین کو گرفتار کر کے بغداد بھیج دیا باقی ماندہ لشکر خراسان نے ہمدان میں جا کر پناہ لی

---

[1] چونکہ امیر نوح نے عکین کی لڑکی سے جو کہ منصور کا غلام تھا اپنا عقد کر لیا تھا اس وجہ سے منصور کو اس سے ناراضگی پیدا ہوئی کیونکہ امیر نوح نے منصور بن قراتکین کی بیٹی کا عقد اپنے آزاد غلام خنکین نامی سے کر دیا تھا دیکھو تاریخ کامل جلد ۸ مطبوعہ مصر صفحہ ۱۸۸۔

سبکتگین نے تعاقب کیا خراسانی لشکر نے ہمدان کو بھی چھوڑ دیا۔ سبکتگین نے قبضہ کر لیا اس اثناء میں رکن الدولہ بھی آپہنچا اور اپنے وزیر السلطنت ابوالفضل بن الحمید سے مشورہ کیا وزیر السلطنت نے رائے دی کہ استقلال کی ساتھ معرکہ آرائی کی جائے۔ اس کے بعد خراسانی لشکر رسد و غلہ کے بند ہونے کی وجہ سے رے کی طرف بھاگا حالانکہ رسد و غلہ کی کمی میں دونوں حریف برابر تھے فرق اس قدر تھا کہ دیلمی اس وجہ سے کہ بدویت سے زیادہ قریب تھے بھوک پیاس کی تکلیف برداشت کر سکے اور خراسانی لشکر بھاگ نکلا رکن الدولہ نے کامیابی کے ساتھ لشکر خراسان کے کیمپ پر قبضہ کر لیا۔

ابو علی کا امارت خراسان پر تقرر

اصفہان سے واپسی کے بعد منصور بن قراتکین سپہ سالار عساکر خراسانیہ نے رے میں ماہ ربیع الاول ۳۴۰ھ میں وفات پائی۔ اسفیجاب میں اپنے والد کے پاس مدفون ہوا۔ امیر نوح نے لشکر خراسان اور اس کی حکومت پر ابو علی بن محتاج کو مامور کو کیا اور نیشاپور لوٹ جانے کی ہدایت کی۔

چونکہ منصور بن قراتکین لشکر خراسان کے ہاتھوں تنگ آگیا تھا اس وجہ سے آئے دن گورنری خراسان سے استعفا دیا کرتا تھا اور امیر نوح ہمیشہ ابو علی کو گورنری خراسان پر بھیجنے کا وعدہ کرتا تھا۔ جب منصور نے وفات پائی تو امیر نوح نے خلعت اور لوار ابو علی کے پاس روانہ کیا خراسان جانے کا حکم دیا اور رے کو بطور جاگیر مرحمت فرمایا۔ چنانچہ ابو علی ماہ رمضان ۳۴۰ھ میں صغانیان سے روانہ ہوا اور اپنی جگہ اپنے بیٹے ابو المنصور کو قائم مقام مقرر کر گیا اور کوچ و قیام کرتا ہوا مرو پہنچا اور وہیں خوارزم کے معاملات ختم ہونے تک ٹھہرا رہا پھر وہاں سے نیشاپور گیا اور قیام اختیار کیا۔

قلعہ طبرک کا محاصرہ

۳۴۲ھ میں وشمگیر نے امیر نوح سے خط و کتابت کا سلسلہ جاری کیا اور امداد کی درخواست کی امیر نوح نے ابو علی بن محتاج کو مع خراسانی افواج کے وشمگیر کے ساتھ رے آ جانے کے لئے لکھا اس حکم کے مطابق ماہ ربیع الاول سنہ مذکور میں ابو علی لشکر خراسان لئے ہوئے رے کی جانب رکن الدولہ سے جنگ کے لئے روانہ ہوا۔ رکن الدولہ نے کثرت فوج سے خائف ہو کر مقابلہ نہ کیا۔ قلعہ طبرک میں جا کر قلعہ بندی کر لی ابو علی کئے مہینے محاصرہ ڈالے ہوئے لڑتا رہا جب وہ اپنی کامیابی کے

خیال سے نا امید ہو گیا اور سردی کی شدت سے بہت سے چوپائے ہلاک ہو گئے تو مجبوراً صلح کی طرف مائل ہوا محمد بن عبدالرزاق نے دونوں میں دوڑ دھوپ کر کے مصالحت کرا دی دو ہزار سالانہ خراج رکن الدولہ نے دینا قبول کیا باہم مصالحت ہو گئی۔ ابو علی لوٹ کر خراسان آیا۔ وشمگیر کو یہ امر ناگوار گزرا امیر نوح کو لکھنا شروع کیا کہ ابو علی نے جنگ میں تاخیر کی اور رکن الدولہ سے سازش کر لی۔ مصالحت اور ابو علی کی واپسی کے بعد رکن الدولہ نے وشمگیر کی طرف رُخ کیا وشمگیر شکست اٹھا کر اسفرائن چلا گیا۔ رکن الدولہ نے طبرستان پر قبضہ کر لیا۔

ابو علی کی معزولی

آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ وشمگیر نے امیر نوح کو ابو علی کی جانب سے ابھارنا شروع کر دیا تھا رفتہ رفتہ اُس کے لگانے بجھانے کا یہ اثر پیدا ہوا کہ امیر نوح نے ۳۳۵ھ میں ابو علی کو حکومت خراسان سے معزولی کا فرمان لکھ بھیجا اور دوسرے سپہ سالاروں کو بھی اس کی اطلاعی یادداشت روانہ کی اور اس کی جگہ گورنری اور سپہ سالاری افواج پر ابو سعید بکر بن مالک فرغانی کو مامور کیا۔ ابو علی نے معذرت کی مگر پذیرائی نہ ہوئی۔ نیشاپور کے رؤسا اور اراکین شہر نے ابو علی کی بحالی و برقراری کی درخواستیں دیں جنہیں منظوری کا درجہ عنایت نہ ہوا ابو علی کو اس سے ناراضگی پیدا ہوئی علم بغاوت بلند کر کے نیشاپور میں اپنے نام کا خطبہ پڑھنے لگا۔ امیر نوح کو اس کی خبر لگی تو اُس نے وشمگیر اور حسن بن فیرزان کو لکھ بھیجا کہ تم دونوں متفق ہو کر اور ایک دوسرے کے معاون بن کر رکن الدولہ کے مقابلہ پر جاؤ اور جہاں کہیں اس کے امراء اور سرداروں کو پاؤ بے تامل لڑائی چھیڑ دو۔ وشمگیر اور حسن نے اس حکم کی نہایت مستعدی سے تعمیل شروع کی۔ ابو علی کو خطرہ پیدا ہوا اب وہ نہ تو صغانیان کی طرف لوٹ سکتا تھا اور نہ ان دونوں کی وجہ سے خراسان میں ٹھہر سکتا تھا چاروناچار رکن الدولہ کی طرف مائل ہوا اور اُس سے حاضری کی اجازت چاہی۔ رکن الدولہ نے حاضری کی اجازت دے دی۔ ابو علی ۳۳۷ھ میں رے چلا گیا۔ رکن الدولہ بڑی آؤ بھگت سے ملا اور اپنے پاس ٹھہرایا۔ ابو علی کی روانگی کے بعد ابو سعید بکر نے خراسان پر قبضہ کر لیا۔

امیر نوح کی وفات

امیر نوح ملقب بہ حمید نے بارہ برس حکومت کر کے ماہ ربیع الآخر ۳۴۳ھ میں سفر آخرت اختیار کیا۔

عبدالملک بن امیر نوح

اس کے مرنے پر اس کا بیٹا عبدالملک تختِ حکومت پر متمکن ہوا۔ ابو سعید بکر بن

مالک فرغانی نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ جب اندرونی اصلاح اور انتظام مملکت سے اطمینان حاصل ہو گیا تو عبدالملک نے ابو سعید بکر کو خراسان جانے کا حکم دیا۔ خراسان میں اس سے اور ابو علی سے جو واقعات پیش آئے انہیں ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں۔

محمد بن ماکان اور ابن عمید کی جنگ

پھر ۳۴۴ھ میں خراسانی لشکر نے رے کی طرف قدم بڑھایا۔ ان دنوں رے میں رکن الدولہ بن بویہ جرجان سے آ کر ٹھہرا ہوا تھا۔ رکن الدولہ نے اس سے مطلع ہو کر اپنے بھائی معزالدولہ سے امداد طلب کی۔ چنانچہ معزالدولہ نے دارالخلافت بغداد سے ایک فوج اپنے حاجب (لارڈ چمبرلین) سبکتگین کی افسری میں روانہ کی ابو سعید نے بھی خراسان سے ایک دوسرا لشکر محمد بن ماکان کی ماتحتی میں قریب ترین راستہ سے اصفہان کی طرف بھیجا۔ اصفہان میں اس وقت ابو منصور علی بن بویہ بن رکن الدولہ موجود تھا لشکر خراسانی کی آمد کی خبر سن کر اپنے باپ کے حرم اور خزانے لے کر نکل کھڑا ہوا اور خالنجان میں جا کر دم لیا محمد بن ماکان نے اصفہان پر قبضہ حاصل کر کے ابو منصور کا تعاقب کیا۔ ابو منصور تو ہاتھ نہ آیا خزانہ سامنے پڑ گیا فوراً قبضہ کر کے آگے بڑھا۔ کچھ دور چل کر ابو منصور کو بھی جا گھیرا اتفاق سے اسی وقت ابوالفضل بن عمید (رکن الدولہ کا وزیر السلطنت) آ پہنچا۔ اپنے ہمراہیوں کو مرتب کر کے محمد بن ماکان کے مقابلہ پر آیا۔ لڑائی ہوئی۔ ابن عمید کے اکثر ہمراہی بھاگ کھڑے ہوئے مگر ابن عمید نے میدان جنگ سے منہ نہ موڑا برابر لڑتا رہا محمد بن ماکان کا لشکر فتح یابی کی جوش و مسرت میں لڑائی چھوڑ کر لوٹ کھسوٹ میں مصروف ہو گیا۔

محمد بن ماکان کی گرفتاری

اس اثناء میں ابن عمید کے پاس تھوڑے سے آدمی آ کر جمع ہو گئے ابن عمید نے ان لوگوں سے مر جانے پر عہد لے کر محمد بن ماکان کے لشکر پر حملہ کیا محمد بن ماکان کی فوج میدانِ جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی محمد بن ماکان گرفتار کر لیا گیا ابن عمید کامیابی کا جھنڈا لئے ہوئے اصفہان کی طرف آیا اور اس پر قابض ہو گیا۔ رکن الدولہ کی حرم اور اولاد اصفہان کے جس مقام پر تھی وہیں بھجوائی گئی۔

رکن الدولہ اور بکر بن مالک کے مابین مصالحت

ان واقعات کے بعد رکن الدولہ نے بکر بن مالک سپہ سالار لشکر خراسان کے پاس مصالحت کا پیام بھیجا اور سالانہ مقررہ خراج ادا کرنے پر مصالحت کر لی رے اور بلاد جبال پر مصالحت کی رو سے قابض

ہو گیا۔ اس کے بعد دارالخلافت بغداد سے اس کے بھائی نے خلعت اور خراسان کی گورنری کا جھنڈا روانہ کیا۔ جو ماہ ذی الحجہ ۳۴۳ھ میں خراسان پہنچا۔

ابوالحرث منصور بن نوح

امیر عبدالملک اپنی حکومت کے ساتویں سال گیارہ شوال ۳۵۰ھ میں رہ گزار عالم بقا ہوا۔ اس کے بعد اس کے بھائی ابوالحرث منصور بن نوح نے تخت حکومت پر قدم رکھا۔ اس کے شروع زمانہ حکومت میں رکن الدولہ نے طبرستان اور جرجان پر قبضہ کر لیا۔ وشمگیر یہاں سے نکل کر بلاد جبل چلا گیا۔

منصور کی خراسان پر فوجکشی

۳۵۵ھ میں ابوعلی بن الیاس والی کرمان وفد ہو کر امیر ابوالحرث منصور کی خدمت میں آیا اور بنو بویہ کے مقابلہ پر امداد کی درخواست کی رُے کی سرسبزی اور شادابی کا ذکر کر کے اُس پر قبضہ کرنے کی ترغیب دی۔ امیر منصور نے وشمگیر اور حسن بن فیرزان کو رے کے ارادے سے مطلع کیا اور تیاری کا حکم دیا۔ اس کے بعد ایک فوج مرتب کر کے ابوالحسن بن محمد بن سیمجور رودانی سپہ سالار افواج خراسان کی ماتحتی میں رُے کی جانب روانہ کیا اور اسے یہ ہدایت کی کہ تمام کام وشمگیر کی رائے سے کرنا اور اسی کو میدان جنگ کا سپہ سالار اور امیر لشکر بنایا۔

وشمگیر کی وفات

رفتہ رفتہ یہ خبر رکن الدولہ تک پہنچی۔ گھبرا گیا۔ اپنے اہل و عیال اور لڑکوں کو اصفہان بھیج دیا اپنے بیٹے عضدالدولہ کو فارس سے امدادی فوج بھیجنے کے لئے لکھا اور بغداد میں اپنے بھتیجے عزالدولہ بن بختیار کو لکھا کہ جہاں تک جلد ممکن ہو کمک روانہ کرو چنانچہ عضدالدولہ نے ایک فوج اپنے باپ کی کمک پر براہ خراسان یہ ظاہر کر کے روانہ کی کہ خراسان اس وقت اپنے حامیوں سے خالی ہے۔ اہل خراسان اس خبر سے متوحش ہو کر باہر نکلے اور خراسان کو چھوڑ کر دامغان میں جا کر دم لیا۔ رکن الدولہ یہ خبر پا کر اپنے لشکر کے ساتھ رے سے نکل کر کرمان کی طرف بڑھا اسی اثنا میں وشمگیر ایک روز سوار ہو کر شکار کھیلنے کے لئے نکلا اتفاق سے ایک جنگلی سور سامنے آ گیا وشمگیر نے اُس پر تیر مارا۔ نشانہ خالی گیا سور نے حملہ کر کے وشمگیر کے گھوڑے کو زخمی کر دیا وشمگیر زمین پر آ رہا۔ سور نے لپک کر وشمگیر پر بھی دانت مارا۔ اور اسے اس قدر زخمی کیا کہ وہیں مر گیا یہ واقعہ ماہ محرم ۳۵۷ھ کا ہے۔ وشمگیر کے مرتے ہی رکن الدولہ کو اطمینان حاصل ہو گیا۔ جو لوگ اس کی ایذا

کے درپے تھے.. اپنا سامنہ لے کر دم بخود ہو گئے۔ بیستون بن وشمگیر اپنے باپ کی جگہ حکمران ہوا اس نے خط و کتابت کا سلسلہ جاری کر کے رکن الدولہ سے مصالحت کر لی چنانچہ رکن الدولہ نے اسے مالی اور فوجی امداد دی۔

ابوعلی بن الیاس

ابوعلی بن الیاس نے حکومت بنو سامان کی ماتحتی میں صوبہ کرمان پر قبضہ کیا تھا اور اس کی حکومت و سلطنت کو ایک گونہ استحکام حاصل ہو گیا تھا پھر یہ بعارضہ فالج مبتلا ہوا اور مدتوں تک اس میں گرفتار رہا اس کے تین بیٹے تھے الیسع، الیاس اور سلیمان۔ جب ابوعلی کو اپنی زندگی کی امید نہ رہی تو اس نے اپنے اراکین دولت کو جمع کر کے یہ فیصلہ دیا کہ میرے بعد تخت حکومت کا مالک الیسع ہو اور الیسع کے بعد الیاس کو حکومت دی جائے۔ سلیمان کو اس وجہ سے کہ اس سے اور الیسع سے عداوت تھی حکم دیا کہ بلاد صغد میں جا کر مقیم ہو اور وہاں کے مال و اسباب پر قبضہ کر لے۔ سلیمان اس حکم کے مطابق بلاد صغد کی طرف روانہ ہوا اور سیرجان پہنچ کر قبضہ کر لیا۔ جب ابوعلی کو اس کی خبر لگی تو اُس نے اپنے دوسرے بیٹے (الیسع) کو ایک بڑی فوج کے ساتھ روانہ کیا اور یہ حکم دیا کہ سلیمان کو لڑا کر ملک بدر کر دو اور اگر اسے بلاد صغد کے قبضہ کی خواہش پیدا ہو تو اسے اس سے بھی روک دو۔

الیسع کا سیرجان پر قبضہ

الیسع کوچ و قیام کرتا ہوا سلیمان تک پہنچ گیا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ سلیمان... جنگ ہو کر حکمت عملی سے اپنا مال و اسباب حصار سے نکل کر خراسان چلا گیا اور الیسع نے سیرجان پر قبضہ کر لیا۔

سلیمان بن ابوعلی

ان واقعات کے بعد ابوعلی[1] بخارا چلا گیا اس وقت اُس کا بیٹا سلیمان بھی وہیں موجود تھا امیر ابوالحرث منصور بعزت و احترام پیش آیا اور اپنے مقربین بارگاہ

---

[1] ابوعلی کے بخارا جانے کی کیفیت کو ابن اثیر نے اس طرح بیان کیا ہے کہ سیرجان پر الیسع کے قابض ہونے کے بعد اہل شہر نے خالف ہو کر ابوعلی سے الیسع کی شکایت کی ابوعلی نے بلا تحقیق الیسع کو گرفتار کر کے قلعہ میں قید کر دیا الیسع کی والدہ الیاس کی ماں کے پاس گئی اور اُس سے یہ کہا کہ دیکھو ہمارے شوہر نے جو کچھ ہمارے لڑکے کے حق میں کیا تھا اسے توڑ دیا اس کے بعد تمہارے لڑکے الیاس کے ساتھ بھی واقعہ پیش آئے گا۔ نتیجہ کیا ہوگا کہ ملک و حکومت آل الیاس

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

میں داخل کر لیا۔ ابوعلی نے امیر ابوالحرث کو رے پر فوج کشی کرنے کی ترغیب دی۔ چنانچہ امیر ابوالحرث نے فوجیں مرتب کر کے رے کی طرف روانہ کیں۔ جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں اور ابوعلی اسی کے پاس ٹھہرا رہا۔ یہاں تک کہ ۳۵۶ھ میں مر گیا کما ذکرہ فی اخبارہ۔

سلیمان بن ابوعلی اور کورکین کی جنگ

کچھ روز بعد الیسع بھی چلا گیا اور وہیں قیام پذیر ہوا اس کے بعد سلیمان نے امیر ابوالحرث منصور کو کرمان کے قبضہ پر ابھارا اور اس کی سرسبزی و شادابی کا ذکر کرتے ہوئے یہ ظاہر کیا کہ اہل کرمان آپ کے مطیع ہیں آپ کے پہنچنے کی دیر ہے پہنچے نہیں کہ ان لوگوں نے اطاعت کی نہیں۔ امیر ابوالحرث نے ایک فوج سلیمان کے ہمراہ کرمان کی طرف روانہ کی۔ جوں ہی سلیمان کرمان کے قریب پہنچا قمص اور لویس کے اطراف و جوانب کے رہنے والوں اور ان لوگوں نے جو عضدالدولہ کے خلاف تھے اطاعت قبول کی۔ اس سے سلیمان کے قدم حکومت پر جم گئے۔ کورکین گورنر کرمان جو عضدالدولہ کی طرف سے کرمان میں رہتا تھا یہ خبر پا کر روک تھام کے لئے نکلا۔ سلیمان سے اور اس سے معرکہ آرائی ہوئی۔ سلیمان کے ہمراہی سلیمان کو تنہا چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ جس سے سلیمان کو شکست ہوئی۔ اس کے ساتھ اس کے دو بھتیجے بکر و حسین پسران الیسع اور بہت سے سرداران لشکر کام آ گئے اور کرمان پر دیلم کا قبضہ ہو گیا۔

منصور اور بنو بویہ میں مصالحت

ان واقعات کے ختم ہونے پر امیر ابوالحرث منصور بن نوح والی خراسان و ماوراء النہر اور رکن الدولہ میں مصالحت ہو گئی

(گذشتہ سے پیوستہ)
سے نکل جائے گی مناسب یہ ہے کہ تم میرے لڑکے الیسع کی رہائی میں میرا ہاتھ بٹاؤ۔ الیاس کی ماں اس پر راضی ہو گئی ابوعلی کو کسی وقت غش آ جاتا تھا اور دیر تک اس میں مبتلا رہتا تھا۔ دونوں عورتوں نے ابوعلی کی غشی کے وقت متفق ہو کر الیسع کو قید سے رہا کر دیا۔ الیسع قید سے رہا ہو کر لشکر گاہ میں پہنچا۔ لشکریوں نے کمال خوشی سے خیر مقدم کیا اور مطیع ہو گئے جن لوگوں نے لگایا بجھایا تھا وہ بھاگ گئے اور بعض گرفتار کر لئے گئے الیسع نے قلعہ کا محاصرہ کر لیا جب ابوعلی کو غش سے افاقہ ہوا تو وہ اپنے کو محاصرہ میں دیکھ کر اپنے بیٹے الیسع سے امن کا خواستگار ہوا الیسع نے قلعہ اور تمام صوبہ کرمان لے کر اپنے باپ ابوعلی کو امن دے دیا ابوعلی بہت سامان و اسباب لے کر بخارا چلا گیا دیکھو تاریخ کامل صفحہ ۲۲۰ جلد ۸۔

اس نے اپنی بیٹی کا عقد اس سے کر دیا بے انتہا ہدایا اور تحائف دیئے کہ جس کی نظیر نہیں ہو سکتی۔ دونوں امیروں کے صلحنامہ پر سرداران خراسان، فارس اور عراق نے اپنے اپنے دستخط کئے۔ اس صلح نامہ کی تکمیل ابوالحسن محمد بن ابراہیم بن سیمجور سپہ سالار افواج خراسان نے کرائی تھی جو امیر ابوالحرث منصور کی طرف سالار تھا یہ واقعہ ۳۶۱ھ کا ہے۔

نوح بن منصور کی امارت

۳۶۵ھ کے نصف امیر ابوالحرث منصور نے بخارا میں وفات پائی۔ اس کا بیٹا ابوالقاسم نوح تخت حکومت پر متمکن ہوا۔ ابوالقاسم نوح ایک کم عمر لڑکا تھا سن بلوغ کو نہیں پہنچا تھا۔ قلمدان وزارت ابوالحسن عتبی کے سپرد کیا گیا عہدہ حجابت سے ابوالعباس قاسم (ابوالحسن کا آزاد غلام) ممتاز ہوا۔

طاہر بن خلف

ہم اوپر خلف بن احمد لیثی والی سجستان کے حالات میں بیان کر چکے ہیں کہ اس نے امیر منصور بن فرج سے اپنے عزیز قریب طاہر بن خلف بن احمد بن حسین کے مقابلہ میں جس نے ۳۶۵ھ میں اس سے بغاوت کی تھی، امداد طلب کی تھی چنانچہ امیر منصور نے خلف بن احمد کو فوجی مدد دی اور اسے اس کی حکومت کی کرسی پر دوبارہ متمکن کیا اس کے بعد جبکہ امیر منصور کے لشکر کو خلف نے رخصت کر دیا طاہر نے پھر بغاوت کر دی۔ خلف نے امیر منصور سے پھر امداد طلب کی امیر منصور نے امداد دی۔ اس اثناء میں طاہر انتقال کر گیا۔ اس کا بیٹا حسین امارت کی کرسی پر متمکن ہوا۔ خلف نے اس کا محاصرہ کر لیا اور نہایت سختی سے محاصرہ قایم رکھا بالآخر حسین سجستان کو خیر باد کہہ کر امیر سعید نوح بن منصور کے پاس چلا گیا اور خلف حکومت امیر نوح کی ماتحتی میں سجستان میں حکومت کرنے لگا اور خراج سالانہ مقررہ دارالامارت بھیجنا شروع کیا۔

قلعہ ارک کا محاصرہ

چند دن بعد شاہی اطاعت اور فرمانبرداری میں کوتاہی کرنے لگا۔ احکام شاہی کے تعمیل میں اغماض و چشم پوشی سے کام لینے لگا تب حسین بن طاہر عساکر خراسان کا لشکر لے کر خلف بن احمد کی سرکوبی کے لئے آیا اور قلعہ ارک میں محاصرہ ڈالا ایک بڑی مدت تک محاصرہ ڈالے رہا۔ وزیر السلطنت ابوالحسن عتبی نے سپہ سالاروں کی ایک جماعت کو جس میں حسن بن مالک اور کتاش وغیرہ جیسے سپہ سالار

تھے ملک پر بھیجا۔ سات برس تک محاصرہ کا سلسلہ قایم رہا یہاں تک کہ رسد و غلہ مال اور فوج کا خاتمہ ہو گیا۔

ابن سیمجور کی معزولی

ابن سیمجور ان دنوں خراسان ہی میں تھا چونکہ اس کا زمانہ حکومت بھی طویل ہو گیا تھا۔ اس وجہ سلطان کی اطاعت خاطر خواہ نہ کرتا تھا۔ اور خلف بن احمد اس کا دوست و مشیر تھا اس بنا پر اس پر بھی شاہی عتاب ہوا اور حکومت خراسان سے معزول کر دیا گیا اس کی جگہ ابوالعباس تاش کو حکمرانی کی سند عطا ہوئی ابن سیمجور معذرت کا عریضہ لکھ کر قہستان چلا گیا اور بانتظار جواب وہیں ٹھہرا رہا۔ کچھ عرصہ بعد سجستان جانے کی بابت امیر نوح کا فرمان صادر ہوا چنانچہ ابن سیمجور نے سجستان کا رُخ کیا اور وہاں پہنچ کر خلف بن احمد کو حسین بن طاہر کے محاصرہ سے نکل جانے کا موقع دے دیا۔ خلف قلعہ طاق میں جا کر پناہ گزیں ہو گیا اور ابن سیمجور کچھ دن تک امیر نوح کو خوش کرنے کو وہیں قیام پذیر رہا پھر وہاں سے واپس آیا۔

ابوالعباس تاش کی گورنری

جس وقت امیر نوح نے ابوالعباس تاش کو سپہ سالاری و حکومت خراسان پر مامور کیا اور ابوالعباس تاش ۳۷۱ھ میں دارو خراسان ہوا تو فخر الدولہ بن رکن الدولہ اور شمس المعالی قابوس بن وشمگیر سے ملاقات ہوئی۔ یہ لوگ جرجان سے آئے ہوئے تھے۔ ان دونوں کی سرگذشت یہ ہے کہ جس وقت عضد الدولہ نے اپنے بھائی فخر الدولہ کے مقبوضات پر قبضہ کر لیا، اور شکست دے دی۔ تب فخر الدولہ شمس المعالی قابوس کے پاس کے جا کر پناہ گزیں ہوا۔ عضد الدولہ نے شمس المعالی کے پاس فخر الدولہ کے واپس بھیجنے کا خط لکھا اور لالچ بھی دیا۔ اور دھمکی بھی دی۔ قابوس نے انکاری جواب دیا۔ عضد الدولہ نے طیش میں آ کر فخر الدولہ کی گرفتاری پر اپنے بھائی موید الدولہ کو ایک بڑی فوج کے ساتھ روانہ کیا۔ قابوس مقابلہ پر آیا۔ لیکن شکست اٹھا کر بھاگا۔ اپنے کسی قلعہ میں جا کر پناہ گزیں ہوا۔ اور جب اس میں بھی پناہ کی صورت نظر نہ آئی۔ تو اپنا مال و اسباب لے کر نیشاپور چلا گیا۔ فخر الدولہ بھی میدان جنگ سے اپنی جان بچا کر آ پہنچا۔ دونوں ابوالعباس سے ملے اور اپنی سرگذشت بیان کی ابوالعباس نے اُن کی بے حد عزت کی توقیر و احترام سے ٹھہرایا۔ چنانچہ ان دونوں نے ابوالعباس کے پاس قیام اختیار کیا اور موید الدولہ نے جرجان اور طبرستان پر قبضہ

کر لیا۔

ابو العباس کا محاصرہ جرجان جب قابوس بن وشمگیر اور فخر الدولہ بن رکن الدولہ ابو العباس تاش کے پاس آ کر پناہ گزیں ہوئے اور جرجان و طبرستان کو موید الدولہ سے واپس لینے کی درخواست کی۔ ابو العباس تاش نے امیر نوح کی خدمت میں اجازت حاصل کرنے کی غرض سے ایک عرضداشت بخارا روانہ کی چنانچہ امیر نوح نے ان دونوں مظلوموں کے ساتھ جانے اور ان کا ملک واپس دلانے کا حکم دیا۔ ابو العباس تاش نے فوجیں آراستہ کر کے ان دونوں مظلوموں کے ساتھ موید الدولہ سے بدلہ لینے کے لئے کوچ کیا۔ سفر و قیام کرتا ہوا جرجان پہنچا اور محاصرہ ڈال دیا۔ دو ماہ تک نہایت سختی سے محاصرہ ڈالے رہا موید الدولہ نے فایق نامی ایک خراسانی سپہ سالار کو ملا لیا۔ صف آرائی کے وقت اس نے حسب وعدہ اپنے مورچہ کو چھوڑ دیا۔ اور شکست اٹھا کر بھاگا موید الدولہ نے جرجان سے نکل کر حملہ کیا۔ جس سے خراسانی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی اور شکست کھا کر نیشاپور چلی آئی۔

ابو الحسن عتبی کا قتل ابو العباس تاش نے اس شکست کی اطلاع امیر نوح کو بخارا میں دی امیر نوح نے تسلی دہ فرمان بھیجا اور اپنے تمام ممالک مقبوضہ میں فراہمی فوج کا ایک گشتی فرمان روانہ کیا کہ چاروں طرف سے فوجیں مسلح ہو کر نیشاپور حاضر ہوں اور قابوس و فخر الدولہ کا حق دلانے کے لئے ابو العباس تاش کے زیر حکومت موید الدولہ پر حملہ کریں تھوڑے دنوں میں ایک بڑی فوج جمع ہو گئی۔ اس اثناء میں وزیر السلطنت ابو الحسن عتبی کے قتل کی خبر مشہور ہوئی جس سے وقتی طور پر فوجکشی ملتوی ہو گئی کیونکہ عنان حکومت و سلطنت وزیر السلطنت ہی کے قبضہ اختیار میں تھی۔ یہ واقعہ ۳۷۲ھ کا ہے۔ وزیر السلطنت کے قتل کے بعد امیر نوح کی طلبی پر ابو العباس تاش نیشاپور چھوڑ کر نظام حکومت درست کرنے کی غرض سے بخارا چلا گیا اور جن لوگوں نے وزیر السلطنت کو قتل کیا تھا انہیں گرفتار کر کے قتل کیا بیان کیا جاتا ہے کہ ابو الحسن محمد بن ابراہیم بن سیمجور نے چند لوگوں کو وزیر السلطنت کے قتل پر مامور کیا تھا۔

ابوالعباس کی خراسان پر فوجکشی آپ اوپر یہ پڑھ چکے ہیں کہ ابوالحسن بن سیمجور جس وقت سے سجستان گیا تھا۔ وہیں مقیم رہا پھر وہاں سے قہستان لوٹ آیا۔ جب ابوالعباس تاش بخارا کی جانب روانہ ہوا تو ابن سیمجور نے فائق کو لکھا کہ آؤ ہم اور تم متفق ہو کر خراسان پر قبضہ کر لیں فائق نے اقراری جواب دیا۔ چنانچہ دونوں نیشاپور میں جمع ہوئے اور خراسان پر قبضہ کر لیا ابوالعباس تاش یہ خبر پا کر فوجیں لے کر ان دونوں پر چڑھ گیا۔ ان لوگوں نے گھبرا کر خط و کتابت شروع کی۔ بالآخر یہ طے پایا کہ نیشاپور کی حکومت اور سپہ سالاری افواج ابوالعباس تاش کو دی جائے بلخ فائق کو اور ہرات ابوالحسن بن سیمجور کو۔ اس مصالحت کے بعد تمام فریق اپنے اپنے صوبوں کو واپس ہوئے۔

ابوالعباس کی معزولی فخر الدولہ بن بویہ ان واقعات کے اثنار میں ابن سیمجور اور فائق کے ساتھ نیشاپور ہی میں تھا اور امداد کی انتظار میں ٹھہرا ہوا تھا یہاں تک کہ اس کا بھائی مؤید الدولہ ماہ شعبان ۳۷۳ھ میں مر گیا، اراکین دولت نے اسے کرسی حکومت پر بٹھانے کی غرض سے بلا بھیجا اس امر کی تحریک ابن عباد وغیرہ نے کی تھی فخر الدولہ نے نیشاپور سے جرجان کی جانب کوچ کیا اور جرجان پہنچ کر اپنے بھائی کے ملک (جرجان اور طبرستان) پر قبضہ کر لیا۔ امیر نوح نے بخارا سے نیشاپور کی جانب ابوالعباس کے روانہ ہونے پر ابوالعباس کی جگہ عہدۂ وزارت پر عبداللہ بن عزیز کو مامور کیا۔ اس سے اور ابوالحسن عتبی سے اَن بَن کیا بلکہ عداوت تھی۔ عبداللہ نے عہدہ وزارت کے چارج لینے کے بعد ابوالعباس تاش کو حکومت خراسان سے سبکدوش کر دیا اور ابوالحسن محمد بن ابراہیم کو خراسان میں نیشاپور کی سند حکومت بھیج دی۔

ابوالعباس کی بغاوت ابوالعباس تاش نے حکومت خراسان سے معزول ہونے کے بعد امیر نوح کی خدمت میں معذرت اور تلطف خسروانہ کی عرضداشت روانہ کی امیر نوح نے توجہ نہ فرمائی اس بنا ر پر ابوالعباس تاش نے علم بغاوت بلند کر دیا اور فخر الدولہ سے ابن سیمجور کے مقابلہ میں امداد کی درخواست کی فخر الدولہ نے فوجی اور مالی مدد دی اور اپنے نامور سپہ سالار ابو محمد عبداللہ بن عبدالرزاق کو اس خدمت پر مامور کیا چنانچہ ابو محمد نے اپنی اور دیلمی

فوجوں کے ساتھ نیشاپور کی طرف قدم بڑھایا ابن سیمجور نیشاپور میں قلعہ نشین ہو گیا فریق مخالف نے محاصرہ ڈال دیا۔ تھوڑے دن بعد فخر الدولہ نے ایک اور تازہ دم فوج کمک پر بھیج دی۔ ابن سیمجور محاصرہ اُٹھا کر مقابلہ پر آیا اُن لوگوں نے اسے شکست دی اور اس کے تمام مال و اسباب کو لوٹ لیا۔ ابو العباس نے کامیابی کے ساتھ نیشاپور پر قبضہ کر لیا اور دوبارہ امیر نوح کی خدمت میں عذر خواہی اور الطاف شاہی کے مبذول کرنے کا عریضہ روانہ کیا مگر وزیر السلطنت عبداللہ بن عزیز نے اس کی معزولی پر زیادہ زور دیا۔ جس سے دونوں کے دلوں میں کدورت بدستور باقی رہ گئی۔

ابو العباس کی شکست و فرار اس شکست کے بعد ابن سیمجور نے اپنی حالت درست کی امراء بخارا اس واقعہ سے مطلع ہو کر اس کی کمک پر آئے جس سے اُس کی گئی ہوئی قوت پھر عود کر آئی۔ شرف الدولہ ابو الفوارس بن عضد الدولہ کو فارس میں امداد کے لئے لکھا چنانچہ شرف الدولہ نے اپنے چچا فخر الدولہ کی عداوت کی وجہ سے دو ہزار سواروں سے اس کی مدد کی۔ ابن سیمجور نے ان سب کو مرتب کر کے ابو العباس تاش کی طرف قدم بڑھایا دونوں حریفوں میں گھمسان کی لڑائی ہوئی ابو العباس شکست کھا کر فخر الدولہ کے پاس جرجان چلا گیا۔ فخر الدولہ نے اُس کی بے حد عزت کی اور اسے جرجان، دہستان اور استر آباد بطور جاگیر دے کر سے کارا ستہ کیا اور اس قدر مال واسباب اور آلات حرب روانہ کئے کہ جس کا شمار نہیں ہو سکتا۔ ابو العباس نے جرجان میں قیام کر کے فوجیں مرتب کیں۔ چندے اپنی مالی حالت درست کر کے خراسان کی طرف قدم بڑھایا مگر سوء اتفاق سے خراسان تک نہ پہنچ سکا۔ ناکام جرجان واپس آیا۔ تین برس قیام کر کے ۳۷۷ھ میں مر گیا۔

اہل جرجان کی بغاوت اہل جرجان نے ابو العباس کے اراکین دولت کی اطاعت قبول کی۔ مگر ان لوگوں کی بد خلقی اور ظالمانہ کارروائی کی وجہ سے لڑ پڑے سخت اور خونریز لڑائی ہوئی یہاں تک کہ ابو العباس کے اراکین دولت نے امن کی درخواست کی۔ تب اہل جرجان نے ان کی خونریزی سے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور وہ لوگ متفرق و منتشر ہو کر ادھر اُدھر چلے گئے ان میں سے اکثر نے جن میں ابو العباس کے ممتاز خواص غلام تھے خراسان میں جا کر قیام اختیار کیا۔

ابوعلی بن ابوالحسن یہ وہ زمانہ تھا کہ والی خراسان ابوالحسن سیمجور دفعتاً مرگیا تھا اس کی جگہ اس کا بیٹا ابوعلی حکمرانی کررہا تھا۔ اس کے بھائیوں نے اس کی حکومت کی اطاعت کرلی تھی ان میں سب سے بڑا ابوالعباس تھا۔ البتہ فائق نے حکومت وریاست کی بابت جھگڑا شروع کیا تھا اتنے میں ابوالعباس تاش کے اراکین دولت ابوعلی کے پاس پہنچ گئے جس سے اس کی شان وشوکت بڑھ گئی اور حالت درست ہوگئی۔

ابوعلی محمد بن عیسٰی کی وزارت آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ ابوالحسن بن سیمجور، ابوالعباس تاش اور فائق نے متفق ہوکر نیشاپور، سپہ سالاری خراسان، حکومت بلخ اور ہرات کے حصہ بخرے کرلئے تھے اس کے بعد وزیرالسلطنت عبداللہ بن عزیز کی تحریک سے ابوالعباس تاش کو معزول کرکے اس کی جگہ ابوالحسن کو مامور کیا۔ ان دونوں میں جو واقعات پیش آئے اسے ہم اوپر تحریر کرچکے ہیں تاش شکست کھاکر جرجان چلا گیا اور ابوعلی ہرات میں فائق بلخ میں استحکام کے ساتھ حکومت کرنے لگا وزیرالسلطنت عبداللہ بن عزیز جرجان پر قبضہ کرلینے کی حسن کو ترغیب دے رہا تھا۔ اتفاق سے بعد چند دنوں کے وزیرالسلطنت ابن عزیز معزول ہوکر خوارزم کی جانب شہر بدر کردیا گیا اور قلمدان وزارت ابوعلی محمد بن عیسٰی دامغانی کو مرحمت ہوا چونکہ حکومت کے مصارف بڑھ گئے تھے اور آمدنی کم ہوگئی تھی۔ اس وجہ سے ابوعلی محمد عہدہ وزارت کے فرائض کو پورے طور سے ادا نہ کرسکا نتیجہ یہ ہوا کہ معزول کردیا گیا۔ نصر بن احمد بن محمد بن ابویزید عہدہ وزارت سے سرفراز ہوا۔ تھوڑے دن کے بعد یہ بھی اس عہدہ سے سبکدوش کیا گیا اور ابوعلی دامغانی بدستور سابق عہدہ وزارت پر بحال ہوا اس اثناء میں ابوالحسن بن سیمجور مرگیا اور اس کا بیٹا ابوعلی اس کی جگہ حکومت کرنے لگا۔

ابوعلی محمد اور فائق کی جنگ ابوعلی نے کرسی حکومت پر قدم رکھنے کے بعد امیر نوح بن منصور کی خدمت میں درخواست بھیجی کہ جیسے میرے باپ کو سند حکومت مرحمت ہوئی تھی مجھے عنایت کی جائے امیر نوح نے بظاہر اس درخواست کو منظور کیا اور درپردہ فائق کو لکھ بھیجا کہ تم خراسان پر قبضہ کرلو اس کے ساتھ ہی خلعت اور جھنڈا بھیج دیا۔ ابوعلی پہلے تو یہ سمجھ رہا تھا کہ ان صوبوں پر میری حکومت قائم رہ گئی ہے مگر جب اس پر اس راز کا انکشاف

ہُوا تو اس نے بے شمار لشکر جمع کیا اور نہایت تیزی سے فایق پر فوج کشی کر دی۔ ہرات اور پوشنج کے درمیان معرکہ آرائی ہوئی۔ میدان ابوعلی کے ہاتھ رہا۔ فایق شکست کھا کر مرو الرود چلا گیا۔

ابوعلی بحیثیت گورنر خراسان

ان واقعات کے بعد امیر نوح نے ابوعلی کو سپہ سالاری افواج اور نیشاپور، ہرات، قہستان کی سند گورنری مرحمت کی عماد الدولہ کا خطاب دیا، رفتہ رفتہ امیر نوح کے دربار میں اس کا ایک ممتاز رتبہ ہو گیا اور اس نے آہستہ آہستہ تمام صوبہ خراسان پر قبضہ کر لیا اور اس درجہ مسلط اور حاوی ہو گیا کہ سلطان کی طلبی پر بھی اس نے اپنے صوبہ کا ایک قلیل حصہ علیحدہ نہ کیا۔ مگر سطوت شاہی کے خوف سے بظاہر حکومت کی اطاعت کا اظہار کرتا رہا اور درپردہ بغراخان ترکی بادشاہ کاشغر و شاغون سے خط و کتابت کا سلسلہ جاری کیا اور اسے بخارا و ماوراء النہر وغیرہ پر قبضہ کر لینے کی ترغیب دیتا رہا یہاں تک کہ اسے مستقل طور سے خراسان کی حکومت مل گئی۔

فایق بن ابوالحسن سیمجور

فایق ابوعلی سے شکست کھا کر مرو الرود چلا گیا تھا اور وہیں اس وقت تک قیام پذیر رہا جب تک کہ اس کے زخم اچھے نہ ہو گئے اور اس کے پاس اس کے ہمراہی آکر جمع نہ ہو گئے۔ تھوڑے دن بعد جب فایق کی حالت درست ہو گئی تو اس نے بلا اجازت بخارا کی طرف کوچ کیا۔ امیر نوح کو اس کی خبر لگی مشتبہ ہو کر ایک فوج و نکلتز دون برادر حاجب کی ماتحتی میں روک تھام کی غرض سے روانہ کی۔ فایق شکست کھا کر بھاگا۔ نہر عبور کر کے بلخ پہنچا اور وہاں چندے قیام کر کے ترمذ چلا گیا۔ بغراخاں سے خط و کتابت کا سلسلہ جاری کیا اور امیر نوح کے خلاف ابھارنے لگا۔

امیر نوح نے فایق کے بھاگنے کے بعد ابوالحرث احمد بن محمد فیر قوتی والی جرجان کو فایق کی گرفتاری اور سرکوبی کے لئے لکھا چنانچہ والی جرجان نے اپنی فوجیں فایق کے تعاقب میں روانہ کیں۔ فایق نے بھی خبر پا کر اپنی فوج کے ایک حصہ کو مقابلہ پر بھیجا۔ دونوں حریفوں کا مقابلہ ہُوا فایق کا لشکر شکست اٹھا کر بلخ کی طرف لوٹ آیا۔

طاہر بن فضل کی شکست و خاتمہ

اسی زمانہ میں طاہر بن فضل نے ابوالمظفر محمد بن احمد سے ملک صغانیاں چھین لیا تھا۔ ابوالمظفر بحال پریشان فایق کے پاس پہنچا۔ امداد کی درخواست

کی۔ چنانچہ فایق نے اس کی کمک پہ کمر ہمت باندھی اور فوجیں مرتب کر کے ابوالمظفر کو طاہر کے مقابلہ پر بھیجا۔ دونوں حریفوں میں سخت وخون ریز جنگ ہوئی۔ طاہر کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی اور طاہر جنگ کے دوران مارا گیا اور صغانیاں پر قابض ہو گیا۔

بغراخاں ترک کا بخارا پر قبضہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ ابوعلی بادشاہ ترک بغراخاں کو بخارا اور ماوراء النہر پر قبضہ کرنے کی ترغیب دے رہا تھا چنانچہ کچھ عرصہ بعد بغراخاں کو ملک گیری کا لالچ پیدا ہوا اور اس نے ملوک سامانیہ کے مقبوضات کی طرف قدم بڑھایا یکے بعد دیگرے شہروں پر قبضہ کرنے لگا۔ امیر نوح نے اس سے مطلع ہو کر بغراخاں کے مقابلہ پر فوجیں روانہ کیں بغراخاں نے انہیں شکست دے کر سپہ سالار فوج کو مع دیگر سرداران لشکر کے گرفتار کر لیا اور بخارا کی جانب بڑھا۔ امیر نوح نے ابوعلی بن سیمجور اور فایق کو لکھا کہ اپنی افواج کے ساتھ بخارا کو بچانے اور میری حمایت کے لئے آؤ۔ مگر ان لوگوں نے کوئی توجہ نہ کی۔ بغراخاں کوچ و قیام کرتا اور شہروں پر یکے بعد دیگرے قابض ہوتا ہوا بخارا کے قریب پہنچ گیا امیر نوح چھپ کر بخارا سے نکلا اور دریا عبور کر کے تل الشط پر پہنچا تھوڑے دن بعد اس کے رفقاء اور امراء سب اس سے آ ملے۔ امیر نوح نے یہاں پر قیام اختیار کیا اور ابوعلی فایق کو اپنی حمایت پر طلبی کے خطوط بھیجنے لگا۔

بغراخاں کی وفات بغراخاں نے امیر نوح کے چلے آنے کے بعد بخارا پر قبضہ کر کے وہیں قیام اختیار کیا اتفاق سے ایک سخت بیماری میں مبتلا ہوا طبیبوں کی رائے سے بخارا چھوڑ کر اپنے شہر کو واپس ہوا امیر نوح یہ خبر پاکر نہایت تیزی سے مسافت طے کر کے بخارا پہنچا۔ اہل بخارا نے اس کی واپسی سے بیحد خوشی منائی۔ امیر نوح نے دوبارہ کرسی حکومت بخارا پر جلوس فرمایا۔ اس مسرت پر دوبالا مسرت یہ ہوئی کہ بغراخاں کے مرنے کی خبر بھی آپہنچی، سارا شہر چراغاں کیا گیا۔ اہل شہر اور امیر نوح کی خوشی و مسرت کا کیا پوچھنا تھا مارے خوشی کے جامہ سے باہر نکلے پڑتے تھے۔

ابوعلی کو امیر نوح کی واپسی بخارا سے بیحد شرمندگی ہوئی کیونکہ اس نے امیر نوح کی مدد سے جان چرائی تھی۔ اور نہایت کج ادائی سے پیش آیا تھا۔ فائق کو اپنی غم سے بھری ہوئی داستان لکھی چنانچہ فائق امیر نوح کی مخالفت پر کمر بستہ ہو کر ابوعلی کے پاس چلا گیا اور دونوں حکومت کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوئے یہ واقعات ۳۸۲ھ کے ہیں۔

سبکتگین کی گورنری

جب ابوعلی اور فایق متفق ہو کر امیر نوح کی مخالفت پر اُٹھ کھڑے ہوئے امیر نوح نے سبکتگین کو ان واقعات سے مطلع کر کے ان دونوں باغیوں کے مقابلہ کے لئے اپنی مدد کو بلا بھیجا۔ سبکتگین امیر نوح کی جانب سے غزنی کا گورنر تھا اور ان دنوں ملوک کفار سندھ پر جہاد میں مصروف تھا۔ جس وقت اسے امیر نوح کا فرمان ملا فوراً لڑائی موقوف کر کے غزنی لوٹ آیا اور فراہمی لشکر و آلات حرب میں مصروف ہوا۔ ابوعلی اور فایق اس سے مطلع ہو کر ڈر گئے معزالدولہ بن بویہ سے امداد کی درخواست کی اور اس معاملہ میں اس کے وزیر السلطنت صاحب بن عباد سے بھی اعانت کے خواستگار ہوئے معزالدولہ نے ان دونوں باغیوں کی کمک پر فوجیں روانہ کیں۔

امیر نوح کا نیشاپور پر قبضہ

سبکتگین اور اس کا ہونہار بیٹا محمود فوجیں مرتب کر کے ۳۸۳ھ میں خراسان کی طرف بڑھا امیر نوح بھی یہ خبر پا کر بخارا سے نکلا۔ سبکتگین اور محمود سے ملاقات کی۔ پھر سب کے سب متفق ہو کر ابوعلی اور فایق کی گوشمالی کے لئے روانہ ہوتے اطراف ہرات میں معرکہ کارزار گرم ہوا ابوعلی اور فایق کے ہمراہ قابوس بن وشمگیر بھی تھا۔ قابوس کفران نعمت نہ کر سکا امیر نوح کے پاس امن حاصل کر کے چلا آیا۔ ابوعلی اور فایق کے ہمراہیوں کے چھکے چھوٹ گئے سبکتگین کے سرداروں نے شکست پر شکست دینا شروع کی۔ ابوعلی اور فایق میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے فتحمند گروہ نیشاپور تک تعاقب کرتا چلا گیا جب فایق اور ابوعلی کو نیشاپور میں بھی پناہ نہ ملی تو ناکام ہو کر جرجان میں جا کر دم لیا۔ معزالدولہ سے ملے ہدایا و تحائف پیش کئے اپنی مصیبت کی داستان بیان کی معزالدولہ نے ان دونوں کو جرجان میں ٹھہرایا اور وظیفہ مقرر کر دیا۔

ابوعلی اور فائق کی شکست کے بعد امیر نوح نے کامیابی کے ساتھ نیشاپور پر قبضہ کر لیا نیشاپور کی حکومت اور سپہ سالاری افواج خراسان کے عہدہ پر محمود بن سبکتگین کو مقرر کر کے "سیف الدولہ" کا خطاب مرحمت فرمایا اور اس کے باپ سبکتگین کو ناصرالدولہ کے خطاب سے مخاطب کیا۔ ہرات کی حکومت پر سبکتگین کو اور نیشاپور کی گورنری پر محمود کو مامور کر کے بخارا کی جانب واپس ہوا۔

ابوعلی اور محمود بن سبکتگین کی جنگ

جونہی امیر نوح اور سبکتگین ایک دوسرے سے جدا ہو کر بخارا اور ہرات کی طرف روانہ ہوئے ابوعلی اور فایق کو خراسان کی حکومت کا پھر لالچ پیدا ہوا۔

چنانچہ ان دونوں نے فوجیں آراستہ کر کے ماہ ربیع الاول ۳۸۴ھ میں جرجان سے نیشاپور کی جانب قدم بڑھایا۔ محمود اس سے مطلع ہو کر ان دونوں کے مقابلہ پر نکلا۔ نیشاپور کے باہر دونوں حریفوں نے صف آرائی کی۔ ابوعلی اور فائق نے اس امر کا احساس کر کے محمود کی جمعیت کم ہے اس کے باپ سبکتگین کی امداد نہ آنے پائی تھی کہ لڑائی چھیڑ دی۔ محمود شکست کھا کر اپنے باپ کے پاس بھاگ گیا۔ حریف نے اس کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا اور ابوعلی نے نیشاپور میں قیام کر دیا۔ امیر نوح ملانے کی غرض سے اکثر ابوعلی سے خط و کتابت کیا کرتا تھا اور اس کی لغزشوں اور عدول حکموں سے درگزر کرتا جاتا تھا چنانچہ اس مرتبہ بھی جو لغزش اس سے سبکتگین کے معاملہ میں ہوئی تھی اس سے درگزر کا خط لکھا مگر ابوعلی اور فائق نے جو بات امیر نوح نے چاہی تھی اسے منظور نہ کیا۔

معرکہ طوس سبکتگین نے اپنے بیٹے محمود کی شکست اور ابوعلی کے قبضہ نیشاپور سے برہم ہو کر فوجیں فراہم کیں۔ سامان سفر و جنگ مہیا کر کے ابوعلی پر فوج کشی کر دی۔ مقام طوس میں مڈبھیڑ ہوئی۔ محمود بھی سبکتگین کی روانگی کے بعد امدادی فوج لے کر پہنچ گیا۔ ابوعلی اور فائق شکست کھا کر ابیورد کی جانب بھاگے سبکتگین نے اپنے بیٹے محمود کو نیشاپور کی حکومت پر مامور کر کے ابوعلی اور فائق کا تعاقب کیا۔ ابوعلی اور فائق نے جب وہاں بھی پناہ کی صورت نہ دیکھی تو مرو جا کر دم لیا۔ پھر مرو سے نکل کر آمل الشط میں پہنچ کر پناہ گزین ہوئے اور دونوں نے متفق ہو کر امیر نوح کی خدمت میں عفو قصور اور مرحمت خسروانہ حاصل کرنے کے لئے عریضہ روانہ کیا۔ امیر نوح نے ابوعلی سے یہ شرط پیش کی کہ تم جرجانیہ میں جا کر قیام کرو اور فائق کا ساتھ چھوڑ دو تو تمہارا قصور معاف کیا جائے ابوعلی نے ان شرائط کو منظور کر لیا اور فائق کا ساتھ چھوڑ کر جرجانیہ کی جانب روانہ ہوا۔ خوارزم کے قریب پہنچ کر ایک گاؤں میں مقیم ہوا۔

ابوعلی اور خوارزم ابوعبداللہ خوارزم شاہ ابوعلی کی آمد کی خبر سن کر ملنے کے لئے آیا اور بڑی آؤ بھگت سے اپنے یہاں لے جا کر ٹھہرایا۔ شب کے وقت چند سپاہیوں کو بھیج کر ابوعلی کو اس کے ہمراہیوں کے ساتھ گرفتار کر کے قید کر دیا۔ رفتہ رفتہ اس کی خبر مامون بن محمد والی جرجانیہ تک پہنچی۔ مامون کو اس واقعہ سے بے حد صدمہ ہوا۔ فوراً فوجیں آراستہ کر کے خوارزم شاہ پر چڑھائی شروع کر دی۔ مقام کاث میں خوارزم شاہ سے مقابلہ ہوا۔ سخت اور خونریز جنگ کے بعد خوارزم شاہ کو شکست ہوئی مامون نے کاث پر

قبضہ کر کے خوارزم شاہ کا تعاقب کیا زیادہ تگ و دو کی نوبت نہ آئی تھی کہ خوارزم شاہ گرفتار کر لیا گیا ابوعلی کو قید سے نجات ملی۔ مامون منصور مظفر و منصور جرجانیہ کی جانب واپس ہوا اور بلاد خوارزم پر اپنی جانب سے اپنے ایک امیر کو مامور کر دیا۔

ابوعلی کی گرفتاری و خاتمہ

مامون نے جرجانیہ پہنچ کر خوارزم شاہ کے پیش کئے جانے کا حکم دیا اور جب وہ دربار میں پیش کیا گیا تو ابوعلی کے روبرو اسے قتل کر ڈالا اس کے بعد امیر نوح کو ابوعلی کی سفارش لکھی۔ امیر نوح نے مامون کی سفارش پر ابوعلی کو بخارا میں بلا بھیجا۔ چنانچہ ابوعلی جرجانیہ سے بخارا کی جانب روانہ ہوا۔ شاہی امراء اور نوح سلطانی نے استقبال کیا مگر جونہی دربار شاہی میں داخل ہوا امیر نوح نے گرفتاری کا حکم دیا جس کی فوراً تعمیل کی گئی۔

کسی ذریعہ سے سبکتگین کو یہ معلوم ہو گیا کہ ابن عزیز وزیر السلطنت ابوعلی کی رہائی کی فکر میں ہے اور امیر نوح سے سعی سفارش کر کے اسے قید سے رہا کرنا چاہتا ہے اس بنا پر سبکتگین نے امیر نوح کی خدمت میں اپنا سفیر بھیج کر ابوعلی کو اپنے پاس بلا لیا اور قید کر دیا چنانچہ اسی حالت میں ۳۸۷ھ کا دور پورے ہوتے ہوتے ابوعلی کا انتقال ہو گیا۔ باقی رہا اس کا بیٹا ابوالحسن وہ فخر الدولہ بن بویہ کے پاس بھاگ گیا اور وہیں قیام پذیر رہا۔ ابوعلی کی مفارقت کے بعد فائق نے کاشغر کا راستہ اختیار کیا۔ ایلک خاں بادشاہ ترک بعزت و احترام پیش آیا۔ امیر نوح کو اس کی عفو تقصیر کی سفارش لکھی۔ امیر نوح نے ایلک خاں کی سفارش پر فائق کی تقصیر معاف کر دی اور سمرقند کی حکومت پر مامور کر دیا۔

امیر نوح سامانی کی وفات

ماہ رجب ۳۸۷ھ میں امیر نوح بن منصور سامانی اپنی حکومت و سلطنت کا اکیسواں سال پورا کر کے وفات پا گیا۔ اس کے مرنے سے ملوک سامانی کی حکومت متزلزل ہو گئی کمزوری کے آثار نمایاں ہو چلے، چاروں طرف سے سرحدی امراء نے ہاتھ بڑھانا شروع کیا۔ جس سے تھوڑی سی مدت میں ملوک سامانی کی حکومت جاتی رہی۔

ابوالحرث منصور کی امارت

امیر نوح کے انتقال کے بعد اس کا بیٹا ابوالحرث منصور تخت حکومت پر متمکن ہوا اراکین دولت اور امرائے سلطنت نے بالاتفاق اطاعت قبول کی مکتبوزون

ممالک مقبوضہ کا انتظام کرنے لگا۔ قلمدان وزارت ابوطاہر محمد بن ابراہیم کو سپرد ہوا۔

ایلک خان بادشاہ ترک کو امیر نوح کی وفات سے فائدہ اٹھانے اور ملک گیری کرنے کا شوق چرایا۔ فوجیں آراستہ کر کے سمرقند کی جانب بڑھا اور اسی مقام سے فائق کو ملا کر بخارا کی جانب روانہ کیا۔ امیر منصور کو اس خبر سے بیحد تشویش پیدا ہوئی جب کچھ بن نہ آئی تو بخارا چھوڑ کر بھاگ کھڑا ہوا اور نہر عبور کر کے دم لیا فائق بلا مقابلہ بخارا میں داخل ہوا اراکین شہر کو جمع کر کے یہ ظاہر کیا کہ میں امیر منصور کی خدمت کو حاضر ہوا ہوں وہ میرے ولی نعمت ہیں بخارا کیوں چھوڑ کر چلے گئے اور چند عمائدین ومشائخین بخارا کو یہ پیغام دے کر امیر منصور کی خدمت میں بھیجا بخارا واپس آنے کی درخواست کی۔ امیر منصور نے فائق سے عہد وپیمان لے کر بخارا کی جانب کوچ کیا۔ بخارا میں یہ دن بہت خوشی کا دن تھا ہر کہ ومہ کی باچھیں کھلی پڑتی تھیں۔ الغرض امیر منصور کی واپسی کے بعد فائق نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی سلطنت وحکومت کا انتظام کرنے لگا بکتوزون کو خراسان کی سند حکومت دے کر بخارا سے دور پھینک دیا۔

اسی سنہ کے ماہ شعبان میں سبکتگین کا بھی انتقال ہو گیا تھا اس کے لڑکوں اسماعیل اور محمود میں خانہ جنگی شروع ہو گئی تھی اسی زمانہ میں بکتوزون وارد خراسان ہوا اور اس پر قبضہ کر کے حکومت کرنے لگا۔

ابوالقاسم اور بکتوزون آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ بکتوزون جن دنوں محمود بن سبکتگین اپنے بھائی اسمٰعیل کی جنگ میں مصروف تھا وارد خراسان ہوا اور قابض ہو کر حکمرانی کرنے لگا۔

ابوالقاسم بن سیمجور برادر ابوعلی اپنے بھتیجے ابوالحسن بن ابوعلی کے ہمراہ جرجان چلا گیا تھا۔ اور دونوں چچا بھتیجے نے جرجان میں معزالدولہ کے پاس قیام اختیار کیا تھا۔ جب معزالدولہ مر گیا تو ان دونوں نے اس کے بیٹے مجدالدولہ کی خدمت میں رہنا شروع کیا رفتہ رفتہ ابوالقاسم کے پاس اس کے بھائی ابوعلی کے رفقاء اور امراء آ کر جمع ہو گئے۔

فائق نے بخارا سے ابوالقاسم کو لکھنا شروع کیا کہ تم بکتوزون پر فوج کشی کر دو، خراسان پر قبضہ کر لو۔ اور اسے خراسان سے حرف غلط کی طرح نکال باہر کرو۔ پہلے تو ابوالقاسم کو کچھ پس وپیش ہوا مگر فائق کے بار بار تحریک کرنے سے ابوالقاسم کو بھی جوش پیدا ہو گیا۔ فوجیں آراستہ کر کے جرجان سے نیشاپور کی طرف

روانہ ہوا۔ اور ایک فوج کو اسفرابن سر کرنے کے لئے بھیجا۔ اس فوج نے بکتوزون کے عمال کے قبضہ سے اسفرابن کو نکال لیا۔ اس کے بعد بکتوزون اور ابوالقاسم میں مصالحت کا نامہ و پیام شروع ہوا اور بالآخر دونوں میں مصالحت ہو گئی اور دامادی کا رشتہ بھی قائم ہو گیا۔ بکتوزون نیشاپور واپس آیا۔

محمود کا نیشاپور پر قبضہ

محمود بن سبکتگین نے اپنے بھائی اسمٰعیل کی مہم سے فارغ ہو کر غزنی پر قبضہ حاصل کر کے بلخ کی جانب کوچ کیا۔ محمود جب یہاں پہنچا تو زنگ ہی دوسرا تھا خراسان کی کری حکومت پر بکتوزون متمکن تھا جیسا کہ ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں۔ محمود نے امیر منصور بن نوح کی خدمت میں عریضہ روانہ کیا اپنے تعلقات فرماں برداری اور خیر خواہی ظاہر کر کے حکومت خراسان درخواست کی۔ امیر منصور نے حکومت خراسان دینے سے انکار کر دیا اور خراسان کی جگہ ترمذ، بلخ اور ان کے علاوہ صوبہ لبست کے دیگر شہروں کی سند حکومت دینے کا وعدہ کیا۔ محمود اس سے راضی نہ ہوا، دوبارہ درخواست بھیجی۔ امیر منصور نے نامنظور کر دی۔ اس سے محمود کو سخت رنج ہوا فوجیں آراستہ کر کے نیشاپور کی جانب قدم بڑھایا بکتوزون کو اس کی خبر لگ گئی۔ نیشاپور چھوڑ کر بھاگ گیا محمود نے ۳۸۸ھ میں اس پر قبضہ کر لیا۔ امیر منصور کو اس واقعہ سے سخت برہمی پیدا ہوئی۔ بخارا سے نیشاپور کی جانب محمود کو زیر کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ محمود اس کی آمد کی خبر پا کر مرو الرود چلا گیا اور وہیں آئندہ واقعات کے انتظار میں ٹھہرا رہا۔

عبدالملک بن امیر نوح کی امارت

جس وقت امیر منصور نے بخارا سے خراسان کی جانب محمود بن سبکتگین کو نیشاپور سے نکالنے کی غرض سے کوچ کیا بکتوزون نے یہ خبر پا کر امیر منصور کی خدمت میں شرف حضوری حاصل کیا چونکہ امیر منصور نے خلاف امید بکتوزون کی عزت و توقیر نہ کی اس وجہ سے بکتوزون کو کشیدگی پیدا ہوئی۔ فائق سے امیر منصور کی بے توجہی کی شکایت کی۔ فائق نے اس سے دو چند شکوہ کا دفتر کھول دیا۔ اس کے بعد دونوں نے متفق ہو کر یہ رائے قائم کی کہ امیر منصور کو معزول کر دینا چاہئے اور اس کی جگہ عبدالملک ابن امیر نوح کو امیر بنانا زیادہ موزوں ہوگا۔ سرداران لشکر میں سے بھی ایک گروہ اس رائے سے متفق ہو گیا۔ چنانچہ بکتوزون اور فائق نے حیلے سے امیر منصور کو بلا کر گرفتار کر لیا اور آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروا دیں۔ یہ واقعہ اوائل ۳۹۰ھ کا ہے اس نے بیس مہینے حکومت کی۔

امیر منصور کی گرفتاری کے بعد عبدالملک کو قبائے حکومت زیب تن کر کے کرسی امارت پر متمکن کیا۔ محمود کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے فایق اور بکتوزون کو اس میرے فعل پر لفرت کی اور ملک گیری کے لالچ میں ان احسان فراموشوں کی طرف روانہ ہوا۔

معرکہ مرو

محمود بن سبکتگین نے فوجیں آراستہ کر کے فایق اور بکتوزون پر چڑھائی کی ان دونوں کے ہمراہ عبدالملک نو عمر امیر بھی تھا جسے ان لوگوں نے کرسی حکومت پر متمکن کیا تھا چنانچہ فایق اور بکتوزون بھی محمود کی خبر سن کر مقابلہ کے لئے نکلے ۳۹۰ھ میں دونوں حریفوں کا مقام مرو میں مقابلہ ہوا محمود نے بزور تیغ ان لوگوں کو نیچا دکھایا ایک دوسرے سے جدا ہو کر بھاگ نکلے عبدالملک بحال پریشان بخارا پہنچا فایق اس کے ہمراہ تھا، بکتوزون نے نیشاپور جا کر دم لیا اور ابوالقاسم بن سیمجور نے قہفستان (کوہستان) میں پناہ لی۔

بکتوزون کا تعاقب

محمود نے فتحیابی کے بعد بکتوزون کے تعاقب کے لئے نیشاپور کا قصد کیا کوچ و قیام کرتا ہوا طوس پہنچا بکتوزون اس کی آمد کی خبر پا کر جرجان بھاگ گیا۔ محمود نے اس کے تعاقب پر ارسلان حاجب (لارڈ چمبرلین) کو روانہ کیا جو جرجان تک بکتوزون کا تعاقب کر کے واپس آیا۔ محمود نے اسے طوس کی حکومت پر مامور کر کے ہرات کی طرف کوچ کیا۔ بکتوزون کو موقع مل گیا نیشاپور پہنچ کر قبضہ کر لیا۔ محمود یہ سن کر لوٹ پڑا بکتوزون نیشاپور چھوڑ کر بھاگ گیا، مرو ہو کر گذرا اسے تاخت و تاراج کر کے بخارا جا پہنچا۔

محمود کا خراسان پر قبضہ

محمود نے ان کامیابیوں کے بعد خراسان کی حکومت پر اپنے قدم جما دیئے ملوک سامانی کی حکومت و سلطنت کو زائل کر کے خلیفہ قادر باللہ عباسی کے نام کا خطبہ پڑھنا شروع کیا اور اس کی خدمت میں سند حکومت کی درخواست بھیجی۔ خلافت مآب نے سند حکومت خلعت فاخرہ کے ساتھ روانہ فرمائی۔ محمود نے خراسان کے عہدہ سپہ سالاری پر اپنے بھائی نصر کو مامور کر کے نیشاپور میں قیام کرنے کا حکم دیا اور بلخ چلا آیا جہاں پر کہ اس کے باپ کا دارالحکومت تھا خراسان کے اطراف و جوانب کے امراء آل افریقیون جو جرجان میں حکمران تھے اور شاہ غرسیاں (غرشتان) بنو مامون حکمرانان خوارزم نے اطاعت قبول کی۔

دولت سامانی کا زوال

جس وقت محمود نے خراسان پر قبضہ کر لیا اور امیر عبدالملک بھاگ کر بخارا پہنچا۔ فایق اور بکتوزون وغیرہما امراء کچھ روز بعد بخارا میں جمع ہوئے اور متفق ہو کر محمود پر خراسان میں حملہ کرنے کی غرض سے فوجیں فراہم کرنے لگے اس اثنا میں فایق ماہ شعبان سنہ مذکور میں مرگیا جس سے ان لوگوں میں ایک گونہ اضطراب پیدا ہو گیا اور ان کے کاموں میں کمزوری پیدا ہو گئی کیونکہ یہی ان لوگوں کا پیشوا اور امیر نوح بن نصر کے یا اثر غلاموں میں سے تھا۔ ایلک خاں ترکی کو اس کی خبر لگی تو اسے بھی ملک گیری کی ہوس پیدا ہوئی جیسا کہ اس سے پہلے بقراخاں ترکی کو ملک گیری کی ہوس پیدا ہوئی تھی چنانچہ ترکوں کو مسلح کر کے اور یہ ظاہر کر کے کہ میں امیر عبدالملک کے دشمنوں کو زیر اور دور کرنے کے لئے آتا ہوں بخارا کی طرف روانہ ہوا۔

امیر عبدالملک بن نوح کا خاتمہ

عبدالملک اور اس کے امراء اس فقرہ میں آ گئے اور مطمئن ہو کر ہاتھ پہ ہاتھ رکھے ہوئے بیٹھے رہے جب ایلک خاں بخارا کے قریب پہنچا تو بکتوزون وغیرہ ارکین دولت ملنے کے لئے آئے ایلک خاں نے سب کو گرفتار کر لیا۔ اور دسویں ذی القعدہ کو بخارا میں داخل ہو کر دارالامارت پر قبضہ کر لیا۔ عبدالملک خاں کے خوف سے روپوش ہو گیا۔ ایلک خاں نے جاسوسوں کے ذریعہ سے سراغ لگا کر گرفتار کر لیا اور پا بہ زنجیر جیل میں ڈال دیا چنانچہ اسی حالت میں مرگیا۔ عبدالملک کے ساتھ اس کا بھائی ابوالحرث منصور امیر معزول، ابو ابراہیم اسمٰعیل ابویعقوب پسران امیر نوح اور اس کے چچا ابوزکریا ابوسلیمان اور ابوصالح فاری وغیرہم شاہزادگان ملوک سامانی بھی قید کر دیئے گئے تھے۔

عبدالملک کی وفات سے ملوک سامانی کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا جس کا رتبہ حکومت حدود حلوان سے بلاد ترک اور ماوراءالنہر تک پھیلا ہوا تھا۔ اسلامی حکومتوں میں اس کا رتبہ بہت بڑا تھا۔ سیاست و ملکداری میں یہ حکومت اول درجہ کی تھی۔

ابو ابراہیم اسمٰعیل بن نوح

ابو ابراہیم اسمٰعیل بن نوح تھوڑے دن بعد ۳۹۰ھ میں اس عورت کے لباس میں جو اس کی خدمت میں آیا جایا کرتی تھی قید خانہ سے نکل کر بخارا میں روپوش ہو گیا جب جستجو کرنے والے جستجو کر کے بیٹھ گئے تو ابراہیم بخارا سے نکل کر خوارزم پہنچا۔ "المنتصر" کا لقب اختیار

کیا۔ رفتہ رفتہ باقی ماندہ فوج اور سامانی سپہ سالار بھی آملے۔ قابوس تو خود نہیں آیا لیکن اس نے ایک لشکر اپنے بیٹوں منوچہر اور دارا کے ساتھ بھیج دیا۔ ابوابراہیم نے شوال ۳۶۱ھ میں نیشاپور میں داخل ہو کر خراج وصول کر لیا۔

ابوابراہیم اور منصور بن سبکتگین کی جنگ

محمود نے اس خبر سے مطلع ہو کر تو تناش حاجب کبیر والی ہرات کو ایک فوج جرار کا افسر بنا کر مدد کی غرض سے روانہ کیا۔ دونوں حریفوں میں دو دو ہاتھ چل گئے ابوابراہیم شکست کھا کر ابیورد کی جانب بھاگا جرجان کا قصد کیا۔ قابوس نے روک دیا سرخس چلا گیا اور اس پر قبضہ حاصل کر کے خراج وصول کرنے لگا یہ واقعہ ربیع الاول ۳۹۲ھ کا ہے۔ محمود نے ایک دوسری فوج منصور بن سبکتگین کی ماتحتی میں روانہ کی۔ ماہ ربیع الثانی میں نوبت نیشاپور صف آرائی ہوئی ابوابراہیم شکست کھا کر میدان جنگ سے بھاگا ابوالقاسم بن سیمجور چند سرداران لشکر کے ساتھ گرفتار ہو گیا۔ منصور نے ان سب کو غزنی روانہ کر دیا۔

ابوابراہیم اور ایلک خاں کی جھڑپیں

ابوابراہیم اس شکست کے بعد ترکوں میں چلا گیا جو اطراف بخارا میں سکونت پذیر تھے چونکہ ان لوگوں کو سامانی ملوک کی طرف پہلے سے میلان طبع تھا اس وجہ سے یہ لوگ اس کی حمایت پر اٹھ کھڑے ہوئے چنانچہ ابوابراہیم انہیں اپنے رکاب میں لئے ہوئے ماہ شوال ۳۹۳ھ میں ایلک خاں کی جانب بڑھا۔ مضافات سمرقند میں مقابلہ ہوا۔ ایلک خاں کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی۔ ترکان غز نے اس کے لشکرگاہ اور مال و اسباب پر قبضہ کر لیا سرداران لشکر میں سے بھی کچھ لوگ گرفتار ہو گئے انہیں ترکان غز اپنے ہمراہ لئے ہوئے اپنے وطن کی جانب لوٹے۔ ترکان غز نے اپنے مسکن و ماوا میں پہنچ کر اس خیال سے کہ ایلک خاں سے مراسم اتحاد پیدا ہو جائیں قیدیان ایلک خاں کو چھوڑ دینے کا مشورہ کرنے لگے ابوابراہیم کو اس کا احساس ہو گیا خائف ہو کر نکل کھڑا ہوا۔ نہر کو عبور کر کے آمل الشط پہنچا، امراء مرو، بسطام اور خوارزم سے امداد اور پناہ گزین ہونے کی درخواست کی۔ سب نے انکاری جواب دیا چار و ناچار پھر بخارا کی جانب واپس ہوا اور بحکم ہر کہ تنگ آید بجنگ آید، ایلک خاں سے لڑ پڑا۔ مگر شکست کھا کر دبوسیہ چلا آیا اور فوجیں فراہم کر کے پھر لوٹ پڑا۔

اس مرتبہ بھی میدان لشکر بخارا کے ہاتھ رہا ابو ابراہیم پسپا ہو کر لوٹ آیا۔

اس کے بعد نوجوانان سمرقند کا ایک گروہ آگیا اور اس کے ہمراہیوں میں آکر داخل ہو گیا ایلک خاں کو اس کی خبر لگ گئی لشکر آراستہ کر کے ماہ شعبان ۳۹۳ھ میں فوج کشی کر دی۔ اطراف سمرقند میں ابو ابراہیم سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ اس جنگ میں کامیابی کا سہرا ابو ابراہیم کے سر پہ بندھا۔ ایلک خاں شکست اٹھا کر بلاد ترک کی طرف واپس آیا اور فوجیں فراہم کر کے پھر حملہ کیا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ قبائل ترک ابو ابراہیم سے رخصت ہو کر اپنے اپنے وطن چلے آئے تھے۔ ابو ابراہیم کے پاس تھوڑے سے آدمی رہ گئے تھے مگر پھر بھی وہ خم ٹھونک کر مقابلے پر آیا۔ اطراف مردسیہ میں معرکہ آرائی ہوئی۔ ایلک خاں نے پہلے ہی حملہ میں ابو ابراہیم کو شکست دے دی۔ اس کے ہمراہی منتشر ہو گئے۔ معدودے چند آدمیوں کو لئے ہوئے نہر کو جرجان کی جانب سے عبور کیا۔ اور اسے تاخت و تاراج کرتا ہوا مرو کی طرف چلا ایک تنگ و دشوار گذار راہ سے راغول کے پل پر گذرتا ہوا البسطام کی جانب قدم بڑھایا۔

ابو ابراہیم کا خاتمہ

محمود کا لشکر ارسلان صاحب والی طوس کی ماتحتی میں اس کے تعاقب میں تھا۔ اس وقت قابوس بھی اس کا مخالف ہو گیا تھا۔ ان واقعات سے مطلع ہو کر ایک فوج بہمراہی الہ داد شاہجہانیہ بسطام بھیج دی۔ جس سے ابو ابراہیم کے پاؤں اکھڑ گئے بسطام سے ماوراءالنہر کی طرف واپس ہوا۔ روزانہ سفر اور جنگ سے اس کے ہمراہیوں پہ ماندگی اور ملال زیادہ غالب ہو گیا تھا۔ اکثر نے ساتھ چھوڑ دیا۔ اس پر طرہ یہ ہوا کہ انہی لوگوں نے ایلک خاں کے سرداروں کو ابو ابراہیم کا پتہ بھی بتلا دیا۔ پھر کیا تھا ایلک خاں کی فوج نے پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ تھوڑی دیر تک ہاتھ پاؤں مارتا رہا پھر کسی طرح سے اپنی جان بچا کر بھاگا اور عرب کے ایک گروہ میں جا کر دم لیا۔ عرب کا یہ گروہ زیر حمایت حکومت محمود بن سبکتگین ایک گاؤں میں آباد تھا۔ ابن بہیج نامی ایک شخص ان کا سردار تھا۔ محمود نے انہیں بہت دن پہلے ابو ابراہیم کی گرفتاری کی ہدایت و تاکید کی تھی۔ جب ابو ابراہیم اس کے پاس پہنچا تو ان لوگوں نے اسے اپنے پاس ٹھہرایا اور رات کے وقت اس پہ دفعتہً حملہ کر کے مار ڈالا۔ یہ واقعہ ۳۹۵ھ کا ہے۔ اسی زمانہ سے ملوک

سامانی کی سلطنت وحکومت ختم ہو جاتی ہے اور ان کے آثار حکومت نیست و نابود ہو جاتے ہیں گویا ان کا وجود ہی نہ تھا۔ والبقاء اللہ وحدہٗ۔

باب ۸

امارت غزنہ بنو سبکتگین

بنو سبکتگین کی حکومت درحقیقت ملوک سامانی کی ایک شاخ ہے اور اسی سے اس دولت و حکومت کا درخت پیدا اور سرسبز و شاداب ہوا۔ اس دولت و حکومت کا اقتدار اور جاہ و جلال بیحد بڑھا۔ ملوک سامانی جن ممالک اور بلاد ماوراء النہر، خراسان، عراق، عجم اور بلاد ترک پر قابض تھے۔ اس پر بنو سبکتگین نے قبضہ حاصل کیا۔ اس کے علاوہ ہندوستان میں بھی ان کا اس قدر اثر اور اقتدار ہوا کہ عظیم الشان سلاطین میں شمار کئے گئے۔

سبکتگین اس حکومت کا آغاز غزنہ (غزنی) سے ہوتا ہے۔ سبکتگین جو اس حکومت کا مورث اعلیٰ ہے بنو تبکین کا آزاد غلام تھا اور تبکین ملوک سامانی کی خدمت کرتا تھا اور ان کا آزاد غلام تھا جس وقت تبکین زمانہ حکومت امیر سعید منصور بن نوح میں بخارا آیا تھا اس وقت سبکتگین بھی اس کے ہمراہ تھا اور اس کے دربار میں عہدہ حجابت پر مامور تھا۔ کچھ روز بخارا میں قیام کرنے کے بعد امیر منصور نے تبکین کو غزنی کی گورنری مرحمت فرمائی۔ چنانچہ سبکتگین اپنے آقائے نامدار ابو اسحاق بن تبکین کے ساتھ غزنی کی طرف واپس ہوا۔ غزنی پہنچ کر تبکین مر گیا۔ تبکین لاولد تھا۔ اس کے امیروں اور سرداروں نے متفق ہو کر سبکتگین کو تبکین کی جگہ اپنا امیر بنایا۔ اسی اثناء میں امیر سعید منصور بن نوح نے وفات پائی اس کا بیٹا ابو القاسم نوح تخت حکومت پر متمکن ہوا۔ ابو الحسن عتبی وزیر اعظم مقرر کیا گیا۔ نیشاپور کی

گورزی ابوالحسن محمد بن سیمجور کو دی گئی۔ چونکہ سبکتگین اطاعت و تعمیل کا خوگیر تھا اور علی العموم تمام امراء دولت سامانیہ اور بالخصوص ابوالحسن وغیرہ اس سے راضی رہتے تھے اس وجہ سے ان لوگوں نے سبکتگین کی تقرری میں دم نہ مارا زیادہ زمانہ گذرنے نہ پایا تھا کہ ملوک سامانیہ پر ترکوں کے ہاتھوں ادبار کی گھٹا چھا گئی۔ بغراخاں نے امیر نوح سے بخارا کو چھین لیا۔ کچھ عرصہ بعد امیر نوح اپنی کرسی حکومت پر بخارا واپس آیا اور ابوالحسن محمد بن سیمجور مر گیا۔ اس کی جگہ خراساں و نیشاپور کی حکومت پر اس کا بیٹا ابوعلی مامور کیا گیا۔ یہ بھی ترکوں کی تقلید کر کے امیر نوح کی حکومت کو ملیامیٹ کرنے لگا۔

امیر نوح اور سبکتگین

جب امیر نوح اپنے دارالحکومت بخارا آ گیا اور اس کے قدم حکومت و سلطنت پر جم گئے تو ابوعلی نے اپنی پرانی عادت کے مطابق خراسان میں بغاوت پھیلا دی۔ امیر نوح نے ابومنصور سبکتگین کو ابوعلی کے مقابلہ میں اپنی کمک پر بلا بھیجا۔ سبکتگین نے بخارا میں حاضر ہو کر نہایت حسن و خوبی سے حکومت و سلطنت کا انتظام کیا۔ بغاوت فرو کر دی۔ جس سے امیر نوح اور ہوا خواہان حکومت سامانیہ کی آنکھوں میں اس کی عزت دوبالا ہو گئی۔ امیر نوح نے اس خدمت کے صلہ میں سبکتگین کو خراسان کی گورنری مرحمت کی۔ چنانچہ سبکتگین نے خراسان پہنچ کر کمال مردانگی سے ابوعلی کو نکال باہر کر کے قبضہ کر لیا۔ پھر رفتہ رفتہ اس نے سامانیہ کی حکومت کو بھی دبا لیا۔ کچھ عرصہ بعد بخارا و ماوراء النہر پر قبضہ کر کے ان کی حکومت کے آثار نیست و نابود کر دیئے اور ان کی سچی جانشینی کا پورا پورا حق ادا کیا۔ اس کے بعد وراثتاً اس کے لڑکوں نے حکومت کی۔ ان ممالک میں ان کی حکومت کا سلسلہ برابر جاری رہا یہاں تک کہ تاتاری ترکوں کا ظہور ہوا اور شرق سے غرب تک حکمرانان بنو سلجوق مالک ہو گئے۔ انہوں نے ان ممالک کو ان کے قبضہ سے نکال لیا جیسا کہ آئندہ تحریر کیا جائے گا۔ اس وقت ہم سبکتگین کے جہاد کے حالات جو اس نے خراسان کی گورنری سے قبل ہندوستان پر کئے تھے تحریر کرتے ہیں اس کے بعد ان کے حالات لکھیں گے۔

فتح لبست

لبست صوبہ سجستان کے ملحقات میں سے تھا اور اس کی گورنری میں شامل تھا جس وقت حکومت بنو صفار کے زوال کی وجہ سے ان صوبوں کا انتظام درہم برہم ہوا۔ اور صوبوں کے

گورزوں نے چاروں طرف سے بغاوت اور رخنہ اندازی شروع کر دی اس وقت امیر طغان نے جو بست کا حکمران تھا بست پر خود مختار حکومت کا اعلان کر دیا۔ کچھ عرصہ بعد دوسرے امیر نے جس کا نام ابو تور تھا بست کو طغان سے چھین لیا۔ طغان بحال پریشان سبکتگین کے پاس پہنچا امداد کی درخواست کی آئندہ اطاعت وفرماں برداری کا اقرار کیا۔ اور امداد کے معاوضہ میں زر نقد بھی دینے کے لئے کہا۔ چنانچہ سبکتگین اپنی فوج آراستہ کر کے بست کی طرف روانہ ہوا۔ اور بزور تیغ اسے فتح کر لیا۔ وزیر ابو الفتح علی بن محمد بستی شاعر کو اپنے دربار میں طلب کر کے اپنا کاتب (سیکرٹری) بنایا۔ اس کے بعد یہی محمود سبکتگین کا بھی سیکرٹری رہا۔

والی قصدار کی سرکشی و اطاعت

بعد بست سے فراغت پا کر سبکتگین نے قصدار کا قصد کیا۔ والی قصدار بھی اس کی ماتحتی میں تھا لیکن دشواری راہ کی وجہ سے باغی ہو گیا تھا۔ سبکتگین چند سواروں کو اپنے ہمراہ لئے ہوئے قصدار میں داخل ہوا اور اس کے حکمران کو گرفتار کر لیا۔ والی قصدار نے عذر خواہی کی آئندہ اطاعت اور خراج دینے کا اقرار کیا۔ سبکتگین نے اسے حکومت قصدار پر دوبارہ مامور کر دیا۔

ہندوستان پر جہاد

بست اور قصدار کی فتحیابی کے بعد سبکتگین نے ہندوستان پر جہاد کی تیاری کی اور فوجیں ..... آراستہ کر کے ہندوستان کے قلعوں کو بزور تیغ فتح کیا جس کی طرف اس وقت تک مسلمانوں کا خیال تک نہ گیا تھا اور فتح حاصل کرنے کے بعد غزنی واپس چلا گیا۔

راجہ جے پال اور سبکتگین کی جنگ

راجہ جے پال نے ان خبروں سے مطلع ہو کر فوجیں فراہم کیں ہاتھیوں کا بہت بڑا لشکر جمع کیا اور انہیں کافی طور سے مسلح کر کے ممالک اسلامیہ کی طرف روانہ ہوا ہاتھیوں کے لشکر کو قاعدے کے مطابق آگے بڑھایا کوچ و قیام کرتا ہوا سرحد بلاد اسلامیہ میں داخل ہوا اور تاخت و تاراج کا ہاتھ بڑھایا۔ سبکتگین کو اس کی خبر لگی تو اس نے غزنی سے عساکر اسلام لے کر راجہ جے پال پر حملہ کیا سبکتگین کے لشکر میں مجاہدین کا ایک گروہ تھا۔ دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا نہایت خوں ریز اور سخت جنگ کے بعد لشکر اسلام کو فتح نصیب ہوئی۔ ہزارہا کفار مارے گئے۔ راجہ جیپال گرفتار کر لیا گیا ڈھائی لاکھ روپیہ اور پچاس زنجیر فیل زر فدیہ دے کر اپنے کو قید سے رہا کرایا اور ادائیگی فدیہ تک اپنی قوم کے چند لوگوں کو سبکتگین کے پاس بطور ضمانت چھوڑ دیا۔

سبکتگین نے چند لوگوں کو فدیہ وصول کرنے کی غرض سے راجہ جے پال کے ہمراہ کر دیا۔

راجہ جے پال کی عہد شکنی

راجہ جے پال نے ان لوگوں کے ساتھ راہ میں بدعہدی کی اور ان کو بہ عوض ان لوگوں کے جنہیں یہ سبکتگین کے پاس بطور ضمانت چھوڑ آیا تھا گرفتار کر لیا۔ سبکتگین کو اس کی خبر لگی تو وہ آگ بگولا ہو گیا تیاری کا حکم دیا اور نہایت تیزی سے سامان جنگ و سفر درست کر کے ہندوستان کی طرف روانہ ہوا۔ اثنائے راہ میں ہندوستان کے جتنے شہر ملے سب کو لوٹتا اور جماعت کفار کو منتشر و پریشان کرتا ہوا قلعہ ملغان پر پہنچا اور اسے بزور تیغ فتح کر کے زمین کے برابر کر دیا۔ قلعہ ملغان ہندوستان کا سرحدی قلعہ غزنی سے ملا ہوا تھا۔ راجہ جے پال کو اس سے سخت غصہ پیدا ہوا۔ فوجیں مرتب کر کے سبکتگین پر حملہ آور ہوا۔ دونوں حریفوں میں سخت اور خونریز لڑائیاں ہوئیں بالآخر راجہ جے پال کو شکست ہوئی اس کے ہمراہیوں میں سے ہزارہا آدمی مارے گئے ساری شان و شوکت خاک میں مل گئی۔ اس لڑائی کے بعد ہندوؤں کو اپنے ملک سے نکل کر لڑنے کی دوبارہ جرأت نہیں ہوئی اور نہ راجگان ہندوستان میں سے کسی کا کوئی اثر قائم ہو سکا۔ سبکتگین اس کامیابی اور جہاد سے فارغ ہو کر اپنے آقائے نامدار امیر نوح کی امداد کی جانب متوجہ ہوا جیسا کہ آپ آئندہ پڑھیں گے۔

امارت خراسان پر سبکتگین کا تقرر

ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ جس وقت امیر نوح کا ستارہ اقبال بخارا میں ترکوں کے ہاتھوں زوال پذیر ہوا اور بخارا پر بغراخاں ترکی بادشاہ نے قبضہ کر لیا تو امیر نوح نہر کو عبور کر کے آمل الشط پہنچا۔ ابن سیمجور والی خراسان اور فایق گورنر بلخ سے امداد و اعانت کا خواستگار ہوا ان دونوں کے کانوں پر جوں تک نہ رینگی۔ امیر نوح انہیں پریشانیوں میں مبتلا تھا کہ اسے بخارا سے بغراخاں کے واپس ہونے کی خبر لگی، انتہائی مسرت اور مستعدی سے کوچ کرتا ہوا بخارا پہنچ گیا اور کرسی حکومت پر بیٹھ کر حکومت کرنے لگا اتنے میں بغراخاں کا انتقال ہو گیا امیر نوح کا قدم حکومت و سلطنت پر جم گیا ابوعلی اور فایق کو اپنے کیے پر پشیمانی ہوئی اور اپنی بابت انہیں خطرہ پیدا ہو چلا۔ فایق نے یہ غلطی کی۔ کہ مبارکباد و تہنیت کے لیے بلا اجازت امارت پناہ بخارا روانہ ہو گیا امیر نوح نے اپنے غلاموں اور موالی کو اس کی روک تھام اور گوشمالی پر بھیج دیا جنہوں نے فایق سے جنگ کی، در بلخ کو اس کے قبضہ سے نکال لیا۔ فایق بحال پریشان ابوعلی بن سیمجور کے پاس پہنچا اور اس کی پشت پناہی سے امیر نوح کی مخالفت پر کمر باندھی یہ واقعات ۳۸۳ھ

کے ہیں امیر نوح نے سبکتگین کو ان حالات سے مطلع کیا اور ان دونوں باغیوں کے مقابلہ میں امداد کے لئے بلا بھیجا اور اس خدمت کے صلہ میں صوبہ خراسان کی گورنری مرحمت کی۔

ناصر الدولہ کا خطاب

سبکتگین ان دنوں ہندوستان پر جہاد کر رہا تھا جیسا کہ ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں اس کے باوجود سبکتگین جوں توں ہندوستان کی مہم سے فارغ ہو کر امیر نوح کی خدمت میں حاضر ہوا اور باغیان حکومت کو نیچا دکھایا۔ ان واقعات میں سبکتگین کا ہونہار بیٹا محمود بھی شریک تھا۔ امیر نوح نے ان مہمات سے کامیابی کے ساتھ فراغت حاصل کر کے گورنری نیشاپور اور سپہ سالاری خراسان پر محمود کو مامور کر کے نیشاپور میں قیام کرنے کا حکم دیا اور سیف الدولہ کا خطاب دیا۔ اس کے باپ سبکتگین کو ہرات میں ٹھہرنے کا حکم دیا اور ناصر الدولہ کے خطاب سے مخاطب کیا اور خود بدولت بخارا واپس آیا۔

معرکہ نیشاپور

امیر نوح کی واپسی بخارا کے بعد ابوعلی بن سیمجور اور فایق کو ہوس پیدا ہوئی کہ خراسان کو سبکتگین اور اس کے بیٹے محمود کے قبضہ سے نکال لینا چاہیئے چنانچہ ان دونوں نے متفق ہو کر محمود بن سبکتگین پر بمقام نیشاپور ۳۸۵ھ میں حملہ کیا اور اس کے قبل کر اس کے باپ سبکتگین کی امدادی فوج آئے لڑائی چھیڑ دی۔ محمود کی فوج کم تھی شکست کھا کر اپنے باپ کے پاس ہرات چلا گیا۔ ابوعلی نے نیشاپور پر قبضہ کر لیا۔

سبکتگین اور ابوعلی

سبکتگین نے محمود کی شکست سے برہم ہو کر ابوعلی پر فوجکشی کر دی۔ طوس میں دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا میدان سبکتگین کے ہاتھ رہا ابوعلی اور فایق کو شکست ہوئی آمل الشط میں جا کر پناہ گزیں ہوئے۔ ابوعلی نے امیر نوح کی خدمت میں معذرت کا عریضہ روانہ کیا امیر نوح نے فایق کا ساتھ چھوڑ دینے کی شرط پر ابوعلی کا قصور معاف کیا۔ اور اسے دارالحکومت بخارا میں طلب کر کے قید کر دیا۔ پھر قید سے نکال کر سبکتگین کے پاس بھیج دیا۔ سبکتگین نے بھی قید کر دیا۔ باقی رہا فایق وہ بادشاہ ترک ایلک خان کے پاس کاشغر چلا گیا۔ ایلک خان نے امیر نوح سے فایق کی سفارش کی امیر نوح نے اس کی سفارش پر فایق کو سمرقند کی حکومت پر متعین کیا جیسا کہ یہ واقعات ملوک سامانیہ کے حالات کے ضمن میں لکھے جا چکے ہیں۔

ابوقاسم کی بغاوت

ابوقاسم برادر ابوعلی اپنے بھائی سے علیحدہ ہو کر بروز جنگ سبکتگین کے پاس چلا آیا تھا چنانچہ ایک مدت تک اس کی خدمت میں مقیم رہا پھر اس سے باغی ہو کر

نیشاپور پر چڑھ آیا۔ محمود کو اس کی خبر لگی فوجیں آراستہ کر کے ابوالقاسم کی گوشمالی کے لئے بڑھا ابوالقاسم اُس کی آمد کی خبر سن کر فخرالدولہ بن بویہ کے پاس بھاگ گیا اور اُس کے پاس قیام اختیار کیا۔ سبکتگین نے خراسان اور اس کے تمام صوبہ پر قبضہ کر لیا۔

سبکتگین و ایلک خاں شہاب الدولہ ہارون بن سلیمان ایلک معروف بہ بغراخاں حکمران کاشغر، ساغون اور ترک اقوام کے بعد ایلک خاں نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ اسے بھی امیر نوح کے مقبوضات پر دست درازی کی ہوس پیدا ہوئی جیسا کہ اُس کے باپ بغراخاں کو ہوس پیدا ہوئی تھی چنانچہ اُس نے پہلے آہستہ آہستہ امیر نوح کے مقبوضات کی طرف قدم بڑھایا اس کے بعد حملہ کی تیاری کر دی امیر نوح نے خراسان میں سبکتگین کو لکھ بھیجا اور ایلک خاں کے مقابلہ پر لشکر آرائی کا حکم دیا چنانچہ سبکتگین نے فوجیں آراستہ کر کے نہر کو عبور کیا نسف وکشف کے درمیان پہنچ کر پڑاؤ کر دیا۔ یہاں تک کہ اس کا بیٹا محمود بھی چاروں طرف سے فوجیں لے کر آ پہنچا اسی مقام پر ابو علی بن سیجور پا بزنجیر امیر نوح کا بھیجا ہوا سبکتگین کے پاس آیا تھا۔

سبکتگین اور ایلک خاں میں مصالحت ایلک خاں بھی ترکوں کو جمع کر کے آیا ہوا تھا۔ سبکتگین نے امیر نوح کو ایلک خاں کی جنگ پر آمادہ کرنا چاہا مگر وہ تیار نہ ہوا اپنے سپہ سالاروں اور تمام لشکر کے بھیجنے پر اکتفا کیا سبکتگین نے بے مدمت کی اپنے بھائی بغراجق اور اپنے بیٹے محمود کو امیر نوح کو جنگ ایلک خاں پر آمادہ کرنے کے لئے بھیجا وزیر السلطنت وزیر بن عزیز جنگ کے خوف سے بھاگ گیا۔ امیر نوح ہمت ہار کر بیٹھ رہا۔ مجبوری ان لوگوں نے اسے بحالہ چھوڑ دیا۔ اس سے سبکتگین کے حوصلہ پست ہو گئے۔ ایلک خاں سے مصالحت کی گفتگو شروع کر دی۔ ابوالقاسم کو شرائط صلح طے کرنے کی غرض سے ایلک خاں کے پاس روانہ کیا مگر پھر اس سے مشتبہ ہو کر گرفتار کر کے ابو علی اور اس کے ہمراہیوں کے ساتھ قید کر دیا۔

سبکتگین کی مراجعت بلخ مصالحت کے بعد سبکتگین نے طوس سے بلخ کی جانب کوچ کیا یہاں پہنچ کر اسے ان لوگوں کے مارے جانے کی خبر لگی۔ مامون بن محمد والی جرجانیہ کی موت کی خبر بھی

آئی خوارزم میں اس کے سپہ سالار نے دعوت کے فریب سے اسے قتل کیا تھا۔ اس کے بعد ہی امیر نوح کی موت کی خبر سننے میں آئی کہ نصف رجب ۳۸۷ھ میں اُس نے سفر آخرت اختیار کیا۔

سبکتگین اور فخر الدولہ

ابو علی بن سیمجور اور فائق سبکتگین سے شکست کھا کر فخر الدولہ کے پاس جرجان چلا گیا۔ جب ابو القاسم نے خراسان میں سر اُٹھایا اور محمود بن سبکتگین اپنے چچا بغراجق کے ساتھ اس کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا اس کی رکاب میں ابو نصر بن محمود حاجب بھی تھا اس وقت یہ بھی فخر الدولہ کے پاس بھاگ گیا اور اس کے زیر حمایت اوسن قومس اور دامغان میں قیام اختیار کیا سبکتگین نے طوس میں پڑاؤ کر دیا۔ اس کے بعد اس سے اور فخر الدولہ بن بویہ والی رے سے مراسم اتحاد پیدا ہو گئے ایک نے دوسرے کو ہدیہ بھیجا یہ آخری ہدیہ تھا جو سبکتگین کی طرف سے عبد اللہ کاتب لے کر فخر الدولہ کے پاس آیا تھا۔

کچھ عرصہ بعد فخر الدولہ تک لوگوں نے یہ خبر پہنچا دی کہ سبکتگین لشکر آرائی اور فوجکشی کی فکر میں ہے۔ فخر الدولہ نے ایک عتاب آمیز پیام سبکتگین کے پاس بھیجا ابھی جواب آنے نہ پایا تھا کہ دونوں کی قبض جواب دے گئیں۔

سبکتگین کی وفات

جب سبکتگین ایلک خاں کی مہم سے فارغ ہو کر بلخ کی جانب واپس ہوا۔ اور تھوڑے ہی دن وہاں قیام کیا تھا کہ مرض الموت میں گرفتار ہو گیا۔ بلخ سے غزنی کی جانب واپس ہوا اثناء راہ میں حکومت خراسان و غزنی کے بیسویں سال ماہ شعبان ۳۸۷ھ میں سفر آخرت اختیار کیا۔ غزنی میں مدفون ہوا، عادل نیک سیرت، عہد و پیمان کا پابند ایفاء وعدہ کا پکا اور کثیر الجہاد تھا۔

باب ۹

سلطان محمود

اسمٰعیل بن سبکتگین سبکتگین کے بعد اس کے لشکر نے اس کے بیٹے اسماعیل کی امارت کی بیعت کی اور یہی ولیعہد بھی تھا مگر محمود سے عمر میں کم تھا اس نے داد دہش سے لشکریوں کو اپنا مطیع کر لیا غزنی کی حکومت اس کی مسلّم ہو گئی۔

محمود اور اسماعیل چونکہ اسماعیل ایک نوعمر شخص تھا لشکریوں کی آنکھوں میں حقیر معلوم ہوا ان لوگوں نے اسے دبا لیا اور انعام و صلہ کی اس قدر بھرمار ہوئی کہ اس کے باپ سبکتگین کا خزانہ خالی ہو گیا۔ اس کا بھائی محمود ان دنوں نیشاپور میں تھا اس نے تحریک کی کہ مجھے صوبہ بلخ وغیرہ کی حکمرانی کی سند دی جائے اسماعیل نے انکاری جواب دیا۔ جس سے دونوں بھائیوں میں نفاق کی بنیاد پڑ گئی۔ ابو الحرب گورنر جرجان نے دونوں بھائیوں میں مصالحت کی کوشش کی لیکن اسماعیل نے اپنی نوعمری اور ناتجربہ کاری سے نہ مانا نتیجہ یہ ہوا کہ محمود نے اسماعیل کے ارادے سے ہرات کی جانب کوچ کیا۔ ہرات میں اس کا چچا بغراجق حکمرانی کر رہا تھا۔ اسماعیل کے حالات سن کر محمود کا ہم خیال ہو گیا اس کے بعد محمود نے ہرات سے بُست کی طرف قدم بڑھایا یہاں پر اس کا دوسرا بھائی نصر تھا محمود نے اسے بھی اپنی جانب مائل کر لیا۔

محمود اور اسمٰعیل کی جنگ چنانچہ محمود بغراجق اور نصر سب کے سب متفق ہو کر غزنی کی طرف بڑھے یہ یاد رکھنے کی بات ہے کہ ان واقعات سے قبل اسماعیل کے امراء حکومت نے محمود کو طلبی کے خطوط لکھے تھے اور اطاعت و فرماں برداری کا وعدہ کیا تھا الغرض محمود کوچ و قیام کرتا ہوا غزنی کے قریب پہنچ گیا۔ اسماعیل

بھی اپنی فوج آراستہ کر کے مقابلہ پر آ گیا۔ غزنی کے باہر ایک میدان میں دونوں بھائیوں سے مڈبھیڑ ہوئی سخت اور خونریز جنگ کے بعد اسماعیل کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی۔ اسماعیل نے قلعہ غزنی میں جا کر پناہ لی۔ اور دروازے بند کر لئے۔ محمود نے شہر پر قبضہ کر کے قلعہ پر محاصرہ ڈال دیا یہاں تک کہ اسماعیل نے حصار کی طوالت سے تنگ آ کے امن حاصل کیا اور قلعہ کا دروازہ کھول دیا محمود نے اس کی عزت کی اور اپنی حکومت و سلطنت میں اسے شریک کر لیا۔ یہ واقعہ اسماعیل کی حکومت کے ساتویں مہینہ واقع ہوا۔ اسی وقت سے محمود کے قدم حکومت و سلطنت پر جم جاتے ہیں اور اپنے کو سلطان کے لقب سے ملقب کرتا ہے۔ حالانکہ اس سے قبل کسی نے اپنے کو اس لقب سے ملقب نہیں کیا تھا القصہ اسماعیل کی مہم سے فارغ ہو کر بلخ کی جانب کوچ کیا۔

ابوالحرث منصور اور فائق جس وقت ابوالحرث منصور امیر نوح کے بعد تخت حکومت پر متمکن ہوا۔ قلمدان وزارت محمود بن ابراہیم کو سپرد کیا گیا۔ اور فائق نے امیر ابوالحرث منصور کی کم عمری کی وجہ سے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ عبداللہ بن عزیز جس وقت محمود بن ابراہیم وارد بخارا ہوا تھا۔ اسی زمانے میں اس وجہ سے کہ اس نے امیر نوح کو ایلک خاں کی جنگ پر ابھارا تھا بخارا چھوڑ کر بھاگ گیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔ جب امیر نوح نے انتقال کیا اور اس کا بیٹا منصور حکمران ہوا تو عزیز نے ابو منصور محمد بن حسین کو سپہ سالاری لشکر خراسان کا لالچ دیا اور اسے اپنے ہمراہ لئے ہوئے ایلک خاں کے پاس گیا اور امیر منصور کی زیادتیوں کی شکایت کی ایلک خاں ان دونوں کے ساتھ ساتھ سمرقند کا ارادہ ظاہر کر کے روانہ ہوا۔ پھر ابومنصور اور ابن عزیز کو گرفتار کر کے فائق کو بلا بھیجا اور اپنے مقدمۃ الجیش کا سردار بنا کر بخارا کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔

فائق کا بخارا پر قبضہ امیر ابوالحرث منصور نے اس کی آمد کی خبر پا کر بخارا چھوڑ دیا۔ اور فائق نے بخارا پر قبضہ حاصل کر لیا اور ایلک خاں اپنی کرسی حکومت کی طرف واپس ہوا۔ فائق نے بخارا پر قبضہ حاصل کرنے اور ایلک خاں کی واپسی کے بعد ابوالحرث منصور کو بخارا بلا لیا۔ اور جب وہ بخارا میں وارد ہوا تو فائق نے استقبال کیا کرسی حکومت پر لا کر بٹھایا اور اس کی حکومت کا انتظام کرنے لگا۔ اور بکتوزون حاجب اکبر کو مصلحتاً خراسان کی سند حکومت دے کر دارالحکومت بخارا سے نکال باہر

کیا اور بستان الدولہ کا مبارک خطاب دیا۔ بکتوزون اور فائق میں ایک مدت سے چشمک چلی آتی تھی ابوالحرث منصور نے دونوں میں مصالحت کرا دی۔ چنانچہ بکتوزون اپنے فرائض منصبی ادا کرنے لگا۔ پھر ابوالقاسم بن سیمجور نے اس پر فوج کشی کی دونوں میں معرکہ آرائیاں ہوئیں جس کا ذکر اوپر ہو چکا۔

ابوالحرث منصور کی معزولی

اس اثناء میں محمود اپنے بھائی اسماعیل کی مہم سے فارغ ہو کر بلخ میں آیا اور امیر ابوالحرث منصور کی خدمت میں ہدایا و تحائف بھیجے۔ امیر منصور نے بلخ، ترمذ، ہرات اور بست کی گورنری مرحمت کی اور نیشاپور کی سند حکومت دینے سے انکار کیا۔ محمود نے اپنے معتمد علیہ ابوالحسن حموی کی معرفت دوبارہ درخواست بھیجی۔ امیر ابوالحرث منصور نے ابوالحسن کو اپنی وزارت کے لئے منتخب کر لیا۔ ابوالحسن عہدہ وزارت پا کر اپنے دلی نعمت کا پیام پہنچانا نہ گیا۔ محمود کو اس سے برہمی پیدا ہوئی نیشاپور کی طرف بڑھا۔ بکتوزون یہ خبر پا کر بھاگ گیا۔ امیر منصور اس سے مطلع ہو کر کمر ہمت باندھ کر نیشاپور کی طرف چلا بکتوزون یہ خبر پا کر بھاگ گیا محمود نیشاپور سے نکل کر مرو الرود چلا گیا۔ اس واقعہ کے بعد بکتوزون اور فائق نے جمع ہو کر ابوالحرث منصور کو معزول کر دیا آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروا دیں اور اس کے بھائی عبدالملک کو امارت و حکومت کی کرسی پر جلوہ افروز کیا۔

محمود کا خراسان پر قبضہ

محمود نے بکتوزون اور فائق کو اس کام پر لعنت ملامت کی اور عقاب آمیز خط روانہ کیا اس پر بھی جب اس کے دل کو تشفی نہ ہوئی تو فوجیں آراستہ کر کے فائق اور بکتوزون کی سر کوبی کے لئے چلا فائق اور بکتوزون مقابلہ کی غرض سے مرو میں آکر صف آرا ہوئے ان کے ساتھ ان کا نوعمر امیر عبدالملک بھی تھا۔ دونوں حریفوں میں معرکہ آرائیاں ہوئیں بالآخر محمود نے ان لوگوں کو شکست دی عبدالملک نے بخارا میں جا کر دم لیا بکتوزون نیشاپور بھاگ گیا ابوالقاسم بن سیمجور بھی انہی لوگوں کے ساتھ تھا۔ اس نے قہستان جا کر پناہ لی محمود نے خراسان پر قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ ۳۸۹ھ کا ہے۔

محمود اور بکتوزون

اس کے بعد محمود نے طوس کی جانب قدم بڑھایا بکتوزون زنوزن بیگ جرجان بھاگ گیا۔ محمود نے اس کے تعاقب پر ارسلان حاجب کو مامور کیا۔ ارسلان حاجب نے اسے اطراف خراسان سے بھی نکال باہر کیا۔ محمود نے اس خدمت کے صلہ میں ارسلان حاجب کو طوس کی گورنری پر مامور کر کے صوبہ ہرات کی جانب پڑتال کو روانہ ہوا۔

بکتوزون کو موقع مل گیا محمود کے روانہ ہوتے ہی نیشاپور آگیا اور قبضہ کر لیا۔ محمود کو اس کی خبر لگی تو وہ فوراً ہی واپس ہوا۔ بکتوزون نیشاپور چھوڑ کر بھاگ گیا۔ محمود نے اپنے بھائی نصیر بن سبکتگین کو سپہ سالاری لشکر خراسان پر مامور کر کے نیشاپور میں قیام کرنے کا حکم دیا۔ اور خود اپنے باپ کے دار الحکومت بلخ کی طرف چلا آیا اور اسے اپنا پایہ تخت بنایا۔

امین الملتہ یمین الدولہ کا خطاب پھر اپنے بھائی اسماعیل بن سبکتگین سے مشکوک ہو کر کسی قلعہ میں قید کر دیا۔ گزارہ کے لیے کافی وظیفہ مقرر کیا۔ اسی زمانہ میں خلافت مآب القادر باللہ عباسی کی خلافت کی بیعت کی اس کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کا حکم دیا۔ خلافت مآب نے دار الخلافت بغداد سے بیش بہا خلعت اور پھریرے حسب دستور روانہ کئے اور "امین الملتہ یمین الدولہ" کا خطاب مرحمت فرمایا۔ محمود کو اسی وقت سے مطلق العنان حکومت حاصل ہو جاتی ہے اور اُس کا غلغلہ اقبال اطراف عالم میں پھیل جاتا ہے خراسان کی حکومت پر اس کے قدم جم جاتے ہیں اور آئندہ ہر سال ہندوستان پر جہاد کرتا رہتا ہے۔

خلف بن احمد کی سرکشی و اطاعت خلف بن احمد والی سجستان ملوک سامانی کا باجگزار تھا۔ لیکن جس وقت سامانی تاجدار بغاوت و فتنہ کی وجہ سے خلف بن احمد کی جانب سے غافل ہو گیا اس وقت اُس نے استقلال کے ساتھ اپنے قدم حکومت پر جما دیئے اور خود مختاری کا ڈنکا بجا دیا۔ جب امیر سبکتگین راجگان ہند پر جہاد کرنے کے لئے گیا تو خلف بن احمد نے اس موقع کو غنیمت شمار کر کے صوبہ بُست پر فوجیں بھیج دیں چنانچہ اُس فوج نے صوبہ بُست پر قبضہ کر کے خراج وصول کر لیا۔ جب امیر سبکتگین ہندوستان کے جہاد سے فارغ ہو کر واپس ہوا تو خلف ابن احمد نے معذرت کی تحائف پیش کئے۔ آئندہ اطاعت کا اقرار کیا امیر سبکتگین نے اس کی معذرت کو قبولیت کا درجہ عنایت کیا مزید اطمینان کے لئے بطور ضمانت خلف ابن احمد کے خاص اعزہ کو اپنی حراست میں لے لیا۔

امیر سبکتگین کی وفات اس کے بعد امیر سبکتگین ابو علی بن سیمجور کے ساتھ جو کہ اس کی قید میں تھا خراسان کی طرف ایلک خاں کے مقابلہ پر روانہ ہوا اور جب اس سے امیر سبکتگین کو فراغت

حاصل ہوئی تو خلف ابن احمد کی ریشہ دوانی اور فتنہ ختم کرنے کی غرض سے فوج کو سجستان پر حملہ کرنے کے لئے تیاری کا حکم دیا۔ اتفاق وقت سے سبکتگین کا پیام اجل آگیا جس سے سبکتگین کا ارادہ پورا نہ ہوا اور خلف کو پھر موقع مل گیا۔ اپنے بیٹے طاہر کو قہستان اور بوسنج پر قبضہ کرنے کے لئے بھیج دیا۔ چنانچہ طاہر نے ان دونوں مقامات پر قبضہ کر لیا۔ قہستان اور بوسنج بغراجق کی جاگیریں تھا اور وہی ان پر حکومت کر رہا تھا۔ اتنے میں محمود کو خراسان کی مہم اور اندرونی جھگڑوں سے فرصت مل گئی۔ اپنے چچا بغراجق کو لکھ بھیجا کہ قہستان اور بوسنج کو طاہر بن خلف کے قبضہ سے نکال لو۔

خلف کی سرکشی و اطاعت

چنانچہ بغراجق نے طاہر پر فوجکشی کی اور اسے شکست دے کر تھوڑی دور تک تعاقب کرتا چلا گیا۔ طاہر نے پلٹ کر ایسا حملہ کیا جس سے بغراجق کے ہمراہی بھاگ کھڑے ہوئے اور بغراجق مارا گیا۔ محمود کو اس جان لیوا واقعہ کے سننے سے بے حد صدمہ ہوا فوجیں مرتب کر کے سنہ ۳۹۰ھ میں خلف بن احمد پر چڑھائی کر دی۔ خلف ایک مضبوط و مستحکم قلعہ میں قلعہ نشین ہو گیا محمود نے چاروں طرف سے محاصرہ ڈال کر لڑائی چھیڑ دی۔ خلف نے تنگ آ کے اطاعت تسلیم کی ایک لاکھ دینار دے کر مصالحت کر لی محمود نے محاصرہ اُٹھا لیا۔

سلطان محمود اور راجہ جیپال کی جنگ

اس کے بعد جب محمود کو اندرونی مخالفت اور ریشہ دوانی سے ایک گونہ فراغت حاصل ہو گئی تو اس نے ہندوستان پر حملہ کی تیاری کی۔ بارہ ہزار سوار اور تیس ہزار پیادوں میں سے پندرہ ہزار جوان منتخب کئے اور انہیں آراستہ کر کے ہندوستان پر راجہ جیپال سے جنگ کی غرض سے چڑھائی کی[1]۔ راجہ جیپال بھی یہ خبر پا کر فوجیں آراستہ کر کے مقابلہ پر آیا۔

---

[1] محمود نے شوال ۳۹۱ھ مطابق ۱۰۰۰ء میں غزنی سے ہندوستان پر فوجکشی کی تھی روز دو شنبہ آٹھویں محرم ۳۹۲ھ مطابق ۱۰۰۱ء میں بمقام پشاور لڑائی ہوئی۔ راجہ جیپال کی رکاب میں بارہ ہزار سوار تیس ہزار پیادے اور تین سو زنجیر فیل تھے جس وقت نصف النہار ہوا ہندوستانی لشکر کو شکست ہوئی پانچ ہزار ہندو مارے گئے راجہ جیپال اپنے پندرہ اعزہ و اقارب خاص کے ساتھ گرفتار کر لیا گیا بیشمار مال غنیمت ہاتھ آیا۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۷۰ و ۷۱ مطبوعہ مصر و تاریخ فرشتہ صفحہ ۲۴۔

سخت اور خونریز جنگ کے بعد راجہ جیپال کو شکست ہوئی راجہ جیپال اپنے بھائیوں اور لڑکوں کے ساتھ گرفتار کر لیا گیا۔ راجہ جیپال اور اس کے دوسرے اعزہ کے اسباب میں سے جو قید کر لیے گئے تھے کئی مرصع حمایل جسے مالا کہتے ہیں۔ غنیمت میں ہاتھ آئے اس میں سے ایک ایک کی قیمت ایک لاکھ دینار تھی ان کے علاوہ پانچ ہزار ہندو لونڈی غلام بنائے گئے۔ یہ واقعہ ۳۹۲ھ کا ہے۔

راجہ جیپال کی خودکشی

اس فتح و کامیابی کے بعد محمود نے ہندوستان کے دوسرے شہروں کی طرف قدم بڑھایا۔ یہ بلاد، خراسان کے صوبہ سے زیادہ وسیع اور زرخیز تھے چنانچہ انہیں بھی بزور تیغ فتح کر لیا اس کے بعد راجہ جیپال نے پچاس زنجیر فیل اپنے فدیہ میں دے کر اپنے کو قید سے رہا کرایا، اور فدیہ مذکورہ کی ادائیگی تک کے لئے اپنے بیٹے اور پوتے کو سلطان محمود کے پاس چھوڑ آیا۔ چنانچہ اپنی راج دہانی (دار السلطنت) میں پہنچ کر فدیہ مذکور بھیج دیا اور بار سلطنت سے خود کو سبکدوش کر لیا۔[1]

قلعہ بھٹنڈہ پر حملہ

ابھی محمود نے غزنی کی جانب واپسی کا ارادہ نہ کیا تھا کہ یہ خبر سننے میں آئی کہ ہندوؤں کا جم غفیر بغرض فساد لشکر اسلام کے مقابلہ کے لئے پہاڑ کی گھاٹیوں میں چھپا ہوا ہے محمود نے فوج کو تیاری کا حکم دیا اور نہایت تیزی سے قلعہ دہندہ (بھٹنڈہ) پر جہاں کہ ہندوؤں کا ایک بڑا لشکر اسلام کی لوٹ کے لئے جمع تھا محاصرہ ڈال دیا۔ راجپوتوں کی مردانگی نے کچھ بھی نفع نہ پہنچایا۔ گنتی کے چند آدمی بہزار خرابی و دقت جانبر ہوئے باقی سب کے سب کھیت رہے محمود نے مظفر و منصور دار السلطنت غزنی کی جانب کوچ کیا۔

طاہر بن خلف کا قتل

۳۹۰ھ میں محمود کی واپسی اور مصالحت کے بعد خلف بن احمد نے اپنے بیٹے طاہر کو عنان حکومت حوالہ کی اور خود اس خیال سے کہ میر الملک آئندہ محمود کے سیلاب فتوحات

---

[1] راجہ جیپال قوم کا برہمن تمام پنجاب اور کشمیر و ملتان اور سرہند کا خود مختار حکمران تھا اور امراء و حکام اسلام کے مقابلے اور ہندوستانی شہروں کی حفاظت کی غرض سے قلعہ بھٹنڈہ میں جا کر مقیم ہوا۔ بیٹھے بٹھائے یہ سودا سر میں کیا کہ والی افغانستان پر حملہ آور ہو کر راجگان ہندوستان میں خاص امتیاز حاصل کرنا چاہیئے چنانچہ چاروں طرف سے فوجیں فراہم

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

سے محفوظ رہے ترک دنیا کر کے گوشہ نشین ہو گیا جب سلطان محمود ایک بڑی مدت تک ان ممالک سے جہاد ہندوستان کی وجہ سے غیر حاضر رہا تو خلف نے اپنے بیٹے طاہر سے غنان حکومت واپس لینے کی کوشش کی طاہر نے حیلہ و حوالہ سے کام لینا شروع کیا اور بات بات میں نافرمانی کرنے لگا تب خلف نے اپنے کو بیمار بنایا اور وصیت کرنے اور مخفی خزانے بتانے کی غرض سے طاہر کو اپنے پاس بلا بھیجا طاہر بے خوف و ہراس حاضر ہوا خلف نے گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا کچھ روز بعد قتل کر ڈالا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے۔

سلطان محمود کا قلعہ طاق کا محاصرہ

اس واقعہ سے خلف کے سپہ سالاروں کو خطرہ پیدا ہوا اور اس کی طرف سے بددل ہو گئے محمود سے خط و کتابت شروع کی اور اظہار اطاعت کے لئے محمود کے نام کا خطبہ سجستان میں پڑھنے لگے۔ یہ واقعہ ۳۹۲ھ کا ہے محمود ان سپہ سالاروں کی طلبی پر خلف کی طرف روانہ ہوا خلف ایک مضبوط و مستحکم قلعہ طاق نامی میں قلعہ بند ہو گیا یہ قلعہ نہایت پائدار اور مضبوط بنا ہوا تھا چاروں طرف سے سات فصلیں سر بفلک گھیرے ہوئے تھیں اور فصیلوں کو ایک عمیق خندق گھیرے ہوئے تھی صرف ایک راستہ تھا جس پر پل بنا ہوا تھا خلف نے محمود کی آمد پر اس پل کو توڑ ڈالا محمود نے قلعہ پر پہنچ کر محاصرہ کر لیا مدتوں محاصرہ لئے رہا جب کامیابی کی صورت نظر نہ آئی تو لشکریوں کو حکم دیا کہ گرد و نواح کے درختوں کو کاٹ کر خندق کو پر کر دو اور جب وہ پر ہو گیا تو ہاتھیوں کو بڑھانے کا اشارہ کیا چنانچہ ایک ہاتھی جو سب سے بڑا تھا خندق عبور کر کے دروازہ قلعہ پر پہنچا اور دروازہ کو اکھاڑ کر پھینک دیا پھر کیا تھا محمود کا لشکر قلعہ میں داخل ہونے کے لئے بڑھا قتل و خونریزی کا بازار گرم ہو گیا۔ اہل قلعہ ایک فصیل سے دوسری فصیل میں جا کر پناہ لیتے تھے اور فتح مند گروہ انہیں

(بقیہ حاشیہ) کر کے بلاد اسلامیہ میں گھس پڑا سبکتگین کو اس واقعہ کی خبر ہوئی تو وہ بھی اپنی فوج جمع کر کے مقابلہ پر آیا سرحد ملتان پر دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا۔ راجہ جیپال کو شکست ہوئی یہ پہلی شکست تھی اس کے بعد جب اس نے بدعہدی کی تو پھر سبکتگین نے سرحد پشاور پر اس پر حملہ کیا اس مرتبہ اس فوج میں دہلی، قنوج، کالنجر اور اجمیر کے راجاؤں کی فوجیں بھی بغرض امداد شامل تھیں راجہ جیپال کو اس مرتبہ بھی شکست نصیب ہوئی تیسرے بار محمود نے شکست دی۔ راجہ جیپال اس شکست سے ایسا دل برداشتہ ہوا کہ سلطنت اپنے بیٹے انندپال کے حوالہ کر دی اور اپنے کو جلتی ہوئی آگ میں ڈال کر نیست و نابود کر دیا یہ واقعہ ۳۹۲ھ کا ہے۔ دیکھو تاریخ کامل جلد ۹ صفحہ ۷۱ و تاریخ فرشتہ صفحہ ۴۴۔

برابر پسپا کرتا جاتا تھا باہر سے بہ نیر باری کر رہے تھے اور اندر سے قلعہ والے پتھر اور تیر کا مینہ برسا رہے تھے۔

خلف بن احمد کی اطاعت

خلف نے اس امر کا احساس کر کے کہ عنقریب قلعہ چھنا چاہتا ہے امن کی درخواست کی محمود نے اسے امن دے دیا لڑائی موقوف ہو گئی قلعہ پر بھی محمود کا قبضہ ہو گیا خلف نے قلعہ کے خزانوں کی کنجیاں محمود کو حوالہ کر دیں جس سے محمود کی آنکھوں میں خلف کی قدر و منزلت دوبالا ہو گئی۔ محمود نے نہایت عنایت سے ارشاد کیا خلف جہاں تم پسند کرو وہاں قیام کر سکتے ہو، خلف نے جرجان کو پسند کیا محمود نے عزت و احترام کے ساتھ خلف کو جرجان روانہ کر دیا۔ چنانچہ خلف تقریباً چار برس تک جرجان میں مقیم رہا پھر کسی نے محمود سے یہ جڑ دیا کہ خلف کے ایلک خاں کے ساتھ مراسم اتحاد پیدا ہو گئے ہیں اور وہ اسے مخالفت پر اکسا رہا ہے۔ محمود نے خلف کو جرجان سے قزوین منتقل کر دیا جہاں پر اس نے ۳۹۹ھ میں وفات پائی۔ محمود نے خلف کا متروکہ اس کے بیٹے ابوحفص عمر کے حوالہ کیا۔

خلف بن احمد کا کردار

خلف نیک سیرت، علم دوست، ذی علم، علماء کا قدردان اور ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے والا شخص تھا اس نے ایک تفسیر قرآن مجید کی لکھی تھی اپنے تمام ممالک مقبوضہ کے علماء کو جمع کیا تھا بیس ہزار دینار خرچ ہوئے تھے۔ خلف نے اس تفسیر کو مدرسہ نیشاپور میں رکھوا دیا تھا۔ الغرض محمود کامیابی کے بعد سجستان کی حکومت پر اپنے باپ کے سپہ سالاروں میں سے ایک سپہ سالار فتحی نامی کو مامور کر کے غزنی کی جانب، جمع واپس ہوا۔

سجستان پر سلطان محمود کا قبضہ

کچھ عرصہ بعد سجستان کے مفسدہ پردازوں اور بدمعاشوں نے جمع ہو کر احمد نامی ایک شخص کو اپنا سردار بنایا اور سجستان میں علم بغاوت بلند کیا محمود نے دس ہزار کی جمعیت سے اس بغاوت کو فرو کرنے کی غرض سے سجستان کی طرف کوچ کیا اس مہم میں اس کا بھائی ابوالمظفر نصر سپہ سالار افواج شاہی التونتاس حاجب (لارڈ چیمبرلین) اور پشت پناہ عرب ابوعبداللہ محمد بن ابراہیم طائی بھی شریک تھا محمود نے سجستان پہنچ کر باغیوں پر محاصرہ ڈال دیا اور بزور تیغ اسے دوبارہ فتح کر کے اپنے بھائی سپہ سالار افواج نصر بن سبکتگین کو گورنر مقرر کیا اور اس صوبہ کو نیشاپور کے صوبہ سے جس کی گورنری پر نصر پہلے سے تھا ملحق کر دیا۔ نصر نے اپنی جانب سے اپنے وزیر ابومنصور نصر بن اسحاق کو مامور کیا اس کے بعد محمود جہاد ہندوستان کی غرض سے بلخ کی جانب واپس ہوا ہکذا ساق خبر السلطان

محمود مع خلف بن احمد فجو سجستان عند العتبی واما عند ابن الاثیر فقد ذکر فی اخبار دولۃ بنی الصفار۔

سلطان محمود اور راجہ بجے راؤ جب محمود کو اندرونی مخالفوں اور حریفوں کی ریشہ دوانی سے فراغت حاصل ہوگئی اور اسے ایک گونہ اطمینان ہوگیا تو وہ پھر ہندوستان پر جہاد کرنے یا یوں کہئے کہ اس مہم کو تمام کرنے پر تیار ہوا جس کی بنیاد اس کے باپ سبکتگین نے ڈالی تھی اور جس کا بانی مبانی راجہ جیپال تھا۔ بہاطبہ (بھٹیر یا بہیرہ) ہندوستان کی ایک ریاست تھی جس کے حدود ملتان سے ملے ہوئے تھے اس ریاست کا دارالحکومت بھٹیر میں تھا۔ بھٹیر کی نہایت مستحکم اور مضبوط شہر پناہ تھی اور شہر کے اندر قلعہ تھا چاروں طرف سے اس شہر کو سربفلک شہر پناہ کی دیواریں گھیرے ہوئے تھیں شہر پناہ کے باہر ایک گہری خندق تھی جسے عبور کرنا نہایت دشوار تھا قلعہ میں جنگ آوردل کا ایک بڑا لشکر ہر وقت موجود رہتا تھا آلات حرب اور سامان جنگ بھی کامل طور سے تھا اس کے حکمران کا نام راجہ بجے راؤ تھا محمود نے دیلیے جیحوں عبور کرکے بھٹیر پر حملہ کیا راجہ بجے راؤ بھی اس سے مطلع ہو کر مقابلہ کی غرض سے بھیٹر سے باہر آیا۔ دونوں حریفوں نے صف آرائی کی تین روز تک متواتر لڑائی ہوتی رہی چوتھے روز راجہ بجے راؤ کو شکست ہوئی لشکر اسلام شکست خوردہ فریق کا دروازہ شہر تک تعاقب کرتا چلا گیا۔ راجہ بجے راؤ نے شہر پناہ میں داخل ہو کر دروازے بند کرا دیئے عساکر اسلام نے محاصرہ ڈال دیا اور نہایت سختی سے لڑائی شروع کردی لوٹ مار اور قتل و غارتگری حد سے بڑھ گئی محمود نے اپنے لشکر کے ایک حصہ کو خس و خاشاک اور لکڑیوں سے خندق کو پاٹنے کا حکم دیا اور بقیہ حصہ لشکر کو مقابلہ پر رکھا۔ راجہ بجے راؤ کو اس سے تشویش پیدا ہوئی رات کے وقت اپنے چند خاص ملازموں اور مصاحبوں کے ہمراہ محاصرہ سے نکل کر پہاڑوں کی چوٹیوں پر چلا گیا اور اس کی ایک تنگ و دشوار گذار گھاٹی میں روپوش ہوگیا۔

راجہ بجے راؤ کا خاتمہ سلطان محمود نے اس سے مطلع ہو کر فوج کا ایک دستہ راجہ بجے راؤ کی گرفتاری اور تعاقب پر روانہ کیا۔ دلیران اسلام سراغ لگاتے ہوئے اس گھاٹی تک پہنچ گئے جہاں پر راجہ بجے راؤ روپوش تھا اور چاروں طرف سے گھیر کر قتل کرنا شروع کیا جب اس کے ہمراہیوں کا

نوٹ ۱؎ یہ حملہ ۳۹۵ھ میں ہوا تھا دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۷۰ و تاریخ فرشتہ صفحہ ۲۴۔

اکثر حصہ کام آ گیا تو راجہ بجے راؤ نے اس امر کا یقین کر کے کہ اب میری جانبری محال ہے کر سے خنجر کھینچ کر اپنا سینہ چاک کر ڈالا۔ غازیان اسلام سر اتار کر اپنے سلطان کے پاس لائے سلطان فتح مندی کا جھنڈا لئے ہوئے دارالحکومت بھٹیر میں داخل ہوا اور جب تک انتظام درست نہ ہوا ٹھہرا رہا۔ واپسی کے وقت تعلیم و انتظام مملکت کی غرض سے ایک ایسے شخص کو اپنا نائب مقرر کیا جو ارکان اسلام سے واقف اور ریاست مدن سے آگاہ تھا تاکہ نومسلموں کو فرائض مذہبی کی تعلیم بھی دے اور شیرازہ حکومت کو درہم و برہم ہونے سے بھی محفوظ رکھے۔

غزنی آتے ہوئے اثناء راہ میں بکثرت بارش ہوئی راستہ کی دشواری کیچڑ پانی کی زیادتی اور نہروں اور دریاؤں کی طغیانی سے محمود کے لشکر کا اکثر حصہ ضائع ہو گیا[1]۔

فتح ملتان پھر محمود کو غزنی میں پہنچ کر یہ خبر لگی کہ ابوالفتوح گورنر ملتان بے دین ہو گیا ہے اور اپنے صوبہ کے رہنے والوں کو بیدینی اور لامذہبی کی تعلیم دیتا ہے محمود کو اس کی تاب کہاں تھی کہ بیدینی کا نام سنتا اور خاموش رہ جاتا لشکر آراستہ کر کے بارادہ ملتان پر چڑھائی کر دی۔ اور دریاؤں کو جوں توں عبور کر لیا مگر دریائے جیحون کی طغیانی نے سلطان کو آگے بڑھنے سے روک دیا۔ سلطان محمود نے خشکی کے راستہ سے ملتان کا قصد کیا لیکن اس طرف راجہ انند پال ولد راجہ جیپال حکمران پنجاب کا ملک پڑتا تھا محمود نے راجہ انند پال سے اس کے ملک سے ملتان جانے کی اجازت طلب کی انند پال نے انکاری جواب دیا۔ محمود نے اپنے لشکر کو پہلے اسی پر جہاد کرنے کا حکم دیا چنانچہ قتل و غارتگری شروع ہو گئی محمود کا لشکر راجہ انند پال کے ملک کو پامال کرتا ہوا سیلاب کی طرح بڑھا۔ راجہ انند پال کی فوج شکست کھاتے ہوئے بھاگی۔ راجہ انند پال حیران و پریشان ایک شہر سے دوسرے شہر میں جا کر پناہ گزین ہوتا تھا اور شاہی لشکر پہنچ کر وہاں سے بھی اسے پریشان کر کے نکال دیتا تھا یہاں تک دریائے چناب پر پہنچا جب محمود کا لشکر اس کا تعاقب یہاں تک کرتا چلا آیا تو راجہ انند پال گھبرا کر کشمیر چلا گیا محمود نے پھر اس کا تعاقب نہ کیا۔ ملتان کی جانب چلا۔ ابوالفتوح نے یہ خبر پا کر اپنے مال و

---

[1] بھٹیر کی لڑائی میں دو سو اسی زنجیر فیل اور بیشمار مال و زر محمود کے ہاتھ لگا۔ قلعہ بھٹیر کا میدان مقتولوں سے بھر گیا تھا قیدیوں کی وہ کثرت تھی کہ ہر شخص کے پاس پانچ پانچ چھ چھ لونڈی غلام موجود تھے دیکھو تاریخ فرشتہ و ضیاء برنی۔

اسباب کو باطنیوں پر لدوا کر سر مذہب کی طرف روانہ کر دیا اور خود ملتان چھوڑ کر روپوش ہو گیا۔ اہل ملتان نے شہر کی قلعہ بندی کر لی محمود نے محاصرہ ڈال کر لڑائی شروع کر دی اور اسے بزور تیغ فتح کر لیا فتح یابی کے بعد محمود نے اہل ملتان سے بے دینی اور تبدیل مذہب کی وجہ سے بیس ہزار درہم سرخ بطور جرمانہ و کفارہ وصول کیا۔

قلعہ گوالیار پر فوج کشی

محمود نے ابوالفتوح کی گوشمالی کے بعد قلعہ گوالیر (گوالیار) پر فوج کشی کی اس کے حکمراں کا نام راجہ نندا تھا اس قلعہ میں چھ سو بت خانے تھے محمود نے بزور تیغ اس قلعہ کو بھی فتح کیا بتوں کو توڑ ڈالا بت خانے جلا دیئے والی قلعہ نندا نے بھاگ کر قلعہ کالنجر میں پناہ لی قلعہ کالنجر نہایت مضبوط اور وسیع قلعہ تھا اس میں پانچ لاکھ فوج پانچ سو زنجیر فیل اور بیس ہزار مویشی رہا کرتی تھیں۔ برسوں کے صرف کے لئے غلہ وغیرہ موجود تھا مگر راستہ ایسا دشوار گذار تھا کہ قلعہ تک فوج کا پہنچنا محال سمجھا جاتا تھا قلعہ کے اردگرد آٹھ آٹھ دس دس کوس تک جھاڑیوں کا گنجان جنگل تھا اور جنگل کے بعد قلعہ کے باہر ایک نہایت گہری خندق تھی محمود کے حکم سے جنگل کاٹ کر راستہ بنایا گیا جب قلعہ کے قریب عمیق خندق نے رکاوٹ ڈالی تو یہ حکم دیا کہ جانوروں کی کھالوں میں مٹی بھر کر اس خندق کو تقریباً بیس ہاتھ چوڑی پاٹ دو عساکر اسلام نے اس حکم کی تعمیل نہایت مستعدی اور تیزی سے کی محمود اپنی رکاب کی فوج کو لئے ہوئے خندق کو عبور کرتا ہوا قلعہ پر جا پہنچا اور محاصرہ کر لیا ایک ماہ تیرہ روز محاصرہ کئے رہا۔

سلطان محمود اور راجہ نندا میں مصالحت

نندا والی قلعہ روزانہ جنگ سے تنگ آکر مصالحت کا پیام دے رہا تھا مگر محمود اپنی دھن میں تھا اس اثنا میں یہ خبر پہنچی کہ ایلک خاں کی وجہ سے صوبہ خراسان میں بغاوت کی آگ بھڑک اٹھی ہے محمود نے راجہ نندا سے پچاس زنجیر فیل اور تین ہزار من چاندی پر مصالحت کر لی مصالحت کے بعد محمود نے راجہ نندا کو خلعت دیا۔ راجہ نندا نے خلعت زیب تن کیا اور پیٹی باندھی۔ چونکہ اس زمانہ کے ہندوؤں میں یہ دستور تھا کہ عہد و اقرار مضبوط کرنے کے لئے اپنی چھوٹی انگلی کاٹ کر فریق ثانی کو دے دیا کرتے تھے اس وجہ سے اس پابندی کے لحاظ سے راجہ نندا نے بھی اپنی چھنگلی کاٹ کر محمود کے حوالہ کر دی محمود مال غنیمت لئے ہوئے خراسان کی جانب لوٹا حالانکہ اس مرتبہ ہندوؤں کے سر کرنے کا خیال اس کے دماغ میں بھرا ہوا تھا۔

سلطان محمود اور ایلک خاں

جس وقت محمود نے صوبہ خراسان پر اور ایلک خاں نے ماوراء النہر پر قبضہ حاصل کر لیا تھا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ایلک خاں نے محمود کو مبارک باد کا خط لکھا تحائف بھیجے۔ محمود نے بھی رسم اتحاد بڑھانے کی غرض سے خط بھیجا ہدایا روانہ کئے دونوں حکمرانوں کے درباروں میں شعراء آنے جانے لگے مبارک بادی کے قصائد لکھے اور صلے حاصل کئے۔ اسی زمانہ میں محمود نے سہیل بن محمد بن سلیمان صعلو امام فن حدیث کو طغان جق والی سرخس کے ساتھ بطور وفد ایلک خاں کے دربار میں ہدیہ فاخرہ دے کر روانہ کیا اور ایلک خاں کی لڑکی سے عقد کا پیام دیا۔

سلطان محمود کا مخطوبہ سے عقد

اس ہدیہ میں یاقوت، مروارید اور مرجان کے قیمتی قیمتی مالے سونے اور چاندی کے ظروف جن میں عنبر، کافور، عود اور دیگر خوشبو کی چیزیں بھری ہوئی تھیں ہدیہ کے آگے آگے جلو کی غرض سے ہاتھی تھے جن پر زربفت کی جھولیں اور نقرئی طلائی ہودے تھے ایلک خاں نے نہایت مسرت اور خوشی سے اس ہدیہ کو قبول کیا اہل وفد کی بے حد تعظیم و تکریم کی اور مخطوبہ (منگیتر) کے ساتھ محمود کا عقد کر دیا اس سے دونوں سلطانوں میں رشتہ اتحاد قائم اور مستحکم ہو گیا۔

سیاوش تکین کا بلخ پر قبضہ

لگانے بجھانے والوں کو یہ اتفاق کہاں گوارا ہو سکتا تھا لگانے بجھانے لگے یہاں تک کہ دونوں سلطانوں میں گونہ کشیدگی پیدا ہو گئی چنانچہ جب سلطان محمود نے ملتان پر فوج کشی کی اس وقت ایلک خاں کو موقع مل گیا اپنے سپہ سالار افواج سیاوش تکین کو جو کہ اس کا قریبی رشتہ دار بھی تھا خراسان پر قبضہ کرنے کے لئے بھیجا اور اپنے بھائی جعفر تکین کو سیاوش تکین کی کمک پر مامور کیا۔ یہ واقعہ ۳۹۰ھ[1] کا ہے سیاوش تکین نے صوبہ بلخ پر قبضہ کر لیا اور انتظام کی غرض سے جعفر تکین کو وہاں ٹھہرایا۔

سیاوش کا خراسان پر قبضہ

ارسلان حاجب محمود کی طرف سے ہرات کا صوبہ دار تھا محمود نے روانگی ملتان کے وقت ارسلان کو ہدایت کر دی تھی کہ جس وقت کسی مخالفت و بغاوت کا احساس کرنا فوراً غزنی آ جانا۔ ارسلان حاجب اس ہدایت کے مطابق جس وقت سیاوش تکین نے خراسان پر قبضہ کر لیا ہرات سے غزنی چلانے

---

[1] کاتب کی غلطی ہے بجائے ۳۹۰ھ کے ۳۹۶ھ پڑھیں کیونکہ محمود نے ۳۹۶ھ میں ملتان کا قصد کیا تھا جیسا کہ اوپر پڑھ آئے ہیں اس کے علاوہ فاضل ابن اثیر نے اس واقعہ کو ۳۹۶ھ کے ذیل میں لکھا ہے دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۸۷۔

کے لئے چلا آیا سیاوش تکین کو خاصہ موقع مل گیا ہرات پر بھی قبضہ حاصل کر کے قیام پذیر ہو گیا اور حسین بن نصر کو نیشاپور کی طرف روانہ کیا۔ حسین نے بھی نیشاپور پر قبضہ کر لیا۔ گورنر مقرر کئے خراج وصول کیا اور اطمینان کے ساتھ رہنے لگا۔

سیاوش کی شکست و فرار

رفتہ رفتہ اس کی خبر سلطان محمود کو ہندوستان میں پہنچی۔ بہ مجبوری غزنی کی جانب واپس ہوا پہلے صوبہ بلخ کا ارادہ کیا جعفر تکین خوف زدہ ہو کر ترمذ کی طرف بھاگ گیا محمود نے بلخ میں داخل ہو کر قیام کر دیا اس کے بعد ارسلان حاجب کو دس ہزار فوج کی جمعیت سے سیاوش تکین کی سرکوبی کے لئے ہرات کی جانب روانہ کیا سیاوش تکین نے اس خبر سے مطلع ہو کر مرو کا راستہ لیا اثناء راہ میں ترکمانوں سے مڈبھیڑ ہو گئی سیاوش تکین مقابلہ کی تاب نہ لا سکا شکست اٹھا کر بھاگا اس کے بہت سے ہمراہی کھیت رہے ترکمانوں نے نہایت بیدردی اور سختی سے اس کے ہمراہیوں کو قتل کیا سیاوش تکین نے ابیورد میں جا کر دم لیا پھر جب ابیورد میں بھی اسے پناہ نہ ملی تو نسا چلا گیا۔ ارسلان حاجب سایہ کی طرح سے اس کے پیچھے پیچھے تھا یہاں تک کہ سیاوش تکین جرجان پہنچا والی جرجان نے داخل ہونے سے روک دیا۔

سیاوش تکین کی گرفتاری

تب سیاوش تکین نے پہاڑ کی چوٹیوں اور گھنے جنگلوں کا راستہ لیا۔ اس وقت اس کے ہمراہیوں کا ایک گروہ معین و مددگار نہ ہونے کی وجہ سے قابوس کے پاس جا کر پناہ گزیں ہو گیا کچھ عرصہ بعد سیاوش تکین نے پہاڑ کی چوٹیوں اور گنجان جنگل سے نکل کر نسا کی طرف کوچ کیا اور ایک تنگ راستے سے مرو کی جانب روانہ ہوا محمود تو اس کی جستجو ہی تھا جاسوسوں نے سیاوش تکین کی نقل و حرکت کی خبر دے دی جھٹ پٹ اس کی گرفتاری کے لئے روانہ ہوا۔ سیاوش تکین یہ خبر پا کر بھاگ گیا۔ نہر کو عبور کر کے ایلک خاں کے پاس پہنچا مگر اس کا بھائی ایک سو سرداروں کے ساتھ گرفتار ہو کر غزنی لایا گیا

۱؎ محمود اس وقت بھٹنڈہ میں تھا جس وقت ارسلان حاجب حاکم ہرات کے ایلچی نے حاضر ہو کر ایلک خاں کے لشکر کی پیش قدمی کی خبر دی محمود نے مہمات بھٹنڈہ راجہ سکھ پال معروف بہ نواسہ شاہ کو سپرد کر کے غزنی کی جانب واپس ہوا سکھ پال ہندوستان کے کسی راجہ کا لڑکا تھا جو پشاور میں ابوعلی سمجوری کے ہاتھ میں پڑ کر مسلمان ہو گیا تھا دیکھو تاریخ فرشتہ مقالہ اول صفحہ ۲۵ -

سلطان محمود اور ایلک خاں کی جنگ

ایلک خاں نے محمود کی واپسی سے مطلع ہو کر اپنے بھائی جعفر تگین کو چھ ہزار پیادوں کی جمعیت سے بلخ کی طرف روانہ کیا تھا مقصود یہ تھا کہ سلطان محمود سیاوش تگین کے تعاقب سے رک جائے لیکن اس ارادے میں ایلک خاں کو کامیابی نہ ہوئی محمود نے سیاوش تگین کو خراسان سے نکال کر جعفر تگین کی طرف قدم بڑھایا لینے کے دینے پڑ گئے جعفر تگین سر پر پاؤں رکھ کر بھاگا سلطان کا بھائی نصر بن سبکتگین سپہ سالار افواج خراسان ساحل جیحون تک تعاقب کرتا چلا گیا جس سے اس کا خاتمہ ہو گیا۔ ایلک خاں نے اپنے سپہ سالاروں کی شکست سے خائف ہو کر اپنے چند معتمد علیہ کو بادشاہ ختن (چین[1]) قدر خاں بن بغراخاں کے پاس بھیجا اور امداد طلب کی۔ ایلک خاں اور بغراخاں باہم ایک دوسرے کے قریبی رشتہ دار تھے اور ان دونوں میں دامادی رشتہ کا بھی تعلق تھا۔ قدر خاں بذاتہ اپنے فوج کے ساتھ ایلک خاں کی کمک پر آیا[2]۔ ایلک خاں نے گرد و نواح کے دہقانوں اور ماوراء النہر کے کاشت کاروں سے لشکر مرتب کر کے قدر خاں کی پشت پناہی سے محمود کے مقبوضات کی جانب قدم بڑھایا۔ پچاس ہزار فوج کے ساتھ دریائے جیحون عبور کر کے بلخ کی سرحد پر آ پہنچا۔ محمود اس وقت طغارستان میں تھا اس کی آمد سے مطلع ہو کر بلخ آیا۔ اور جنگ کی تیاری میں مصروف ہوا۔ ترکوں، خلجیوں، افغانیوں، غزنیوں اور اپنی باقاعدہ فوج کو مسلح کر کے مقابلہ پر آیا۔ بلخ سے نکل کر چھ کوس کے فاصلہ پر صف آرائی کی۔

ایلک خاں کی شکست

محمود نے قلب لشکر کا اپنے بھائی نصر سپہ سالار افواج خراساں کو انچارج کیا تھا۔ ابو نصر بن احمد فریغونی والی جرجان اور ابو عبداللہ بن محمد ابن ابراہیم طائی تیر اندازان اکراد و عرب بھی قلب میں رکھے گئے تھے۔ میمنہ میں محمود کا حاجب کبیر ابو سعید تمرتاشی تھا اور میسرہ میں ارسلان حاجب۔ پانچسو زنجیر کوہ پیکر ہاتھیوں کا قلعہ بنایا گیا تھا۔ ایلک خاں کے میمنہ پر قدر خاں بادشاہ چین۔ میسرہ پر اس کا بھائی جعفر تگین اور قلب لشکر میں خود ایلک خاں تھا۔ دونوں لشکر ایک دوسرے سے

---

[1] دیکھو تاریخ فرشتہ جلد اول صفحہ ۲۵۔

[2] قدر خاں بادشاہ چین پانچ ہزار سواروں سے ایلک خاں کے مدد پر آیا تھا۔ دیکھو تاریخ فرشتہ مقالہ اول صفحہ ۲۵۔

جنگ کرنے لگے۔ فریقین نے مرنے مارنے پر کمریں باندھ لیں۔ سلطان محمود ایک خیمہ میں سر بسجدہ بہ کمال تضرع والحاح اللہ جل شانہ سے اپنی فتحیابی کی دعا کر رہا تھا۔ دعا سے فارغ ہو کر سوار ہوا اور کوہ پیکر ہاتھیوں کو لے کر ایلک خان کے قلب لشکر پر حملہ کیا ایلک خان مقابلہ پر نہ ٹھہر سکا شکست اٹھا کر بھاگا شاہی لشکر نے پکڑ دھکڑ شروع کر دی۔ قتل و غارت کرتا ہوا نہر تک پہنچا۔ شکست خوردہ فوجوں نے دریا عبور کر کے اپنی جان بچائی۔ محمود مظفر و منصور غزنی کی طرف واپس ہوا۔ شعرا نے تہنیت کے قصاید لکھے یہ واقعہ ۳۹۷ھ کا ہے۔

سلطان محمود اور نواسہ شاہ

سلطان محمود ترکوں اور ایلک خان کی رخنہ اندازی سے فارغ ہو کر پھر ہندوستان کی جانب متوجہ ہوا۔ نواسہ شاہ راجگان ہندوستان میں سے کسی کا بیٹا تھا۔ اور محمود کے ہاتھ پر ایمان[1] لایا تھا۔ محمود نے اسے چند قلعوں کا جسے اس نے فتح کیا تھا حاکم بنایا تھا۔ محمود کی واپسی پر مرتد ہو گیا۔ محمود کو اس کی خبر لگی تو وہ آگ بگولا ہو گیا سامان جنگ درست کر کے نواسہ شاہ کے سر پر آ پہنچا نواسہ شاہ بھاگ گیا۔ محمود نے ان قلعوں پر جو اس کے اور اس کے ہمراہیوں کے قبضہ میں تھے قبضہ کر کے غزنی کی جانب واپس ہوا یہ واقعہ بھی ۳۹۷ھ کا ہے۔

فتح بھیم نگر

ماہ ربیع الثانی ۳۹۸ھ میں سلطان محمود نے پھر ہندوستان پر جہاد کے ارادے سے فوج کشی کی۔ فوجیں آراستہ کر کے ہندوستان کی جانب روانہ ہوا۔ کوچ و قیام کرتا ہوا دریائے ہند پر پہنچا۔ راجہ انند پال ایک بڑی فوج لے کر مقابلہ پر آیا جس کا شمار نہ ہو سکتا تھا۔ سلطان محمود نے نہایت استقلال و مردانگی سے جنگ کا آغاز کیا۔ راجہ انند پال کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی۔ سلطان محمود راجہ انند پال کے تعاقب میں قلعہ بھیم نگر تک بڑھتا چلا گیا۔ قلعہ بھیم نگر کو کوٹ کہا جاتا ہے یہ ایک نہایت مضبوط قلعہ بالائے قلّہ بنا ہوا تھا ہندوستان والے اسے اپنے بتوں کا خزانہ مقرر کئے ہوئے تھے۔ ہندوستان کے اطراف و جوانب سے قیمتی قیمتی اسباب اور جواہرات بنظر تقرب بت اس قلعہ میں آتے تھے۔ سلطان نے اس کے محاصرہ کا حکم دیا۔ اہل قلعہ نے امن کی درخواست کی اور قلعہ کی کنجیاں سلطان کے حوالہ کر دیں۔

مال غنیمت

سلطان نے ابو نصر فریغونی اور اپنے حاجب کبیر ابن تر تاش اور واسع تکین کو مال و اسباب کی فراہمی اور روانگی پر مامور کیا۔ سات لاکھ دینار سرخ سات سو من سونے اور چاندی کے

[1] نواسہ شاہ کا نام سکھ پال تھا۔ یہ وہی شخص ہے جسے غزنی کی واپسی کے وقت اپنے مقبوضات ہندوستان کا حاکم بنایا تھا۔ مترجم

برتن دو لاکھ من خالص سونا بیس لاکھ من چاندی اور ہزارہا تھان دیبا اور ریشمی پارچہ جات ہاتھ آئے اسی قلعہ میں ایک مکان چاندی کا ملا تھا۔ جس کا طول تیس ہاتھ اور عرض پندرہ ہاتھ تھا۔ اور اطلس اور دیبا کا ایک شامیانہ ساٹھ گز لمبا تیس گز چوڑا برآمد ہوا تھا جس کی چوبیں سونے اور چاندی کی تھیں۔ سلطان محمود نے اس مال غنیمت کے حفاظت پر نامبردگان کو متعین کیا چنانچہ بہ انتہائی احتیاط سے غزنی روانہ کر دیا گیا۔ سلطان محمود نے غزنی پہنچ کر اپنے دارالامارت کے صحن میں اس شامیانہ کو نصب کرایا۔ جواہرات کو چنوایا۔ اطراف و جوانب کے دفود دیکھنے اور مبارک باد دینے کے لئے آئے انہیں وفود میں طغان برادر ایلک خاں کا سفیر تھا۔

سلطان محمود کا جرجان پر قبضہ

بنو فریغون زمانہ حکمرانی ملوک سامانیہ میں جرجان کی گورنری پر تھے۔ اور اسی زمانہ سے برابر وراثتہً حکمرانی کرتے چلے آئے تھے داد و دہش میں ان لوگوں کو ایک قسم کی شہرت حاصل ہو گئی تھی۔ ابوالحرث احمد بن محمد ان میں ایک با اثر شخص تھا۔ اور سبکتگین نے اس کی لڑکی سے اپنے بیٹے محمود کا عقد کر دیا تھا۔ اور محمود کی بہن کا نکاح ابوالحرث کے بیٹے ابو نصر کے ساتھ کیا گیا تھا۔ اس تعلق سے دونوں حکمرانوں میں رشتہ محبت زیادہ مستحکم ہو گیا تھا۔ اس کے بعد ابوالحرث نے وفات پائی۔ سلطان محمود نے اس کے بیٹے ابو نصر کو بدستور جرجان کی گورنری پر بحال رکھا یہاں تک کہ ۴۰۱ھ میں اس نے بھی سفر آخرت اختیار کیا۔ محمود نے جرجان کو اپنے ممالک مقبوضہ میں شامل کر لیا۔

جنگ نارین

چوتھی صدی ہجری کے خاتمہ پر سلطان محمود نے ہندوستان پر جہاد کی غرض سے فوج کشی کی چنانچہ حزب اسے پامال کیا ہندوستان کا حکمران مقابلہ پر آیا لیکن جب اپنے کو کامیاب ہوتے نہ دیکھا تو مصالحت کا پیام دیا۔ زر نقد اور سالانہ خراج کے علاوہ پچاس زنجیر فیل اور ایک ہزار سوار نذر کئے سلطان محمود نے مصالحت کر لی اور مال و اسباب مقررہ وصول کر کے غزنی کی جانب واپس ہوا۔

ریاست غور پر سلطان محمود کا قبضہ

ممالک غوریہ غزنی کی حدود سے متصل تھے۔ غوریوں کا طریقہ رہزنی اور ڈکیتی تھا آئے دن لوگوں کو قتل و غارت کر کے پہاڑوں میں چلے جاتے تھے راستہ نہایت دشوار گزار تھا۔ ایک مدت تک ان لوگوں نے اسی فساد اور کفر کی حالت پر بسر کی

سلطان محمود کو ان کا یہ فعل پسند نہ آیا چنانچہ سنہ ۴۰۱ھ میں اس فتنہ کے خاتمہ پر کمر باندھی فوجیں آراستہ کر کے غوریوں پر فوج کشی کر دی۔ اس کے مقدمۃ الجیش پر التونتاش حاجب والی ہرات اور ارسلان حاجب والی طوس تھا کوچ و قیام کرتا ہوا شاہی لشکر دامن کوہ تک پہنچا۔ غوریوں نے بھی جنگ آوروں کو جمع کر لیا تھا گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ بالآخر سلطان محمود نے ایسا حملہ کیا جس سے غوری شکست کھا کر بھاگے محمود نے تعاقب کیا اور ان کے ملک پر قبضہ کر لیا۔ غوریوں نے اپنے ایک قلعہ میں جا کر پناہ لی سلطان محمود نے پہنچ کر محاصرہ کر لیا اہل قلعہ نے تنگ آ کر قلعہ کے دروازے کھول دیئے۔ سلطان محمود دس ہزار فوج کی جمعیت سے قلعہ میں داخل ہو گیا۔ غوری قلعہ چھوڑ کر ادھر اُدھر منتشر ہو گئے پھر وہ لوگ جمع ہو کر حملہ آور ہوئے۔ سلطان محمود نے دوبارہ انہیں شکست دی اور نہایت سختی سے انہیں پامال کیا۔ ابن سوری کو اس کے اعزہ واقارب کے ساتھ گرفتار کیا ان کے قلعوں پر قبضہ کر کے سارا مال و اسباب لوٹ لیا۔ ابن سوری کو اس سے اس قدر صدمہ ہوا کہ اس نے زہر کھا کر خود کشی کر لی۔

سلطان محمود کی قصران پر فوج کشی

اس کے بعد سنہ ۴۰۲ھ میں سلطان محمود نے قصران پر چڑھائی کی۔ والی قصران سالانہ خراج بھیجا کرتا تھا۔ اس نے کئی سال سے ایلک خان کی پشت پناہی سے خراج بھیجنا بند کر دیا تھا سلطان محمود نے غوریوں کی سرکوبی سے فارغ ہو کر قصران پر فوجکشی کر دی والی قصران یہ خبر پا کر مقابلہ پر آیا لیکن پھر ہمت نہ پڑی۔ حاضر خدمت ہو کر عذر خواہی کی بیس زنجیر فیل بطور ہدیہ پیش کئے۔ سلطان محمود پندرہ ہزار درہم تاوان جنگ وصول کر کے غزنی کی جانب واپس ہوا۔

ابوالنصر محمد بن اسمٰعیل

بادشاہ غرستان کو عجمی پشار کے لقب سے یاد کرتے تھے جیسا کہ بادشاہ فارس کو کسریٰ کے لقب سے اور والی روم کو قیصر کے خطاب سے مخاطب کرتے تھے اس کے معنے ہیں "الملک الجلیل" پشار ابوالنصر محمد بن اسمٰعیل بن اسد نے غرستان پر قبضہ کر لیا تھا۔ جب اس کا بیٹا محمد بن مسعود کو پہنچا تو اس نے اپنے باپ کو مغلوب کر دیا۔ ابوالنصر کتب بینی کی وجہ سے ترک سلطنت کر کے گوشہ نشین ہو گیا ان دنوں خراسان کی گورنری پر ابوعلی بن سیمجور تھا۔ اور جب اس نے امیر نوح سے بغاوت کی اور اہل خراسان کو اپنی حکومت کی اطاعت کی طرف مائل کرنا چاہا تو ان لوگوں نے اس وجہ سے کہ اس نے اپنے آقا سے

نعمت سے مخالفت کا اعلان کیا تھا اطاعت سے انکار کر دیا۔ ابوعلی نے ان کی سرکوبی کی غرض سے فوجیں روانہ کیں چنانچہ ایک مدت تک اہل خراسان محاصرہ میں رہے۔ امیر سبکتگین کو یہ امر ناگوار گذرا اندرونی جہات سے فارغ ہو کر ابوعلی کی گوشمالی کی طرف متوجہ ہوا الیتا رنے اس فتنہ میں امیر سبکتگین کا ہاتھ بٹایا اور اس کا شریک رہا۔ جب سلطان محمود نے صوبہ خراسان کی عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی تو اطراف و جوانب کے حکمرانوں اور گورنروں کو اپنی حکومت کی اطاعت کے لئے لکھا ان لوگوں نے اسے بطیب خاطر منظور کر لیا۔

سلطان محمود کا غرستان پر قبضہ

اس کے بعد سلطان محمود نے محمد بن ابی النصر کو کسی جہاد میں شریک ہونے کا حکم دیا۔ محمد کسی وجہ سے نہ جا سکا۔ جب سلطان محمود جہاد سے واپس ہوا تو اپنے حاجب کبیر التونتاش کی ماتحتی میں ایک بڑی فوج محمد بن ابی نصر کی جانب روانہ کی ارسلان حاجب والی طوس کو لیتارد والی غرستان کی روک تھام کی غرض سے اس کے پیچھے روانگی کا حکم دیا۔ اور چونکہ اس علاقہ کے حالات سے ابوالحسن منیعی کافی واقفیت رکھتا تھا۔ اس وجہ سے اسے مروالرود تک ان دونوں کے ساتھ جانے کی ہدایت کی۔ ابونصر نے یہ خبر پا کر ارسلان حاجب سے امن حاصل کر لیا۔ چنانچہ ارسلان حاجب ابونصر کے ساتھ ہرات آیا باقی رہا اس کا بیٹا محمد وہ اس قلعہ میں قلعہ نشین ہو گیا جسے ابونصر نے ابن سیمجور کی حکومت کے زمانہ میں تعمیر کرایا تھا شاہی فوجیں زمانہ دراز تک محاصرہ کئے رہیں بالآخر بزور تیغ فتح کر کے محمد کو گرفتار کر لیا اور پابہ زنجیر غزنی بھیج دیا۔ اس کا سارا مال و اسباب ضبط کر لیا گیا اور اس کے ارکین حکومت پر جرمانے کئے۔ ارسلان حاجب فتحیابی کے بعد قلعہ پر ایک امیر مقرر کر کے غزنی کی جانب واپس ہوا۔ محمد کے باپ ابونصر کو ہرات سے طلب کر کے غزنی میں کمال احترام سے ٹھہرایا اس نے وہیں ۴۰۶ھ میں وفات پائی۔

طغان خاں اور سلطان محمود کی مصالحت

ایلک خاں خراسان کی شکست کے بعد سلطان محمود کی شوکت کو پھوٹی آنکھوں بھی دیکھنا پسند نہ کرتا تھا آئے دن اسی ادھیڑ بن میں رہتا تھا کہ کسی نہ کسی طرح سلطان محمود سے خراسان کی شکست کا بدلہ لینا چاہیے مگر اس کا بھائی طغان خاں اس کے اس فعل سے بیحد ناراض اور بیزار تھا اس نے سلطان محمود کی خدمت میں معذرت کا پیام

بھیجا اور اپنے بھائی کے افعال سے بیزاری کا اظہار کر کے مصالحت کی درخواست کی ایلک خاں یہ سن کر آگ بگولا ہو گیا فوجیں آراستہ کر کے طغان خان پر حملہ کر دیا مگر پھر مصالحت ہو گئی اس کے بعد ہی ایلک خاں کا ۴۰۳ھ میں انتقال ہو گیا اس کی جگہ اس کا بھائی طغان خاں تخت آرائے حکومت ہوا۔ طغان خاں نے سلطان محمود سے نامہ و پیام کر کے مصالحت کر لی اور یہ کہلا بھیجا کہ آپ ہندوستان کے جہاد میں بشوق تمام مصروف رہیئے میں ترکوں کی طرف جہاد کے لئے بڑھتا ہوں۔ سلطان محمود نے بطیب خاطر اس مراسلہ کو قبولیت کا درجہ عنایت کیا۔ اسی زمانہ سے فتنہ و فساد کا دروازہ بند ہو گیا۔ اور امن و امان قائم ہو گیا۔

اس کے بعد ترکوں کا جم غفیر چین کی طرف سے طغان خاں کے علاقہ پر حملہ کرنے کے لئے نکلا۔ اس گروہ کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ اس کے ساتھ ایک لاکھ خیمے تھے۔ مسلمانوں کو اس سے بے حد خطرہ پیدا ہوا۔ طغان خاں یہ خبر پا کر ایک لاکھ کی جمعیت سے مقابلہ پر آیا فریقین جی توڑ کر لڑے۔ آخر الامر طغان خاں نے لشکر کفار کو شکست دی تقریباً ایک لاکھ کفار کو تہ تیغ کیا اور اسی قدر کو گرفتار کیا باقی ماندہ بادل ناخواستہ شکست اٹھا کر اپنے ملک کو واپس ہوئے۔

اس کے بعد ہی طغان خاں کا انتقال ہو گیا اس کی جگہ اس کا بھائی ارسلان خاں ۴۰۸ھ میں حکمراں ہوا اس سے اور سلطان محمود سے رسم اتحاد اس درجہ بڑھی کہ ارسلان خاں نے اپنی بیٹی کی سلطان محمود کے بیٹے سلطان مسعود سے منگنی کی درخواست کی۔ سلطان محمود نے اس درخواست کو منظور فرما لیا اور عقد کر کے اپنے بیٹے کو ہرات کی گورنری مرحمت فرمائی اور ۴۰۸ھ میں سلطان مسعود نے ہرات کی طرف کوچ کیا۔

فتح ناردین موسم سرما ختم ہونے پر ۴۰۴ھ میں محمود نے ہندوستان پر جہاد کرنے کی غرض سے اپنی فوج ظفر موج کو تیاری کا حکم دیا۔ چنانچہ سامان جنگ و سفر درست کر کے غزنی سے کوچ کیا حدود ہندوستان میں داخل ہو کر دو مہینہ کی مسافت کے شہروں کو فتح کرتا چلا گیا۔ مہاراجگان ہند ان فتوحات سے متاثر ہو کر یکجا ہوئے اور متفق ہو کر مقابلہ پر آئے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے سلطان محمود کو اس معرکہ میں بھی کامیابی عنایت کی۔ ناردین فتح ہو گیا۔ بے حد مال غنیمت ہاتھ آیا۔ ہزاروں کفار قید کر لئے گئے اس شہر کے بت خانے میں ایک پتھر دستیاب ہوا جس پر بخط ہندی کچھ تحریر تھا۔ مترجموں نے گذارش کی کہ اس بت خانہ

کو بنے ہوئے چالیس ہزار سال گذر چکے ہیں۔ سلطان محمود نے اس فتحیابی کے بعد دارالسلطنت غزنی کی جانب کوچ کیا۔ دارالحکومت میں پہنچ کر خلیفہ قادر باللہ کی خدمت میں درخواست کی کہ مجھے خراسان اور ان ممالک کی سند حکومت عطا ہو جو اس وقت میرے دائرہ حکومت میں ہیں۔

تھانیسر پر حملہ تھانیسر کا راجہ نہایت متعصب شخص تھا۔ کفر و ضلالت میں اپنی نظیر نہ رکھتا تھا یہاں پر ایک بت خانہ تھا جسے ہنود (نعوذ باللہ) مکہ کا قائم مقام سمجھتے تھے۔ سلطان محمود اس خبر کو سن کر اٹھ کھڑا ہوا فوجیں آراستہ کر کے دارالحکومت غزنی سے تھانیسر کی جانب روانہ ہوا۔ اثناء راہ میں بڑے بڑے مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔ بڑی بڑی گہری وادیاں ملیں جوں توں انہیں عبور کیا تو ایک نہر آڑے آ گئی نہر کے کنارہ پر ایک سر بفلک پہاڑ کھڑا ہوا تھا۔ نہر کا دہانہ اس مقام پر ایسا تنگ اور چھوٹا ہو گیا تھا کہ چند لوگ بھی پہاڑ کی چوٹی سے ایک بڑے لشکر کو دریا عبور کرنے سے روک سکتے تھے لشکر ظفر پیکر کی آمد کی خبر سن کر گرد و نواح کے کفار پہاڑ کی چوٹی پر آ کر جمع ہو گئے۔ اور شاہی لشکر کو عبور سے روکنا چاہا سلطان محمود نے اپنی فوج کو تیر اندازی کا حکم دیا جس سے مقابلہ کرنے والے مصروف پیکار ہو گئے اور شاہی لشکر کا کثیر حصہ باطمینان تمام نہر عبور کر گیا۔ کفار یہ رنگ دیکھ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ لشکر اسلام نے تلواریں نیام سے کھینچ لیں، ہنگامہ قتل و غارت شروع ہو گیا۔ دشمن کمال بے سروسامانی سے بھاگ نکلا سلطان نے شہر پر قبضہ کر لیا۔ بے حد مال غنیمت ہاتھ آیا۔ سلطان محمود فتحیابی کے ساتھ غزنی کی جانب واپس ہوا۔

اس کے بعد سلطان محمود نے سال آئندہ حسب دستور ہندوستان پر جہاد کیا۔ راہبروں نے دانستہ بھلا دیا شاہی لشکر بہت بڑی جھیل میں پڑ گیا۔ جس سے لشکر کا اکثر حصہ غرق ہو گیا۔ خود سلطان محمود مدتوں پانی میں چلتا رہا بہزار خرابی و دقت بسیار اس سے نجات پائی۔ الغرض کر کے خراسان کی جانب واپس ہوا۔

سلطان محمود اور ابو العباس مامون بن محمد ابو العباس مامون بن محمد کے قبضہ اقتدار میں خوارزم اور جرجانیہ کی عنان حکومت تھی جن دنوں امیر نوح آمد میں تھا یہ اس کے خاص حاشیہ نشینوں میں سے تھا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں امیر نوح نے ان کو اس کے مقبوضات میں ملحق کرنا چاہا لیکن اس وجہ سے کہ اس کے اور ابو علی بن سیمجور میں باہم رشتہ تھا اس لئے اس نے اس شاہی عطیہ کو قبول نہ

گیا پھر اس کے بعد اور واقعات جو ابوعلی بن سیمجور کے پیش آئے تھے اسے ہم اوپر بیان کر چکے ہیں رفتہ رفتہ تمام مملکت خوارزم اس کے قبضہ میں آ گئی۔ اس کے بعد مر گیا۔ اس کی جگہ ابوالحسن علی متمکن ہوا جب یہ بھی رہگزار عدم ہوا تو اس کی جگہ اس کا بیٹا مامون تخت آرائے حکومت ہوا۔ اس نے سلطان محمود سے دامادی کا رشتہ قائم کیا۔ اپنی بہن کو سلطان کے نکاح میں دیا جس سے دونوں میں تعلقات مستحکم ہو گئے یہاں تک کہ اس نے وفات پائی تب اس کی جگہ ابوالعباس مامون نے عنان فرماں روائی اپنے ہاتھ میں لی۔ اس نے سلطان کے پاس سلطان کی بہن سے منگنی کا پیام بھیجا سلطان نے منظور کر لیا اور عقد کر دیا۔

ابوالعباس کا قتل

جب سلطان محمود نے ابوالعباس کے پاس سفارت بھیجی کہ تم میری حکومت کی اطاعت قبول کر لو اور میرے نام کا خطبہ اپنی جامع مسجدوں کے منبروں پر پڑھاؤ۔ ابوالعباس کے مشیروں نے اس سے اختلاف کیا اور کھلم کھلا کہہ دیا کہ اگر یمین الدولہ (سلطان محمود) کی اطاعت قبول کر لو گے تو ہم لوگ آپ کی اطاعت سے منحرف ہو جائیں گے اور حکومت کا ساتھ نہ دیں گے۔ ابوالعباس یہ سن کر خاموش ہو گیا۔ سلطان محمود کی سفارت واپس آئی مگر ان بدبختوں نے ابوالعباس کو دھوکا دے کر مار ڈالا اور اس کے بیٹے داؤد کی حکومت کی بیعت کر لی اور پھر ان لوگوں کو اس معاملہ سے سلطان محمود کا خوف پیدا ہوا آپس میں مشورہ کر کے مخالفت پر تل گئے۔

تکین بخاری کا قتل

تکین بخاری ان لوگوں کا پیشوا تھا۔ سلطان محمود کو ان واقعات سے آگاہی ہوئی تو وہ لشکر آراستہ کر کے ان لوگوں کے سر پر آ پہنچا۔ سلطان محمود کے لشکر کے مقدمۃ الجیش کا افسر اعلیٰ محمد ابن ابراہیم طائی تھا۔ اس نے پہنچتے ہی لڑائی چھیڑ دی یہاں تک کہ سلطان محمود بھی اپنی تازہ دم فوج کے ساتھ پہنچ گیا۔ اور نہایت مردانگی سے دشمن کو شکست دی۔ قتل و غارت کا ہنگامہ نہایت سختی سے شروع ہو گیا۔ تکین بخاری کشتی پر سوار ہو کر بھاگا۔ ملاحوں نے دھوکا دیا اور سلطان محمود کے پاس لا کر حاضر کر دیا۔ سلطان محمود نے اسے اور چند سپہ سالاروں کے ساتھ جنہوں نے مامون کو قتل کیا تھا سزائے موت کا حکم دیا جس کی تعمیل مامون کی قبر پہ کی گئی باقی ماندہ کو غزنی بھیج دیا۔ پھر کچھ روز بعد ان قیدیوں کو ہندوستان کی طرف اپنی فوج کے ہمراہ بھیج دیا اور سرحدی شہروں میں حفاظت کی غرض سے ٹھہرایا۔ ان کے وظائف

اور تنخواہیں مقرر کر دیں۔ فتحیابی کے بعد خوارزم کی حکومت پر حاجب التونتاش کو مامور کر کے غزنی کی جانب واپس ہوا۔

کشمیر پر فوج کشی

سلطان محمود مہم خوارزم سے فارغ ہو کر غزنی آیا اور پھر غزنی سے روانہ ہو کر موسم سرما بست میں گذارا۔ اور وہاں کے انتظام سے فراغت حاصل کر کے پھر غزنی واپس آیا مجاہدین فراہم کر کے اور لشکر اسلام آراستہ کر کے سنہ ۴۰۹ھ میں جہاد کی غرض سے ہندوستان پر پھر چڑھائی کی صوبہ پنجاب کے تمام علاقے ممالک مقبوضہ میں داخل ہو گئے تھے۔ صرف کشمیر کا خطہ باقی رہ گیا تھا وہاں کی زمین کو مجاہدین اسلام کے گھوڑوں کی ٹاپوں سے روندے جانے کا شرف حاصل نہیں ہوا تھا۔ ماوراءالنہر اور خراسان وغیرہ سے بیس ہزار سوار آ کر جمع ہو گئے جن میں مجاہدین بھی تھے باقاعدہ فوج کے جنگ آور بھی تھے سلطان نے ان کو مسلح کر کے ہندوستان کی جانب قدم بڑھایا۔ غزنی سے تین ماہ کا راستہ (یا نوے منزلیں) طے کر کے سرحد کشمیر پر آ اترا۔ راجہ کشمیر ہندوستان کے ممتاز راجاؤں میں سے تھا۔ راجگان ہند اس کی اطاعت و خدمت کا اعتراف کرتے تھے۔ سلطان محمود کی آمد کی خبر پا کر ہدایا و تحایف لے کر حاضر خدمت ہوا۔ اور شاہی مقدمۃ الجیش کے ساتھ ساتھ بیسویں رجب سنہ مذکور میں قلعہ مہاجن کی جانب چلا۔

راجہ ہردت کا قبول اسلام

اثناء راہ میں چلتے چلتے جتنے مقامات ملتے گئے سب کے سب فتوحات سلطانیہ میں شامل ہوتے گئے یہاں تک کہ راجہ ہردت کے قلعہ کے قریب پہنچا۔ راجہ ہردت[1] نے حاضر ہو کر اسلام قبول کیا اور مطیع ہو گیا۔ سلطان محمود نے یہاں سے کوچ کر کے راجہ کلچند (کالی چند) کے قلعہ مہابن پر حملہ کیا۔ راجہ کلچند (کالی چند) اس سے مطلع ہو کر مقابلہ پر آیا مگر پہلے ہی حملہ میں شکست کھا کر بھاگا آگے دریا حائل ہو گیا۔ عبور کا کوئی سامان نہ تھا تقریباً پچاس ہزار آدمی ڈوب کر مر گئے بہت سامال غنیمت ہاتھ آیا جن میں ڈیڑھ سو زنجیر فیل اور قیمتی قیمتی اسباب تھے۔

فتح متھرا

سلطان محمود ان مہمات سے فارغ ہو کر متھرا کے سر کرنے کی طرف متوجہ ہوا باوجودیکہ متھرا پر راجہ دہلی کا قبضہ تھا۔ مگر کوئی شخص مقابلہ پر نہ آیا۔ سلطان محمود نے پہنچتے ہی قبضہ کر لیا یہ شہر نہایت آباد اور خوش منظر تھا۔ اس شہر کی تمام عمارتیں سنگین تھیں۔ شہر پناہ کے دو دروازے دریا کی طرف تھے۔ شہر

---

[1] راجہ ہردت قلعہ برنہ کا حاکم تھا تاریخ فرشتہ جلد اول صفحہ ۲۹۔

ایک بہت عظیم الشان جامع مسجد بنوائی ہندوستان سے سنگ مرمر اور سنگ رخام لے جا کر اس کے بنیادوں میں لگایا۔ در و دیوار پر ہندوستان کے بت خانوں کے طلائی اور نقرئی پتھر جڑوائے نیشا پور کے کاریگروں کو طلب کر کے خود بنوانے میں معروف ہوا مسجد کے گرد و پیش تین ہزار طلباء کے رہنے کے قابل مکانات بنوائے اور مقابلہ میں مدرسہ اور کتب خانہ تعمیر کرایا جس میں متقدمین اور متاخرین کی کتابیں دور دراز ممالک سے لاکر رکھی گئیں۔ تعمیر مدرسہ کی تکمیل کے بعد مدرسین اور طلباء کے لئے وظایف اور تنخواہیں مقرر کیں اراکین حکومت سپہ سالاران لشکر اور امراء سلطنت نے بھی مسجد کے قریب بکثرت مکانات بنوائے جو شمار سے باہر تھے الغرض غزنی میں ان دنوں ایک ہزار ہاتھی کار و بار سلطنت کی ضرورت کے لئے بندھے رہتے تھے۔

راجہ نندا والی کالنجر سلطان محمود کی واپسی غزنی کے بعد راجہ نندا والی کالنجر نے راجہ قنوج کو ملامتانہ خط لکھا کہ تم بڑے بزدل ہو ترکوں کے ڈر سے شہر کو چھوڑ دیا۔ اپنے دیوتاؤں کے ننگ و ناموس کا بھی کچھ خیال نہ کیا ناپاک لوگوں کی نذر کر کے اپنی جان بچائی۔ راجہ قنوج نے سختی سے جواب دیا۔ نندا کو غصہ آ گیا فوج کشی کر دی۔ دونوں راجاؤں میں سخت لڑائی ہوئی بالآخر میدان نندا کے ہاتھ رہا راجہ قنوج مارا گیا اس کا سارا مال و اسباب لوٹ لیا گیا۔ فوجیں پامال کر دی گئیں۔ اس فتحیابی سے نندا کا دل ہاتھوں بڑھ گیا حوصلے بلند ہو گئے۔ قرب و جوار کی ریاستوں کو اپنا مطیع بنا لیا اور جن والیان ملک نے سلطان محمود کے مقابلہ میں شکستیں اٹھائی تھیں وہ سب کے سب اس کے پاس آ کر جمع ہو گئے اور اس نے ان لوگوں سے وعدہ کیا کہ میں تمہارا گیا ہوا ملک نہیں ان ترکوں کے ہاتھوں سے واپس دلاؤں گا۔ رفتہ رفتہ اس کی خبر سلطان محمود کے کان تک پہنچی فوراً تیاری کا حکم دیا اس مرتبہ بہت بڑی تیاری سے ہندوستان پر حملہ کیا۔

راجہ جے پال کا خاتمہ اثناء راہ میں افغانیوں کی سرکوبی کی۔ کفار ہند کا یہ ایک گروہ تھا جو پہاڑوں کے دروں اور چوٹیوں میں چھپا رہتا تھا جس کا کام رہزنی تھا آئے دن مسافروں اور قافلوں کو لوٹ لیتا تھا۔ سلطان محمود نے ان کے ٹھکانوں اور شہروں کی طرف قدم بڑھایا اور انہیں خوب پامال کیا اس کے بعد دریائے گنگ عبور کر کے راجہ جے پال سے مڈبھیڑ ہوئی ایک سخت اور خوں ریز جنگ کے بعد جے پال کو شکست ہوئی۔ بہت سے ہمراہی گرفتار کر لئے گئے۔ راجہ جے پال زخمی ہو کر بھاگا پھر کچھ سوچ سمجھ کر سلطان محمود سے امن

طلب کیا سلطان نے اسلام قبول کرنے کی شرط پر امان دینے کا وعدہ کیا۔ راجہ جے پال نے اسے منظور نہ کیا بادل ناخواستہ نندا والی کالنجر کی طرف روانہ ہوا اثنائے راہ میں اسے اس کے کسی ہمراہی نے مار ڈالا۔

شہر ناری پر قبضہ سلطان محمود کی ان پے درپے کامیابیوں سے والیان ملک ہندوستان بے حد متاثر ہوئے چنانچہ انہوں نے اپنے اپنے قاصدوں کو شاہی دربار میں بھیج کر اطاعت و فرماں برداری کا عقیدت مندانہ اظہار کیا۔ اس کے بعد سلطانی موکب نے شہر ناری کی طرف قدم بڑھایا۔ یہ شہر ہندوستان کا مستحکم تر شہر تھا لیکن شاہی رعب کا سکہ کچھ ایسا چل گیا تھا کہ اہل شہر موکب ہمایوں کی آمد کی خبر پاکر شہر چھوڑ کر بھاگ گئے۔ سلطان محمود نے ناری کو اس کے محافظوں سے خالی پایا۔ مصلحت وقت کے لحاظ سے حکم دیا کہ زمین کے برابر کر دیا جائے۔ دس قلعے اس کے قرب وجوار میں اور بھی تھے ان لوگوں نے خفیف سا مقابلہ کیا مگر ناکام رہے نتیجہ یہ ہوا کہ ہزارہا مارے گئے اور سلطانی حکومت کا پھریرا ان کے برجوں پر کامیابی کے ساتھ لہرانے لگا۔

سلطان محمود اور راجہ نندا کی جنگ نندا (راجہ کالنجر) کو اس زمانہ میں اچھا موقع ہاتھ آ گیا تھا ایک مقام پر جاکر قلعہ بندی کر لی تھی اس مقام کو اس نے عمدہ طور سے محفوظ کر لیا تھا۔ چاروں طرف ایک گہری نہر کھدوا کر پانی بھروا دیا تھا جو کوسوں دلدل کی صورت میں پھیلا ہوا تھا چھپن ہزار سوار ایک لاکھ اسی ہزار پیادے اور سات سو پچاس زنجیر فیل اس کی رکاب میں تھے قلعہ پر پہنچ کر سلطان محمود نے اسے ایک سرسری نظر سے دیکھا اور لشکر کو اس کے مقابلہ پر ایک ٹیلہ پر قیام کا حکم دیا اگلے دن سلطان نے حملہ کا حکم دیا نندا نے قلعہ سے نکل کر مقابلہ پر صف آرائی کی تمام دن شدت سے جنگ جاری رہی یہاں تک کہ رات کی تاریکی نے فریقین کو جنگ سے روک دیا۔ اس جنگ سے نندا پر کچھ ایسا رعب شاہی غالب ہوا کہ اپنا سارا مال واسباب وآلات حرب چھوڑ کر صبح ہونے سے پیشتر بھاگ گیا۔ لشکر اسلام نے اسے لوٹ لیا اور اس کے تعاقب میں نکلے۔ سراغ لگاتے لگاتے ایک جنگل میں جاکر گھیر لیا۔ پھر کیا تھا ہنگامہ کارزار گرم ہو گیا ہزارہا مارے گئے سینکڑوں کو گرفتار کر لیا۔ نندا بدقت بہزار خرابی اپنی جان بچا کر بھاگ گیا۔ سلطانی لشکر فتحمندی کے ساتھ دارالحکومت غزنی کی جانب واپس ہوا۔

سومنات کا مندر

سومنات کا مندر ہندوؤں کا بہت بڑا بت خانہ تھا۔ ہندوستان کے تمام بت خانوں سے زیادہ محترم اور معظم سمجھا جاتا تھا۔ یہ بت خانہ ایک مضبوط قلعہ میں جو کہ سمندر کے کنارے تھا بنا ہوا تھا سمندر کی لہریں مدوجزر کے وقت (جوار بھاٹا) بت خانہ تک آیا کرتی تھیں ہندوؤں کا یہ عقیدہ تھا کہ سمندر اس بت کے قدم چومنے کے لیے آتا ہے۔

بت خانہ کی عمارت نہایت عظیم الشان اور وسیع تھی چھپن مرصع کھمبوں پر وہ عمارت قائم تھی۔ بت کا مجسمہ پتھر کا تراش کر بنایا گیا تھا جس کی لمبائی پانچ گز تھی۔ دو گز زمین میں گڑا ہوا تھا اور تین گز باہر تھا اس بت کی کوئی خاص صورت نہ تھی۔ بت خانہ ایک تاریک مقام میں تھا قندیلوں میں جواہرات جڑے تھے جس سے وہ روشن رہتا تھا۔ بت کے قریب طلائی زنجیر میں ایک سومن وزن کا گھنٹہ لٹکا ہوا تھا جو اوقات مقررہ پر شب کے وقت بجایا جاتا تھا اس کی آواز سے پجاری برہمن بتوں کی عبادت کے لیے آتے تھے اس بڑے بت کے پاس بہت سے سونے اور چاندی کے بت رکھے ہوئے تھے بت کدہ کے دروازوں پر زربفت کے پردے پڑے تھے جن کی جھالروں میں موتی اور جواہر لگے ہوئے تھے ان میں سے ہر ایک کی قیمت بیس بیس ہزار دینار تھی جس شب میں خسوف قمر (چاند گرہن) ہوتا تھا تمام ہندوستان کے ہندو سومنات کی زیارت کو آتے تھے اور ایک عالم جمع ہو جاتا تھا جس کا شمار نہیں ہو سکتا۔

سومنات کے متعلق ہنود کا عقیدہ

ہندوؤں کا یہ عقیدہ تھا کہ روحیں بدن سے جدا ہونے کے بعد سومنات ہی میں آکر جمع ہوتی ہیں۔ سومنات انہیں جس جس بدن میں چاہتا ہے ڈال دیتا ہے۔ ہندو قیمتی قیمتی اسباب اور نفیس نفیس جواہر نذر کے طور پر سومنات میں پیش کرتے تھے مجاوروں کو بعید اور بے شمار عمدہ اور قیمتی مال و اسباب دیتے تھے۔ دس ہزار سے زیادہ آمدنی کی جائداد وقف تھی۔ باوجودیکہ سومنات دریائے گنگ سے دو سو کوس کے فاصلہ پر تھا مگر ہر روز سومنات کے غسل کے لئے وہاں سے پانی لایا جاتا تھا دریائے گنگ ہندوؤں کے عقیدے کے مطابق جنت سے نکلا ہے اور اس میں نجات کے خیال سے اپنے مردوں کی ہڈیاں ڈالتے تھے۔ ایک ہزار برہمن پجاری روزانہ پرستش پر متعین تھے تین سو حجام زیارت کرنے والوں کے سر اور داڑھی مونڈنے کے لئے موجود رہتے تھے۔ تین سو مرد اور پانچ سو عورتیں گانے اور ناچنے کے

لئے تھیں۔ ان سب کی معقول تنخواہیں مقرر تھیں۔

راجہ اجمیر کا فرار اس سے پیشتر سلطان محمود ہندوستان کے جب کسی قلعہ کو فتح کرتا یا کسی بت کو توڑتا تھا تو ہندو کہا کرتے تھے کہ سومنات ان لوگوں سے ناراض ہو گیا ہے اس وجہ سے یہ توڑے جاتے ہیں اور شکست کھاتے ہیں ورنہ سومنات محمود کو اب تک کب کا ہلاک کر ڈالتا۔ سلطان محمود کو کسی ذریعہ سے اس کی خبر لگ گئی اس بت پرستی کے نیست و نابود کرنے کی غرض سے انہیں ان کے معبودان باطل کی بے کسی دکھلانے اور ان کے دعووں کی تکذیب کے خیال سے جہاد کی غرض سے کوچ کیا۔ چنانچہ ماہ شعبان ۴۱۶ھ میں مجاہدوں کے ساتھ غزنی سے نکلا۔ نصف ماہ رمضان میں ملتان پہنچا۔ چونکہ ایک بہت بڑا بیابان جس میں پانی اور گھاس کا نام نہ تھا درپیش تھا اس وجہ سے سلطان نے حکم دیا کہ ہر شخص اپنی ضرورت کے مطابق پانی اور رسد لے لے اس کے علاوہ سلطان نے احتیاط کے طور پر بیس ہزار اونٹوں پر پانی اور ضرورت کی چیزیں بار کر کے اپنے ہمراہ لیں۔ العقصہ اس جاں لیوا میدان سے گذر کر اجمیر میں موکب ہمایوں وارد ہوا راجہ اجمیر جنگ کے خوف سے شہر چھوڑ کر بھاگ گیا تھا لشکر اسلام نے شہر کو تاخت و تاراج کیا قلعہ کی طرف اس وجہ سے متوجہ نہ ہوا کہ سومنات کی مہم درپیش تھی جو اس سے زیادہ اہم تھی۔

اس اثنا میں چند قلعوں پر گذر ہوا جو جنگ آزما مردوں اور آلات حرب اور سامان جنگ سے بھرا ہوا تھا مگر اللہ تعالیٰ نے سلطانی رعب ان پر ایسا غالب کر دیا کہ ان لوگوں نے بلا قتل و قتال اطاعت قبول کر لی قلعہ کی کنجیاں شاہی ملازموں کے حوالہ کر دیں۔ لشکر اسلام ان قلعوں پر قبضہ کر کے آگے بڑھا۔ نہروالا (پٹن گجرات) میں پہنچ کر قیام کیا۔ بھیم راؤ والی شہر جنگ کے خوف سے شہر خالی چھوڑ کر بھاگ گیا تھا۔ سلطان محمود نے اس شہر سے بھی رسد و پانی کا ذخیرہ مہیا کر کے ہمراہ لیا اور سومنات کی جانب بڑھا۔ اثنا راہ میں بہت سے بت خانے نظر آئے۔ جن میں بکثرت بت رکھے ہوئے تھے گویا یہ سومنات کے خدام تھے۔ سلطان محمود نے ان بت خانوں کو ویران و مسمار کرا کر بتوں کو توڑ پھوڑ ڈالا۔

پٹن گجرات پر قبضہ اس کے بعد شاہی لشکر ایک چٹیل میدان میں پہنچا جس میں آب و گیاہ کا نام نہ تھا اس مقام پر بیس ہزار راجپوتوں کا سامنا ہوا یہ لوگ شاہی لشکر سے مقابلہ کرنے کی غرض سے جمع ہوئے تھے

سلطان محمود نے ان سے جنگ کے لئے اپنی فوج کے ایک حصّہ کو حکم دیا چنانچہ اس دستہ فوج نے پہنچ کر جنگ چھیڑدی اور انہیں نیچا دکھا کر ان کا مال واسباب لوٹ لیا پھر لشکر ظفر پیکر پٹن گجرات میں پہنچا یہ مقام سومنات سے دو منزل کے فاصلہ پر تھا سلطان محمود نے اس پر بھی قبضہ کر لیا جو مقابلہ پر آیا اسے تہ تیغ کیا نصف ذیقعدہ کو موکب ہمایوں نے سومنات پر پہنچ کر پڑاؤ کیا۔ اہل سومنات قلعہ کی فصیلوں پر چڑھ کر لشکر اسلام کو دیکھ رہے تھے اور با آواز بلند کہتے تھے کہ ہمارا خدا سومنات تمہیں یہاں اس واسطے لایا ہے کہ تم لوگوں کو ایک ہی دفعہ ہلاک کر دے اور اس کا انتقام لے جو تم نے ہندوستان کے مہاتماؤں کے ساتھ کیا ہے اور انہیں توڑا ہے۔

فتح سومنات

الغرض صبح ہوتے ہی مجاہدین اسلام قلعہ کی دیوار تک تکبیر کہتے ہوئے پہنچ گئے۔ ادھر راجپوتوں اور پنڈتوں کا لشکر فصیل قلعہ سے اتر کر سومنات کے پاس امداد کی درخواست پیش کرنے گیا ادھر لشکر اسلام کمندوں اور سیڑھیوں کے ذریعہ سے قلعہ کی فصیل پر چڑھ گیا۔ بہادر راجپوت مسلمان دلاوروں کی یہ شجاعت دیکھ کر دنگ رہ گئے اور بحکم ہر کہ تنگ آید بجنگ آید مقابلہ اور مدافعت پر کمریں باندھ لیں۔ دن بھر نہایت شدت سے لڑائی کا سلسلہ جاری رہا۔ جوں ہی رات کی سیاہی چھائی دونوں طرف جنگ سے رُک گئے۔ رات امید وخوف میں گذر گئی۔ صبح ہوتے ہی لشکر اسلام نے تکبیر کہہ کر پھر لڑائی کا آغاز کیا اور نہایت سختی سے حملہ آور ہوئے ہندو جوق درجوق سومنات کے پاس جاتے اور اس سے بغل گیر ہو کر گریہ زاری کرتے ہوئے رخصت ہوتے اور میدان جنگ میں جاتے تھے۔ بہادران اسلام انتہائی جدوجہد سے حملہ پر حملہ کرتے رہے یہاں تک کہ رات نے بیچ بچاؤ کر دیا اور یہ دن بھی اسی حالت سے ختم ہو گیا۔ تیسرے دن پرم دیو اور داشلیم کی امدادی فوجیں بھی آ گئیں۔ جس سے اہل سومنات کو بڑی قوت اور اطمینان حاصل ہو گیا۔ مگر مجاہدین اسلام کے پرزور حملوں نے سورما راجپوتوں کو شکست دے ہی دی۔ نہایت ابتری کے ساتھ پسپا ہوئے۔ پچاس ہزار کھیت رہے باقی ماندہ کشتیوں پر سوار ہو کر بھاگ نکلے اسلامی بہادروں نے تعاقب کیا قتل وغارت گری کا سیلاب بڑھا ہزاروں دریا میں ڈوب کر مر گئے بہت سوں کو اسلامی دلاوروں نے تلوار کے گھاٹ اتارا۔ قلعہ پر کامیابی کے ساتھ سلطانی قبضہ ہو گیا۔

سلطان محمود اور راجہ پرم دیو اس خداداد کامیابی کے بعد سلطان محمود نے راجہ پرم دیو والی نہر والہ کے سر کرنے کے لئے کوچ کیا۔ راجہ پرم دیو وہی شخص ہے جس نے جنگ سومنات میں مذہبی اور قومی جوش سے ہندوؤں کی کمک پر فوجیں روانہ کیں تسخیر سومنات کے بعد نہر والا چھوڑ کر قلعہ کندھیہ میں جا کر پناہ گزین ہو گیا تھا۔ یہ قلعہ ایسے مقام پر تھا جو تین طرف سے دریا سے گھرا ہوا تھا چوتھی جانب خشکی تھی لیکن ایک گہری نہر اس سمت کی محافظت کر رہی تھی۔ یہ مقام سومنات سے ساٹھ کوس کے فاصلہ پر تھا۔ سلطان محمود نے خشکی کی جانب سے اس قلعہ پر فوج کشی کی، قریب قلعہ پہنچ کر دیکھا کہ چاروں طرف سے دریا لہریں مار رہا ہے بے حد پریشان ہوا۔ نہ کشتیاں تھیں اور نہ پل۔ اسی کشمکش و پنج میں پڑا ہوا تھا کہ حسن اتفاق سے دو شکاری ملاح نظر پڑے جو مچھلیوں کا شکار کر رہے تھے ملازمان شاہی انہیں دربار سلطانی میں پکڑ لائے۔ دریافت کرنے پر ان لوگوں نے ایک مقام بتایا کہ یہاں سے دریا عبور کر جانا ممکن ہے۔ لیکن اگر دریا عبور کرتے وقت ذرا بھی تیز ہوا چلی تو سب کے سب ہلاکت میں پڑ جاؤ گے۔ سلطان محمود یہ سنتے ہی اٹھ کھڑا ہوا اور بسم اللہ مجرہا و مرسٰہا کہہ کر اپنے گھوڑے کو دریا میں ڈال دیا۔ مجاہدین اسلام نے بھی باگیں اٹھالیں اور بات کی بات میں دریا عبور کر گئے۔ راجہ پرم دیو اس جرأت و دلیری سے اس قدر متاثر ہوا کہ لباس تبدیل کر کے قلعہ چھوڑ کر بھاگ گیا۔ بلا قتل و قتال قلعہ پر سلطانی قبضہ ہو گیا۔

والی منصورہ کی سرکوبی اس کے بعد والی منصورہ کے مرتد ہونے کی خبر دربار سلطانی میں پہنچی، فوراً تیاری کا حکم دیا۔ والی منصورہ نے موکب ہمایوں کی آمد کی خبر سن کر براہ دریا بھاگ جانے کی کوشش کی، سلطان محمود کو اس امر کا خطرہ پہلے ہی سے ہو گیا تھا اور اس نے دریا کے راستہ کی ناکہ بندی کر لی تھی جوں ہی والی منصورہ نظر پڑا کشت و خون کا بازار گرم ہو گیا ایک بڑی جماعت کام آئی والی منصورہ نے بھاگ کر اپنی جان بچائی۔ والی منصورہ کی سرکوبی سے فارغ ہو کر سلطان محمود نے بھاطیہ (بھٹنیر) کی طرف رخ کیا بھٹنیر والوں نے اطاعت قبول کر لی۔ سلطان محمود ان لوگوں پر جزیہ قائم کر کے مظفر و منصور ماہ صفر ۴۱۷ھ میں غزنی کی جانب واپس ہوا۔

امیر نوح اور قابوس ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ ۳۷۱ھ میں امرائے بنو بویہ نے طبرستان اور جرجان

کو قابوس کے قبضۂ اقتدار سے نکال کر اپنے دائرہ حکومت میں شامل و داخل کر لیا تھا۔ قابوس بحال پریشان امیر نوح بن منصور کی خدمت میں ابو العباس گورنر خراسان کے توسط سے بطور وفد حاضر ہوا، امیر نوح اور اس کے گورنر ابو العباس نے امداد کا وعدہ کیا مگر اتفاقات کچھ ایسے پیش آنے گئے کہ ایفاء وعدہ بر محل کا زمانہ گذر گیا اور وعدہ وفا نہ ہوا۔ اتنے میں امیر سبکتگین کا دور حکومت آ گیا۔ قابوس نے اس سے بھی اپنی سرگذشت کہہ سنائی۔ اس نے بھی وعدہ تو کر لیا مگر بنو سیمجور کی مہم نے ایسی پیچیدگیاں پیدا کر دیں کہ جس سے امیر سبکتگین اپنا وعدہ وفا نہ کر سکا۔ اور داعی اجل کو لبیک کہہ کر سفر آخرت اختیار کیا سلطان محمود تخت آرائے حکومت ہوا تو اسے خانہ جنگیوں نے مہلت نہ دی۔ قابوس ابھی ساحل مقصود پر نہ پہنچنے پایا تھا کہ ابو القاسم بن سیمجور نے فخر الدولہ بویہ کے مرنے کے بعد جرجان کے صوبہ پر قبضہ کر لیا۔ قابوس کی رہی سہی امید بھی ختم ہو گئی۔ گھبرا کر اہل دیلم اور جبل سے امداد کی درخواست کی۔ چنانچہ اہل دیلم و جبل کی کمک سے صوبہ طبرستان و جرجان پر قابوس کا قبضہ ہو گیا اور یہ اس صوبہ کا حکمران تسلیم کیا گیا جیسا کہ دیلم اور جبل کے حالات کے ضمن میں تحریر کیا جائے گا۔

سلطان محمود اور قابوس نصر بن حسن فیرزان، ماکان بن کالی کا چچا زاد بھائی صوبجات طبرستان و جرجان پر دانت لگائے بیٹھا تھا۔ قابوس سے اکثر چھیڑ چھاڑ کیا کرتا تھا۔ اتفاقی اسباب سے بنو بویہ نے اسے گرفتار کرا کر رے کی جیل میں ڈال دیا۔ اب کیا تھا کوئی بھی مخالف باقی نہ رہا تھا۔ طبرستان و جرجان پر قابوس کی حکومت مستقل طور سے قائم ہو گئی۔ قابوس نے انجام پر غور کر کے سلطان محمود کی حکومت کی اطاعت قبول کر لی تاکہ آئندہ خطرات سے محفوظ ہو جائے۔ الغرض اس طور سے تمام دیار دیلم میں سلطانی حکومت کا سکہ چلنے لگا۔

سلطان محمود کا رے پر قبضہ مجد الدولہ بن فخر الدولہ کی پچاس عورتیں تھیں جن سے تیس اولادیں پیدا ہوئی تھیں شب و روز انہی عورتوں میں پڑا رہتا تھا جب ان کی صحبت سے دل اکتا جاتا تھا تو قصوں اور کہانیوں کی کتابیں دیکھتا اور کتابت کرتا تھا یہ مشغلہ صرف دل بہلانے کا تھا۔ عنان حکومت ایک لونڈی کے ہاتھ میں تھی جسے مجد الدولہ کی محبوبہ ہونے کا فخر حاصل تھا۔ وہی امور سلطنت کے سیاہ و سفید

کی مالک تھی۔ اس لونڈی کے مرجانے پر رہا سہا انتظام بھی جاتا رہا سارا کارخانہ درہم و درہم ہو گیا، اعیان دولت نے جمع ہو کر بالاتفاق سلطان محمود کی خدمت میں مجدالدولہ کی بدنظمی ولاپروائی کی شکایت لکھی اور رے پر قبضہ کر لینے کی تحریک کی۔ سلطان محمود نے اس خیال سے کہ مبادا اور کوئی مقابل قابض نہ ہو جائے رے پر قبضہ کر لینے کی غرض سے ایک فوج بھیجدی جس کا افسر اعلیٰ اس کا حاجب (لارڈ چیمبرلین) تھا اور یہ ہدایت کر دی کہ بنظر انتظام امور سلطنت مجدالدولہ کو اس کے بیٹے ابودلف کے ساتھ فوراً گرفتار کر لینا۔

مجدالدولہ کی نظربندی

رے پر موکب ہمایوں کے قبضہ کر لینے کے بعد سلطان محمود ماہ ربیع الاول ۴۲۰ھ میں دارالسلطنت غزنی سے رے کی جانب روانہ ہوا کوچ و قیام کرتا ہوا تھوڑے دن بعد رے پہنچا۔ اہل رے نے نہایت گرمجوشی سے اپنے نئے حکمراں کا استقبال کیا۔ سلطان محمود سب سے خندہ پیشانی سے ملا اور انتظام حکومت اور مصلحت وقت کا خیال کر کے مجدالدولہ کو گرفتار کر کے خراسان میں نظربند کیا اور اس کے مال و اسباب کی ضبطی کا حکم دیا۔ فہرست مرتب کی گئی۔ ایک کروڑ دینار سرخ، پانچ لاکھ دینار کے قیمتی جواہرات، چھ ہزار تھان قیمتی پارچہ، بے شمار آلات ضرب خزانہ اور توشہ خانہ سے برآمد ہوئے۔

قزوین کے قلعوں پر قبضہ

مہم رے سے فارغ ہو کر قزوین کی جانب متوجہ ہوا اور اس کے قلعوں پر قبضہ حاصل کر کے شہر سادہ اور اوہ کو بھی اپنے دائرہ حکومت میں شامل کر لیا مجدالدولہ کے فرقہ باطنیہ کے تمام اصحاب کو چن چن کر قتل کیا۔ معتزلیوں کو گرفتار کرا کر خراسان کی طرف جلاوطنی کا حکم دیا، فلسفہ، اعتزال اور ... نجوم کے کتب خانوں میں آگ لگا دی۔ سارا کفر والحاد کا ذخیرہ جل کر خاک سیاہ ہو گیا۔ ان کے علاوہ ا... علوم و فنون کی کتابوں کو جو ایک سو اونٹوں کا بار تھیں اپنے دارالسلطنت غزنی اٹھا لے گیا۔

منوچہر بن قابوس

منوچہر بن قابوس شہر چھوڑ کر ایک پہاڑی قلعہ میں جا کر قلعہ بند ہو گیا تھا، راستہ نہایت دشوار گذار تھا سلطان محمود نے اس راستہ کو جوں توں طے کر کے قلعہ پر پہنچ کر محاصرہ ڈال دیا۔ منوچہر قلعہ کی کھڑکی سے نکل کر جنگل میں جا چھپا اور وہیں سے پانچ لاکھ دینار سالانہ پر مصالحت کا پیام دیا جسے سلطان محمود نے قبولیت کا درجہ عنایت کیا منوچہر اپنے قلعہ میں واپس آیا اس کے بعد محمود نے

نیشاپور کی جانب کوچ کیا۔

ابن منوچہر اس واقعہ کے بعد ہی منوچہر کی زندگی کا بھی خاتمہ ہو گیا۔ اس کی جگہ اس کا بیٹا انوشیروان تخت پر رائے حکومت ہوا سلطان محمود نے اس جانشینی کو تسلیم کیا اور بدستور خراج مقررہ قائم رکھا۔ غرض رفتہ رفتہ بلاد جبلیہ میں حدود آرمینیہ تک سلطان محمود کی حکومت کا سکہ چلنے لگا۔ زنجان اور ابہر باقی رہ گئے تھے جو ابراہیم سالار بن مرزبان کے قبضہ اقتدار میں تھے (ابراہیم سالار وہشودان بن محمد بن مسافر دیلمی کے پسماندگان سے تھا) مسعود بن سلطان محمود نے ان شہروں پر قبضہ کر لیا اب صرف شہرزور باقی رہ گیا، جسے سلطان محمود نے اپنی حکومت کے اقتدار میں لے کر سالانہ خراج مقرر کیا اور اسے بدستور انہیں کے قبضہ میں رہنے دیا جیسا کہ دیلم کے حالات میں تحریر کیا جائے گا۔

اصفہان کا الحاق صوبہ اصفہان اس وقت تک علاء الدین بن کاکویہ کے زیر اثر حکومت تھا علاء الدین نے سلطان محمود کے ان کامیابیوں سے متاثر ہو کر اطاعت قبول کر لی اور سلطان محمود کے نام کا خطبہ اپنے ممالک مقبوضہ میں پڑھے جانے کا حکم دے دیا اور اطلاعی عرضداشت بارگاہ سلطانی میں بھیج دی علاء الدین کا یہ فعل محض ظاہر داری پر مبنی تھا۔ چنانچہ اس کے تھوڑے دن بعد فتنہ و فساد شروع کر دیا سلطان محمود کو اس کی خبر ہوئی فوراً خراسان کی جانب واپس ہوا اپنے بیٹے مسعود کو رے کا گورنر مقرر کر کے اصفہان کا رخ کیا۔ علاء الدین نے حیلہ و حوالہ سے کام لینا چاہا مگر ایک بھی پیش نہ گئی۔ سلطان محمود نے اصفہان پر بھی اپنی حکومت کا جھنڈا گاڑ دیا اور اپنے ممالک مقبوضہ میں اس کے الحاق کا اعلان کر دیا۔

اہل رے کی سرکشی و بغاوت شاہزادہ مسعود رے میں چند دن حکومت کر کے ایک مصاحب کو اپنا نائب بنا کر کسی ضرورت سے غزنی کی طرف واپس ہوا۔ اہل رے کو موقع مل گیا علم بغاوت بلند کر دیا۔ مار دھاڑ شروع ہو گئی۔ مسعود کے نائب کو قتل کر کے خود مختار حاکم بن بیٹھے مسعود ان واقعات سے مطلع ہوا۔ آگ بگولا ہو کر رے کی جانب لوٹا۔ اہل رے مقابلہ پر آئے لیکن مسعود کے حملوں نے انہیں نیچا دکھا دیا نہایت بے رحمی سے پامال کئے گئے۔

ایلک خاں کی بخارا پر فوج کشی و پسپائی ۳۹۰ھ میں ملوک سامانیہ کے کمزور ہو جانے پر ایلک خاں بادشاہ

ترک والی ترکستان نے بخارا کو اپنے مقبوضات میں ملحق کر کے اپنی جانب سے ایک شخص کو بطور گورنر مقرر کر دیا تھا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔ بخارا کے گرد و نواح میں غز (تاتاریوں) کا ایک خانہ بدوش گروہ رہا کرتا تھا جن کا کام صرف لوٹ مار اور غارت گری تھا۔ ارسلان بن سلجوق (سلطان طغرل بک کا چچا) ان لوگوں کا پشت پناہ اور حامی تھا۔ ان لوگوں نے تبدیلی حکومت کی وجہ سے ہاتھ پاؤں نکالے۔ لوٹ مار شروع کر دی علی تگین برادر ایلک خان کو موقع مل گیا۔ ارسلان بن سلجوق کی سازش سے بخارا پر قبضہ کر لیا ایلک خان کو یہ امر ناگوار گذرا۔ فوجیں آراستہ کر کے علی تگین پر چڑھائی کر دی۔ علی تگین اور ارسلان بن سلجوق مقابلہ پر آئے باہم لڑائی ہوئی بالآخر ایلک خان کو شکست ہوئی اور علی تگین کا قدم بخارا پر استحکام کے ساتھ جم گیا۔

سلطان محمود کا بخارا پر قبضہ

ایلک خان کو شکست دینے سے علی تگین کو ملک گیری کا خیال پیدا ہوا سلطان محمود سے چھیڑ چھاڑ شروع کی۔ اس کے قاصدوں سے جو بادشاہ ترک کے یہاں آیا جایا کرتے تھے تعرض کرنے لگا۔ سلطان محمود کو اس کی خبر لگی۔ اس وجہ سے اور نیز یہ خیال کر کے کہ آئندہ قافلہ کی آمد و رفت میں دقت نہ ہو علی تگین کو ہوش میں لانے کی غرض سے اٹھ کھڑا ہوا فوجیں آراستہ کیں، سامان جنگ درست و مہیا کیا ۴۲۰ھ میں بلخ سے روانہ ہو کر نہر کو بخارا کی طرف سے عبور کیا علی تگین پر ایسا خوف غالب ہوا کہ بخارا چھوڑ کر ایلک خان کے پاس چلا گیا۔ سلطان محمود نے بخارا میں داخل ہو کر اس پر اور اس کے مضافات پر قبضہ کر لیا۔ سمرقند والوں پر خراج مقرر کیا تاتاریوں اور ارسلان بن سلجوق کو بخارا سے جلا وطن ہو جانے کا حکم دیا پھر کچھ سوچ سمجھ کر ارسلان بن سلجوق کو قید کر کے ہندوستان کے کسی قلعہ میں بھیج دیا۔

اس کے بعد تاتاریوں کے ایک دوسرے گروہ کی سرکوبی کی طرف سلطان محمود نے توجہ کی اور انہیں خوب پامال کیا۔ یہاں تک کہ تاتاریوں کا گروہ منتشر ہو گیا اور سلطان محمود خراسان کی جانب واپس ہوا۔

سلطان محمود اور تاتاری

جس زمانے میں سلطان محمود نے ارسلان بن سلجوق کو قید کر کے ہندوستان بھیج دیا تھا اور اس کے قبائل بخارا کی اطراف میں جلا وطن ہو کر منتشر ہو گئے اسی زمانہ میں تاتاریوں نے نہر جیحوں کو خراسان کی جانب سے عبور کیا۔ خراسان کے گورنران تاتاریوں سے کے

ہتھکنڈوں سے واقف تھے انہیں ابھرنے نہ دیا ان کا مال و اسباب جہاں جہاں پاتے ضبط کر لیتے اور ان کی اولاد سے جبراً خدمت لیتے تھے۔ مجبوراً ان میں سے ایک گروہ جن کے خیموں کی تعداد دو ہزار سے زیادہ تھی کرمان چلا آیا۔ پھر کرمان سے اصفہان کی جانب بڑھا۔ یہ گروہ اپنے کو عراقیہ کے نام سے موسوم کرتا تھا دوسرا گروہ کوہ بلخان میں پرانے خوارزم کے قریب جا کر سکونت پذیر ہوا ان دونوں تاتاری گروہوں کا گزر جن شہروں سے ہوا وہاں لوٹ مار اور غارت گری مچا دی۔

تاتاریوں غارت گری سلطان محمود نے ان واقعات سے مطلع ہو کر علاء الدولہ گورنر رے کو ان تاتاریوں کی سرکوبی کے لئے لکھا جو اصفہان میں خیمے ڈالے ہوئے تھے چنانچہ علاء الدولہ نوجیں آراستہ کر کے تاتاریوں پر آ پڑا سخت اور خونریز جنگ کے بعد علاء الدولہ کو شکست ہوئی تاتاریوں نے سلطان محمود کے خوف سے اصفہان چھوڑ دیا۔ آذربائیجان میں جا کر پڑاؤ کیا۔ راہ میں قصبوں اور شہروں کو تاخت و تاراج کرتے گئے۔

وہشودان کی حکمت عملی وہشودان والی آذربائیجان ان لوگوں سے مقابلہ نہ کر سکا اس لئے ان سے نرمی کے ساتھ پیش آیا اور تعلقات بڑھائے جس سے وہشودان کو بہت بڑی یہ کامیابی حاصل ہوئی کہ اس کے مقبوضات ان لٹیروں کی تاخت و تاراج سے محفوظ رہے ان دونوں بوقا، کوکتاش، منصور اور دانا وغیرہ ہم ان تاتاریوں کے سردار اور افسر تھے۔

تاتاریوں کی سرکوبی خوارزم قدیم کے قرب میں جو گروہ تاتاریوں کا جا کر ٹھہرا تھا وہ غارت گری میں اپنے بھائیوں سے کم نہ نکلا، جس طرف اس کا گذر ہوتا تھا زمین پناہ مانگتی تھی۔ ان کی سرکوبی پر بارگاہ سلطانی سے ارسلان حاجب گورنر طوس مامور کیا گیا۔ ارسلان حاجب ایک مدت دراز تک شاہی حکم کی تعمیل میں تاتاریوں کے پیچھے مارا مارا پھرا، مگر ذرا بھی کامیابی نہ ہوئی تب سلطان محمود کمر ہمت باندھ کر ان کے پیچھے پڑا اور مار پیٹ کر ان لوگوں کو اطراف خراساں میں منتشر کر دیا ان میں سے بعض کو اپنی خدمت میں رکھ لیا۔ اس وقت ان کے امراء کوکاش، بوقا، قزل، یغمر اور ناصغلی وغیرہ تھے۔ سلطان محمود کی وفات کے بعد اس کے بیٹے مسعود نے بھی انہیں اپنی خدمت میں رکھا چنانچہ یہ لوگ سلطان مسعود کی رکاب میں غزنی

سے خراسان آئے۔ ان ترکمانوں میں سے جو کوہ بلخان میں خوارزم کے قریب باقی رہ گئے تھے انہوں نے شہروں میں آباد ہونے کی درخواست کی سلطان مسعود نے تاج وحکومت کی فرماں برداری کی شرط پر بیرون شہر میدانوں میں آباد ہونے کی اجازت دی۔

ترکمانوں کی غارت گری اس کے بعد احمد نیال گورنر ہند نے بغاوت کا جھنڈا بلند کیا۔ سلطان مسعود اس کی سرکوبی کے لئے روانہ ہؤا اور خراسان کی حکومت پر تاش نامی ایک سردار کو مامور کیا۔ ترکمانوں نے میدان خالی پا کر پھر فساد مچا دیا۔ دیہاتوں اور قصبات کو ویران و تباہ کرنے لگے۔ تاش نے ان کی گوشمالی پر کمر باندھی اور ان پر حملہ کرکے ان کے سردار یغمر کو جنگ کے دوران قتل کر ڈالا۔ سلطان مسعود نے اس سے مطلع ہو کر ایک فوج کو ان کی جلا وطنی اور سرکوبی پر مامور کیا۔ اس فوج نے ان کے سروں پر پہنچ کر قتل وغارت کا بازار گرم کر دیا۔ مجبوراً ان ترکمانوں نے آذربیجان جا کر عراقیہ میں مل جانے کی غرض سے رے کی طرف قدم بڑھایا جیسا کہ اوپر ہم بیان کر آئے ہیں۔ ابتداً انہوں نے دامغان پر قبضہ حاصل کیا پھر اسے تاخت وتاراج کرکے سمنان کو لوٹا۔ منشکویہ اور تمام اطراف رے کو قتل وغارت سے ایک خوفناک منظر بنا دیا غرض کہ جس طرف سے ہو کر گذرے دیہات کے دیہات قصبات کے قصبات ویران ہو گئے۔ تاش والی خراسان اور ابوسہیل حمدانی والی رے نے فوجیں فراہم کیں اور ان کی سرکوبی کے لئے نکلے۔ ایک طرف سے تاش اپنی فوج کو لے کر ترکمانوں کی طرف بڑھا۔ جنگی ہاتھی کوہ صفت، دائیں بائیں تھے ترکمانوں نے سر کیف مقابلہ کیا۔ اور اس کی فوج کو پسپا کر کے رے کی جانب قدم بڑھایا۔ رے پہنچ کر ابوسہیل حمدانی سے مقابلہ ہؤا ابوسہیل کو اس معرکہ میں شکست ہوئی بھاگ کر قلعہ طبرک میں پناہ گزین ہؤا ترکمانوں نے رے کو جی کھول کر لوٹنا شروع کیا اس اثنا میں تتاش فراش جرجان سے آ پہنچا اور اس نے اس طغیان کی روک تھام پر کمر ہمت باندھی نہایت سختی سے قتل وقتال کا ہنگامہ گرم کیا۔ سیکڑوں ترکمان قتل وقید کر لئے گئے۔ باقی ماندہ نے اس غرض سے کہ عراقیہ میں جا کر شامل ہو جائیں آذربیجان کا راستہ لیا۔

آذربائیجان کا تاراج رے سے ترکمانوں کی روانگی کے بعد علاء الدین بن کاکویہ اصفہان آیا اور ابوسہیل سے سلطان مسعود کی فرماں برداری کی بیعت لینے کا مسئلہ پیش کیا مگر اتفاق کچھ ایسا پیش آیا کہ یہ معاملہ طے نہ ہو سکا۔ اس اثناء میں ترکمانوں نے آذربیجان کو جی کھول کر تاخت وتاراج

گیا۔ وہسودان نے ایک فوج کثیر فراہم کر کے ترکمانوں پر چڑھائی کی اہل آذربیجان نے بھی جمع ہو کر دوسرے جانب سے حملہ کیا۔ ایک بڑا گروہ موت کے نذر ہوا باقی ماندہ ینال اور اس کے بھائی طغرل بک کے خوف سے آذربیجان چھوڑ کر موصل اور دیار بکر کے درمیان پھیل گئے اور ان دونوں شہروں پر قبضہ حاصل کر کے ان کے اطراف وجوانب کو اپنی تاخت وتاراج کی جولانگاہ بنا لیا جیسا کہ قرواش والی موصل اور ابن مروان والی دیار بکر کے حالات میں ہم ان واقعات کو لکھ آئے ہیں۔ ارسلان بن سلجوق کے تفصیلی حالات میں رے اور آذربیجان کے واقعات کو ہم نے اختصاراً بیان کیا ہے کیونکہ ہم اسے دیلمیوں کی حکومت کے ضمن میں تحریر کریں گے۔

طغرل بک اور تکین کی جھڑپیں طغرل بک اپنے برادران حقیقی داؤد بیغو اور برادر اخیافی ینال کے ساتھ (جو اسلام لانے کے بعد ابراہیم کے نام سے موسوم ہوا) عساکر اسلامیہ سے شکست کھا کر بھاگا۔ مدتوں ادھر ادھر مارا مارا پھرا۔ بالآخر سلجوق کے بعد ماوراء النہر میں قیام پذیر ہوا۔ تکین والی بخارا سے متعدد لڑائیاں ہوئیں آخری نتیجہ یہ ہوا کہ تکین کو ان پر فتحیابی حاصل ہوئی۔ یہ سب دریائے جیحون کو عبور کر کے خوارزم وخراسان کی جانب چلے گئے۔ خوارزم وخراسان میں پہنچ کر یہ لوگ ملک و دولت کے مالک ہوئے جس کا تذکرہ آئندہ تحریر کیا جائے گا۔

فتح نرسی سلطان محمود نے اپنے خدام دولت سے احمد ینال تکین کو ہندوستان کی گورنری پر مامور کیا تھا۔ احمد ینال تکین نے ۴۲۱ھ میں شہر نرسی پر جو کہ ہندوستان کا بہت بڑا شہر تھا ایک ہزار فوج سے کر چڑھائی کی۔ پہلے اس کے اطراف وجوانب کو اس کی حمایت کرنے والوں سے صاف و پاک کر کے اس پر قابض ہو گیا اس کے بعد شہر کی طرف قدم بڑھایا چنانچہ شہر میں ایک جانب سے بزور تیغ داخل ہوا ایک دن کامل لوٹ مار کا بازار گرم رہا قتل وغارت گری مباح کر دی۔ شام ہوئی تو شہر سے نکل کر ایک کھلے میدان میں رات گذاری۔ صبح کو مال غنیمت باہم تقسیم کر کے شہر پر دوبارہ حملہ کرنے کا قصد کیا اہل شہر کو اس کی خبر لگ گئی مدافعت کی غرض سے جمع ہو گئے احمد ینال نے مقابلہ کرنا مناسب نہ سمجھا اپنے شہر کی جانب واپس ہوا۔

سلطان محمود کی وفات

واقعات بالا کے ختم ہوتے ہی سلطان محمود کا جام حیات لبریز ہو گیا۔ چنانچہ ۴۲۱ھ[1] مقام غزنی جگر د تلّی کی خرابی سے داعی اجل کو لبیک کہہ کر رہگزار ملک جاودانی ہوا (ساٹھ سال کی عمر پائی)

سلطان محمود کی سیرت و کردار

سلطان محمود بہت بڑا عالی حوصلہ بادشاہ تھا۔ اکثر ممالک اسلامیہ پر قابض ہوا۔ علماء کی عزت کرتا تھا اور ان سے باحترام و اکرام پیش آتا تھا۔ دور دراز ممالک سے اہل علم اس کی بارگاہ حکومت میں آتے تھے۔ عادل اور نیک نفس تھا رعایا کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرتا تھا اور انہیں طرح طرح کے احسانات سے اپنا ممنون بناتا۔ جہاد کا بے حد شائق تھا۔ اس کی فتوحات کی داستانیں مشہور ہیں جنہیں آپ اوپر پڑھ آئے ہیں

جس وقت یہ عادل بادشاہ مرض الموت میں مبتلا ہوا اپنے بیٹے محمد کو حکومت و سلطنت کی وصیت کی۔ یہ اس وقت بلخ میں تھا۔ مسعود سے گو یہ چھوٹا تھا لیکن سلطان محمود کی آنکھوں میں یہی زیادہ محبوب و پسندیدہ تھا۔ مسعود پر محمود کی وہ نظر ہی نہیں پڑتی تھی جو محمد پر تھی۔

الغرض سلطان محمود کی وفات کے بعد اراکین حکومت نے محمد کو سلطان محمود کی وصیت کی خبر دی اور عبائے حکومت و سلطنت کو زیب تن کرنے پر آمادہ کیا۔ ہندوستان کے شہروں اور نیشاپور میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ محمد یہ خبر پا کر بلخ سے غزنی کی جانب روانہ ہوا۔ چالیس روز بعد غزنی میں داخل ہوا۔ شاہی افواج نے حاضر ہو کر سلامی اتاری۔ سرداروں نے اطاعت و فرماں برداری کا حلف لیا اور سلطان محمد نے انعامات تقسیم کئے۔

محمود کا نسب

مورخ ابن خلدون نے سلطان محمود کی کشور ستانی اور حکمرانی کی داستانیں اس خوبی سے اختصار کے ساتھ بیان کی ہیں کہ کوئی اہم واقعہ فروگذاشت نہیں ہونے پایا لیکن خاندانی حالات اور دوسرے واقعات پر کچھ روشنی نہیں ڈالی۔ اس لئے ان کا بیان کرنا انتہائی ضروری ہے

سلطان[2] محمود حکومت فارس کے آخری بادشاہ یزدجرد کی نسل سے تھا۔ ابوالقاسم حمادی نے تاریخ مجدول میں لکھا ہے کہ امیر سبکتگین (محمود کا باپ) بادشاہ یزدجرد کی نسل سے تھا جس وقت زمانۂ خلافت

---

[1] ۱۱ ربیع الآخر یوم پنجشنبہ کا یہ واقعہ ہے دیکھو تاریخ فرشتہ صفحہ ۳۵ [2] دیکھو طبقات ناصری صفحہ ۶ مطبوعہ کلکتہ ۱۸۶۴ء

امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ میں یزدجرد مقام مرو میں ایک چکی پیسنے والے کے مکان میں مارا گیا اُس کے اہل وعیال اور خاندان والے بحال پریشان ترکستان چلے آئے اور ضرورت اور زمانہ کے لحاظ سے ان سے اور ترکوں سے باہم رشتہ داریاں اور قرابت پیدا ہو گئی دو چار پشت کے بعد علم و دولت مفقود ہونے کی وجہ سے ترک کے نام سے مشہور ہو گئے ایک مدت تک ان اطراف میں ان کے عالیشان مکانات ان کے بزرگوں کے نام کو زندہ کئے ہوئے تھے۔ اس کا سلسلہ نسب یزدجرد تک اس طور سے پہنچتا ہے۔

"محمود بن سبکتگین بن جوق قراالحکم بن قرا ارسلان بن قرا ملت بن قرالعمان بن فیروز بن یزدجرد بادشاہ فارس"۔

ابوالفضل حسن بیہقی نے تاریخ ناصری میں بروایت سلطان محمود تحریر کیا ہے کہ سلطان محمود نے اپنے باپ امیر سبکتگین سے روایت کی ہے کہ سبکتگین کے باپ کو قراالحکم کہتے تھے اصلی نام جوق تھا غوغا اور الحکم لغت ترکی میں متحد المعنی ہیں قراالحکم کے معنی سیاہ غوغا ہیں۔ ترکستان میں جہاں کہیں جوق کا نام ترک سن پاتے تھے اس کی شجاعت و مردانگی کے خوف سے بھاگ کھڑے ہوتے تھے اس وجہ سے اس کا نام قراالحکم رکھ چھوڑا تھا۔

تاریخ[1] منہاج السراج جرجانی میں لکھا ہے کہ نصر حاجی نامی ایک سوداگر نے امیر سبکتگین کو ترکستان سے بخارا لا کر امیر الپتگین کے ہاتھ فروخت کیا۔ امیر الپتگین سبکتگین کو دیکھتے ہی تاڑ گیا کہ یہ بڑا ہونہار لڑکا ہے اس کی بلند پیشانی سے بچپن کے باوجود دیرائی کے آثار نمایاں ہیں اپنی خدمت میں رکھ لیا۔ تھوڑے دن بعد پیشکاری سے لشکر غزنی کی سرداری پر مامور کیا گیا رفتہ رفتہ الپتگین کی ناک کا بال بن گیا سیاہ سفید کرنے کا مالک ہو گیا۔

سبکتگین درحقیقت غلام نہ تھا بلکہ یزدجرد بادشاہ فارس کی نسل سے تھا جس وقت یزدجرد مقام مرو میں ایک چکی پیسنے والے کے مکان میں عہد خلافت امیر المومنین عثمانؓ میں مارا گیا اس کی اولاد اور خاندان والے ترکستان میں جا کر روپوش ہوئے اور ترکوں سے حسب ضرورت رشتہ قرابت پیدا کیا دولت و حکومت تو پہلے ہی ہاتھ سے نکل چکی تھی علم بھی جاتا رہا دو چار نسلوں کے بعد ترک کہلائے جانے لگے۔

---

[1] دیکھو تاریخ فرشتہ مطبوعہ مطبع نولکشور صفحہ ۱۸۔

محمود کے غلام نہ ہونے کی بہت بڑی اور قوی دلیل یہ ہے کہ انگریز مورخوں نے اسے غلاموں کے سلسلہ حکومت میں نہیں لکھا انہیں اس کے ساتھ کوئی ایسی ہمدردی نہ تھی کہ جس سے یہ محمود کو سلسلہ حکمرانانِ غلامان سے علیحدہ لکھنے پر مجبور ہوتے۔

عربی تاریخیں صرف اس قدر لکھ کر خاموش ہو جاتی ہیں کہ محمود کا باپ سبکتگین، امیر الپتگین کا غلام تھا یہ عبارت اشارے سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی اس سے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ سبکتگین کس ملک سے کس زمانہ میں اور کس جہاد میں غازیانِ اسلام کے ہاتھ آیا اور جب یہ امر پایۂ ثبوت تک نہ پہنچ سکا تو محمود کو غلام کہنا نہایت دیدہ دلیری اور ناانصافی ہے۔

قرونِ سابقہ میں غلامی کے دو ہی طریقے تھے[1]۔ ایک یہ کہ جہاد کے ذریعہ سے جو لوگ کفرستان سے قید ہو کر آتے تھے اور غازیانِ اسلام انہیں بضرورت مزید و فروخت کر لیا کرتے تھے دوسرے یہ کہ غیر اور اجنبی ممالک سے اکثر سیاح یا مسافر تجارت پیشہ اصحاب اکا دکا چلنے والوں کو پکڑ کر لاتے تھے اور انہیں ممالک اسلامیہ میں لا کر سر بازار فروخت کیا کرتے تھے۔ اول الذکر اصلی اور واقعی غلام کہے جانے کے مستحق ہیں۔ غلامی کی دوسری صورت نام کی غلامی ہے ورنہ یوسف علیہ السلام بھی اسی آخری صورت میں داخل ہو جاتے ہیں۔ ہاجرہ علیہا السلام کون تھیں اور کس طرح ابراہیم علیہ السلام کے ہاتھ آئیں؟ حسینی سادات کی ماں کہاں کی تھیں؟ اور کیونکر حسین علیہ السلام کے ہاتھ لگیں؟ ام المومنین ماریہ بنت شمعون قبطیہ کون تھیں؟ اور کہاں سے آئی تھیں؟ زید بن حارثہ قبائل یمن کے کس قبیلہ سے تھے جنہیں زینب بنت

---

[1] ان دو طریقوں کے علاوہ دو صورتیں اور بھی تھیں اول یہ کہ اگر کوئی شخص غلامی میں آ جائے تو اس کی آل و اولاد بھی مملوک کہلاتی تھی۔ دوسری صورت یہ تھی اگر کوئی شخص عجمی خاندان کسی عرب خاندان کی پناہ میں آ کر آباد ہو جاتا اور اس سے حلف وفاداری اٹھا لیتا تو وہ اس عرب خاندان کا مولیٰ اور مملوک کہلاتا تھا۔ اسی لحاظ سے امام ابوحنیفہ اور امام ابراہیم نخعی موالی شمار ہوتے تھے تو ممکن ہے سبکتگین کے خاندان کے ساتھ بھی یہی صورت پیش آئی ہو۔

(ادارہ)

جحش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی زاد بہن منسوب تھیں۔ اس غلامی کی کراہت رفع کرنے کی غرض سے آپ نے اس تزویج کو مناسب سمجھا تھا۔

ان سب واقعات سے قطع نظر کر لینے پر یہ امر ذہن نشین ہوتا ہے کہ ان دنوں بردہ فروشی کا بازار گرم تھا۔ اور یزدجرد بادشاہ فارس کے خاندان کی تباہی و بربادی پورے طور سے ہو چکی تھی۔ ممکن ہے کسی شخص نے سبکتگین کو گرفتار کر کے امیر الپتگین کے ہاتھ فروخت کر دیا ہو یا یہ کہ خود امیر الپتگین نے سبکتگین کو آوارہ پریشان پا کر پرورش و پرداخت کی ہو۔ غالباً اسی وجہ سے عربی مورخ سبکتگین کو امیر الپتگین کا مملوک لکھتے آئے ورنہ اور کوئی وجہ غلامی کی نہیں ہے اس سے امیر سبکتگین کے خاندان کے دامن عزت پر دھبہ نہیں لگ سکتا۔

فردوسی شاعر نے شاہنامہ میں سلطان محمود پر جو چوٹ کی ہے اس سے بھی محمود پر غلامی کا دھبہ نہیں لگ سکتا۔ فردوسی شاعر تھا نساب اور مورخ نہ تھا۔ اس کا شاہنامہ بھی تاریخ کی کتاب نہیں ہے بلکہ ایک داستان ہے شعراء کا ہمیشہ سے یہ دستور چلا آتا ہے کہ جب انہیں خلاف توقع کامیابی نہیں ہوتی تو امراء و رؤساء اور سلاطین عظام کی ہجو پر کمربستہ ہو جاتے ہیں چنانچہ فردوسی کو بھی اسی امر نے محمود کی ہجو پر آمادہ کیا ہے اصل تو یہ ہے کہ کوئی کسی کا مملوک ہے نہ مالک۔ حقیقت میں غلامی کوئی چیز نہیں ہے ایک امتیازی امر ہے۔ تمام بنی نوع انسان ایک ہیں اور اسلام نے آزادی اور غلامی کا پردہ ہی اٹھا دیا ہے کل مومن اخوۃ اس کے بہت بڑے اور مضبوط اصول میں داخل ہے۔

دسویں محرم ۳۶۱ھ شب پنجشنبہ میں امیر سبکتگین کی حکومت کے ساتویں سال مقام غزنی میں محمود پیدا ہوا۔ تاریخ منہاج السراج جرجانی میں لکھا ہے کہ جس شب محمود پیدا ہوا اسی شب میں چند ساعت پیشتر امیر سبکتگین نے خواب دیکھا تھا کہ مکان کے آتش دان سے ایک بڑا درخت پیدا ہوا ہے کہ جس کے سایہ میں ایک عالم بیٹھ سکتا ہے فوراً آنکھیں کھل گئیں تعبیر کی فکر میں تھا کہ محل سرائے شاہی سے یہ خبر آئی کہ مشکوئے معلی میں شاہزادہ بلند اقبال پیدا ہوا ہے۔ امیر سبکتگین نے اس مولود مسعود کا نام محمود رکھا۔ زمانہ زیادہ گذرنے نہ پایا تھا کہ یہ محمود الابتداء مسعود الانتہا ظاہر ہوا۔

محمود کے عہد طفلی کے حالات کچھ ایسے تاریکی میں پڑے ہوئے ہیں کہ جن سے کوئی نتیجہ خیز امر معلوم

نہیں ہوتا اس وجہ سے اس کی تعلیم و تربیت کے واقعات، علم و فضل حاصل کرنے کے حالات بالتفصیل لکھنا ذرا دشوار نظر آتا ہے۔ محمود جس طرح کشورستان، ملک گیر اور ایک نامور فاتح تھا اسی طرح علم و فضل میں بھی یکتائے زمانہ تھا۔ مؤلف جواہر مضیہ نے جو فقہائے حنفیہ کے حالات کی ایک مستند اور مبسوط کتاب ہے محمود کو فقہا میں شمار کیا ہے اس کے علاوہ خود اس کی تصنیف کی ہوئی فقہ کی ایک کتاب موجود ہے۔ غزنی میں اس نے ایک عظیم الشان یونیورسٹی قائم کی تھی جس کے ساتھ ایک بہت بڑا کتب خانہ بھی تھا نایاب کتابیں انتہائی جستجو سے مہیا کی گئی تھیں۔ اسی کتب خانہ میں عجائب خانہ بھی تھا۔ زمانہ کی نادر چیزیں اس میں موجود تھیں[1]۔ ملک کے جو بڑے بڑے مشاہیر علم و فن تھے وہ سب اس کے درباری تھے امام الحرمین ابو المعالی عبد الملک جوینی نے اپنی کتاب مغیث الخلق فی اختیار الاحق میں لکھا ہے کہ سلطان محمود علم حدیث کا بے حد شایق تھا۔ شب کے وقت اس کے دربار میں علماء احادیث جمع ہوتے اور احادیث کی سماعت و قرات کرتے تھے محمود بھی ایک گوشہ میں بیٹھا ہوا حدیثیں سنا کرتا جسے نہ سمجھتا ان کے معانی دریافت کرتا جاتا تھا[2]۔ مذہباً پہلے حنفی تھا بعد کو شافعی المذہب ہو گیا تھا۔ علامہ قفال مروزی نے مذاق اور لطیفہ کے پیرایہ میں تبدیلی مذہب کی تحریک کی تھی۔ فمن شاء الاطلاع علیہا فلیرجع الی ابن خلکان۔

محمود کے تخت حکومت پر متمکن ہونے کے بعد کی شاہانہ فتوحات اور معرکہ آرائیوں کی دلچسپ داستان آپ اوپر پڑھ چکے ہیں اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔ زمانہ شاہزادگی میں جو نمایاں کام اس سے سرزد ہوئے جس سے اس کی مردانگی اور دلاوری کا کافی ثبوت ملتا ہے وہ ملتان کی لڑائی ہے یہی سبب تھا کہ اسے باپ کی زندگی ہی میں امیر نوح سامانی کے دربار سے سیف الدولہ کا خطاب مل گیا تھا۔

امیر سبکتگین کے زمانہ حکومت میں راجہ جے پال والی لاہور و ملتان نے اسلامی شہروں پر جو اس کی سرحد مملکت سے ملے ہوئے تھے تاخت و تاراج کا ہاتھ بڑھایا امیر سبکتگین کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے لشکر فراہم کر کے راجہ جے پال کی گوشمالی کی غرض سے کوچ کیا۔ اس مہم میں اس کا ہونہار بیٹا محمود بھی ہمرکاب تھا محمود نے موقع جنگ میں بہت بڑے نمایاں کام کئے جس سے اس کی ہر دلعزیزی اور مردانگی کا سکہ بیٹھ گیا۔

محمود چھبیس برس کی عمر میں امیر سبکتگین کی وفات کے بعد ۳۸۷ھ میں تخت حکومت پر متمکن ہوا اس نے

---

[1] و تاریخ ابن خلکان مطبوعہ مصر جلد ۲ صفحہ ۸۶ و تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۱۲۶ مطبوعہ مصر [2] تاریخ ابن خلکان جلد ۲ صفحہ ۸۶ مطبوعہ مصر
[2] و تاریخ فرشتہ صفحہ ۱۹۔

اپنے زمانہ حکومت میں اس قدر اہل علم و فضل کو جمع کیا تھا کہ اس زمانہ کے اسلامی سلاطین کو شاید ہی یہ عزت نصیب ہوئی ہو۔ مقامات ابو نصر مشکاتی اور مجلدات ابو الفضل اس پر کافی روشنی ڈال رہی ہیں۔ ایسے عالی حوصلہ فیاض سلطان کی طرف بخل کی نسبت کرنا نہایت بے انصافی ہے اگر وہ داد و دہش میں کوتاہ دست ہوتا تو اس کا دربار علماء و فضلاء شعراء اور اہل علم و کمال سے خالی نظر آتا ابو ریحان بیرونی جیسے متعدد علوم و فنون میں مہارت کلی حاصل تھی اور ابو علی سینا کا ہم پایہ و ہمسر تھا۔ محمود ہی کے خوان کرم سے بہرہ ور ہوتا تھا۔ محمود نے ابو علی سینا کو بھی اپنے خوان کرم پر دعوت دی تھی مگر کسی وجہ سے وہ بہرہ یاب نہیں ہو سکا۔ شاعری کا ایک مستقل محکمہ قائم تھا۔ عنصری، عسجدی، اسدی، عضاری، فردوسی، فرخی اور منوچہری محمود ہی کے آسمان سخن کے سبعہ سیارہ تھے۔

منجملہ ان الزامات کے جو محمود کے دامن عزت پر لگائے جاتے ہیں ایک الزام شراب خوری کا ہے جسے مؤلف شعر العجم (شبلی) کے پاکیزہ خیالات کا نو تصنیف واقعہ کہنا چاہئے۔ حالانکہ محمود کی صحبتیں سلاطین عشرت پسند کی طرح مے و جام سے آراستہ نہیں کی جاتی تھیں اس کی صحبت دنیاوی کثافتوں، گویوں، لونڈیوں اور مسخروں سے بالکل پاک تھی۔ میں نے عرب کے سوا اس کی سوانح غیر قوموں کی زبانوں سے بھی سنی ہے کسی مورخ نے شراب خوری اور فسق و فجور کی اس کی طرف نسبت نہیں کی۔ صاحب شعر العجم نے محمود کی شراب خوری اور بدمستی کا ایک حیرت خیز واقعہ لکھ کر اس کے دامن عزت پر بدنما دھبہ ڈالا ہے۔ غیر قوم کے منصب مورخوں نے بھی اس پر شراب خواری کا الزام نہیں لگایا۔ بلکہ متقی، پرہیزگار، علم و فضل کا قدر دان، عہد و اقرار کا پابند اور اسلام کا ایک جوشیلا سپاہی لکھا ہے۔

شعر العجم حصہ اول صفحہ ۶۲ میں لکھا ہے "سلطان محمود کو ایاز سے جو محبت تھی اگرچہ حد سے زیادہ تھی لیکن اس میں ہوس کا شائبہ نہ تھا۔ ایک دن بزم عیش میں بادہ و جام کا دور تھا۔ محمود خلاف عادت معمول سے زیادہ پی کر بدمست ہو گیا۔ اسی حالت میں ایاز پر نظر پڑی۔ اس کی شکن در شکن زلفیں چہرہ پر بکھری ہوئی تھیں۔ محمود نے بے اختیار اس کے گلے میں ہاتھ ڈال دیئے لیکن فوراً سنبھل گیا اور جوش تقویٰ میں آ کر ایاز کو حکم دیا کہ زلفیں کاٹ کر رکھ دے ایاز نے فوراً حکم کی تعمیل کی۔"

اس عبارت سے چند باتیں ایسی ظاہر ہوتی ہیں جن کا درحقیقت خارج میں کوئی وجود نہ تھا بلکہ محض ذہنی اور تصنیف کردہ ایک مضحکہ خیز واقعہ ہے۔

ایک یہ ہے کہ محمود کی مجلس میں روزانہ بادۂ وجام کا دور چلا کرتا تھا اور اسے مے نوشی کی عادت بلد پڑی ہوئی تھی جیسا کہ فقرہ "محمود خلاف عادت معمول سے زیادہ پی کر بدمست ہوگیا" سے ظاہر ہوتا ہے۔

دوسرے یہ کہ اسی حالت بدمستی میں ایاز پر نظر پڑی اور اس کی شکن در شکن زلفیں چہرہ پر بکھری ہوئی دیکھ کر محمود کا دل قابو سے نکل گیا اور ہوا و ہوس کا شکار ہو کر ایاز کے گلے میں ہاتھ ڈال دیئے استغفر اللہ کیا بے بنیاد الزام ہے جس کے تصور کرنے سے کراہت پیدا ہوتی ہے۔ محمود پا شراب خوری اور اس پر طرہ یہ کہ ارتکاب خلاف وضع فطرت کی طرف میلان۔ عام قاعدہ ہے کہ انسان جن افعال کا ارتکاب کا حالت ہوش میں عادی اور خوگر ہوتا ہے انہیں افعال کی جانب اسے بدمستی اور نشہ کے وقت تحریک پیدا ہوتی ہے۔ فرق صرف اس قدر ہوتا ہے کہ حالت ہوش میں معمولی تحریک ہوتی ہے اور بدمستی اور نشہ میں قوی اور پوری تحریک بلا کسی حجاب کے ہوتی ہے محمود کو اگر کبھی (مردوں) لونڈوں سے میل جول رہا ہوتا تو حالت بدمستی میں ضرور ایاز کی صورت پر نظر پڑتے ہی اسے ہوا و ہوس کی تحریک پیدا ہوتی اور ایاز کے گلے میں ہاتھ ڈال دیتا۔

تیسرے یہ کہ حالت بدمستی میں محمود سنبھل گیا اور جوش تقویٰ میں آ کر ایاز کو حکم دیا کہ زلفیں کاٹ کر رکھ دے جس کی تعمیل ایاز نے فوراً کی۔

امر اول کے ثبوت کے لئے مؤلف شعر العجم، یا کسی اور مورخ کا صرف لکھ دینا کافی نہ ہوگا جو صدیوں بعد پیدا ہوا ہو بلکہ ایسی روایات کے پیش کرنے کے لئے یہ لازم ہوگا کہ ان کے راوی محمود کے زمانہ میں اور اس کے بزم عیش میں شریک لطف صحبت رہے ہوں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ مولف شعر العجم نے یہ روایت کہاں سے لی ہے اور اس کا راوی کون ہے؟ مؤلف شعر العجم[1] نے کسی معروف و مستند کا تو کجا کسی مجہول الحال کتاب کا بھی حوالہ نہیں دیا اور نہ کسی راوی کی طرف اس واقعہ کی روایت کو منسوب کیا ہے۔ ایسی حالت میں اس واقعہ جھوٹے پر جس قدر صداقت اور راست بیانی کی روشنی پڑتی ہے وہ ارباب عقل و دانش اور اصحاب تواریخ پر ظاہر ہے۔ عربی، فارسی، انگریزی کی تاریخیں پڑھ ڈالئے کہیں بھی یہ نہ پائیے گا کہ محمود مے نوشی کا عادی تھا یا اس کی صحبت میں بادۂ وجام کا دور چلا

---

[1] شبلی نے شعراء کے اشعار سے نتیجہ اخذ کر کے اسے واقعہ کی صورت میں ڈھال دیا ہے۔

کرتا تھا اور جب یہ امر پایہ ثبوت کو نہیں پہنچ سکتا تو معمول سے زیادہ پی کر بدمست ہو جانا چہ معنی دارد۔ ان هٰذا الافتراء مُبینٌ

دوسری شے کا عدم وجود پہلی شے کے عدم وجود پر موقوف ہے اور جب پہلی بات کا ثبوت ممکن نہیں تو دوسری کا وجود خود بخود ختم ہو گیا۔ وھٰذا ھو المقصود۔

امر سوم عجیب مضحکہ خیز ہے۔ حالت بدمستی میں محمود کا سنبھل جانا، جوش تقویٰ میں آ کر خلاف شرع حرکت کا احساس کرنا اور ایاز کی زلفوں کے کاٹنے کا حکم دینا بالکل خلاف قیاس اور دور از عقل واقعہ ہے۔ محمود دو حال سے خالی نہ تھا یا یہ کہ وہ ایک متقی پرہیزگار مسلمان تھا یا یہ کہ اسے تقویٰ سے کوئی سروکار نہ تھا۔ اگر متقی پرہیزگار تھا تو اس کے بزم عیش میں بادۂ وجام کا دور چلنا محالات سے ہے۔ متقی مسلمان سے بادہ پیمائی سے کیا تعلق ہے؟ اور اگر وہ متقی نہ تھا تو حالت بدمستی میں جوش تقویٰ میں آ نا ایسی حیرت انگیز روایت ہے جو بادہ خوار دل یا مجذوبوں کی بڑ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی۔ تقویٰ خدا دلی اور شراب خوری، سبحان اللہ، کیا اجتماع الضدین ہے۔ شاید مؤلف شعر العجم نے تقویٰ کے کچھ اور معنی لئے ہیں۔

بفرض محال اگر محمود کو بحالت بدمستی... جوش تقویٰ پیدا ہی ہو گیا تھا تو شراب نوشی ترک کر دیتا جو ام الخبائث کہلاتی ہے یا اپنے ہاتھ کٹوا ڈالتا۔ غریب ایاز کی زلفوں سے کیا کیا تھا جو کچھ بھی ہوا خلاف شرع حرکت سرزد ہوئی وہ شراب کی وجہ سے یا اس کی طبیعت کے جوش کے سبب سے، ایاز کی زلفوں کے کاٹنے کا حکم دینا سراسر بے انصافی اور ظلم ہے۔

تاریخ فرشتہ میں لکھا ہے: ”سلطان محمود غزنوی بادشاہے بود کہ باصناف سعادت دینی و دنیاوی فائز گردید و صیت عدالت وجہاں بانی و آوازہ شجاعت دکشورستانی از ایوان کیوان در گذرانیدہ و بمیامن اجتہاد در امر غزا اعلام مرتفع ساختہ و اساس ارباب ظلام برانداختہ۔ سٹینلی لین پول میڈول انڈیا (جلد دوم صفحہ ۴۱ لغایت ۴۳) میں لکھتا ہے: ”محمود میں اس کے باپ کی طرح چستی، چالاکی، مستعدی، مردانگی کی تمام صفتیں موجود تھیں۔ اس کے علاوہ ایک بہت بڑی بات یہ تھی کہ وہ کسی وقت اپنے کو بیکار نہیں رکھتا تھا۔ اس کے خیالات عالی تھے، مزاج کا جوشیلا تھا۔ اسلامی جوش اس کے دل میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ یہی صفت اس کی کل صفات کی محرک اور ان میں بڑی قوت پیدا کرنے والی تھی وہ ایک نہایت پرجوش مسلمان تھا دشمنان اسلام اور کفار کی لڑائیوں کی حالت میں بھی

جس وقت اسے فرصت مل جاتی تھی تو تزکیہ نفس کے خیال سے قرآن مجید لکھا کرتا تھا گویا وہ اپنی زندگی کا ایک لمحہ بھی بیکار اور ضائع نہیں جانے دیتا تھا۔

دربار خلافت بغداد سے اسے غزنی اور خراسان کی سند امارت بھی عطا ہوئی تھی اس خوشی اور کامیابی پر اُس نے یہ تدبیر کی ہر سال کفار ہند پر جہاد کروں گا جس کا ایفا تا زندگی کرتا رہا۔ محمود ظالم نہ تھا، وہ بلا وجہ خونریزی سے نفرت کرتا تھا۔ اپنے عہد و پیمان کا پابند تھا بد عہدی کے قریب نہ جاتا تھا۔

محمود جس طرح مسلمانوں میں سچائی، خدا ترسی یا پرجوش مسلمان ہونے کا نمونہ تھا ویسا ہی علم و فضل کی قدردانی میں اپنا آپ نظیر تھا۔ اس کا دربار علماء، فضلاء، اہل کمال سے بھرا رہتا تھا اگر نپولین نے پیرس کی آراستگی اپنے ممالک مقبوضہ کے نامی نامی صناعوں اور کاریگروں کی بنائی ہوئی چیزوں سے کی تھی تو محمود نے اس سے کہیں زیادہ تعریف کا یہ کام کیا کہ اس نے اپنے دربار میں تمام دنیا کے صناع اور اہل کمال کو لا کر جمع کر دیا تھا۔ علماء و فضلاء، شعراء اور ہر فن کے اہل کمال سے اس کے دربار کو رونق دی گئی تھی۔ بیرونی ریاضی، تاریخ اور سنسکرت کا بہت بڑا عالم تھا فارابی فلسفہ کا گویا معلم ثانی تھا۔ بیہقی، عتبی، عنصری، فرخی، عسجدی اور فردوسی نامی شعراء اس کے دائیں بائیں کے مصاحب تھے جن پر وہ بیحد مہربان رہتا تھا۔

اگر محمود کو میں مال و دولت کا جمع کرنے والا اور حریص و لالچی کہتا ہوں تو اس کہنے پر مجھ کو ضرور مجبور ہونا پڑے گا کہ وہ مال و دولت اور روپیہ کے خرچ کرنے کے مصارف سے بھی بخوبی واقف تھا وہ مال و زر کے خرچ کرنے کے مواقع خوب جانتا تھا وہ یہ خوب جانتا تھا کہ کس موقع پر کس قدر روپیہ صرف کرنا چاہیے۔

محمود ہرگز غیر مہذب و غیر تربیت یافتہ نہ تھا۔ وہ بہت بڑا سپاہی اور بے حد دلیر شخص تھا، وہ دماغی اور بدنی محنتوں سے تھکتا نہ تھا۔ قدرت نے اسے ان تھک طبیعت دی تھی۔ وہ اپنی رعایا کی بہبودی، خوشحالی کی فکر میں رہتا تھا اور ان میں انصاف و عدل قائم رکھنے کی تکلیفیں اٹھاتا تھا۔

محمود کا وزیر السلطنت لکھتا ہے کہ محمود ایک بادشاہ انصاف پسند، منصف مزاج، ذی علم، علم دوست رحیم، رقیق القلب اور نہایت سچا مسلمان تھا۔ اس کا ظاہر و باطن یکساں تھا۔ ظاہر داری اور تصنع سے بالکل علیحدہ تھا وہ لڑائی شروع کرنے سے پہلے نماز ادا کرتا تھا۔ انتہیٰ۔

شاہنامہ اور محمود

ان الزامات میں جو بدنمائی کے ساتھ سلطان محمود کے دامن خوبی پر لگائے جاتے ہیں ایک یہ واقعہ ہے کہ فردوسی[1] نے سلطان محمود کی فرمائش سے شاہنامہ تصنیف کیا تھا اور سلطان محمود نے ہر شعر کے صلہ میں ایک اشرفی دینے کا وعدہ کیا تھا لیکن جب شاہنامہ تیار ہوا تو اشرفیوں کی جگہ روپے دلوائے یہ روایت جس قدر مشہور ہے اسی قدر بے اصل اور غلط بھی ہے۔ واقعات کو ترتیب دینے سے روز روشن کی طرح اس روایت کی غلطی ظاہر ہو جاتی ہے

اولاً فردوسی کو شاعری کا مذاق ابتدا ہی سے تھا اس کے ساتھ ہی شاہان ایران کا ہم قوم یعنی مجوسی النسل بھی تھی اس نے اپنے نسل اور عجم کا نام زندہ رکھنے کی غرض سے اور اپنے مذاق طبیعت کے اقتضاء سے شاہنامہ کے تصنیف کی بنا ڈالی جیسا کہ دیباچہ میں لکھتا ہے!

ہمی خواہم از دادگر یک خدائے — کہ چندان بمانم بہ گیتی بجائے

کہ این نامۂ شہریاران پیش — بہ پیوندم از خوب گفتار خویش

بسے رنج بردم درین سال سی — عجم زندہ کردم بدین پارسی

ہمہ مردہ از روزگار دراز — شدہ زنگفت من نام شان زندہ باز

چو عیسیٰ من این مردگان را تمام — سراسر ہمہ زندہ کردم بنام

ثانیاً فردوسی نے شاہنامہ کی تصنیف کی بنیاد اپنے وطن طوس میں ڈالی تھی اور معتد بہ حصہ وہیں لکھ گیا۔ میرے اس دعویٰ کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے کہ جب فردوسی نے شاہنامہ کی تصنیف کی بنا ڈالی اس وقت اسے شاہان فارس کے تاریخی سرمایہ کی ضرورت محسوس ہوئی حسن اتفاق یہ کہ فردوسی ہی کے وطن میں ایک شخص کے پاس یہ سرمایہ موجود تھا اور وہ فردوسی کا دوست بھی تھا۔ اس نے فردوسی کے ارادہ سے مطلع ہو کر تاریخ کا سارا سرمایہ فردوسی کو لا کر دے دیا۔ چنانچہ فردوسی اس واقعہ کو دیباچہ

---

[1] فردوسی شاعر مصنف شاہنامہ بھی سلطان محمود کے دربار کا ایک شاعر تھا۔ اس کا نام حسن بن اسحاق تھا۔ خاص طوس یا اس کے قریب کے کسی گاؤں کا رہنے والا تھا۔ مترجم

میں اس طور سے بیان کرتا ہے۔

به شهرم یکی مهربان دوست بود — تو گفتی که با من بیک پوست بود
مرا گفت خوب آمد این رای تو — به نیکی خرامد مگر پای تو
نوشته من این نامهٔ پهلوی — به پیش تو آرم مگر نغنوی
شو این نامهٔ خسروان باز گوے — بدین جوے نزد مهان آبروے
چو آورد این نامه نزدیک من — برافروخت این جان تاریک من

تاہم یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ شاہنامہ کی بنیاد ۳۶۵ھ میں ڈالی گئی تھی۔ اگرچہ اس کا بیّن ثبوت کہیں سے نہیں ملتا۔ لیکن خاتمہ کے شعر سے ثابت ہوتا ہے کہ شاہنامہ کی تصنیف ۴۰۰ھ میں تکمیل کو پہنچی۔ جیسا کہ فردوسی تصریح کرتا ہے:

ز ہجرت شده پنج ہشتاد بار — که گفتم من این نامهٔ شہریار

پانچ کو اسّی میں ضرب دینے سے چار سو ہوتے ہیں۔ پھر ساتھ ہی اس کے اس کی بھی تصریح کرتا ہے کہ اس کتاب کی تصنیف میں پینتیس سال صرف ہوئے۔

سی و پنج سال از سرائے سپنج — بسے رنج بردم بامید گنج

چار سو سے پینتیس کو تفریق کرنے سے ۳۶۵ باقی رہ جاتے ہیں۔ بس یہی ۳۶۵ھ شاہنامہ کے آغاز تصنیف کا زمانہ سمجھنا چاہیے جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں اور سلطان محمود ۳۸۷ھ میں تخت نشین ہوا۔ اس بنا پر سلطان محمود کی تخت نشینی سے بائیس سال پیشتر شاہنامہ کی تصنیف کی بنیاد پڑ چکی تھی لہٰذا یہ کہنا کہ شاہنامہ سلطان محمود کی فرمائش سے تصنیف کیا گیا محض لغو اور بے بنیاد رہے باقی رہا یہ امر کہ فردوسی نے سلطان محمود کے تخت آرا ہونے کے بعد بہ نظر قدر افزائی شاہنامہ کو ...... شاہی دربار میں پیش کیا ہو، میں اسے تسلیم کرتا ہوں جیسا کہ تیسرے دفتر کے دیکھنے سے اس کی تائید ہوتی ہے جہاں پہ فردوسی نے دقیقی کے اشعار نقل کئے ہیں اس کے خاتمہ پہ تحریر کرتا ہے:

من این نامه فرخ گرفتم بفال — همی رنج بردم به بسیار سال

ندیدم سرافراز بخشندۂ بہ گاہ کیان بر نشینندۂ
سخن را نگہداشتم سال بیست بداں تا سزاوار ایں گنج کیست
جہاندار محمود با فر وجود کہ اورا کند ماہ و کیواں سجود

ان اشعار سے بصراحت معلوم ہوتا ہے کہ سلطان محمود کے دربار میں پہنچنے سے بیس سال پیشتر شاہنامہ کا بنیادی پتھر رکھ دیا گیا اور اس عمارت کا زیادہ حصہ تعمیر ہو چکا تھا کیونکہ پینتیس ہی سال زمانہ تصنیف ہے پھر اس واقعہ کی خود فردوسی کے کلام سے تردید ہو گئی تو میں اس امر کی تردید سے باز نہیں آ سکتا کہ سلطان محمود نے فردوسی کے اعجاز بیانی کی قدر نہ کی اور فردوسی کے شیعہ پن سے اشرفیوں کے بجائے روپے دلوائے یہ علمی تاریخ کا ایک نہایت ناگوار واقعہ ہے۔

میں اس واقعہ کو سلطان محمود کی طرف منسوب کرنے پر تیار نہیں ہوں۔ محمود کے دربار میں ہندو عیسائی یہودی ہر ملت و مذہب کے اہل کمال موجود تھے۔ بہت سے شیعی علماء و فضلاء بھی اس کے خوان کرم سے بہرہ ور ہوتے تھے۔ ابو ریحان بیرونی کھلم کھلا شیعہ تھا خود محمود نے فرمان بھیج کر اسے بلا بھیجا تھا۔

انہی واقعات کے ضمن میں مختلف طریقوں سے ایک رنگ آمیزی یہ بھی کی جاتی ہے کہ سلطان محمود نے ایک مدت کے بعد جب اسے اپنے کئے پر ندامت ہوئی تو ساٹھ ہزار اشرفیاں فردوسی کے پاس روانہ کیں فردوسی اس وقت طوس میں تھا لیکن اتفاق سے ادھر شہر کے ایک دروازہ سے جس کا نام رودبار تھا صلہ پہنچا اُدھر دوسرے دروازہ سے فردوسی کا جنازہ نکلا۔

فردوسی کی صرف ایک لڑکی تھی لڑکا کوئی نہ تھا۔ شاہی صلہ اس کی خدمت میں پیش کیا گیا لیکن اس بلند ہمت لڑکی نے اس خیال سے کہ میرا باپ اسی حسرت میں مرا ہے صلہ کو قبول نہ کیا۔ سلطان محمود کو اطلاع دی گئی حکم دیا کہ اشرفیاں واپس نہ لائی جائیں بلکہ اس سے فردوسی کے نام پر ایک کارواں سرائے بنا دی جائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

اس واقعہ کی کچھ اصلیت نہیں ہے۔ محض بے بنیاد قصہ ہے جس طرح سکندر نامہ میں دارا کا مدمقابل بجائے سکندر رومی کے سکندر ذوالقرنین قرار دیا گیا اور سکندر ذوالقرنین کے سارے واقعات سکندر رومی

کی طرف منسوب کر دیے گئے ہیں اسی طرح لبید شاعر اور امیر معاویہ کا واقعہ سلطان محمود اور فردوسی کے گلے منڈھ دیا گیا ہے۔

لبید عامری عرب جاہلیت کا ایک نامور شاعر تھا جس کا قصیدہ خانہ کعبہ کے دروازہ پر لٹکا تھا کہ جسے دعوئے سخنوری ہو میدان میں آئے۔ فتح مکہ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں قبیلۂ عامر کے وفد (ڈیپوٹیشن) کا سردار ہو کر حاضر ہوا اور مشرف باسلام ہو کر خدمت مبارک میں رہنے لگا پھر جب آفتاب رسالت غروب ہو گیا۔ تو مدینہ سے کوفہ چلا آیا۔ عہد فاروقی[1] میں جہاں اور شعرا کی تنخواہیں مقرر ہوئیں لبید کی بھی تنخواہ تین سو درہم ماہانہ مقرر ہو گئی ذوالنورین عثمان کا دور خلافت آیا تو انہوں نے وظیفہ سابق پر سو درہم اضافہ کر دیے۔ مرتضوی خلافت میں سو کا اور اضافہ ہوا غرضکہ عہد خلافت خلیفہ چہارم میں لبید کو پانچ سو درہم ملتے رہے۔ جب علی مرتضےٰ کے بعد معاویہ امیر شام نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی تو انہوں نے وہ رقم لبید کو بھیجی جو ذوالنورین عثمانؓ کے زمانہ میں ملا کرتی تھی لبید نے واپس کر دیا۔ معاویہ یہ سمجھے کہ مقررہ وظیفہ کم کر دینے کی وجہ سے لبید نے واپس کیا ہے بجائے پانچ سو درہم کے چھ سو بھیجے لیکن یہ رقم اس وقت پہنچی جب کہ لبید شاعر کا انتقال ہو چکا تھا اور جنازہ دفن کے لئے مدفن کی طرف جا رہا تھا۔ لبید نے کوئی لڑکا نہ چھوڑا تھا صرف ایک لڑکی تھی۔ یہ شاہی وظیفہ اس لڑکی کی خدمت میں پیش کیا گیا لیکن اس کی عالی ظرفی اور بلند ہمتی نے اسے گوارا نہ کیا کہ جس چیز کو اس کے باپ نے جیتے جی ہاتھ نہ لگایا ہو اور رد کر دیا ہو، اس کی لڑکی بسر و چشم قبول کرے اور اس سے فائدہ اٹھائے چونکہ واقعہ کی صورت دلچسپ تھی اس وجہ سے فارسی کے تذکرہ نویسوں نے خد و خال درست کر کے اور رنگ و روغن لگا کر اس تصویر کو فردوسی کے ایوان عزت میں نصب کر دیا۔ میں اس واقعہ کی اس وجہ سے اور بھی تردید کرتا ہوں کہ مسبب (یعنی بجائے اشرفیوں کے روپے دینا) کے اسباب و دلائل مختلف بیان کئے جاتے ہیں اور جب اسباب و دلائل باہم مختلف و متضاد ہوئے تو بحکم لفا تعارضا تساقطا جب دو دلائل ایک دوسرے کے مخالف ہوں تو دونوں دلیلیں ساقط ہو جائیں گی، کوئی

[1] عمر فاروقؓ نے اپنے عہد خلافت میں عشقیہ مضامین لکھنے کی مخالفت کر دی تھی جو عام طور سے شعرائے عرب کا دستور اور ذریعہ معاش تھا اس کے صلہ میں حسب حیثیت ان کی تنخواہیں مقرر کی تھیں۔

سبب اشرفیوں کی جگہ روپے دینے کا نہ رہا و اذا فات السبب فات المسبب (اور جب سبب نہیں رہتا تو مسبب بھی جاتا رہتا ہے) اس کے علاوہ سوائے فارسی تذکرہ نویسوں کے کتب تواریخ عربیہ میں کہیں اس کا نام و نشان تک نہیں ہے۔

دیباچہ نویسوں نے جنہیں واقعات کے خلط ملط کر دینے کا خاص ملکہ حاصل ہے ایک طرفہ تماشہ یہ کیا ہے کہ سلطان محمود اور خلیفہ بغداد میں جو خط و کتابت سمرقند کی بابت ہوئی تھی اسے کھینچ تان کے فردوسی اور محمود سے متعلق کر دیا ہے ع

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

تاریخ فرشتہ میں لکھا ہے کہ سلطان محمود نے ایک بار خلیفہ عباسی قادر باللہ کی خدمت میں عرضداشت بھیجی کہ چونکہ اکثر بلاد خراسان میرے قبضہ تصرف میں ہیں اور فلاں فلاں شہروں پر خلافت مآب قابض ہیں بنظر سہولت انتظام مملکت ان شہروں کو اس خانہ زاد کو عنایت فرمائیں۔ خلیفہ عباسی نے اس درخواست کو منظور فرما کے فرمان شاہی بھیج دیا۔ دوبارہ سلطان محمود نے اسی قسم کی درخواست سمرقند کی بابت بھیجی۔ خلیفہ عباسی درخواست دیکھتے ہی برہم ہو گیا لکھ بھیجا کہ "معاذ اللہ میں اس درخواست کو منظور نہ کروں گا اور اگر تم بغیر میری اجازت اس طرف قدم بڑھاؤ گے تو میں تم پر دنیا کو تنگ کر دوں گا"۔ سلطان محمود کے تیور اس جواب سے چڑھ گئے۔ ایلچی سے ترش رو ہو کر بولا" جا خلیفہ سے کہہ دے کہ سمرقند کے نہ دینے کا خمیازہ بڑا ہوگا کیا آپ کا مقصد یہ ہے کہ میں ایک ہزار ہاتھی لے کر دار الخلافت بغداد پر چڑھ آؤں اور اُسے ویران کر کے اس کی خاک ہاتھیوں پر بار کر کے غزنی لاؤں"۔ ایک مدت کے بعد دربار خلافت سے ایلچی واپس آیا اور سلطان محمود کو ایک خط سر بمہر دیا۔ خواجہ ابو نصر زوزنی نے خط کھولا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے بعد الف، لام، میم لکھا ہوا تھا اور آخر میں الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ علی رسولہ محمد اجمعین تحریر تھا۔ سوائے اس کے اور کچھ نہیں لکھا تھا۔ سلطان محمود اور اس کے درباری امراء، وزراء، کاتب دنگ رہ گئے کسی کی سمجھ میں نہ آیا۔ ابوبکر قہستانی نے جو ابھی کسی امتیازی درجہ پر نہیں پہنچا تھا عرض کی کہ چونکہ سلطان نے بغداد کی پامالی کی دھمکی دی تھی خلیفہ عباسی نے سورہ الم ترکیف فعل ربک باصحاب الفیل کی طرف جواب میں

اشارہ کیا ہے کہ جو حال اللہ تعالےٰ نے ابرہہ اصحاب فیل کا کیا تھا وہی نتیجہ بغداد پر ہاتھیوں کی فوج کشی سے تمہارا دیکھنے میں آئے گا" سلطان محمود اس جواب سے بیحد متاثر ہوا معذرت کا عریضہ لکھا اور تحائف و ہدایا کے ساتھ ایلچی کو رخصت کیا۔

دیباچہ نویسوں نے اس واقعہ کو کاٹ چھانٹ کر یوں لکھا ہے کہ" فردوسی غزنی سے نکل کر بحال پریشانی مازندران ہوتا ہوا بغداد آ گیا۔ خلیفہ عباسی بڑی عزت و قدر سے پیش آیا۔ فردوسی نے عربی میں قصیدہ لکھ کر پیش کیا اور اہل بغداد کی فرمائش سے یوسف زلیخا لکھی۔ سلطان محمود کو اس کی اطلاع ہوئی تو خلیفہ عباسی کو لکھ بھیجا کہ فردوسی کو یہاں بھیج دیجئے ورنہ بغداد کو ہاتھیوں کے پیروں سے پامال کر ڈالوں گا دربار خلافت سے خط میں صرف تین حروف الف، لام، میم لکھ کر آئے مطلب یہ تھا کہ تمہاری اس گستاخی کا نتیجہ وہی ہو گا جو اصحاب فیل کا ہوا تھا۔ لیکن یہ تمام بے سر و پا مزخرفات قصے ہیں۔ خوش اعتقادی اسی کو کہتے ہیں کہ جو واقعہ دلچسپ نظر آیا اپنے ممدوح و معتقد علیہ سے منسوب کر دیا۔

وزراء محمود سلطان محمود کے عہد حکومت میں تین اشخاص عہدہ وزارت سے ممتاز ہوئے سب سے پہلے ابو العباس فضل ابن احمد اسفرائینی قلمدان وزارت کا مالک ہوا۔ یہ ابتداء میں خاندان حکومت سامانی کا میر منشی تھا جب ملوک سامانیہ کا آفتاب اقبال زوال پذیر ہوا۔ تو امیر سبکتگین کے دربار میں عہدہ وزارت سے سرفراز ہوا۔ سبکتگین کے بعد سلطان محمود نے اسے اس عہدہ پر بحال رکھا علوم و فنون عربیہ سے محض ناواقف تھا۔ لیکن مہمات سلطنت و سیاست میں خداداد ملکہ رکھتا تھا تاریخ فرشتہ میں لکھا ہے کہ اس کی ناواقفیت کی وجہ سے سلطان محمود نے شاہی دفاتر میں زبان فارسی رائج کی اور فرامین و احکام عربی کی جگہ فارسی میں تحریر کیے جانے کا حکم دیا۔ دس برس وزارت کرنے کے بعد معزول کیا گیا۔ اس کے بعد احمد بن حسن میمندی وزیر مقرر ہوا۔ یہ سلطان محمود کا رضاعی بھائی اور ہم سبق تھا۔ اس کا باپ حسن عہد حکومت امیر سبکتگین میں بُست میں مال گذاری وصول کرنے پر مامور تھا۔ لیکن امیر سبکتگین نے بددیانتی کے الزام میں ماخوذ کر کے جیل میں ڈال دیا تھا۔ عوام الناس میں جو مشہور ہے کہ حسن میمندی سلطان محمود کے دربار میں رتبۂ وزارت پر تھا محض غلط[1] ہے۔

---

[1] دیکھو تاریخ فرشتہ مقالہ اول صفحہ ۳۰۔

احمد بن حسن میمندی نہایت تیز فہم، منتظم اور خوش خط تھا ابتداً میں محکمہ کتابت (سیکرٹری) کا افسر اعلیٰ تھا چند دن بعد سلطانی توجہات کی وجہ سے صوبہ خراسان کا حاکم خراج (ممبر بورڈ آف ریونیو) مقرر ہوا۔ جسے کمال خوبی سے انجام دیا اس سے سلطان محمود کی آنکھوں میں بے حد عزیز ہو گیا پھر جب فضل ابن احمد کی طرف سے سلطان محمود کو کشیدگی پیدا ہوئی تو قلمدان وزارت احمد بن حسن میمندی کے سپرد کر دیا گیا۔ اٹھارہ سال وزارت کی۔ سپہ سالار امیر التونتاش اور امیر علی خویشاوند کی دراندازی کی وجہ سے سلطان محمود نے معزول کر کے قلعہ کالنجر میں قید کر دیا۔ تیرہ سال قید کی مصیبتیں جھیل کر آخر عہد حکومت سلطان مسعود میں رہائی پائی اور دوبارہ رتبہ وزارت سے سرفراز ہوا اور ۴۲۴ھ میں انتقال کر گیا۔

سلطان محمود نے احمد بن حسن میمندی کی معزولی کے بعد حسن بن محمد کو وزارت کا عہدہ عطا کیا اور وہی آخری عہد حکومت سلطان تک عہدہ وزارت پر مامور رہا۔ حبیب السیر میں ان وزراء کے حالات کسی قدر تفصیل سے لکھے ہیں۔

سلطان محمود نے اپنی وفات کے وقت سات لڑکے چھوڑے۔ محمد، نصر، مسعود، محمود، اسمٰعیل، ابراہیم اور عبدالرشید، ان میں سے محمد، مسعود اور عبدالرشید تخت آرائے حکومت ہوئے جیسا کہ آپ آئندہ ان کی داستانیں مورخ ابن خلدون کی زبان قلم سے سنیں گے۔ (مترجم)

باب ۱۰

سلطان مسعود

سلطان مسعود کی حکومت سلطان محمود کے وفات کے وقت سلطان محمود کا بڑا بیٹا مسعود اصفہان میں تھا، باپ کے مرنے کی خبر پاکر اصفہان میں ایک اپنے امیر لشکر کو اپنا نائب مقرر کر کے خراسان کی جانب روانہ ہوا۔ جوں ہی مسعود نے اصفہان سے کوچ کیا اہل اصفہان نے بغاوت کا جھنڈا بلند کر دیا۔ اور اس کے لشکر کو نیچا دکھا کر اس کے نائب کو قتل کر ڈالا۔ مسعود اس خبر بد کو سن کر لوٹ کھڑا ہوا۔ اصفہان والے قلعہ بند ہو گئے۔ مسعود نے محاصرہ ڈال دیا اور بزور تیغ اسے فتح کر کے اپنی حکومت و امارت کا سکہ دوبارہ چلایا۔ انتظام سے فراغت حاصل کر کے پھر ایک شخص کو اپنی جانب سے گورنر مقرر کیا۔ اور اصفہان سے کوچ کر کے رے ہوتا ہوا نیشا پور پہنچا، اپنے بھائی محمد کو اپنے آنے کی خبر دی اور یہ لکھ بھیجا کہ میں تم سے حکومت و سلطنت کی بابت جھگڑا نہیں کرنا چاہتا طرف میں طبرستان بلاد جبل اور اصفہان کی فتوحات پر اکتفا کروں گا جنہیں میں نے بزور تیغ فتح کیا ہے تمہارے مقبوضات کی طرف جنہیں پدر بزرگوار تمہیں دے گئے ہیں نظر تک نہ اٹھاؤں گا۔ مگر تم اس امر کو منظور کر لو کہ خطبہ میں میرا نام تمہارے نام سے پہلے پڑھا جائے۔" سلطان محمد نے اس درخواست کو قبولیت کی نظروں سے نہ دیکھا۔ فوجیں فراہم کر کے مسعود کی جانب روانہ ہوا۔

سلطان محمد کی گرفتاری چونکہ مسعود میں مردانگی، دلیری، قوت اور ہمت کا جوہر اللہ تعالیٰ نے

کوٹ کوٹ کر بھرا تھا۔ اس کے علاوہ سلطان محمد سے عمر میں بھی بڑا تھا اس وجہ سے فوج کا زیادہ حصہ مسعود کی جانب مائل تھا۔ امیر التونتاش والی خوارزم نے جو سلطان محمود کے مصاحبوں سے تھا سلطان محمد سے کہلا بھیجا کہ "آپ مسعود کی مخالفت پر کمر نہ باندھیں۔ خانہ جنگی کا نتیجہ بُرا ہوتا ہے" سلطان محمد نے اس پر کچھ توجہ نہ کی۔ کوچ و قیام کرتا ہوا پہلی رمضان ۴۲۱ھ کو نکبتاباد (نکبت آباد) پہنچا، فوج کو قیام کا حکم دیا سلطنت کے کاروبار کو چھوڑ کر لہو ولعب یا سیر و تماشا میں مصروف ہو گیا۔ فوج والے تو پہلے ہی سے بددل تھے اونگھتے کو ٹھیلتے کا بہانہ ہو گیا۔ ساری فوج سلطان محمد کی معزولی پر تل گئی اور مسعود کی حکومت کی جانب مائل ہو گئی۔ چنانچہ سلطان محمد کو گرفتار کر کے نکبتاباد (نکبت آباد) کے قلعہ میں نظر بند کر دیا سب سے پہلے اس مہم کے انجام دہی پر سلطان محمد کا چچا یوسف بن سبکتگین اور امیر علی خشاوند جو سلطان محمود کا ممتاز مصاحب تھا آمادہ و تیار ہوئے انہیں دونوں نے فوج کو سلطان محمد کی مخالفت پر ابھارا اور پھر اسے نظر بند کر کے مسعود کو اس واقعہ کی خبر دی اور فوج کے خدمت میں حاضر ہونے کے لئے روانہ ہوئے۔ مقام ہرا میں مسعود سے ملاقات ہوئی۔ سلطان مسعود نے عبائے حکومت زیب بدن کی اپنے چچا یوسف بن سبکتگین، امیر علی خشاوند کو ان لوگوں کے ساتھ جنہوں نے سلطان محمد کی مخالفت پر کمر باندھی تھیں گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا یہ مہینہ ذوالقعدہ کا تھا اور ۴۲۱ھ کا دور ختم ہو رہا تھا۔

ابوالقاسم احمد بن حسن وزیر السلطنت ابوالقاسم احمد بن حسن میمندی ۴۱۶ھ سے قید کی مصیبتیں جھیل رہا تھا۔ سلطان محمود نے امیر التونتاش وغیرہ کے لگانے بھانے سے ناراض ہو کر پانچ ہزار دینار سرخ جرمانہ کیا تھا اور قید کی سزا دی تھی۔ سلطان مسعود نے تخت حکومت پر قدم رکھتے ہی ابوالقاسم احمد بن حسن میمندی کو قید کی مصیبتوں سے رہائی دے کر دوبارہ عہدہ وزارت سے ممتاز کیا۔ ۴۲۲ھ کا نصف اوّل گذر چکا تھا کہ دارالحکومت غزنی میں باکروفر . . . . داخل ہوا اہل غزنی نے نہایت تپاک سے اپنے نئے سلطان کا خیر مقدم کیا۔ اطراف وجوانب کے امراء ر سلاطین کے سفراء حاضر ہوئے، نذریں گذاریں، خراسان، غزنی، ہندوستان، سندھ، سجستان، کرمان، مکران، بخارا، اصفہان اور بلاد جبل میں سلطان مسعود کی حکومت کا سکہ چلنے لگا اور ان ممالک کا واحد فرماں روا تسلیم کیا گیا۔

علاء الدولہ بن کاکویہ

جس وقت سلطان محمود نے صوبہ اصفہان کو مجد الدولہ بن بویہ سے چھین کر اپنے بیٹے مسعود کے سپرد کیا اور مسعود کے ساتھ علاء الدولہ بن کاکویہ کو اصفہان میں رہنے کا حکم دیا اس وقت مجد الدولہ اصفہان سے نکل کر قلعہ قصران میں جا کر قلعہ بند ہو گیا تھا۔ مسعود علاء الدولہ کے ساتھ اصفہان میں رہنے لگا۔ کچھ روز بعد علاء الدولہ کو اصفہان چھوڑ کر مسعود چلا گیا۔ علاء الدولہ نے خود مختاری کا اعلان کر دیا۔ مسعود کو اس کی خبر لگی۔ فوجیں آراستہ کر کے چڑھ آیا اور اصفہان سے علاء الدولہ کو نکال کر قبضہ کر لیا۔ علاء الدولہ پریشان حال ابوکلیجار بن سلطان الدولہ کے پاس خوزستان پہنچا۔ امداد کی درخواست کی لیکن کامیاب نہ ہوا، ناچار بادل ناخواستہ تستر کی جانب روانہ ہوا تا کہ اصفہان کے واپس لینے میں جلال الدولہ ابوکلیجار کے بھائی سے امداد حاصل کرے یہ وہ زمانہ تھا کہ ابوکلیجار اور اس کے بھائی جلال الدولہ میں آتش فتنہ و فساد درخشاں ہو چکی تھی۔ اور باہم لڑائیاں لڑ چکے تھے۔ جلال الدولہ کے باپ نے علاء الدولہ کو امیدیں دلائیں اور یہ وعدہ کیا کہ جس وقت دونوں بھائیوں جلال الدولہ اور ابوکلیجار میں باہم مصالحت ہو جائے گی۔ میں تمہیں اصفہان کی واپسی میں حسب خواہ مدد دوں گا، علاء الدولہ اس امید پر اس کے پاس ٹھہر گیا۔ اس اثنا میں سلطان محمود نے سفر آخرت اختیار کیا۔

مجد الدولہ کی رے پر فوج کشی

مجد الدولہ نے اس خبر کو سن کر دیلم اور کردوں کی فوجیں فراہم کیں، رے پر قبضہ کرنے کی غرض سے خروج کیا مسعود کے گورنر نے مجد الدولہ کا مقابلہ کیا اور اسے نہایت بری طرح سے مار کر رے سے بھگا دیا۔ سیکڑوں دیلمی اور کردوں کو قتل و قید کیا۔ مجد الدولہ ناکامی کے ساتھ اپنے قلعہ قصران واپس آیا۔

علاء الدولہ کی اصفہان پر فوج کشی و فرار

ان دنوں علاء الدولہ ابوکلیجار کے پاس خوزستان میں مقیم تھا اور اس کی امداد سے ناامید ہو رہا تھا کہ دفعتاً سلطان محمود کی وفات کی خبر پہنچی۔ علاء الدولہ کے تن مردہ میں جان آ گئی ہاتھ پاؤں نکالے جھٹ پٹ تھوڑی سی فوج فراہم کر کے اصفہان پر چڑھ آیا اور اس پر قبضہ کر لیا، پھر ہمدان کی طرف بڑھانے کا قصد کیا مسعود کے گورنر نے مدافعت

کی غرض سے فوجیں مرتب کیں علاء الدولہ کے مقابلہ پر آیا اور کمال مردانگی سے لڑ کر علاء الدولہ کو نیچا دکھایا۔ علاء الدولہ ناکام ہو کر اصفہان لوٹ آیا مسعود کے گورنر نے علاء الدولہ کو اصفہان میں بھی آرام سے نہ بیٹھنے دیا چاروں طرف سے گھیر لیا، علاء الدولہ لباس تبدیل کر کے چھپ کر قلعہ قردحان میں جا کر پناہ گزین ہوا، جو ہمدان سے اکیس بیس کوس کے فاصلہ پر واقع تھا ان واقعات کے بعد سے رے، جرجان، طبرستان میں مستقل طور پر سلطان مسعود کی حکومت کا سکہ چلنے لگا۔

فتح مکران

والی مکران نے اپنی وفات پر ابوالعساکر اور عیسیٰ دو بیٹے وارث چھوڑے۔ عیسیٰ نے اپنے باپ کے مرتے ہی سارے ملک، خدم اور حشم پر قبضہ کر لیا، ابوالعساکر اپنے بھائی عیسیٰ کا مقابلہ نہ کر سکا روتا پیٹتا سلطان مسعود کے پاس غزنی پہنچا تمام حالات عرض کئے امداد کی درخواست کی سلطان نے ایک جرار فوج ابوالعساکر کے ساتھ عیسیٰ کو ہوش میں لانے کی غرض سے روانہ کی، امیر لشکر نے مکران کے قریب پہنچ کر عیسیٰ کو شاہی پیغام پہنچایا۔ عیسیٰ نے کچھ توجہ نہ دی۔ جنگ چھڑ گئی اثنا جنگ میں عیسیٰ کے بہت سے ہمراہیوں نے ہتھیار ڈال دیئے اس سے عیسیٰ کو شکست ہوئی، معرکہ جنگ میں مارا گیا اور ابوالعساکر مملکت مکران پر قابض ہو گیا۔ حسب قرارداد سلطان مسعود کے نام کا منبروں پر خطبہ پڑھا گیا یہ واقعہ سنہ ۲۲ھ کا ہے

کرمان پر قبضہ

اسی سنہ میں سلطان مسعود نے کرمان پر بھی قبضہ کر لیا تھا، کرمان ابوکلیجار بن سلطان الدولہ کے قبضہ میں تھا۔ سلطان مسعود نے مہم مکران سے فراغت حاصل کر کے خراسانی فوج کو ابوکلیجار کے سر کرنے کے لئے بھیجا، چنانچہ بردسیر میں ابوکلیجار پر محاصرہ ڈالا گیا نہایت سختی سے لڑائی شروع ہوئی بالآخر ابوکلیجار شکست اٹھا کر جیرفت کی جانب بھاگا، خراسانی لشکر نے تعاقب کیا۔ قتل و غارت کرتا ہوا خراسان تک پہنچا۔ ابوکلیجار کے ہمراہی خراسان کے درہ میں داخل ہو گئے اور شاہی فوج فارس کی طرف واپس آئی۔

علاء الدولہ اور علی بن عمران

آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ علاء الدولہ ابوجعفر بن کاکویہ شاہی لشکر سے شکست اٹھا کر جنگ کے میدان سے بھاگ نکلا تھا۔ قلعہ قردحان میں جا کر پناہ گزین ہوا تھا۔ علاء الدولہ نے کچھ عرصہ تک یہاں قیام کیا پھر یہاں سے روانہ ہو کر یزدجرد پہنچا اور اس پر قبضہ کر لیا۔ فرہاد بن مرداویج ملک کی غرض سے اس کے ہمراہ تھا سپہ سالار خراسان نے ان دونوں کی روک تھام کی

غرض سے ایک فوج علی بن عمران دیلمی کی افسری میں روانہ کی۔ جوں ہی شاہی لشکر یزدجرد کے قریب پہنچا، فرہاد قلعہ شکمین کی جانب بھاگ گیا اور علاء الدولہ نے نیشاپور کا رُخ کیا۔ علی بن عمران نے مقابلہ و جنگ کے بغیر یزدجرد پر قبضہ کر لیا۔ فرہاد سے جب کچھ بن نہ آئی تو اس نے اُن کردوں سے سازش شروع کی جو علی بن عمران کی رکاب میں تھے، اتفاق یہ کہ علی بن عمران اس سازباز کو تاڑ گیا، کردوں کی اتفاقی صورت نفاق پذیر ہو چلی تھی اس وجہ سے علی بن عمران نے ہمدان کا راستہ اختیار کیا۔ فرہاد کو اس کی اطلاع ہوئی تو وہ بھی آ پہنچا، ایک مستحکم و مضبوط قلعہ میں جو ہمدان کے راستہ میں تھا قلعہ نشین ہو گیا فرہاد نے محاصرہ کر لیا اور سختی سے لڑائی شروع کر دی لیکن برف باری اور بارش، فرہاد کی کامیابی کی راہ میں رکاوٹ بن گئی۔ مجبوراً فرہاد کو قلعہ کے محاصرہ سے ہاتھ کھینچنا پڑا۔ چنانچہ ناکامی کے ساتھ علی بن عمران کو چھوڑ کر واپس ہوا۔ ادھر علی بن عمران نے تاش فرواش سپہ سالار خراسان کو ہمدان میں امدادی فوج بھیجنے کی تحریک کی۔

ابو منصور کی شکست و گرفتاری ادھر علاء الدولہ نے اپنے بھتیجے ابو منصور کو اصفہان لکھ بھیجا کہ جس قدر اسباب جنگ اور روپیہ فراہم ہو سکے جلد سے جلد میرے پاس بھیج دو اتفاق کہ شاہی کمک ابو منصور کی امداد آنے سے پہلے پہنچ گئی، علی بن عمران کی گئی ہوئی قوت پھر عود کر آئی۔ فوج آراستہ کر کے ہمدان سے نکل کھڑا ہوا مقام جرباذقان میں ابو منصور سے تقابلہ ہو گیا، علی بن عمران کو اس معرکہ میں کامیابی ہوئی، ابو منصور کے ہمراہی زیادہ تر کام آ گئے باقی ماندہ گرفتار کر لئے گئے۔ مال و اسباب جنگ لوٹ لیا گیا، علی بن عمران نے ابو منصور کو پابہ زنجیر تاش فرواش سپہ سالار خراسان کی خدمت میں بھیج دیا اور خود ہمدان کی جانب واپس آیا، علاء الدولہ اور فرہاد نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر ہمدان پر دو جانب سے حملہ کیا، علی بن عمران نے ان کی مدافعت پر کمر باندھی، علاء الدولہ کو شکست ہوئی بھاگ کر اصفہان پہنچا، اور فرہاد نے قلعہ شکمین میں جا کر پناہ لی۔

احمد نیال تگین کی بغاوت سلطان مسعود نے غزنی کے انتظام سے فراغت حاصل کر کے خراسان کی جانب ملکی انتظام دیکھنے کی غرض سے کوچ کیا۔ اس اثنا میں یہ خبر آئی کہ گورنر ہند احمد نیال تگین کے دماغ میں خود مختار حکومت کی ہوا سما گئی ہے قبضہ اور خود مختاری پر مائل ہو گیا ہے افواج سلطانیہ

بھیجنا بند کر دیا ہے، سلطان مسعود سن کر آگ بگولا ہو گیا فوجیں تیار کر کے احمد نیال تگین کی گوشمالی کی غرض سے ہندوستان کی جانب روانہ ہوا، احمد نیال تگین سلطانی موکب کے آنے کی خبر پا کر اطاعت قبول کر کے بارگاہ سلطانی میں حاضر ہوا۔ قصور کی معافی کی درخواست کی سلطان مسعود نے معاف کر دیا۔

علاء الدولہ کی بغاوت

اس واقعہ کے بعد علاء الدولہ نے اصفہان میں علم بغاوت پھر بلند کیا، فرہاد بن مرداویج اس کا شریک تھا، سپہ سالار ابوسہل نے ان کی گوشمالی پر کمر باندھی، فوجیں مرتب کر کے حملہ کیا۔ فرہاد معرکہ کارزار میں مارا گیا۔ علاء الدولہ نے اصفہان اور یمنر بذقان کی پہاڑیوں میں جا کر پناہ لی، ابوسہل نے ۴۲۵ھ میں اصفہان پر قبضہ کر لیا۔ علاء الدولہ کا سارا مال و اسباب لوٹ لیا اور کتابیں اونٹوں پر بار کر کے غزنی بھیج دیں جنہیں حسین غوری نے اپنے غلبہ کے زمانہ میں جلوا دیا۔

احمد نیال تگین کی عہد شکنی

جس وقت سلطان مسعود نے ترکمانوں کی شورش کی وجہ سے خراسان کی جانب توجہ کی اس وقت احمد نیال تگین نے بغاوت و خود مختاری پر پھر کمر باندھی فوجیں فراہم کیں، خراج کا بھیجنا بند کر دیا، سلطان مسعود نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر ۴۲۶ھ میں ایک لشکر احمد نیال تگین کو ہوش میں لانے کی غرض سے ہندوستان کی جانب روانہ کیا ساتھ ہی ہندوستان کے راجوں کو لکھ بھیجا کہ چاروں طرف سے ناکہ بندی کر لیں، کسی جانب سے احمد نیال تگین کو فرار کا موقع نہ رہ جائے۔ الغرض افواج شاہی اور احمد نیال تگین میں معرکہ آرائیاں ہوئیں۔ آخر کار احمد نیال تگین شکست کھا کر ملتان کی طرف بھاگا۔ ملتان میں جب پناہ نہ ملی تو بھاطیہ کا قصد کیا، اس وقت تک اس کی رکاب میں سواروں کا ایک پورا دستہ تھا حکمران بھاطیہ روک نہ سکا۔ احمد نیال تگین نے بھاطیہ کا قیام پسند نہ کیا دریائے سندھ عبور کرنا چاہا۔ حکمران بھاطیہ نے کشتیاں فراہم کر دیں وسط دریا میں ایک چھوٹا سا جزیرہ تھا احمد نیال تگین یہ سمجھ کر کہ خشکی آ گئی اُتر پڑا، ملاح حکمران بھاطیہ کے حکم کے مطابق احمد نیال تگین کو جزیرہ میں اتار کر لوٹ آئے۔

احمد نیال تگین کا انجام

احمد نیال تگین اور اس کے ہمراہیوں کو یہ حال کہ جزیرہ غیر آباد ہے اور خشکی سے اس کا تعلق نہیں ہے اس وقت معلوم ہوا جب کہ کشتیاں دور نکل گئی تھیں۔ بہت کچھ چلائے، آوازیں دیں، ملاحوں نے کچھ نہ سنا، تن بہ تقدیر خاموش ہو گئے، رہی سہی قوت و توانائی

جاتی رہی، سات دن تک قوت لایموت کھا کر ٹھہرے رہے، جس قدر زادِ راہ تھا صرف ہوگیا گھوڑوں کو ذبح کر کے کھایا اس پر بھی ان کی بھوک کی آگ نہ بجھی حکمران بھاطیہ نے ایک فوج جزیرہ میں اتار دی جس نے احمد نیال تگین کے ہمراہیوں کو قتل و غرق کر کے اس کا خاتمہ کر دیا۔ احمد نیال تگین نے خودکشی کر لی، زندہ ہاتھ نہ آیا۔[1]

دارا ابن منوچہر کی سرکشی و اطاعت

جرجان اور طبرستان کا صوبہ سلطان محمود کے زمانہ سے دارا بن منوچہر بن قابوس کی گورنری میں داخل تھا، سلطان مسعود نے تخت نشین ہو کر اس کا عہدہ بحال رکھا۔ لیکن جب سلطان مسعود لبغاوت ہندوستان فرو کرنے کے لئے گیا اور وہاں سے واپسی پر ترکمانوں کے جھگڑوں میں مبتلا ہوا۔ دارا ابن منوچہر نے علاء الدولہ دار فربا د کے بھارنے اور سازش سے خراج بھیجنا بند کر دیا۔ جوں ہی سلطان مسعود کو ترکمانوں کی مہم سے فراغت حاصل ہوئی دارا کی گوشمالی کی طرف متوجہ ہوا چنانچہ ۴۲۶ھ میں جرجان پر قبضہ کر لیا دارا نے آمد جا کر پناہ لی اور اسے اپنی جائے پناہ بنایا۔ سلطان مسعود نے اس پر بھی چڑھائی کر دی، دارا نے آمد چھوڑ دیا۔ سلطان مسعود قابض ہو گیا۔ اس واقعہ کے بعد دارا کے ہمراہی علیحدہ ہو گئے، ہر ایک کو اپنی اپنی جان کے لالے پڑ گئے سلطان مسعود نے تعاقب پر فوجیں مامور کیں، قید و قتل کا بازار گرم ہو گیا۔ دارا نے مجبور ہو کر فرماں برداری کا پیام دیا۔ لقایا خراج کی ادائیگی کا اقرار کیا۔ سلطان مسعود نے درخواست منظور کر لی، شاہی افواج کو خراسان کی جانب واپسی کا حکم دیا۔

علاء الدولہ اور ابو سہل کی جنگ

ابو سہل حمدونی کو سلطان مسعود نے اصفہان میں گورنری کے عہدہ پر مامور کیا تھا۔[2] . . . ابو سہل کے لشکریوں کو دھوکہ دے کر علاء الدولہ کے قریب پہنچا دیا۔ علاء الدولہ نے ان پر چھاپہ مارا اور جو کچھ ان کے پاس تھا لوٹ لیا۔ اس سے علاء الدولہ کے حوصلے بڑھ

---

[1] تاریخ فرشتہ میں لکھا ہے کہ سلطان مسعود نے احمد نیال تگین کی گوشمالی پر ہرناتھ نامی ایک ہندو سردار کو مامور کیا تھا مگر یہ پہلے ہی مقابلہ میں مارا گیا۔ شاہی لشکر بغیر سردار کے ادھر ادھر منتشر ہو گیا۔ تب سلطان مسعود نے تولک بن حسین کو جو ہندوؤں کا سپہ سالار تھا ایک بڑے لشکر کا افسر بنا کر روانہ کیا۔ احمد نیال تگین کو اس کے مقابلہ میں شکست ہوئی دریائے سندھ عبور کرتے ہوئے ڈوب گیا۔

[2] اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ عبارت نہیں لکھی ہے۔

گئے اصفہان پر قبضہ کر لینے کی خواہش پیدا ہوئی، چنانچہ فوجیں فراہم کر کے اصفہان پر چڑھ آیا۔ ابوسہل نے اصفہان سے نکل کر مدافعت کی، اثنا جنگ میں علاء الدولہ کے ہمراہی ترکمانوں نے ابوسہل سے سازش کر لی تھی بوقت ابوسہل کی فوج میں مل گئے۔ علاء الدولہ کو شکست ہوئی، سارا لشکر لوٹ لیا گیا، بحال پریشان یزدجرد تک پہنچا۔ جب یہاں بھی پناہ ملتی نظر نہ آئی تو طرم چلا گیا، والی طرم ابن سالار نے بھی پناہ نہ دی۔

طغرل بک محمودی حکومت کے عہد میں ارسلان بن سلجوق کی گرفتاری اور قید کے حالات اور ترکمانوں کے جلاوطن ہو کر خراسان کی طرف جانے کے واقعات آپ اوپر پڑھ آئے ہیں اعادہ کی ضرورت نہیں ہے، اسی زمانے سے طغرل بک اور اس کے برادران بیغو (بیغو) و جعفر بیگ نے اپنے قبائل و خاندان کے ساتھ اطراف بخارا میں سکونت اختیار کی۔ کچھ عرصہ بعد اپنی فطرت کے مطابق فتنہ انگیزی اور شرارت شروع کر دی۔ علی تکین والی بخارا سے جھگڑے پیدا ہوئے۔ متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ متعدد مرتبہ ان لوگوں نے لشکر بخارا پر حملے کئے تب اہل ملک نے متفق ہو کر حکومت و سلطنت کا ساتھ دیا اور مستعد و آمادہ ہو کر ترکمانوں کے خاتمہ پر تیار ہو گئے۔ ان واقعات میں ترکمانوں کو جانی اور مالی نقصانات اٹھانا پڑے، بالآخر مجبور ہو کر ۲۱ھ میں خراسان کی جانب جلاوطن ہوئے۔ اور گورنر خوارزم ہارون بن التونتاش کی خدمت گزاری کو روزی کا ذریعہ بنایا۔ کچھ عرصہ بعد جب ہارون کو ان کی حرکات و افعال کی اطلاع ہوئی تو اس نے اپنے عہد و اقرار کو بالائے طاق رکھ دیا، ترکمانوں نے درہ نسا میں جا کر پناہ لی پھر وہاں سے مرو کا قصد کیا اور سلطان مسعود سے امان کی درخواست کی۔ سلطان مسعود نے ایلچی کو گرفتار کر لیا اور درخواست نامنظور کر دی اور ایک بڑی فوج ان کی سرکوبی کے لئے روانہ کی۔ چنانچہ مقام نسا میں شاہی فوج نے ترکمانوں پر حملہ کیا ترکمان پریشان ہو کر ادھر ادھر اطراف بلاد میں چلے گئے اور ان کے فسادات و نقصانات وبا کی طرح تمام ممالک میں عام طور سے پھیل گئے۔

جعفر بیگ داؤد کا نیشاپور پر قبضہ انہی واقعات کے اثنا میں جعفر بیگ داؤد نے نیشاپور پر قبضہ کر لیا، ابوسہل حمدونی گورنر نیشاپور اپنے اسٹاف کے ساتھ نیشاپور چھوڑ کر بھاگ گیا۔

اس کے بعد طغرل بک وارد نیشاپور ہوا۔ دار الخلافت بغداد سے خلافت مآب کا قاصد فرمان شاہی لے کر آیا، یہ

فرمان اُن ترکمانوں اور ان عراقیہ ترکمانوں کے نام تھا جنہوں نے رے اور ہمدان میں آتش فتنہ و فساد روشن کر رکھی تھی۔ خلافت مآب نے اُن لوگوں کو فتنہ و فساد کرنے سے روکا تھا اپنی طاقت و قوت سے ڈرایا تھا۔ اس کے ساتھ ہی بشرط اطاعت و فرماں برداری جاگیرات و انعامات دینے کا وعدہ کیا تھا ترکمانوں نے شاہی قاصد کو بعزت و احترام ٹھہرایا بڑی آؤ بھگت سے ملے۔

جعفر بیگ داؤد اور طغرل بک

جعفر بیگ داؤد نے نیشاپور پر قبضہ کرنے کے بعد نیشاپور کی غارتگری کا قصد کیا کیونکہ نیشاپور والے نہایت مالدار اور خوش حال تھے۔ بلکہ یوں سمجھئے کہ وہاں دولت پھٹی پڑتی تھی۔ طغرل بک نے روکا۔ خلافت مآب کی ہدایات کی طرف توجہ دلائی، اتفاق یہ کہ اسی منع و اصرار کے زمانہ میں جعفر بیگ داؤد عارضہ فالج میں مبتلا ہو گیا۔ اس پر بھی جب جعفر بیگ اپنے ارادہ بد سے باز آتا نظر نہ آیا تو طغرل بک نے یہ دھمکی دی کہ اگر تم نیشاپور کی غارت گری کا ارادہ ترک نہ کرو گے تو میں اپنے کو ہلاک کر ڈالوں گا۔ جعفر بیگ داؤد یہ سن کر خاموش ہو گیا۔ نیشاپور کی غارت گری سے ہاتھ کھینچ لیا۔ مگر پھر بھی تیس ہزار دینار سرخ اہل نیشاپور سے تاوان کے طور پر جبراً وصول کر کے اپنے ہمراہیوں میں تقسیم کر دیئے۔ طغرل بک نے شاہی تخت پر ایوان شاہی میں جلوس کیا۔ سارے شہر کو چراغاں کرایا، ہفتہ میں دو دن رعایا کے مظالم سننے کے لئے دربار کرتا تھا جیسا کہ خراسان کے گورنروں کا دستور تھا، اور دھوکا و فریب دینے کی غرض سے منبروں پر سلطان مسعود کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا۔

سلطان مسعود کی روانگی خراسان

جس وقت ان واقعات کی اطلاع سلطان مسعود کے شاہی دربار میں ہوئی، آگ بگولا ہو گیا۔ فوجیں فراہم کر کے غزنی سے خراسان کی جانب روانہ ہوا۔ ماہ صفر ۴۳۱ھ میں بلخ پہنچا۔ چونکہ ملوک خانیہ بھی فتنہ و فساد آئے دن اٹھائے رہتے تھے اس وجہ سے آئندہ فتنہ و فساد کا دروازہ بند کرنے کے لئے ان کی لڑکی سے عقد کر لیا۔ صوبہ خوارزم جاگیر کے طور پر مرحمت فرمایا اسمٰعیل بھاگ کر طغرل بک کے پاس چلا گیا۔ غرضکہ اس طریقہ سے خوارزم کے انتظام اور ملوک خانیہ کی فتنہ انگیزی و شرارت سے سلطان مسعود کو فراغت حاصل ہو گئی۔

ترکمانوں کی سرکوبی

سلطان مسعود نے ایک بڑی فوج کے ساتھ اپنے حاجب شبیانی کو طغرل بک کی سرکوبی

کے لئے روانہ کیا، چنانچہ شیبانی اپنے رکاب کی فوج لئے ترکمان کی طرف بڑھا لیکن سلطان مسعود کو اس سے تشفی نہ ہوئی خود بدولت و اقبال ترکمانوں کی گوشمالی کے لئے روانہ ہوا۔ سرخس پہنچا۔ ترکمان یہ خبر پا کر مقابلہ پر آ گئے، مرو اور خوارزم کے درمیانی دروں اور پہاڑیوں کی طرف پناہ گزیں ہونے کی غرض سے بھاگے، سلطان مسعود نے نہایت تیزی سے تعاقب کیا۔ ماہ شعبان ۴۳۰ھ میں ان کے سروں پر پہنچ کر حملہ آور ہوا، ترکمان شکست کھا کر میدان جنگ سے بھاگ نکلے۔ لیکن زیادہ دور تک نہ گئے بلکہ پلٹ کر قرب و جوار کے قصبوں اور شہروں میں لوٹ مار شروع کر دی۔ سلطان مسعود نے دوبارہ حملہ کیا۔ اس معرکہ میں ڈیڑھ ہزار ترکمان کھیت رہے۔ باقی ماندہ نے بھاگ کر ایک درہ میں پناہ لی۔ اہل نیشاپور نے یہ خبر پا کر شاہی فوج میں داخل ہو کر ان باقی ماندہ پر یورش کی اور ان کے اکثر حصہ کو قتل کر ڈالا۔ بقیۃ السیف نے اپنے اُن ساتھیوں کے پاس جا کر پناہ لی جو واقعات مذکورہ بالا سے پہلے اپنی گئی ہوئی قوت سنبھالنے کے لئے بعض دشوار گذار پہاڑیوں کے درہ میں چھپے ہوئے تھے۔

سلطان مسعود یہ خیال کر کے کہ ترکمانوں کی گوشمالی کافی ہو چکی ہے بالفعل سر نہ اٹھائیں گے۔ فوج کی فراہمی کی غرض سے ہرات کی طرف روانہ ہوا ابھی ہرات نہ پہنچنے پایا تھا کہ یہ خبر گوش گذار ہوئی کہ طغرل بک نے استرآباد پر قبضہ کر لیا ہے اور اس خیال سے وہاں قیام پذیر ہے کہ موسم سرما اور برف باری کی وجہ سے سلطان مسعود، استرآباد کا رخ نہ کرے گا۔ لیکن سلطان مسعود نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر ایک دن بھی تاخیر پسند نہ کی فوراً لوٹ پڑا، طغرل بک نے یہ سن کر استرآباد چھوڑ دیا۔ سلطان مسعود نے طوس سے کوہ رے کی جانب قدم بڑھایا جہاں طغرل بک اپنے ہمراہیوں کے ساتھ سلطان کے خوف سے پناہ گزین تھا۔ چونکہ ترکمانوں اور سلجوقیوں میں پہلے سے دوستانہ تعلقات تھے لہٰذا ایسے وقت میں ان لوگوں نے ترکمانوں کا ساتھ دیا اور دشوار گذار پہاڑیوں کی چوٹیوں تک پہنچنے میں مدد دی۔ ترکمانوں نے اس غیبی مدد کو غنیمت شمار کر کے اپنے مال و اسباب کو چھوڑ کر بلند پہاڑ کی چوٹیوں پر جا کر پناہ لی۔ شاہی لشکر نے ان کے مال و اسباب کو لوٹ لیا اور جن جن شہروں پر انہوں نے قبضہ کر لیا تھا۔ واپس لے لیا اس کے بعد سلطان مسعود خود اپنی فوج کے ساتھ ترکمانوں کے تعاقب میں اُن پہاڑیوں کی جانب چلا جہاں کہ باقی ماندہ ترکمان پناہ گزین تھے۔ جاڑے کا موسم تھا برف باری ہو رہی تھی شاہی فوج کا اکثر حصہ ہلاک ہو گیا اس کے باوجود شاہی افواج کو ترکمانوں کے تعاقب میں کامیابی ہوئی۔ پہاڑ کی چوٹیوں نے ان بھگوڑے ترکمانوں کو پناہ

نہ دی دل کھول کر پائمال کئے گئے۔

سلطان مسعود اور طغرل بک

جمادی الاول ۴۲۶ھ میں سلطان مسعود نے موسم سرما گذارنے کی غرض سے نیشاپور کا ارادہ کیا تاکہ وہاں چندے آرام کر کے فصل ربیع کے آتے ہی ترکمانوں کی سرکوبی کے لئے روانہ ہو۔ طغرل بک اس ارادہ شاہی سے مطلع ہو کر پہاڑی دروں اور چوٹیوں سے نکل آیا۔ قتل و غارت گری کرنے لگا۔ سلطان مسعود نے اپنی سطوت وجبروت سے ڈرایا۔ قتل و پامالی کی دھمکی۔ مورخین لکھتے ہیں کہ طغرل بک نے اس کے جواب میں آیۂ کریمہ قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ لکھ بھیجی تھی سلطان مسعود نے اس کے جواب میں نرمی کا خط لکھا۔ خلعت بھیجا انعامات دینے کا وعدہ کیا اور یہ حکم دیا کہ تم خلق اللہ کی ایذارسانی اور شاہی مقبوضات کی غارت گری سے کنارہ کش ہو کر دریائے جیحون عبور کر کے آمد چلے جاؤ۔ سلطان مسعود نے محض تحریر پہ اکتفا نہ کیا بلکہ طغرل بک کو نسا کا اور جعفر بیگ داؤد کو دہستان کا اور بیغو کو مداوہ کا حکمران بنایا اور ہر ایک کو دہقان کا خطاب دیا۔ مگر ان لیٹرے ترکمانوں نے ان عطیات شاہی کو قبول نہ کیا اور نہ شاہی عہد و اقرار پہ بھروسہ کیا۔ قتل و غارت گری جیسا کہ پہلے کرتے تھے اسی طرح غارت گری میں مصروف رہے۔

ارسلان

کچھ عرصہ بعد خود بخود اس فعل بد سے ہاتھ کھینچ لیا اور فریب دینے کی غرض سے مسعود کو بلخ میں پیام بھیجا کہ ہم لوگ اپنی بری حرکتوں سے باز آتے ہیں اور علم شاہی کی اطاعت قبول کرتے ہیں۔ شاہی رحم و کرم سے ہمارے بھائی ارسلان کو جو شاہی حکم سے ہندوستان میں قید ہے قید کی مصیبت سے نجات دے دی جائے اور ہمارے پاس بھیج دیا جائے۔ سلطان مسعود فریب میں آ گیا۔ ارسلان کو قید سے رہا کر کے ہندوستان سے واپس بلایا مگر جب ان ترکمانوں نے ایفاء اقرار نہ کیا تو پھر اسے دوبارہ جیل میں ڈال دیا۔

سلطان مسعود کی ترکمانوں پر فوج کشی

جب سلجوقیہ ترکمانوں نے اطراف خراسان پر ایک گونہ قبضہ حاصل کر لیا اور شاہی لشکر ان کا مقابلہ نہ کر سکا۔ حاجب نیشاپانی کو شکست ہوئی سلطان مسعود کو سخت شاق گذرا کمر ہمت باندھ کر اُٹھ کھڑا ہوا، فوجیں فراہم کیں انعامات دیئے سامان جنگ درست کیا اور ایک بڑی فوج کے ساتھ غزنین ترکمانوں کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا اس فوج کے ساتھ ہاتھیوں

کا جھنڈا بھی تھا۔ جیسا کہ اس سے پہلے اور لڑائیوں میں ہاتھیوں کو فوج کے آگے رکھتے تھے اُسی طرح اُسی ترتیب سے اس مہم میں رکھا۔ بلخ کے قریب پہنچ کر پڑاؤ کیا۔ جعفر بیگ داؤد بھی اس سے مطلع ہو کر اپنے ہمراہیوں کے ساتھ شاہی لشکر کے مقابلہ پر ڈیرے ڈال دیئے ایک روز موقع پا کر شاہی کیمپ پر شب خون مارا اور شاہی خیمہ کے سامنے سے خاصے کے کئی گھوڑے، اونٹ جس میں بہت بڑا شاہی ہاتھی بھی تھا پکڑ لے گیا اس واقعہ سے سلطان مسعود مارے غصہ کے کانپ اٹھا۔ اسی وقت بلخ سے کوچ کا حکم دے دیا یہ واقعہ ماہ رمضان ۴۲۹ھ کا ہے۔

سلطان مسعود کی مصالحت کی پیشکش

سلطان مسعود کی رکاب میں اس وقت ایک لاکھ فوج تھی کوچ قیام کرتا ہوا جرجان پہنچا۔ حاکم جرجان کو جو سلجوقیوں کی طرف سے تھا گرفتار کر کے صلیب پر چڑھا دیا۔ پھر مرو شاہجہان میں وارد ہوا جعفر بیگ داود بھاگ کر سرخس پہنچا۔ یہاں پر اس کے برادران طغرل بک اور بیغو بھی آ کر مل گئے۔ سلطان مسعود نے صلح کا پیام بھیجا۔ بیغو اپنی قوم کی طرف سے وفد ہو کر شاہی دربار میں آیا سلطان مسعود نے عزت و احترام سے ٹھہرایا خلعت دیا۔ واپسی کے وقت کہا گیا کہ سلطان کے خوف سے ہم اور ہمارے ہمراہی صلح نہ کریں گے۔ اس سے سلطان مسعود کو سخت تردد ہوا۔ بحکم ہر کہ تنگ آید بجنگ آید پھر ان کے تعاقب میں کمربستہ ہو کر ہرات سے نیشاپور کی طرف روانہ ہوا۔ ترکمانوں نے نیشاپور چھوڑ کر سرخس کا قصد کیا سلطان مسعود بھی سرخس کی طرف بڑھا۔ غرض کہ ترکمان ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف بھاگتے تھے اور سلطان مسعود تعاقب میں تھا۔ جنگ و مقابلہ کی نوبت نہ آئی یہاں تک کہ سردی کا موسم آ گیا مجبوراً موسم سرما گذارنے کے لئے نیشاپور میں قیام کرنا پڑا۔ موسم سرما بھی ختم ہو گیا۔ ربیع کا زمانہ بھی گذر گیا لیکن سلطان مسعود لہو و لعب میں مصروف اپنے کاموں سے غافل خواب خرگوش میں پڑا رہا۔ وزراء امراء اور اراکین دولت جمع ہو کر شاہی دربار میں حاضر ہوئے اور دشمنانِ حکومت کو سرکوبی کے بغیر چھوڑ رکھنے پر نصیحتانہ عرض معروض کیا۔ چنانچہ سلطان مسعود فوجیں مرتب کر کے نیشاپور سے مرو کی طرف ترکمانوں کے تعاقب میں روانہ ہوا۔ ترکمان یہ خبر پا کر ایک پہاڑ کے درہ میں گھس گئے۔ سلطان مسعود دو منزل تک تعاقب کرتا چلا گیا۔

سلطان مسعود کی ہزیمت

شاہی لشکر روزانہ سفر سے پریشان ہو گیا تھا۔ تین برس کا زمانہ گذر چکا تھا۔ حاجب سباشی کی رکاب میں جس وقت سے کہ وہ سلجوقیوں کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا تھا

برابر مصروف جنگ کرتے تھے اسی دارو گیر و تعاقب کے زمانہ میں ایک روز ایسے مقام پر پڑاؤ ڈالا گیا تھا جہاں پر پانی کم تھا عوام الناس اور ارکین دولت میں پانی لینے پر جھگڑا ہو گیا، بازاری لشکری بھڑ گئے اس سے لشکر میں پھوٹ پڑ گئی۔ آپس ہی میں لوٹ مار شروع ہو گئی، جعفر بیگ داؤد شاہی کیمپ کے قریب ہی میں تھا۔ اگا دکا شاہی لشکر کا جو مل جاتا تھا اسے گرفتار کر لیتا تھا انہی لوگوں کے ذریعہ سے اسے اس کی خبر لگ گئی اپنے ہمراہیوں کو تیار کر کے شاہی لشکر پر آ پڑا۔ شاہی لشکر اس وقت تک اس حال بد میں مبتلا تھا۔ ناگہانی حملہ سے گھبرا کر بھاگ کھڑا ہوا امیر سلطان مسعود وزیر السلطنت کے ساتھ ثابت قدمی کے ساتھ معرکہ میں کھڑا ہوا لشکریوں کو جنگ پر ابھارتا رہا۔ اور ان کو لوٹنے کا حکم دیتا رہا مگر کسی نے کچھ نہ سنا۔ بمجبوری سلطان مسعود اور وزیر السلطنت کو بھی بھاگنا پڑا۔ جعفر بیگ داؤد نے تھوڑی دور تک تعاقب کیا اور نہایت سختی کے ساتھ قتل کرتا رہا پھر واپس ہو کر شاہی خزانہ میں آیا جسے اس کے ہمراہیوں نے لوٹ لیا تھا۔ جعفر بیگ داؤد نے مال واسباب اپنے ہمراہیوں پر تقسیم کر کے شاہی تخت پر جلوس کیا تین شب و روز لشکر شاہی کی واپسی کے خوف سے اسی مقام پر پڑا رہا سلطان مسعود ماہ شوال ۴۳۱ھ میں غزنیں پہنچا۔ شیبانی اور دوسرے امراء و سپہ سالاران لشکر کو جو جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے تھے گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔

محاصرہ بلخ اس واقعہ سے سلجوقیوں کے حوصلے بڑھ گئے طغرل بک نے نیشاپور کی جانب قدم بڑھایا چنانچہ آخر ۴۳۱ھ میں قبضہ حاصل کر لیا۔ لشکریوں نے نیشاپور کو جی کھول کر تاخت و تاراج کیا بہت بڑے ہنگامہ و فساد کا دروازہ کھلا قتل و غارت، بدکاری دن دہاڑے کرنے لگے۔ اس سے طغرل بک کے خوف کا سکہ لوگوں کے دلوں پر بیٹھ گیا۔ بے چون و چرا اس کی حکومت کے آگے سب نے گردنیں جھکا دیں اور سلجوقیہ ان شہروں پر قابض ہو گئے۔ اس کے بعد بیغو نے ہرات کا قصد کیا اور پہنچتے ہی قابض ہو گیا۔ جعفر بیگ داؤد بلخ کی طرف بڑھا یہاں کا گورنر التونتاش حاجب تھا سلطان مسعود اپنا نائب بنا گیا تھا۔ التونتاش کے پاس جعفر بیگ داؤد نے اطاعت قبول کرنے کا پیام بھیجا۔ التونتاش نے قاصد کو گرفتار کر لیا۔ داؤد نے بلخ پر محاصرہ ڈال دیا۔ سلطان مسعود کو اس کی خبر لگی، سلجوقیوں کی مدافعت اور اہل بلخ کی امداد کی غرض سے ۴۳۲ھ میں ایک عظیم الشان اور جرار لشکر روانہ کیا چنانچہ اس لشکر کے دو حصے ہو گئے۔ فوج کا ایک حصہ کا رخ کی طرف گیا اور اس نے سلجوقی ترکمانوں

کو ان اطراف سے مار بھگایا ترکمان نہایت ابتری سے بھاگے شاہی لشکر نے انہیں نہایت سختی سے قتل و پامال کیا۔ فوج کا دوسرا حصہ بیغو کی سرکوبی کے لئے ہرات گیا۔ اس نے بھی نمایاں کام کئے بیغو اور اس کے ہمراہیوں کو ہرات سے مار کر نکال باہر کیا۔

شہزادہ مودود کی روانگی

اسی زمانہ میں دوسرا لشکر شاہزادہ مودود کی ماتحتی میں ترکمانوں کی گوشمالی کے لئے بھیجا۔ وزیر السلطنت ابو نصر احمد بن محمد بن عبدالصمد شاہزادہ کی رکاب میں تھا۔ رفتہ رفتہ بلخ کے قریب پہنچے، اس وقت تک داؤد بلخ کا محاصرہ کئے ہوئے تھا فتح نہیں ہوا تھا داؤد نے شاہزادہ مودود کی خبر پا کر ایک دستہ فوج اس کی روک ٹوک پر مامور کیا شاہزادہ مودود کے ہراول سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ مودود نے پہلے ہی حملہ میں شکست دے دی۔ مفرورین نے داؤد کے پاس جا کر دم لیا۔ مودود نے کسی مصلحت سے مفروروں کا تعاقب نہ کیا۔ التونتاش کو یہ خبر پہنچی تو اس نے نہایت تپاک سے اپنے شاہزادہ کا استقبال کیا اور اطاعت قبول کر لی۔

سلطان مسعود کی معزولی

سلطان مسعود شاہزادہ مودود کو سلجوقیوں کی مدافعت کی غرض سے خراسان کی طرف روانہ کر کے سات دن تک غزنین میں مقیم رہا۔ ماہ ربیع الاوّل ۴۳۲ھ میں ہندوستان کی جانب کوچ کیا تا کہ موسم سرما اپنے مرحوم باپ سلطان محمود کی طرح ہندوستان میں گذارے اور راجپوتوں کو سلجوقیوں کی جنگ پر ابھار لائے۔ اس سفر میں اس کا بھائی محمد مکحول بھی ہمرکاب تھا ارکین حکومت سلطان مسعود سے متنفر ہو گئے تھے۔ چنانچہ سب نے اس کی معزولی اور محمد مکحول کو بادشاہ بنانے پر کمریں باندھ لیں۔ جوں ہی دریائے جیحوں کو عبور کیا اور خزانہ شاہی کا کچھ حصہ آگے نکل گیا، انوش تگین بلخی غلامان مدادیہ کی ایک جماعت کو لے کر علیحدہ ہو گیا اور بقیہ خزانہ کو لوٹ کر محمد مکحول کے ہاتھ پر سلطنت حکومت کی بیعت کر لی۔ یہ واقعہ ماہ ربیع الثانی سنہ مذکور کا ہے۔

باب ۱۱

سلطان محمدؒ

اس واقعہ سے شاہی لشکر میں پھوٹ پڑگئی، باہم بھڑ گئے۔ معاملات نازک ہو گئے۔ فوج کا زیادہ حصہ باغی ہو گیا۔ سلطان مسعود نے شکست اٹھا کر رباط میں جا کر پناہ لی فوجی باغیوں نے گھیر لیا۔ بالآخر امان دے کر گرفتار کیا۔ سلطان محمد کے پاس لائے۔ سلطان محمد نے کہا "آپ جہاں چاہیں سکونت اختیار کیجئے"۔ معزول سلطان نے قلعہ گیری کو پسند کیا چنانچہ سلطان محمد نے اسے قلعہ گیری روانہ کر دیا اور والی قلعہ کو عزت و احترام سے پیش آنے کی ہدایت کی اور خود غزنین کی جانب واپس ہوا۔

معزول سلطان مسعود کا قتل

سلطان محمدؒ نے غزنین پہنچ کر عنان حکومت اپنے بیٹے احمد کو عنایت کی۔ اور خود گوشہ نشین ہو گیا۔ احمد اختیارات شاہی پاتے ہی اپنے چچا مسعود (معزول سلطان) کے قتل کی فکریں کرنے لگا۔ اس کے دوسرے چچا یوسف، علی خشاوند وغیرہ نے اس خیال کی تائید ہی نہیں کی بلکہ فوری طور پر اس کام کے انجام دینے پر ابھارا چنانچہ احمد نے اپنے باپ سلطان محمد سے رائے لئے بغیر قلعہ گیری میں جا کر مسعود کو بار حیات سے سبکدوش کر دیا۔ سلطان مسعود کا بیٹا مودود اس وقت خراسان (بلخ) میں تھا۔ سلطان محمد نے لکھ بھیجا کہ تمہارے پدر بزرگ کو احمد نیال تگین کے لڑکوں نے اپنے باپ کے بدلے قتل کر ڈالا۔ مودود کو اس سے سخت برہمی پیدا ہوئی۔ ناراضگی کا خط لکھا۔ لشکریوں نے سلطان محمد کی گوشہ نشینی سے فائدہ اٹھانا چاہا۔

---

[1] تاریخ فرشتہ میں لکھا ہے کہ چونکہ سلطان محمد آنکھوں سے معذور تھا اس وجہ سے اپنے بیٹے احمد کو حکومت و سلطنت کے سیاہ و سفید کا اختیار دیا تھا اور احمد کو عقلی مادہ نہ تھا۔

رعایا کا مال و اسباب لوٹنا شروع کر دیا۔ سلطان محمد اپنی کمزوری طبیعت کی وجہ سے انہیں نہ روک سکا۔ مجبوراً ان سے علیحدہ ہو گیا۔

سلطان مسعود کا کردار: سلطان مسعود شجاع، سخی اور نہایت خوش اخلاق تھا۔ علماء، فضلاء اور شعراء کو دوست رکھتا تھا۔ خود بھی ذی علم تھا۔ ان لوگوں کو انعامات اور جائزے دیا تھا۔ حاجت مندوں کی حاجتیں پوری کرتا تھا۔ نمازی تھا۔ شب میں نوافل کثرت سے پڑھتا تھا۔ مختلف علوم کی کتابیں اس کے نام نامی سے معنون کی گئیں۔ اس کے زمانہ حکومت میں اکثر شہروں میں مساجد بنائی گئیں، اس کے دائرہ حکومت میں اصفہان، ہمدان، رے، طبرستان، جرجان، خوارزم، خراسان، بلاد داور، کرمان، سجستان، سندھ، رخج، غزنین اور غور کے اکثر شہر تھے ہندوستان کے شہروں پر بھی اس کا قبضہ تھا۔ غرضکہ خشکی و تری کے رہنے والے اس کی حکومت کے مطیع تھے۔ متعدد اشخاص نے اس کی سوانح عمری لکھی ہے اس کے حالات و واقعات کے لکھنے کے لئے جداگانہ کتاب کی ضرورت ہے۔

سلطان محمد کا قتل: جس وقت سلطان مسعود کے مارے جانے کی خبر اس کے بیٹے مودود کو خراسان پہنچی سارے

ل سلطان مسعود کی معزولی و قتل اور سلطنت ضائع ہونے کے بعد ظاہری اسباب میں سے ایک سبب یہ تھا کہ جس وقت ۴۲۶ھ میں سلجوقیوں نے خراسان میں سر اٹھایا تھا، قتل و غارت گری کا بازار گرم کیا تھا سلطان مسعود نے ان کی گوشمالی و پامالی نہ کی اور اسے غیر ضروری سمجھ کر ہندوستان کے راجپوتوں کو زیر کرنے کی طرف متوجہ ہوا۔ حالانکہ اراکین دولت نے اس کے خلاف مشورہ دیا تھا۔ نتیجہ اس کا یہ ہوا کہ خراسان کے صوبہ سے سلطان مسعود کا اثر جاتا رہا۔ قتل و غارت گری کے خوف سے خراسان والے سلجوقیوں کے مطیع ہو گئے سلطان مسعود ہندوستان کی مہم سے فارغ ہوا تو سردی کا موسم تھا برف باری ہو رہی تھی اس کے علاوہ سلجوقی ترکمانوں کے قدم استقلال کے ساتھ حکومت خراسان پر جم گئے تھے جن کا ختم کرنا ذرا دشوار تھا۔ دوسرا سبب یہ پیش آیا کہ ۴۳۱ھ میں سلجوقیوں سے شکست کھا کر غزنین سے شاہی خزانے لے کر ہندوستان کی جانب چلا حکومت غزنین اور اس کے صوبوں پر اپنے لڑکوں کو مامور کیا۔ جوں ہی دریائے جیحوں کو عبور کر کے رباط مارکلہ میں پہنچا۔ بعض نمک حرام غلاموں کی لالچ پیدا ہوئی خزانہ لوٹ لیا پھر شاہی انتقام اور سزا کے خوف سے یہ مشورہ کیا کہ اگر حکومت و سلطنت کی تبدیلی نہ ہو گی تو اس جرأت اور دلیری کی سزا ہم لوگوں کو بھگتنا پڑے گی بہتر ہے کہ سلطان مسعود کو معزول کر کے محمد کو تخت حکومت پر متمکن کریں چنانچہ ایسا ہی کیا دیکھو تاریخ فرشتہ مقالہ اول ذکر سلطان مسعود

دنیا آنکھوں میں تیرہ و تار نظر آنے لگے۔ فوراً فوجیں مرتب کر کے غزنین پر چڑھ آیا۔ ماہ شعبان ۴۳۲ھ سلطان محمد سے معرکہ آرائی ہوئی، مودود کو کامیابی ہوئی، سلطان محمد اپنے دونوں بیٹوں احمد و عبدالرحمٰن اور خواجہ علی انوش تگین بلخی اور علی خشاوند کے ساتھ گرفتار ہو گیا۔ مودود نے ان سب کو موت کی سزا دی۔ عبدالرحمٰن کو اس وجہ سے قتل نہ کیا کہ سلطان مسعود کے زمانہ قید و گرفتاری میں بحسن سلوک اور نرمی سے پیش آیا تھا۔ ان مقتولوں کے علاوہ چن چن لوگوں نے سلطان مسعود کی معزولی اور قتل میں سازش کی تھی چن چن کر قتل کیا۔ اور اپنے دادا محمود کے قدم بقدم چلنے لگا۔

سلطان مودود اور محدود

سلطان مسعود نے ۴۲۶ھ میں اپنے دوسرے بیٹے (محدود) کو ہندوستان کے صوبوں کا گورنر مقرر کیا تھا۔ جس وقت اسے سلطان مسعود کے قتل کی خبر پہنچی اپنی حکومت و سلطنت کی بیعت لی۔ لاہور کو دارالحکومت قرار دیا۔ ملتان پر قبضہ کر لیا[1]۔ شاہی خزانہ پر قابض ہو گیا فوجیں فراہم کیں اور اپنے بھائی سلطان مودود کی مخالفت کا جھنڈا لے کر غزنین کا قصد کیا اتفاق سے بقرعید کا دن آ گیا۔ خوشی خوشی عید منائی عید کے تیسرے دن صبح کو اپنے دارالحکومت لاہور میں مردہ پایا گیا۔ قاتل کا کچھ پتہ نہ چلا اور نہ قتل کا سبب معلوم ہوا۔

خان ترک کی اطاعت

اس ناگہانی واقعہ سے سلطان مودود نے فوج کشی روک دی۔ باطمینان تمام امور سلطنت کے انتظام میں مصروف ہو گیا۔ کسی قسم کا اندرونی فتنہ باقی نہ رہا۔ البتہ سلجوقی ترکمانوں کی مخالفت و سرکشی بدستور قائم رہی، انہوں نے صوبہ خراسان کو اپنی جولان گاہ بنا رکھا تھا آئے دن فتنہ و فساد کا بازار گرم رہتا تھا۔ خان ترک نے ماوراء النہر سے اطاعت و فرمانبرداری کا پیام دیا اور مطیع ہو گیا۔

التونتاش اور علی تگین کی جنگ

ملک خوارزم پر سلطان محمود اور اس کے بیٹے سلطان مسعود کا قبضہ رہا التونتاش حاجب جو امراء غزنویہ میں سے بہت بڑا سردار تھا اس کی گورنری پر مامور تھا جن دنوں سلطان محمود کے انتقال کے بعد سلطان مسعود اپنے بھائی محمد کے جھگڑوں میں مصروف تھا علی تگین حکمران بخارا نے فوجیں فراہم کر کے حملہ کر دیا۔ جوں ہی سلطان مسعود کو خانہ جنگی سے فراغت حاصل ہوئی اور استقلال کے ساتھ تخت حکومت غزنین پر متمکن ہو گیا، التونتاش گورنر خوارزم کو لکھ بھیجا کہ علی تگین کی جرأت

---

[1] محدود کے مقبوضات کا دائرہ دریائے سندھ سے تھانیسر تک تھا۔ دیکھو تاریخ فرشتہ جلد اول صفحہ ۴۴۔

دولیری کے سزا دہی کی غرض سے اس کے مقبوضات پر حملہ کر دو اور بخارا و سمرقند وغیرہ اس کے قبضہ و تصرف سے نکال لو، فرمان روانہ کرنے کے بعد ایک بڑی فوج کو التونتاش کی کمک پر روانہ کیا۔ چنانچہ شاہی فوج نے ۴۲۴ھ میں دریائے جیحون عبور کیا اور التونتاش کے ساتھ علی تگین پر حملہ آور ہوئی۔ علی تگین میں شاہی فوج کے مقابلہ کی قوت نہ تھی۔ میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا اس کے مقبوضات کے زیادہ حصہ پر التونتاش کا قبضہ ہو گیا چونکہ یہ ممالک زرخیز نہ تھے اور فوجی مصارف بڑھے ہوئے تھے۔ سلطان مسعود سے واپسی کی اجازت لے کر خوارزم کی جانب واپس ہوا۔

التونتاش کی وفات

علی تگین موقع کا منتظر تھا پیچھے سے حملہ کر دیا۔ التونتاش نہایت ثابت قدمی و مردانگی سے پلٹ کر مدافعانہ حملہ آور ہوا۔ علی تگین شکست کھا کر بھاگا اور قلعہ دبوسیہ میں جا کر پناہ لی۔ التونتاش نے اس کا محاصرہ کر لیا اور نہایت سختی سے لڑائی جاری رکھی۔ علی تگین نے مجبور ہو کر امن کی درخواست کی۔ لطف و کرم کا خواستگار ہوا۔ التونتاش نے محاصرہ اٹھا لیا خوارزم واپس آیا۔ اسی پچھلے واقعہ میں التونتاش زخمی ہو گیا تھا خوارزم پہنچ کر زخم میں زہریلا مادہ پیدا ہو گیا جس سے اس کی موت وقوع میں آئی۔ اس کے تین بیٹے تھے، ہارون، رشید، اسماعیل، التونتاش کے مرنے پر اس کے وزیر احمد بن عبدالصمد نے خزانہ سنبھالا۔ عنان حکمرانی اپنے ہاتھ میں لی یہاں تک کہ بارگاہ شاہی سے ہارون (التونتاش کا بڑا بیٹا) حکومت خوارزم کی سند حاصل کر کے خوارزم آیا۔

طغرل بک کا خوارزم پر قبضہ

اس اثنا میں وزیر السلطنت میمندی کا انتقال ہو گیا۔ قلمدان وزارت ابونصر کو سپرد کیا گیا وزیر السلطنت ابونصر نے اپنے بیٹے عبدالجبار کو نائب گورنر مقرر کر کے خوارزم بھیج دیا۔ عبدالجبار اور ہارون میں ان بن ہو گئی۔ ہارون نے ماہ رمضان ۴۲۵ھ میں کھلم کھلا بغاوت کا اعلان کر دیا، عبدالجبار اس خوف سے کہ مبادا ہارون کسی سخت مصیبت میں مجھے مبتلا نہ کر دے روپوش ہو کر غزنین چلا آیا، سلطان مسعود کے خوب کان بھرے، سلطان مسعود نے بلا تفتیش اصل واقعہ شاہ ملک ابن علی کو جو کہ خوارزم کے قریب دجوار کے شہروں کا حکمراں تھا ہارون پر فوج کشی کرنے کے لئے لکھ بھیجا۔ چنانچہ شاہ ملک نے خوارزم پر چڑھائی کی۔ صوبہ خوارزم پر بزور تیغ قابض ہوا، ہارون اپنے بھائی اسماعیل کے ساتھ بھاگ نکلا

فریادی صورت بنا کر طغرل بک اور داؤد کے پاس پہنچا۔ طغرل بک نے داؤد کو خوارزم کی طرف بڑھنے کا اشارہ کیا۔ ہارون و اسمٰعیل بھی رکاب میں تھے خوارزم کے باہر ایک کھلے میدان میں معرکہ آرائی ہوئی شاہ ملک کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی۔ طغرل بک نے کامیابی کے ساتھ خوارزم پر قبضہ کر لیا ان واقعات کے بعد سلطان مسعود کا واقعہ قتل پیش آ گیا اور اس کا بیٹا مودود تخت آرائے حکومت ہوا۔ سلاطین غزنویہ کی قوت کمزور ہو چلی تھی۔

شاہ ملک کا فرار و گرفتاری

شاہ ملک نے شکست کھا کر اپنا مال و خزانہ لے کر ایک دشوار گذار درّہ سے گذر کر کوہستان پہنچا۔ طغرل بک کا خوف اس قدر غالب تھا کہ یہاں پر قیام پذیر نہ ہوا۔ طبس ہوتا ہوا کرمان جا کر دم لیا۔ جب یہاں بھی اس کے قلب کو سکون حاصل نہ ہوا تو صوبہ مکران کی طرف بھاگا ارتاش برادر ابراہیم نیال نے (یہ طغرل بک کے چچا کا بیٹا تھا) چار ہزار سواروں سے شاہ ملک کا تعاقب کیا اور گرفتار کر کے جعفر بیگ داؤد کے حوالہ کر دیا مال و اسباب جو کچھ تھا لوٹ لیا اس کے بعد ارتاش بادغیس کی جانب لوٹا اور ہرات پہنچ کر محاصرہ ڈال دیا۔ اہل ہرات جنگ و خوں ریزی کے خوف سے قلعہ نشین ہو گئے۔

جنگ سلطان مودود و طغرل بک

ترکمان سلجوقیہ نے صوبہ خراسان پر قابض ہوتے ہی اس کے تمام متعلقہ شہروں پر قبضہ کر لیا۔ طغرل بک نے جرجان، طبرستان اور خوارزم پر اپنی حکومت کا جھنڈا گاڑا ابراہیم نیال، ہمدان، رے اور جبل پر قابض ہو گیا داؤد بن میکائیل نے خراسان اور اس کے متعلقہ شہروں پر قبضہ کر لیا۔ سلطان ابوالفتح مودود نے ۴۳۵ھ میں ایک لشکر اپنے کسی حاجب (لارڈ چیمبرلین) کی ماتحتی میں سلجوقیوں کو خراسان سے نکالنے کی غرض سے روانہ کیا۔ جعفر بیگ داؤد نے اپنے بیٹے الپ ارسلان کو مقابلہ پر بھیجا۔ سخت خوں ریز جنگ کے بعد میدان الپ ارسلان کے ہاتھ رہا۔ شاہی لشکر شکست پا کر غزنین بھاگ آیا اس واقعہ سے ترکمانوں کے حوصلے بڑھ گئے، ملک گیری اور غارت گری کے شوق میں بڑھے، بُست اور اس کے قرب و جوار کو لوٹا۔ قتل و غارت کا بازار گرم کر دیا۔ سلطان مودود نے ان کی گوشمالی کے لئے ایک بڑی فوج دوبارہ روانہ کی ترکمانوں نے سینہ سپر ہو کر مقابلہ کیا۔ معرکہ بہت سخت ہوا۔ بالآخر شاہی لشکر کو فتحیابی ہوئی۔ سلجوقی انتہائی بے سر و سامانی سے بھاگے شاہی لشکر نے نہایت بیدردی سے انہیں قتل و پامال کیا۔

ہندوؤں کی پیشقدمی اور ہزیمت ۴۳۵ھ کے دور میں مملکت پنجاب کے تین سربرآوردہ راجاؤں نے متفق ہو کر سلطنت غزنویہ کی کمزوری سے فائدہ اٹھانا چاہا۔ چنانچہ فوج کثیر جمع کر کے لاہور پر حملہ کر دیا[1]۔ گورنر لاہور نے ان کی مدافعت کی غرض سے فوجیں فراہم کیں۔ اور سلطان مودود کو اس واقعہ سے مطلع کر کے امداد کی درخواست کی۔ چند ماہ تک راجگان پنجاب لاہور پر محاصرہ ڈالے ہوئے جارحانہ حملہ کرتے رہے بالآخر فتحیابی سے ناامید ہو کر دوبالی ہر پال اور باس رائے اپنے اپنے شہروں کی طرف واپس ہوئے عساکر اسلامیہ نے دوبالی کا تعاقب کیا۔ اس کی رکاب میں پانچ ہزار سوار اور ستر ہزار پیادہ تھے اپنے قلعہ میں پہنچ کر قلعہ نشین ہو گیا لشکر اسلام نے محاصرہ ڈال کر لڑائی شروع کر دی دوبالی جنگ سے تنگ آگیا تھا امن کا خواستگار ہوا۔ قلعہ کی کنجیاں حوالہ کر دیں۔ دروازے کھول دیئے۔ لشکر اسلام نے اس قلعہ پر اور ان تمام قلعوں پر جو دوبالی کے قبضہ میں تھے فتحیابی کا جھنڈا گاڑ دیا۔ مال و اسباب جو کچھ تھا لوٹ لیا۔ مسلمان قیدیوں کو قید سے رہا کیا اور پانچ پانچ درہم دے کر انہیں ان کے شہروں کی طرف رخصت کیا اس کے بعد راجہ باس رائے کی طرف بڑھے بہت بڑی اور خوں ریز جنگ ہوئی۔

راجہ باس رائے کی اطاعت راجہ باس رائے پانچ ہزار سپاہیوں کے ساتھ جو اس کی قوم میں سے تھے معرکہ کارزار میں مارا گیا۔ باقی ماندہ گرفتار کر لئے گئے۔ مال و اسباب اور خزانہ لوٹ لیا گیا۔ ان واقعات سے راجگان

---

[1] راجگان پنجاب کو لاہور پر حملہ کرنے کی تحریک راجہ دہلی کی دست درازی سے پیدا ہوئی تاریخ فرشتہ میں لکھا ہے کہ ۴۳۵ھ میں راجہ دہلی نے دوسرے راجاؤں کے ساتھ مل کر ہانسی اور تھانیسر پر حملہ کیا۔ غزنوی گورنر مدافعت نہ کر سکے ملک قبضہ سے نکل گیا۔ راجہ دہلی نے ان شہروں پر قبضہ حاصل کر کے نگر کوٹ کی طرف قدم بڑھایا۔ والی نگر کوٹ نے گورنر لاہور سے امداد طلب کی جب لاہور سے کمک نہ پہنچ سکی تو چار مہینے کے محاصرے کے بعد والی نگر کوٹ نے راجہ دہلی کو شہر سپرد کر دیا۔ راجہ دہلی نے شہر فتح ہونے کے بعد جس بت خانہ کو سلطان محمود نے مسمار و منہدم کر دیا تھا اس کی مرمت کرائی اور دوبارہ پرانے طرز پر ایک بت نصب کر کے بت پرستی جاری کی۔ اس واقعہ کے ہندوؤں میں ایک تازہ روح پھونک دی جوق جوق اس بت کی زیارت کو آتے۔ منتیں ماننے نذریں دینے لگے رفتہ رفتہ راجگان پنجاب کو یہ خبر پہنچی مسلمانوں کو لاہور سے نکالنے پر کمر بستہ ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے، دس ہزار سوار اور بے شمار پیادہ کی جمعیت سے لاہور پر چڑھ آئے۔ دیکھو تاریخ فرشتہ مقالہ اول ذکر امیر مودود ۱۲

ہندوستان کے قلب پر لشکر اسلام کے رعب کا سکہ بیٹھ گیا۔ سب نے اطاعت و فرماں برداری قبول کی سالانہ خراج دینے کا عہد و پیمان کیا امان کے خواستگار ہوئے اپنے اپنے ملکوں پر بحال رہنے کی درخواستیں دیں۔

سلطان مودود کی وفات

۴۴۰ھ میں سلطان مودود نے سلجوقی ترکمانوں کے فساد و فتنہ انگیزی سے تنگ آ کر امراء ماوراء النہر اور گورنران مملکت غزنویہ کو فوجیں فراہم کرنے اور ترکمانوں پر مختلف سمت سے حملہ کرنے کے فرامین بھیجے تھے۔ چنانچہ کالیجار گورنر اصفہان ایک بڑی فوج لے کر روانہ ہوا اتفاق کہ اثنار راہ سے بیمار ہو کر واپس گیا۔ خاقان، ترمذ کی جانب سے سلطان مودود کی ہدایت کے مطابق آ رہا تھا اور ایک دوسرا گروہ ماوراء النہر سے خوارزم کی طرف بڑھ رہا تھا۔ سلطان مودود بھی غزنین سے ترکمانوں کے زیر کرنے کے لئے فوجیں مرتب کر کے نکلا تھا دو چار منزل طے کرنے کے بعد عارضہ قولنج میں مبتلا ہو کر غزنی واپس آ گیا مگر وزیر السلطنت ابوالفتح عبدالرزاق احمد میمندی کو سپہ سالار افواج شاہی مقرر کر کے سجستان کو ترکوں کے قبضہ سے نکال لینے کی غرض سے روانہ کیا۔ رفتہ رفتہ درد میں شدت پیدا ہوئی اور اسی شدت درد میں اپنی حکومت کے دسویں سال ماہ رجب ۴۴۱ھ میں سفر آخرت اختیار کیا۔

سلطان عبدالرشید بن سلطان محمود

سلطان مودود کے انتقال کے بعد پانچ روز تک اس کا بیٹا تخت آرائے حکومت رہا پھر امرائے دولت نے اس کی کم سنی کی وجہ سے معزول کر دیا اور اس کے چچا علی بن مسعود کو حکومت کی کرسی پر بٹھایا۔ سلطان مسعود نے اپنے ابتدائے حکومت کے زمانہ میں عبدالرشید بن سلطان محمود کو جو محمود بن سلطان محمود کا حقیقی بھائی تھا بست کے قریب ایک قلعہ میں قید کر دیا تھا جس وقت وزیر السلطنت ابوالفتح اس قلعہ کے قریب پہنچا اور اسے سلطان مودود کی وفات کی اطلاع ہوئی تو عبدالرشید کو قلعہ سے نکال کر لشکر گاہ میں لایا اہتمام کر کے بجلائے حکومت اس کے زیب تن کیا۔ امراء لشکر نے حکومت و سلطنت کی اس کے ہاتھ پر بیعت کی اور اس کے ساتھ ساتھ دارالحکومت غزنی کی جانب لوٹے سلطان علی بن مسعود نے اس خبر سے مطلع ہو کر غزنین کو چھوڑ دیا۔ عنان حکومت و سلطنت سلطان عبدالرشید کے قبضۂ اقتدار میں آ گئی۔ سیف الدولہ یا بروایت بعض مورخین جمال الدولہ کا مبارک لقب اختیار کیا خاندان سلطنت غزنویہ کی طوائف الملوکی اور کمزوری کی وجہ سے سلجوقی ترکمانوں کے قدم خراسان کی حکومت پر جم گئے اور آئندہ خطرات سے وہ بے خوف و خطر ہو گئے۔

سلطان عبدالرشید اور طغرل

سلطان مودود کا ایک غلام ترکی النسل طغرل نامی تھا جو اس کی ناک کا بال بنا ہوا تھا۔ رفتہ رفتہ اس کی اس قدر عزت افزائی ہوئی کہ سلطان موصوف نے اسے حاجب (لارڈ چمبرلین) کے عہدہ سے سرفراز فرمایا تھا۔ انہی واقعات کے دوران سلجوقیوں نے سجستان پر قبضہ کر لیا تھا۔ بیغو کے حصہ میں یہ مملکت آئی تھی۔ اس نے اپنی جانب سے ابوالفضل کو مامور کیا تھا۔ طغرل نے سلطان عبدالرشید کو مشورہ دیا کہ سجستان کو سلجوقیوں کے قبضہ سے نکال لینا چاہئے اور یہ امر کچھ مشکل نہیں ہے آپ مجھے فوج عنایت فرمائیے۔ میں اسے آپ کے اقبال سے مسخر کر لوں گا۔ چنانچہ طغرل ایک ہزار سواروں کی جمعیت سے سجستان کی جانب روانہ ہوا حصن طاق کو چالیس روز کے محاصرہ کے بعد فتح کیا۔ ابوالفضل نے ان واقعات سے بیغو کو مطلع کر کے امداد طلب کی۔ اس اثنا میں طغرل پہنچ گیا۔ فوجی باجے کی آواز سنائی دی۔ لوگوں نے ابوالفضل کو یہ باور کرا یا کہ یہ آواز بیغو کے لشکر کے باجے کی آواز ہے۔ ابوالفضل تپاک اور خوشی سے استقبال کی غرض سے شہر سے باہر آیا۔ رات کا وقت تھا کچھ سمجھ نہ سکا۔ طغرل نے حملہ کر دیا۔ ابوالفضل شکست کھا کر ہرات کی جانب بھاگا طغرل تین کوس تک تعاقب کر کے سجستان کی طرف واپس آیا اور اس پر قبضہ کر لیا۔ سلطان عبدالرشید کو اس غیبی کامیابی کی اطلاع دی اور خراسان پر حملہ کی غرض سے تازہ دم فوج بطور کمک طلب کی۔ سلطان عبدالرشید نے اس درخواست کو منظور فرمایا اور فوجوں کو روانگی کا حکم دیا۔

سلطان عبدالرشید کا قتل

طغرل کا دماغ اس کامیابی سے پھر گیا۔ حکومت و سلطنت کی خواہش پیدا ہوئی خراسان پر حملہ آور ہونے کے بجائے غزنین کی طرف بڑھا جب غزنین پندرہ سولہ میل باقی رہ گیا تو سلطان عبدالرشید کو خط لکھا کہ آپ لشکر مرتب کر کے میرے پاس تشریف لائیے اور میری تنخواہ بڑھائیے سلطان عبدالرشید نے اراکین دولت سے مشورہ کیا ان لوگوں نے باتفاق کہا کہ طغرل کا یہ فعل دھوکا سے خالی نہیں ہے آپ اس کے پاس تشریف نہ لے جائیے۔ سلطان عبدالرشید نے ساری فوج طغرل کی طلبی پر پہلے ہی بھیج دی تھی جو کچھ تھوڑی یا بہت باقی رہ گئی تھی انہیں لے کر قلعہ غزنین میں قلعہ بند ہو گیا۔ اگلے دن طغرل غزنین میں داخل ہوا تخت شاہی پر قبضہ کر لیا اہل قلعہ کو دھمکی دی کہ اگر سلطان عبدالرشید کو تم لوگ میرے حوالہ نہ کرو گے تو تمہاری خیر نہیں ہے ایک ایک کو چن چن کر قتل کروں گا۔ اہل قلعہ پر اس قدر خوف غالب ہوا کہ سلطان عبدالرشید کو طغرل کے

حوالہ کر دیا، طغرل نے سلطان عبدالرشید کو قتل کر ڈالا اور اس کی بیٹی سے نکاح کر لیا[1] .... اور اسے بدلہ لینے پر ابھارنے لگے۔ چنانچہ ایک روز اس نے طغرل کو قتل کر ڈالا۔

فرخ زاد بن سلطان مسعود واقعہ قتل کے پانچویں روز خیر حاجب غزنین پہنچا، تمام سرداران لشکر، امراء شہر اور ارکین دولت کو جمع کر کے فرخ زاد بن سلطان مسعود کے ہاتھ پر حکومت وسلطنت کی بیعت کی، نظم ونسق سلطنت میں اس کا ہاتھ بٹایا۔ جن لوگوں نے سلطان عبدالرشید کے قتل میں طغرل کا ساتھ دیا تھا انہیں قتل کیا[2] .... ترکمانوں سے مڈبھیڑ ہوئی اور انہیں شکست دی۔ غزنین میں داخل ہوا اور اسے ان کے قبضہ سے نکال لیا پھر غزنین سے کرمان اور سنقودان کی جانب بڑھا اور ان کو بھی بزور تیغ فتح کیا۔

غیاث الدین کی فوج کشی و پسپائی کرمان ایک شہر ہے جو غزنین اور ہندوستان کے درمیان واقع ہے اس کرمان سے وہ کرمان مراد نہیں ہے جو فارس کا مشہور شہر ہے اس کے بعد غیاث الدین نے لاہور فتح کرنے کی غرض سے دریائے سندھ کو عبور کرنے کا قصد کیا۔ خسرو شاہ بن بہرام شاہ نے مقابلہ کیا جس سے غیاث الدین کو ناکامی کے ساتھ واپس ہونا پڑا، صوبہ انبار اور ہندوستان کے بعض مقامات پر قبضہ حاصل کرتا ہوا فیروزہ کی جانب لوٹا اور اپنے بھائی شہاب الدین کو غزنین کی حکومت پر مامور کیا۔

شہاب الدین غوری کا غزنی پر قبضہ شہاب الدین غوری غزنی پر قبضہ کرنے کے بعد اہل غزنی کے ساتھ بحسن سلوک پیش آیا غزنین کے قرب وجوار کے شہروں اور ہندوستان کے پہاڑی مقامات کو جو اس سے متصل

---

[1] اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے تاریخ فرشتہ میں لکھا ہے طغرل نے سلطان عبدالرشید کے قتل کرنے اور اس کی بیٹی سے نکاح کرنے کے بعد انوشتگین کرخی گورنر لاہور کو درشانہ خط لکھا اور اس واقعہ سے اسے مطلع کیا انوشتگین نے طغرل کو نہایت سخت و درشت جواب لکھا اور در پردہ سلطان مقتول کی لڑکی اور دوسرے امراء دولت غزنویہ کو خطوط لکھے نصیحت وفضیحت کی طغرل کے قتل کی ترغیب دی۔ چنانچہ عین نوروز کے دن جس وقت طغرل دربار میں شاہی تخت پر جلوس کر رہا تھا مار ڈالا گیا چالیس روز حکومت کی۔

[2] اصل کتاب میں قریب دو ورق کے سادہ چھٹے ہیں۔

تھے فتح کر لیا۔ حکومت و سلطنت کو استحکام حاصل ہو گیا اس وقت بھی سبکتگین کے قبضہ میں ہندوستان کے چند مقامات باقی رہ گئے تھے جس کا دارالحکومت لاہور تھا اور خسرو ملک اس پر حکمرانی کر رہا تھا چنانچہ غیاث الدین نے ۵۷۹ھ میں ایک بڑی فوج لے کر لاہور پر چڑھائی کی۔ دریائے سندھ کو عبور کر کے لاہور کا محاصرہ کر لیا اور جب محاصرہ و جنگ میں کامیابی کی صورت نظر نہ آئی تو حیل جول کی فکر کی، امان دینے کا وعدہ کیا۔ داماد کا رشتہ قائم کیا جاگیریں دیں مگر شرط یہ لگا دی کہ قلعہ چھوڑ کر ہمارے لشکر گاہ میں آ جاؤ اور ہمارے بھائی کے نام کا خطبہ منبروں پر پڑھا جائے۔ خسرو ملک تاڑ گیا یہ چالیں فریب سے خالی نہیں ہیں تمام شرطوں کی پابندی سے انکار کر دیا شہاب الدین نے محاصرہ میں سختی شروع کی، بیرونی آمد و شد ایک قلم بند کر دی۔ غلہ و رسد کی کمی سے اہل شہر کا بُرا حال ہو گیا۔ شہاب الدین سے سازش کی فکریں کرنے لگے۔ خسرو ملک نے اس امر کا احساس کر کے قاضی اور خطیب کو شہاب الدین کے پاس امن کی درخواست لے کر بھیجا۔ چنانچہ شہاب الدین نے اس کی درخواست کو قبولیت کو درجہ عنایت کیا۔ فتحیابی کا جھنڈا لئے ہوئے شہر میں داخل ہوا۔

دولت بنو سبکتگین کا خاتمہ خسرو ملک اپنے لڑکوں اور اعزہ و اقارب کے ساتھ دو مہینہ کے بعد غیاث الدین کے پاس بھیج دیا گیا۔ غیاث الدین نے سب کو ایک قلعہ میں قید کر دیا حکومت بنو سبکتگین کا یہ آخری دور تھا، خسرو ملک کی موت سے سبکتگین کے خاندان سے حکومت و سلطنت جاتی رہی واللہ یرث الارض ومن علیہا۔ بنی سبکتگین کی دولت و حکومت کا بنیادی پتھر ۳۳۶ھ میں رکھا گیا تھا اور ۵۷۹ھ میں شہاب الدین غوری کے ہاتھوں برباد و تباہ ہوئی) اس حساب سے دو سو تیرہ سال انہوں نے حکومت کی۔

(مترجم) سلطان فرخ زاد کے بعد خاندان سلطنت سبکتگین سے اور چھ شخصوں نے حکومت کی آخری بادشاہ خسرو بن ملک بن خسرو شاہ تھا چونکہ اصل کتاب تاریخ ابن خلدون میں اس مقام پر تقریباً دو ورق سادہ پڑے ہوئے ہیں۔ اس وجہ سے مورخ علامہ ابن خلدون کے زبان قلم سے ان کی داستانیں آپ نہیں سن سکے صرف خسرو شاہ کے کچھ واقعات مختصراً لکھ دیئے ہیں۔ میں ان کے واقعات اور کتب تواریخ سے منتخب کر کے لکھتا ہوں۔

فرخ زاد کی تخت نشینی کے بعد حکومت سبکتگین کے انقلاب سے ترکمانوں نے فائدہ اٹھانا چاہا۔ فوجیں مرتب کر کے دارالسلطنت غزنیں پر چڑھ آئے انوشتگین کرخی نے غزنیں سے نکل کر ترکمانوں کی مدافعت کی سخت خون ریز جنگ کے بعد سلجوقی ترکمانوں کو شکست ہوئی اس کامیابی کے بعد سلطان فرخ زاد نے خراسان کی جانب قدم بڑھایا۔ سلجوقیوں کی جانب سے کلیسارق سپہ سالار مقابلہ پر آیا بہت بڑی لڑائی ہوئی بالآخر میدان سلطان فرخ زاد کے ہاتھ رہا۔ کلیسارق چند سرداران لشکر کے ساتھ گرفتار ہو گیا۔ جعفر بیگ داؤد نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر اپنے بیٹے الپ ارسلان کو ایک بڑی فوج کے ساتھ سلطان فرخ زاد سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ انوشتگین کرخی مقابل ہوا اس جنگ میں انوشتگین کو شکست ہوئی بعض سرداران لشکر غزنین گرفتار کر لئے گئے۔ الپ ارسلان کامیابی کا جھنڈا لئے ہوئے اپنے باپ جعفر بیگ داؤد کے پاس واپس آیا۔

سلطان فرخ زاد نے معاملہ کا رنگ دگرگوں دیکھ کر کلیسارق اور اس کے ہمراہیوں کو گرانبہا خلعت عطا کر کے قید سے رہا کر دیا۔ سلجوقیوں پر اس سے بہت بڑا اثر پڑا۔ انہوں نے بھی قیدیان لشکر فرخ زاد کو قید سے آزاد کر کے غزنی بھیج دیا۔

سلطان فرخ زاد نے چھ سال حکومت کی ۴۵۰ھ میں بعارضہ قولنج انتقال کیا۔ ابتدائی زمانہ حکومت میں حسن بن مہران عہدہ وزارت سے ممتاز رہا، اور آخری عہد سلطنت میں ابوبکر بن صالح قلمدان وزارت کا مالک ہوا۔

سلطان فرخ زاد کے سفر آخرت اختیار کرنے کے بعد ظہیر الدولہ سلطان ابراہیم بن سلطان مسعود تخت حکومت پر متمکن ہوا۔ زاہد، متورع اور دلیر تھا۔ حکومت کے ابتدائی دور میں اس نے حکمت عملی سے سلجوقی ترکمانوں سے مصالحت کر لی۔ جس سے آئندہ جنگ کا کوئی خطرہ باقی نہ رہا۔ سلطان ملک شاہ سلجوقی کی لڑکی سے اپنے بیٹے مسعود کا عقد کر کے رشتہ اتحاد کو اور زیادہ مضبوط کر دیا۔

چونکہ سلطان ابراہیم کو سلجوقیوں کے حملوں اور غارت گری سے کافی طور سے اطمینان ہو گیا تھا اس وجہ سے ۴۷۲ھ میں ہندوستان کے بعض مقامات کے فتح کرنے کی طرف توجہ کی قلعہ اجودھن

دروپال کو بزور تیغ فتح کیا۔ بے شمار مال غنیمت ہاتھ آیا۔ اجودھن کو آب پٹن کے نام سے موسوم کرتے ہیں یہاں پر شیخ فرید شکر گنج کا مقبرہ ہے اور ہندی مسلمانوں کی زیارت گاہ ہے۔ (اب اسے پاک پٹن کہتے ہیں)

سلطان ابراہیم نے سنہ ۴۸۱ھ بروایت بعض مورخین سنہ ۴۹۲ھ میں چھتیس لڑکے اور چالیس لڑکیاں چھوڑ کر سفر آخرت اختیار کیا۔ پہلی روایت کے لحاظ سے اکتیس سال اور پچھلی روایت کے اعتبار سے بیالیس برس حکومت کی۔ اس کے زمانہ حکمرانی میں خانہ جنگیاں نہیں ہوئیں۔ مسلمانوں کو ایک دوسرے کے خون سے ہاتھ رنگنے کا موقع پیش نہیں آیا۔ حکومت کے ابتدائی دور میں ابو سہیل خجندی اور خواجہ مسعود رنجی عہدۂ وزارت سے ممتاز تھے آخری عہد سلطنت میں عبدالحمید احمد بن عبدالصمد وزیر السلطنت ہوا۔

سلطان ابراہیم کے بعد علاء الدولہ مسعود تخت آرائے حکومت ہوا۔ عادل، منصف، خلیق اور سخی تھا۔ سلجوقی ترکمانوں سے اس کے مراسم دوستانہ تھے، سلطان سنجر سلجوقی کی بہن مہد عراق سے نکاح کیا۔ اس کے عہد حکومت میں بھی مسلمانوں میں خونریزی نہیں ہوئی۔ طغا تکین حاجب گورنر لاہور نے ہندوستان کے بعض مقامات پر فوج کشی کی، بہت سا مال غنیمت لے کر واپس ہوا۔

سلطان علاء الدولہ نے سولہ سال کمال بے فکری سے حکومت کر کے آخری سنہ ۵۰۸ھ میں وفات کی۔ تاریخ گزیدہ میں لکھا ہے کہ سلطان علاء الدولہ کے انتقال کے بعد اس کا بیٹا کمال الدولہ حکمران ہوا اور ایک سال بعد سنہ ۵۰۹ھ میں اپنے بھائی ارسلان کے ہاتھوں مارا گیا۔ لیکن عام مورخین سلطان علاء الدولہ کے بعد ہی ارسلان شاہ کا ذکر کرتے ہیں۔

ارسلان شاہ نے تخت حکومت پر قدم رکھتے ہی اپنے تمام بھائیوں کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ البتہ بہرام شاہ بھاگ گیا۔ سلطان سنجر کے پاس جا کر پناہ گزین ہوا۔ سلطان سنجر اپنے بھائی سلطان محمد بن ملک شاہ کی طرف سے خراسان پر حکمرانی کر رہا تھا۔ ہر چند سلطان ارسلان نے سلطان سنجر سے بہرام شاہ کی بابت خط و کتابت کی۔ واپس بھیجنے کی تاکید لکھی سلطان سنجر نے ایک نہ سنی بلکہ چھلا کر بہرام شاہ کی بے کسی پر نظر کر کے غزنی پر چڑھائی کر دی، ارسلان شاہ کے ہوش و

جو اس خبر کے سننے سے جاتے رہے سلطان محمد سے سلطان سنجر کی فوج کشی کی شکایت کی اور اس فعل سے باز رکھنے کے لئے لکھا مگر کچھ سود مند نہ ہوا پھر اپنی ماں مہد عراق کو سلطان سنجر کی خدمت میں بہت سے تحائف و ہدایا لے کر سفارش کی غرض سے بھیجا۔ چونکہ مہد عراق، ارسلان شاہ کی زیادتیوں اور بھائیوں کے قتل و قید سے خود ملال رشا کی تھی اس وجہ سے اس نے سفارش کی بجائے غزنی پر حملہ کرنے کی تحریک کی۔ تیس ہزار سواروں اور چھیاسٹھ زنجیر فیل سے ارسلان شاہ مقابلہ پر آیا۔ پیادوں کا کوئی شمار نہ تھا۔ غزنی سے تین کوس کے فاصلہ پر مورچہ بندی ہوئی سخت لڑائی ہوئی ہزارہا آدمی کام آ گئے ارسلان شاہ شکست کھا کر ہندوستان کی جانب بھاگا سلطان سنجر فتیابی کا جھنڈا لئے ہوئے غزنی میں داخل ہوا چالیس روز قیام پذیر رہا۔ اس کے بعد بہرام شاہ کو غزنی کے تخت حکومت پر بٹھا کر خراسان کی جانب واپس ہوا ایک مدت کے بعد یہ خبر ارسلان تک پہنچی، ہندوستانی فوجیں فراہم کر کے غزنی پر حملہ کر دیا۔ بہرام شاہ مقابلہ نہ کر سکا قلعہ بامیان میں پناہ گزین ہو گیا۔ سلطان سنجر کو اس کی اطلاع ہوئی۔ فوجیں مرتب کر کے آ پہنچا، ارسلان شاہ افغانستان کی طرف بھاگا۔ سلطان سنجر نے تعاقب کیا اور گرفتار کر کے بہرام شاہ کے سپرد کر دیا۔ بہرام شاہ نے قتل کر ڈالا۔ ستائیس سال کی عمر پائی تین سال حکومت کی۔

ارسلان شاہ کے گرفتار ہونے اور مارے جانے سے بہرام شاہ کی حکومت مستقل ہو گئی کسی کی مزاحمت اور خطرے کے بغیر حکومت کرنے لگا۔ اسی کے زمانہ حکومت میں کلیلہ دمنہ کا ترجمہ عربی سے فارسی میں ہوا۔ شیخ نظامی نے مخزن الاسرار اس کے نام نامی سے معنون کی۔ نہایت ذی شوکت، با حشمت بادشاہ تھا۔ ہر صاحب علم کی اس کی علمیت کے مطابق قدر کرتا تھا۔

بہرام شاہ نے دو بار ہندوستان کا قصد کیا پہلی مرتبہ کا واقعہ ہے کہ محمد باہلیم جو سلطان ارسلان شاہ کی طرف سے لاہور کی گورنری پر تھا۔ سلاطین غزنویہ کی باہم خانہ جنگی میں مصروف ہونے اور ارسلان شاہ کے مارے جانے کی وجہ سے بغاوت کا جھنڈا بلند کر دیا۔ بہرام شاہ نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر ہندوستان کا رخ کیا، ۲۷ رمضان ۵۱۲ھ میں محمد باہلیم گرفتار کر لیا گیا۔ محمد باہلیم نے معذرت کی۔

آئندہ اطاعت و فرمانبرداری کا حلف اٹھایا، بہرام شاہ نے قصور معاف کر کے پھر اس کے عہدہ پر بحال کر دیا، بہرام شاہ کی واپسی کے بعد محمد باہلیم کو پھر خود مختاری کی سوجھی، بہرام شاہ کو اس کی خبر لگی، فوجیں مرتب کر کے غزنین سے محمد باہلیم کی گوشمالی کے لئے روانہ ہوا محمد باہلیم اپنے لڑکوں کے ساتھ مقابلہ پر آیا۔ ملتان کے قریب ایک میدان میں صف آرائی ہوئی پہلے ہی جنگ میں محمد باہلیم شکست اٹھا کر بھاگا، اثنا جنگ میں گھوڑے سے گر کر مر گیا، بہرام شاہ نے ممالک ہندوستان پر سالار حسین بن ابراہیم علوی کو مامور کر کے غزنین کی جانب کوچ کیا۔

بہرام شاہ کی آخری حکومت کے زمانہ میں قطب الدین محمد غوری سوری جو کہ اس کا داماد بھی تھا کسی سازش کے شبہ سے بہرام شاہ کے حکم سے قتل کیا گیا، سیف الدین سوری اپنے بھائی کا انتقام لینے کے لئے غزنین پر حملہ آور ہوا، بہرام شاہ مقابلہ نہ کر سکا کرمان کی جانب بھاگا (یہ کرمان غزنین اور ہندوستان کے درمیان میں ہے) سیف الدین نے غزنین میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا، اور اپنے بھائی علاء الدین کو غور کی حکومت پر بھیج دیا۔ جب سردی کا موسم آیا اور برف کی وجہ سے غور کا راستہ بند ہو گیا، اس وقت بہرام شاہ نے غزنین پر حملہ کیا، اہل غزنین کے دل بہرام شاہ کے ساتھ تھے اور زبان سیف الدین سوری کے ساتھ چنانچہ مقابلہ کے وقت اہل غزنین نے سیف الدین سوری کو گرفتار کر کے بہرام شاہ کے حوالہ کر دیا بہرام شاہ نے سیف الدین سوری کا منہ کالا کرا کر اور ایک کمزور سے بیل پر سوار کرا کے سارے شہر غزنین میں تشہیر کرائی لڑکے، بوڑھے، اور جوان مسخرہ پن کرتے تھے تشہیر کے بعد نہایت بے رحمی سے قتل کیا۔ اور سر کو عراق میں سلطان سنجر کے پاس بھیج دیا علاء الدین اس خبر وحشت اثر کو سن کر غصہ سے کانپ اٹھا اپنے بھائی کا انتقام لینے کے لئے غزنین کی طرف روانہ ہوا لیکن اس کے پہنچنے سے پہلے بہرام شاہ نے اس دار فانی کو چھوڑ دیا تھا صحیح روایت یہ ہے کہ بہرام شاہ نے سنہ ۵۴۷ھ میں وفات پائی پینتیس سال حکومت کی۔

بہرام شاہ کی وفات کے بعد اس کا بیٹا خسرو شاہ تخت آرائے حکومت ہوا۔ اسی زمانہ میں علاء الدین غوری کی فوج کشی کی خبر پہنچی، خسرو شاہ اپنے اہل و عیال کے ساتھ غزنین چھوڑ کر لاہور کی طرف بھاگا۔

علاء الدین غوری نے غزنین میں داخل ہو کر بربادی کا کوئی دقیقہ نہ چھوڑا سات روز تک قتل عام

ہوتا رہا۔ مکانات شاہی جلا ڈالے۔ غزنوی عورتوں کو قتل کیا غرضکہ اسے کسی پر رحم نہ آیا۔ اسی وجہ سے جہاں سوز کے لقب سے ملقب کیا گیا۔

علاء الدین جہاں سوز کے واپس ہونے کے بعد خسرو شاہ سلطان سنجر کی امداد کی امید میں روانہ ہوا لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ پھر واپس لاہور آیا۔ ۵۵۵ھ میں سات سال حکومت کر کے انتقال کر گیا۔

خسرو شاہ کے انتقال کے بعد خسرو ملک اس کا بیٹا لاہور کے تخت حکومت پر متمکن ہوا ہندوستان کے جن جن شہروں پر سلطان ابراہیم اور بہرام شاہ کا قبضہ تھا۔ ان سب پر خسرو شاہ قابض ہوا۔

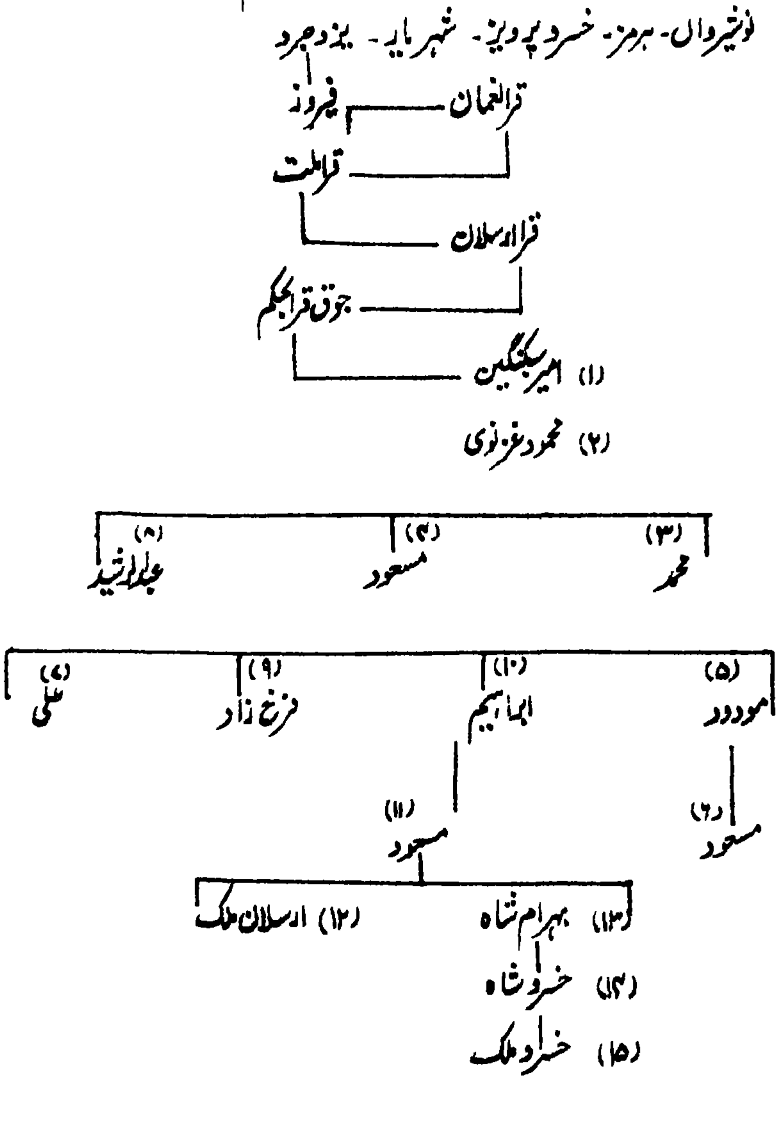
سلطان شہاب الدین نے غزنی کے لینے پر اکتفا نہ کر کے ہندوستان کی طرف قدم بڑھایا چنانچہ افغانستان، ملتان اور سندھ کو مسخر کرتا ہوا ۵۷۶ھ میں لاہور پہنچا خسرو شاہ مقابلہ نہ کر سکا۔ قلعہ نشین ہو گیا۔ شہاب الدین اظہار قبضہ کے خیال سے ملک شاہ بن خسرو شاہ کو ایک زنجیر فیل کے ساتھ لے کر واپس ہوا۔ پھر ۵۸۰ھ میں دوبارہ لاہور پر دوبارہ فوج کشی کی۔ خسرو ملک نے قلعہ بندی کر لی، شہاب الدین نے لاہور کے اطراف کو تباہ و برباد کر کے قلعہ سیالکوٹ بنوایا اور اپنے ایک معتمد امیر کو سپرد کر کے غزنی واپس گیا۔ خسرو ملک نے کچھ فوجیں فراہم کر کے قلعہ سیالکوٹ پر دھاوا کر دیا لیکن ناکام واپس گیا۔ شہاب الدین کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے لاہور کو مسخر کرنے کا پختہ ارادہ کر کے ہندوستان کی جانب کوچ کیا۔ اظہار محبت کی غرض سے ملک شاہ بن خسرو ملک کو شان و شوکت کے ساتھ چند امرائے دولت غوریہ کی معیت میں لاہور کی جانب روانہ کیا۔ ادھر خسرو ملک یہ سن کر مارے خوشی کے جامہ میں نہ سمایا عیش و طرب میں مشغول ہو گیا ادھر دوسری طرف سے شہاب الدین لاہور پر پہنچ گیا۔ خسرو ملک کی اس وقت آنکھیں کھلیں جب کہ لاہور کا شہاب الدین محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ خسرو ملک کے قبضہ اقتدار سے لاہور بھی نکل گیا اور شہاب الدین لاہور کے تخت حکومت کا مالک ہو گیا۔

بنی سبکتگین کے عروج سلطنت کا زمانہ بھی آپ نے دیکھ لیا اور زوال حکومت کی داستانیں بھی آپ اوپر پڑھ چکے اب دیکھنا یہ ہے کہ زوال حکومت کے اسباب کیا ہوئے ظاہری سبب یہ معلوم ہوتا ہے کہ اولاً سلطان محمود کے بعد خانہ جنگی کا دروازہ کھل گیا۔ جس سے خاندانی قوت کا شیرازہ منتشر ہو گیا۔

پہلے سلطان محمد اور سلطان مسعود میں لڑائیاں ہوئیں پھر سلطان محمد اور سلطان مودود ایک دوسرے کے مقابل ہوئے۔ پانچ چھ روز کے لئے ابوجعفر مسعود بن مودود بن مسعود بن محمود حکمراں بنایا گیا۔ بانتگین حاجب اور علی بن ربیع میں اس بابت جھگڑا پیدا ہو گیا باہم لڑائی ہوئی۔ بالآخر علی بن مسعود تخت حکومت پر بٹھایا گیا اس کے بعد سلطان عبدالرشید دعویدار حکومت ہوا۔ بیچارہ علی بن مسعود مقابلہ نہ کر سکا تخت حکومت چھوڑ کر بھاگ گیا۔ غرضکہ سلاطین بنو سبکتگین آپس کے جھگڑوں میں مبتلا ہو کر کمزور ہو رہے تھے اور سلجوقی ترکمان اپنی غارت گری سے عالمگیری کا جھنڈا بلند کئے ہوئے تھے اسی اثنا میں غزیوں کا ایک گروہ نکل پڑا جنہوں نے ان کا خاتمہ کر دیا۔ ثانیاً سلطان مسعود نے بہت بڑی غلطی کی کہ ۴۲۸ھ میں جس وقت سلجوقیوں نے علم بغاوت بلند کیا تھا اور غارت گری کر رہے تھے اس وقت سلطان مسعود نے ان کا خاتمہ نہ کیا اور ہندوستان پر فوج کشی کر دی۔ اگرچہ اراکین دولت نے اس رائے سے مخالفت کی مگر ہونے والی بات ہو کر رہی۔ سلطان مسعود نے یہ جواب دیا کہ آئندہ موسم بہار میں سلجوقی ترکمانوں کی سرکوبی کی جائے گی۔ ابھی سردی کا موسم ہے یہ موسم ہندوستان کی فوج کشی میں گذارنا چاہئے۔ چنانچہ موسم سرما گذار کر جب ہندوستان سے واپس ہوا تو سلجوقیوں کی قوت بڑھ گئی تھی۔ اکثر صوبوں پر . . . . . قابض ہو گئے تھے سلطان مسعود کو بدرجہ مجبوری غزنی چھوڑنا پڑا خود اس کے لشکریوں نے شورش کر کے اسے تخت حکومت سے معزول کیا، یہی نہیں ہوا بلکہ قتل کر ڈالا دنیا سے ہاز در باز و بھی جاتا رہا۔ اس کے بعد پھر کوئی اس قوت و حوصلہ کا حکمراں اس خاندان میں پیدا نہ ہوا روز بروز کمزور ہوا اور اپنے دشمنوں سے دبتے ہی گئے یہاں تک کہ حکومت و سلطنت ہاتھ سے جاتی رہی۔

دیکھو شجرہ صفحہ ۲۹۵ پر

شجرہ ملوک بنو سبکتگین مرتبہ مترجم



امیر سبکتگین بانی دولت بنو سبکتگین ہے اور خسرو ملک آخری حکمران ملوک بنو سبکتگین ہے، پندرہ شخصوں نے حکومت کی۔ چنانچہ اسی ترتیب سے نمبر لگائے گئے سلطان محمد نے دوبارہ عبائے حکمرانی زیب بدن کی۔ ایک دفعہ سلطان محمود کے انتقال کے بعد دوبارہ مسعود کی قید کے بعد جو چوتھے نمبر پر درج ہے

باب ۱۲

امارت کاشغر و ترکستان، ترک حکمراں

ستق قراخاں یہ ترک ترکستان کے حکمراں تھے مجھے ان کی ابتدائے حکمرانی کے اسباب و واقعات معلوم نہیں ہو سکے اور نہ میں یہ معلوم کر سکا کہ ان میں سب سے پہلے کس نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی مگر میں صرف یہ جانتا ہوں کہ ان میں سے جو شخص سب سے پہلے مشرف باسلام ہوا وہ ستق قراخاں تھا جسے اسلام لانے کے بعد عبدالملک کے نام سے موسوم کیا گیا۔ اس کے قبضۂ اقتدار میں سارا ترکستان تھا اور دارالحکومت کاشغر تھا چین کے دوردراز تک اس کی حکومت کا سلسلہ قائم تھا شمال میں طراز او ر اشاش کے شہر واقع تھے جس کے حکمراں بھی ترک تھے مگر ان میں سے ملوک ترکستان کی حکومت بڑھی چڑھی تھی مغرب کی جانب ماوراءالنہر کے صوبے تھے جس کی عنان حکومت ملوک بنی سامان کے قبضہ میں تھی ان کا مرکز حکومت بخارا تھا۔

بقراخاں بادشاہ ترکستان دائرہ اسلام میں داخل ہونے کے بعد اپنے مقبوضات پر حکمرانی کرتا رہا اور اسی زمانہ سے ملوک سامانیہ کے ساتھ رقابت پیدا ہوئی باہم لڑائیاں ہوتی رہیں، ایک دوسرے پر فوج کشی کرتے رہے رفتہ رفتہ امیر نوح بن منصور کا دور حکومت آیا یہ چوتھی صدی ہجری تھی ملوک سامانی کمزور ہو گئے تھے خراساں کے صوبوں میں بغاوتیں پھوٹ پڑی تھیں ابوعلی بن سیمجور باغی ہو گیا۔ بقراخاں والی ترکستان سے خط و کتابت کا سلسلہ پیدا کیا بخارا پر قبضہ کر لینے کی تحریک کی۔ چنانچہ بقراخاں کے دماغ میں ملک گیری کی ہوا سمائی ملوک سامانی کے مقبوضات پر ہاتھ بڑھایا اور یکے بعد دیگرے شہروں پر قبضہ کرتا گیا۔ امیر نوح سامانی نے اس کی روک تھام پر فوجیں روانہ کیں نامی نامی سپہ سالاروں

کو مامور کیا۔ بغراخاں برسر مقابلہ آیا اور امیر نوح کی فوج کو شکست دے کر چند سپہ سالاروں کو گرفتار کر لیا سپہ سالار فائق بغراخاں کے پاس چلا گیا اور اس کے مخصوص مصاحبوں میں داخل ہو گیا۔ امیر نوح شکست اٹھا کر بخارا واپس آیا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں اور بغراخاں واپسی کے وقت راستے ہی میں انتقال کر گیا۔

ایلک خاں سلیمان

بغراخاں بخارا سے ترکستان کی جانب جب واپس ہوا تو وہ ایک مہلک مرض میں مبتلا تھا۔ چنانچہ اسی مرض میں ترکستان بھی پہنچنے نہ پایا تھا کہ مر گیا تھا یہ واقعہ ۳۸۲ھ کا ہے۔ بغراخاں دیندار، عادل، خوش اخلاق، علماء، فضلاء اور مذہبی اشخاص کی عزت کرتا تھا اگرچہ مذہباً سنی تھا مگر مزاج میں تشیع زیادہ تھا۔ بغراخاں کے مرنے پر اس کا بھائی ایلک خاں سلیمان فرماں روا ہوا، شہیر الدولہ کا لقب اختیار کیا ترکستان اور اس کے صوبوں پر قابض ہوا اسی نے فائق کی امیر نوح سے سفارش کی چنانچہ امیر نوح نے سمرقند کی گورنری پر فائق کو مامور کیا۔ بغراخاں اور امیر نوح کی لڑائی اور واپسی کے بعد ابوعلی سیمجور نے بغاوت کا جھنڈا بلند کیا۔ امیر نوح نے اپنے سپہ سالار سبکتگین کو ابوعلی کی سرکوبی پر مامور کیا۔ چنانچہ سبکتگین نے ابوعلی کو خراسان سے مار کر نکال دیا۔ اس کے بعد ۳۸۵ھ میں بکتروں نے سر اٹھایا۔ اسی اثنا میں سبکتگین انتقال کر گیا۔ ملوک سامانی کمزور ہو گئے۔ بکتروں نے فائق سے سازش کر کے امیر منصور کو معزول کر دیا پھر معزولی ہی پر اکتفا نہیں کی ۳۸۹ھ میں مقام خراسان آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروا دیں ان واقعات کو ہم تفصیل کے ساتھ ملوک سامانی کے حالات میں لکھ آئے ہیں۔

بکتروں نوح کے غلاموں میں سے تھا ان تبدیلیوں سے ایلک خاں مطلع ہوا تو اسے بخارا پر قبضہ کر لینے کی لالچ پیدا ہوا ترکوں کی فوجیں مہیا کر کے اور یہ ظاہر کر کے کہ میں امیر بخارا عبدالملک کی حمایت و مدد کو آ رہا ہوں بخارا کی طرف قدم بڑھایا بکتروں اور دوسرے سپہ سالار لشکر فرط خوشی سے استقبال کے لئے آئے ایلک خاں نے سب کو گرفتار کر لیا اور بلا قتل و قتال اس مکر و فریب سے ذیقعدہ ۳۸۹ھ میں بخارا میں داخل ہو کر دارالامارت پر قبضہ کر لیا اور بیچارے عبدالملک کو گرفتار کر کے قید کر دیا عبدالملک اسی حالت قید میں قید حیات سے سبکدوش ہو گیا۔ عبدالملک کے ساتھ اس کے برادران ابوالحرث منصور مخلوع، اسماعیل، یوسف اور اس کے چچا محمود اور داؤد وغیرہم بھی قید کر دیئے گئے تھے۔ انہی واقعات سے ملوک سامانی کی حکومت ختم ہو جاتی ہے والبقاء للہ تعالیٰ۔

ایلک خاں بخارا میں

ہم اُوپر لکھ چکے ہیں کہ اسماعیل سامانی جیل سے بھاگ کر خوارزم چلا گیا تھا یہاں پر اس کے سپہ سالاران لشکر آ کر جمع ہوئے اور دوبارہ حکومت و سلطنت کی اس کے ہاتھ پر بیعت کی "المستنصر" کا مبارک خطاب دیا، المستنصر نے اپنے سپہ سالاروں میں سے ایک سپہ سالار کو بخارا پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ کیا ایلک خان کی فوج مقابلہ پر آئی۔ لیکن پہلے ہی حملہ میں بھاگ کھڑی ہوئی۔ بخارا میں ایلک خاں کی طرف سے جعفر تگین حکمرانی کر رہا تھا۔ شکست خوردہ جماعت کا سمرقند تک تعاقب کیا گیا، اس اثناء میں بہت سے ترکمان امیر اسماعیل کے پاس آ کر جمع ہو گئے جس سے ان کی جمعیت بڑھ گئی، ایلک خان اپنے بھائی جعفر تگین کی شکست سے مطلع ہو کر ایک بڑی فوج لیکر مقابلہ پر آیا۔ دونوں حریفوں نے اطراف سمرقند میں (۳۹۲ھ میں) صف آرائی کی۔ میدان جنگ اسماعیل کے ہاتھ رہا۔ ایلک خان کو شکست ہوئی اس کے سپہ سالاران لشکر گرفتار کر لئے گئے۔ لشکر گاہ لوٹ لیا گیا، ترکمان نے جو امیر اسماعیل کی رکاب میں تھے اپنے شہروں کی طرف کوچ کیا اور قیدیوں کی بابت مشورہ کرنے لگے۔ امیر اسماعیل ان لوگوں کی سرگوشیوں سے مشتبہ ہو گیا۔ جان کے خوف سے دریا عبور کر کے بھاگ کھڑا ہوا نوجوانان سمرقند کی ایک جماعت اسماعیل کی خدمت میں حاضر ہوئی جس سے اسماعیل کی قوت پھر عود کر آئی ایلک خان فوجیں فراہم کر کے دوبارہ مقابلہ پر آیا۔ اطراف اشر دشنہ میں دونوں فریقوں نے مورچہ بندی کی۔ اس معرکہ میں امیر اسماعیل کو شکست ہوئی دریا عبور کر کے جرجان کی طرف گیا، پھر وہاں سے مرو چلا گیا۔ ادھر سلطان محمود نے اس کے تعاقب پر ایک لشکر خراسان سے روانہ کیا اُدھر قابوس نے بھی ایک فوج اس بیچارہ کے مقابلہ پر بھیجدی، مجبوراً ماوراء النہر کی جانب لوٹا، ہمراہیوں نے روزانہ سفر و جنگ سے تنگ آ کر ساتھ چھوڑ دیا، پریشان حال عرب کے ایک قبیلہ میں جا اترا یہ قبیلہ سلطان محمود کا مطیع تھا۔ دن بھر ان لوگوں نے کچھ تعرض نہ کیا، جوں ہی رات ہوئی مار ڈالا امیر اسماعیل کے مارے جانے سے بخارا کی حکومت پر ایلک خان کے قدم جم گئے اس نے اپنی طرف سے اپنے بھائی علی تگین کو مامور کیا۔

ایلک خاں و سلطان محمود

آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ قبضہ بخارا کے بعد ایلک خان اور سلطان محمود میں باہم تعلقات پیدا ہو گئے لیکن زیادہ زمانہ نہ گذرنے پایا تھا کہ لگانے بجھانے والوں نے ایلک خاں

اور سلطان محمود میں اختلاف پیدا کر دیا، جس وقت سلطان محمود نے ملتان پر جہاد کیلئے فوج کشی کی ایلک خان کو خراسان پر حملہ کرنے کا موقع مل گیا۔ اپنے بھائی سباسی تگین کو جو اس کے لشکر کا سپہ سالار تھا چند سرداران لشکر کے ساتھ بلخ کی جانب روانہ کیا، ارسلان حاجب سلطان محمود کی طرف سے ہرات کی گورنری پر تھا اس نے سباسی تگین کی خبر سن کر ہرات چھوڑ دیا، سباسی تگین نے ہرات پر قبضہ کر کے نیشاپور کی طرف قدم بڑھایا، سلطان محمود کو ان واقعات کی اطلاع ہوئی، غضبناک ہندوستان سے واپس ہوا، اپنے رکاب کی فوج کو انعامات دے کر آرام کرنے کی غرض سے رخصت کیا اور خلجیہ ترکمانوں سے لشکر مرتب کر کے بلخ کا قصد کیا۔ بلخ میں اس وقت ایلک خاں کی جانب سے جعفر تگین حکومت کر رہا تھا، جعفر تگین مقابلہ نہ کر سکا بلخ چھوڑ کر ترمذ کی طرف بھاگا، سلطان محمود نے دوسرا لشکر سباسی تگین کی سرکوبی کے لئے ہرات کی طرف روانہ کیا، سباسی تگین بھی ہرات چھوڑ کر مرو کی طرف بھاگ نکلا دریا کو عبور کرنے کا قصد کیا، ترکمانوں کی فوج نے حملہ کر کے عبور کرنے سے روک دیا۔ تب سباسی تگین مجبور ہو کر ابی ورد کی طرف بھاگا، شاہی لشکر تعاقب میں تھا، ابی ورد کو بھی محفوظ مقام نہ سمجھ کر خراسان کی طرف پریشان حالت میں بھاگا، ادھر سلطان محمود تھا، اس نے نہایت سختی سے حملہ کیا، سباسی تگین کو جان کے لالے پڑ گئے، بہت بری طرح سے اٹھائی، اس کا بھائی چند سرداروں کے ساتھ گرفتار کر لیا گیا، سباسی تگین نے بہزار دقت دریا عبور کر کے اپنے بھائی ایلک خاں کے پاس جا کر دم لیا، عساکر شاہی نے اس کے تمام ہمراہیوں کو خراسان سے مار پیٹ کر جلا وطن کر دیا۔

ایلک خاں نے اس شکست کے بعد قدر خان بن بغراخان بادشاہ چین سے امداد کی درخواست کی چنانچہ قدر خاں ترکوں اور دیہاتی ہندوؤں کا لشکر مرتب کر کے ایلک خاں کی کمک پر آیا بلخ سے تین کوس کے فاصلہ پر مورچہ قائم کیا سلطان محمود کو اس کی اطلاع ہوئی، فوجیں لیکر ایلک خان کے مقابلہ پر آپہنچا۔ ایک شبانہ روز سخت خونریز جنگ ہوئی، دوسرے دن اس سے زیادہ سختی سے لڑائی کا بازار گرم ہوا، دونوں حریف نہایت استقلال سے لڑ رہے تھے کہ سلطان محمود نے ہاتھیوں کو ایلک خان کے قلب لشکر کی طرف بڑھانے کا حکم دیا، ان کالی کالی پہاڑیوں کا حرکت کرنا تھا کہ ایلک خان کی فوج میں بھگدڑ مچ گئی، لشکر کی ترتیب جاتی رہی نہایت بے سروسامانی سے بھاگ نکلا، سلطان محمود کی فوج نے تعاقب کیا۔ نہایت بیدردی سے قتل و قید کرنا شروع کیا اور ایلک خاں دریا

عبور کر گیا اور سلطان محمود کی فوج فتح مندی کا جھنڈا لئے ہوئے واپس ہوئی۔ یہ واقعہ ۳۹۷ھ کا ہے۔

طغان خاں ۴۰۳ھ میں ایلک خان نے وفات پائی، طغان خاں اس کا بھائی حکمراں ہوا طغان خان اور سلطان محمود میں پہلے سے تعلقات تھے، اسے اپنے بھائی کے افعال و حرکات ناپسند تھے ہمیشہ کہا کرتا تھا کہ سلطان محمود سے لڑنا بے سود ہے، چنانچہ جس وقت اس نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی از سرنو تعلقات پیدا کئے، خراسان و ماوراء النہر سے فتنہ و فساد ختم ہو گیا اور تمام شہروں میں امن و امان قائم ہو گیا۔

طغان خان کے زمانہ حکومت میں چین و تبت کے کفار نے تین لاکھ کی جمعیت سے ساغون کے شہروں پر چڑھائی کی، مسلمانوں کو اس سے خطرہ پیدا ہوا، طغان خاں نے ان لوگوں کو تسلی دی اور فوجیں آراستہ کر کے مقابلہ پر آیا۔ اس کی فوج میں مسلمان بکثرت تھے مسلمانوں کے علاوہ خال خال اور دوسری قومیں بھی تھیں، بہت بڑی لڑائی ہوئی بالآخر چینی کفار کو شکست ہوئی تقریباً ایک لاکھ مارے گئے اور اسی قدر گرفتار کر لئے گئے باقی ماندہ شکست یافتہ گروہ ناکام ہو کر لوٹ گئے۔

اس واقعہ کے بعد ہی طغان خاں نے انتقال کیا اہل علم و فضل کا دوست تھا اور ان کی عزت کرتا تھا اس کے ایمان کی بہت بڑی دلیل یہ ہے کہ جس وقت چین کے ترکوں نے ساغون پر چڑھائی کی تھی اس وقت طغان خاں علیل تھا اس خبر کو سن کر بہت پریشان ہوا، اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اے اللہ مجھے صحت عطا فرما تاکہ میں ان کفار سے مسلمانوں کی خونریزی کا انتقام لوں اور انھیں بلاد اسلامیہ سے نکال باہر کروں، اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا قبول فرمائی۔

ارسلان خاں طغان خان کے بعد اس کا بھائی ارسلان خاں حکومت کی کرسی پر متمکن ہوا اس نے بھی سلطان محمود سے تعلقات قائم رکھے، بلکہ مزید تعلقات بڑھانے کی غرض سے امیر مسعود بن سلطان محمود سے اپنی لڑکی کا عقد کر دیا، جس سے دوستانہ تعلقات میں اور اضافہ ہو گیا۔

ارسلان خاں نے سمرقند کی حکومت پر بغراخان یوسف بن بغراخاں ہارون کو جس کے آئندہ بخارا پر حکمرانی کی تھی مامور کیا تھا۔ ادھر ۴۰۸ھ میں قدرخاں نے علم مخالفت بلند کیا ادھر خراسان کے حکمران نے اس

مخالفت سے فائدہ اٹھانے کی غرض سے ارسلان خاں کے مقابلہ میں سلطان محمود سے امداد طلب کی سلطان محمود نے دریائے جیحوں پر آہنی زنجیروں سے کشتیوں کا مضبوط پل بندھا کر دریا عبور کیا، پھر کچھ ایسا اتفاق پیش آگیا کہ بلا چھیڑ چھاڑ کے خراسان واپس آیا۔ اس سے ارسلان خاں کو رنجش پیدا ہوگئی، رشتہ محبت و اتحاد جو دونوں میں قائم تھا ٹوٹ گیا، قدرخان سے میل جول پیدا کیا، اور سلطان محمود سے جنگ کرنے پر اسے اپنا ہم خیال بنالیا، چنانچہ ارسلان خاں اور بغراخاں نے اپنی اپنی فوجیں آراستہ کر کے بلخ پر دھاوا کیا، سلطان محمود کو اس کی خبر لگی، سرکوبی کیلئے آپہنچا، گھمسان کی لڑائی ہوئی، سخت و خونریز جنگ کے بعد ارسلان خاں کو شکست ہوئی، دریا عبور کر کے اپنے شہر کی طرف بھاگا، اس کے بہت سے ہمراہی جو معرکہ جنگ سے بچ گئے تھے دریا میں ڈوب کر مر گئے، سلطان محمود نے بھی دریا عبور کیا اور تھوڑی دور تک تعاقب کر کے واپس ہوا۔

قدرخاں

کامل ابن اثیر کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ قدرخاں نے بلاد ترکستان، اور ساغون پر حکمرانی کی کیونکہ ابن اثیر نے اس خبر کے بعد ہی قدرخاں کے اوصاف عدل خوش خلقی اور کثرت جہاد کے واقعات لکھے ہیں پھر اس کے بعد لکھا ہے کہ قدرخاں کے فتوحات سے ملک ختن ہے جو چین اور ترکستان کے درمیان واقع ہے جہاں پر علماء و فضلا بکثرت رہتے ہیں۔ اسکے بعد لکھا ہے کہ ۴۲۳ھ تک قدرخاں کرسی حکومت پر متمکن رہا۔ اسی سنہ میں تین لڑکے چھوڑ کر انتقال کر گیا ایک ارسلان خاں جسکی کنیت ابو شجاع اور لقب شرف الدولہ دوسرا بغراخاں تیسرے بیٹے کا کچھ ذکر نہیں تھا۔ ارسلان خاں، کاشغر، ختن اور ساغون کا حکمران تھا ان ممالک کے منبروں پر اسکے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا عادل تھا، علماء اور اہل علم کی عزت کرتا تھا، نہایت خوش خلق اور سخی تھا۔ اسکی داد و دہش اور عزت افزائی کا شہرہ سن سن کر اہل علم اور علما اس کے دربار میں آتے تھے اور یہ انکی عزت و توقیر کرتا، صلے دیتا، جاگیریں دیتا۔ بغراخاں طراز اور اسبیجاب کی حکومت پر تھا، اتفاق یہ کہ دونوں بھائیوں میں اَن بن ہوگئی، ایکدوسرے سے گتھ گئے۔ بغراخاں نے ارسلان خاں کو شکست دیکر گرفتار کرلیا اور اس کے مقبوضات پر قابض ہوگیا

دوسرے مقام پر لکھا ہے کہ بغراخاں اپنے بھائیوں کی اطاعت پر قانع تھا۔ اپنے مقبوضات کو اپنے بھائیوں پر تقسیم کر دیا تھا، ارسلان تکین کو ترکستان کا بہت بڑا حصہ دیدیا تھا دوسرے بھائی کو طراز اور اسبیجاب مرحمت کیا تھا، اپنے

چچا طغان خاں کو فرغانہ کی حکومت دی تھی اپنے بیٹے علی تکین کو بخارا اور سمرقند وغیرہ کی حکمرانی پر مامور کیا تھا اور خود بلاد ساطون اور کاشغر کی حکومت پر قناعت کی تھی۔

قراخان اور ارسلان خاں کا خاتمہ

ابن اثیر کا یہ بھی بیان ہے کہ ۴۳۵ھ میں کفار ترکوں کا ایک بڑا گروہ جو اطراف ساطون و کاشغر بلاد اسلامیہ میں غارتگری کرتا تھا دائرہ اسلام میں داخل ہوا۔ اسلام لانے کے بعد یہ لوگ مختلف مقام میں پھیل گئے، باقی ماندہ ترک و تاتاری جنہوں نے اسلام قبول نہیں کیا تھا وہ اطراف چین میں رہ گئے اس قدر لکھنے کے بعد پھر بغراخاں اول کے حالات لکھے ہیں، اسی سنہ میں بغراخاں نے اپنے بھائی ارسلان خاں کو گرفتار کر کے جیل میں ڈالدیا اور اس کے مقبوضات پر قابض ہو گیا، اپنے بڑے بیٹے حسین بن جعفر تکین کو ولیعہد بنایا۔ بغراخاں کا ایک چھوٹا لڑکا ابراہیم نامی تھا اسکی ماں کو حسین کی ولیعہدی ناگوار گذری، علانیہ مخالفت کا اعلان کر دیا، بغراخان کو زہر دیکر مار ڈالا، ارسلان خاں کا جیل میں گلا گھونٹ دیا۔

ابراہیم بن بغراخاں کا قتل

بغراخاں کی بیوی نے نامی نامی سرداروں کو تہ تیغ کیا، اور اپنے بیٹے ابراہیم کو ۴۳۹ھ میں تخت حکومت پر بٹھایا اس کے بعد ابراہیم کو افواج کی افسری کے ساتھ اطراف ترکستان پر قبضہ کرنے کی غرض سے روانہ کیا نیال تکین ان ممالک کا حکمران تھا۔ ابراہیم کو شکست ہوئی، نیال تکین نے ابراہیم کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔ ابراہیم کے مارے جانے سے بغراخاں کی اولاد کا شیرازہ حکومت درہم و برہم ہو گیا، آپس میں پھوٹ پڑ گئی طفقاج خاں والی سمرقند و فرغانہ نے موقع پا کر ان کے ہاتھوں سے ملک و حکومت کو نکال لیا۔

طفقاج خاں

جن دنوں بغراخاں اور اس کے بھائی حکمرانی کر رہے تھے اسی زمانہ میں خانیہ ترکوں میں سے ایک شخص ابوالمظفر نصیر الملک ملقب بہ عماد الدولہ سمرقند اور فرغانہ میں حکومت کر رہا تھا اس نے ۴۶۰ھ میں بعارضہ فالج مبتلا ہو کر سفر آخرت اختیار کیا اور وفات کے وقت اپنے بیٹے شمس الدولہ کو اپنی حکومت و سلطنت کا مالک بنا گیا، طغان خاں ابن طفقاج خاں حکومت کا مدعی ہوا۔ اور بغاوت کر دی فوجیں مرتب کر کے سمرقند کا محاصرہ کر لیا، شمس الدولہ نے ایک دن شب کے وقت سمرقند سے نکل کر طغان خاں پر شبخون مارا، طغان خاں اس اچانک حملہ سے گھبرا گیا فوج سنبھل نہ سکی بھاگ کھڑا ہوا۔

سمرقند کا محاصرہ

شمس الدولہ اور طغان خاں کی باہم مخالفت سے بغراخاں ہارون بن قدر خاں یوسف اور طغرل خاں

کو سمرقند پر قبضہ کر لینے کی تحریک پیدا ہوئی، فوجیں مرتب کر کے سمرقند چڑھ آئے۔ مدتوں محاصرہ کئے رہے، لڑائیاں ہوئیں، بالآخر نتیجہ یہ ہوا کہ حکومت خانیہ کے چند شہر شمس الدولہ کے قبضہ سے نکل گئے، صرف سرحدی مقامات بجود ان تک شمس الدولہ کے قبضہ اقتدار میں باقی رہ گئے۔ سلطان الپ ارسلان نے قدر خاں کی بیٹی سے عقد کر لیا تھا جو اس سے پہلے مسعود بن سلطان محمود غزنوی کے نکاح میں تھی، اور شمس الدولہ کا نکاح سلطان الپ ارسلان کی بیٹی سے ہو گیا، یہ واقعہ ۴۵۹ھ کا ہے۔ اس رشتہ سے شمس الدولہ کی حکومت مستحکم ہو گئی۔

التگین کا بلخ پر قبضہ

سلطان الپ ارسلان کے انتقال سے التگیں والی سمرقند کو ملک گیری کی ہوس پیدا ہوئی۔ ایاز بن الپ ارسلان جرجان کی طرف گیا ہوا تھا، میدان خالی پا کر بلخ پر چڑھ آیا۔ اہل بلخ مدافعت نہ کر سکے، التگیں نے بلخ پر قبضہ کر کے ترمذ کی جانب کوچ کیا، جوں ہی التگیں واپس ہوا اہل بلخ نے ہنگامہ کر کے التگیں کے نائب کو مار ڈالا اور اسکے ہمراہیوں کو بھی تہ تیغ کیا، التگین اس سے مطلع ہو کر لوٹ پڑا، شہر میں آگ لگا دینے کا حکم دیدیا لیکن سعی و سفارش کرنے سے قصور معاف کیا، سوداگروں اور رئیسوں سے تاوان وصول کیا جب ان واقعات کی اطلاع ایاز بن الپ ارسلان کو ہوئی تو وہ ۴۶۵ھ کے نصف میں جرجان سے غصہ کی حالت میں ترمذ کی جانب لوٹا التگیں مقابلہ پر آیا سخت و خونریز جنگ کے بعد ایاز کو شکست ہوئی، بہت سے دریا میں ڈوب کر مر گئے۔

سلطان ملک شاہ کا ترمذ پر قبضہ

اسکے بعد سلطان ملک شاہ کی حکومت مستقل طور سے قائم ہو گئی ۴۶۶ھ میں ترمذ کے واپس لینے کے ارادے سے روانہ ہوا۔ چاروں طرف سے محاصرہ کر کے لڑائی چھیڑ دی خندق کو پاٹ کر شہر پناہ کے دروازہ تک پہنچ گیا، اہل شہر نے اطاعت قبول کی اور دروازے کھول دیئے، التگیں کا بھائی قلعہ بند ہو گیا جب اس نے اپنی جانبری کی صورت نہ دیکھی تو امن کی درخواست کی، سلطان ملک شاہ نے امان دی اور اسے قلعہ کی حکومت پر بحال رکھا۔

فتح سمرقند

ترمذ سے فارغ ہو کر سمرقند کی جانب قدم بڑھایا التگیں نے اس خبر سے مطلع ہو کر سمرقند چھوڑ دیا۔ اپنے بھائی کے ذریعے سے صلح کا پیام بھیجا، چنانچہ ملک شاہ نے مصالحت کر لی اپنی طرف سے سمرقند کی حکومت مرحمت فرما کر خراسان کی جانب واپس ہوا۔

احمد خاں بن خضر خاں کا قتل

ابن اثیر لکھتا ہے کہ اس کے بعد شمس الدولہ نے انتقال کیا اسکا بھائی خضر خاں حکمراں ہوا پھر خضر خاں بھی مر گیا تو اسکا بیٹا احمد خاں حکومت کی کرسی پر متمکن ہوا۔ یہ وہی احمد خاں ہے جسے سلطان ملک شاہ نے زمانہ فتح سمرقند میں گرفتار کر کے سمرقند ہی میں قید کر دیا تھا اور دیلمیوں کے ایک گروہ کو اسکی حفاظت پر

مامور کیا تھا احمد نے ان وظیفوں سے بے دینی اور رلامذہبی سیکھی جب اسے سند حکومت ملی تو اپنے عقائد کا اعلانیہ اظہار کر دیا لشکریوں نے اسکے قتل پر کمر یں باندھ لیں اسکے نائب کو جو قلعہ قاشان میں تھا ملا لیا اور اسکی ماتحتی میں احمد خان کا محاصرہ کرکے گرفتار کر لیا پابزنجیر سمرقند میں لائے اور قاضی شہر کے حوالہ کر دیا، قاضی شہر نے اظہار بیکر بے دینی اور رلامذہبی کے جرم میں قتل کا حکم دیدیا۔

طغان بن قراخان

احمد خان کے مارے جانے کے بعد اس کا چچازاد بھائی مسعود خان حکمراں بنایا گیا طغان بن قراخان والی طراز نے اسپر چڑھائی کی اور اثناء جنگ میں گرفتار کرکے مار ڈالا گیا طغان خاں حکومت و سلطنت پہ قبضہ کر لیا سمرقند کی حکومت پر ابوالمعالی محمد بن محمد بن زید علوی کو مامور کیا۔ تین سال تک محمد نے نائب السلطنت کی حیثیت سے حکومت کی پھر خود مختاری کی ہوا دماغ میں سمائی، بغاوت کا جھنڈا بلند کر دیا، طغان خاں کو اس کی خبر لگی فوجیں لے کر چڑھ آیا، چاروں طرف سے محاصرہ کر لیا۔ بالآخر محمد کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔ اس کے بعد طغان خان نے ترمذ کی طرف قدم بڑھایا سلطان سنجر نے مقابلہ کیا میدان سلطان سنجر کے ہاتھ رہا طغان خان اثناء جنگ میں مارا گیا۔

سلطان احمد اور عمر خان

عمر خاں کو سمرقند کی حکومت ملی چند دنوں حکومت کر کے خوارزم کی طرف بھاگ گیا، سلطان احمد نے اسے گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا، محمد خاں سمرقند کی حکومت پر اور محمد تکین بخارا کی حکومت پہ مامور کیا گیا، علامہ ابن اثیر نے کاشغر و ترکستان کی حکومت کے تذکرہ میں لکھا ہے کہ یہ ممالک پہلے ارسلان خاں بن یوسف قدر خاں کے قبضہ اقتدار میں تھے جیسا کہ ہم نے اوپر بیان کیا ہے۔ اس کے بعد محمد نور خاں والی طراز و شاش نے قبضہ کر لیا ایک برس تین مہینہ حکمرانی کر کے مر گیا، اس کے بعد طغرا خان بن یوسف قدر خاں حکمران ہوا اس نے ملک ساغون پر بھی قبضہ کر لیا۔ سولہ برس حکومت کی پھر جب اس نے انتقال کیا تو اس کا بیٹا طغرل تکین دو مہینہ تک حکمراں رہا پھر ہارون بغراخاں بن طمغاج بوراخاں برادر یوسف طغرل خاں قابض ہو گیا، اس نے ختن اور ساغور کے ممالک کو بھی دبا لیا۔ بیس سال حکومت کی۔ ۴۹۶ھ میں وفات پائی، احمد بن ارسلان خاں حکومت کی کرسی پر متمکن ہوا۔ خلیفہ مستظہر باللہ نے خلعت عنایت فرمائی اور نور الدولہ کا خطاب دیا۔

قدر خاں

ابن اثیر نے لکھا ہے کہ ۴۹۵ھ میں جبکہ سلطان سنجر اپنے بھائی سلطان محمد کے ساتھ دارالخلافت بغداد کی جانب روانہ ہوا تو قدر خاں جبرئیل بن عمر خاں والی سمرقند کو خراسان پر قبضہ کرنے کا خیال پیدا ہوا، یہ وہ زمانہ تھا کہ سلطان برکیاروق اور اس کے بھائی محمد میں مخالفت پیدا ہو گئی تھی، بعض امراء سنجریہ نے جس کا نام کندغزی تھا قدر خاں کو لکھ بھیجا کہ "ایسا موقع پھر ہاتھ نہ آئے گا میدان خالی ہے ان شہروں پر قبضہ کر لیجئے" چنانچہ قدر خاں نے ایک لاکھ فوج مرتب کر کے بلخ کی جانب کوچ کیا سلطان سنجر کو اس کی اطلاع ہوئی چھ ہزار فوج سے مقابلہ پر آیا، جس وقت دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا کندغزی سلطان سنجر کی فوج نکل کر قدر خاں کے پاس چلا گیا، قدر خاں نے اسے تھوڑی سی فوج دے کر ترمذ کی طرف بڑھنے کا حکم دیا چنانچہ کندغزی نے ترمذ پہنچ کر قبضہ کر لیا۔

قدر خاں کی گرفتاری و قتل

اس اثناء میں سلطان سنجر تک خبر پہنچی کہ قدر خاں بلخ کے قریب پہنچ گیا ہے اور کندغزی کے ساتھ تین سو سواروں کے ساتھ شکار کھیلنے کو نکلا ہے۔ سلطان سنجر نے ایک فوج امیر عشق کی ماتحتی میں ان دونوں کی گرفتاری کے لئے روانہ

کی چنانچہ امیر برغش نے ان دونوں کو شکست دے کر گرفتار کر لیا اور پابزنجیر سلطان سنجر کے دربار میں حاضر کر دیا۔ بعض مورخین کا بیان یہ ہے کہ قدرخان اور سلطان سنجر میں معرکہ آرائی ہوئی تھی اور سلطان سنجر نے شکست دے کے اسے گرفتار اور قتل کیا تھا اس کے بعد ترمذ کی طرف گیا اور محاصرہ کر لیا کندغزی نے امن کی درخواست کی سلطان سنجر نے اسے امن دیا اور وہ امن حاصل کر کے غزنیں چلا گیا۔ محمد ارسلان خان بن سلیمان خان بن داؤد بغراخان ان دنوں مرو میں تھا سلطان سنجر نے اسے مرو سے طلب کر کے سمرقند کی حکومت پر مامور کیا محمد ارسلان خاں ملوک خانیہ ماوراء النہر کی نسل سے تھا اس کی ماں سلطان سنجر کی بیٹی تھی [1]۔ . . . .

اپنے آباؤ اجداد کے ملک سے نکال دیا گیا، مرو چلا گیا اور وہیں قیام پذیر رہا۔

امیر تیمور جب قدرخان مارا گیا تو سلطان سنجر نے اسے ان ممالک کی سند حکومت عطا کی اور ایک بڑی فوج کے ساتھ اسے روانہ کیا چنانچہ اس نے ان ملکوں کو سر کیا اور استقلال کے ساتھ حکمرانی کرنے لگا کچھ عرصہ بعد امراء ترک میں سے امیر تیمور لنگ نے خود مختاری کا جھنڈا بلند کیا۔ فوجیں فراہم کیں محمد خاں کے قصد سے سمرقند کی طرف روانہ ہوا، محمد خاں نے سلطان سنجر سے امداد کی درخواست کی سلطان سنجر نے ایک فوج اس کی کمک پر بھیج دی چنانچہ امیر تیمور کو شکست ہوئی اس کا سارا لشکر منتشر ہو گیا اور سلطان سنجر کی فوج اس کی خدمت میں لوٹ آئی۔

محمد خاں کی بغاوت کچھ عرصہ بعد سلطان سنجر کے کانوں تک یہ خبر پہنچی کہ محمد خاں والی سمرقند رعایا کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ کرتا ہے، شاہی احکام کی پروا نہیں کرتا، سلطان سنجر اس خبر کو سن کر آگ بگولا ہو گیا، فوجیں مرتب کر کے ۵۲۴ھ میں سمرقند کی جانب روانہ ہوا، محمد خاں کے ہوش اڑ گئے، انجام سے ڈر کر امیر قماج کے ذریعہ سے صلح کا پیام بھیجا (امیر قماج سلطان سنجر کے دربار کا ایک با اثر امیر تھا) معذرت کی اطاعت و فرمانبرداری کا حلف اٹھایا، سلطان سنجر نے بشرط حاضری دربار قصور کی معافی کا وعدہ کیا محمد خاں پر سلطان سنجر کا خوف اس قدر غالب تھا کہ حاضری دربار کے بجائے یہ درخواست کی کہ یہ خانہ زاد بوجہ شرم و ندامت اور شاہی قوت کے خوف سے حاضر نہیں ہو سکتا۔ دریائے جیحوں کے دوسرے کنارے پر بغرض اظہار فرمانبرداری زمین بوسی کو حاضر ہوں گا۔ سلطان سنجر نے اس درخواست کو منظور فرمایا چنانچہ سلطان سنجر اپنے موکب ہمایوں کے جیحوں کے ایک کنارہ پر رونق افروز ہوا۔

نوٹ [1] اصل کتاب میں جگہ خالی ہے۔

دوسری طرف کے کنارہ پر محمد خاں ڈرتا اور کپکپاتا آیا اور زمین بوس ہوا۔

سلطان سنجر کا سمرقند پر قبضہ

آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ سلطان سنجر نے قبضہ سمرقند کے بعد محمد ارسلان خاں بن سلیمان بن داؤد بغراخاں کو مرو سے طلب کر کے سمرقند کی حکومت پر مامور کیا تھا۔ تھوڑے دن گذرنے نہ پائے تھے کہ ارسلان خاں عارضہ فالج میں مبتلا ہو گیا اپنے بیٹے بغراخاں کو حکومت و امارت پر اپنا نائب مقرر کیا۔ اہل سمرقند نے ہنگامہ کر کے اسے مار ڈالا اس شورش و ہنگامہ کے محرک دو شخص ہوئے تھے جن میں سے ایک علوی تھا محمد ارسلان خاں اس ہنگامہ کے زمانہ میں موجود نہ تھا جب اسے اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو بے حد رنجیدہ ہوا ادھر اپنے دوسرے بیٹے کو ترکستان سے انتقام لینے کے لئے روانہ کیا، چنانچہ اس نے سمرقند پہنچ کر علوی اور اس کے ہمراہیوں کو مار ڈالا ادھر سلطان سنجر کو بھی لکھ بھیجا کہ سمرقند پر آپ قبضہ کر لیجئے سمرقند کی حکومت میرے بس کی نہیں ہے میں مفلوج ہوں سلطان سنجر نے اس خبر سے مطلع ہو کر سمرقند کی جانب کوچ کر دیا اتنے میں محمد ارسلان خاں کا بیٹا باغیان سمرقند اور اپنے بھائی کے قاتلوں کو قتل کر کے اپنے باپ ارسلان خاں کی خدمت میں واپس آیا، ارسلان خاں نے سلطان سنجر کو یہ حالات لکھے اور واپس جانے کی درخواست کی، سلطان سنجر کو اس سے غصہ پیدا ہوا سخت برافروختہ ہوا، ابھی غصہ اترنے نہ پایا تھا کہ چند اشخاص مسلح حاضر کئے گئے جنہوں نے تشدد اور مارپیٹ کے بعد اقرار کیا کہ ہم لوگوں کو محمد خاں نے بندگان حضور کے قتل کرنے کے لئے بھیجا ہے۔ اس سے سلطان سنجر کا غصہ اور بڑھ گیا، کوچ کر کے سمرقند پہنچا اور بات کی بات میں اس پر بزور تیغ قبضہ کر لیا۔ محمد خاں ایک قلعہ میں قلعہ بند ہو گیا۔ سلطان سنجر نے اسے امان دی اور جب وہ قلعہ سے نکل کر حاضر دربار ہوا۔ تو سلطان سنجر نے اس کی عزت افزائی کی۔ اور اس کی لڑکی (اپنی بیوی) کے پاس بھیج دیا۔ محمد خاں وہیں مقیم رہا یہاں تک کہ وفات پائی اس کے بعد سلطان سنجر حسین تکین کو سمرقند کی حکومت پر مامور کر کے خراسان کی جانب واپس ہوا۔ جب حسین تکین مر گیا تو محمود خاں بن محمد خاں (اپنی بیوی کے بھائی) کو سمرقند کی سند حکومت عطا کی۔ علامہ ابن اثیر نے ان واقعات کو مسلسل بیان نہیں کیا اور نہ ان کی کتاب کامل میں حکومت خانیہ کے حالات واضح طور پر لکھے گئے ہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے موقع دیا اور میں آئندہ زندہ رہا تو اس حکومت کے واقعات کو خوب تحقیق سے تحریر کروں

گا اور نہایت مناسب طریقہ سے انہیں مسلسل اور باترتیب بیان کروں گا، میں نے جیسا کہ ان واقعات کے ترتیب وار لکھنے کا حق تھا انہیں لکھا کیونکہ ابن اثیر نے انہیں کامل طور سے نہیں لکھا بہرکیف ابن اثیر نے جو کچھ ایک طریقہ سے اس کی روایت کی ہے ان کا خلاصہ یہ ہے۔

سبق قراں خاں کا قبول اسلام کا واقعہ

بلاد ترکستان کاشغر ساغون ختن طراز اور اس کے قرب وجوار کے علاقے ماوراء النہر وغیرہ ملوک خانیہ کے قبضہ اقتدار میں تھے ملوک خانیہ ترک تھے اور بادشاہ افراسیاب کی نسل سے تھے جو ملوک کیانیہ فارس کا مدمقابل تھا۔ سبق قراخاں (ملوک خانیہ کا مورث اعلیٰ) سب سے پہلے دائرہ اسلام میں داخل ہوا۔ سبق قراں خاں کے اسلام لانے کا واقعہ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے ایک شب یہ خواب دیکھا کہ آسمان سے کوئی شخص اُترا اور اس نے بزبان عربی کہا جس کے معنی یہ تھے "اسلام قبول کر لے تاکہ دنیا و آخرت میں سلامت رہے" یہ سنتے ہی خواب ہی میں قراں خاں نے دین اسلام قبول کر لیا۔ صبح ہوئی تو اپنے اسلام کا اظہار کر دیا۔ جب اس نے اس دنیا سے کوچ کیا تو اس کا بیٹا موسیٰ حکمراں ہوا اس کے بعد نسلاً بعد نسلٍ اس کے خاندان میں حکومت کا سلسلہ چلتا رہا۔ یہاں تک کہ ارسلان خاں بن محمد خاں بن سلیمان سبق حکومت کی کرسی پر متمکن ہوا۔

قدر خاں کا خروج

۴۹۴ھ میں قدر خاں نے ترکوں کو جمع کر کے اس پر خروج کیا ترکوں میں متعدد گروہ تھے ان میں فارغلیہ بھی تھے جنہوں نے خراسان کی جانب عبور کیا تھا اور اسے تاخت و تاراج کیا تھا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں ارسلان خاں کا ایک بیٹا لقراخاں نامی تھا اس کی مصاحبت میں ایک شخص شریف علوی محمد بن ابی شجاع سمرقندی رہتا تھا اس نے لقراخاں کو ارسلان خاں کے خلاف حکومت و سلطنت حاصل کرنے پر ابھارا۔ ارسلان خاں کو اس کی خبر لگ گئی دونوں کو گرفتار کر کے مار ڈالا اس کے بعد فارغلیہ اور ارسلان خاں میں کشیدگی پیدا ہو گئی رفتہ رفتہ بغاوت و مخالفت پر کمربستہ ہو گئے۔

ارسلان کی گرفتاری

ارسلان خاں نے سلطان سنجر سے امداد کی درخواست کی چنانچہ ۵۲۴ھ میں سلطان سنجر دریائے جیحون عبور کر کے سمرقند پہنچا۔ فارغلیہ مقابلہ نہ کر سکے بھاگ کھڑے ہوئے اس کے بعد چند مشتبہ اشخاص شاہی دربار میں حاضر لائے گئے سلطان سنجر نے انہیں مشکوک سمجھ کر مارا پیٹا قتل کی دھمکی دی

تب ان لوگوں نے یہ ظاہر کیا کہ ارسلان خان نے ہم لوگوں آپ کے قتل پر مامور کیا تھا۔ سلطان سنجر یہ سن کر غصہ کی حالت میں سمرقند کی جانب واپس ہوا شہر اور قلعہ پر قبضہ کر لیا اور ارسلان خان کو گرفتار کر کے بلخ بھیج دیا چنانچہ یہیں اس نے وفات پائی۔

حسین تکین

بعض مورخ نے لکھا ہے کہ یہ اختراعی قصہ ہے اس کی اصلیت کچھ نہیں ہے یہ صرف سمرقند پر قبضہ کرنے کی تدبیر تھی سلطان سنجر نے سمرقند پر قبضہ کرنے کے بعد ابوالمعالی حسن بن علی معروف بہ حسین تکین کو سمرقند کی گورنری پر مامور کیا حسین تکین خاندان حکومت خانیہ کا ایک ممبر تھا تھوڑے دن حکومت کر کے مر گیا تب سلطان سنجر نے اس کی جگہ محمود خاں بن ارسلان خاں کو جو اس کی بیوی کا بھائی تھا، سند حکومت عطا کی۔

شاہ چین کوخان

۵۲۲ھ میں کوخان بادشاہ چین نے ایک بڑی فوج لے کر کاشغر پر چڑھائی کی کوکے معنی چینی زبان میں بڑے کے ہیں اور لفظ خان ترک کے ہر بادشاہ کے نام کے ساتھ بطور لقب کے ملایا جاتا تھا کوخاں اعور (بھینگا تھا) بادشاہان ترک کی طرح زریں تاج سر پر رکھتا اور حریر و دیباز یب بدن کرتا تھا الغرض جب کوخاں سرحد چین سے نکل کر ترکستان پہونچا۔ تاتاری ترکوں کا جم غفیر جو کوخان کی فوج کشی سے مدتوں پہلے چین سے نکل کر ان ممالک میں چلا آیا تھا اور ملوک خانیہ کی خدمت کو باعث عزت سمجھتا تھا کوخان کی فوج میں داخل ہو گیا جس سے کوخان کی فوج میں معقول اضافہ ہو گیا۔ والی کاشغر احمد خان بن حسین لشکر مرتب کر کے مقابلہ پر آیا لیکن پہلے ہی حملہ میں پاؤں اکھڑ گئے چنانچہ تاتاری ترکوں کا گروہ اس کے ساتھ ان ممالک میں ٹھہر گیا۔

محمود خاں بن ارسلان اور تاتار

ان تاتاریوں کے چین سے نکلنے اور ساغون میں آکر مقیم ہونے کا سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ارسلان محمد ان لوگوں سے بوقت ضرورت جنگ فوجی خدمت اور مدد لیتا تھا۔ ان کو جاگیریں دے رکھی تھیں وظائف اور تنخواہیں دیتا تھا غرضکہ سرحد کی حفاظت کے خیال سے ان کی ضروریات زندگی کافی تعداد میں مقرر کئے ہوئے تھا مگر کسی وجہ سے ان لوگوں کو ارسلان محمد سے کشیدگی پیدا ہوئی، سرحد سے ٹڈی دل گروہ نکل پڑا اور بلا دساغون میں داخل ہو کر مقیم ہو گیا۔ ارسلان محمد نے انہیں واپس کرنے کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہوا پھر جب کوخان کے لشکر کا سیلاب ترکستان آیا تو یہ لوگ اس کی فوج میں شامل ہو گئے ممالک اسلامیہ پر لوٹ مار کا ہاتھ بڑھایا۔ غارت گری شروع کر دی یکے بعد دیگرے شہروں پر قبضہ کرنے لگے۔ جب کسی شہر پر قابض ہوتے تو ہر مکان سے ایک دینار بطور تاوان جنگ وصول کرتے تھے اور جو حکمران ان کا مطیع ہوتا تو

اس کی پیٹی میں ایک چمڑا اس کے لگانے کا حکم دیتے تھے۔ گویا یہ ان کی اطاعت کی علامت تھی۔ اس کے بعد ۵۲۱ھ میں بلاد ماوراء النہر کی طرف بڑھے محمود خان بن ارسلان خاں مقابلہ پر آیا۔ تاتاریوں نے محمود خاں کو شکست دی۔ بھاگ کر سمرقند و بخارا کی طرف چلا گیا۔ محمود خاں اس شکست کے بعد ہمت ہار گیا سلطان سنجر والی سجستان، ملوک غوری حکمرانان غزنین اور شاہان ماوراء النہر کو مسلمانوں کی مظلومی کے واقعات لکھے اور ان کو تاتاریوں کے مقابلہ پر اپنی مدد کو بلا بھیجا اور ماہ ذی الحجہ ۵۳۵ھ میں دریا عبور کر کے چینی اور تاتاری ترکوں سے جنگ کرنے کے لئے بڑھا۔ ترکوں کا ایک گروہ فارغلیہ سامنے پڑ گیا۔ ان کی گرفتاری کی کوشش کی۔ کامیاب نہ ہوا فارغلیہ کوخان کے پاس بھاگ گئے اور اس سے سلطان سنجر کو سفارش لکھنے کی درخواست کی۔

سلطان سنجر اور کوخان

سلطان سنجر نے کوخان کی سفارش قبول نہ کی۔ اسلام قبول کرنے کے لئے لکھا اور اسلام قبول نہ کرنے کی صورت میں بُرے انجام کی دھمکی دی۔ جس وقت یہ خط کوخان کے پاس پہنچا غصہ سے کانپ اٹھا۔ ایلچی کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اور اپنی ٹڈی دل فوج (جس میں ختنی، تاتاری اور فارغلیہ بھی تھے) مرتب کر کے سلطان سنجر سے جنگ کے لئے روانہ ہوا۔ سلطان سنجر بھی اس خبر سے مطلع ہو کر خم ٹھوک کر میدان میں آ گیا۔ پہلی صفر ۵۳۶ھ میں صف آرائی کی نوبت آئی۔ میمنہ پر امیر قماج تھا اور میسرہ پر والی سجستان گھمسان کی لڑائی فارغلیہ کی علیحدگی سے سخت نقصان کا سامنا کرنا پڑا سلطان سنجر کے پاؤں میدان جنگ سے اکھڑ گئے عساکر اسلامیہ کو شکست ہوئی۔ دور تک ختنیوں اور تاتاریوں نے قتل و غارت کرتے ہوئے مسلمانوں کا تعاقب کیا۔

دولت خانیہ کا خاتمہ

والی سجستان امیر قماج اور سلطان سنجر کی بیگم بنت ارسلان خاں محمد گرفتار ہو گئی جنہیں کچھ عرصہ بعد فریق مخالف نے رہا کر دیا۔ اس جنگ سے زیادہ عظیم کوئی واقعہ اسلام میں پیش نہیں آیا نہایت بُری طرح سے مسلمان پامال کئے گئے۔ اسی زمانہ سے ماوراء النہر وغیرہ میں لوٹیرے تاتاریوں کی حکومت قائم ہو گئی اور ان ممالک میں حکومت خانیہ جو قائم تھی اس کا خاتمہ ہو گیا اس وقت تک یہ دائرہ اسلام میں داخل نہیں ہوئے تھے۔ مذہب کفر پر قائم تھے۔

کوخان کا کردار

۵۳۷ھ میں کوخان مر گیا نہایت خوبصورت، وجیہ اور خوش آواز تھا چینی ریشم پہنتا تھا اس کا رعب و دبدبہ اس کے ہمراہیوں اور لشکریوں پر اس درجہ تھا کہ کوئی شخص رعیت کے مال و اسباب پر ہاتھ نہ

بڑھاتا تھا۔ کوئی امیر ایک سو سواروں سے زیادہ اپنی رکاب میں نہ رکھتا تھا ظلم اور شراب نوشی کی قطعاً ممانعت کر دی تھی جو شخص اس جرم میں گرفتار ہوتا تھا اسے نہایت سخت سزا دیتا تھا لیکن زنا کو بُرا نہ سمجھتا تھا اور نہ اس کی کوئی سزا تھی، جب مر گیا تو اس کی بیٹی حکمراں بنی لیکن تھوڑے دن بعد یہ بھی مر گئی۔ تب اس کے بعد اس کی ماں یعنی کوخان کی بیوی نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی اُس زمانے سے ماوراءالنہر برابر انہیں تاتاری ترکوں کے قبضہ میں رہا یہاں تک کہ علاءالدین محمد بن خوارزم شاہ بانی دولت خوارزمیہ نے ۶۱۲ھ میں انہیں مغلوب اور زیر وزیر کیا جیسا کہ آپ آئندہ حکومت خوارزم کے سلسلہ میں پڑھیں گے۔

لغراخاں اور فارغلیہ انہی واقعات کے دوران جس وقت دولت خانیہ میں سے جعفری خاں بن حسین تکین نے ماوراءالنہر سمرقند اور بخارا کی عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی تھی۔ انہی دنوں ۵۵۹ھ میں فارغلیہ کو صوبجات بخارا اور سمرقند سے جلا وطن ہو کر کاشغر میں چلے جانے کا حکم دیا تھا انہیں کاشتکاری اور محنت و مزدوری کرنے پر مجبور کیا تھا۔ فارغلیہ نے اس سے انکار کیا لڑائی پر آمادہ ہوئے مسلح ہو کر بخارا کی جانب بڑھے۔ پہلے تو جعفری خاں نے ان کو سمجھایا بجھایا لیکن وہ راہ پر نہ آئے۔ اتنے میں لغراخاں کا دور دورہ شروع ہو گیا اس نے نہایت بے رحمی سے انہیں پامال کیا۔ ان کا اثر مٹا دیا۔ باقی ماندہ کو اطراف سمرقند کی جانب جلا وطن کر کے بھیج دیا اس سے آئندہ ان اطراف میں فتنہ و فساد کا وجود باقی نہ رہا اور امن و امان قائم ہو گیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

باب ۱۳

سلاطین غور

بنی حسین زمانہ حکومت امیر سبکتگین میں بنی حسین ممالک غور پر بنی سبکتگین کی طرف سے حکمرانی کر رہے تھے۔ رعب داب شان و شوکت والے تھے آخری دور حکومت بنی سبکتگین میں بنی حسین کے چار امیروں کے نام زیادہ مشہور ہوئے انہی کے زمانہ سے غوریوں کی حکومت، و سلطنت مستحکم اور مستقل ہوئی، محمد[1]، شوری، حسین شاہ، سام، یہ چاروں حسین کی نسل سے تھے میں حسین کو نسباً کسی کی طرف منسوب نہیں کر سکتا۔

محمد بن حسین کا قتل جن دنوں بہرام شاہ اور اس کے بھائی ارسلان شاہ میں خانہ جنگی شروع ہوئی، محمد بن حسین ارسلان شاہ سے مل گیا، بہرام شاہ کو اس سے ناراضگی پیدا ہوئی، اتنے میں ارسلان شاہ کا زمانہ حکومت ختم ہو گیا اور بہرام شاہ غزنین کا حکمراں ہوا محمد بن حسین اپنے ہمراہیوں کے ساتھ ۵۴۱ھ میں ملاقات کے ارادے سے آیا بہرام شاہ تاڑ گیا کہ محمد بن حسین کا محض ملنے کی غرض سے غزنین آنا خالی از علت نہیں ہے گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔ اس سے غوریوں کو غصہ پیدا ہوا۔ غزنین پر غوریوں کی فوجکشی کا یہی باعث و محرک ہوا تھا۔

غزنی پر فوج کشی محمد کے قتل ہونے کے بعد اس کے بھائی حسین شاہ بن حسین نے عبائے حکمرانی زیب تن کی پھر غوریوں میں باہم کچھ جھگڑا ہو گیا تب اس کا بھائی (سیف الدین) شوری حکومت کی کرسی پر بیٹھا اور اپنے بھائی محمد کے خون کا بدلہ لینے کے لئے غزنین پر فوجکشی کی یہ واقعہ ۵۴۲ھ کا ہے۔

---

[1] اسے عام مورخین قطب الدین محمد کے نام سے موسوم کرتے ہیں اور شوری کو سیف الدین شوری کے نام سے۔ دیکھو تاریخ فرشتہ۔

بہرام شاہ مقابلہ نہ کر سکا غزنین کو خیر باد کہہ کر ہندوستان چلا گیا۔ سیف الدین شوری نے غزنین پر قبضہ حاصل کر لیا کچھ عرصہ بعد بہرام شاہ ہندوستان سے فوجیں فراہم کر کے غزنین کو سیف الدین شوری کے قبضہ سے نکالنے کی غرض سے واپس ہوا۔ مقدمہ الجیش پر سالار بن حسین، امیر ہند اور ابراہیم علوی تھے۔ سیف الدین شوری بھی لشکر آراستہ کر کے مقابلہ پر آیا لشکر غزنین جو اس کی رکاب میں تھا مقابلہ کے وقت اپنے پرانے محسن بہرام شاہ سے مل گیا۔ جس سے سیف الدین شوری کو شکست ہوئی۔ خود لشکریوں نے گرفتار کر کے بہرام شاہ کے حوالہ کر دیا۔ ماہ محرم ۵۴۴ھ میں بہرام شاہ فتح یابی کا جھنڈا لئے ہوئے غزنین میں داخل ہوا اور سیف الدین شوری کو تشہیر کرا کر غزنین کی شہر پناہ کے دروازہ پر سولی دے دی۔

علاء الدین کا ہرات و بلخ پر قبضہ

سیف الدین شوری کے قتل کے بعد بلاد غور کی حکومت پر اس کا بھائی حسین شاہ ملقب بہ علاء الدین قابض ہوا۔ اس نے غور کی تمام پہاڑیوں اور شہر فیروز کوہ پر قبضہ کر لیا۔ فیروز کوہ غزنین اور ہندوستان کے درمیان میں واقع تھا جس کی وسعت و آبادی خراسان کے قریب قریب تھی علاء الدین نے نہایت استقلال و استحکام کے ساتھ حکومت کی خراسان پر قبضہ کرنے کی خواہش پیدا ہوئی۔ اہل ہرات کی خواہش پر ہرات کا قصد کیا۔ تین مرتبہ کے محاصرہ کے بعد امان کے ساتھ قابض ہوا۔ سلطان سنجر کے نام کا خطبہ پڑھا۔ پھر بلخ کی جانب بڑھا۔ اس وقت سلطان سنجر کی طرف سے امیر قماج بلخ کی گورنری پر تھا مقابلہ کے وقت اہل بلخ نے دھوکا دیا جس سے امیر قماج کے پاؤں اکھڑ گئے۔ علاء الدین نے بلخ پر قبضہ کر لیا۔ سلطان سنجر کو ان واقعات کی اطلاع ہوئی فوجیں لے کر علاء الدین کے مقابلہ پر آیا۔ ایک دوسرے سے گتھ گئے۔ بالآخر سلطان سنجر کو فتح نصیب ہوئی۔ علاء الدین گرفتار کر لیا گیا چند روز بعد سلطان سنجر نے خلعت دے کر پھر فیروز کوہ کی حکومت عطا کی۔

غزنی پر قبضہ

اس کے بعد ۵۵۰ھ میں علاء الدین نے غزنین پر حملہ کیا بہرام شاہ میں مقابلہ کی قوت نہ تھی غزنین چھوڑ دیا۔ علاء الدین نے غزنین پر قبضہ حاصل کر کے اور اپنے بھائی سیف الدین کو حکومت غزنین پر مامور کر کے فیروز کوہ کی جانب واپس ہوا۔ جس وقت موسم سرما آ گیا اور برف باری کی وجہ سے فیروز کوہ اور غزنین کا راستہ بند ہو گیا اہل غزنین نے بہرام شاہ کو خط و کتابت کر کے بلا بھیجا چنانچہ بہرام شاہ ہندوستان

سے فوجیں لے کر غزنین کے قریب پہنچا اہل غزنین نے سیف الدین کو گرفتار کر کے بہرام شاہ کے حوالے کر دیا۔ بہرام شاہ نے غزنین پر قبضہ کر کے سیف الدین کو قتل کر ڈالا (اس کے بعد علاء الدین نے بغرض انتقام غزنین پر چڑھائی کی اور بزور تیغ فتح کر کے غزنین کو تاخت و تاراج کیا سارے شہر کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا) جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں۔

علاء الدین اور شہاب الدین میں مناقشا: الغرض جس وقت علاء الدین کی حکومت و سلطنت کو استحکام حاصل ہو گیا تو اپنے مقبوضہ اور مفتوحہ علاقہ کے انتظام کی جانب متوجہ ہوا۔ بلا و غور پر اپنے بھتیجوں غیاث الدین اور شہاب الدین پسران سام بن حسین کو مامور کیا۔ ان دونوں نے نہایت خوبی سے اپنے مقبوضہ ممالک کا انتظام کیا۔ رعایا کے حقوق کی پورے طور پر نگہداشت کی جس سے عام طور سے لوگوں کے دل ان کی جانب مائل ہو گئے۔ لگانے بجھانے والوں نے ان کے چچا علاء الدین سے لگانا بجھانا شروع کر دیا اور موقع پا کر یہ جڑ دیا کہ شہاب الدین اور غیاث الدین حکومت و سلطنت کے دعویدار ہیں اور آپ پر حملہ کی تیاری کر رہے ہیں علاء الدین نے غیاث الدین و شہاب الدین کو بلا بھیجا۔ یہ کسی وجہ سے نہ آ سکے، علاء الدین کا شبہ یقین کی حد تک پہنچ گیا۔ فوراً فوجیں مرتب کر کے دونوں کی گرفتاری کے لئے بھیج دیں۔ اتفاق یہ کہ علاء الدین کی فوج کو شکست ہو گئی اور غیاث الدین اور شہاب الدین نے علانیہ اپنے چچا کی مخالفت کا اعلان و اظہار کر کے اس کے نام کا خطبہ موقوف کر دیا۔

علاء الدین و شہاب الدین میں مصالحت: علاء الدین کو اس سے سخت غصہ پیدا ہوا۔ دوبارہ فوجیں مرتب کر کے خود بقصد جنگ غیاث الدین اور شہاب الدین پر فوج کشی کی۔ سخت و خونریز جنگ ہوئی، بالآخر علاء الدین کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی۔ علاء الدین نے امن کا جھنڈا بلند کر دیا۔ خاتمہ جنگ پر غیاث الدین اور شہاب الدین اپنے چچا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسے تخت حکومت پر بٹھا کر چھوٹوں کی طرح اس کی خدمت میں کھڑے ہو گئے۔ علاء الدین اپنے بھتیجوں کی مردانگی اور سعادتمندی سے نہایت خوش ہوا۔ اپنی بیٹی کو غیاث الدین کے عقد نکاح میں دیا اور مرنے کے وقت اس کے حق میں حکومت و سلطنت کی وصیت کر گیا۔

ابوالفتح غیاث الدین

علاء الدین بادشاہ غور نے ۵۵۶ھ میں وفات پائی۔ ابوالفتح غیاث الدین ابن سام ابن حسین دارالحکومت فیروز کوہ میں اپنے چچا علاء الدین کی وصیت کے مطابق تختِ حکومت پر متمکن ہوا۔ علاء الدین کی موت سے حکومت غزنوی کے بہی خواہوں کو موقع مل گیا۔ جمع ہو کر ہنگامہ کر دیا۔ اور غزنیں کو امراء حکومت غوریہ سے چھین لیا۔ غیاث الدین کے قبضہ میں دارالحکومت فیروزکوہ اور اس کے مضافات اور اس کے بھائی شہاب الدین کی حکومت میں بلادِ غور باقی رہ گئے۔ پندرہ برس کے بعد امراء غزنویہ کی بدسلوکی سے اہل غزنیں تنگ آ گئے۔

شہاب الدین کا غزنی پر قبضہ

اس اثناء میں غیاث الدین کی حکومت کو ہر طرح سے استحکام حاصل ہو گیا تھا، فوجیں آراستہ کر کے غزنیں پر چڑھائی کر دی۔ خراسانی اور غوری فوجیں رکاب میں تھیں ۵۷۱ھ میں دونوں حریفوں نے صف آرائی کی۔ امراء دولت غزنویہ کو شکست ہوئی غیاث الدین نے کامیابی کے ساتھ غزنیں پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد کرمان اور شنوران پر دھاوا کیا۔ (یہ کرمان ہندوستان اور غزنیں کے درمیان واقع ہے۔ اس سے ملک فارس کا کرمان مقصود نہیں ہے) کرمان اور شنوزان کے فتح ہونے پر لاہور کی طرف قدم بڑھایا۔ خسرو شاہ (آخری تاجدار دولت غزنویہ) بن بہرام شاہ نے اس سے مطلع ہو کر مقابلہ کیا اور دریا کو عبور نہ کرنے دیا۔ مجبوراً غیاث الدین کو واپس ہونا پڑا۔ واپسی کے وقت بعض پہاڑی مقامات پر جو کہ ہندوستان کے پہاڑوں سے متصل تھے قبضہ کر لیا۔ غزنیں کی حکومت پر اپنے بھائی شہاب الدین کو مقرر کر کے اپنے دارالحکومت فیروزکوہ کی جانب واپس ہوا۔

شہاب الدین کی لاہور پر فوجکشی

شہاب الدین نے غزنیں کے فتح کرنے کے بعد اہل غزنین کے ساتھ مدارات اور نرمی کے برتاؤ کیے حسن سلوک سے پیش آیا جس سے اس کی ہر دلعزیزی بڑھ گئی حکومت وسلطنت کی بنیاد مضبوط ہو گئی۔ ہندوستان کے اکثر سرحدی اور پہاڑی ممالک کو فتح کر لیا۔ اس کی ملک گیری اور فتوحات کا سیلاب لاہور تک پہنچ گیا جو اس زمانہ میں خسرو ملک آخری تاجدار دولت غزنویہ کا پایہ تخت تھا ۵۷۹ھ میں شہاب الدین نے خراسان اور بلادِ غور سے فوجیں فراہم کر کے لاہور پر فوج کشی کی، دریا کو عبور کر کے لاہور پر محاصرہ ڈال دیا۔ باہم نامہ و پیام شروع ہوا۔ دامادی رشتہ قائم کرنے

کی خواہش ظاہر کی اور حسب خواہش جاگیریں دینے کا وعدہ کیا مگر شرط یہ لگادی کہ میرے بھائی غیاث الدین کے نام کا خطبہ پڑھا جائے۔ خسرو ملک نے اس سے انکار کر دیا تب شہاب الدین نے محاصرہ میں سختی شروع کی۔ اہل شہر شدت محاصرہ اور جنگ سے گھبرا گئے۔ خسرو ملک کو برا بھلا کہنے لگے۔

لاہور پر قبضہ

خسرو ملک نے قاضی شہر اور خطیب جامع مسجد کو امن کی درخواست دے کر شہاب الدین کی خدمت میں روانہ کیا۔ چنانچہ شہاب الدین نے امن کی درخواست منظور کر لی اور فتحیابی کا جھنڈا لئے ہوئے لاہور میں داخل ہوا۔ چند روز تک خسرو ملک عزت و احترام کے ساتھ شہاب الدین ہی کی خدمت میں رہا۔ دو مہینے کے بعد غیاث الدین کا حکم پہونچا کہ خسرو ملک کو اس کے اہل و عیال کے ساتھ میرے پاس فیروز کوہ بھیجدو خسرو ملک کو اس سے خطرہ پیدا ہوا۔ شہاب الدین نے اطمینان دلایا قسمیں کھائیں۔ خسرو ملک تن بہ تقدیر اپنے اہل و عیال کے ساتھ فوج کے ایک دستہ کی حفاظت میں فیروز کوہ کی جانب روانہ ہوا غیاث الدین نے پہونچتے ہی خسرو ملک کو اس کے اہل و عیال کے ساتھ ایک قلعہ میں قید کر دیا۔ خسرو ملک اور اس کے خاندان حکومت کا یہ آخری دور تھا۔

ہرات پر قبضہ

جس وقت غیاث الدین کی حکومت کا جھنڈا پایہ تخت لاہور پر گاڑ دیا گیا اپنے بھائی شہاب الدین کو جو لاہور کی فتح پر مامور ہوا تھا لکھ بھیجا کہ منبروں پر میرے نام کا خطبہ پڑھا جاوے اور سلطان کے لقب سے یاد کیا جائے اور میرے نام کے ساتھ بطور القاب یہ الفاظ بڑھائے جائیں "غیاث الدنیا والدین معین الاسلام والمسلمین قسیم امیر المومنین" ساتھ ہی اپنے بھائی کو بھی "معز الدین" کا خطاب عنایت کیا۔

شہاب الدین لاہور کی مہم سے فارغ ہو کر اپنے بھائی غیاث الدین کی خدمت میں فیروز کوہ پہونچا دونوں بھائی ہرات پر قبضہ کرنے کی بارے میں متفق الرائے ہوئے اور فوجیں مرتب کر کے ہرات کی جانب بڑھے۔ اس وقت ہرات میں سلطان سنجر کی حکومت کا پھریرا اڑ رہا تھا اور اس کا گورنر اپنی فوج کے ساتھ رہتا تھا۔ غیاث الدین نے ہرات پہونچ کر محاصرہ ڈال دیا۔ گورنر ہرات مقابلہ نہ کر سکا امن حاصل کر کے شہر حوالہ کر دیا۔ ہرات پر قبضہ کرنے کے بعد بوشنج کی طرف قدم بڑھایا۔ فتح مندی ان کا ساتھ دے

رہی تھی۔ بوشنج پر بھی قبضہ ہو گیا۔ بادغیش کی طرف روانہ ہوئے اور اسے بھی فتح کر لیا۔ ان فتحیابیوں کے بعد غیاث الدین نے فیروز کوہ کی جانب اور شہاب الدین غزنین کی طرف منظفر و منصور واپس ہوئے۔

شہاب الدین اور رانی اجہ

شہاب الدین نے غزنین پہونچ کر چند دنوں تک آرام کرنے کی غرض سے قیام کیا۔ جب فوج سفر و جنگ کے تکان سے آرام حاصل کر چکی تو شہاب الدین نے ہندوستان پر جہاد کی غرض سے تیاری کا حکم دیا۔ چنانچہ ۵۷۱ھ میں غزنین سے روانہ ہو کر شہر اجرہ (یا اجہ) کا محاصرہ کر لیا۔ راجہ اجرہ نے قلعہ بندی کر لی۔ لڑائی کا بازار گرم ہو گیا۔ مدتوں لڑائی کا سلسلہ جاری رہا۔ شہاب الدین نے اس امر کا احساس کر کے کہ جنگ سے کامیابی بدقت اور بدیر حاصل ہوگی۔ رانی سے خط و کتابت شروع کی اور اس سے یہ کہلا بھیجا کہ اگر تم اس کی فتحیابی میں میرا ہاتھ بٹاؤ گی اور میں شہر کو فتح کر لوں گا تو میں تم سے فتحیابی کے بعد نکاح کر لوں گا اور تمہیں ملکہ جہاں بناؤں گا رانی نے کہلا بھیجا کہ میں تو اس قابل نہیں رہی البتہ میری لڑکی حاضر ہے۔ آپ اس سے عقد کر لیجئے گا۔ اور میرے مال و اسباب کو ہاتھ نہ لگائیے گا۔ شہاب الدین نے اسے منظور کر لیا۔ رانی نے موقع پا کر راجہ کو زہر دے دیا۔ راجہ مر گیا۔

فتح اجہ (سندھ)

شہاب الدین نے اس حیلہ سے بآسانی شہر پر قبضہ کر لیا۔ اور حسب اقرار راجہ کی لڑکی کو مسلمان کر کے اپنے نکاح میں لے لیا اور اسے اس کی ماں کے ساتھ ارکان اسلام کی تعلیم کی غرض سے بعزت و احترام غزنین بھیج دیا۔ چند دن بعد رانی مر گئی اور دس برس کے بعد اس کی لڑکی بھی انتقال کر گئی۔ فتح اجرہ کے بعد شہاب الدین نے ہندوستان کو اپنے جہاد اور مذہبی جنگ کا میدان بنا لیا۔ متعدد اور بیشمار شہروں کو فتح کیا۔ ہندوستان میں اس کی فتحیابی کی موجیں اس حد تک پہونچیں جہاں تک اس سے پہلے کسی اسلامی مجاہد کا گذر تک نہ ہوا تھا۔

ترائین کی پہلی جنگ

فتح اجہ (سندھ) سے راجگان ہندوستان میں ہلچل مچ گئی ہر ایک کو اپنی راج گدی (ریاست) کے سنبھالنے کا خیال پیدا ہو گیا۔ ایک دوسرے سے شہاب الدین کے حملوں سے بچنے کی بابت خط و کتابت کرنے لگے۔ نصیحت، فضیحت اور ملامت کی، سب نے مل کر ایک دوسرے کی مدد کی قسمیں کھائیں۔ چاروں طرف سے فوجیں فراہم کر کے لشکر اسلام کے مقابلہ پر آ گئے۔ شہاب الدین بھی غوری خلجی

اور خراسانی فوجیں لے کر خم ٹھونک کر میدان جنگ میں آیا۔ ہنگامہ کارزار شروع ہوا۔ سخت اور خونریز جنگ کے بعد لشکر اسلام کو شکست ہوئی، راجپوتوں نے مسلمانوں کی سختی کے ساتھ قتل کرنا شروع کیا۔ شہاب الدین زخمی ہو کر گھوڑے سے گر پڑا۔ بایاں ہاتھ بیکار ہو گیا۔ سر پر شدید زخم پہونچا۔ بھگدڑ میں کسی کو یہ بھی خبر نہ ہوئی کہ شہاب الدین کہاں ہے؛ اتنے میں رات نے پہنچ کر بیچ بچاؤ کر دیا۔ راجپوتوں نے قتل و تعاقب سے ہاتھ کھینچ لیا۔ خدام دولت شہاب الدین کو ڈھونڈ کر زخمیوں اور مقتولوں کے درمیان سے اٹھا لائے۔ کوچ و قیام کرتے ہوئے غزنین پہنچے۔ ہوا خواہان دولت غوریہ اس خبر کو سن کر عیادت کے لئے آئے۔ چاروں طرف سے وفد حاضر ہوئے۔ غیاث الدین نے تازہ دم فوج کمک پر بھیجی اور جنگ میں جلدی کرنے پر فہمائش و ملامت کی۔[1]

شہاب الدین اور پتھورا (پرتھوی راجہ) میں جنگ

اس شکست سے شہاب الدین کو سخت صدمہ ہوا۔ مدتوں اس ادھیڑ بن میں رہا کہ راجگان ہند سے کب اور کس طرح انتقام لیا جائے۔ بالآخر جب غیاث الدین کی تازہ دم فوج بطور امداد آ گئی تو شہاب الدین نے دوبارہ ہندوستان کا قصد کیا۔ پتھورا نے کہلا بھیجا کہ "بہتر یہ ہوگا کہ آپ ہندوستان کا قصد نہ کیجئے بلکہ اپنے مقبوضات کو بھی ہمارے حوالہ کر کے ہندوستان سے نکل جائیے ورنہ اس مرتبہ آپ کی خیر نہیں ہے"۔ شہاب الدین نے جواب دیا "میں چونکہ خود مختار نہیں ہوں اس لئے اپنے بھائی کو اس سے مطلع کرتا ہوں اگر واپسی کی اجازت آ گئی تو میں بیشک واپس چلا جاؤں گا"۔ دونوں حریف مورچہ بندی کئے ہوئے ایک دوسرے کے مقابلہ پر پڑے رہے راجپوتوں نے پورے طور سے حفاظت کا سامان کر لیا تھا۔ دریائے سرستی کے پایاب مقامات کی حفاظت پر فوجیں متعین

---

[1] شہاب الدین نے ۵۸۷ھ میں غزنین سے ہندوستان پر بغرض جہاد فوج کشی کی، قلعہ بھٹنڈہ کو جو پتھورا والی اجمیر کے مقبوضات میں سے تھا فتح کر لیا۔ اور ملک ضیاء الدین کو قلعہ دار مقرر کر کے واپس ہونا چاہتا تھا کہ دفعتہً یہ خبر سننے میں آئی کہ پتھورا اور اس کا بھائی کھانڈے راے والی دہلی راجاؤں کے اتفاق اور پشت پناہی سے قلعہ بھٹنڈہ واپس لینے کے لئے آ رہا ہے شہاب الدین یہ سنتے ہی ارادہ ترک کر کے نکل پڑا۔ مقام تراین دریائے سرستی کے کنارے پر دونوں حریفوں نے صف آرائی کی۔ تھانیسر سے یہ مقام سات کوس اور دہلی سے چالیس کوس کے فاصلہ پر واقع ہے پتھورا دو لاکھ سواروں اور تین ہزار زنجیر فیل کی جمعیت سے مقابلہ پر آیا تھا نہایت

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

کردی تھیں کشتیاں ہٹا دی گئی تھیں شہاب الدین اس تہیہ و فکر میں تھا کہ کس طرح دریا کو عبور کر کے پتھورا کی فوج پر حملہ کرنا چاہئے مگر موقع نہ ملتا تھا اور نہ دریا عبور کرنے کا کوئی سامان ہمراہ تھا۔ ایک روز ایک ہندو سپاہی لشکر میں آیا اور اس نے ایک پایاب مقام کا پتہ بتلایا۔ شہاب الدین کو خطرہ پیدا ہوا کہ مبادا یہ دھوکا نہ دیتا ہو

فتح دہلی

اسی پس و پیش میں تھا کہ اہل اجرہ اور ملتان کے ایک گروہ نے اس کی تصدیق کی۔ پھر کیا تھا، مسلمانوں کو موقع مل گیا۔ امیر حسن بن حرمیہ غوری نے شب کے وقت اسی پایاب مقام سے ایک فوج دوسرے کنارہ دریا پر اتار دی۔ لڑائی کا بازار گرم ہو گیا۔ محافظین دریا سے میدان خالی ہونے پر شہاب الدین بھی اپنے بقیہ لشکر کے ساتھ دریا عبور کر کے راجپوتوں کی فوج پر جا پڑا۔ گھمسان کی لڑائی شروع ہو گئی لشکر اسلام نے چاروں طرف سے گھیر کر قتل و پامالی کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ چند افراد جانبر ہوئے۔ ہزارہا ہندو قید کر لیے گئے۔ پتھورا اثنائے جنگ میں مارا گیا۔ اس جنگ سے راجگان ہند کے دلوں پر شہاب الدین کے رعب و داب کا سکہ بیٹھ گیا۔ اکثر شہروں پر بآسانی قبضہ ہو گیا۔ شہاب الدین نے ان لوگوں پر جزیہ مقرر کیا اور ان لوگوں نے بخوشی خاطر اسے قبول کر کے مصالحت کر لی اور ضمانت دی۔ شہاب الدین نے دہلی کی حکومت پر قطب الدین ایبک کو مامور کیا۔ دہلی اس زمانہ میں بھی دار السلطنت تھی۔ اس کے بعد اپنے

(بقیہ حاشیہ) نہایت سخت و خونریز لڑائی ہوئی کشتوں کے پشتے لگ گئے شہاب الدین کا میمنہ و میسرہ بھاگ کھڑا ہوا قلب لشکر میں بھی ہلچل مچ گئی۔ لشکریوں کے پاؤں ڈگمگا گئے۔ لیکن شہاب الدین کمال مردانگی سے لڑتا رہا۔ کھانڈے رائے نے شہاب الدین کی مردانگی سے متاثر ہو کر ہاتھی بڑھایا شہاب الدین نے گھوڑے کو مہمیز کیا۔ گھوڑے نے نہایت تیزی سے اپنے اگلے دونوں پاؤں ہاتھی کی مستک پر رکھ دیئے ہاتھی چیخ مار کر بیٹھ گیا۔ شہاب الدین نے برچھا کا وار کیا وار پورا پڑا کھانڈے رائے کے آگے کے چند دانت ٹوٹ گئے۔ کھانڈے رائے نے جھلا کر تلوار چلائی۔ شہاب الدین کا بایاں ہاتھ بیکار ہو گیا سر پر بھی زخم آیا۔ چکر کھا کر گرا چاہتا تھا کہ ایک خلجی سپاہی پیچھے سے اچک کر شہاب الدین کے گھوڑے پر آ رہا اور اسے سنبھال کر گھوڑے کو بڑھا کر راجپوتوں کے نرغے سے نکل آیا۔

مسلمانوں کی شکست کے بعد کھانڈے رائے اور پتھورا نے قلعہ بھٹنڈہ کا رخ کیا اور پہنچتے ہی محاصرہ کر لیا ایک برس ایک ماہ کے محاصرہ کے بعد صلح و امان سے قلعہ فتح ہوا۔ دیکھو تاریخ فرشتہ۔ د زین العابدین ڈ۔

لشکر ظفر پیکر کو ہندوستان میں پھیلا دیا جو مشرق میں ہندوستان کو سر کرتا ہوا چین کی سرحد تک پہنچ گیا اور اس قدر فتوحات حاصل کیں کہ اس سے پیشتر کسی کو نصیب نہ ہوئی تھیں۔ یہ تمام واقعات ۵۴۳ھ کے ہیں[1]

(المترجم) کاتب کی غلطی ہے ۵۴۳ھ کی جگہ ۵۸۲ھ پڑھو کیونکہ ۵۸۲ھ تک لاہور خسرو ملک آخری فرمانروائے ملوک غزنویہ کے قبضہ میں تھا اور یہ لڑائی لاہور پر تسلط حاصل کرنے کے بعد ہوئی ہے۔

یہ لڑائی ہندوستان کی قسمت کی فیصلہ کن لڑائی تھی اس لڑائی کے بعد سے مسلمانوں کے قدم ہندوستان میں جم جاتے ہیں حکومت سلطنت کی بنیاد پڑتی ہے۔ اس لڑائی میں ڈیڑھ سو راجگان ہند شہاب الدین سے جنگ کرنے کے لئے آئے تھے۔ تمام ہندوستانی فوجوں کا سردار اعلیٰ پتھورا راجہ اجمیر و رکھوند رائے راجہ دہلی تھا تین ہزار کوہ پیکر ہاتھی اور تین لاکھ سوار راجپوت اس کی رکاب میں تھے[2] اور شہاب الدین نے ایک لاکھ فوج سے ان پر حملہ کیا تھا لاہور پہنچ کر قوام الملک رکن الدین حمزہ کو دعوت اسلام کا پیام دے کر راجہ پتھورا کے پاس بھیجا۔ پتھورا نے سختی سے جواب دیا پھر جو کچھ اور خط و کتابت ہوئی وہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں غرض کنارہ ترائن دریائے سرستی کے قریب صف آرائی ہوئی شہاب الدین نے اپنی فوج کو چار حصوں پر تقسیم کر دیا تھا اور یہ حکم دیا تھا کہ ہر حصہ فوج باری باری یکے بعد دیگرے حملہ آور ہو لڑتے لڑتے جب عصر کا وقت آ جائے تو ثابت قدمی سے دست کش ہو کر آہستہ آہستہ پسپا ہوں۔ راجگان ہند لشکر اسلام کی پسپائی کا خیال کر کے آگے بڑھ آئیں گے۔ اس وقت ما بدولت واقبال کمینگاہ سے نکل کر راجپوتوں پر حملہ آور ہوں گے چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا لشکر اسلام کا پیچھے ہٹنا تھا کہ راجپوتوں نے دلیرانہ تعاقب کیا ایک طرف سے شہاب الدین نے اور دوسری طرف سے خرمیل نے دفعتہً حملہ کر دیا راجپوتوں کا بڑھتا ہوا جوش ٹھنڈا پڑ گیا انتہائی بے سروسامانی سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ کھانڈے رائے اور راجگان ہند کے ساتھ مارا گیا پتھورا سرستی کے کنارہ پر گرفتار کر لیا گیا اور شہاب الدین کے حکم سے مار ڈالا گیا۔ بیشمار مال غنیمت ہاتھ آیا۔ قلعہ سرستی، ہانسی، کہرام اور سمانہ مسخر و مفتوح ہو گئے۔ بے حد لونڈی، غلام گرفتار کر لئے گئے۔ اگلے دن جس قدر راجپوت گرفتار کئے گئے تھے شہاب الدین کے حکم سے قتل کر ڈالے گئے۔

---

[1] دیکھو تاریخ فرشتہ مقالہ دوم صفحہ ۵۸۔

قتل محمد بن علاء الدین

علاء الدین کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا محمد، غور کے تخت حکومت پر متمکن ہوا۔ ۵۵۶ھ میں فوجیں فراہم کر کے بلخ کا قصد کیا۔ ان دنوں بلخ ترکوں کے قبضہ میں تھا۔ ترکوں نے بھی محمد بن علاء الدین کے آنے کی خبر پا کر مدافعت کی غرض سے خروج کیا۔ ایک روز کسی جاسوس نے ترکوں کو یہ خبر دی کہ محمد بن علاء الدین چند سپاہیوں کو ہمراہ لے کر سیر و شکار کو نکلا ہے۔ چنانچہ چند سواران ترک یہ سنتے ہی روانہ ہو گئے۔ محمد بن علاء الدین سے ایک میدان میں ملاقات ہو گئی۔ محمد بن علاء الدین اپنے چند ہمراہیوں کے ساتھ مارڈالا گیا۔ دوچار بھاگ کر اپنے لشکر گاہ میں آئے۔ اور اس وحشت ناک واقعہ سے لشکریوں کو مطلع کیا۔ فوج نے اسی وقت لشکر گاہ اور تمام سامان و اسباب چھوڑ کر غور کا راستہ لیا۔ ترکوں نے مال و اسباب لوٹ لیا۔ اور قتل و قتال کے بغیر مال غنیمت لے کر بلخ واپس آئے۔

خوارزم شاہ بن النس بن محمد

ہم اوپر لکھ چکے ہیں کہ غیاث الدین اور شہاب الدین پسران ابوالفتح سام بن حسن غوری نے ۵۴۷ھ میں خراسان کی جانب کوچ کیا تھا۔ اور ہرات، بوشنج اور بادغیس پر قبضہ کر لیا تھا۔ یہ واقعہ اُس زمانہ کا ہے جبکہ سلطان سنجر کو ترکوں کے مقابلہ میں شکست ہوئی تھی۔ اور اس کے ملک کو اس کے امراء حکومت اور غلاموں نے باہم حصے بخرے کر لیا تھا۔ تمام ملک میں طوائف الملوکی پھیلی ہوئی تھی۔ ان سب میں خوارزم شاہ بن النس بن محمد بن انوشتگین، والی خوارزم بہت دم خم کا آدمی تھا۔ ۵۶۸ھ میں اس کا بیٹا سلطان شاہ حکمرانی کرنے لگا۔ علاء الدین تکین (خوارزم شاہ کا دوسرا لڑکا) حکومت و امارت کی بابت اپنے بھائی سے جھگڑ پڑا۔ اور خوارزم کو سلطان شاہ سے چھین لیا۔ سلطان شاہ خوارزم سے نکل کر مرو چلا آیا۔ اور اسے ترکوں کے قبضہ سے نکال کر قابض ہو گیا۔ چند دن بعد ترکوں نے متفق ہو کر سلطان شاہ کو مرو سے نکال دیا۔ سلطان شاہ نے خطا سے امداد حاصل کی اور انہی لوگوں سے فوجیں مرتب کر کے دوبارہ مرو پر چڑھائی کی اور ترکوں کو مرو، سرخس، نسا، ابیورد سے نکال کر ان پر قابض ہو گیا۔

غیاث الدین اور سلطان شاہ

اس کامیابی کے بعد خطا کو ان کے اصلی وطن کی طرف واپس کیا اور غیاث الدین کو تہدید آمیز خط لکھا کہ ہرات، بوشنج، بادغیس اور جس قدر مملکت خراسان کے شہروں پر تم نے قبضہ کر لیا ہے انہیں چھوڑ دو۔ غیاث الدین نے جواب دیا ان شہروں کا چھوڑنا تو کا سے دارد کا مضمون ہے مناسب یہ ہے کہ مرو، سرخس اور خراسان کے جتنے مقامات پر تم نے قبضہ کر لیا ہے وہاں کے منبروں اور جامع مسجدوں میں میرے نام کا خطبہ پڑھا جائے۔ سلطان شاہ کو اس سے غصہ پیدا ہوا۔ فوجیں مرتب کر کے روانہ ہوا اور بوشنج کا محاصرہ کر لیا۔ مضافات بوشنج میں غارت گری شروع ہوگئی۔ غیاث الدین نے اس خبر سے مطلع ہو کر ایک فوج والی سجستان اور اپنے بھانجے بہاء الدین سام بن بامیان کی ماتحتی میں خراسان کی جانب روانہ کی۔ ان دنوں اس کا بھائی شہاب الدین یہاں موجود نہ تھا، ہندوستان گیا ہوا تھا، جس وقت غیاث الدین کا لشکر خراسان پہنچا۔

سلطان شاہ کا سفیر

اس وقت سلطان شاہ ہرات کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ مصلحتاً محاصرہ اٹھا کر لوٹ مار کرتا مرو کی جانب واپس آیا۔ غیاث الدین کو دوبارہ تہدید کا خط لکھا۔ غیاث الدین نے اپنے بھائی شہاب الدین کو ہندوستان سے واپس بلا بھیجا۔ چنانچہ شہاب الدین ہندوستان کی مہم سے بہت جلد فراغت حاصل کر کے واپس ہوا اور فوجیں آراستہ کر کے خراسان کی طرف بڑھا۔ سلطان شاہ نے بھی فوجیں فراہم کیں اور طالقان پر آ اترا سلطان شاہ اور غیاث الدین میں خط و کتابت شروع ہوئی۔ مصالحت کی گفتگو ہونی۔ بالآخر سلطان شاہ نے بوشنج اور بادغیس کی واپسی پر مصالحت کا اظہار کیا۔ لیکن شہاب الدین اس پر راضی نہ تھا جنگ کی چیخ و پکار مچائے ہوئے تھا اور غیاث الدین اسے خونریزی اور جنگ سے روک رہا تھا۔ اتنے میں سلطان شاہ کا ایلچی مصالحت کی غرض سے غیاث الدین کے دربار میں حاضر ہوا شہاب الدین اپنے جوش کو ضبط نہ کر سکا بول اٹھا "اس طرح سے کبھی صلح نہ ہوگی۔ اور ہرگز ایسی صلح نہ کرو"۔ شہاب الدین یہ کہہ کر اٹھ کھڑا ہوا، لشکریوں سے مخاطب ہو کر کہا: "ایسی صلح سے موت بہتر ہے اٹھو جنگ پر تیار ہو جاؤ"، غیاث الدین خاموش ہو گیا۔

سلطان شاہ کی شکست

سلطان شاہ کا ایلچی ناکام واپس ہوا اور شہاب الدین فوجیں لے کر مرو الرود کی طرف چلا۔ سلطان شاہ بھی اس سے مطلع ہو کر میدان میں آ گیا۔ لیکن پہلے ہی جنگ میں شکست کھا کر بھاگا، صرف بیس سواروں کے ساتھ مرو میں داخل ہوا۔ علاء الدین تکین (سلطان شاہ کا بھائی) اس

شکست سے مطلع ہو کر سلطان شاہ کی روک ٹوک کے لئے جیحوں کی طرف روانہ ہوا۔ سلطان شاہ نے جیحوں کا راستہ چھوڑ کر غیاث الدین کے دربار کا راستہ لیا۔ غیاث الدین نے اس کی اور اس کے ہمراہیوں کی عزت افزائی کی اور نہایت عزت و احترام سے اپنے شاہی محل سرا میں ٹھہرایا۔ علاء الدین تکین کو اس کی خبر لگی۔ غیاث الدین کو لکھ بھیجا کہ ہمارے مجرم کو ہمارے پاس واپس کر دو ورنہ خیر نہیں ہے۔ غیاث الدین نے جواباً لکھا، وہ میرے پاس پناہ گزین ہوا ہے میں اس کی سفارش کرتا ہوں مناسب یہ ہے کہ اس سے تم مصالحت کر لو ورنہ میرے اور تمہارے دوستانہ تعلقات منقطع ہو جائیں گے۔ اسی خط میں یہ بھی لکھا تھا کہ آئندہ سے تم خوارزم میں میرے نام کا خطبہ پڑھو اور تعلقات مضبوط کرنے کی غرض سے اپنی بہن کا عقد میرے بھائی شہاب الدین سے کر دو۔ علاء الدین تکین کو اس جواب سے سکتہ سا ہو گیا پھر کچھ سوچ سمجھ کر سختی سے انکاری جواب دیا۔

غیاث الدین اور علاء الدین تکین

غیاث الدین نے اپنی تمام فوج کو خوارزم پر حملہ کرنے کا حکم دے دیا اس کے علاوہ والی نیشاپور کو لکھ بھیجا کہ میرا لشکر خوارزم پر حملہ کرنے کے لئے جا رہا ہے تم بھی اپنی تمام فوج کو جمع کر لو اور اس کی کمک پر تیار رہو۔ علاء الدین تکین کو اس کی خبر لگی۔ پہلے تو اپنے بھائی سلطان شاہ اور غیاث الدین کی فوج سے جنگ کرنے پر مستعد ہو کر خوارزم سے نکلا پھر سوچ کر کہ مبادا دوسری جانب سے خوارزم پر آکر قبضہ کر لیں خوارزم کی جانب واپس آیا۔ اور جس قدر مال و اسباب اٹھا سکا وہ لے کر ترکان خطا کے پاس چلا گیا فقہا اور علماء خوارزم غوری لشکر گاہ میں حاضر ہوئے اصلح کا پیام دیا اور یہ عرض کی کہ چونکہ علاء الدین نے ترکان خطا سے میل جول پیدا کر لیا ہے مناسب ہے کہ آپ مرو کو اپنا مرکز حکومت بنائیں تاکہ علاء الدین کے آئندہ خطرات سے ہم لوگ محفوظ و مامون رہیں یا اس سے مصالحت کر لیجئے، شہاب الدین نے یہ درخواست منظور کر لی اور بلا کسی شرط کے مصالحت کر کے واپس آیا۔

تسخیر بلاد اجمیر

۵۸۳ھ میں شہاب الدین اپنا لشکر ظفر پیکر لئے ہوئے اجمیر کے علاقے کو فتح کرنے کے لئے ہندوستان کی جانب روانہ ہوا تھا بلاد اجمیر کو اس وقت ولایت سواک کے نام سے موسوم کرتے تھے اس کے حکمراں کا نام کولہ تھا۔ شہاب الدین نے دہلی کی فتح کے بعد جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں قلعہ سرستی ہانسی، سمانہ، کہرام پر بھی قبضہ کر لیا۔ اس سے راجہ اجمیر کو برہمی پیدا ہوئی۔ فوجیں فراہم کر کے لشکر اسلام سے جنگ

کرنے کے لئے نکلا۔ فوج کو میمنہ و میسرہ پر مرتب کیا۔ ہراول دستے میں ہاتھیوں کی ایک تعداد رکھی۔ شہاب الدین کی فوج بھی میدان میں آگئی لڑائی نہایت سختی سے شروع ہوئی۔ اتفاق یہ کہ عساکر اسلامیہ کا میمنہ و میسرہ (دایاں اور بایاں بازو) شکست اٹھا کر بھاگ نکلا۔ راجپوت حملہ کرتے ہوئے قلب لشکر تک پہنچ گئے۔ ایک فیل سوار راجپوت نے شہاب الدین کی طرف ہاتھی بڑھایا۔ شہاب الدین نے نیزہ چلایا۔ وار پورا پڑا۔ چند دانت آگے کے ٹوٹ گئے راجپوت نے تلوار کا وار کیا۔ شہاب الدین کے بازو میں سخت چوٹ آئی گھوڑے سے زمین پر آ رہا شہاب الدین کے ہمراہی جی توڑ کر لڑتے رہے بالآخر اپنے زخمی سردار کو کسی نہ کسی طرح اٹھا کر لے بھاگے اتنے میں رات ہوگئی۔ راجپوتوں نے تعاقب کیا اور قتل سے ہاتھ کھینچ لیا۔

معرکہ جنگ سے کچھ دور نکل آنے کے بعد زخم سے اس قدر خون نکلا کہ شہاب الدین بے ہوش ہوگیا۔ پالکی میں سوار کرا کے لاہور لایا گیا چند روز قیام کے بعد جب ذرا ہوش و حواس درست ہوئے تو غزنی کی طرف کوچ کیا چنانچہ غزنی میں ۵۸۸ھ تک مقیم رہا۔

شہاب الدین کی امرائے پرہمی | ۵۸۸ھ میں شہاب الدین نے غزنی سے ہندوستان کی جانب بغرض جہاد کوچ کیا مقصود یہ تھا کہ اس شکست کا جسے ہم اوپر پڑھ آئے ہیں راجپوتوں سے بدلہ لے جس زمانہ سے شہاب الدین

مترجم:۔ اس تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ شہاب الدین کو راجپوتوں کے مقابلہ میں دو بار شکست ہوئی ایک فتح دہلی سے پہلے دوسری فتح اجمیر سے پہلے اور دونوں لڑائیوں میں اس کا بازو زخمی ہوا تھا اور گھوڑے سے زمین پر آ رہا تھا۔ لیکن واقعات کو ترتیب دینے سے معلوم ہوتا ہے کہ شہاب الدین کو پہلی شکست ۵۷۴ھ میں راجہ بھیم دیو والی سندھ گجرات کے مقابلہ میں ہوئی تھی۔ اور اس میں اس کے بازو پر کوئی زخم و آسیب نہیں پہنچا تھا دوسری شکست فتح دہلی سے پہلے ہوئی جیسا کہ اوپر آپ پڑھ آئے ہیں۔ اس میں شہاب الدین کا بازو بیکار رہ ہوا تھا۔ میرے نزدیک فتح دہلی کے بعد شہاب الدین کو کوئی شکست نہیں ہوئی۔ اجمیر پر فتح دہلی کے بعد ہی قبضہ ہو گیا تھا کیونکہ دہلی کی فتح سے پہلے پتھورا اور اس کا بھائی کھانڈے رائے مارا گیا تھا، لڑائی کس سے ہوئی اور کس نے شکست دی۔ (مترجم)

راجپوتوں سے شکست کھا کر واپس گیا تھا۔ سرداران لشکر اور امراء دربار کو حاضری کی اجازت نہ دی تھی ان کا منہ دیکھنے کا روادار نہیں تھا۔ چنانچہ سرداران لشکر کے مشورہ کے بغیر دفعۃً غزنی سے لشکر کو کوچ کا حکم دیا۔ کوچ و قیام کرتا ہوا پشاور پہنچا۔ سرداران غور میں سے ایک بوڑھے نے حاضر ہو کر معذرت کی۔ دریافت کیا کس طرف کا قصد ہے۔ شہاب الدین نے جواب دیا "مجھے سرداران لشکر اور امراء دربار پر اطمینان نہیں ہے انہوں نے مجھے گذشتہ لڑائی میں تنہا میدان جنگ میں چھوڑ دیا تھا۔ اس وجہ سے میں انہیں کوئی راز بتانا نہیں چاہتا اور نہ میں ان کا منہ دیکھوں گا جب تک راجپوتوں سے شکست کا بدلہ نہ لے لوں گا مجھے چین نہ آئے گا بوڑھے نے عرض کیا وہ ایک اتفاقی اور تقدیری امر تھا جو پیش آگیا۔ تمام سرداران لشکر جان نثاری پر تیار ہیں جہاں بادشاہ کا پسینہ گرے وہاں وہ خون گرانے کو موجود ہیں آپ ان کی خطائیں معاف فرما دیجئے وہ لوگ خود کردہ پریشان اور نادم ہیں" شہاب الدین کو یہ باتیں پسند آگئیں۔ امراء لشکر کو حاضری کی اجازت دی اور حسب درجہ ہر ایک کو خوشنودی مزاج کا خلعت عنایت کی۔

راجپوتوں کی شکست

پشاور سے نکل کر اسی میدان میں پہنچا جہاں کہ پہلی لڑائی ہوئی تھی۔ اثناء راہ میں جس قدر دیہات قصبات اور شہر ملے سب کو فتح کر لیا۔ راجپوتوں نے اس سے مطلع ہو کر بہت بڑی جمعیت سے مقابلہ کیا۔ شہاب الدین لڑائی چھیڑ کر آہستہ آہستہ پیچھے ہٹا۔ یہاں تک کہ بلاد اسلامیہ کے قریب پہنچ گیا صرف تین منزل باقی رہ گیا۔ راجپوت تعاقب کرتے چلے آئے۔ شہاب الدین نے اپنے لشکر ظفر پیکر میں سے ستر ہزار سواروں کو حکم دیا کہ موکب ہمایوں سے علیحدہ ہو کر چکر کاٹ کر راجپوتوں پر پیچھے سے حملہ آور ہوں۔ اس اثناء میں رات ہو گئی دونوں حریف جنگ و تعاقب سے رک رہے صبح ہوتے ہی ان سواروں نے جو موکب ہمایوں سے علیحدہ ہو گئے تھے راجپوتوں پر پس پشت سے حملہ کیا اور آگے سے شہاب الدین نے تلوار لے کر رکھ لیا۔ راجپوتوں کے لشکر میں بہت بڑی ہل چل مچ گئی۔ راجپوتوں کا سردار لشکر ہاتھی پر تھا اتر کر گھوڑے پر سوار ہوا۔ ہمراہیوں نے اس کی مخالفت کی اور اسے دوبارہ ہاتھی پر سوار کرایا۔ ہاتھیوں کے پاؤں کو زنجیروں سے جکڑ دیا۔ مرنے اور مارنے کی قسمیں کھائیں۔ بہت بڑی خون ریز لڑائی ہوئی بالآخر لشکر اسلام کو فتح نصیب ہوئی۔ راجپوتوں میں بھگدڑ مچ گئی۔ سردار لشکر گرفتار ہو کر دربار شاہی میں پیش کیا گیا لوگوں نے بنظر توہین اس کی داڑھی

پکڑ کر اس تندی سے گھسیٹا کہ سر زمین سے لگ گیا پھر حکم شاہی سے قتل کر ڈالا گیا۔ راجپوتوں میں سے صرف چند افراد جانبر ہوئے بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا جن میں ہاتھیوں کی ایک خاصی تعداد تھی۔

فتح اجمیر

اس فتحیابی کے بعد شہاب الدین نے اجمیر کا قصد کیا۔ یہ بہت بڑا قلعہ تھا اور راجپوتوں کے دارالسلطنت ہونے کا اسے فخر حاصل تھا۔ راجپوتوں میں اس کے بچانے کی قوت باقی نہ رہی تھی اس لئے آسانی سے فتح ہو گیا۔ اجمیر کے فتح ہونے سے جتنے شہر اس کے قرب و جوار میں تھے وہ بھی فتح ہو گئے۔ شہاب الدین نے اپنے غلام قطب الدین ایبک کو جو اس کی طرف سے دہلی کا گورنر تھا ان شہروں کی حکومت عنایت کی اور غزنی کی جانب واپس ہوا۔

فتح بنارس

شہاب الدین غزنی کی روانگی کے وقت اپنے غلام اور گورنر ہندوستان قطب الدین ایبک کو ہدایت کر گیا تھا کہ وقتاً فوقتاً ہندوستان کے شہروں پر جہاد کرتے رہنا۔ چنانچہ اس ہدایت کے مطابق ہی قطب الدین ایبک نے اکثر مقامات[1] پر جہاد کی غرض سے فوج کشی کی اور مظفر و منصور ہوا۔ راجہ بنارس[2] کو اس سے خطرہ پیدا ہوا

راجہ بنارس راجگان ہند میں ایک خاص امتیازی درجہ رکھتا تھا۔ رقبہ حکومت کے لحاظ سے بھی سب سے بڑا تھا اس کی حکومت مشرق میں حدود چین تک پھیلی ہوئی تھی مغرب میں لاہور کے قریب تک اس کی حکومت کا اثر پہنچا ہوا تھا۔ قنوج وغیرہ بھی اسی کے مقبوضات میں داخل تھے۔ ان شہروں میں سلطان محمود کے زمانہ سے اسلام کی تخم ریزی ہو گئی تھی اور ان علاقوں میں مسلمانوں کی ایک خاصی آبادی تھی۔ راجہ بنارس نے ان مسلمانوں کو بھی اپنی فوج میں شامل کر لیا اور نہایت اہتمام و انتہائی غرور سے ایک بڑی فوج لئے ہوئے ۵۹۰ھ میں شہاب الدین کے

---

[1] میرٹھ کا قلعہ پتھورا کے رشتہ داروں کے قبضہ میں تھا قطب الدین نے شہاب الدین کی واپسی کے بعد اس پر جہاد کیا اور بزور تیغ اس پر قابض ہو گیا اس کے بعد ۵۸۹ھ میں شہر کول (علیگڑھ) کو فتح کیا۔ دہلی کا قلعہ اس وقت تک ہندوؤں ہی کے قبضہ میں تھا قطب الدین نے اس کی اہمیت کا احساس کر کے اسے بھی مسخر کر لیا اور اپنا مرکز حکومت بنایا (تاریخ فرشتہ مقالہ دوم صفحہ ۵۰ طبقات ناصری صفحہ ۱۴۰)

[2] بنارس کے راجہ کا نام جے چند تھا۔ قنوج بھی اسی کے دائرہ حکومت میں تھا مقام چندوار اور اٹاوہ میں مسلمانوں اور راجپوتوں نے صف آرائی کی تھی۔ لشکر اسلام کے مقدمۃ الجیش پر قطب الدین ایبک تھا۔ تقریباً پانچ سو زنجیر فیل جے چند کی فوج میں تھے (تاریخ فرشتہ مقالہ دوم صفحہ ۵۰)

مقبوضات کی طرف بڑھا۔ دریائے ماحون پر جو دجلہ کے ہم پلہ ہے۔ دونوں حریفوں نے صف آرائی کی سخت اور خون ریز جنگ[1] ہوئی لشکر اسلام نہایت استقلال سے لڑتا رہا۔ بالآخر فتح نصیب ہوئی۔ کفار کا لشکر پامال کیا گیا۔ راجہ بنارس اثنا درجنگ میں مارا گیا۔ بیشمار مال غنیمت ہاتھ آیا۔ ہزار ہا لونڈی غلام بنا لئے گئے۔ بڑے بڑے سورما راجپوتوں کے لڑکے گرفتار کر لئے گئے۔ لوٹنے[2] ہاتھی مسلمانوں کے ہاتھ لگے باقی بھاگ گئے اور بعضے مار ڈالے گئے شہاب الدین مظفر و منصور بنارس میں داخل ہوا۔ ایک ہزار چار سو اونٹوں پر خزانہ بار کرا کے غزنی کی جانب واپس ہوا[3]۔

قلعہ گوالیار کی تسخیر

۵۹۲ھ میں شہاب الدین نے پھر ہندوستان پر بغرض جہاد حملہ کیا، ہانسی کو ظفر پیکر لئے ہوئے غزنی سے روانہ ہوا قلعہ بھنکر پہ پہنچ کر محاصرہ ڈال دیا چند دن کے محاصرہ کے بعد قلعہ بصلح دامان فتح ہو گیا۔ تھوڑی سی فوج ایک سردار کے ساتھ اس کی حفاظت پر مامور کر کے قلعہ گوالیار کی طرف بڑھا بھنکر سے گوالیار پانچ منزل کی مسافت پر تھا درمیان میں ایک بڑی نہر حائل تھی پہنچتے ہی چاروں طرف سے گھیر لیا بالآخر گوالیار بھی صلح کے ساتھ فتح ہوا۔ سالانہ خراج مقرر کیا گیا۔ راجہ گوالیار نے ایک ہاتھی سونا نذر کیا۔ شہاب الدین نے واپسی کا حکم دے دیا۔ بلاد ابی اسود کو غارت اور پامال کرتا ہزاروں کو قید اور لونڈی و غلام بناتا ہوا مظفر و منصور غزنی چلا گیا۔

---

[1] یہ لڑائی مقام چندواڑ دراناوہ میں ہوئی تھی دیکھو تاریخ منہاج سراج جرجانی جو شہاب الدین کے لشکر کا قاضی اور اسکے ہمراہ تھا۔

[2] منہاج سراج میں لکھا ہے کہ تین سو زنجیر فیل اس لڑائی میں مسلمانوں کے ہاتھ آئے۔

[3] شہاب الدین کی واپسی کے بعد ہیمراج نے جو پتھورا کا داماد تھا۔ پتھورا کے لڑکے کے ساتھ مل کر اجمیر واپس لینے کی غرض سے عروج کیا۔ والی اجمیر ان دنوں شہاب الدین کی جانب سے کولا پتھورا کا لڑکا تھا چنانچہ کولہ نے اجمیر کو ہیمراج کے حوالہ کر دیا۔ قطب الدین ایبک کو اس کی خبر لگی آگ بگولا ہو گیا۔ لشکر آراستہ کر کے ہیمراج پر چڑھ آیا۔ ہیمراج نے بھی ایک بڑی فوج سے مقابلہ کیا بہت بڑی لڑائی ہوئی آخر کار ہیمراج مارا گیا اور اجمیر پر قطب الدین ایبک کا قبضہ ہو گیا اسی زمانہ سے اجمیر میں مسلمان حاکم رہنے لگا۔

قطب الدین ایبک نے اجمیر پر فتحیابی حاصل کر کے نہر والہ گجرات کی طرف قدم بڑھایا۔ بھیم دیو نہر والہ کا راجہ مقابلہ پر آیا یہ وہی بھیم دیو ہے جس نے پہلی بار قبضہ لاہور سے قبل شہاب الدین کو شکست دی تھی۔ غرض کہ دونوں حریف جی توڑ کر لڑے قطب الدین ایبک کو کامیابی ہوئی۔ بے شمار مال غنیمت ہاتھ آیا اس کے بعد حسب طلب شہاب الدین غزنی گیا اور پھر وہاں سے دہلی واپس آیا۔

بلخ پر فوج کشی شہر بلخ پر ترکمانان خطا نے قبضہ حاصل کر لیا تھا۔ ازبہ نامی ایک سرداران ترکمانوں کا حاکم تھا ماوراء النہر والے سالانہ اسے خراج دیا کرتے تھے ۵۹۴ھ میں ازبہ مر گیا۔ بہاء الدین سام بن محمد بن مسعود والی بامیان نے اپنے ماموں غیاث الدین کی جانب سے بلخ پر فوج کشی کر دی اور قبضہ حاصل کر کے خراج بھیجنا بند کر دیا۔ غیاث الدین کے نام کا خطبہ پڑھا اور ممالک اسلامیہ میں داخل کر لیا۔ اس سے پیشتر یہ کفار کے قبضہ میں تھا۔ ترکمانوں کو اس سے غصہ پیدا ہوا۔ غوریوں سے مقابلہ پر تل گئے اتفاق یہ کہ انہی دنوں علاء الدین تکش والی خوارزم نے ان ترکمانوں کے پاس اپنی ایک سفارت بھیجی اور انہیں غیاث الدین کے مقبوضات پر حملہ کرنے کی ترغیب دی سبب یہ تھا کہ علاء الدین نے رے، ہمدان، اصفہان اور ان کے درمیانی شہروں کو دبا لیا تھا اور خلافت مآب کے لشکر سے چھیڑ چھاڑ کی تھی۔ دربار خلافت بغداد میں یہ درخواست کی تھی کہ جامع بغداد میں ملوک سلجوقیہ کے بجائے میرا نام خطبہ میں داخل کیا جائے۔ خلافت مآب نے اس کا انکاری جواب دیا تھا اور ان افعال سے بیزاری اور ناراضگی ظاہر کی تھی۔ سلطان شاہ کے معاملات اور اس کے مقبوضات کے لے لینے پر دھمکی دی تھی۔ ان واقعات سے علاء الدین تکش کو ترکان خطا سے سازش کرنے کا خیال پیدا ہوا۔

ترکوں کی پیش قدمی چنانچہ علاء الدین کی ترغیب و سازش سے ادھر ترکوں کے بادشاہ نے ایک بڑی فوج اپنے سپہ سالار افواج کی ماتحتی میں غیاث الدین کے مقبوضات پر حملہ کرنے کی غرض سے روانہ کی۔ دریا کو عبور کر کے غوری مقبوضات کی طرف بڑھے ادھر علاء الدین تکش نے طوس کی طرف محاصرہ کی غرض سے قدم بڑھایا۔ غیاث الدین اس وقت عارضہ نقرس میں مبتلا تھا۔ نقل و حرکت سے مجبور تھا ترکوں نے غارت گری شروع کر دی جیسی کچھ مشیت الٰہی تھی بلاد اسلام آفات و مصائب کا نشانہ بن گئے ترکوں نے بہاء الدین کو گھیر لیا بہت سخت لڑائی ہوئی۔ لشکر اسلام نہایت استقلال اور ثابت قدمی سے لڑتا رہا۔ اس اثنا میں غیاث الدین کی بھیجی ہوئی کمک آ پہنچی لشکر اسلام کے دل ہاتھوں بڑھ گئے سب نے مجموعی قوت سے حملہ کیا۔ ترکوں کے پاؤں اکھڑ گئے شکست کھا کر جیحون کی طرف بھاگے۔ گرفتاری اور قید کے خوف سے دریا میں کود پڑے اور موجوں کے تھپیڑوں سے ہلاک ہو گئے جن کی تعداد بارہ ہزار تھی۔ اور اکثر قتل و قید کر لئے گئے۔ صرف چند افراد جانبر ہو کر داستان غم سنانے کے لئے اپنے بادشاہ کے پاس پہنچے۔

علاءالدین اور ترکمانوں میں کشیدگی بادشاہ ترک کو اس واقعہ سے سخت صدمہ ہوا علاءالدین تکش کو لکھا "تمہاری بدولت ہماری قوم اور فوج کو ہلاکت کا سامنا کرنا پڑا تمہارے ہی کہنے سے ہم نے غیاث الدین کے مقبوضات کی طرف قدم بڑھایا تھا تم نے ہمیں دھوکا دیا۔ بہتر یہ ہے کہ ہمارے نقصانات کی تلافی کرو ہمارے مقتولوں کا خونبہا دو اور جس طرح ممکن ہو ہمارے دربار میں حاضر ہو۔ اس تحریر کے دیکھنے سے علاءالدین کے حواس بجا نہ رہے۔ غیاث الدین سے میل جول پیدا کیا۔ ترکمانوں کی زیادتی کی شکایت کی غیاث الدین نے ملاطفانہ جواب دیا۔ دربار خلافت کی نافرمانی پر نصیحت و فضیحت کی۔ یہی اسباب تھے جن سے علاءالدین اور ترکمانوں میں مخالفت پیدا ہوئی اور اس نے بخارا کو ان کے ہاتھوں سے نکال لیا جیسا کہ آئندہ ان کے حالات میں لکھا جائے گا۔

علاءالدین ثانی ان واقعات کے بعد علاءالدین تکش نے جس کا ذکر آپ اوپر پڑھ آئے ہیں سفر آخرت اختیار کیا اس نے خراسان۔ بلاد رے اور بلاد جبالیہ پر اپنی قوت بازو سے قبضہ کر لیا تھا۔ اس کے مرنے پر اس کا بیٹا قطب الدین حکمران ہوا۔ علاءالدین کا لقب اختیار کیا۔ علاءالدین ثانی نے اپنے بھائی علی شاہ کو خراسان کی حکومت پر مامور کیا، نیشاپور کو بطور جاگیر مرحمت کیا۔ ہندوخاں ابن ملک شاہ برادر علی شاہ اور علاءالدین اپنے چچا علی شاہ کے خوف سے مرو چلا گیا۔ فوج کی فراہمی اور ترتیب میں مصروف ہوا۔ اس کی خبر اس کے چچا علاءالدین محمد کو ہوئی۔ ایک لشکر جنبقر ترکی کی ماتحتی میں ہندوخاں کی گرفتاری کے لئے بھیج دیا۔ ہندوخاں نے مرو کو خیرباد کہہ کر غیاث الدین کی خدمت میں جا کر پناہ لی اور اپنے چچا کے مقابلہ میں امداد کا خواستگار ہوا۔ غیاث الدین نے عزت واحترام سے ٹھہرایا اور امداد دینے کا وعدہ کیا۔

مروالرود پر قبضہ جنبقر ترکی ہندوخاں کی روانگی کے بعد مرو میں داخل ہوا۔ ولاخاں اور اس کی ماں کو عزت کے ساتھ خوارزم بھیج دیا۔ غیاث الدین نے جیسا کہ اس نے ہندوخاں سے وعدہ کیا تھا اس کے چچا علاءالدین سے چھیڑ چھاڑ شروع کی۔ محمد بن حزنک والی طالقان کو جنبقر ترکی کے مقبوضات کی طرف بڑھنے کے لئے لکھ بھیجا چنانچہ محمد بن حزنک نے مروالرود پر قبضہ حاصل کر لیا[1]۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور جنبقر ترکی کو اس امر کا پیام دیا کہ مرو میں سلطان غیاث الدین کے نام کا خطبہ پڑھا جائے خلاف ورزی

[1] اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا۔ جگہ خالی ہے۔

کی صورت میں مرو کے قبضہ سے ہاتھ اُٹھا لیا جائے۔ جنبقر ترکی نے بظاہر اس پیام کا نہایت سختی سے جواب دیا لیکن درپردہ سلطان غیاث الدین کی خدمت میں عرضداشت بھیج دی کہ مرو آپ کا ہے۔ میں آپ کا غلام ہوں مجھے اپنی جان کی امان دی جائے۔ غیاث الدین کو اس سے خراسان و مرو کے صوبوں پر قبضہ کر لینے کی خواہش پیدا ہوئی۔ اپنے بھائی شہاب الدین کو خراسان پر قبضہ کر لینے کے لئے لکھ بھیجا۔ چنانچہ شہاب الدین ۵۹۶ھ میں نصف سال گذرنے کے بعد غزنین سے خراسان کی جانب روانہ ہوا جس وقت طالقان پہنچا جنبقر ترکی والی مرو نے درپردہ مقابلہ کی تیاری کی اور علانیہ کہلا بھیجا کہ میں آپ کا مطیع ہوں۔ جب شہاب الدین مرو پہنچا جنبقر ترکی فوجیں لے کر مقابلہ پر آیا لڑائی ہوئی شہاب الدین نے اسے شکست دے کر شہر پناہ کے توڑنے کی غرض سے ہاتھیوں کو بڑھایا۔ جنبقر ترکی نے کہلا بھیجا کہ میں آپ کا مطیع و فرماں بردار ہوں آپ شہر پناہ کو مسمار نہ کیجئے قلعہ کی کنجیاں حاضر ہیں۔ شہاب الدین نے مرو پر قبضہ حاصل کر کے اپنے بھائی غیاث الدین کو فتح کا بشارت نامہ لکھا اور جنبقر ترکی کو بعزت و احترام ہرات بھیج دیا۔ ہندو خاں بن ملک شاہ کو مرو کی حکومت عنایت کی۔ اہل مرو کے ساتھ حسن سلوک اور احسان کے برتاؤ کرنے کی ہدایت کی۔

نیشاپور کا تاراج

شہاب الدین نے مرو کی مہم سے فراغت حاصل کر کے سرخس کی طرف قدم بڑھایا۔ تین ماہ کے محاصرہ کے بعد صلح و امان سے شہر پر قبضہ حاصل کیا۔ علی شاہ اس وقت نیشاپور میں تھا اور اپنے بھائی علاء الدین محمد کی طرف سے خراسان پر حکومت کر رہا تھا۔ شہاب الدین نے دھمکی دی کہ اگر تم شاہی علم حکومت کی اطاعت قبول نہ کرو گے تو تمہاری خیر نہیں ہے جنگ کے لئے تیار رہو۔ علی شاہ نے کچھ جواب نہ دیا شہر کی قلعہ بندی کر لی۔ بیرون شہر کی عمارتیں مسمار کرا دیں، باغات اور جنگل کٹوا ڈالے محمود بن غیاث الدین نے ایک جانب سے شہر پر حملہ کر دیا اور اتنے متواتر حملے کئے کہ علی شاہ سنبھل نہ سکا۔ شہر پناہ کے ایک حصہ پر قبضہ کر لیا اور اپنے باپ کا جھنڈا شہر پناہ کی دیوار پر گاڑ دیا۔ دوسری جانب سے شہاب الدین نے حملہ کیا تھا اور اس طرف کی شہر پناہ کی دیوار بھی شہاب الدین کے حملہ سے زمین دوز ہو گئی تھی۔ دونوں چچا اور بھتیجا دو طرف سے شہر میں داخل ہو گئے۔ لشکریوں نے تاخت و تاراج

شروع کر دی۔ اہل شہر نے امن کی درخواست کی، لوٹ مار موقوف کر دی گئی۔ خوارزمیوں نے جامع مسجد میں جا کر پناہ لی۔ اہل شہر نے ایک ایک کو گرفتار کر کے شہاب الدین کے حوالہ کر دیا۔

اسمٰعیلیوں کی بربادی خراسان کو سر کر کے شہاب الدین نے قہستان کی جانب کوچ کیا کسی نے یہ خبر دی کہ قہستان کے قرب و جوار میں ایک قصبہ ہے جہاں کے رہنے والے اسمٰعیلیہ مذہب کے پیرو ہیں۔ شہاب الدین نے یہ سنتے ہی اس قصبہ پر دھاوا کر دیا اور بزور تیغ گھس پڑا جو مقابلہ پر آیا اسے تہ تیغ کیا، عورتوں، بچوں کو قید کر لیا۔ قصبہ کو ویران کر دیا۔ اسی قصبہ کے قرب میں ایک دوسرا شہر تھا اور یہاں کے رہنے والے بھی اسمٰعیلیہ فرقہ کے تھے۔ شہاب الدین نے اس شہر والوں کے ساتھ بھی یہی برتاؤ کئے والی قہستان نے غیاث الدین کی خدمت میں شہاب الدین کے حملوں کی شکایت لکھی اور معاہدہ سابق کو یاد دلایا۔ غیاث الدین نے اپنے بھائی شہاب الدین کو قہستان پر آئندہ حملہ کرنے سے روکا اور واپس آنے پر مجبور کیا۔ چنانچہ شہاب الدین مجبوراً حسب حکم غیاث الدین قہستان سے غزنین کی جانب واپس ہوا۔

فتح نہروالہ (پنجاب) شہاب الدین اگرچہ اپنے بھائی غیاث الدین کے حکم سے خراسان سے مجبوراً واپس ہوا لیکن غزنین نہ گیا۔ جہاد کا شوق دل میں بھرا ہوا تھا ہندوستان کا راستہ اختیار کیا یہ واقعہ ۵۹۰ھ کا ہے۔ مقدمۃ الجیش پر اس کا غلام قطب الدین ایبک تھا ہندوستانی فوج سے نہروالہ کے قریب مقابلہ ہوا۔ ایبک نے پہلے ہی حملہ میں راجپوتوں کو شکست دی اور انہیں قتل و پامال کرتا ہوا نہروالہ کی طرف بڑھا اور بزور تیغ اس پر قبضہ کر لیا۔ والی نہروالہ بحال پریشان نہروالہ چھوڑ کر بھاگ گیا۔ لیکن شہاب الدین نے یہ رائے قائم کر کے کہ نہروالہ قیام کئے بغیر قبضہ میں نہیں رہ سکتا۔ والی نہروالہ سے سالانہ خراج پر مصالحت کر کے غزنین کی جانب واپس ہوا[1]۔

---

[1] شہاب الدین کی واپسی کے بعد راجپوتوں نے قطب الدین ایبک سے چھیڑ چھاڑ شروع کی قطب الدین نے انہیں نیچا دکھایا اور قلعہ کالپی کالنجر اور بدایوں کو ۵۹۹ھ میں فتح کر لیا۔ دیکھو تاریخ فرشتہ مقالہ دوم صفحہ ۵۹۔

علاء الدین کا دوبارہ خراسان پر قبضہ

جس وقت غوری لشکر خراسان کے جن شہروں اور مقامات پر قبضہ کرنا تھا قبضہ کر کے خراسان سے واپس ہوا۔ اور شہاب الدین غزنین واپس جانے کے بجائے بقصد جہاد ہندوستان کی طرف چلا گیا اس وقت علاء الدین محمد والی خوارزم نے غیاث الدین کے پاس ڈانٹ کا خط بھیجا۔ کہ شہاب الدین نے خراسان میں بے حد زیادتیاں کیں ہیں بہتر یہ ہے کہ جن مقامات اور شہروں پر شہاب الدین نے قبضہ حاصل کر لیا ہے وہ پھر حکومت خوارزم کو واپس دے دیئے جائیں ورنہ خطا کے ترکمانوں کو تمہارے مقابلہ پر بلاؤں گا۔ غیاث الدین نے اس کا کچھ جواب نہ دیا علاء الدین نے ترکمانوں سے سازباز شروع کی اتنے میں شہاب الدین ہندوستان سے واپس آگیا علاء الدین کو اس کی خبر نہ تھی ترکمانوں کی سازش کی بناء پر غیاث الدین کے گورنر خراسان کو نیشاپور چھوڑنے کے لئے لکھا اور نیشاپور نہ چھوڑنے کی صورت میں جنگ کی دھمکی دی گورنر خراسان نے غیاث الدین کی خدمت میں اس کی اطلاعی رپورٹ بھیجی اور اس امر سے بھی مطلع کیا کہ اہل نیشاپور بھی دشمنان حکومت کی طرف مائل ہیں غیاث الدین نے مدد بھیجنے کا وعدہ کیا اور علاء الدین کی مدافعت کی ہدایت و تاکید کی آخری ۵۹۹ھ میں علاء الدین والی خوارزم فوجیں آراستہ کر کے نیشاپور واپس لینے کی غرض سے چلا جس وقت نسا اور ابیورد کے قریب پہونچا ہندو خاں بن ملک شاہ (علاء الدین کا بھتیجہ) بھاگ گیا مرتا کھپتا بحال پریشان غیاث الدین کی خدمت میں فیروز کوہ پہنچا علاء الدین نے جنگ کے بغیر شہر مرو پر قبضہ حاصل کر کے نیشاپور کی طرف قدم بڑھایا۔ دو مہینہ تک محاصرہ ڈالے رہا۔ جب گورنر نیشاپور کو غیاث الدین کی طرف سے کمک نہ پہونچی اور روز محاصرہ اور جنگ سے تنگ آگیا تو اس نے علاء الدین سے امن کی درخواست کی شہر پناہ کی دیواروں پر امن کا پھریرا اڑا دیا۔ خود اپنے ہمراہیوں کے ساتھ حاضر ہو کر قدم بوس ہوا۔ علاء الدین نے عزت و احترام سے ملاقات کی۔

سرخس پر فوج کشی

علاء الدین نے نیشاپور پر قبضہ کرنے کو تو کر لیا مگر غیاث الدین اور اس کے بھائی شہاب الدین کا خوف دل میں بیٹھا ہوا تھا۔ گورنر نیشاپور سے کہا کہ آئے دن لڑائی کی وجہ سے بے حد خونریزی ہوتی ہے مناسب ہوگا کہ غیاث الدین اور شہاب الدین سے تم صلح کرا دو" گورنر نیشاپور

مصالحت کرانے کا اقرار اور وعدہ کر کے رخصت ہوا۔ چونکہ غیاث الدین سے کمک نہ بھیجنے کی وجہ سے ناراض ہو گیا تھا اس وجہ سے فیروزکوہ نہ گیا ہرات کا راستہ اختیار کیا اور وہاں جا کر قیام پذیر ہو گیا۔ نیشاپور پر قبضہ کرنے کے بعد علاء الدین نے سرخس پر چڑھائی کی۔ ان دنوں سرخس کی حکومت پر امیر زنگی مامور تھا۔ چالیس روز تک علاء الدین محاصرہ کئے رہا۔ دونوں حریفوں میں متعدد لڑائیاں ہوئیں اس کے بعد زنگی نے اپنے لڑکے کی معرفت علاء الدین کو یہ پیام دیا کہ اگر شہر سے چند دن کے لئے محاصرہ اٹھا لیا جائے تو میں اور میرے تمام ہمراہی اور سرداران لشکر شہر چھوڑ دیں گے۔ علاء الدین اس دھوکہ میں آ گیا۔ زنگی نے شہر کو رسد و غلہ سے پُر کر لیا اور جو لوگ محاصرہ سے گھبرا رہے تھے انھیں شہر سے باہر کر کے قلعہ بندی کر لی۔ والی خوارزم (علاء الدین) کو اس سے سخت ندامت ہوئی جھلا کر موجودہ فوج کو سرخس کے محاصرہ پر چھوڑ کر دوسری فوج کی فراہمی اور تیاری کی غرض سے لوٹ کھڑا ہوا جب علاء الدین سرخس سے کچھ دور نکل آیا تو محمد بن خرمک طالقان سے روانہ ہوا ادھر زنگی کو یہ کہلا بھیجا کہ تم اب کس موقع کے منتظر ہو جو فوج تمہارا محاصرہ کئے ہوئے ہے مار کر بھگا دو میں تمہاری مدد پر موجود ہوں" ادھر فوج محاصر کو یہ خبر دیدی کہ زنگی کی کمک آ گئی ہے" اب تمہاری خیریت اسی میں ہے کہ محاصرہ اٹھا کر چلتے بنو" علاء الدین کی فوج اس خبر سے پریشان ہو گئی۔ محاصرہ اٹھا کر خوارزم کا راستہ اختیار کیا۔

حسن بن محمد مرغنی کی گرفتاری

محاصرہ اٹھ جانے پر زنگی نے سرخس سے نکل کر محمد بن خرمک سے مرو میں ملاقات کی اور بالاتفاق دونوں نے ان صوبوں کا خراج وصول کر لیا۔ علاء الدین اس خبر کو سن کر غصہ سے کانپ اٹھا۔ تین ہزار سوار ان کی سرکوبی کے لیے روانہ کئے محمد بن خرمک نے نو سو سواروں سے مقابلہ کیا علاء الدین کی فوج کو پہلے ہی معرکہ میں شکست ہوئی۔ محمد بن خرمک کے جو کچھ ہاتھ لگا لوٹ لیا۔ اس کے بعد علاء الدین نے غیاث الدین کے پاس صلح کا پیام بھیجا۔ غیاث الدین نے شرائط صلح طے کرنے کی غرض سے سرداران غوریہ میں سے حسن بن محمد مرغنی کو علاء الدین کے پاس روانہ کیا علاء الدین نے حسن بن محمد کو گرفتار کر کے قید کر دیا (مرغن غور کا ایک گاؤں تھا)

ہرات کا محاصرہ

حسن مرغنی کی گرفتاری اور قید کر لینے کے بعد علاء الدین محمد والی خوارزم نے ہرات

پر فوج کشی کی اور پہنچتے ہی محاصرہ ڈال دیا۔ ہرات میں سلطان شاہ کے خادموں میں سے دو بھائی رہتے تھے جو ہرات کی شہر پناہ کے محافظین کے سردار تھے انہوں نے والی خوارزم سے سازش کر لی اور حملہ کے وقت اندرون شہر میں بھی جنگ چھیڑ دینے اور شہر پناہ کا دروازہ کھول دینے کا وعدہ کیا۔ کسی ذریعے سے امیر حسن مرغنی کو اس کی خبر لگ گئی جو والی خوارزم کے یہاں قید تھا۔ اس نے اپنے بھائی عمر والی ہرات کو اس راز سے مطلع کر دیا۔ عمر والی ہرات نے ان دونوں بھائیوں کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ اس عرصہ میں غیاث الدین کا بھانجا الپ غازی ایک جرار لشکر لئے ہوئے اہل ہرات کی کمک پر آ پہنچا۔ پانچ کوس کے فاصلہ پر پڑاؤ کیا۔ ہر طرف سے ناکہ بندی کر کے والی خوارزم کے لشکر کی رسد بند کر دی۔

شہاب الدین کی مراجعت والی خوارزم نے الپ غازی کی توجہ ہٹانے کی غرض سے ایک دستہ طالقان کی غارت گری کے لئے بھیج دیا۔ حسن بن خرمک والی طالقان نے مدافعت کی۔ اور کامیاب ہوا حملہ آور گروہ میں سے ایک شخص بھی جانبر نہ ہوا۔ والی خوارزم کو اس واقعہ سے سخت صدمہ ہوا، پائے رفتن نہ جائے ماندن کا مضمون پیش آ گیا تھا۔ اس کی فوج کا ایک حصہ جنگ طالقان میں کام آ گیا تھا۔ الپ غازی پانچ کوس کے فاصلہ پر اس کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ غیاث الدین کی روانگی کی خبریں اور زیادہ دہشت اور افراتفری پیدا کر رہی تھیں، ہندوستان سے شہاب الدین کی واپسی کا زمانہ بھی قریب آ گیا تھا اس وجہ سے والی خوارزم نے محاصرہ اٹھا کر واپسی کا ارادہ کر لیا تھا لیکن والی ہرات نے محاصرہ کی طوالت سے گھبرا کر مصالحت کا پیام دیا اور تاوان جنگ دے کر مصالحت کر لی چنانچہ والی خوارزم نے محاصرہ اٹھا کر خوارزم کا راستہ لیا۔ ان واقعات کی اطلاع شہاب الدین کو ہوئی بے حد برہم ہوا۔ فوجیں لئے ہوئے طوس پہنچا۔ اور خوارزم کے محاصرہ کے ارادے سے موسم سرما گذرنے کے انتظار میں وہیں قیام کیا۔ موسم سرما ختم نہیں ہونے پایا تھا کہ غیاث الدین کی وفات کی خبر پہنچ گئی۔ شہاب الدین نے ارادہ ترک کر کے ہرات کی طرف کوچ کر دیا۔

غیاث الدین کی وفات (۵۹۹ھ میں) غیاث الدین ابوالفتح محمد بن سام حکمران غزنین، خراسان،

فیروزکوہ، لاہور، اور دہلی نے وفات پائی۔ اس کا بھائی شہاب الدین اس وقت طوس میں تھا۔ جیسا کہ ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں۔ شہاب الدین اس واقعۂ جانکاہ سے مطلع ہو کر ہرات کی طرف روانہ ہوا۔ ہرات پہنچ کر غیاث الدین کی خبر وفات ظاہر کر کے رسم تعزیت ادا کی۔ غیاث الدین نے صرف ایک لڑکا محمود نامی یادگار چھوڑا۔ اس نے اپنے باپ کا مبارک لقب "غیاث الدین" اختیار کیا۔

منصور ترکی کا قتل

شہاب الدین نے طوس سے روانہ ہونے کے وقت مرو کی حکومت پر امیر محمد بن خرملک کو مامور کیا تھا ادھر شہاب الدین کی عدم موجودگی ادھر غیاث الدین کی وفات سے والی خوارزم کو مرو پر حملہ کا خیال پیدا ہوا۔ جھٹ پٹ ایک فوج مرتب کر کے مرو کے سر کرنے کے لئے بھیج دی۔ امیر محمد بن خرملک نے اس فوج پر شبخون مارا۔ چند افراد کے سوا اور کوئی جانبر نہ ہو سکا۔ قیدیوں اور مقتولوں کے سروں کو بشارت فتح کے ساتھ ہرات روانہ کیا۔ والی خوارزم کو اس واقعہ سے سخت صدمہ ہوا۔ ایک بڑی فوج منصور ترکی کی ماتحتی میں پھر مرو سر کرنے کے لئے روانہ کی۔ امیر محمد اس خبر سے مطلع ہو کر مدافعت کی غرض سے نکلا۔ مرو سے دس کوس کے فاصلہ پر دونوں حریفوں نے صف آرائی کی۔ بہت بڑی خونریز لڑائی ہوئی۔ بالآخر منصور ترکی شکست اٹھا کر میدان جنگ سے بھاگا فتح مند گروہ نے تعاقب کر کے محاصرہ کر لیا۔ پندرہ روز تک محاصرہ کئے رہا۔ منصور نے امن کی درخواست کی اور امن حاصل کر کے حاضر ہوا۔ لیکن والی مرو نے منصور کو امن حاصل کرنے کے باوجود قتل کر ڈالا۔ اس واقعہ کے بعد شہاب الدین اور والی خوارزم میں مصالحت کی خط و کتابت شروع ہوئی۔ لیکن کوئی امر طے نہ ہوا اور مصالحت نہ ہو سکی۔

شہاب الدین کی مراجعت غزنی

شہاب الدین نے جس وقت غزنیں کی جانب واپس کا قصد کیا تھا۔ انتظام مملکت کے خیال سے ہرات کی حکومت پر اپنے بھانجے الپ غازی کو مامور کیا۔ علاء الدین بن محمد غوری کو فیروزکوہ اور بلاد غور کی عنان حکومت عنایت کی جنگ خراسان اور دیگر امور انتظامیہ بھی اسی کے سپرد کئے گئے۔ محمود کو جو اس کے بھائی غیاث الدین کا بیٹا تھا بست اور

اسفرائین کی گورنری دی اس کے علاوہ ان اطراف کا انتظام اور سرحدی امن قائم رکھنے کا بھی اسے ذمہ دار بنایا۔

غیاث الدین نے ایک مغنیہ رقاصہ والی عورت سے عقد کرلیا تھا جو اس کی محبوب ترین زوجہ تھی، شہاب الدین نے غیاث الدین کی وفات کے بعد اسے گرفتار کرا کے پٹوایا اس کے لڑکے کو بھی دُرّے لگوائے۔ اس کی بہن سے نکاح کرلیا پھر ان لوگوں کو جلا وطن کر کے ہندوستان بھیج دیا[1]۔ غیاث الدین ایک عظیم الشان بادشاہ تھا۔ بذاتہ لڑائیوں میں کم شریک ہوا کرتا تھا مگر اس کے باوجود کامیاب ہوتا تھا۔ رعب داب اس کے حصہ میں آیا تھا۔ سخی، کریم النفس، خوش عقیدہ اور بے حد صدقہ کرنے والا تھا۔ خراسان اور دوسرے شہروں میں مسجدیں بنوائیں، شافعیہ کے مدارس قائم کئے راستوں میں حسب ضرورت جا بجا سرائیں تعمیر کرائیں۔ اور ان سب کے مصارف کے لئے بہت بڑی جاگیر وقف کر دیں۔ ٹیکس اور محصول جو اس سے پہلے رعایا پر لگے ہوئے تھے معاف کر دیئے۔ کسی کے مال سے کوئی شخص متعرض نہیں ہوتا تھا۔ اگر کوئی شخص مر جاتا اور اس کے ورثا اس وقت وہاں موجود نہ ہوتے تو اس کا مال شہر کے امانت دار تجار کے سپرد کر دیا جاتا جب اس کے ورثا آتے تو انہیں مرنے والے کا متروکہ مال دے دیا جاتا اور اگر اتفاق سے کسی شہر میں ایسا کوئی شخص امانت دار نہ ملتا تو وہ مال سربمہر کر کے قاضی شہر کے سپرد کر دیا جاتا اور وہ اس کے مستحق کو دے دیتا۔ اور اگر کوئی شخص لاوارث مر جاتا تھا تو اس کا مال خیرات کر دیتا تھا۔ جس شہر پر قبضہ حاصل کرتا تھا اہل شہر کے ساتھ بحسن سلوک پیش آتا۔ کسی سپاہی کی یہ مجال نہ تھی کہ کسی رعایا پر ذرہ بھر بھی ظلم وستم کر سکے ہر سال شاہی خزانہ سے فقہا، علماء کو وظائف اور عطیات دیتا تھا۔ فقراء، شعراء اور سادات علویہ کو بھی اپنے فیض عام سے سرفراز اور مالا مال کرتا تھا۔ ادیب، بلیغ، خوش خط تھا قرآن مجید

[1] یہ واقعات شہاب الدین کے دامن عزت پر داغ ہیں۔ مورخ ابن خلدون نے اس کا کوئی سبب نہیں بیاں کیا۔ عجب نہیں کہ شہاب الدین کو ان کی طرف سے کسی قسم کی بدظنی پیدا ہوئی ہو۔ (مترجم)

ملکھا کرتا اور مدارس میں جنھیں اس نے تعمیر کیا تھا تقسیم کر دیا کرتا تھا۔ شافعی المذہب تھا تعصب کا لگاؤ مطلق نہ تھا اس کا مقولہ تھا" التعصب فی المذاهب هلاک "

شہاب الدین اور خطا

غیاث الدین کی وفات اور اس کے بھائی شہاب الدین کی تخت نشینی کے بعد محمد بن تکش والی خوارزم کو ہرات واپس لینے کی اس وجہ سے خواہش پیدا ہوئی کہ شہاب الدین نے آئے دن کی لڑائی اور خونریزی سے احتراز کرنے کے خیال سے صلح کا پیام دیا تھا جو تکمیل کو نہ پہنچ سکا اس کے بعد شہاب الدین غزنین سے لاہور کی جانب ہندوستان فتح کرنے کی غرض سے روانہ ہوا محمد بن تکش کو مناسب موقع ہاتھ لگ گیا سنہ ۶۰۰ھ کا آدھا سال گذر چکا تھا کہ اس نے ہرات کی طرف قدم بڑھائے اور پہنچتے ہی محاصرہ کر لیا اس وقت ہرات کی گورنری پر شہاب الدین کا بھانجہ الپ غازی مامور تھا آخر شعبان سنہ مذکور تک محاصرہ وجنگ کا سلسلہ جاری رہا دونوں فریقوں کی طرف سے ایک گروہ معرکہ کارزار میں کام آ گیا ان مقتولوں میں خراسان کا ایک نامی رئیس تھا جو اندنوں مشہد طوس میں مقیم تھا۔

محمد بن تکش

جنگ اور محاصرہ کے دوران حسین بن حرمیل نے جو سرداران غوریہ کا ایک باثر ممبر تھا اور جرجان وغیرہ اس سے مقبوضات اور جاگیریں تھے محمد بن تکش سے اپنی یکجہتی واتحاد کا اظہار کر کے یہ کہلا بھیجا کہ آپ چند سرداران لشکر کو میرے پاس بھیج دیجئے تاکہ میں ضرورت جنگ کے لحاظ سے چند ہاتھی آپ کو دے دوں۔ محمد بن تکش کو لالچ پیدا ہوا۔ چنانچہ اپنے سرداروں کو حسین بن حرمیل کے پاس روانہ کیا۔ حسین بن حرمیل حسین بن محمد مراغنی کے ہمراہ ایک کمین گاہ میں بیٹھ رہا جس وقت محمد بن تکش کے سرداران لشکر کمین گاہ سے آگے بڑھے حسین بن حرمیل نے کمین گاہ سے نکل کر حملہ کر دیا اور سب کو مار ڈالا۔ اتنے میں الپ غازی نے سفر آخرت اختیار کیا اور محمد بن تکش نے بھی محاصرہ ہرات سے تنگ آ کر اور قبضہ سے ناامید ہو کر محاصرہ اٹھا کر سرخس کی طرف کوچ کیا اور اسے بے یار و مددگار تصور کر کے محاصرہ کر لیا۔

شہاب الدین کی خوارزم پر فوج کشی

ان واقعات کی اطلاع شہاب الدین کو بلاد ہند میں پہنچی۔ سنتے ہی آگ بگولہ ہو گیا اپنی فوج کو فوراً لوٹنے کا حکم دیا اور محمد بن تکش کے دارالحکومت خوارزم کی جانب قدم

بڑھایا۔ محمد بن تکش یہ سن کر سرخس سے محاصرہ اٹھا کر خوارزم کو بچانے کے لئے دوڑا۔ لیکن اس کے پہنچنے سے پہلے شہاب الدین خوارزم پہنچ گیا تھا۔ لڑائی شروع ہو گئی تھی۔ خوارزمیوں نے نہایت دلیری سے شہاب الدین کا مقابلہ کیا سخت وخونریز جنگ ہوئی غوری ہنرو آزمالیوں کا ایک گروہ کام آگیا جس میں حسین بن محمد مراغنی بھی تھا خوارزمی بھی کثرت سے گرفتار ہوئے جنہیں شہاب الدین نے قتل کر ڈالا۔

شہاب اور ترکان خطا

محمد بن تکش نے گھبرا کر ترکان خطا کو لکھا کہ آپ لوگ شہاب الدین کے مقابلہ پر میری امداد کو آیئے اور مدد کا بہترین طریقہ یہ ہوگا کہ شہاب الدین کے مقبوضات بلاد غور کی طرف قدم بڑھایئے۔ چنانچہ ترکان خطا اس کے ابھارنے کی وجہ سے بلاد غور کی جانب بڑھے۔ شہاب الدین یہ سن کر خوارزم کا محاصرہ چھوڑ کر اپنے مقبوضہ علاقے کو بچانے کے لئے لوٹا۔ صحرائے اینخوی میں ترکان خطا کے مقامۃ الجیش سے مڈبھیڑ ہو گئی، یہ مہینہ صفر ۶۰۱ھ کا تھا۔ شہاب الدین نے نہایت سختی سے حملہ کیا قریب تھا کہ انہیں پامال کر دیتا۔ اس اثناء میں ترکان خطا کا ساقہ آگیا اور اس نے شہاب الدین پر پیچھے سے اچانک حملہ کر دیا۔ شہاب الدین اس کا مقابلہ نہ کر سکا۔ میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا۔ اس کے بہت سے ہمراہی مارے گئے۔ بذات خاص ایک ہاتھی پر سوار ہو کر قلعہ اینخود میں جا کر پناہ گزیں ہوا۔

حسین بن حرمیل کی گرفتاری

ترکان خطا نے وہاں پہنچ کر اسے گھیر لیا۔ بالآخر شہاب الدین نے چند ہاتھی دے کر اپنی جان بچائی۔ سات سواروں کے ساتھ طالقان پہنچا۔ شہاب الدین کے طالقان پہنچنے سے پہلے گورنر طالقان حسین بن حرمیل واقعہ متذکرہ بالا سے نجات پا کر طالقان پہنچ چکا تھا چنانچہ حسین نے شہاب الدین کی رسد و بار برداری کا معقول اور کافی انتظام کر دیا۔ اور تمام اسباب و سامان معاشرت مہیا کر دیئے۔ چونکہ شہاب الدین کو معرکہ جنگ سے بھاگ کھڑے ہونے کی وجہ سے اپنے امراء لشکر سے بدگمانی اور ایک قسم کی نفرت پیدا ہو گئی تھی اس وجہ سے شہاب الدین نے حسین بن حرمیل کو گرفتار کر کے غزنیں روانہ کر دیا۔ حسین کو اس سے بے حد تعجب ہوا۔

تاج الدین کا غزنی پر حملہ

اس شکست کے بعد بلاد غور میں شہاب الدین کے مارے جانے کی خبر غلط طور سے بکثرت مشہور ہو گئی۔ تاج الدین (شہاب الدین کے غلام)

نے فوجیں فراہم کر کے غزنین کے قلعہ پر قبضہ کرنے کی غرض سے دھاوا کر دیا۔ والی قلعہ نے نہایت استقلال سے مدافعت کی۔ تاج الدین کو مجبوراً پسپا ہونا پڑا۔ اپنے مقبوضہ علاقے میں پہنچ کر بدامنی اور فساد کی منادی بھی کرادی۔ ترکان خلجیہ سے سازش کر لی۔ لوٹ مار کی کثرت ہو گئی شہاب الدین کا دوسرا غلام ایبک نامی جو جنگ میں شریک تھا۔ اور وہ بھی شکست اٹھا کر بھاگا تھا۔ ہندوستان پہنچا۔ اور سلطان شہاب الدین کی موت کی خبر مشہور کر کے ملتان[1] پر قابض ہو گیا۔ قبضہ کرتے ہی اہل ملتان کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ شروع کر دیئے۔ رفتہ رفتہ چاروں طرف سے یہ خبریں سلطان شہاب الدین تک پہنچیں۔ سُن کر غصہ سے کانپ اُٹھا۔ فوج کی فراہمی کا حکم دیا چنانچہ ایک بڑا لشکر جمع کر کے ترکان خطا اور مفسدین کی سرکوبی کے لئے اُٹھ کھڑا ہوا۔

کھوکھروں کی بغاوت

قوم ککر (کھکر) لاہور اور ملتان کے درمیان پہاڑوں میں رہتی تھی اور اُن پہاڑوں کے دشوار گزار ہونے کی وجہ سے قوم ککر کا ایک بڑا گروہ جمع ہو گیا تھا۔ لیکن شہاب الدین کے رعب اور خوف سے یہ اس قدر متاثر تھے کہ سالانہ خراج شاہی خزانہ میں داخل کیا کرتے تھے جس وقت شہاب الدین کی موت کی غلط خبر مشہور ہوئی ککر بگڑ گئے بدعہدی و بغاوت پر کمریں باندھ لیں اور پہاڑی قوموں سے سازش کر کے فتنہ و فساد لوٹ مار کا دروازہ کھول دیا۔ دن دہاڑے مسافروں کو لوٹ لینے لگے غزنیں اور لاہور کے راستے خطرناک ہو گئے۔ آمد و رفت کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ شہاب الدین نے اپنے گورنر لاہور محمد بن ابوعلی کو لکھ بھیجا کہ ککر سے سالانہ خراج وصول کر کے بھیج دو اور بدنظمیوں کو دفع کر کے امن و امان قائم کر دو۔ ککر نے محمد بن ابوعلی کی کسی بات کی پروا

---

[1] ان دنوں ملتان کا گورنر امیر داد حسن نامی ایک شخص تھا۔ ایبک نے ملتان پہنچ کر اس سے کہا کہ میں شاہی فرمان کے بموجب تم سے تنہائی میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ امیر داد حسن کسی خوف و خطرے کے بغیر ایبک کو لے کر ایک کمرہ میں چلا گیا۔ ایبک ادھر اُدھر کی باتیں کرنے لگا۔ جس وقت امیر داد حسن غافل ہوا ایک ترکی غلام نے جو اس کام کے لئے پہلے ہی سے مامور کیا گیا تھا امیر داد حسن کا سر اُتار لیا۔ ایبک نے باہر آ کر یہ مشہور کر دیا کہ میں نے یہ کام بحکم سلطان کیا ہے اور مصنوعی فرمان دکھلا کر ملتان پر قابض ہو گیا۔ دیکھو تاریخ فرشتہ مقالہ دوم صفحہ ۵۹۔

نہ کی۔ تب شہاب الدین نے اپنے غلام ایبک[1] کو قوم ککر کی سرکوبی اور سمجھانے بجھانے کے لئے روانہ کیا۔ ککروں کے سردار نے ایک کورا سا جواب دے دیا کہ اگر شہاب الدین زندہ ہوتا تو وہ خود آتا اسے یہ کہاں تاب تھی کہ ہم خراج دینا بند کر دیتے اور وہ خاموش بیٹھا رہتا۔ غرض کہ ککھر نے ایبک کی نہ سنی۔ شہاب الدین نے اس سے مطلع ہو کر قریہ شاپور میں لشکر مہیا کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ لشکر مرتب ہونے کے بعد ککر کی گوشمالی کے لئے روانہ ہوا۔ جوں ہی شہاب الدین لاہور پہونچا۔ ککر نے اطاعت قبول کی شہاب الدین ماہ شعبان سنہ ۶۰۱ھ میں لوٹ کر غزنیں آیا اور فوراً ہی ترکان خطا پر چڑھائی کر دی۔

کھوکروں کی سرکوبی

شہاب الدین کی واپسی کے بعد ککروں نے پھر بغاوت کا جھنڈا بلند کر دیا، رہزنی اور غارتگری کرنے لگے۔ اس مرتبہ ہنود کی اور قومیں بھی غارتگری و بغاوت میں شریک ہو گئیں۔ شہاب الدین کو اس کی خبر لگی۔ ہند کے مقبوضہ علاقے میں بدامنی پھیلنے کے خیال سے ترکان خطا کے مقابلہ سے لشکر واپس لے کر غزنیں کی طرف آیا اور وہاں سے لشکر کو از سر نو آراستہ کر کے ماہ ربیع الاول سنہ ۶۰۲ھ میں ککروں کی سرکوبی کے لئے بڑھا۔ نہایت تیزی سے کوچ و قیام کرتا ہوا ککروں کے سروں پر پہنچ گیا۔ ککر بھی جنگ کے لئے پہاڑوں سے اتر کر میدان میں صف آرا ہوئے، ایک شب و روز مسلسل لڑائی ہوتی رہی۔ دوران جنگ میں جبکہ گھمسان کی لڑائی ہو رہی تھی۔ قطب الدین ایبک لشکر اسلام لئے ہوئے۔ (دہلی) سے آپہنچا اور تکبیریں کہتا ہوا ککروں پر حملہ کر دیا۔ ککروں کے پاؤں اکھڑ گئے۔ نہایت ابتری سے شکست اٹھا کر بھاگے۔ مسلمانوں نے ککروں کو جہاں پایا مار ڈالا۔ ککروں کا ایک بڑا گروہ ایک گنجان جنگل میں گھس گیا۔ لیکن ان اجل رسیدوں کو گنجان جنگل بھی پناہ نہ دے سکا۔ مسلمانوں نے اس میں آگ لگا دی۔ بے انتہا مال غنیمت ہاتھ آیا۔ عورتیں، بچے گرفتار کر لیے گئے۔ لونڈی غلاموں کی اس قدر ارزانی ہوئی کہ پانچ پانچ دینار پر فروخت ہوئے۔ ککروں کا سردار مارا گیا۔ اسی اثنا میں دانیال سردار لشکر جودی نے بھی سر اٹھایا۔ شہاب الدین اس کی سرکوبی کی طرف متوجہ ہوا۔ چنانچہ ماہ رجب سنہ اسی مہم میں گذر گیا۔

---

[1] یہ ایبک وہ نہیں ہے جس نے ملتان پر پہلے [illegible] قبضہ حاصل کیا تھا بلکہ یہ قطب الدین ایبک ہے جس نے دہلی میں بادشاہت کی تھی (مترجم)

الغرض جس وقت باغیان ہندوستان کی سرکوبی سے فراغت حاصل ہوگئی۔ اس وقت شہاب الدین نے لاہور سے غزنین کی طرف کوچ کیا۔ بہاء الدین والی بامیان کو لکھ بھیجا کہ مابدولت واقبال کا ارادہ سمرقند پر فوج کشی کرنے کا ہے۔ لہٰذا تم فوجیں فراہم کر رکھو اور دریائے جیحون پر پل بھی بند ہوا دو تاکہ لشکر ظفر پیکر کو عبور کرنے میں کسی قسم کی دقت نہ ہو۔

تراہیہ قبیلہ کفار تراہیہ غزنین اور پنجاب کے درمیان میں پہاڑوں پر رہتے تھے۔ مسلمانوں کی ایذا دہی ان کا مذہبی فرض تھا۔ یہ بھی ایک قسم کے بت پرست یا مجوسی المذہب تھے۔ ان کی ایک رسم یہ تھی کہ جب کسی کی لڑکی بالغ ہوتی تو اسے مکان کے دروازہ پر لاتے اور آواز بلند سے کہتے تھے کوئی ہے جو اس لڑکی سے شادی کرے۔ جو شخص اس کا اثباتی جواب دیتا فوراً اس کے حوالہ کر دیتے ورنہ مار ڈالتے تھے۔ ان کی ایک بڑی رسم یہ بھی تھی کہ ایک عورت متعدد مردوں سے ایک ہی وقت میں شادی کرتی تھی۔ ان لوگوں نے اطراف سمرقند و قریہ شاپور میں فتنہ مچا رکھا تھا۔ دن دہاڑے مسافروں کو لوٹ لیتے تھے۔ سلطان شہاب الدین کے آخری عہد حکومت میں ان کا ایک بڑا گروہ دائرہ اسلام میں داخل ہوگیا تھا۔

تراہیوں کی بغاوت لیکن جس وقت شہاب الدین کے قتل کی خبر غلط مشہور ہوئی۔ تو اس قوم میں بھی بغاوت و سرکشی کا جوش پیدا ہوا۔ عہد و پیمان کو بالائے طاق رکھ کر غارت گری شروع کر دی۔ سوران اور بکران کے حدود میں رہزنی کرنے لگے۔ اور مسلمانوں کی ایذا دہی پر پھر کمریں باندھ لیں۔ تاج الدین خلجی (جو شہاب الدین کی طرف سے ان صوبوں کا گورنر تھا) اس باغی قوم کی سرکوبی کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔ اور ان پر نہایت سختی سے حملہ کیا۔ بری طرح پامال کئے گئے اور ان کے بڑے بڑے سردار مارے گئے، تاج الدین نے ان کے سروں کو بڑے بڑے اسلامی شہروں میں بھیج دیا جو شارع عام پر آویزاں کر دیئے گئے اور فتنہ وفساد ختم ہوگیا۔ [1]

---

[1] کوکر یا کھکر یا گکر اور کفار تراہیہ پہاڑی قومیں تھیں، مذہباً یہ سب بُت پرست تھے مسلمانوں کے پکے دشمن تھے گکر اطراف پشاور میں فتنہ پھیلاتے رہتے تھے اور مسلمانوں کو ایذائیں دیتے تھے اور کفار تراہیہ پنجاب اور غزنین کے درمیانی پہاڑوں میں سکونت پذیر تھے۔

تاریخ فرشتہ صفحہ ...

شہاب الدین کی وفات

آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ شہاب الدین نے ہندوستان کی مہم سے فراغت پا کر لاہور سے غزنین کی واپسی کا قصد کیا تھا غرض یہ تھی کہ ترکان خطا سے ان کی پیش قدمی کا بدلہ لے چنانچہ ہندی اور خراسانی فوجیں مرتب کی گئیں۔ القصہ جس وقت شہاب الدین لاہور سے نکل کر غزنین کے لئے روانہ ہوا۔ مقام دمیل میں جو لاہور کے قریب تھا پہنچ کر قیام کیا۔ چند لوگ شاہی خیمے کے پاس آئے اور ان میں سے ایک نے دربان کو زخمی کیا۔ شور و غوغا بلند ہوا محافظین خیمہ شاہی دوڑ پڑے جس نے دربان کو زخمی کیا تھا وہ تو بھاگ گیا باقی کو موقع مل گیا وہ خیمہ میں گھس گئے۔ دو ایک خدمت گار جو خیمہ کے اندر تھے۔ خوف زدہ ہو کر بے حس و حرکت ششدر کھڑے رہ گئے۔ شہاب الدین اس وقت نماز پڑھ رہا تھا سجدہ میں تھا کہ ان بے دینوں نے اسے اسی حالت میں شہید کیا۔ اسے قتل کر کے ان خدمت گاروں پر بھی ہاتھ صاف کیا جو اس خیمہ میں تھے۔ یہ واقعہ اوائل ماہ شعبان ۶۰۲ھ میں واقع ہوا۔

قاتلین سلطان شہاب الدین کی بابت مورخین میں اختلاف ہے۔ بعضوں[1] کا یہ خیال ہے کہ کوکروں (ککروں) نے اسے شہید کیا تھا جن کے گھر بار کو سلطان شہاب الدین نے تاخت و تاراج اور ان کے اعزہ و اقارب کو قتل کیا تھا اور بعض کا یہ قول ہے کہ فرقہ اسماعیلیہ میں سے کسی شخص نے شہاب الدین کو شربت شہادت پلایا تھا کیونکہ فرقہ اسماعیلیہ نے بہت بڑی شورش برپا کر رکھی تھی۔ شہاب الدین نے ان کی سرکوبی کے لئے ان کے قلعوں کا محاصرہ کیا تھا اور اس کی فوجوں نے بلاد اسماعیلیہ کو تاخت و تاراج کیا تھا۔

(بقیہ حاشیہ) ان کا مذہب بھی مسلمانوں کی ایذا دہی کی تعلیم دیتا تھا شہاب الدین محمد غوری کے آخری عہد حکومت میں ان میں سے ایک جم غفیر دائرہ اسلام میں بطیب خاطر داخل ہو گیا تھا جن کی تعداد تین چار لاکھ کے درمیان بتلائی جاتی ہے۔ دیکھو تاریخ فرشتہ مقالہ دوم صفحہ ۶۰۔

[1] انگریزی مورخ لکھتے ہیں کہ شہاب الدین کو ایک جنونی مسلمان نے قتل کیا تھا مگر یہ روایت اور اسی طرح اسماعیلیہ کے قاتل ہونے کی روایت قرین قیاس نہیں ہے۔ بظاہر قیاس یہ کہتا ہے کہ ککروں نے اسے قتل کیا ہے کیونکہ جہاں سے شہاب الدین گزر رہا تھا وہ ککروں کی سکونت کی جگہ تھی ۱۲ منہ

خواجہ موید الدین شہاب الدین کے قتل ہونے کے بعد امراء لشکر وزیر السلطنت خواجہ موید الدین کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سب کے سب اس امر پر متفق ہوئے کہ جب تک خاندان شاہی میں سے کوئی شخص تخت کا مالک نہ ہو اس وقت تک شاہی خزانوں کی کامل طور سے حفاظت کی جائے۔ چنانچہ وزیر السلطنت نے سپہ سالار لشکر کو طلب کر کے لشکریوں میں امن وامان قائم رکھنے اور نظام حکومت کے پابند رہنے کی ہدایت و تاکید کی اور نعش کو ایک تابوت میں رکھ کر اور شاہی خزانے کے ساتھ غزنین کی طرف روانہ ہوا۔ خزانہ شاہی دو ہزار دو سو اونٹوں پر لدا ہوا تھا یا بائیس سو اونٹوں پر خزانہ لدا ہوا دیکھ کر غلامان شاہی کے منہ میں پانی بھر آیا۔ صریخ (اذ کا سسرالی رشتہ دار) وغیرہ نے یہ خیال قائم کر کے کہ شہاب الدین تو اب باقی نہیں رہا لوٹنے کا قصد کیا۔ سرداران لشکر اور امرایان دولت نے ان لوگوں کو اس بڑے کام سے باز رکھا۔ اور ان سب لشکریوں کو ہندوستان کی طرف واپس کر دیا جن کے وظائف اور جاگیریں قطب الدین ایبک کے قبضہ میں ہندوستان میں تھیں۔

شہاب الدین کی تجہیز و تکفین الاکین سلطنت میں تخت نشینی میں اختلاف پڑا ہوا تھا بعضوں کا منشا یہ تھا کہ غیاث الدین محمد ابن سلطان غیاث الدین تخت آرائے حکومت ہو اور بعضے یہ چاہتے تھے کہ بہاء الدین سام ہمشیرہ زادہ شہاب الدین کے قبضہ اقتدار میں زمام سلطنت دی جائے۔ خواجہ موید الدین ور امرائے اتراک کا میلان غیاث الدین محمد کی طرف تھا اور امرائے غور اس خیال میں تھے کہ بہاء الدین سام کو حکومت دی جائے۔ غرض کہ ہر فریق یہ چاہتا تھا کہ قریب ترین راستہ کو طے کر کے خود ساختہ حکمراں کو خزانہ و لشکر حوالہ کر دے۔ ایک مقام پر پہنچ کر دونوں فریق میں جھگڑا پڑ گیا ترکوں نے سوران کا راستہ اختیار کرنا چاہا تا کہ فارس پہنچ کر غیاث الدین محمد کو خزانہ شاہی سپرد کر دیں اور اسے تخت حکومت پر بٹھا دیں غوریوں نے وہ راستہ پسند کیا جو بامیاں کو جاتا تھا۔ وزیر السلطنت نے آئندہ قتل و قتال کے خطرے کا احساس کر کے امراء غور یہ کو سمجھا بجھا کر براہ کرمان غزنین چلنے پر راضی کیا۔ چنانچہ اسی راہ سے سب کے سب غزنین کی طرف روانہ ہوئے۔ اثنائے راہ میں قبائل افغان اور کفار تراہیہ سے بے حد تکلیفیں اٹھائیں۔ انتہائی دشواریوں کے بعد کرمان کے قریب پہنچے۔ تاج الدین دز (ایلدوز) جنازہ شاہی کے استقبال کے لئے نکلا جوں ہی اس کی نظر تابوت پر پڑی گھوڑے سے اتر کر زمین بوس ہوا۔ تحفہ کو اٹھا کر شہاب الدین کو دیکھا ضبط نہ کر سکا چیخ مار کر رونے لگا۔ عمامہ پھینک دیا۔ پیراہن

پھاڑ ڈالا - لوگوں نے زبردستی کھینچ کر تابوت کے پاس سے ہٹایا۔ الغرض شعبان ۶۰۲ھ میں شہاب الدین کا تابوت غزنین پہنچا اور مدرسہ شاہی میں بائیسویں تاریخ ماہ مذکور میں مدفون ہوا۔

شہاب الدین کا کردار
شہاب الدین شجاع، عادل اور اپنے ارادوں میں پکا تھا۔ جہاد کا بے حد شائق تھا۔ اس کی ساری عمر جہاد ہی میں تمام ہوئی۔ ہر ہفتہ میں چار دن مقدمات فیصل کرنے کے لئے مقرر کر رکھے تھے چنانچہ قاضی شہران چاروں دن شاہی دربار میں آتا۔ اور شرع شریف کے مطابق مقدمات فیصل کرتا جس کی تعمیل امراء دولت اور اراکین سلطنت کرتے تھے۔ اور اگر کوئی فریق یہ چاہتا کہ میرے مقدمہ کی سماعت خود شہاب الدین کرلے تو شہاب الدین نہایت توجہ سے اس کے دعوے کو سنتا اور بمشورہ قاضی اس کا فیصلہ کرتا تھا۔ شافعی المذہب تھا۔

تاج الدین ایلدوز
تاج الدین ایلدوز[1] سلطان شہاب الدین محمد غوری کے مخصوص اور مقرب غلاموں میں سے تھا شہاب الدین کے مارے جانے کے بعد تاج الدین ایلدوز کو غزنین کی حکومت کا شوق پیدا ہوا۔ اور غیاث الدین محمد بن سلطان غیاث الدین کی حکومت وسلطنت کی لوگوں کو ترغیب دینے لگا چونکہ غیاث الدین محمد خراسان کی مہم میں مصروف تھا اس وجہ سے اس نے تاج الدین ایلدوز کو غزنین کی حکومت کی سند لکھ کر بھیج دی۔ چنانچہ تاج الدین نے دار السلطنت سے خزانہ شاہی کا چارج لے کر غزنین کا قصد کیا۔

بہاء الدین سام
غیاث الدین نے اپنے چچا زاد بھائی شمس الدین محمد بن مسعود کو بامیان کی حکومت پر مقرر کیا تھا اور اپنی بہن سے عقد کر دیا تھا جس کے بطن سے ایک لڑکا سام نامی پیدا ہوا۔ شمس الدین محمد کا ایک اور لڑکا عباس نامی ایک ترکی خاتون کے بطن سے بھی تھا لیکن سام اس سے عمر میں چھوٹا تھا۔ شمس الدین کے مرنے کے بعد اس

---

[1] سلطان شہاب الدین نے تاج الدین ایلدوز کو بحالت صغر سنی خرید کیا تھا چونکہ تاج الدین وجاہت ظاہری اور اخلاق حمیدہ کے خوشنما لباس سے آراستہ تھا سلطان شہاب الدین نے اسے اپنی خاص خدمت پر مامور کیا، رفتہ رفتہ امیر کیا اور اراکین دولت کے زمرے میں داخل ہو گیا کرمان و سوران بطور جاگیر عنایت کیا گیا اس کی دو لڑکیاں تھیں۔ ایک تو شاہی ارشاد کے مطابق قطب الدین ایبک سے منسوب ہوئی اور دوسری ملک ناصر الدین قباچہ سے۔ دیکھو تاریخ فرشتہ مقالہ دوم صفحہ ۶۳۔

کا بیٹا ابو العباس بامیان کے تخت و تاج کا مالک ہوا۔ سلطان غیاث الدین اور شہاب الدین کو اس سے ناراضگی پیدا ہوئی۔ عباس کو معزول کر کے اپنے بھانجہ بہارالدین سام کو بامیان کی حکومت عطا کی۔ بہارالدین ہوشیار سیاسی امور سے آگاہ اور مدبر تھا۔ رفتہ رفتہ اس کا رعب و داب بڑھ گیا۔ خزانہ مالا مال ہو گیا۔ چونکہ امراء غوریہ کا میلان طبع اس کی طرف تھا اس وجہ سے اپنے ماموں شہاب الدین کے بعد حکومت غزنین کا دعویدار ہوا۔

بہارالدین سام کا انتقال

شہاب الدین کے قتل کے وقت قلعہ غزنین میں امیرداں نامی ایک شخص بطور نائب حکومت کر رہا تھا۔ اس نے اپنے لڑکے کو غیاث الدین محمد بن سلطان غیاث الدین محمد اور ابن حرمیل گورنر ہرات کے پاس بھیجا اور یہ کہلا بھیجا کہ آپ لوگ اپنے مقبوضات کی نگرانی اور حفاظت کیجئے اور میں غیاث الدین محمد کے نام کا خطبہ جامع غزنین میں پڑھواؤں گا۔ اور اسی کے نام کا ممالک مقبوضہ میں سکہ چلاؤں گا۔ امرائے غوریہ اور اتراک میں جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں تخت نشینی کی بابت اختلاف پڑا ہوا تھا۔ بہارالدین سام اپنے ماموں کے قتل کی خبر سن کر فوجیں فراہم کر کے بامیان سے غزنین کی طرف روانہ ہوا۔ علاءالدین اور جلال الدین اس کے دونوں بیٹے بھی ہمرکاب تھے۔ بہارالدین سام نے ان دونوں کو غزنین اور ہندوستان جانے کا حکم دے رکھا تھا۔ جب بہارالدین سام نے اثناء راہ میں سفر آخرت اختیار کیا تو اس کے دونوں بیٹے علاءالدین اور جلال الدین نے پہلے غزنین پر دھاوا کیا۔

علاءالدین بن بہارالدین

امراء غوریہ علاءالدین بن بہارالدین سام کی آمد کی خبر پا کر استقبال کو آئے اور شاہی آداب سے ملے۔ امراء ترک بھی اس جلوس میں شریک تھے اگرچہ ان کے دل غیاث الدین محمد کی ہوا خواہی میں تھے۔ چنانچہ علاءالدین اور جلال الدین نے قلعہ کر لیا۔ اور قصر شاہی میں رمضان سنہ ۶۰۲ھ کی چاندرات کو قیام کیا۔ ترکوں کو یہ امر ناگوار گزرا روک ٹوک پر تل گئے۔ وزیر السلطنت مؤید الملک نے اس مصلحت سے کہ بالفعل غیاث الدین محمد مہم خراسان میں مصروف ہے ترکوں کو اس فعل سے روکا۔ مگر وہ اپنے خیال سے باز نہ آئے۔ علاءالدین اور جلال الدین سے کہلا بھیجا کہ "تم دونوں بھائی مقر شاہی سے قبضہ اٹھا لو ورنہ جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ" علاءالدین اور جلال الدین نے ترکوں کا یہ رنگ دیکھ کر تاج الدین ایلدوز کے پاس پیام بھیجا کہ "ہم لوگ تمہیں شاہی اعزاز سے سرفراز کریں گے۔ انعام، جائزے اور جاگیریں

بھی عطا کی جائیں گی تم ہمارے ہم خیال ہو جاؤ اور جس ملک کی چاہو گے اسی کی حکومت دی جاوے گی۔"

علاءالدین اور ایلدوز: ادھر تاج الدین ایلدوز کو جس وقت کرمان میں سلطان شہاب الدین کی شہادت کی خبر پہنچی۔ وزیر السلطنت موید الملک سے خزانہ کی کنجیاں لے لیں اپنے آقائے نامدار سلطان غیاث الدین محمد کے بیٹے غیاث الدین محمد کی حکومت و سلطنت کی دعوت دینا شروع کر دی اُدھر بہاءالدین سام واقعہ شہادت سے مطلع ہو کر بامیان سے غزنیں پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ ہو گیا۔ اتفاق یہ کہ اثناء راہ میں اسے سفر آخرت در پیش آیا۔ اس کا بیٹا علاءالدین غزنیں پہنچا اور تخت حکومت پر رونق افروز ہوا جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں۔ علاءالدین نے ترکوں کو ملانے کی کوشش کی تاج الدین ایلدوز کے پاس محبت و اخلاص کا پیام بھیجا۔ غرضکہ ہر طرح اسے راضی رکھنے اور اس سے سازش کرنا چاہی لیکن تاج ایلدوز نے اس کی اطاعت قبول نہ کی اور انتہائی سختی سے جواب دیا۔ اور ترکوں، خلجیوں اور تاتاریوں کی ایک بڑی فوج مرتب کر کے کرمان سے غزنیں کی جانب روانہ ہوا۔ علاءالدین اور اس کے بھائی کو دھمکی کا خط لکھا۔ علاءالدین نے بھی اپنے وزیر السلطنت کو بامیان، بلخ اور ترمذ کی طرف فوجوں کی فراہمی کی غرض سے روانہ کیا۔

ایلدوز کا غزنی پر قبضہ: اسی اثناء میں خفیہ طور سے تاج الدین ایلدوز نے غزنیں میں ترکوں کے پاس بھی کہلا بھیجا کہ غیاث الدین محمد تمہارے آقائے نامدار کا بیٹا ہے یہ بہت بڑی نمک حرامی ہو گی اگر تم اس کا ساتھ نہ دو گے۔ القصہ ماہ رمضان ۶۰۲ھ میں دونوں فریق صف آرا ہوئے۔ سخت خونریز جنگ کی بنیاد پڑی۔ ترکوں کی فوج علاءالدین سے علیحدہ ہو کر تاج الدین ایلدوز سے مل گئی جس سے محمد بن حدون کو شکست ہوئی۔ گرفتار کر لیا گیا۔ تاج الدین ایلدوز کا لشکر شہر غزنیں میں داخل ہو گیا لوٹ مار شروع ہو گئی۔ غوریوں اور بامیوں کے مکانات لوٹ لئے گئے۔ علاءالدین نے قلعہ میں جا کر پناہ لی جلال الدین بیس سواروں کی جمعیت سے بامیان کی طرف بھاگا۔ تاج الدین ایلدوز نے قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ یہاں تک کہ علاءالدین نے امن کی درخواست کی کہ مجھے امن دیا جائے میں غزنیں سے بامیان چلا جاؤں گا۔ جب امن حاصل کر کے علاءالدین قلعہ غزنیں سے نکلا۔ اثناء راہ میں ترکوں میں سے بعض لوگوں نے چھیڑ چھاڑ کی گھوڑا چھین لیا مال و اسباب لے لیا تاج الدین ایلدوز نے اس سے مطلع ہو کر گھوڑا اور مال و اسباب واپس بھجوا دیا۔ چنانچہ علاءالدین رفتہ رفتہ بامیان پہنچا

اور اپنی گئی ہوئی حالت کو درست کرنے لگا۔

تاج الدین ایلدز نے غزنین میں قیام کرکے غیاث الدین محمد کی حکومت کا جھنڈا گاڑا مگر اس کے نام کا خطبہ نہ پڑھا۔ داؤد والی قلعہ غزنین کو گرفتار کر لیا۔ فقہاء، قضاۃ کو حاضری کا حکم دیا۔ خلافت مآب کی طرف سے مجد الدین ابوعلی بن ربیع شافعی مدرس نظامیہ بغداد بطور وفد کے شہاب الدین کے پاس آئے ہوئے تھے۔ اسی دربار عام میں تاج الدین ایلدز نے انہیں بھی حاضر ہونے کی اجازت دی۔ اور ان لوگوں نے شاہی تخت پر بیٹھنے اور القاب سلطانی سے اپنے کو مخاطب کرنے کا مشورہ کیا اس ارادے پر عمل بھی کیا، ترکوں کو اس سے نفرت پیدا ہو گئی۔ بہت سے رونے لگے۔ ملوک غوریہ کی اولاد کی ایک جماعت اس وقت اس جلسہ میں موجود تھی۔ انہوں نے بھی اس فعل کو نفرت کی نگاہوں سے دیکھا اور اس کی خدمت سے علیحدہ ہو کر علاء الدین اور اس کے پاس بامیان چلے آئے۔

غیاث الدین محمد

جس وقت سلطان شہاب الدین غوری نے جام شہادت نوش کیا تھا اُس وقت اس کے بھائی سلطان غیاث الدین محمد کا بیٹا غیاث الدین محمد اپنے مقبوضہ بلاد بُست میں تھا شہاب الدین نے خاندان شاہی غوریہ میں سے علاء الدین محمد بن ابوعلی کو بلاد غوریہ کی عنان حکومت عطا کی تھی (یہ امامیہ مذہب کا بہت بڑا متعصب فرو تھا) چنانچہ غیاث الدین محمد پہلے فیروزکوہ سے چلا آیا مگر امراء غوریہ غیاث الدین کی حکومت کی طرف مائل تھے اور فیروزکوہ والے بھی اسی خیالی تمنا میں تھے۔ جب شاہ خوارزم نے فیروزکوہ کا قصد کیا تو اس نے محمد مرغنی اور محمد بن عثمان سرداران غور کو طلب کرکے محمد بن تکش والی خوارزم سے جنگ کرنے کا حلف لیا اور غیاث الدین محمد بُست میں ٹھہرا ہوا انجام کار کا انتظار کر رہا تھا۔ کیونکہ والی بامیان سے اور اس سے شہاب الدین ہی کے زمانہ حکومت میں یہ سمجھوتہ ہو چکا تھا۔ کہ شہاب الدین کی وفات کے بعد خراسان غیاث الدین کے قبضہ میں رہے گا اور ہندوستان وغزنین بہاء الدین والی بامیان کے زیر اثر حکومت سمجھا جائے گا لیکن شہاب الدین کی شہادت کے بعد غیاث الدین نے خلاف معاہد ۵ رمضان ۶۰۲ھ میں تخت حکومت پر جلوس کیا اور حکومت و سلطنت کا دعوی دار بن گیا۔ اراکین دولت سے

اپنی حکومت و سلطنت کی بیعت لے لی۔ امراء لشکر جو اس کے ہوا خواہ تھے وہ اس کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ چنانچہ غیاث الدین نے فیروز کوہ پر قبضہ کر لیا اور علاء الدین کے سرداروں کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔

غیاث الدین اور حسن بن حرمیل

غیاث الدین نے فیروز کوہ پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد جامع مسجد میں جا کر نماز شکرانہ ادا کی۔ پھر سوار ہو کر اپنے باپ کے ایوان میں آیا اور وہیں سکونت اختیار کی اور پرانے دستور کے مطابق تمام رسوم ادا کئے۔ عبدالجبار محمد بن عثیرانی (سلطان غیاث الدین محمد غوری کا وزیر السلطنت) حاضر دربار ہوا غیاث الدین نے قلم دان وزارت حوالہ کر دیا۔ عدل و احسان اور جہانداری میں اپنے مرحوم باپ کے قدم بقدم چلنے لگا اس کے بعد ابن حرمیل گورنر ہرات کو تالیف قلب کے خیال سے نرمی و ملاطفت کا خط لکھا اور اپنی اطاعت و فرمانبرداری کی ہدایت کی۔ جس وقت ابن حرمیل کو سلطان شہاب الدین کی شہادت کی خبر ملی خوارزم شاہ کی عداوت سے ڈر کر سرداران شہر کو بلا بھیجا اور ان لوگوں سے اپنا ساتھ دینے کا حلف لیا قاضی شہر اور ابن زیاد نے جواب دیا کہ دنیا بھر کے مقابلہ میں ہم تمہارے ساتھ سینہ سپر ہوں گے لیکن سلطان غیاث الدین کے بیٹے کے مقابلہ میں ہم تمہارا ساتھ نہ دیں گے۔ ابن حرمیل نے یہ سن کر سُنی اَن سُنی کر دی اور خوارزم شاہ سے در پردہ سازش کرنے لگا غیاث الدین کو کسی جاسوس نے اس کی خبر کر دی۔ فوجیں آراستہ کر کے ہرات کا قصد کر دیا۔ ابن حرمیل نے یہ سن کر قاضی اور ابن زیاد سے اس معاملہ میں مشورہ کیا۔ ان دونوں نے غیاث الدین کی اطاعت قبول کرنے کا مشورہ دیا۔ ابن حرمیل نے بظاہر ان کا مشورہ قبول کر لیا لیکن در پردہ خوارزم شاہ کو قبضہ ہرات پر ابھارتا اور ترغیب دیتا رہا۔ اسی اثناء میں غیاث الدین نے گورنر طالقان اور گورنر مرد کو خط لکھ کر بلا بھیجا ان لوگوں کو جاگیریں دیں اور سویخ اپنے باپ کے ایک غلام مشہور بہ امیر شکار کو طالقان میں کچھ جاگیر عطا کی۔

خوارزم شاہ اور ابن حرمیل

حسن بن حرمیل غوریوں کی طرف سے ہرات کا حکمران تھا

لیکن کسی وجہ سے غوریوں کی اطاعت سے باغی ہو گیا تھا جیسا کہ ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں اور در پردہ خوارزم شاہ سے سازش کر لی تھی۔ چنانچہ ادھر خوارزم شاہ کو لکھ بھیجا کہ آپ اپنی فوجیں بھیج دیجئے اور اُدھر ابن زیاد کو سلطان غیاث الدین کی خدمت میں اظہار اطاعت کی غرض سے روانہ کیا۔ حسن بن حرمیل ان کارروائیوں کے کرنے پر مطمئن نہ ہوا۔ پس و پیش کر رہا تھا کہ اس اثناء میں ابن زیاد سلطان غیاث الدین کی خدمت سے خلعت وغیرہ لیئے ہوئے واپس آیا۔ لیکن اس کے باوجود حسن بن حرمیل اپنی مکاری اور اپنے خیال سے باز نہ آیا۔ اس کے بعد خوارزم شاہ کی فوجیں آ گئیں۔ نہایت عزت واحترام سے ملا لیکن یہ خبر سن کر کہ اس فوج کے پیچھے چھ کوس کے فاصلہ پر خوارزم شاہ بھی ہے۔ حواس باختہ ہو گیا۔ اپنے کئے پر پشیماں ہوا۔ اسی وقت خوارزم شاہ کی فوجوں کو واپس کر دیا۔ ان واقعات کی اطلاع سلطان غیاث الدین کو ہو گئی سلطان نے حسن کو بلا بھیجا، اس کے مملوکات کی ضبطی اور اس کے مشیروں اور مصاحبوں کو ذلیل و رسوا کرنے کا حکم بھیج دیا۔

خوارزم شاہ کا ہرات پر قبضہ

حسن بن حرمیل کو اس کی خبر لگ گئی۔ حسن نے ان لوگوں کو یہ فریب دیا کہ میں سلطان سے ان معاملات میں خود خط و کتابت کرتا ہوں تم لوگ احکام سلطانی کی تعمیل میں عجلت نہ کرو، قاضی اور ابن زیاد اس فقرہ میں آگئے۔ قاصد کی روانگی کے چوتھے دن خوارزم شاہ اپنی فوج کے ساتھ ہرات پہنچ گیا۔ حسن بن حرمیل نے شہر پناہ کے دروازہ کھول دیئے اور شہر میں داخل کر لیا۔ اس کے بعد ابن زیاد کو گرفتار کر کے اس کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروا دیں اور قاضی کو شہر سے نکال دیا۔ قاضی بحالی پریشان فیروز کوہ سلطان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حالات عرض کئے سلطان غیاث الدین نے بنفس نفیس ہرات کا قصد کیا۔ ہنوز روانگی کی نوبت نہ آئی تھی کہ یہ خبر سننے میں آئی کہ علاء الدین والی بامیان غزنین کی طرف بڑھ رہا ہے۔ مجبوراً ہرات کا ارادہ ملتوی کر دیا۔

محاصرہ بلخ

قبضہ ہرات کے بعد بلخ باقی رہ گیا تھا۔ جس وقت خوارزم شاہ کو سلطان شہاب الدین کے مرنے کی خبر پہنچی اُن غوریوں کو جو اس کے یہاں مقید تھے رہا کر دیا۔ خلعت دیئے۔ اور اپنے بھائی علی شاہ کو افواج کا افسر بنا کر، بلخ پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ عمر بن حسین غوری

گورنر بلخ مقابلہ پر آیا۔ بلخ سے چھ کوس کے فاصلہ پر لڑائی کے مورچے قائم ہوئے۔ اتنے میں خوارزم شاہ بھی امدادی فوجیں لے کر آ پہنچا۔ یہ واقعہ ۶۰۱ھ کا ہے۔ جب محاصرہ کی شدت حد سے بڑھ گئی اور عمر بن حسین نے اپنے میں مقابلہ کی قوت نہ دیکھی تو بامیان میں علاء الدین اور جلال الدین کی خدمت میں عریضہ بھیجا امداد کی درخواست کی۔ لیکن ان دونوں کو غزنین کے معاملات نے امداد سے روک دیا۔ خوارزم شاہ چالیس دن تک بلخ کا محاصرہ کئے رہا۔ کامیابی کی کوئی صورت نظر نہ آتی تھی۔ محمد بن علی بن بشیر خوارزم شاہ کے پاس تھا اسے بھی غوری قیدیوں کے ساتھ قید سے رہا کیا تھا اور جاگیر دی تھی۔

فتح بلخ محمود کو خوارزم شاہ نے عمر بن حسین والی بلخ کے پاس روانہ کیا اور یہ کہلا بھیجا کہ تم میری اطاعت قبول کر لو۔ میں تمہارے حقوق کی نگہداشت معقول طور سے کروں گا۔ عمر بن حسین نے انکاری جواب دیا۔ چنانچہ خوارزم شاہ نے کامیابی سے ناامید ہو کر ہرات کی طرف واپس ہونے کا قصد کیا۔ پھر یہ خبر سن کر کہ علاء الدین اور جلال الدین کو دزلیوں کے مقابلہ میں شکست ہوئی اور دزنے ان دونوں کو قید کر لیا ہے۔ ہرات کی واپسی ملتوی کر دی۔ اور ابن بشیر (یعنی محمد بن علی بن بشیر) کو عمر بن حسین کے پاس دوبارہ پیام صلح دے کر بھیجا۔ عمر بن حسین نے پھر انکاری جواب دیا۔ مدتوں لڑائیاں ہوتی رہیں بالآخر جس وقت عمر بن حسین کو چاروں طرف سے ناامیدی محسوس ہوئی اطاعت قبول کر لی۔ اور خوارزم شاہ کے نام کا خطبہ جامع بلخ میں پڑھا اور خوارزم شاہ سے ملنے کو اس کے کیمپ میں آیا۔ خوارزم شاہ نے خلعت دیا اور گورنری بلخ پر بدستور بحال رکھا۔ یہ واقعہ آخری ۶۰۱ھ کا ہے۔

عمر بن حسین غوری کی گرفتاری فتح بلخ سے فارغ ہو کر خوارزم شاہ جوزقان (جرجان) کی طرف محاصرہ کی غرض سے بڑھا۔ علی بن ابی علی یہاں کا حاکم تھا۔ دونوں میں مصالحت ہو گئی۔ جوزقان سے واپس ہو کر عمر بن حسین غوری والی بلخ کو بلا بھیجا اور جب وہ آ گیا تو گرفتار کر کے خوارزم بھیج دیا اور بلخ جا کر قبضہ کر لیا۔ جعفر ترکی کو اپنی طرف سے بلخ کا حاکم مقرر کر کے خوارزم کی طرف واپس ہوا۔

علاء الدین اور دز (ایلدوز) کی جنگ ہم اوپر لکھ آئے ہیں کہ دز نے غزنین پر قبضہ حاصل کر کے علاء الدین اور جلال الدین کو بامیان کی جانب نکال دیا تھا چنانچہ دو ماہ تک یہ دونوں بامیان میں مقیم رہے۔ دز نے قبضہ غزنین کے بعد وہیں قیام اختیار کیا اور اس خیال سے کہ میری حکومت کو غلبہ حاصل ہو جائے۔ غیاث الدین کے نام کا خطبہ پڑھنے سے رُکا رہا۔ اور ترکوں کو اس خوف سے کہ مبادا ان لوگوں میں شورش اور عہد شکنی کا مادہ نہ پیدا ہو۔ یہ فریب دیتا رہا۔ کہ غیاث الدین کے پاس سے ایلچی واپس نہیں آیا۔ جب اس کو علاء الدین کے مقابلے میں کامیابی حاصل ہو گئی۔ اور قلعہ پر قبضہ کر لیا تو خود مختار حکومت کا اعلان کر دیا۔ اور تخت حکومت پر متمکن ہو گیا۔ اس اثنا میں لشکر کا معتدبہ حصہ رفتہ رفتہ علاء الدین سے آملا۔ چنانچہ علاء الدین اور جلال الدین نے فوجیں مرتب کر کے بامیان سے غزنین کی طرف کوچ کر دیا۔ دز کو اس کی اطلاع ہوئی۔ اس نے بھی لشکر مرتب کر کے مدافعت کی کوشش کی۔ مگر کامیاب نہ ہوا۔ ان دونوں نے دز کی فوجوں کو نہایت بری طرح سے پسپا کیا۔ فوج کا اکثر حصہ کام آگیا۔ دز کرمان کی طرف بھاگا۔ ایک دستہ فوج نے تعاقب کیا۔ دز نے پلٹ کر مقابلہ کیا اور مار بھگایا۔

علاء الدین کا غزنی پر قبضہ علاء الدین اور اس کا بھائی جلال الدین مظفر و منصور غزنین میں کامیابی کا جھنڈا لئے ہوئے داخل ہوئے۔ اور قابض ہو گئے۔ اور شہاب الدین کے اُس خزانہ پر قبضہ کر لیا جسے دز نے وزیر السلطنت مویدالدین سے کرمان میں لیا تھا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں قبضہ غزنین کے بعد علاء الدین اور جلال الدین میں خزانہ کی تقسیم اور موید الملک کی وزارت پر جھگڑا ہو گیا۔ اہل غزنین کو ان کی اطاعت پر مجبوراً اور بادلِ ناخواستہ ہونا پڑا۔ اس کے سوا چارہ کار کچھ نہ تھا۔ جلال الدین عباس کے ساتھ بامیان چلا آیا اور علاء الدین غزنین میں ٹھہرا رہا۔ وزیر السلطنت نے لشکریوں اور رعایا کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ شروع کر دیئے۔ جس کا مال پایا لوٹ لیا۔ جسے چاہا سزا دی۔ ظلم کی کوئی حد باقی نہ رہ گئی تھی۔ لوگوں نے اسباب و مال کو فروخت کرنا شروع کر دیا۔ شکایتوں پر شکایتیں ہوتی تھیں۔ لیکن کوئی سننے والا نہ تھا۔ دز کو ان واقعات کی اطلاع ہوئی۔ ترکوں، تاتاریوں اور غوریوں کی فوجیں مرتب کر کے چڑھائی کر دی۔ ایلدگز ترکی (شہاب الدین کا غلام) دو ہزار کی جمعیت سے کرمان پر چڑھ آیا۔

اور اس پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد ہی دز آ پہنچا۔ اسے ایلدکز کی کامیابی پسند نہ آئی۔ ایلدکز کو نکال کر کرمان پر قابض ہو گیا۔ رعایا کے ساتھ حسن سلوک اور عدل و انصاف سے پیش آنے لگا۔ رفتہ رفتہ اس کی خبر علاء الدین کو غزنین پہنچی اپنے وزیر کو اپنے بھائی جلال الدین کی خدمت میں بامیان روانہ کیا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ غوریوں نے علاء الدین کا ساتھ چھوڑ دیا تھا اور غیاث الدین کے پاس چلے گئے تھے۔ دز نے آخری ۶۰۲ھ میں شہر غزنین پہنچ کر قبضہ کر لیا علاء الدین قلعہ نشین ہو گیا۔

علاء الدین کی شکست و امان طلبی | دز نے اہل غزنین کو تشفی اور امن دی۔ جب شہر کا ہلڑ ختم ہو گیا تو قلعہ کا محاصرہ کر لیا اتنے میں دز کو یہ خبر لگی کہ جلال الدین فوج لے کر آ گیا ہے۔ دز یہ سن کر مقابلہ اور مدافعت کی غرض سے اٹھ کھڑا ہوا دونوں میں صف آرائی ہوئی۔ دز نے جلال الدین کو شکست دی اور گرفتار کر کے غزنین واپس آیا۔ علاء الدین اس وقت تک قلعہ نشین تھا۔ دز نے کہلا بھیجا کہ اگر تم قلعہ کی کنجیاں میرے حوالہ نہ کرو گے تو میں تمہارے قیدیوں کو قتل کر ڈالوں گا علاء الدین نے جواب میں ذرا سا ال مٹول سے کام لیا۔ دز نے چار سو قیدیوں کو قتل کر ڈالا۔ علاء الدین یہ سن کر خوف سے کانپ اٹھا۔ امن کی درخواست کی۔ دز نے امن دی اور جب علاء الدین امن حاصل کر کے قلعہ سے نکلا تو گرفتار کر لیا گیا وزیر السلطنت عماد الملک کو مار ڈالا اور فتح کی خوش خبری کا عریضہ غیاث الدین کی خدمت میں روانہ کیا۔ سلیمان بن بشیر ۶۰۳ھ میں غیاث الدین کی خدمت میں فیروز کوہ پہنچا غیاث الدین نے عزت و احترام سے ٹھہرایا اور محل سرائے شاہی کا داروغہ مقرر کیا۔

عباس کی بغاوت و اطاعت | جس وقت علاء الدین اور جلال الدین غزنین میں گرفتار کر لئے گئے جیسا کہ آپ اوپر پڑھ گئے ہیں اور اس کی خبر ان کے چچا عباس کو بامیان میں پہنچی اس کے ساتھ ان دونوں کے باپ کا وزیر بھی بامیان میں موجود تھا چنانچہ وزیر السلطنت یہ خبر پا کر خوارزم شاہ کی طرف دز کے مقابلے کے لئے امداد حاصل کرنے کی غرض سے روانہ ہوا عباس نے وزیر السلطنت کی موجودگی کو غنیمت شمار کر کے قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ اور علاء الدین و جلال الدین کے ہمراہیوں و ہوا خواہوں کو نکال دیا۔ وزیر السلطنت کو اس کی خبر لگ گئی۔ اثنائے راہ سے لوٹ پڑا اور قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ اس کے بعد جلال الدین رہا ہو کر بامیان پہنچا۔ وزیر السلطنت کو اس سے بہت بڑی قوت حاصل ہو گئی۔ عباس کے پاس کہلا بھیجا کہ تم سرکشی چھوڑ کر اطاعت قبول کر لو۔ عباس نے قلعہ کے دروازہ کھول دیئے اور کنجیاں حوالہ کر دیں اور یہ کہا کہ میں نے

خوارزم شاہ کے دست برد سے محفوظ رکھنے کی غرض سے قلعہ پر قبضہ کیا تھا ورنہ یہ کب ممکن تھا کہ میں خود مختاری کا جھنڈا بلند کرتا۔

خوارزم شاہ کا ترمذ پر قبضہ خوارزم شاہ نے عمر بن حسین غوری سے بلخ چھین کر ترمذ کا قصد کیا اس وقت ترمذ میں عمر بن حسین کا بیٹا حکمرانی کر رہا تھا۔ محمد بن بشیر نے ترمذ پہنچ کر بلخ کی حوالگی اور خوارزم شاہ کے قبضہ کے حالات بتلائے اور یہ ظاہر کیا کہ بلخ کا نظم ونسق خوارزم شاہ کے ارا کین حکومت کر رہے ہیں اور عمرو بن حسین خوارزم شاہ کے پاس بھیج دیا گیا ہے اگر تم اطاعت قبول کر لو گے اور مقابلہ نہ کرو گے تو تمہیں انعامات دیئے جائیں گے۔ جاگیریں دی جائیں گی چونکہ والی ترمذ تاتاریوں کے آئے دن کے حملوں سے تنگ آگیا تھا اور غزنین پر دز کے غلبہ وتصرف اور اپنے ہمراہیوں کی گرفتاری سے دل شکستہ ہو گیا تھا اس وجہ سے اطاعت قبول کر لی اور امن کا خواستگار ہوا خوارزم شاہ نے اسے امن دی اور ترمذ پر قبضہ کر لیا۔

فتح طالقان قبضہ ترمذ سے فراغت حاصل کر کے طالقان کی طرف بڑھا۔ اس وقت طالقان میں سونج نامی ایک شخص غیاث الدین محمود کی جانب سے حکومت کر رہا تھا۔ خوارزم شاہ نے پیام بھیجا کہ تم میری اطاعت قبول کر لو تو میں تمہیں تمہاری حسب خواہش جاگیریں دوں گا۔ سونج نے انکاری جواب دیا اور جنگ پر آمادہ ہو گیا۔ لیکن جس وقت مقابلہ پر آیا گھوڑے سے اُتر کر قدم بوس ہوا۔ معافی کی درخواست کی۔ خوارزم شاہ نے طالقان پر قبضہ کر لیا اور اس کے بعض ارا کین دولت کو بھی گرفتار کر کے کا کرین اور سوار کے قلعوں کا رخ کیا والی قلعہ کا کوین حسام الدین علی بن ابوعلی مقابلہ پر آیا۔ خوارزم شاہ نے اس سے شہر سپرد کرنے کا مطالبہ کیا۔ حسام الدین نے انکاری جواب دیا۔ خوارزم شاہ جواب صاف پا کر ہرات کی طرف چلا گیا۔ اور ہرات کے باہر قیام پذیر ہوا۔ چونکہ حسن بن حرمیل نے اطاعت قبول کر لی تھی۔ اس وجہ سے خوارزم شاہ کے لشکر کے دست برد اور لوٹ مار سے ہرات محفوظ رہا۔ اسی مقام پر غیاث الدین کا ایلچی تحائف و ہدایا لے کر حاضر ہوا۔ اسی زمانہ میں حسن بن حرمیل نے اسفرائین پر حملہ کیا۔ والی اسفرائین

غیاث الدین کے پاس گیا ہوا تھا۔ حسن نے شہر پر محاصرہ ڈال دیا۔ اہل شہر نے امن حاصل کر کے شہر پناہ کے دروازے کھول دیئے اور شہر کو بامن حوالہ کر دیا۔

والی سجستان کی اطاعت

اس کے بعد حسن بن حرمیل نے والی سجستان کے پاس خوارزم شاہ کی اطاعت کا پیام بھیجا اور یہ کہلا بھیجا کہ آئندہ سے مسجدوں میں خوارزم شاہ کے نام کا خطبہ پڑھا جائے۔ والی سجستان نے خوارزم شاہ کا غائبہ اطاعت قبول کر لیا اور اس کے نام کا خطبہ پڑھنے لگا آپ کو یاد رکھنا چاہیئے کہ خوارزم شاہ نے غیاث الدین سے اس امر کی درخواست کی تھی جسے غیاث الدین نے قبول نہ کیا تھا الغرض اسی زمانہ قیام ہرات میں قاضی صاعد بن فضل خوارزم شاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے جنہیں حسن بن حرمیل نے شہر بدر کر دیا تھا اور وہ غیاث الدین کے پاس فیروز کوہ چلے گئے تھے۔ حسن بن حرمیل نے کچھ ایسا جڑ دیا کہ خوارزم شاہ نے قاضی صاعد کو قلعہ زوزن میں قید کر دیا اور ہرات کے عہدہ قضا پر قاضی ابوبکر محمد بن سرخسی کو مامور کیا۔

دزر (یلدوز) کی سرکشی

جس وقت دزنے غزنی پر قبضہ کر لیا اور علاء الدین و جلال الدین کو بھی گرفتار کر لیا۔ غیاث الدین نے دز کو لکھنا شروع کیا کہ میرے نام کا خطبہ مسجدوں میں پڑھا جائے۔ دز حیلہ و حوالہ سے ٹالنے لگا۔ غیاث الدین نے قاصد روانہ کیا کہ میرے نام کا تو خطبہ پڑھا جائے اور شہاب الدین کے لئے دعا کی جائے۔ ترکوں کو اس نامہ و پیام سے شبہ پیدا ہوا دزنے غیاث الدین کو لکھ بھیجا کہ آپ مجھے آزاد کر دیجئے۔ غیاث الدین نے چندے توقف کر کے اس درخواست کو قبول کر لیا۔ حالانکہ اس کا قصد خوارزم شاہ سے مصالحت کرنے اور امداد لینے کا ہو گیا تھا۔ جب دزنے اپنی آزادی کا مطالبہ کیا۔ تو غیاث الدین نے اس کو اور قطب الدین ایبک کو جو کہ اس کے چچا شہاب الدین کا غلام تھا اور اس کی طرف سے ملک ہند کا حکمران تھا آزاد کر دیا اور ہر ایک کو ہدایا اور خلعت روانہ کئے پھر یہ خبر آئی[1] .... کہ دز خود مختار حکومت کا ڈنکا بجانے لگا اور قطب الدین ایبک آزاد ہونے کے باوجود مطیع و فرماں بردار رہا۔

دزر (یلدوز) کی تکیاباد پر فوج کشی

غیاث الدین نے خوارزم شاہ سے امداد کی درخواست کی۔ خوارزم شاہ نے اس شرط سے کمک بھیجی کہ حسن ابن حرمیل والی ہرات میری اطاعت قبول کرے اور مال غنیمت کے تین حصے

کئے جائیں ایک حصہ لشکریوں میں تقسیم کیا جائے اور دو حصہ اُن دونوں کو۔ اس کی خبر کسی ذریعہ سے دذ کو پہنچ گئی۔ دز نے فوجیں مرتب کر کے یکبارگی پر چڑھائی کر دی اور اس پر قابض ہو کر بست اور اس کے متعلقات کا رُخ کیا اور قبضہ کر لیا۔ غیاث الدین کے نام کا خطبہ موقوف کر دیا۔ والی سجستان کو لکھ بھیجا کہ تم خوارزم شاہ کا نام خطبہ سے نکال دو۔

ایدکین کی مراجعت کابل

حسین ابن حرمیل کو بھی اس پر اُبھارا اور مخالفت کی صورت میں جنگ کی دھمکی دی۔ جلال الدین والی بامیان کو قید سے رہا کر کے اپنی بیٹی سے عقد کر دیا اور پانچ ہزار سواروں کو ایدکین کی افسری میں (یہ شہاب الدین کا غلام تھا) جلال الدین کے ہمراہ روانہ کیا کہ بامیان پر قبضہ کر کے جلال الدین تخت حکومت پر بٹھا دیا جائے اور اس کے چچا زاد بھائی کو حکومت وسلطنت سے بے دخل کر دو۔ ابھی ایدکین بامیان نہیں پہنچنے پایا تھا کہ یہ خبر سننے میں آئی کہ ترکوں میں دز کے خلاف جوش پیدا ہو رہا ہے غزنین کی طرف لوٹنا چاہا۔ جلال الدین نے اس کی مخالفت کی۔ تب ایدکین اپنے مقبوضات کابل کی طرف لوٹ آیا۔

غیاث الدین اور خوارزم شاہ میں مصالحت

قطب الدین ایبک کو جب یہ معلوم ہوا کہ دز نے غیاث الدین سے بغاوت کی ہے تو بے حد برافروختہ ہوا۔ ادھر ایک قاصد دز کے پاس روانہ کیا۔ جنگ کی دھمکی دی۔ غیاث الدین کے نام کا خطبہ پڑھنے کی تاکید کی۔ اُدھر غیاث الدین کی خدمت میں تحائف اور ہدایا بھیج کر یہ رائے دی کہ آپ وقتی طور پر خوارزم شاہ کے تمام مطالبات تسلیم کر لیجئے تاکہ مہم غزنین سے فراغت حاصل ہو جائے۔ غیاث الدین نے اس رائے کی مطابق خوارزم شاہ سے مصالحت کر لی اور ایبک کو لکھ بھیجا کہ دز سے جنگ کے لئے غزنین پر حملہ کر دو۔

ایبک کی کارگذاری

چنانچہ ایبک نے غزنی پر چڑھائی کر دی۔ اتنے میں ایدکین بھی ماہ رجب ۶۰۳ھ میں غزنین آ گیا۔ شہر غزنین پر ایبک کا قبضہ ہو گیا۔ جامع مسجد میں غیاث الدین کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ صرف قلعہ باقی رہ گیا۔ لشکریوں نے شہر کو لوٹ لیا۔ ان واقعات کی اطلاع دز کو ہوئی۔ ہوش جاتے رہے ہاتھوں کے طوطے اُڑ گئے۔ یکبارگی میں غیاث الدین کا نام خطبہ میں داخل کیا گیا اور دز کا نام نکال ڈالا گیا۔ کچھ

عرصہ بعد ایدکین نے غزنین سے بلاد غور کی طرف کوچ کیا اور ان واقعات کی اطلاع عرضداشت غیاث الدین کی خدمت میں روانہ کی اور بہت سا مال و مال و اسباب جو لوٹ میں ملا تھا تحفہ کے طور بھیج دیا۔ غیاث الدین کو اس سے بے حد مسرت ہوئی۔ خلعت بھیجے اور آزاد کر دیا۔ اور ملک الامراء کا خطاب عطا کیا اس کے بعد غیاث الدین نے لبت اور اس کے مضافات کا قصد کیا۔ چنانچہ بحسن و خوبی اسے پھر اپنے دائرہ حکومت میں داخل کر کے وہاں کی رعایا کے ساتھ اچھے برتاؤ کئے۔

حسن بن حرمیل کی گرفتاری

حسن ابن حرمیل نے جیسا کہ اوپر لکھ آئے ہیں خوارزم شاہ کی فوج کو ہرات میں بلا لیا تھا چنانچہ خوارزم شاہ کی فوج آ گئی اور ہرات میں ابن حرمیل کے ساتھ قیام پذیر ہوئی۔ خوارزم شاہ کی فوج نے رعایا پر ظلم و ستم شروع کر دیا طرح طرح کی زیادتیاں کرنے لگی ابن حرمیل نے ان لوگوں کو قید کر دیا اور خوارزم شاہ کو یہ واقعات لکھ بھیجے۔ خوارزم شاہ ان دنوں خطائی لڑائی میں مصروف تھا۔ حسین ابن حرمیل کو لکھ بھیجا کہ ان فوجیوں کو جنہیں تم نے قید کر لیا ہے میرے پاس بھیج دو اور عز الدین خلدک کو درپردہ یہ تحریر بھیجی کہ تم جس طرح ممکن ہو حسن بن حرمیل کو گرفتار کر لو۔ خلدک نے دو ہزار سواروں کو لے کر ہرات کا قصد کیا۔ آپ کو یاد رکھنا چاہئے کہ خلدک زمانہ حکومت سلطان سنجر میں ہرات کی گورنری کر چکا تھا جس وقت خلدک ہرات کے قریب پہنچا۔ ابن حرمیل استقبال کی غرض سے ہرات سے باہر آیا۔ ایک دوسرے سے ملے۔ خلدک نے اپنے ہمراہیوں کو اشارہ کر دیا۔ ان لوگوں نے ابن حرمیل کو گرفتار کر لیا ابن حرمیل کے ہمراہی شہر میں واپس آئے۔

ابن حرمیل کا خاتمہ

وزیر خواجہ حاجب نے شہر پناہ کے دروازے بند کر لئے مقابلہ کی تیاری کی غیاث الدین محمود کے نام کی منادی کرا دی۔ خلدک نے شہر کا محاصرہ کر لیا اور کہلا بھیجا کہ میں تمہیں امان دیتا ہوں اگر تم میرا کہنا نہ مانو گے تو میں ابن حرمیل کو قتل کر ڈالوں گا۔ وزیر نے کچھ جواب نہ دیا۔ خلدک نے واقعات حاضرہ سے خوارزم شاہ کو مطلع کیا۔ خوارزم شاہ نے اپنے ان گورنروں کو جو خراسان میں تھے ہرات پر فوج کشی اور محاصرہ کرنے کے لئے لکھ بھیجا چنانچہ گورنران خراسان نے دس ہزار کی جمعیت سے ہرات پر حملہ کیا چونکہ حسن ابن حرمیل نے احتیاط کے طور پر ہرات کو ہر طرح سے مضبوط اور مستحکم کر رکھا تھا۔ چار شہر پناہ نہایت

مستحکم ہوائے تھے۔ شہر پناہ کے باہر متعدد خندقیں کھدوائی تھیں۔ رسد وغلہ اور سامان جنگ ضرورت سے زیادہ مہیا کر لیا تھا۔ اس وجہ سے محاصرین کی دال نہ گلی۔ اور ہرات پر قبضہ نہ کر سکے۔ اس اثنا میں حسن ابن حرمیل کا خراسان میں انتقال ہو گیا یا یہ کہ خوارزم شاہ کے سرداروں نے اسے قتل کر ڈالا۔

خوارزم شاہ کا طبرستان پر قبضہ

علی شاہ برادر غیاث الدین محمود نے طبرستان میں اور کزلک خاں نے نیشاپور میں خود مختار حکومت کا جھنڈا بلند کر دیا لیکن جب خوارزم شاہ طبرستان پہنچا تو علی شاہ بھاگ گیا۔ فیروز کوہ میں شہاب الدین کے پاس جا کر دم لیا۔ شہاب الدین نے عزت و احترام سے ملاقات کی خوارزم شاہ نے طبرستان پر قبضہ کر کے نیشاپور کی طرف قدم بڑھائے اور اسے بھی کزلک خاں کے قبضہ سے نکال کر اپنے دائرہ حکومت میں داخل کر لیا۔ اس کے بعد ہرات کی طرف آیا۔ اس وقت تک ہرات پر محاصرہ پڑا ہوا تھا کسی طرح فتح نہ ہوتا تھا۔ محاصرہ کے بڑھ جانے سے اہل شہر میں پھوٹ پڑ گئی۔ خوارزم شاہ کے آ جانے کو سن کر خائف ہو گئے۔ وزیر کے مخالفوں نے وزیر کو گرفتار کر لیا۔ اس سے اور بھی کمزوری پیدا ہو گئی۔ مقابلہ کی قوت جاتی رہی۔ کسی ذریعہ سے خوارزم شاہ کو ان واقعات کی اطلاع ہو گئی فوراً حملہ کر دیا۔ شہر پناہ کے دو برجوں کو مسمار کر کے شہر میں داخل ہو گیا اور قبضہ کر لیا وزیر کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔ اور اپنی طرف سے ایک شخص کو ہرات پر مامور کر دیا۔ یہ واقعات ۶۰۵ھ کے ہیں۔ قبضہ ہرات سے فراغت حاصل کر کے خطا کی جنگ پر واپس آیا۔

قتل غیاث الدین محمود

خوارزم شاہ نے شہر ہرات پر قبضہ کرنے کے بعد اپنے ماموں امیر ملک کو ہرات کی حکومت پر مامور کیا اور فیروز کوہ پر حملہ کرنے اور اس کے حکمران غیاث الدین محمود بن غیاث الدین غوری اور اس کے بھائی علی شاہ کی گرفتاری کا حکم دیا۔ چنانچہ امیر ملک نے فوجیں آراستہ کر کے فیروز کوہ پر چڑھائی کی۔ غیاث الدین محمود نے امن کی درخواست کی جسے امیر ملک نے منظور کر لیا لیکن جس وقت غیاث الدین محمود اپنے بھائی علی شاہ کے ساتھ شہر پناہ کا دروازہ کھول کر نکلا۔ امیر ملک نے دونوں بھائیوں کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا مظفر و منصور ۶۰۶ھ میں فیروز کوہ میں داخل ہوا۔ فیروز کوہ کے فتح ہو جانے سے تمام خراسان پر خوارزم شاہ کا قبضہ ہو گیا۔

خوارزم شاہ کا غزنی پر قبضہ

جس وقت خوارزم شاہ نے کل صوبجات خراسان اور بامیان پر قبضہ حاصل کر لیا اس وقت تاج الدین ذزدالی غزنین کے پاس کہلا بھیجا کہ "تمہارے لئے یہ بہتر ہے تم مجھ سے برسرپیکار نہ ہو، مصالحت کر لو، میرے نام کا خطبہ پڑھو اور میرے نام کا سکہ جاری کرو"۔ ذز نے اپنے ارا کین دولت کو جمع کر کے مشورہ طلب کیا۔ انہیں ارا کین میں قطلوتکین (شہاب الدین کا غلام) نائب السلطنت غزنین بھی تھا۔ اس نے خوارزم شاہ کی اطاعت کا مشورہ دیا۔ جس سے سب نے اتفاق رائے ظاہر کیا۔ چنانچہ خوارزم شاہ کا ایلچی جواب باصواب لے کر واپس آیا۔ غزنین میں خوارزم شاہ کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ اس کے بعد قطلوتکین نے پوشیدہ طور سے خوارزم شاہ کو پیام بھیجا کہ آپ غزنین تشریف لائیے میں غزنی آپ کے حوالہ کر دوں گا۔ چنانچہ خوارزم شاہ بذات خود غزنین آیا اور قبضہ کر لیا۔ ذز نے غزنین کو خیرباد کہہ کر لاہور کا راستہ لیا۔ قبضہ غزنین کے بعد خوارزم شاہ نے قطلوتکین کو حاضری کا حکم دیا۔ شاہی خزانوں کی کنجیاں لے لیں۔ توشہ خانہ میں جو کچھ تھا سب پر قبضہ کر کے قطلوتکین کو مار ڈالا۔ غزنین پر اپنی طرف سے اپنے بیٹے جلال الدین کو مامور کر کے اپنے شہر واپس آیا۔ یہ واقعات ۶۱۱ھ کے ہیں۔

ذز (یلدوز) کا لاہور پر قبضہ

ذز غزنین سے نکل کر ایک ہزار پانچ سو سواروں کی جمعیت سے لاہور پہنچا۔ اس وقت لاہور میں ناصرالدین قباچہ (شہاب الدین کا غلام) حکمرانی کر رہا تھا۔ لاہور کے علاوہ ملتان، آجر اور دیبل (ٹھٹھہ) ساحل دریا تک اس کے قبضہ میں تھے۔ پندرہ ہزار جنگ جو سواروں کو لے کر میدان جنگ میں آیا۔ بانانہ کارگذار گرم ہو گیا۔ فریقین کے ساتھ ہاتھیوں کا بھی جھنڈ تھا۔ ذز کو پہلے حملہ میں شکست ہوئی، ہاتھیوں کا جھنڈ پکڑ لیا گیا۔ ذز نے پلٹ کر پھر حملہ کیا۔ اس حملہ میں ذز کو کامیابی ہوئی۔ ذز کے ہاتھی سوار نے قباچہ کے جھنڈے پر حملہ کیا۔ اتفاق یہ کہ جھنڈا گر گیا۔ قباچہ کا لشکر بھاگ کھڑا ہوا۔ ذز نے شہر لاہور پر قبضہ کر لیا۔

تاج الدین یلدوز کا خاتمہ

اس کامیابی کے بعد ذز نے ہندوستان کی طرف قدم بڑھائے تاکہ دہلی وغیرہ پر بھی جو مسلمانوں کے قبضہ میں ہے قابض ہو جائے اس وقت دہلی میں

قطب الدین ایبک کا انتقال ہو چکا تھا اور اس کا غلام شمس الدین حکومت کر رہا تھا۔ شہر سمایا کے قریب فوجوں کی مڈبھیڑ ہوئی۔ تاج الدین دز شکست کھا کر بھاگا۔ سامان لشکر تتر بتر ہو گیا۔ اور اثناء جنگ میں مار ڈالا گیا۔

تاج الدین دز نہایت خلیق، عادل، رعایا کے ساتھ احسان کرنے والا شخص تھا اور بالخصوص تجارت پیشہ اور غریبوں کے ساتھ بحسن سلوک پیش آتا تھا۔ اس کے مرنے سے سلاطین غوریہ کا شیرازہ حکومت بکھر گیا:

والبقاء للہ وحدہٗ۔

باب ۱۴

دولتِ دیلم

دیلموں کا سلسلۂ انساب سلسلہ انساب عالم میں دیلمیوں کا نسب ہم بیان کر آئے ہیں کہ یہ ماذاے بن یافث کی نسل سے ہیں اور ماذاے کو توریت میں اولاد یافث میں شمار کیا گیا ہے۔ ابن سعید نے لکھا ہے (میں نہیں جانتا کہ اس نے کہاں سے اسے نقل کیا ہے) کہ دیلم باسل بن باسل بن اسود بن سام کی اولاد سے ہے اور توریت میں اسود کا ذکر سام کی اولاد میں آیا ہے ابن سعید نے یہ بھی لکھا ہے کہ موصل، جرموق بن اسود اور فرس، کرد، خزر، ایران بن اسود اور نبط، سوریان، نبط ابن اسود کی اولاد سے ہیں۔ واللہ اعلم۔

جیل علماء نسب کے نزدیک ہر روایت کے اعتبار سے دیلم کے بھائی ہیں اور ہر حال میں یہ ایک ہی قبیلے کی شاخ ہیں۔ ان دیلم اور جیل کا پیدائش کے وقت سے پرانا وطن طبرستان اور جرجان کے پہاڑوں میں رے اور گیلان تک کے پہاڑوں میں واقع تھا۔ اسلام سے پہلے ان کی نہ کوئی حکومت تھی اور نہ کوئی سلطنت جس وقت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسلام کی فتوحات کا سیلاب تمام عالم میں پھیلا اور کسریٰ فارس کی حکومت کا شیرازہ درہم برہم ہو گیا اور عرب کی حکومت کا سکہ تمام ملکوں مشرق، مغرب، جنوب اور شمال میں چلنے لگا۔ جیسا کہ فتوحات اسلامیہ کے ضمن میں آپ پڑھ آئے ہیں تو جن لوگوں نے مذہب اسلام قبول نہ کیا انہوں نے جزیہ دینا منظور کیا۔ اس وقت دیلم اور جیل مجوسی المذہب تھے۔ زمانہ فتوحات اسلامیہ میں ان کے ممالک فتح نہیں

ہوئے تھے یہ جزیہ دیا کرتے تھے سعید بن العاص نے ایک لاکھ سالانہ پر ان سے مصالحت کر لی تھی جسے یہ لوگ اکثر ادا کیا کرتے تھے اور کبھی کبھی نہیں دیتے تھے۔

طبرستان کی تسخیر: سعید کے بعد کسی اور شخص نے جرجان کا قصد نہیں کیا۔ یہ لوگ عراق سے خراسان تک کے راستوں میں قومس پر رہزنی کیا کرتے تھے اور قافلے صحیح و سلامت بچ کر نہیں جا سکتے تھے۔ جس وقت یزید بن مہلب ۸۶ھ میں خراسان کا گورنر ہو کر آیا اس وقت تک طبرستان اور جرجان فتح نہیں ہوئے تھے جب کبھی ان مقامات کا ذکر آتا تھا تو یزید بن مہلب کہا کرتا تھا کہ فارس کی فتوحات تکمیل کو نہیں پہنچیں۔ طبرستان وغیرہ کا فتح کرنا ضروری ہے ورنہ قومس دنیسا پور وغیرہ کا امن خطرہ میں رہے گا۔ جب سلیمان بن عبدالملک تخت حکومت پر ۹۹ھ میں متمکن ہوا تو یزید بن مہلب نے جہاد طبرستان کی غرض سے فوجیں فراہم کیں۔ اس وقت تک جرجان شہر کی حیثیت نہ رکھتا تھا اسے چاروں طرف سے سربفلک پہاڑیاں گھیرے ہوئے تھیں ایک شخص درہ پر کھڑا ہو جاتا اور بڑے سے بڑے لشکر کو جرجان میں داخل ہونے سے روک سکتا تھا۔ البتہ طبرستان ایک آباد شہر تھا اس کا حکمران اصبہبذ نامی ایک شخص تھا۔ یزید کے غلام فراسہ نے جرجان کو سر کر لیا۔ بنو امیہ کی حکومت کے خاتمہ کے بعد ہادی نے ان دونوں مقامات کا محاصرہ کیا یہاں تک کہ یہ دونوں مقامات حکومت کے مطیع ہو گئے لیکن کچھ عرصہ بعد پھر باغی اور سرکش بن گئے تب خلیفہ مہدی نے یحییٰ حرسی کو چالیس ہزار فوج کی جمعیت سے طبرستان کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا چنانچہ اس نے طبرستان کو زیر و زبر کر کے دائرہ حکومت اسلامیہ میں داخل کر لیا۔ زمانہ حکومت خلیفہ الرشید میں یحییٰ بن عبداللہ بن حسن مثنیٰ نے طبرستان کا رخ کیا مگر کامیاب نہ ہوا تب خلیفہ رشید نے فضل بن یحییٰ برمکی کو ۱۹۵ھ میں اس جنگ پر مامور کیا۔ فضل نے نہایت مردانگی سے ان مقامات کو سر کیا۔ سالانہ خراج ادا کرنے پر مصالحت ہو گئی مگر شرط یہ قرار پائی کہ تکمیل صلح تب منظور ہو گی جب کہ خلیفہ رشید کا دستخطی خط آئے جس پر اراکین سلطنت، اکابرین شیعہ کی شہادتیں ہوں چنانچہ خلیفہ رشید نے خط لکھا اور فضل، طبرستان سے واپس ہو کر آیا اور اپنے بھائی جعفر کے ساتھ قید کر دیا گیا جیسا کہ برامکہ کے حالات میں ہم لکھ آئے ہیں۔

شہریار بن سروین کی سرکشی: ۱۸۹ھ میں جس وقت الرشید رے میں تھا سروین بن ابی قارن اور

ونداہرمز والی دیلم کو امان کا خط لکھا اور حسن خادم کی معرفت طبرستان روانہ کیا چنانچہ یہ دونوں دربار خلافت میں حاضر ہوئے۔ رشید نے عزت و احترام سے ٹھہرایا حسن اخلاق سے پیش آیا۔ ونداہرمز نے سروین بن ابی قارن کی اطاعت اور ادائے خراج کی ضمانت دی۔ باطمینان تمام دونوں واپس آئے اس کے بعد سروین نے وفات پائی۔ اس کی جگہ اس کا بیٹا شہریار حکمرانی کرنے لگا۔ غرور حکومت نے خود مختاری کی ہوس پیدا کر دی عبداللہ بن خرداذبہ نے سرکوبی کی غرض سے فوج کشی کی۔ طبرستان اور تمام بلاد دیلم کو بزور تیغ فتح کر لیا شہریار بن سروین نے اطاعت قبول کی۔ مازیار بن قارن نے ونداہرمز کو خلیفہ مامون کی خدمت میں کچھ عرض و معروض کرنے کے لئے روانہ کیا۔ اتنے میں شہریار بن سروین مرگیا۔ اس کی جگہ اس کا بیٹا شاپور حکومت کرنے لگا۔ مازیار نے شاپور سے لڑائی چھیڑ دی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ شاپور کو شکست ہوئی۔ جنگ میں مازیار نے شاپور کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔

مازیار کی بغاوت

اس کے بعد مازیار نے بھی علم بغاوت بلند کیا۔ یہ زمانہ خلیفہ معتصم کی خلافت کا تھا۔ خلیفہ معتصم نے ان لوگوں کی معقول گوشمالی کی۔ زبردستی اپنی حکومت و خلافت کی بیعت لی اور ضمانت کے طور پر ان کے سرداروں کو اپنے یہاں نظر بند رکھا۔ پہلا اور موجودہ خراج وصول کیا۔ آمل اور ساریہ کی شہر پناہوں کو مسمار کر کے وہاں کے رہنے والوں کو پہاڑوں کی طرف جلا وطن کر دیا اور جرجان کی سرحد پر طمیس سے ساحل دریا تک تین میل کی مسافت کی شہر پناہ بنوائی۔ اور گرد چاروں طرف ایک گہری خندق کھدوائی۔ اسی طرح شاہان فارس نے ترکوں کے روکنے کے لئے ایک شہر پناہ طبرستان میں بھی بنوائی تھی۔

قارن بن شہریار کی اطاعت

اسی زمانہ میں افشین (معتصم کے غلام) نے حکومت خراسان کی لالچ میں دیلمیوں سے سازش شروع کی۔ چنانچہ صوبہ خراسان میں بغاوت پھوٹ نکلی۔ دیلم نے چاروں طرف سے حملہ کر دیا۔ عبداللہ بن طاہر نے اپنے چچا حسن اور اپنے غلام حیان بن جبلہ کی افسری میں فوجیں روانہ کیں۔ خلیفہ معتصم نے پے در پے امدادی فوجیں روانہ کرنا شروع کیں۔ چاروں طرف سے عساکر شاہی نے گھیر لیا۔ قارن بن شہریار برادر مازیار ساریہ میں تھا سرداران عبداللہ بن طاہر نے قارن کو حکومت کی اطاعت قبول کرنے پر ابھارا۔ چنانچہ قارن نے اس شرط پر کہ اس کے آبا و اجداد کے سب پہاڑی

مقامات کی حکومت اسے دی جائے گی خلافت کی اطاعت قبول کر لی۔ عبداللہ بن طاہر نے صلح نامہ لکھ کر دیا۔ قارن نے اپنے چچا کو مازیار کے سپہ سالاروں کی ایک جماعت کے ساتھ گرفتار کر کے عبداللہ بن طاہر کے حوالہ کر دیا۔ سرداران عبداللہ بن طاہر جبال قارن میں مظفر و منصور داخل ہوئے اور ساریہ پر قبضہ کر لیا۔

مازیار کی گرفتاری و قتل

اس کے بعد قوہیار برادر مازیار نے امن کی درخواست کی۔ عبداللہ بن طاہر نے امن دیا مگر باہم یہ شرط قرار پائی کہ وہ اپنے بھائی مازیار کو گرفتار کر کے عبداللہ بن طاہر کے حوالہ کر دے اور یہ مازیار کی جگہ اسے حکمرانی کی سند عطا کرے۔ قوہیار نے اپنے بھائی مازیار گرفتار کر کے عبداللہ بن طاہر کے حوالہ کر دیا۔ عبداللہ بن طاہر نے پابہ زنجیر بغداد روانہ کیا۔ خلیفہ معتصم نے سولی پر چڑھوا دیا۔ اس کے بعد کسی ذریعہ سے افشین کی سازش کی خبر ہوگئی۔ خلیفہ معتصم کو بے حد طیش پیدا ہوا فوراً گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔ مازیار کی گرفتاری کے بعد اس کے غلاموں نے قوہیار پر حملہ کر دیا۔ قوہیار نے ان کا مقابلہ کیا۔ مازیار کے غلام مقابلہ نہ کر سکے۔ دیلم کی طرف بھاگے۔ شاہی فوجیں سامنے آگئیں اور سب کو گرفتار کر لیا۔ کہا جاتا ہے کہ جس نے مازیار کے ساتھ بدعہدی کی تھی وہ مازیار کے چچا کا لڑکا تھا اس کی خواہش یہ تھی کہ مازیار کو جبال طبرستان کی حکومت سے برطرف کر کے خود حکمران بن جائے اس بدعہدی میں مازیار کا غلام دارنیہ بھی شریک تھا۔

محمد بن اوس

الغرض خلیفہ متوکل کے بعد خلافت عباسیہ کمزور ہوگئی اور حکومت کا زوال شروع ہو گیا ہر صوبہ کے گورنروں نے خودمختار حکومت کا اعلان کر دیا۔ اسی زمانہ میں علویوں کے ایلچی ممالک اسلامیہ میں ظاہر ہو کر چاروں طرف علویوں کی حکومت کی دعوت دینے لگے۔ خلافت مستعین کے عہد میں حسن بن زید رزیدیہ علوی کا ایلچی) طبرستان میں ظاہر ہوا۔ جس کا تذکرہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں خراسان کی گورنری پر محمد بن طاہر بن عبداللہ بن طاہر تھا۔ اس نے طبرستان پر اپنے چچا سلیمان بن عبداللہ بن طاہر کو مقرر کر رکھا تھا۔ لیکن حقیقت میں محمد بن اوس اس کی نیابت میں طبرستان میں حکومت کرتا تھا۔ نام کا حاکم سلیمان تھا۔ محمد بن اوس نے رعایا کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ کئے۔ جس سے ارکین حکومت بددل ہو کر بغاوت پر کمربستہ ہو گئے۔ اپنے ہمسایہ دیلم کو بغاوت و سرکشی پر ابھار دیا۔ آپ کو یاد رکھنا چاہئے کہ محمد بن اوس وہی

شخص ہے جو زمانہ مصالحت میں دیلم کے ملک میں بزور تیغ گھس گیا تھا اور انہیں انتہائی بے رحمی سے قتل کیا تھا اور بہت سوں کو قید کر لیا تھا۔

طبرستان پر حسن بن زید کا قبضہ

جب اراکین حکومت صوبہ طبرستان نے سلیمان اور اس کے نائب محمد بن اوس کے مقابلہ میں دیلم کی مدد چاہی تو دیلم اس ناراضگی کی وجہ سے جو انہیں محمد ابن اوس کی کچھ ادائی اور بے جا ظلم سے پیدا ہو گئی تھی اٹھ کھڑے ہوئے اور حسن بن زید کو بلا کر سب نے اس کے ہاتھ پر بیعت کی اور اس کے ساتھ ہو کر آمل پر چڑھ آئے چنانچہ آمل پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد ساریہ پر حملہ کیا سلیمان کو شکست ہوئی۔ ان لوگوں نے ساریہ کو بھی اپنے قبضہ میں لے لیا پھر حسن بن زید (الیچی) نے رفتہ رفتہ تمام صوبہ طبرستان پر قبضہ کر لیا۔ اس کی اور اس کے بھائی کی حکومت کی بنیاد پڑ گئی جیسا کہ اس کے حالات میں لکھا جا چکا ہے۔ تقریباً چالیس سال تک یہ حکومت قائم رہی۔ پھر محمد بن زید کے مارے جانے سے حکومت جاتی رہی۔

حسن اطروش

اس کے بعد حسن[1] اطروش نامی ایک شخص عمر بن زین العابدین کی اولاد میں سے دیلم میں داخل ہوا۔ یہ شخص زیدی مذہب رکھتا تھا۔ اطروش تیرہ برس تک دیلم میں رہا ان دنوں دیلم کا بادشاہ حسان بن دشمورسان تھا۔ اطروش ان لوگوں کو اسلام کی دعوت دیتا تھا۔ ان سے عشر اور زکوٰۃ وصول کرتا تھا۔ چنانچہ ایک بڑا گروہ اس کے ہاتھ پر اسلام لایا۔ اس نے ان کے لئے مسجدیں بنوائیں۔ پھر انہیں مسلح کر کے قزوین پر چڑھائی کی اور اس پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد سالوس کو بھی لے لیا۔ غرض رفتہ رفتہ اسلامی سرحدی بلاد پر یکے بعد دیگرے قبضہ کرتا جاتا تھا۔ آمل بھی اسی کے قبضہ اقتدار میں آ گیا جب اطروش کو کچھ اطمینان حاصل ہو گیا اور گرد و نواح کے شہروں پر قابض ہو گیا تو اس نے ان سب کو جنگ طبرستان کی ترغیب دی۔

اطروش کا طبرستان پر اقتدار

اس وقت طبرستان پر ابن سامان کی حکومت کا پھریرا لہرا رہا تھا۔ سب نے اطروش کے کہنے پر کمریں باندھ لیں اور ۳۰۱ھ میں طبرستان پر چڑھ آئے۔ ابن صعلوک حاکم طبرستان مقابلہ پر آیا۔ اطروش نے اسے شکست دی اور اس کے تمام ہمراہیوں اور ہوا خواہوں

---

[1] مسعودی میں اطروش حسن بن علی بن محمد بن علی بن ابی طالب لکھا ہے۔

کو بری طرح پامال کیا۔ ابن صعلوک بھاگ کر رے پہنچا۔ پھر رے سے بغداد چلا آیا۔ اطروش نے طبرستان اور اس کے تمام صوبہ پر قبضہ کر لیا۔ یہ تمام واقعات اور اس کی حکومت کے حالات دولت علویہ کے تذکرہ میں ہم لکھ چکے ہیں۔ دیلم اس کی پشت پناہی کر رہے تھے اور دیلم کے ہی سردار لڑائیوں میں اس کا ہاتھ بٹاتے تھے۔ وہی لوگ اس کے ارکین حکومت تھے پھر اسے سعید بن سامان کے لشکریوں نے ۳۰۲ھ میں مار ڈالا اور تمام حکومت سرداران دیلم کے قبضہ اقتدار میں چلی گئی جیسا کہ ہم دیلم کے حالات میں ہم لکھ چکے ہیں۔

دیلمی سپہ سالار دیلم کے سپہ سالاروں کی ایک جماعت تھی جو اطروش اور اس کے لڑکوں کی پشت پناہی اور مدد کرتے تھے ان میں سے سرخاب بن وہشودان برادر حسان تھا جس کا شمار دیلم کے بادشاہوں میں تھا یہ ابوالحسن بن اطروش کے لشکر کا کمانڈر انچیف تھا اس کے بھائی علی کو مقتدر نے اصفہان کی حکومت عنایت کی تھی۔ لیلی بن نعمان بھی دیلم کے بادشاہوں میں تھا، یہ بھی اطروش کا ایک نامور سپہ سالار تھا۔ اس کے بعد اس کا داماد حسن معروف بہ داعی صغیر جرجان پر مامور کیا گیا۔ ماکان بن کالی برادر عم زاد سرخاب وحسان بھی سرداران دیلم میں سے تھا۔ اسے ابوالحسن بن اطروش نے شہر استرآباد اور اس کے مضافات پر متعین کیا تھا۔

سرداران دیلم ان لوگوں کے علاوہ ایک دوسرا گروہ بھی دیلم کے سرداران کا تھا۔ جن میں ماکان بن کالی کے ہمراہیوں میں سے اسفار بن شیرویہ مرداویج بن زیار بن بادر اور اس کا بھائی وشمگیر اور لشکری کا نام خصوصیت کے ساتھ لیا جاتا ہے۔ مرداویج کے ہمراہیوں میں سے بنو بویہ تھے جو بغداد، عراقین اور فارس کے بڑے بادشاہوں میں شمار کئے جاتے ہیں۔ جس وقت دولت علویہ کا چراغ حکومت گل ہو گیا تو ان سپہ سالاروں نے طبرستان اور جرجان میں خود مختار حکومت کی بنیاد ڈالی دی۔

بنو سامان اور دیلم خلافت عباسیہ کے خاتمہ کے بعد صوبہ خراسان پر صفار نے بنو طاہر کے ہاتھ سے قبضہ لے لیا۔ پھر بنو سامان نے ان سے جھگڑا کیا اور داعی علوی نے بھی اس میں حصہ لیا۔ مدتوں باہم جھگڑا ہوتا رہا۔ کچھ عرصہ بعد بنو سامان تنہا حکومت خراسان کی کرسی پر بیٹھ گئے لیکن بنو سامان کے تمام حکمران دربار خلافت بغداد کی اطاعت کا اظہار کرتے تھے ان سامانیوں کا مرکز حکومت ماوراءالنہر

میں تھا۔ تمام خراسان اور اس کا متعلقہ صوبہ انہی کے قبضہ اقتدار میں تھا۔ جب خلافت بہت زیادہ کمزور ہو گئی تو ملوک دیلم نے بھی ہاتھ بڑھائے ان کے سپہ سالاروں نے طبرستان میں اپنی حکومتیں قائم کر لیں اور اپنی قوت کے غرور میں ابن سامان سے بھڑ گئے۔ تمام بلاد اسلامیہ میں مور و ملخ کی طرح پھیل گئے جہاں دیکھو وہیں ان کا غلبہ و تصرف ہو گیا۔ ہر شخص نے جس ملک کو پایا دبا لیا۔ طبرستان اور جرجان کے علاوہ بلاد رے بھی انہی کے قبضہ میں تھا۔ ان میں سے بنو بویہ کا بہت بڑا دور دورہ ہوا۔ فارس اور عراقین پر حکمراں ہوئے دارالخلافت بغداد میں بھی ان کی حکومت کا سکہ چلنے لگا اور تمام پہلی فضیلتوں کا خاتمہ کر دیا ان کی عظیم الشان حکومت پر اسلام نے فخر و مباہات کا اظہار کیا جسے ہم ان کی حکومت کے تذکرہ میں بیان کریں گے۔

لیلی بن نعمان

لیلی بن نعمان، دیلم کے نامور سپہ سالاروں سے تھا۔ اطروش کی اولاد "المؤید لدین اللہ المنتصر لاولاد رسول اللہ" کے القاب سے اسے مخاطب کرتی تھی۔ نہایت سخی اور شجاع تھا۔ اسے حسن بن قاسم داعی صغیر نے اطروش کے بعد ۳۰۸ھ میں جرجان پر مامور کیا تھا اس نے جرجان سے دامغان پر فوج کشی کی دامغان، ابن سامان کے بادشاہوں کی حکومت میں داخل تھا۔ قراتکین نامی سامانی بادشاہوں کا غلام حکومت کر رہا تھا۔ قراتکین نے فوجیں آراستہ کر کے مقابلہ کیا سخت اور خونریز جنگ کے بعد لیلی کو جرجان واپس ہونا پڑا۔ اس کے بعد اہل دامغان نے ایک نہایت مستحکم قلعہ بنوایا پھر قراتکین نے فوجیں فراہم کر کے لیلی پر چڑھائی کر دی۔ لیلی نے جرجان سے نکل کر مقابلہ کیا۔ جرجان سے پندرہ کوس پر جنگ کا مورچہ قائم کیا گیا۔ اس لڑائی میں قراتکین کو شکست ہوئی۔ اس کا لشکر نہایت بری طرح پامال کیا گیا۔ قراتکین کا غلام فارس، لیلی کے پاس چلا گیا اور اس سے مل گیا۔ لیلی نے اسے نہایت عزت سے ٹھہرایا اور اپنی بہن سے اس کا نکاح کر دیا۔ لشکریوں کی جمعیت بڑھ گئی۔ خرچ کی زیادتی ہوئی ابو حفص قاسم بن حفص نے کہا کہ تم نیشاپور پر قبضہ کر لو مال کی کمی کی شکایت جاتی رہے گی۔ حسن داعی نے بھی نیشاپور پر حملہ کرنے کی ہدایت کی۔ چنانچہ لیلی نے نیشاپور پر چڑھائی کی اور آخری ۳۰۸ھ میں اس پر قبضہ کر لیا۔ حسن داعی کے نام کا خطبہ پڑھا۔ سعید نصر بن سامان کو اس کی خبر لگی غصہ سے کانپ اٹھا اپنے سرداروں حمویہ بن علی،

محمد بن عبداللہ بلعمی، ابوالحسن صعلوک اور سیمجور دواتی کو ایک بڑی فوج کے ساتھ بخارا سے روانہ کیا۔ لیلی بن نعمان سے مقام طوس میں لڑائی ہوئی۔ ان لوگوں نے لیلی کو شکست دی یہ بھاگ کر آمل پہنچا اور وہیں روپوش ہو گیا۔ بغراخاں نے پہنچ کر اس کا سراغ لگایا اور گرفتار کر کے حمویہ کو اس سے مطلع کیا حمویہ نے اس کے قتل اور اس کے ہمراہیوں کو امن دینے کے لئے لکھ بھیجا۔ چنانچہ بغراخاں نے لیلی بن نعمان کو قتل کر کے اس کا سر دارالخلافت بغداد بھیج دیا یہ واقعہ ماہ ربیع الاوّل ۳۰۹ھ کا ہے۔ اب فارس (قراتکین کا غلام) تنہا جرجان میں باقی رہ گیا تھا جس وقت قراتکین جرجان واپس آیا، فارس نے اپنے پرانے آقا سے امن کی درخواست کی۔ قراتکین نے امن نہ دیا اور اسے قتل کر کے جرجان لوٹ آیا۔

سرخاب بن دہشودان سرخاب بن دہشودان دیلمی، اطروش اور اس کے لڑکوں کے سپہ سالاروں میں سے تھا۔ اطروش کے مرنے کے بعد اس کے بیٹے ابوالحسن ناصر کے ہاتھ پہ طبرستان اور استرآباد میں بیعت کی۔ اس کی فوج کا نامور اور ایک بااثر سپہ سالار تھا۔ جس وقت قراتکین لیلی بن نعمان کے قتل کے بعد جرجان سے واپس ہوا تو ابوالحسن بن اطروش اور سرخاب بن دہشودان نے جرجان پر حملہ کیا اور قابض ہو گئے ۳۱۰ھ میں سعید نصر بن سامان نے یہ سن کر چار ہزار سواروں کی جمعیت سے سیمجور دواتی کو روانہ کیا۔ جرجان سے تین کوس کے فاصلہ پر مورچہ قائم کیا اور چاروں طرف سے شہر کا محاصرہ کر لیا مہینوں محاصرہ کئے رہا۔ پھر سرخاب نے شہر سے نکل کر صف آرائی کی۔ سیمجور نے فوج کے چند دستوں کو کمینگاہ میں بٹھا کر مقابلہ کیا اور لڑتے ہوئے آہستہ آہستہ پسپا ہوا۔ سرخاب نے جوش کامیابی میں تعاقب کیا جب سرخاب کمینگاہ سے نکل آیا سیمجور کی فوج نے کمینگاہ سے نکل کر حملہ کر دیا۔ سرخاب کو شکست ہوئی ابوالحسن بھاگ کر استرآباد پہنچا۔ سرخاب باقی ماندہ فوج کے ساتھ لڑتا رہا۔ بالآخر سیمجور نے جرجان کو بزور تیغ فتح کر لیا۔

ماکان بن کالی اس کے بعد سرخاب مر گیا اور ابوالحسن ابن اطروش ساریہ چلا گیا اور وہیں قیام اختیار کیا اور سرخاب کی جگہ ماکان بن کالی کو مامور کیا۔ یہ سرخاب کا چچازاد بھائی تھا۔ محمد بن عبیداللہ بلعمی اس کی سرکوبی کے لئے چلا۔ سیمجور نے ماکان پر محاصرہ ڈال دیا ایک مدت تک محاصرہ کئے رہا

جب محاصرہ سے کامیابی کی صورت نظر نہ آئی تو محصورین نے کچھ مال دے کر ماکان سے مصالحت کر لی ماکان نے ساریہ کا راستہ لیا۔ ساریہ سے شمایتہ اور شمایتہ سے استرآباد چلا آیا۔ سامانیوں نے ان ملکوں پر بقراخان کو مامور کیا۔ ماکان نے موقع پا کر پھر فوج کشی کر دی اور دوبارہ ان شہروں پر قبضہ کر لیا۔ بقراخان اپنے ہمراہیوں کے پاس نیشاپور چلا آیا۔

اسفار بن شہرویہ

اسفار بھی دیلم کے سرداروں اور ماکان بن کالی کے ہمراہیوں میں سے تھا نہایت بداخلاق، ظالم اور ضدی مزاج تھا۔ ماکان نے اسے اپنی فوج سے نکال دیا۔ اسفار بحال پریشان بکر بن محمد بن الیسع والی نیشاپور کے پاس چلا گیا بکر بن محمد بن الیسع ملوک سامان کی طرف سے ان صوبوں کا گورنر تھا۔ بکر بن محمد بن الیسع نے اسفار کی عزت کی اور اپنے مخصوص مصاحبوں میں داخل کر لیا۔ ۳۱۵ھ میں فوج کی سرداری پر مامور کر کے جرجان فتح کرنے کے لئے اسے منتخب کیا۔ ان دنوں ماکان بن کالی طبرستان میں تھا اور ابوالحسن بن کالی کو جرجان کی حکومت پر مامور کر رکھا تھا اس نے ابوعلی بن اطروش کو کسی شبہ کے باعث جرجان میں اپنے مکان میں قید کر رکھا تھا۔ ایک روز شب کے وقت ابوعلی کے قتل پر آمادہ ہو کر اس کی خوابگاہ میں گیا۔ دونوں میں ہاتھا پائی ہونے لگی۔ اللہ تعالیٰ نے علوی (ابوعلی بن اطروش) کو کامیاب کر دیا۔ اس نے ابوالحسن بن کالی کو مار ڈالا۔ اور قید سے نکل کر اگلے دن سپہ سالاروں کو بلا بھیجا ان لوگوں نے حاضر ہو کر بیعت کی اور خلافت کی کرسی پر بٹھایا۔ اس نے اپنی فوج پر علی بن خرشید کو سردار بنایا اور اسفار بن شرویہ کو یہ واقعات لکھ بھیجے اور بلا بھیجا۔ چنانچہ اسفار نے بکر بن محمد سے اجازت حاصل کر کے ابوعلی کی طرف کوچ کیا۔ علی بن خرشید نے جرجان اور اس کے گردونواح پر قبضہ کر کے دعوت علویہ کو پھیلانا شروع کیا۔ ماکان بن کالی کو اس کی خبر لگی فوجیں آراستہ کر کے طبرستان سے جرجان پر چڑھ آیا۔ علی بن خرشید نے جرجان سے نکل کر مقابلہ کیا اور مار بھگایا۔ طبرستان تک تعاقب کرتا چلا گیا۔ اور اسے بھی اس کے قبضہ سے نکال کر اس پر قابض ہو گیا۔

اسفار اور ماکان کی جنگ

اس اثنا میں ابوعلی بن اطروش اور سپہ سالار فوج علی بن خرشید مر گیا اسفار تنہا طبرستان کا مالک بن گیا۔ بکر بن محمد بن الیسع نے انہی دنوں جرجان پر

چڑھائی کی اور اس پر قبضہ حاصل کر کے اسے نصر بن سامان کے دائرہ حکومت میں داخل کر لیا اس کے بعد ماکان طبرستان کی جانب واپس ہوا اسفار نے مقابلہ کیا۔ سخت اور خونریز جنگ کے بعد اسفار کو شکست ہوئی ماکان نے طبرستان پر قبضہ کر لیا اور اسفار نے جرجان میں بکر بن محمد بن الیسع کے پاس جا کر دم لیا اور وہیں ٹھہرا رہا۔ یہاں تک کہ بکر بن محمد بن الیسع نے وفات پائی اور سعید بن نصر نے اسے ۳۱۵ھ میں جرجان کی حکومت پر مامور کیا۔ پھر سعید بن سامان نے زمانہ خلافت مقتدر میں رے پر قبضہ حاصل کیا اور محمد بن علی بن صعلوک کو اس کی حکومت عنایت کی۔ ماہ شعبان ۳۱۶ھ میں محمد بن علی بن صعلوک ایک سخت مرض میں مبتلا ہو گیا۔ حسن داعی کی تحریک سے اسفار والی جرجان نے مرداویج بن زیار کو جو کہ ملوک جیل سے تھا بلا کر اپنی فوج کا سپہ سالار مقرر کیا طبرستان پر چڑھائی کی اور اس پر قابض ہو گیا۔

اسفار کا رے پر قبضہ جس وقت اسفار نے طبرستان پر قبضہ حاصل کیا تو مرداویج اس کے ہمراہ تھا رے پر ان دنوں ابن صعلوک حکومت کر رہا تھا اسفار نے رے کو بھی اس کے قبضہ سے نکال لیا اس کے بعد قزوین، زنجان، ابہر، قم اور کرخ وغیرہا پر بھی قابض ہو گیا۔ حسن بن قاسم داعی صغیر اس کے ساتھ تھا۔ جب اسفار نے اس سے علیحدہ ہو کر طبرستان پر قبضہ کر لیا اور جرجان کو بھی اپنے دائرہ حکومت میں شامل کر لیا۔ تو ماکان اور حسن داعی نے اسفار پر چڑھائی کی۔ مقام ساریہ میں فریقین سے مڈبھیڑ ہوئی ماکان شکست کھا کر بھاگا۔ حسن داعی مارا گیا۔

حسن داعی کا خاتمہ شکست کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ حسن داعی، دیلم کو منکرات اور ممنوعات شرعیہ سے بچنے کی تاکید کرتا اور احکام شرعیہ کی پابندی میں سختی سے کام لیتا تھا، یہ امر دیلم کو ناگوار گزر رہا تھا آپس میں مشورہ کیا کہ حسن داعی کی جگہ ابو الحسن بن اطروش کو اور ماکان کی جگہ پر ہزر میدان (مرداویج کے ماموں) کو مقرر کرنا چاہئے۔ چنانچہ امداد کے حیلہ سے ہزر میدان کو دامغان سے بلایا یہ احمد طویل کے پاس دامغان میں تھا جب ہزر میدان جرجان میں پہنچا تو حسن داعی اسے اور دیگر سپہ سالاران دیلم کو اپنے محل سرائے گیا اور سب کو گرفتار کر کے مار ڈالا۔ اور اپنے سپاہیوں کو حکم دیا کہ ان جاں باختہ سازش کرنے والوں کے مال واسباب کو لوٹ لو۔ دیلم کو یہ امر بہت ناگوار گزرا وقت کے منتظر رہے جب اسفار سے

مڈبھیڑ ہوئی۔ دیلم، حسن داعی اور ماکان کو چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ ماکان تو بھاگ نکلا۔ حسن داعی مارا گیا۔ اسفار نے رے، قزوین، زنجان، ابہر، قم اور کرخ پر جو کہ دیلم کے قبضہ میں تھے قبضہ کر کے طبرستان اور جرجان کے صوبہ میں شامل کر لیا۔ اور سعید بن سامان کی حکومت کی ماتحتی میں حکمرانی کرنے لگا۔ ساریہ کو اپنا مرکز حکومت بنایا۔ رے پر ہارون بن بہرام صاحب جناح کو مقرر کیا۔

قلعہ موت

ان شہروں کے فتح ہونے کے بعد رے کے راستہ پر صرف قلعہ موت باقی رہ گیا تھا جو کہ سیاہ چشم بن مالک دیلمی کے قبضہ میں تھا۔ اسفار نے اسے بلا کر قزوین کی حکومت کا لالچ دیا۔ اور یہ درخواست کی کہ کچھ عرصہ تک میرے اہل و عیال کو قلعہ موت میں رہنے کی اجازت دے دو۔ سیاہ چشم نے اسے منظور کر لیا۔ چنانچہ اسفار نے اپنے اہل و عیال کو قلعہ موت میں بھیج دیا اور خدمت کرنے کے بہانہ ایک سو جنگ آوروں کو ہمراہ کر دیا۔ ادھر ان لوگوں نے قلعہ میں داخل ہو کر ہلڑ مچا دیا اور قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ ادھر اسفار نے سیاہ چشم کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ اس کے بعد دالی نہاوند نے امن کی درخواست کی۔ اسفار نے اسے امن دے کر اس کی حکومت پر بحال رکھا۔ سمنان کی طرف بڑھا۔ محمد بن جعفر والی سمنان نے روک تھام کی۔ اسفار نے رے سے اپنے چند ہواخواہوں کو بلانے کی غرض سے محمد بن جعفر کے پاس بھیجا۔ ان لوگوں نے اسے فریب دے کر امن کی درخواست پر تیار کر لیا اسفار نے اسے امن دے کر دھوکا دیا اور قتل کر کے قلعہ کی فصیل پر لٹکا دیا۔

اسفار اور ابن سامان کی مصالحت

ان متواتر کامیابیوں اور فتوحات سے اسفار کا دل بڑھ گیا حکومت پر استقلال کے ساتھ قدم جم گئے۔ خود مختاری کی ہوا دماغ میں سمائی سعید بن سامان سے باغی ہو گیا تاج پہننے، سونے کے تخت پر بیٹھنے کا شوق چرایا۔ فوجیں آراستہ کیں اور ابن سامان اور خلافت مآب سے لڑنے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔ خلیفہ مقتدر نے ہارون بن غریب الخال کو امیر لشکر مقرر کر کے اسفار کے زیر کرنے کے لئے فوجیں روانہ کیں۔ اسفار نے ان کا مقابلہ کیا اور انہیں نیچا دکھایا تب ابن سامان نے نیشاپور سے اسفار سے جنگ کرنے کی غرض سے کوچ کیا۔ اسفار کے وزیر مطرف بن محمد جرجانی نے مشورہ دیا کہ ابن سامان سے لڑنا اچھا نہیں ہے اپنے آقا اور ولی نعمت کو نذر دینا دے کر مصالحت کر لینی چاہئے چنانچہ اسفار نے قیمتی قیمتی تحائف ابن سامان کی خدمت میں روانہ کئے اور واپس جانے کی درخواست کی اس کے ساتھ ہی

ابن سامان کے ارکین دولت کو بھی ملا لیا۔ ابن سامان اس شرط سے واپس ہُوا کہ میرے نام کا خطبہ پڑھا جائے اور اسفار آئندہ ہمیشہ مطیع رہے۔ اسفار نے ان شرطوں کو قبول کر لیا اور باہم مصالحت ہو گئی۔ اسفار نے ابن سامان کی واپسی کے بعد اہل رے پر بھاری بھاری ٹیکس مقرر کئے اور ان پر ظلم و ستم کرنے لگا اہل قزوین کو لٹوا لیا اور ان پر دیلم کو مامور کیا۔ جس سے اُن لوگوں پر زمین تنگ ہو گئی اور طرح طرح کے مصائب میں گرفتار ہو گئے۔

اسفار اور مرداویج

مرداویج بن زیار، اسفار کے سپہ سالاروں میں سے تھا۔ اسفار کا ظلم حد سے بڑھ گیا تھا، رعایا کو بے حد نفرت ہو گئی تھی اس نے مرداویج کو اپنی اطاعت کا پیام دے کر سمیران طرحاکم آذربیجان کے پاس روانہ کیا۔ مرداویج روانہ ہونے کو تو روانہ ہو رہا تھا مگر اسفار کے ظلم اور عوام الناس کے ساتھ بدخلقی سے پیش آنے کی وجہ سے رُک گیا۔ اسفار کو یہ امر ناگوار گزرا۔ مرداویج پر حملہ کرنے کا قصد ظاہر کیا سرداران لشکر نے بھی مشورہ دے دیا جن میں اس کا وزیر مطرف بن محمد بھی تھا چنانچہ اسفار سپہ سالار کے ساتھ مرداویج کی طرف بڑھا۔ مرداویج کو اس کی خبر ہو گئی۔ رے کی طرف چلا گیا۔ ماکان بن کالی کو طبرستان میں یہ واقعات لکھ بھیجے اور اسے اسفار کے مقابلہ پر ابھار دیا۔

اسفار کا خاتمہ

چنانچہ ماکان فوجیں آراستہ کر کے اسفار کی طرف بڑھا۔ اسفار بیہق سے بھاگ کر بست پہنچا پھر رے کی راہ سے قلعہ موت کی طرف روانہ ہُوا چونکہ اس کے ساتھ اہل و عیال اور خزانہ تھا اس تگ و دو میں اس کے بعض ہمراہیوں نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا اور مرداویج کو اس کی خبر کر دی مرداویج اسفار کی طرف بڑھا اور اپنے ایک سپہ سالار کو بھیج کر قلعہ کی اور ان سپہ سالاروں کا حال دریافت کیا جنہوں نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا تھا۔ ان لوگوں نے ظاہر کیا کہ مرداویج ان لوگوں کو قتل کر ڈالے گا اس خبر کے سننے سے اسفار کو بیحد خوشی ہوئی اس کے بعد موقع پا کر مرداویج کے بھیجے ہوئے سپہ سالار نے اسفار کو گرفتار کر کے مرداویج کے پاس بھیج دیا مرداویج نے اسے قید کرنا چاہا لیکن ہمراہیوں نے اسفار کے مکر و فریب کی وجہ سے اختلاف کیا مرداویج نے اسفار کو قتل کر ڈالا اور رے کی طرف لوٹ آیا۔

مرداویج کی فتوحات

اسفار کے مارے جانے کے بعد مرداویج نے ملک گیری کے خیال سے اطراف و جوانب پر پھر حملے شروع کر دیئے۔ قزوین۔ رے۔ ہمدان، کنگور، دینور، وجرد، قم، قاسان اصفہان اور جرباد پر یکے بعد دیگرے قبضہ کر لیا اور استقلال سے حکومت کرنے لگا۔ دماغ میں غرور و تکبر پیدا ہو گیا سونے کے تخت پر بیٹھا، تاج پہنا اس کے سپہ سالار چاندی کی کرسیوں پر بیٹھتے تھے لشکر کو کچھ فاصلے پر کھڑے ہونے کا حکم دیا یا سب مقرر کئے۔

طبرستان پر قبضہ

تم اوپر پڑھ چکے ہو کہ مرداویج نے ماکان کو اسفار کے مقابلہ پر ابھار کر اپنا کام نکال لیا تھا اور اسفار مار ڈالا گیا تھا۔ اس سے مرداویج کے قدم حکومت و سلطنت پر نہایت مضبوطی سے جم گئے طبرستان اور جرجان کے قصد سے سنہ ۳۱۶ھ میں چڑھائی کی۔ ماکان مقابلہ نہ کر سکا بھاگ کھڑا ہوا۔ مرداویج نے طبرستان پر قبضہ کر کے اسفہلان کو نام حکومت دی۔ اور اس کی فوج پر ابوالقاسم کو مامور کر دیا۔

فتح جرجان

ابوالقاسم نہایت دلیر اور شجاع تھا۔ طبرستان سے فارغ ہو کر جرجان کی طرف بڑھا۔ ماکان کا گورنر جرجان بھی بھاگ نکلا۔ مرداویج نے جرجان پر بھی قبضہ کر کے اپنے داماد ابوالقاسم مذکور کا حاکم بنایا۔ اس کے بعد اصفہان کی جانب لوٹا۔ ابوالقاسم بھی آ ملا۔ والی اصفہان کو شکست ہوئی۔ غرض کہ رفتہ رفتہ ان تمام شہروں پر مرداویج کا قبضہ ہو گیا۔ ماکان نے نیشاپور میں جا کر پناہ لی۔ ابوعلی بن مظفر سپہ سالار لشکر ابن سامان سے امداد کا طالب ہوا۔ چنانچہ ابوعلی نے ماکان کی مدد پر کمر باندھی۔ فوجیں مرتب کر کے مرداویج کی طرف بڑھا ابوالقاسم نے ان دونوں کو شکست دی۔ دونوں شکست کھا کر نیشاپور لوٹ آئے۔ اس کے بعد ماکان نے دامغان کا رخ کیا۔ ابوالقاسم نے یہاں سے بھی اسے مار بھگایا۔ مجبور خراسان آیا۔

ہمدان اور بلاد جبل کی تسخیر

جس وقت مرداویج نے بلاد رے پر قبضہ کر لیا۔ دیلم چاروں طرف سے اس کے پاس آ کر جمع ہو گئے۔ مرداویج نے انہیں انعامات دیئے وظائف مقرر کئے۔ فوجوں کی تعداد بڑھ گئی جس کے باعث آمدنی ناکافی ہو گئی قرب وجوار کے شہروں پر ہاتھ بڑھانے کا قصد کیا چنانچہ ۳۱۹ھ میں ہمدان پر قبضہ کرنے کی غرض سے ایک بڑی فوج اپنے بھانجہ کی ماتحتی میں روانہ کی اس وقت ہمدان میں محمد بن خلف گورنری کر رہا تھا خلیفہ مقتدر کی فوج وہاں موجود تھی دونوں فریقوں میں معرکہ کارزار گرم ہو گیا شاہی فوج نے بڑے بڑے کار نمایاں کئے سیکڑوں ہزاروں دیلمی مارے گئے مرداویج کا بھانجہ بھی اس معرکہ میں کام آ گیا مرداویج کو اس کی خبر لگی فوجیں مرتب کر کے ہمدان پر چڑھ آیا خلافت مآب کی فوجیں بھاگ کھڑی ہوئیں۔ مرداویج بزور تیغ ہمدان میں گھس پڑا۔ کشت وخون کی کوئی حد نہ رہی اور اہل ہمدان کو بہت بری طرح پامال کیا۔ عورتوں اور بچوں کو پکڑ کر لے گئے۔ لونڈی، غلام بنایا اس کے بعد لوگوں کو امن دیا خلیفہ مقتدر کی فوجیں جمع ہو کر دوبارہ حملہ آور ہوئیں۔ ہارون غریب الخال سپہ سالار فوج تھا۔ ہمدان کے باہر فریقین نے صف آرائی کی مرداویج نے انہیں بھی شکست دی۔ ہمدان کے علاوہ اور بلاد جبل پر بھی قبضہ کر لیا اس

کے بعد اپنے ایک سپہ سالار کو دینور فتح کرنے کے لئے روانہ کیا چنانچہ اس نے دینور بھی بزور تیغ فتح کر لیا۔ مرداویج کا لشکر قتل وغارت کرتا ہوا احلوان تک پہنچ گیا، مال واسباب سونا چاندی، در قیدیوں سے مالامال ہوکر واپس ہوا

لیشکری کا قتل لیشکری بھی دیلمی اور اسفار کے ہمراہیوں میں سے تھا۔ اسفار کے قتل کے بعد خلیفہ مقتدر سے امن حاصل کر کے ہارون بن غریب الخال کی فوج میں داخل ہو گیا تھا۔ جب ہارون کو ۳۱۹ھ میں مرداویج کے مقابلہ میں شکست ہوئی تو ہارون نے لیشکری کو نہاوند، مال اور کمک لینے کے لئے بھیجا۔ لیشکری نے نہاوند پہنچ کر قبضہ کر لیا مال اور سامان جنگ درست کر کے فوجیں مرتب کر لیں اور اصفہان پر دھاوا کر دیا اصفہان میں احمد بن کیغلغ تھا یہ بھی فوجیں آراستہ کر کے مقابلہ پر آیا۔ لیشکری نے اسے شکست دے کر اصفہان پر قبضہ کر لیا فوجیں شہر میں داخل ہو گئیں اور احمد بن کیغلغ شہر چھوڑ کر نکل آیا اور بیرون شہر قیام کیا۔ لیشکری یہ خیال کر کے کہ یہ میری ہی فوج کا سردار ہے احمد کے پاس گیا۔ احمد بن کیغلغ نے اسے پہچان لیا جوں ہی قریب آیا ایک وار سے ختم کر دیا اس واقعہ سے اس کی فوجیں منتشر ہو گئیں اور احمد بن کیغلغ پھر اصفہان آ گیا۔

اصفہان پر قبضہ آخر ۳۱۹ھ میں مرداویج نے ایک فوج اصفہان سر کرنے کے لئے روانہ کی چنانچہ اس فوج نے اصفہان پر قبضہ کر لیا۔ احمد بن عبدالعزیز بن ابی دلف کا محل سرا کو از سر نو بنوایا۔ جس میں مرداویج نے آکر قیام کیا۔ اس وقت اس کی فوج کی تعداد چالیس پچاس ہزار تک پہنچ گئی تھی۔ فتح اصفہان کے بعد اہواز اور خراسان پر قبضہ کرنے کے لئے فوجیں روانہ کیں اہواز اور خراسان بھی مرداویج کے مقبوضات میں داخل ہو گئے اس کے بعد مرداویج نے خلیفہ مقتدر کی خدمت میں ایک عرضداشت بھیجی اور یہ درخواست کی کہ ان شہروں کے قبضہ کے عوض میں دو لاکھ دینار سالانہ حاضر کروں گا خلیفہ مقتدر نے اسے منظور کر لیا ہمدان اور ماہ کوفہ بھی جاگیر عنایت کی

وشمگیر اور مرداویج ۳۲۰ھ میں مرداویج نے اپنی فوج سے ایک ایلچی اپنے بھائی وشمگیر کے لانے کے لئے روانہ کیا۔ چنانچہ ایلچی نے وشمگیر کے پاس پہنچ کر مرداویج کا پیام پہنچایا اس کی حکومت اور جاہ وجلال کے حالات بتلائے۔ وشمگیر کو اس سے بے حد تعجب ہوا اور اپنے بھائی مرداویج کی حرکات کو ذلت کی نگاہوں سے دیکھا۔ وجہ یہ تھی کہ دیلم اور جیل طبرستان کے علویوں کے ہوا خواہوں میں سے تھے اور مرداویج نے خلافت بغداد کی

اطاعت قبول کر لی تھی۔ ایلچی وشمکیر کو برابر سمجھاتا رہا یہاں تک کہ وشمکیر اپنے بھائی سے ملنے کے لئے روانہ ہوا۔ قزوین پہنچا۔ مرداویج سے ملاقات ہوئی مرداویج نے تبادلہ خیال کے بعد اسے سیاہ کپڑے پہنائے۔ اپنے پاس ٹھہرایا وشمکیر کو امور سیاسی میں بہت بڑا ملکہ تھا اس وجہ سے ملک کی خوش حالی بڑھ گئی۔ رعایا آباد اور سرسبز ہو گئی۔

مطرف بن محمد کا قتل

ابوبکر مظفر خراسان میں نصر بن سامان کی فوج کا سپہ سالار تھا اس نے جرجان پر قبضہ کر لیا تھا۔ مرداویج خراسان اور اہواز کی مہم سے فارغ ہو کر رے کی طرف واپس ہوا اور رے سے فوجیں آراستہ کر کے جرجان پر چڑھائی کی۔ ابوبکر مظفر جرجان سے امداد کی غرض سے نیشاپور چلا آیا اس زمانہ میں نیشاپور میں سعید بن نصر بن سامان موجود تھا۔ ابوبکر مظفر نے حاضر ہو کر حالات عرض کئے سعید بن نصر نے مرداویج کے مقابلہ پر کمر باندھی۔ محمد بن عبداللہ بلعمی سپہ سالار ابن سامان نے مرداویج کے وزیر مطرف بن محمد سے خط و کتابت شروع کی اور کچھ دن کے بعد اسے اپنے ساتھ ملا لیا مرداویج کو اس کی خبر ہو گئی۔ اس نے اپنے وزیر کو مار ڈالا۔

مرداویج اور سعید نصر میں مصالحت

تب محمد بن عبداللہ بلعمی نے مرداویج کے پاس ایک ایلچی روانہ کیا اور یہ کہلا بھیجا کہ تم نے جرجان پر فوج کشی کرنے میں غلطی کی۔ تمہیں سعید بن سامان کے مقابلہ پر نہ آنا تھا۔ اس کے حقوق اور احسان تم پر بہت زیادہ ہیں۔ اب بھی اگر تم جرجان سے اتر آؤ تو میں تمہیں رے میں بہت سا سامان اور روپیہ دلوا دوں۔ مرداویج پر محمد بن عبداللہ بلعمی کا جادو چل گیا جرجان سے واپس آیا۔ فریقین میں مصالحت ہو گئی۔

باب ۱۵

دولت بنی بویہ

بنی بویہ کی ابتدا

بنی بویہ تین بھائی تھے۔ عماد الدولہ ابو الحسن علی۔ رکن الدولہ حسن اور معز الدولہ ابو الحسن احمد، ان سب میں عماد الدولہ ابو الحسن علی بڑا تھا جس وقت ان لوگوں نے ممالک اسلامیہ کے صوبوں پر قبضہ حاصل کر لیا اور خلافت کی طرف سے انہیں عنان حکومت عطا ہوئی تو خلفاء بغداد نے انہیں ان القاب سے مخاطب کیا جیسا کہ ہم آئندہ تحریر کریں گے۔ یہ وہی ہیں جنہوں نے دار الخلافت میں خلفاء کو اپنی حکمت عملی سے دبا لیا تھا جیسے آپ آگے چل کر پڑھیں گے۔

ابوشجاع بویہ بن فناخس

ان کے باپ کا نام ابوشجاع بویہ بن فناخس تھا ان کے نسب میں لوگوں نے اختلاف کیا ہے ابو النصر بن ماکولا نے انہیں کوہی بن شیرزیک اصغر بن شیرکوہ بن شیرزیک اکبر بن سران شاہ بن شیر قند بن سیسان شاہ بن سیرین فیروز بن شروزیل بن سنساد بن بہرام جور کی طرف منسوب کیا ہے۔ ان کا بقیہ نسب ملوک فارس کے بیان میں لکھا جا چکا ہے۔ ابن مسکویہ کہتا ہے کہ ان لوگوں کا دعوے یہ ہے کہ یہ لوگ یزدجرد بن شہریار یہ آخری تاجدار فارس کی اولاد سے تھے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ یہ نسب نامہ بنایا ہوا ہے وہی شخص اس کا قائل ہوگا جو نسب سے واقف نہ ہوگا۔ ان لوگوں نے اس نسب نامہ کے ذریعہ اپنے کو با اثر بنانا چاہا تھا۔ اگر یہ لوگ نسباً دیلم میں داخل اور شامل نہ ہوتے تو انہیں ان پر ریاست و سرداری ہرگز حاصل نہ ہوتی۔ میں اس امر کو تسلیم کرتا ہوں کہ انساب میں تغیرات پیدا ہوتے ہیں اور بہت سے امور مخفی ہو جاتے ہیں، ایک شاخ

سے دوسری شاخ کی طرف ایک قوم دوسری قوم میں نسب منتقل ہوتے رہتے ہیں لیکن یہ اس وقت ہوتا ہے جب کہ طویل مدتیں گزر جائیں، اگلی نسلیں فنا ہو جائیں قوموں کی حالتیں تبدیل ہو جائیں۔ بنی بویہ سے یزدجرد اور حکومت فارس کے خاتمہ تک "تین سو برس کا زمانہ ہوتا ہے جس میں سات یا آٹھ گروہ گذرے جن میں ان کے نسب مل جل گئے۔ پچھلی نسلیں ایک دوسرے سے خلط ملط ہو گئیں۔ ایسی حالت میں ایسے طویل زمانہ میں نسلوں کی پیچیدگی کی گتھی کیسے سلجھ سکتی ہے اور اگر ہم اس امر کو تسلیم کر لیں کہ ان کا نسب آخری بادشاہ فارس تک ظاہر طور سے مل جاتا ہے تو اس طرح دیلم پر ان کی ریاست وسرداری قائم نہیں ہو سکتی۔ اس میں ذرا بھی شک نہیں ہے کہ ان کے انساب محفوظ نہیں رہے اور ضائع ہو گئے واللہ اعلم۔

بنو بویہ، دیلم کے متوسط الحال لوگوں میں تھے ان کے ابتدائی حالات یہ ہیں کہ ان کا باپ ابوشجاع فقیر تھا اس نے ایک روز شب میں یہ خواب دیکھا کہ "میں پیشاب کر رہا ہوں، اور میرے عضو مخصوص سے ایک بہت بڑی آگ نکلی جس سے ساری دنیا روشن ہو گئی۔ پھر یہ آگ بڑھی، بلند ہوئی اور آسمان تک پہنچی۔ پھر اس کی تین شاخیں ہو گئیں۔ ہر ایک شاخ سے متعدد شاخیں نکلیں۔ ہر شاخ سے دنیا میں روشنی پھیل گئی۔ اور تمام دنیا اس آگ کے آگے جھک رہی تھی۔ ایک تعبیر کرنے والے نے یہ تعبیر کی کہ ابوشجاع کے تینوں لڑکے ملک میں حکومت کریں گے ان کا ذکر تمام دنیا میں پھیل جائے گا جیسا کہ آگ بلند ہوئی تھی۔ اور ان لوگوں کی نسل سے متعدد بادشاہ پیدا ہوں گے" ابوشجاع کو یہ امر دور از قیاس معلوم ہوا کیونکہ عزبت کی حالت میں تھا۔ تعبیر کرنے والے نے دریافت کیا۔ "تمہارے لڑکے کس وقت پیدا ہوئے تھے؟" ابوشجاع نے ان کی پیدائش کے اوقات بتلائے۔ تعبیر کرنے والا منجم بھی تھا۔ اس نے اس کے تینوں لڑکوں کے زائچے درست کئے اور یہ حکم لگایا کہ یہ تینوں لڑکے حکومت وریاست کی کرسی پر بیٹھیں گے اور بادشاہت کریں گے۔

بنو بویہ اور ماکان جب سپہ سالاران دیلم، لیلی، ماکان، اسفار اور مرداویج وغیرہم نے ملک گیری کے ارادے سے خروج کیا اور تمام ممالک میں پھیل گئے۔ ہر ایک سپہ سالار کے ساتھ دیلم اور ان کے سردار اور متبعین کا ایک گروہ تھا۔ بنو بویہ بھی ان لوگوں کے ہمراہ نکلے۔ ماکان کے اتباع میں داخل ہوئے پھر جب ماکان کی حکومت میں اضطراب پیدا ہوا اور مرداویج نے اس کو پے در پے طبرستان اور جرجان سے مغلوب کر کے نکال باہر کیا۔

تو پر شکست کھا کر نیشاپور چلا آیا۔ بنو بویہ نے اس سے علیحدگی کا قصد کیا۔ اجازت طلب کی اور یہ عرض کی کہ ہم لوگ آپ سے تخفیف مصارف کے خیال سے علیحدہ ہوتے ہیں جس وقت آپ کا نظام حکومت درست ہو جائے گا ہم لوگ پھر حاضر خدمت ہو جائیں گے۔ ماکان نے اجازت دے دی۔

بنو بویہ اور مرداویح

چنانچہ بنو بویہ مرداویح کے پاس چلے آئے۔ ان کے ساتھ ماکان کے لشکر کے سرداروں کا ایک گروہ بھی چلا آیا۔ مرداویح نے ان سب کو اپنی خدمت میں رکھ لیا۔ ہر ایک کو اپنی ممالک مفتوحہ میں سے ایک ایک طرف کا حاکم بنایا۔ عہدنامے لکھ دیئے۔ علی ابن بویہ کو کرس کی عنان حکومت سپرد کی۔ چنانچہ بنو بویہ رے چلے آئے۔ اس وقت رے میں وشمگیر برادر مرداویح موجود تھا اور اس کا وزیر حسین بن محمد عمید پدر ابوالفضل بھی تھا۔ ابھی بنو بویہ اپنے مقبوضہ بلاد میں نہ گئے تھے کہ مرداویح نے اپنے بھائی وشمگیر اور اس کے وزیر عمید کو لکھ بھیجا کہ ان پناہ گزین سرداروں کو میرے پاس واپس بھیج دو چونکہ علی بن بویہ اور وزیر عمید سے مراسم اتحاد پیدا ہو گئے تھے۔ اس وجہ سے وزیر عمید نے بنو بویہ کو مرداویح کے خط سے مطلع کر کے رائے دی کہ تم اسی وقت اپنے مقبوضہ صوبہ کی طرف چلے جاؤ اور قبضہ کر لو۔ چنانچہ بنو بویہ تو اپنے علاقے کی جانب چلے گئے اس کے دوسرے دن وشمگیر نے بقیہ سپہ سالاروں کو مرداویح کے پاس بھیج دیا۔ مرداویح نے عہدنامے واپس لے لئے بنو بویہ کی بابت ارکین دولت نے رائے دی کہ انہیں بحال رہنے دیجئے ان لوگوں کے واپس بلانے یا ان سے چھیڑ چھاڑ کرنے میں اندیشہ فساد ہے مرداویح نے ان سے تعارض نہ کیا۔

عماد الدولہ ابوالحسن علی

جس وقت عماد الدولہ کرخ پہنچا اور اس کی زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لی اس کے نظم و نسق کو جیسا کہ چاہئے درست کیا۔ سمجھ داری سے امور سیاست کو سنبھالا رعایا کے ساتھ عدل و انصاف سے کام لیا۔ حرمیہ کی ایک جماعت کو جو کہ وہاں موجود تھی موت کی سزا دی اور ان کے قلعوں کو بزور تیغ فتح کر لیا۔ بہت سا مال واسباب اور خزانہ ہاتھ آیا جسے لشکریوں پر تقسیم کر دیا اس سے لوگوں کی زبانوں پر اس کا ذکر خیر جاری ہو گیا۔ اس کے حسن اخلاق اور داد و دہش کا تمام آفاق میں شہرہ ہو گیا گرد و نواح کے رہنے والوں نے مرداویح کو اس سے مطلع کیا۔ مرداویح کو اس خبر سے فکر پیدا ہوئی طبرستان سے رے آیا۔ اور اپنے سپہ سالاروں کے ایک گروہ کو کرخ روانہ کیا۔ عماد الدولہ نے اپنے حسن اخلاق سے ان لوگوں کو ملا لیا۔ یہ لوگ

عماد الدولہ کے پاس ٹھہر گئے۔

عماد الدولہ کا اصفہان پر قبضہ

مرداویج کو شبہ پیدا ہوا۔ عماد الدولہ کو لکھ بھیجا کہ تم ان سپہ سالاروں کو میرے پاس بھیج دو عماد الدولہ نے انہیں اس پیام سے مطلع کیا اور راس سے جدا ہونے کی رائے دی یہ لوگ مرداویج کے پاس نہ گئے اور اس سے علیحدہ ہو گئے۔ اس پر طرہ یہ ہوا کہ مرداویج کے سپہ سالاروں میں سے شیرزاد نامی سپہ سالار عماد الدولہ سے آملا۔ جس سے عماد الدولہ کی جمعیت اور قوت بڑھ گئی۔ اصفہان کا قصد کیا۔ مظفر بن یاقوت، خلیفہ قاہر کی طرف سے حکومت کر رہا تھا دس ہزار جنگ آور اس کے پاس تھے اور محکمہ مال پر ابو علی بن رستم مامور تھا۔ عماد الدولہ نے پیام دیا کہ تم شہر ہمارے حوالہ کر دو مظفر نے انکاری جواب دیا۔ اس اثنا میں ابو علی بن رستم مر گیا مظفر بن یاقوت نے شہر سے نکل کر مدافعانہ حملہ کیا۔ مگر کامیاب نہ ہوا۔ دیلم اور جیل کے جس قدر سردار تھے سب نے عماد الدولہ کی حکومت قبول کر لی۔ اور امن حاصل کر کے چلے آئے۔ عماد الدولہ نے نو سو کی جمعیت سے حملہ کیا اور مظفر کو شکست دے کر اصفہان پر قبضہ کر لیا۔

عماد الدولہ اور مرداویج

جس وقت مرداویج کو واقعہ اصفہان کی خبر لگی ہاتھوں کے طوطے اُڑ گئے۔ غصہ سے کانپ اُٹھا۔ عماد الدولہ کو اسی وقت دھوکہ دینے کے لئے خط لکھا: "تم میری اطاعت سے منحرف نہ ہو میں بے شمار فوج سے تمہاری امداد کروں گا تم اپنے ممالک مقبوضہ میں میرے نام کا خطبہ پڑھو۔ میں تمہیں اپنی طرف سے ان علاقوں پر مامور کرتا ہوں۔ خط کی روانگی کے بعد ایک بڑی فوج اپنے بھائی وشمکیر کی ماتحتی میں عماد الدولہ کی سرکوبی کے لئے روانہ کی اور اپنی اس تدبیر پر مطمئن ہو گیا۔ ابن بویہ عماد الدولہ اس چال کو تاڑ گیا۔ دو مہینہ بعد جو کچھ اصفہان سے وصول کرنا تھا وصول کر کے ارجان کی جانب کوچ کر دیا۔ ابو بکر بن یاقوت اس کا گورنر تھا۔ عماد الدولہ کی آمد کی خبر پا کر ارجان چھوڑ دیا۔ عماد الدولہ نے اس پر قبضہ کر لیا۔ اہل شیراز کو اس کی اطلاع ہوئی۔

عماد الدولہ کا نوبندجان پر قبضہ

شیراز پر اس وقت یاقوت (خلیفہ کا گورنر) قابض تھا۔ یہ نہایت ظالم اور بد اخلاق تھا اس کے ظلم و ستم سے اہل شیراز نالاں تھے۔ ان لوگوں نے عماد الدولہ کو شیراز پر قبضہ کرنے کے لئے بلا بھیجا۔ عماد الدولہ نے کچھ پس و پیش کیا اتنے میں اہل شیراز کا طلبی کا دوسرا خط آ گیا

اور یہ لکھا کہ مرداویج اور یاقوت سے مصالحت کا نامہ و پیام ہو رہا ہے اس سے قبل کہ یہ دونوں متفق ہوں تم بہت جلد شیراز پر آکر قبضہ کر لو۔ چنانچہ عماد الدولہ نے ماہ ربیع الاول ۳۲۱ھ میں نوبندجان کی جانب قدم بڑھائے۔ یاقوت کا مقدمۃ الجیش دو ہزار کی جمعیت سے کر مقابلہ پر آیا۔ جس میں اس کی قوم کے نامی نامی سوار تھے فریقین نے صف آرائی کی۔ عماد الدولہ کو فتح نصیب ہوئی نوبندجان پر قبضہ کر لیا یاقوت کا مقدمۃ الجیش شکست کھا کر کرمان کی طرف بھاگا۔ یاقوت اس سے مطلع ہو کر ایک بڑی فوج لے کر مقابلہ کی غرض سے روانہ ہوا۔ عماد الدولہ نے نوبندجان سے اپنے بھائی رکن الدولہ حسن کو کازرون وغیرہ صوبجات کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ یاقوت کی فوج سے مقابلہ ہوا۔ رکن الدولہ نے انہیں شکست دے کر ان صوبجات پر قبضہ حاصل کر لیا نظم و نسق درست کر کے مالگذاری وصول کی اور بہت سا مال و اسباب لے کر اپنے بھائی عماد الدولہ کے پاس واپس آیا۔

عماد الدولہ اور یاقوت کی جنگ

ان واقعات کے بعد مرداویج اور یاقوت میں میل جول پیدا ہو گیا ایک دوسرے کی امداد کا عہد و پیمان ہوا وشمگیر فوجیں لے کر عماد الدولہ کی طرف بڑھا۔ عماد الدولہ نے ان دونوں کے مل جانے سے خائف ہو کر نوبندجان کو چھوڑ دیا اصطخر گیا اور پھر اصطخر سے بیضا کی طرف روانہ ہوا۔ یاقوت اس کے تعاقب میں تھا بڑھ کر کرمان کے پل پر قبضہ کر لیا۔ اور راستہ روک کر عماد الدولہ کو جنگ پر مجبور کیا۔ ہر کہ بہ تنگ آمد بجنگ آید مجبوراً عماد الدولہ لڑنے پر آمادہ ہو گیا معرکہ کارزار گرم ہو گیا۔ ابن بویہ (عماد الدولہ) کے چند سرداران لشکر امن حاصل کر کے یاقوت کے پاس چلے آئے یاقوت نے ان لوگوں سے بدعہدی کی سب کو مار ڈالا۔

یاقوت کی شکست

اس سے عماد الدولہ کے بقیہ سرداران لشکر پر بہت برا اثر پڑا۔ سب نے مرنے مارنے اور مر جانے پر کمریں باندھ لیں یاقوت نے پیادوں کی فوج لے کر عماد الدولہ پر حملہ کیا لشکر کے آگے آگ پھینکنے والوں کا گروہ تھا۔ جب ان لوگوں نے نفط کے شیشوں میں آگ لگا کر فریق مخالف کے لشکر پر پھینکا تو ہوائے مخالف نے اسے لوٹا کر یاقوت ہی کی فوج پر گرا دیا۔ پریشان ہو کر بھاگے۔ عماد الدولہ کے لشکریوں نے مار دھاڑ شروع کر دی۔ یاقوت کو شکست ہوئی۔ یاقوت نے ایک مقام پر چڑھ کر اپنی فوج کو واپسی کا حکم دیا۔ چار ہزار سوار آکر جمع ہو گئے۔ چونکہ عماد الدولہ کے فوجی لوٹ میں مصروف تھے یاقوت نے پھر حملہ

کر دیا۔ عماد الدولہ کا لشکر اس امر کا احساس کر کے غارت گری چھوڑ کر بھڑ گیا۔ یاقوت کو دوبارہ شکست ہوئی انتہائی بے سروسامانی سے بھاگا فتحمند گروہ نے تعاقب کیا اور نہایت سختی اور بے رحمی سے پامال کرنے لگا۔ فخر الدولہ احمد بن بویہ نے اس معرکہ میں نہایت مردانگی سے کام لیا۔ بڑے بڑے نمایاں کام کئے۔ اس وقت اس کی عمر صرف انیس سال تھی۔ سبزہ کا آغاز بھی نہیں ہوا تھا۔

سواد کا تاراج

اس کامیابی کے بعد فتحمند گروہ نے سواد کا رخ کیا اسے بھی تاخت و تاراج کر کے ایک گروہ کو قید کر لیا۔ ابن بویہ نے ان لوگوں کو رہا کر کے اختیار دے دیا چاہیں قیام کریں اور چاہیں چلے جائیں۔ ان لوگوں نے اسی کے پاس قیام اختیار کیا۔ ابن بویہ نے ان لوگوں کے ساتھ اچھے سلوک کئے اس کے بعد شیراز پر چڑھائی کی۔ اہل شیراز نے امن کی درخواست کی۔ ابن بویہ نے ان کو امن دیا۔ اور منادی کرادی کہ کوئی شخص کسی شخص پر ذرا بھر بھی ظلم نہ کرے، غرض رفتہ رفتہ تمام بلاد فارس پر قابض ہو گیا لوگوں نے ابن بویہ کے حسن سلوک کی وجہ سے دارالامارت کے خزانوں، یاقوت کی امانتوں اور بنی صفار کے ذخیروں کا پتہ بتلا دیا ابن بویہ نے اسے برآمد کر کے اپنی فوج میں تقسیم کیا۔ جس سے ان لوگوں کی فقر و فاقہ کی تکلیفیں رفع ہو گئیں۔ اور اپنے خزانہ کو بھی پُر کر لیا۔

وشمگیر کا اصفہان پر قبضہ

ملک کے نظم و نسق سے فراغت حاصل کر کے خلیفہ راضی اور اس کے وزیر السلطنت ابوعلی بن مقلہ کی خدمت میں عرضداشت روانہ کی کہ مجھے اس بلاد کی حکومت عطا کی جائے میں ایک لاکھ دینار سالانہ خزانہ عامرہ میں داخل کیا کروں گا دارالخلافت سے درخواست منظور ہو گئی خلعت اور لوا بھیجا گیا محمد بن یاقوت نے اسی زمانہ میں جب کہ خلیفہ قاہر نے اپنے کو معزول کر لیا تھا اور تخت خلافت پر خلیفہ راضی متمکن ہوا تھا۔ اصفہان چھوڑ دیا تھا۔ اصفہان بیس دن تک بلا امیر کے رہا۔ اس کے بعد وشمگیر نے آکر اصفہان پر قبضہ کیا۔ جب ابن بویہ کے بلاد فارس پر قبضہ کرنے کی خبر مرداویج تک پہنچی تو اس نے نظم و نسق کی غرض سے اصفہان کی طرف کوچ کیا اور اپنے بھائی وشمگیر کو رے کی جانب بھیج دیا۔

ماکان کا رے پر قبضہ

حکومت بنی سامان کے ضمن میں ہم بیان کر چکے ہیں کہ ابوعلی محمد بن الیاس نے ۳۲۲ھ میں سعید سے کرمان میں بغاوت کی تھی۔ سعید نے اسی سنہ میں ایک بڑی

فوج اس کی سرکوبی کی غرض سے روانہ کی چنانچہ اس فوج نے کرمان پر قبضہ کر لیا اور بنی سامان کی حکومت قائم ہو گئی
ابو علی محمد بن الیاس، سعید کے سرداروں میں سے تھا کسی بات پر سعید نے ناراض ہو کر قید کر دیا تھا۔ پھر بلعمی کی سفارش سے رہا کیا گیا اور گورنر خراسان (محمد بن مظفر) کے ساتھ جرجان کی طرف روانہ کیا۔ جب اس کے بھائی سعید نے قید سے نکل کر یحییٰ کے ہاتھ پر امارت کی بیعت کی تو ابو علی محمد بن الیاس اس سے مل گیا اور اس کا ساتھ چھوڑ دیا۔ نیشاپور سے کرمان چلا آیا اور اس پر قابض ہو گیا۔ سعید سامانی نے ماکان کو اس کی سرکوبی پر متعین کیا چنانچہ ماکان نے ابو علی محمد بن الیاس کو رے سے نکال دیا۔ ابو علی نے دینور جا کر دم لیا اور ماکان حکومت بنی سامان کی ماتحتی میں کرمان وغیرہ پر گورنری کرنے لگا۔

ترکوں کی مرداویج سے برہمی

جب مرداویج کی حکومت کو استحکام حاصل ہو گیا اور اس کا کوئی دوسرا مقابل نہ رہا تو غرور و نخوت کی ہوا دماغ میں سمائی۔ حکومت پر اترا گیا۔ ظلم و ستم پر کمر باندھ لی۔ کسریٰ فارس کی طرح مرصع تاج زیب سر کیا۔ سونے کی کرسی پر بیٹھا۔ سرداران لشکر چاندی کی کرسی پر بیٹھے عراق مداین اور کسریٰ کے محلات فتح کرنے کا قصد کیا اور اپنے کو شاہ کے لقب سے مخاطب کرنے کا حکم دیا۔ اس کی ایک فوج ترکوں کی تھی جس کے ساتھ وہ نہایت برے برتاؤ کرتا تھا اور ان لوگوں کے نام شیاطین اور مردود رکھ چھوڑے تھے اس وجہ سے ان لوگوں میں بد دلی پیدا ہو گئی تھی۔

شب میلاد

دیلمیوں کا دستور تھا کہ ہر سال شب میلاد میں جبل اصفہان پر جا کر تمام پہاڑ پر آگ روشن کرتے۔ طرح طرح کے کھیل تماشے کرتے کھانا کھاتے اور کھلاتے تھے یہ اس شب کو «لیلۃ الوقود» کہا کرتے تھے چنانچہ اس دستور کے مطابق مرداویج شب میلاد ۳۲۳ھ میں جبال و اصفہان پر گیا۔ پہاڑ پر لکڑیوں کے جمع کرنے کا حکم دیا۔ سارے پہاڑوں پر لکڑیوں کے پہاڑ اور ٹیلے بن گئے۔ دو ہزار چیل اور کوّے پکڑ کر ان کے پیروں میں روغن نفط لگا کر چھوڑ دیئے تا کہ کوئی حصہ پہاڑ کا بغیر آگ کے باقی نہ رہے۔ غرض اسی قسم کے بہت سے کھیل اور تماشے بنائے گئے۔ ایک سو اونٹ، دو سو گائیں، تین ہزار بھیڑیں، دس ہزار مرغیاں اور بہت سے پرندے طرح طرح کے حلوہ جات کھانے کے لئے تیار کئے گئے۔ مجلس شراب و رقص منعقد کی گئی۔

مرداویج کا قتل

شام کے وقت مرداویج دیکھنے کی غرض سے سوار ہوا۔ انتظام پسند نہ آیا۔ منتظم پر بے حد بگڑا

لوٹ کر اپنے خیمہ میں آیا اور سو گیا۔ سرداران لشکر میں اس کی موت کی خبر اڑ گئی اس کا وزیر عمید خیمہ میں دوڑا آیا اور اسے جگایا۔ لوگوں کے خیالات بتلائے۔ مرداویج خیمہ سے باہر آیا۔ دسترخوان پر بیٹھا۔ چند لقمے کھا کر اپنے خیمہ میں واپس آیا۔ تین روز تک اصفہان کے باہر اپنے لشکر گاہ میں ٹھہرا رہا لیکن کسی سے نہ ملا۔ چوتھے دن اصفہان آرام کرنے کے خیال سے چلا آیا اور اپنے محل میں قیام کیا۔ سوار اور پیادے دروازہ پہ آ کر جمع ہو گئے۔ گھوڑوں کے ہنہنانے اور اچھلنے کودنے سے ایک شور برپا ہو گیا۔ مرداویج کو ناگوار گذرا۔ غصہ سے کانپنے لگا۔ دریافت کیا: "یہ گھوڑے کس کے ہیں اور شور و غل کیوں ہو رہا ہے۔ خادموں نے گذارش کی یہ گھوڑے ترکوں کے ہیں جو حضور کی خدمت کی غرض سے آئے ہیں۔ گھوڑوں کے سائیسوں کے ہاتھ میں چھوڑ دیا ہے اس وجہ سے شور و غل ہو رہا ہے۔ مرداویج نے جھلا کر حکم دیا کہ ان گھوڑوں کے چار جامے اور زینیں کھول کر انہی ترکوں کے بیٹھوں پر باندھ دیئے جائیں اور گھوڑوں کی طرح ہانک کر اصطبل میں باندھ دیئے جائیں جو شخص اس سے انکار کرے وہ مار ڈالا جائے۔ اس حکم کے مطابق ترکوں کو نہایت ذلت سے لے جا کر اصطبل پہنچا دیا۔ اس سے ترکوں کو بے حد صدمہ پہنچا۔ سب نے اتفاق کر لیا کہ جس وقت مرداویج حمام میں جائے مار ڈالا جائے۔ کورتکین باڈی گارڈ کا سردار تھا۔ خواب گاہ اور حمام کی حفاظت یہی کرتا تھا۔ اس واقعہ سے بوجہ ہم قوم ہونے کی وجہ سے اسے بھی ناراضگی پیدا ہوئی تھی۔ مزید براں مرداویج نے اسے نکال بھی دیا تھا۔ اس واقعہ کے دوسرے دن مرداویج حمام کرنے گیا مرداویج کی حفاظت کے لئے کورتکین حمام میں نہ گیا۔ ترکوں نے حمام کے خادموں کو ملا لیا۔ خادموں نے مرداویج کے ہتھیار چھپا دیئے خنجر کی دھار توڑ دی۔ حمام کے دروازے بند کر دیئے چھت پر چڑھ گئے اور چھت توڑ کر چاروں طرف سے پتھر برسانے لگے۔ مرداویج غضبناک ہو کر ادھر اُدھر دوڑنے لگا مگر کچھ بن نہ پڑتا تھا جب زخموں سے چور ہو کر گر پڑا تو ترک دروازہ توڑ کر اندر آ گھسے اور تکہ بوٹی کر ڈالا۔

ترک امراء اس مہم کا جس نے بیڑہ اٹھایا تھا وہ ترکوں کا ایک گروہ تھا جس میں توزون بھی تھا یہ وہی شخص ہے جو اس کے بعد دارالخلافت بغداد میں امیر الامراء کے لقب سے پکارا گیا تھا۔ یارق بن بغراخان، محمود بن نیال ترجمان اور بحکم وغیرہم سازشیوں کے بڑے سرداروں میں داخل تھے یہ وہی بحکم ہے جسے توزون سے پہلے امیرالامراء کا خطاب دیا گیا تھا۔

وشمگیر بن زیار کی امارت مرداویج کے قتل کے بعد ترکوں نے اس کے ہمراہیوں اور محل سرا کا قصد کیا سارا

سامان و اسباب لوٹ کر بھاگ گئے، دیلم اور جیل شہر میں تھے اس خبر کو سن کر سوار ہوئے اور تعاقب کیا لیکن انہیں نہ پا سکے۔ صرف وہی ہاتھ آئے جن کے گھوڑے اُڑ گئے تھے انہوں نے ان کو تلوار کے گھاٹ اتار دیا پھر ترک خزانہ لوٹنے کی غرض سے واپس ہوئے لیکن چونکہ وزیر السلطنت عمید نے خزانہ کے چاروں طرف آگ روشن کرا دی تھی اس وجہ سے ناکام واپس ہوئے۔ اس کے بعد دیلم اور جیل نے جمع ہو کر رے میں مرداویج کے بھائی وشمگیر بن زیار کی امارت کی بیعت کی اور مرداویج کا جنازہ اٹھا کر لے چلے۔ وشمگیر اور اس کے سرداروں نے پیادہ پا چار کوس سے استقبال کیا۔ لشکر اہواز نے بھی حاضر ہو کر وشمگیر کی اطاعت قبول کر لی۔ اہواز میں یاقوت اکیلا رہ گیا۔ اس نے اہواز پر قبضہ کر لیا اور وشمگیر نے اپنے بھائی مرداویج کے بلاد پر قابض ہو کر رے میں قیام اختیار کیا۔ جرجان کو بھی لے لیا۔ تمام دیلم اور جیل کا بھی مسلمہ سردار ہو گیا۔

ابو علی بن الیاس سعید بن سامان نے ان واقعات سے مطلع ہو کر محمد بن مظفر والی خراسان اور ماکان بن کالی حاکم کرمان کو جرجان اور رے کی طرف بڑھنے کے لئے لکھا چنانچہ محمد بن مظفر نے قومس کی طرف قدم بڑھائے۔ پھر بسطام کی طرف چلا گیا اور ماکان نے دامغان اور رے پر حملہ کیا وشمگیر کے سرداروں نے ایک بڑی فوج سے مقابلہ کیا۔ ماکان کو شکست ہوئی۔ نیشاپور جا کر دم لیا یہ واقعہ آخر ۳۲۲ھ کا ہے۔ اس کے بعد نیشاپور کی حکومت ماکان کو دی گئی۔ اس نے نیشاپور ہی میں قیام اختیار کیا ابو علی بن الیاس نے ماکان کی روانگی کے بعد کرمان پر چڑھائی کر دی۔ سعید بن سامان کی فوجوں سے نہایت سخت اور خون ریز لڑائیاں ہوئیں۔ بالآخر ایک طویل جنگ کے بعد ابو علی بن الیاس کو کامیابی حاصل ہوئی اور کرمان پر قابض ہو گیا۔

ابن رائق اور ترک جن ترکوں نے مرداویج کو قتل کیا تھا وہ اسی بھگدڑ کی حالت میں دو گروہ ہو گئے۔ ایک گروہ جو قلیل تھا وہ عماد الدولہ بن بویہ کے پاس چلا گیا۔ دوسرا گروہ جو تعداد میں زیادہ تھا جیل کی طرف چلا گیا اور بحکم سے جا ملا۔ ان لوگوں نے دینور کا خراج وصول کر لیا پھر نہروان کی جانب روانہ ہوئے۔ خلیفہ راضی کی خدمت میں عرضداشت بھیجی۔ دار الخلافت بغداد میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کی۔ خلیفہ راضی نے اجازت دے دی۔ لیکن خدام دربار خلافت کو ان لوگوں سے خطرہ پیدا ہوا وزیر السلطنت

ابن مقلہ نے ان لوگوں کو دار الخلافت بغداد آنے سے روک کر بلاد جبل طرف جانے کا حکم دیا اور سفر خرچ کے لئے روپے عنایت کئے۔ وہ لوگ اس پر راضی نہ ہوئے۔ ابن رائق سے خط و کتابت شروع کی۔ ابن رائق ان دنوں واسط اور بصرہ کا حاکم تھا۔ چنانچہ یہ لوگ ابن رائق کے پاس چلے گئے۔ ابن رائق نے ان لوگوں پر بحکم کو سردار بنایا۔ پھر اُن ترکوں سے خط و کتابت کی جو مرداویج کے پاس رہ گئے تھے ان میں سے بھی ایک بڑی جماعت ان سے آ ملی۔ ان لوگوں کو بھی بحکم کی ماتحتی میں بھیج دیا اور رائقی کے لقب سے ان کو ملقب کیا اور یہ حکم دیا کہ یہی نام خط و کتابت میں لکھا جائے۔

باب ۱۶

رکن الدولہ حسن بن بویہ

معز الدولہ ابو الحسن احمد بن بویہ

عماد الدولہ بن بویہ اور رکن الدولہ بن بویہ نے بلاد فارس اور جبل پر قبضہ کرنے کے بعد اپنے چھوٹے بھائی معز الدولہ کو کرمان کی طرف روانہ کیا چنانچہ معز الدولہ ایک جرار فوج لے کر ۳۲۴ھ میں کرمان کی طرف بڑھا اور سیرجان پر قابض ہو گیا۔ ابراہیم بن سیمجور ابن سامان کا سپہ سالار محمد بن الیاس کا ایک قلعہ میں جو اس مقام پر تھا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ معز الدولہ کے آنے کی خبر سن کر محاصرہ اٹھا کر کرمان سے خراسان کی جانب روانہ ہو گیا۔ محمد بن الیاس نے قلعہ سے نکل کر کرمان و سجستان کے درے کے راستے سے قم کا راستہ لیا۔ اس اثنا میں معز الدولہ جیرفت کے قریب گیا۔ جیرفت کرمان کا ایک قصبہ تھا علی بن ابو الزنجی معروف بہ علی کلونہ امیر قفص اور بلوس کا ایلچی معز الدولہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ علی بن کلونہ اور اس کے اسلاف اس اطراف کے حکمران تھے۔ ایک مدت سے ان کا قبضہ چلا آتا تھا امراء اور خلفاء بغداد کی اطاعت کا اظہار کرتے تھے اور سالانہ خراج دیا کرتے تھے۔ غرض ایلچی نے حاضر ہو کر علی بن کلونہ کا پیام عرض کیا اور اس کا مرسلہ روپیہ پیش کیا۔ معز الدولہ نے جواب دیا کہ میں اسے اسی وقت قبول کروں گا جب کہ جیرفت میں داخل ہوں گا جب جیرفت میں داخل ہوا تو علی بن کلونہ سے مصالحت کر لی اور اپنے نام کا خطبہ پڑھنے کی ضمانت لے لی۔

معز الدولہ اور علی بن کلونہ کی جنگ

علی بن کلونہ اس وقت جیرفت سے دس کوس کے فاصلہ پر ایک دشوار گذار مقام پر ٹھہرا ہوا تھا۔ معز الدولہ کے ہمراہیوں نے رائے دی کہ علی بن کلونہ

کو کسی حیلہ سے طلب کر کے گرفتار کر لینا چاہیئے۔ معزالدولہ اس پر آمادہ ہو گیا۔ علی بن کلویہ کے جاسوسوں نے اس کی خبر کر دی۔ علی بن کلویہ نے چند لوگوں کو ایک مقام پر کمینگاہ میں بٹھا دیا جس وقت معزالدولہ اس راستہ سے ہو کر نکلا ان لوگوں نے کمینگاہ سے نکل کر حملہ کر دیا چند ہمراہی مارے گئے اور کچھ گرفتار کر لئے گئے۔ معزالدولہ کے کاری زخم لگے بایاں ہاتھ کہنی سے کٹ گیا دائیں ہاتھ کی انگلیاں بھی کٹ گئیں مقتولوں میں دب کر رہ گیا۔ یہ خبر جیرفت پہنچی، سارے ہمراہی اور فوجی بھاگ گئے۔ علی بن کلویہ مقتولوں کے دیکھنے کے لئے آیا۔ معزالدولہ کو مقتولوں میں سے اٹھا کر لے گیا طبیبوں کو اس کے علاج پر مقرر کیا۔ اس کے بھائی عمادالدولہ کو یہ واقعات لکھ بھیجے۔ معذرت کی، اطاعت و فرمانبرداری کا اظہار و اقرار کیا عمادالدولہ نے شکریہ کے ساتھ قبول کر لیا باہم مصالحت ہو گئی۔

محمد بن الیاس اور علی بن کلویہ کی جنگ

آپ کو یاد ہو گا کہ محمد بن الیاس نے محاصرہ سے نکل کر کرمان و سجستان کے درہ کی راہ سے قم کا راستہ لیا تھا۔ قم پہنچ کر کچھ روز قیام کیا پھر وہاں سے سجستان واپس آیا اور سجستان سے شہر جنابہ کی طرف روانہ ہوا۔ معزالدولہ اس کی طرف متوجہ ہوا اور فتحیاب ہو کر علی بن کلویہ پر چڑھائی کر دی دونوں میں خوب جنگ ہوئی۔ آخر کار علی بن کلویہ کو شکست ہوئی۔ اس کے ہمراہی نہایت سختی سے پامال کیے گئے۔ معزالدولہ نے اپنے بھائی عمادالدولہ کو محمد بن الیاس اور علی بن کلویہ کی لڑائیوں اور شکست کے واقعات لکھ بھیجے۔ عمادالدولہ نے اپنا ایک سپہ سالار بھیج کر معزالدولہ کو فارس سے بلا لیا۔ چنانچہ معزالدولہ اس کے پاس اصطخر میں مقیم رہا یہاں تک کہ ابو عبداللہ بریدی، ابن رائق اور بجکم سے جو خلافت بغداد پر قابض ہوئے تھے شکست کھا کر عمادالدولہ کے پاس حاضر ہوا۔ عمادالدولہ نے اپنے بھائی معزالدولہ کو کرمان کی جگہ عراق کا حاکم مقرر کر کے عراق روانہ کیا جیسا کہ ہم آئندہ لکھیں گے۔

ماکان کا جرجان پر تصرف

جرجان سے زمانہ بانجین دیلمی میں ماکان کے شکست اٹھانے اور نیشاپور واپس آ کر قیام کرنے کے واقعات ہم اوپر لکھ آئے ہیں۔ قیام نیشاپور کے چند دن بعد بانجین کے مرنے کی خبر مشہور ہوئی۔ ماکان نے محمد بن مظفر سے بانجین کے ہمراہیوں پر حملہ کرنے کی اجازت طلب کی۔ چنانچہ محمد بن مظفر نے ایک فوج کا سردار بنا کر اجازت دی۔ ماکان نے اسفراین کی طرف کوچ کیا۔ پھر اسفراین سے جرجان کی جانب بڑھا اور اس پر قبضہ کر لیا۔ جرجان پر قبضہ کرنے کے بعد محمد بن مظفر سے بدعہدی اور بغاوت

پر آمادہ ہو گیا اور نیشاپور کی طرف روانہ ہوا۔ نیشاپور پہنچ کر اس کے ہمراہی اس سے ناراض ہو گئے اور اس سے علیحدہ ہو کر سرخس بھاگ آئے۔ ماکان لشکر جمع ہونے کے خوف سے نیشاپور سے جرجان واپس آیا۔ یہ واقعہ ماہ رمضان ۳۲۶ھ کا ہے۔

بنی بویہ دیلمی کی فتوحات ہم اوپر بنی بویہ کی تعریف اور ان کا نسب بیان کر آئے ہیں یہ بھی دیلم کے ان سرداروں میں سے تھے جنہوں نے خلفاء عباسیہ کے صوبوں اور مقبوضہ ممالک پر قبضہ حاصل کرنے کی غرض سے اس امر کا احساس کر کے قدم بڑھایا تھا کہ اب ان ممالک کا کوئی حامی و مددگار نہیں ہے اور نہ کوئی شخص مدافعت پر کمربستہ ہو سکتا ہے۔ سرداران دیلم تمام اطراف و جوانب میں ٹڈی دل کی طرح پھیل گئے اور ہر ایک نے ان میں سے ایک ایک صوبہ دبا لیا۔ بنی بویہ نے اصفہان اور رے پر پہلے قبضہ کیا پھر بلاد فارس کی طرف جھکے ارجان اور اس کے مضافات پر قابض ہوئے۔ اس کے بعد شیراز اور اس کے صوبہ پر قابض ہوئے رفتہ رفتہ دارالخلافت بغداد کے گرد و نواح تک شرقاً و شمالاً تمام علاقہ دبا لیا۔ اس وقت خلافت بے حد کمزور ہو رہی تھی۔ طرح طرح کی کمزوریاں پیدا ہو گئی تھیں۔ خدام اور خواجہ سرا خلافت مآب پر غالب ہو رہے تھے ابوبکر محمد بن رائق صوبہ واسط کا گورنر تھا۔

ابوبکر محمد بن رائق جب خلیفہ راضی کا دارالخلافت بغداد میں حال پتلا ہو گیا تو محمد ابن رائق کو واسط سے طلب کر کے فوج شاہی کی سرداری عنایت کی۔ عنان حکومت سپرد کر کے امیرالامراء کا خطاب مرحمت کیا ان دنوں ابن بریدی اخوزستان اور اہواز میں تھے اس سے ان کو ناراضگی پیدا ہو گئی۔ باہم منافرت اور رنجش بڑھ گئی مخالفت کا اعلان کر دیا۔ محمد بن رائق نے بدر خرشنی اور بحکم کو جو ترکان مرداویج کو بے کر محمد ابن رائق کے پاس چلے آئے تھے افواج شاہی کا افسر بنا کر ابن بریدی سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ چنانچہ بدر اور بحکم نے اہواز کو ۳۲۶ھ میں ابن بریدی کے قبضہ سے نکال لیا۔ ابن بریدی نے عمادالدولہ بن بویہ کے پاس جس وقت کہ اس نے عراق پر قبضہ کیا جا کر پناہ لی۔ اس سے اس کے کاموں میں بہت آسانی پیدا ہو گئی یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب کہ معزالدولہ کرمان سے ناکام واپس گیا تھا۔ جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں عمادالدولہ نے ابن بریدی کی کمک پر فوجیں روانہ کیں۔

معزالدولہ بن بویہ کا اہواز پر قبضہ جس وقت ابوعبداللہ بریدی، اہواز سے بھاگ کر عمادالدولہ کے پاس

پہنچا اور امداد کی درخواست کی عماد الدولہ نے اپنے بھائی معزالدولہ کو اس کی امداد پر ایک بڑی فوج کے ساتھ روانہ کیا۔ اس کے دونوں بیٹوں ابوالحسن محمد اور ابوجعفر کو بطور ضمانت اپنے پاس رکھ لیا معزالدولہ ۳۲۶ھ میں کوچ و قیام کرتا ہوا ارجان پہنچا۔ بجکم فوجیں مرتب کر کے مقابلہ پر آیا لڑائی ہوئی شکست کھا کر اہواز کی طرف بھاگا۔ معزالدولہ نے ارجان میں قیام کیا اور اپنے لشکر کے کچھ حصہ کو مکرم کے لشکر گاہ کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ تیرہ دن تک دونوں فریق گتھے رہے۔ بالآخر بجکم کا لشکر شکست کھا کر تستر کی طرف بھاگا معزالدولہ نے مکرم کے لشکر گاہ پر بھی قبضہ کر لیا۔ اور ابوعبداللہ بن بریدی کو اہواز کی طرف بھیج دیا۔ ابوعبداللہ بن بریدی نے اس خیال سے کہ معزالدولہ مجھ سے دور ہو جائے اور میں کسی خطرہ کے بغیر اہواز پر قابض ہو جاؤں معزالدولہ کو یہ فریب دیا کہ آپ سوس چلے جائیے اور وہیں قیام اختیار کیجئے۔ معزالدولہ کا وزیر ابومحمد ضمیری اور اس کا اشاف اس بات کو تاڑ گیا۔ معزالدولہ کو اس پر عمل کرنے سے روکا اور بریدی کے فریب دہی کو ثابت کر دیا۔ معزالدولہ نے سوس جانے سے انکار کر دیا۔ اس سے دونوں میں رنجش پیدا ہو گئی اس باہمی اختلاف کی خبر بجکم کو پہنچ گئی۔ بجکم نے اپنی طرف سے ایک فوج روانہ کر دی جس نے نیشاپور وغیرہ پر قبضہ کر لیا بقیہ اہواز بریدی کے قبضہ میں رہا اور مکرم کے لشکر گاہ پر معزالدولہ قابض ہوا۔ خرچ کی زیادتی آمدنی کی کمی سے فوجیں پریشان ہو گئیں۔ آپس میں فارس واپس جانے کی بابت مشورہ ہونے لگا۔ معزالدولہ نے ایک مہینہ کا وعدہ کیا اور اپنے بھائی عماد الدولہ کو یہ حالات لکھے عماد الدولہ نے معزالدولہ کی مدد کے لئے ایک لشکر روانہ کیا جس سے معزالدولہ کی قوت بڑھ گئی۔ اہواز پر قابض ہو گیا۔ بجکم واسطہ سے دارالخلافت بغداد پہنچا، اور اپنی حکومت کا سکہ جما دیا۔ خلیفہ راضی نے امارت الامراء کا عہدہ عنایت کیا ابن رائق بھاگ نکلا اور دارالخلافت بغداد میں روپوش ہو گیا

ابن بریدی کا سوس پر قبضہ

ہم اوپر لکھ آئے ہیں کہ مرداویج کے بعد اس کا بھائی وشمگیر رے پر قابض ہو گیا تھا اور عماد الدولہ نے اصفہان پر قبضہ حاصل کر کے اپنے بھائی رکن الدولہ کو ان کی عنان حکومت دے دی تھی۔ ۳۲۷ھ میں وشمگیر نے ایک بڑی فوج اصفہان پر قبضہ کرنے کی غرض سے روانہ کی۔ چنانچہ اس نے اصفہان کو رکن الدولہ کے قبضہ سے نکال لیا۔ جامع مسجد میں وشمگیر کے نام کا خطبہ پڑھا جانے لگا۔ اس کے بعد وشمگیر نے قلعہ موت پر چڑھائی کی اور اس پر بھی قابض ہو کر واپس آیا رکن الدولہ

نے اصطخر جا کر دم لیا۔ اصطخر میں اس کے بھائی معز الدولہ کا قاصد اہواز سے یہ خبر لے کر پہنچا کہ ابن بریدی نے ایک فوج سوس کی طرف بھیج دی ہے اور اس کے حکمراں کو جو کہ دیلم سے تھا قتل کر ڈالا ہے اور وزیر ابو جعفر ضمیری جو سوس کے محکمہ مال کا افسر اعلیٰ تھا وہ قلعہ میں قید ہے۔

رکن الدولہ کی سوس کی جانب پیش قدمی

رکن الدولہ یہ سنتے ہی سوس کی جانب روانہ ہو گیا ابن بریدی مقابلہ نہ کر سکا سوس چھوڑ کر بھاگ نکلا اور واسط کی طرف قبضہ کے خیال سے روانہ ہوا کیونکہ اصفہان کے نکل جانے کے بعد کوئی ملک اس کے قبضہ میں باقی نہ رہا تھا جسے یہ اپنا مرکز حکومت بناتا چنانچہ واسط کے شرقی جانب پہنچ کر اتر پڑا خلیفہ راضی اور بجکم اس سے مطلع ہو کر دار الخلافت بغداد سے مقابلے کے لئے روانہ ہوئے۔ ابن بریدی کے ہمراہیوں اور فوج میں اس سے ہل چل پڑ گئی۔ ان میں سے ایک جماعت نے حاضر ہو کر ابن بریدی سے لئے امن حاصل کر لیا۔

رکن الدولہ اور وشمگیر کی جنگ

رکن الدولہ سوس سے اہواز کی طرف واپس ہوا۔ پھر اصفہان کی جانب بڑھا وشمگیر کو شکست ہوئی۔ رکن الدولہ نے دوبارہ اصفہان پر قبضہ کر لیا۔ اسی زمانہ میں رکن الدولہ اور اس کا بھائی عماد الدولہ، ابن محتاج والی خراسان سے ماکان اور وشمگیر کے مقبوضات پر قبضہ کر لینے کی بابت سازش کر رہے تھے چنانچہ اس میں یہ دونوں کامیاب ہو گئے اور باہم دوستی کا عہد و پیمان ہو گیا۔

ابن بریدی اور امیر الامراء بجکم

ابن بریدی نے جب کہ وہ بصرہ اور واسط میں تھا امیر الامراء بجکم سے دار الخلافت بغداد میں مصالحت کر لی تھی اور اسے جبل پر فوج کشی کر کے رکن الدولہ کے قبضہ سے نکال لینے کی ترغیب دی اور خود اہواز کی جانب معز الدولہ کے نکالنے کی غرض سے روانگی کا قصد کیا۔ بجکم نے پانچ سو فوج کی امداد طلب کی اور حلوان کی طرف روانہ ہو گیا ابن بریدی اس خیال سے کہ بجکم کسی طرح دار الخلافت سے دور ہو جائے تو میں بغداد پہنچ کر قبضہ کر لوں واسط میں ٹھہرا رہا بجکم اسے تاڑ گیا بغداد لوٹ آیا پھر واسط کی جانب گیا اور اسے ابن بریدی کے قبضہ سے ۳۲۸ھ میں نکال لیا اور تخت خلافت پر خلیفہ متقی کو متمکن کیا۔ اس وقت خلافت عباسیہ کا آفتاب حکومت زوال پذیر ہو گیا تھا۔ چنانچہ بجکم، ابن رائق ابن بریدی کے بعد جو کہ غلبہ میں رکاوٹ تھے خلافت مآب پر غالب ہو گیا۔ ابن بریدی نے بصرہ سے واسط کی جانب

فوجیں روانہ کیں۔ بحکم نے ان کے مقابلہ پر ایک لشکر اپنے خادم توزون کی ماتحتی میں روانہ کیا جس نے انہیں شکست دیدی۔ اس کے بعد ہی بحکم بھی آپہنچا ان کی شکست کی خبر سن کر بے حد خوش ہوا۔ نظم ونسق درست کر کے غرباء اور محتاجوں کو صدقات دیئے۔

بحکم کا قتل: اس اثنا میں ایک روز ایک نوجوان کردی سے اثناء راہ میں ملاقات ہوگئی۔ بحکم اس وقت اپنی فوج سے علیحدہ ہو کر سیر کرنے جا رہا تھا کردی کو کسی وجہ سے اس سے رنجش اور کشیدگی پیدا ہو گئی تھی وہ موقع کا منتظر تھا۔ تنہا دیکھ کر حملہ کر دیا اور مار ڈالا۔ بحکم کے ہمراہی منتشر ہو گئے۔ ترکوں کی ایک جماعت شام پہنچ گئی جن کا سردار توزون تھا بقیہ ترکوں نے بکسک (بحکم کے خادم) کو اپنا سردار بنایا۔ دیلمیوں نے اس کے قتل ہو جانے کے بعد باسور بن ملک بن مسافر بن سلار کو اپنی امارت وسرداری کی کرسی پر بٹھایا۔ یہ سلار شمیران طرم کا دادا ہے جو اسفار کے قتل میں مرداویج کا شریک سازش تھا۔ اس کے بیٹے محمد بن مسافر بن سلار نے آذربیجان پر قبضہ کر لیا تھا جہاں پر اس کی اور اس کے بیٹوں کی حکومت وریاست قائم ہوئی۔

ابن بریدی اور دیلم: اس کے بعد ترکوں اور دیلمیوں میں جھگڑا ہو گیا۔ ترکوں نے باسور کو مار ڈالا۔ تب دیلم نے اس کی جگہ کورتکین کو وزیر بنایا اور ابن بریدی سے جا کر مل گئے چنانچہ ابن بریدی ان لوگوں کو لے کر دار الخلافت بغداد پر چڑھ آیا۔ پھر کسی وجہ سے دیلم ابن بریدی سے نفرت کرنے لگے۔ ترکوں سے مل کر ابن بریدی کے نکالنے پر کمربستہ ہوئے۔ ابن بریدی، واسط چلا آیا۔ دیلم کے قدم بغداد میں جم گئے ترکوں کو دبا لیا۔ کورتکین نے ...... مار ڈالا اور دار الخلافت بغداد کی امیر الامرائی کے عہدہ پر متمکن ہو گیا اس کے بعد توزون ابن رائق کے ساتھ شام سے آیا۔ کورتکین دیلمی شکست کھا کر بھاگ نکلا بہت سے دیلمی مار ڈالے گئے ابن رائق تنہا دار الخلافت بغداد پر قابض ہو کر امیر الامراء بن بیٹھا۔ یہ واقعہ ۳۲۳ھ کا ہے۔

ابن بریدی اور ابن رائق: ابن بریدی اس زمانہ طوائف الملوکی میں بحکم کے بعد واسط پر قابض ہو گیا تھا۔ ابن رائق نے اس سے خط وکتابت کی اور عہدہ وزارت قبول کرنے کے لئے لکھا ابن بریدی نے اس شرط سے قبول کیا کہ میں اپنے ہی سرکز حکومت میں قیام کروں گا اور ابن شیرزاد کو اپنی جگہ دار الخلافت بغداد میں مقرر کروں گا۔ ابن بریدی نے واسط سے بغداد کی طرف کوچ کیا۔ ابن رائق اور خلیفہ متقی

موصل کی طرف بھاگ گئے اور توزون ان لوگوں سے علیحدہ ہو کر بغداد میں رہ گیا۔ ابن بریدی کے ہمراہیوں نے دارالخلافت بغداد میں فتنہ مچا دیا۔ لوگوں کو ان کے ظلم و ستم کی شکایتیں پیدا ہو گئیں۔

سیف الدولہ اور ابن بریدی کی جنگ

خلیفہ متقی نے موصل پہنچ کر ابن رائق کی بجائے ابن حمدان کو امیر الامراء بنایا اور جمع ہو کر بغداد کی طرف بڑھے۔ ابن بریدی اس خبر کو سن کر بھاگ گیا۔ توزون، خلیفہ متقی اور ابن حمدان سے مل گیا۔ خلافت مآب کا دارالخلافت بغداد پر قبضہ ہو گیا سیف الدولہ روک تھام کرتا ہوا ابن بریدی کے آگے آگے چلا اور ناصر الدولہ نے ابن بریدی کے تعاقب کی غرض سے کوچ کیا۔ مدائن پہنچ کر قیام کر دیا۔ سیف الدولہ کچھ دور چل کر اپنے بھائی ناصر الدولہ کے پاس مدائن چلا آیا۔ ناصر الدولہ نے اسباب و آلات حرب اور مال سے اس کی مدد کی۔ اس نے لوٹ کر ابن بریدی پر حملہ کر دیا۔ ابن بریدی کو شکست ہوئی۔

سیف الدولہ کی مراجعت موصل

سیف الدولہ نے واسط پر قبضہ کر لیا۔ ابن بریدی نے بصرہ جا کر دم لیا۔ اور سیف الدولہ نے امداد کے انتظار میں واسط میں قیام کر دیا۔ اس اثنا میں ابو عبداللہ کوفی بہت سامان لے کر آ گیا۔ ترکوں نے مال کے طلب کرنے میں شور مچایا اور سب کے سب متفق ہو کر سیف الدولہ پر حملہ آور ہوئے توزون ان ترکوں کا سردار تھا۔ غریب سیف الدولہ بھاگ کر بغداد پہنچا اور وہ سب اس کے تعاقب میں تھے۔ اس کا بھائی ناصر الدولہ بغداد کی جانب اور پھر بغداد سے موصل کی طرف چلا آیا تھا سیف الدولہ بھی اس کے پاس چلا آیا۔ اور توزون دارالخلافت بغداد میں داخل ہو کر حکومت کرنے لگا۔ کچھ عرصہ بعد خلافت مآب (خلیفہ متقی) سے ان بن ہو گئی ابن بریدی سے جنگ کرنے کے لئے واسط کی روانگی کا انتظار کرنے لگا۔ چنانچہ اس امید پر ۳۳۲ھ میں موصل کی طرف روانہ ہو گیا۔

توزون کی معزولی

ان واقعات کے اثنا میں معز الدولہ بن بویہ، اہواز میں ٹھہرا ہوا دارالخلافت بغداد اور خلافت مآب کے مقبوضات پر حملے کر رہا تھا اور ان پر غلبہ حاصل کرنے کی فکر میں تھا۔ اس کا ایک بھائی عماد الدولہ، فارس میں اور دوسرا بھائی رکن الدولہ اصفہان اور رے میں حکومت کر رہا تھا۔ جب خلیفہ متقی، رقہ سے بغداد میں داخل ہوا تو توزون کو معزول کر کے اس کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروا دیں۔ ہم ان سب واقعات کو تفصیل کے ساتھ دولت عباسیہ کے حالات کے ضمن میں بیان کر آئے ہیں۔ اس

مقام پر بطور تمہید کے تحریر کیا ہے کہ بنی بویہ کیونکر دارالخلافت بغداد پہ قابض ہوئے اور کیونکر خلافت مآب کو دبا لیا۔ الغرض معزالدولہ نے ۳۳۳ھ میں واسط کی جانب کوچ کیا۔ توزون اور خلیفہ مستکفی اس کے مقابلے پر تیار ہوئے معزالدولہ، واسط چھوڑ کر اہواز چلا گیا۔

ابن شیرزاد

توزون نے شروع ۳۳۴ھ میں ترکوں کی سرداری پر ابن شیرزاد کو مقرر کیا تھا۔ خلیفہ مستکفی نے امیرالامراء کا خطاب مرحمت فرمایا۔ وظائف اور تنخواہ تقسیم کرنے کی خدمت سپرد کی ممالک مقبوضہ اور صوبوں کی آمدنی کم ہو گئی۔ مصارف پورے نہ ہو سکے۔ گورنر، وزراء اور تاجر تنگی سے بسر اوقات کرنے لگے رعایا کے مال پر ہاتھ بڑھایا ظلم و ستم کا بازار گرم ہو گیا۔ کھلم کھلا چوریاں ہونے لگیں۔ لٹیرے دن دہاڑے مکانات لوٹنے لگے: مجبوری لوگوں نے دارالخلافت بغداد سے جلا وطنی شروع کر دی۔

نیال کوشہ اور فتح لشکری کی عہد شکنی

اس کے بعد ابن شیرزاد نے نیال کوشہ کو حکومت موصل پر اور فتح لشکری کو تکریت کی حکومت پر مامور کیا۔ ان دونوں نے بدعہدی کی بغاوت پر کمربستہ ہو گئے۔ فتح تو ابن حمدان سے مل گیا۔ احمد حمدان نے اسے اپنی طرف سے تکریت پر متعین کیا۔ فتح ابن حمدان کے ماتحت حکومت کرنے لگا۔ باقی رہا نیال کوشہ اس نے معزالدولہ کے پاس پیام بھیجا کہ میں آپ کا مطیع ہوں، موقع مناسب ہے بغداد پر قبضہ کر لیجیے۔ چنانچہ معزالدولہ لشکر دیلم آراستہ کر کے دارالخلافت بغداد پر حملہ آور ہوا۔ ابن شیرزاد اور اکراد مقابلہ پر آئے لیکن شکست اٹھا کر موصل چلے گئے اور خلیفہ مستکفی روپوش ہو گیا معزالدولہ نے اپنے سیکرٹری حسن بن محمد مہلبی کو بغداد میں داخل ہونے کا حکم دیا۔

معزالدولہ کا بغداد پر قبضہ

جب مہلبی دارالخلافت بغداد میں داخل ہوا تو خلافت مآب پناہ گاہ سے نکل کر مہلبی کے پاس تشریف لائے۔ مہلبی نے معزالدولہ احمد بن بویہ اور اس کے بھائیوں عمادالدولہ اور رکن الدولہ حسن کی طرف سے خلافت مآب کے ہاتھ پر بیعت کی۔ خلیفہ مستکفی نے ان لوگوں کو ان کے صوبوں کی حکومت پر مامور فرمایا اور انہیں خطابات سے انہیں مخاطب کیا۔ سکہ پر بھی یہی القاب مسکوک کرائے۔ اس کے بعد معزالدولہ کامیابی کے ساتھ دارالخلافت بغداد میں داخل ہوا اور اس پر قبضہ کر لیا۔ خلافت مآب نام کے خلیفہ رہ گئے حکومت اس کی تھی، سکہ اس کا تھا۔ سلطان کے لقب سے پکارا جانے لگا۔ ابوالقاسم بریدی والی بصرہ

نے یہ رنگ دیکھ کر معزالدولہ کے پاس مصالحت کا پیام بھیجا اور اطاعت کا اظہار کیا۔ معزالدولہ نے اسے واسط اور اس کے صوبہ پر مقرر کر دیا۔

خلیفہ مستکفی کی گرفتاری

قبضہ بغداد کے چند مہینے بعد معزالدولہ تک یہ خبر پہنچائی گئی کہ خلیفہ مستکفی تمہاری معزولی کی فکر کر رہا ہے۔ معزالدولہ کو اس سے ناراضگی پیدا ہوئی۔ ایک روز خراسان کے وفد سے ملنے کی غرض سے خلیفہ مستکفی کو دربار عام میں بٹھایا۔ اپنی قوم اور اپنے سرداروں کو لئے ہوئے حاضر ہوا۔ دیلم کے نقیبوں میں سے دو شخصوں کو خلیفہ مستکفی کی گرفتاری کا اشارہ کر دیا۔ چنانچہ یہ دونوں دیلمی خلافت مآب کی طرف دست بوسی کے اظہار کے لئے بڑھے اور خلیفہ مستکفی کو تخت خلافت سے پکڑ کر گھسیٹ لیا۔ پیادہ پا کھینچتے ہوئے محل سرائے خلافت میں لے جا کر قید کر دیا یہ واقعہ ۳۳۴ھ کے نصف کا ہے اس واقعہ سے لوگوں میں اضطراب پیدا ہو گیا لوٹ مار شروع ہو گئی۔ محل سرائے خلافت لٹ گیا۔ فتنہ ختم کرنے کی غرض سے معزالدولہ نے فضل بن مقتدر کی بیعت کی۔ مطیع للہ کا لقب دیا اور خلیفہ مستکفی کو سر دربار طلب کیا اس غریب نے اپنی معزولی کی شہادت دی اور خلافت کو مطیع کے سپرد کر دیا۔

نام نہاد خلافت

اسی زمانہ سے خلافت نام کی رہ گئی تھی۔ خلیفہ کو کسی قسم کا نظم و نسق کا اختیار نہیں تھا۔ وزارت، معزالدولہ کے قبضہ اقتدار میں تھی جسے چاہتا تھا مقرر کرتا تھا۔ خلیفہ کے وزیرا سلطنت کے اختیارات محل سرائے خلافت اور اس کی جاگیروں تک محدود تھے۔ معزالدولہ اور اس کے لشکریان دیلم تمام صوبجات عراق اور ممالک مقبوضہ پر قابض تھے کسی کے گورنر ہونے اور کسی کے جاگیردار ہونے کی حیثیت سے مالک تھے اس حد تک نوبت پہنچ گئی تھی کہ خلیفہ اپنے صرف خاص کے علاقوں پر معزالدولہ کے دستخط کے بغیر کوئی حکم صادر نہ کر سکتا تھا۔ صرف تخت خلافت، منبر، سکہ، خطوط اور فرامین پر دستخط کرنے، وفود سے ملنے اور خطابات دینے کا خلیفہ، مالک تھا حکومت و سلطنت اور اس کا انتظام اور احکامات ان لوگوں کے قبضہ میں تھے جو قابض تھے دولت بنی بویہ اور سلجوقیہ میں جو امراء اس درجہ پر پہنچ گئے تھے وہ اپنے کو سلطان کے لقب سے ملقب کرتے تھے کوئی دوسرا شخص اس میں ان کا شریک نہ ہوتا تھا حکم، عدل، عزت، انتظام، احکامات کے مالک یہی لوگ تھے خلیفہ کو کچھ بھی اختیار نہ تھا۔ زمام خلافت نام کو خلفاء عباسیہ کے ہاتھ میں تھی جسے وہ حسب خواہش مقرر کر لیتے

تھے خلیفہ لفظاً باقی رہ گیا تھا اور اس کے معنی ختم ہو کر رہ گئے تھے۔

طوائف الملوکی

المختصر دولت و حکومت کی تبدیلی کی وجہ سے لشکر نے اس سے زیادہ تنخواہ اور رسد طلب کی جو ان کو ہمیشہ سے ملا کرتی تھی۔ مجبوراً رعایا پر ٹیکس لگائے اور آمدنی بڑھائی، تجارت پیشہ اور مالداروں کے مال کی طرف ہاتھ بڑھایا، دیہات، قصبات بلکہ صوبے بھی لشکریوں کو جاگیر میں دے دیئے گورنروں کا قبضہ اُٹھ گیا۔ شاہی دفاتر ناکارہ اور بند ہو گئے کیونکہ رؤساء اور امراء عیش پرستی اور آرام طلبی کی وجہ سے اپنے مقبوضات کی نگرانی نہ کر سکتے تھے اور جن پر لشکری یا ملازمین دولت قابض تھے وہ ظلم، زیادتی ٹیکس اور خراج کی وجہ سے خراب و ویران ہو رہے تھے کوئی شخص ان کا پرسان اور نگران حال نہ تھا نہ ان کے راستوں کی اصلاح ہوتی تھی اور نہ ان کے پلوں کی مرمت کی جاتی تھی۔ جو شہر ویران ہو جاتے تھے ان کے بجائے لشکری دوسرے شہروں پر قبضہ کر لیتے تھے اور انہیں بھی پہلے کی شہروں کی طرح ویران و برباد کر ڈالتے تھے۔ رفتہ رفتہ ٹیکس اور مظالم کی وہ بھرمار ہوئی کہ توبہ ہی بھلی۔ سلطان اور اس کے نائبین انتظام ملک سے مجبور ہو گئے، غلاموں کا دور دورہ ہو گیا۔ انہیں بڑی بڑی جاگیریں دی گئیں اور وظائف مقرر کئے گئے۔ اس سے ان میں غیرت قومی پیدا ہوئی نتیجہ یہ ہُوا کہ نفرت کی بنیاد پڑ گئی۔ اور بربادی کے سامان مہیا ہو گئے۔ جیسا کہ حکومتوں پر یہ حادثات گذرا کرتے ہیں۔

ابن حمدان کی بغداد پر فوج کشی

جس وقت ناصر الدولہ ابن حمدان کو یہ خبر لگی کہ معز الدولہ نے دارالخلافت بغداد پر قبضہ کر کے خلیفہ مستکفی کو معزول کر دیا ہے۔ غصہ سے کانپ اٹھا فوراً فوج کو تیاری کا حکم دیا۔ چنانچہ شعبان ۳۳۴ھ میں موصل سے بغداد پر چڑھائی کر دی معز الدولہ نے بھی اس کے مقابلہ کو اپنی فوجوں کو بڑھایا مقام عکبرا میں ابن حمدان سے مڈبھیڑ ہوئی۔ معز الدولہ بھی خلیفہ مطیع کے ہمراہ ابن حمدان کے مقابلے کے لئے نکلا۔ ادھر ابن شیرزاد ۳۳۴ھ میں ابن حمدان کے پاس چلا آیا بغداد پر قبضہ کر لینے کی ترغیب دی۔ ادھر معز الدولہ نے میدان خالی دیکھ کر تکریت پر حملہ کر دیا۔ تاخت و تاراج کر کے پھر بغداد واپس آیا۔ معز الدولہ اور خلیفہ مطیع نے بغداد کی شرقی جانب پڑاؤ کیا اور ابن حمدان نے غربی بغداد میں مورچہ قائم کیا اور معز الدولہ کے لشکر کا سلسلہ رسد بند کر دیا۔ اس سے معز الدولہ کی فوج میں

بے حد تشویش اور پریشانی پھیل گئی۔ ساری فوج بھوکوں مرنے لگی۔ فوج میں لوٹ مار شروع ہوگئی معزالدولہ نے تنگ ہو کر اہواز کی جانب واپس جانے کا ارادہ کیا لیکن وزیر السلطنت ابوجعفر ضمیری نے اس سے مخالفت کی اور دریا عبور کر کے ابن حمدان کے لشکر پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ وزیر السلطنت کو اس حملہ میں کامیابی ہوئی دیلمی لشکر نے ابن حمدان کی فوج کو پسپا کر کے مال و اسباب لوٹ لیا۔ خاتمہ جنگ کے بعد معزالدولہ نے امن کی منادی کرادی خلیفہ مطیع محل سرائے میں واپس آیا۔ اور ابن حمدان شکست کھا کر عکبرا لوٹ گیا یہ واقعہ ۳۳۵ھ کا ہے۔

ابن حمدان اور معزالدولہ میں مصالحت

اس کے بعد ابن حمدان نے خفیہ طور سے معزالدولہ کے پاس پیام صلح بھیجا تو زونیہ ترکوں کو اس کی خبر ہوگئی۔ بگڑ گئے قتل کرنے پر آمادہ ہوئے ابن حمدان ابن شیرزاد کے ہمراہ موصل کی طرف بھاگ گیا۔ معزالدولہ نے جیسا کہ ابن حمدان نے پیام بھیجا تھا مصالحت کر لی۔ تکین شیرازی نے توزونیہ ترکوں کو ابن حمدان کے بھاگنے کی خبر کر دی۔ توزونیہ ترکوں نے ابن حمدان کے بچے ہوئے ہمراہیوں کو گرفتار کر لیا۔ اور اس کے تعاقب میں روانہ ہوئے۔ اثنائے راہ میں ابن حمدان کو کچھ شبہ ہوا جس کے باعث اس نے ابن شیرزاد کو گرفتار کر لیا اور موصل ہوتا ہوا نصیبین پہنچا تکین نے موصل پہنچ کر قبضہ کر لیا ابن حمدان نے جب نصیبین میں بھی امن کی صورت نہ دیکھی تو سنجار کا راستہ لیا اور تکین اس کے تعاقب میں تھا۔ اتفاق یہ کہ اس مقام پر معزالدولہ کا لشکر وزیر ابوجعفر ضمیری کی ماتحتی میں حمدان کی کمک پر جیسا کہ اس نے درخواست کی تھی آ گیا تو زونیہ ترکوں سے مقابلہ ہوا۔ وزیر ابوجعفر کو فتح نصیب ہوئی توزونیہ ترک شکست کھا کر بھاگ کھڑے ہوئے اور ابن حمدان وزیر السلطنت ابوجعفر کے ہمراہ موصل کی جانب روانہ ہوا موصل پہنچ کر ابن شیرزاد کو وزیر ابوجعفر کے حوالہ کر دیا۔ وزیر ابوجعفر نے اسے معزالدولہ کی خدمت میں بھیج دیا یہ واقعہ بھی ۳۳۵ھ کا ہے۔

معزالدولہ کا بصرہ پر قبضہ

۳۳۵ھ میں ابوالقاسم بن بریدی نے بصرہ میں علم بغاوت بلند کیا معزالدولہ نے ایک فوج واسط کی جانب روانہ کر دی۔ دریا کے کنارہ پر ابن بریدی کی فوج سے مقابلہ کی نوبت آئی۔ ابن بریدی کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی اور بصرہ کا رخ کیا اس کے سرداران لشکر کی ایک جماعت گرفتار ہوگئی۔ اس کے بعد ۳۳۶ھ میں معزالدولہ نے بصرہ پر فوج کشی کی۔ اگرچہ

خلیفہ مطیع، ابوالقاسم ابن بریدی سے جنگ کرنا پسند نہ کرتا تھا مگر مجبوراً معزالدولہ کے ہمراہ تھا براہ خشکی بصرہ کی جانب روانہ ہوئے۔ قرامطہ نے معزالدولہ کو ابن بریدی سے جنگ کرنے پر ملامت کی۔ معزالدولہ نے ڈانٹ کا خط لکھا جونہی بصرہ کے قریب پہنچا ابوالقاسم ابن بریدی کے لشکر نے ہتھیار ڈال دیئے اور امن کا جھنڈا بلند کر دیا۔ ابن بریدی بھاگ نکلا۔ قرامطہ کے پاس پناہ لی۔ قرامطہ نے اسے پناہ دی اور عزت واحترام سے ٹھہرایا۔ معزالدولہ نے بصرہ پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا اور بصرہ میں خلیفہ مطیع اور اپنے وزیر ابوجعفر کو چھوڑ کر اپنے بھائی عمادالدولہ سے ملنے کے لئے اہواز کی طرف روانہ ہو گیا۔

فتح موصل

اس اثنا میں سرداران دیلم میں سے کوکیر نامی ایک سردار باغی ہو گیا۔ وزیر ابوجعفر ضمیری نے اس سے معرکہ آرائی کی اور اسے شکست دے کر گرفتار کر لیا اور معزالدولہ کے حکم کے مطابق قلعہ رامہرمز میں قید کر دیا۔ مقام ارجان میں اسی سنہ کے ماہ شعبان میں دونوں بھائیوں کی ملاقات ہوئی معزالدولہ نے اپنے بھائی عمادالدولہ کی حد سے زیادہ تعظیم و تکریم کی۔ عمادالدولہ، معزالدولہ کو دربار میں بیٹھنے کا حکم دیتا تھا مگر معزالدولہ پاس ادب سے نہیں بیٹھتا تھا۔ القصہ معزالدولہ اپنے بھائی سے رخصت ہو کر خلیفہ مطیع کے ساتھ دارالخلافت بغداد واپس آیا۔ اور موصل پر فوج کشی کرنے کی منادی کرا دی۔ ابن حمدان کو اس کی خبر لگ گئی۔ صلح کا پیام بھیجا، بہت سے تحائف اور بے شمار مال روانہ کیا لیکن معزالدولہ نے ایک بھی نہ سنی۔ رمضان ۳۳۷ھ میں موصل پر چڑھائی کر دی اور قبضہ کر لیا۔ قصد یہ تھا کہ ابن حمدان کے مقبوضہ بلاد کو دل کھول کر سختی سے پامال کرے۔ کہ اتفاقیہ اس کے بھائی رکن الدولہ کے پاس سے یہ خبر آ گئی کہ لشکر خراسان نے جرجان کا قصد کیا ہے معاملہ نازک ہو گیا ہے۔ مجبوراً ابن حمدان سے مصالحت کر لی۔ اسی لاکھ سالانہ خراج ادا کرنے کی شرط پر موصل، جزیرہ اور شام کی حکومت ابن حمدان کو دے دی۔ اس کے ساتھ ہی یہ شرط بھی قرار پائی تھی کہ عمادالدولہ اور معزالدولہ کے نام کا خطبہ اس کے تمام مقبوضہ شہروں پر پڑھا جائے چنانچہ مصالحت کر کے معزالدولہ بغداد واپس آیا۔

رکن الدولہ کا رے پر قبضہ

ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ رکن الدولہ نے اصفہان کو وشمگیر کے قبضہ سے اسی زمانہ میں نکال لیا تھا۔ جس زمانہ میں وشمگیر نے اپنی فوجیں ماکان بن کالی

کی کمک پر بھیجی تھیں۔ رکن الدولہ اور اس کا بھائی عماد الدولہ۔ ابوعلی بن محتاج سپہ سالار ملوک بنی سامان کو ماکان اور وشمگیر کی مخالفت پر ایک مدت سے ابھار رہا تھا اور اس کے مقابلہ پہ مدد دینے کا وعدہ کر رہا تھا۔ چنانچہ ابوعلی نے وشمگیر پر جس وقت کہ وہ رے میں تھا فوج کشی کر دی۔ رکن الدولہ خود ابوعلی کی مدد پر آیا اور وشمگیر نے ماکان سے امداد چاہی۔ ماکان اپنی فوجیں لے کر وشمگیر کی کمک پر آیا۔ دونوں ایک دوسرے سے گتھ گئے گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ وشمگیر نے شکست کھا کر طبرستان جا کر دم لیا۔ پھر وہاں سے اپنی فوجیں لے کر بلاد جیل کی طرف گیا اور راستے تاخت و تاراج کرکے زنجان، ابہر، قزوین، قم، کرج، ہمدان، نہاوند اور دینور کو حدود حلوان تک فتح کر لیا اپنے گورنر مقرر کئے خراج وصول کیا۔ اس کے بعد وشمگیر اور حسن بن فیرزان برادر عم زاد ماکان سے ان بن ہو گئی۔ حسن نے ابوعلی سے امداد کی درخواست کی۔ ابوعلی اس کی کمک پر کمربستہ ہو گیا مگر لڑائی کی نوبت نہ آئی فریقین میں مصالحت ہو گئی۔ ابوعلی اپنی فوج کے ساتھ خراسان کی جانب واپس ہوا۔ حسن بن فیرزان بھی اس کے ساتھ تھا۔ اثناء راہ میں سعید بن سامان کا ایلچی ملا۔ حسن کو ابوعلی کے ساتھ دھوکا دینے اور اس کے بلاد مقبوضہ پہ قبضہ کرنے کا پیام دیا۔ چنانچہ حسن نے ابوعلی کی رفاقت چھوڑ کر جرجان کی جانب کوچ کیا اور اس پر قبضہ کرکے دامغان اور سمنان کو بھی دبا لیا۔ وشمگیر طبرستان سے رے کی طرف چلا گیا اور پھر رے پر قبضہ حاصل کر لیا اس وقت اس کی رکاب میں نہایت کم فوج باقی رہ گئی تھی کیونکہ اس کی فوج کا بڑا حصہ ابوعلی بن محتاج اور حسن بن فیرزان کی لڑائیوں میں کام آ گیا تھا۔ رکن الدولہ نے موقعہ پاکر رے پر قبضہ کرنے کی غرض سے چڑھائی کر دی۔ وشمگیر مدافعت کرنے کے لئے میدان میں آیا لیکن شکست کھا کر چلا گیا اور رکن الدولہ نے رے پر قبضہ کر لیا اور حسن بن فیرزان سے تعلقات بڑھائے۔ اپنی بیٹی کا اس سے عقد کر دیا۔ اس تعلق و محبت کے ذریعہ بنی بویہ کے قدم حکومت پر جم گئے۔ تمام صوبجات رے، جیل، فارس، اہواز اور عراق قبضہ میں آ گئے۔ موصل اور دیار بکر پر بھی قبضہ حاصل ہو گیا۔

رکن الدولہ کا طبرستان اور جرجان پر تصرف

اس کے بعد رکن الدولہ بن بویہ نے بلاد مقبوضہ وشمگیر کی طرف ۳۳۶ھ میں قدم بڑھائے۔ حسن بن فیرزان اس کی پشت پناہی پر تھا۔ وشمگیر اس خبر کو سن کر فوجیں لے کر مقابلہ پر آیا۔ لڑا لیکن شکست کھا کر بھاگ نکلا۔ خراسان پہنچا ابن سامان سے امداد کی درخواست کی۔ رکن الدولہ طبرستان پر قبضہ کرکے جرجان کی طرف گیا۔ حسن بن فیرزان نے بعید ملاقات

کی۔ اپنی اطاعت کا اظہار کیا۔ رکن الدولہ نے اسے اپنی طرف سے جرجان کی سند حکومت عطا کی۔ وشمگیر کے سپہ سالاروں نے امن کی درخواست کی رکن الدولہ نے ان لوگوں کو امن دیا اور اصفہان کی جانب واپس آیا۔

عمران بن شاہین

عمران بن شاہین، اہل جامدہ سے تھا اور بنی بویہ کی طرف سے خراج وصول کرنے پر مامور تھا۔ ایک مرتبہ بہت سارو پیہ خراج کا وصول کر کے بطیحہ بھاگ گیا۔ بطیحہ میں بانس اور جنگلی درختوں کا ایک بہت بڑا جنگل تھا۔ متعدد چشمے اور تالاب تھے اس مقام پر عمران نے قیام اختیار کیا۔ اور رہزنی کرنے لگا رفتہ رفتہ لٹیروں کی ایک جماعت اس کے پاس آکر جمع ہو گئی۔ جس سے اس کی قوت بڑھ گئی بنی بویہ سے باغی ہو کر ابو القاسم بریدی سے مل گیا ابن بریدی نے اسے جامدہ۔ بطایح اور اس کے اطراف و جوانب کی حمایت و نگرانی کی خدمت سپرد کی چنانچہ اس نے کما حقہ ان مقامات کی نگرانی کی۔ بہت تھوڑے دنوں میں ایک معقول فوج اکٹھی کر لی۔ سامان جنگ بھی کافی مقدار میں مہیا کر لیا۔ بطیحہ کے ایک بلند و محفوظ مقام پر قیام اختیار کیا۔ اور اس اطراف کے تمام شہروں پر قابض ہو گیا۔ معزالدولہ کو یہ امر ناگوار گذرا اپنے وزیر ابوجعفر ضمیری کو ۳۳۸ھ میں ایک فوج کا افسر بنا کر عمران کی گوشمالی پر مامور کیا۔ وزیر السلطنت نے بطیحہ پہنچ کر عمران پر محاصرہ ڈال دیا۔ عمران کی تباہی اور ہلاکت کی کوئی کسر باقی نہ تھی۔ ساری قوت فنا ہو چکی تھی قریب تھا کہ ہتھیار ڈال دیتا کہ اس اثنا میں عمادالدولہ بن بویہ کے مرنے کی خبر پہنچ گئی۔ وزیر السلطنت محاصرہ اٹھا کر شیراز واپس آیا۔ اور عمران بدستور اپنی حالت پر آگیا کھوئی ہوئی قوت پھر لوٹ آئی جیسا کہ آئندہ بنی شاہین کی دولت و حکومت کے تذکرہ میں لکھا جائے گا۔

عمادالدولہ کی وفات

عمادالدولہ ابوالحسن علی بن بویہ نے دارالحکومت شیراز میں نصف ۳۳۸ھ میں وفات پائی۔ اپنی موت سے ایک سال پیشتر اپنے بھتیجے عضدالدولہ کو اپنے بھائی رکن الدولہ کے پاس سے اپنا ولی عہد بنانے کے لئے بلا بھیجا اس وجہ سے کہ خود اس کا کوئی لڑکا نہ تھا۔

عضدالدولہ کی حکومت

چنانچہ رکن الدولہ نے عضدالدولہ کو اپنے سرداروں کی ایک جماعت کے ساتھ عمادالدولہ کے پاس روانہ کیا۔ عمادالدولہ نے نہایت جوش سے استقبال کیا۔ دربار عام کے دن تخت حکومت پر بٹھایا سرداران لشکر کو حکم دیا کہ شاہی آداب سے دربار میں حاضر ہوں اور بادشاہوں کی طرح عضدالدولہ

کو نذر اور سلامی دیں۔ عماد الدولہ کے انتقال کے بعد لشکر کے با اثر سرداروں کا ایک گروہ جو عماد الدولہ کے زمانہ میں بھی قابو یافتہ تھا فارس پر عضد الدولہ کی حکومت کو اچھی آنکھوں سے نہ دیکھ سکا مخالفت کا اعلان کر دیا۔ رکن الدولہ اس خبر کو سن کر رے میں اپنی جگہ علی بن کتامہ کو مقرر کیا اور فوجیں آراستہ کر کے شیراز پہنچا معز الدولہ نے اپنے وزیر ابو جعفر ضمیری کو لکھ بھیجا کہ تم ابن شاہین کی جنگ چھوڑ دو اور جس قدر جلد ممکن ہو عضد الدولہ کی مدد کو شیراز پہنچ جاؤ۔ ان لوگوں کے آجانے سے مخالف سرداروں کا گروہ دب گیا۔ نو ماہ تک رکن الدولہ شیراز میں مقیم رہا۔ شیراز کا انتظام درست ہونے کے بعد اپنے بھائی معز الدولہ کو بہت سا سامان جنگ اور بہت سا مال بطور تحفہ روانہ کیا۔

معز الدولہ

عماد الدولہ دار الخلافت بغداد کا امیر الامراء تھا اور معز الدولہ اس کا نائب تھا۔ خراج کی نگرانی، ذمہ داری اور عراق کے صوبوں کے گورنروں کی تقرری اسی کے قبضہ میں تھی۔ عماد الدولہ کے مرنے کے بعد رکن الدولہ کو امیر الامراء کا عہدہ ملا۔ معز الدولہ بدستور نیابت کا کام جیسا کہ عماد الدولہ کے زمانہ حیات میں کرتا تھا کرتا رہا۔ کیونکہ معز الدولہ ان دونوں سے چھوٹا تھا۔

مہلبی کی وزارت

ابو جعفر احمد ضمیری وزیر السلطنت فارس سے واپس ہو کر صوبہ جامدہ کی طرف آیا۔ اور عمران بن شاہین پر محاصرہ ڈال دیا یہاں تک کہ ۳۳۹ھ کے نصف گذر جانے پر انتقال کر گیا چونکہ ضمیری اکثر بحالت ضرورت ابو محمد حسن بن محمد مہلبی کو اپنی جگہ وزارت پر مقرر کیا کرتا تھا اور معز الدولہ اسے برت چکا تھا اس کی کفایت شعاری اور انتظام مملکت سے واقفیت رکھتا تھا اس وجہ سے ضمیری کے انتقال کے بعد معز الدولہ نے مہلبی کو قلمدان وزارت سپرد کر دیا۔ اس نے نہایت خوبی سے عہدہ وزارت کی ذمہ داریوں کو پورا کیا۔ رعایا سے مظالم کو دور کیا۔ خزانہ کو روپوں سے بھر دیا۔ اہل علم اور فن کو دور دور سے بلا کر جمع کر لیا اور ان کے ساتھ احسان و سلوک سے پیش آیا جس کی وجہ سے اس کی عزت بڑھ گئی۔

منصور بن قراتکین

جس زمانہ میں رکن الدولہ، بلاد فارس کی طرف گیا ہوا تھا امیر نوح بن سامان نے اپنے سپہ سالار خراسان منصور بن قراتکین کو رے پر فوج کشی کرنے کا حکم دیا چنانچہ منصور نے ۳۳۹ھ میں رے پر حملہ کیا اس وقت علی بن کتامہ، رکن الدولہ کی طرف سے رے کا حاکم تھا اس نے منصور کی

آمد کی خبر سن کر رے چھوڑ دیا اصفہان چلا گیا منصور نے رے پر قبضہ کر لیا۔ اطراف وجوانب میں فوجوں کو پھیلا دیا۔ جبل پر قرامیسین تک قابض ہو گیا اور ہمدان کو بھی اپنے قبضہ میں لے لیا۔ رکن الدولہ نے فارس سے اپنے بھائی معزالدولہ کو ان کی مدافعت کی غرض سے لشکر بھیجنے کے لئے لکھ بھیجا۔ معزالدولہ نے اپنے حاجب (لارڈ چیمبرلین) امیر سبکتگین کو دیلم وغیرہ کی ایک بڑی فوج کے ساتھ منصور کے مقابلہ پر روانہ کیا۔

منصور اور سبکتگین کی جنگ

سبکتگین نے پہنچتے ہی منصور کے لشکر پر حملہ کر دیا اور اس کے سردار لشکر کو گرفتار کر لیا منصور بے سروسامانی سے ہمدان کی جانب واپس ہوا۔ سبکتگین نے تعاقب کیا منصور بن قراتکین نے ہمدان سے نکل کر اصفہان پر قبضہ کر لیا۔ رکن الدولہ نے بھی اصفہان کی طرف کوچ کیا۔ سبکتگین اس کے ہراول پر تھا۔ ترکوں نے شور مچایا۔ سبکتگین نے ترکوں پر حملہ کر دیا۔ جس سے ان میں بھگدڑ مچ گئی پریشان ہو کر ادھر اُدھر منتشر ہو گئے۔ معزالدولہ نے ابن ابی شوک کردی کو ان بھگوڑے ترکوں کے تعاقب کے لئے لکھ بھیجا چنانچہ اس نے بہت سے ترکوں کو مار ڈالا۔ کچھ کو قید کر لیا باقی ماندہ موصل کی طرف جان بچا کر بھاگ گئے لیکن اس کے باوجود منصور نے اصفہان کے قبضہ کو نہ چھوڑا۔ رکن الدولہ سے برابر معرکہ آرا ہوتا رہا فریقین میں متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ خوں ریزی کی کوئی انتہا باقی نہ رہی۔ فریقین رسد کی کمی سے پریشان ہو گئے۔ فوج بھوکوں مرنے لگی۔

اصفہان پر رکن الدولہ کا قبضہ

چونکہ دیلم ادیہاتیت کے زمانہ سے قریب تھے اور حال ہی میں شہری زندگی اختیار کی تھی اس وجہ سے اہل خراسان کے مقابلے میں بھوک وپیاس کے زیادہ متحمل تھے۔ آرام طلبی اور عشرت سے دُور رہتے تھے مگر پھر بھی رکن الدولہ اپنی فوج کی تکالیف کو محسوس کر کے بھاگ جانے پر آمادہ ہو گیا۔ اس کے وزیر السلطنت ابن عمید نے عرض کی "حضور والا! بھاگنے سے سوائے نقصان کے کچھ فائدہ حاصل نہ ہو گا۔ ثابت قدمی کو ہاتھ سے نہ دیجئے۔ میدان جنگ سے فرار کرنے سے مرجانا بہتر ہے آپ مطمئن رہیے۔ رسد نہ پہنچنے کی وجہ سے فوج میں ابتری پیدا نہ ہونے پائے گی۔ رکن الدولہ نے بھاگنے کا ارادہ ملتوی کر دیا۔ اس اثنا میں منصور بن قراتکین کے لشکر میں رسد نہ پہنچنے کی وجہ سے ہلڑ مچ گیا۔ سب کے سب رے کی طرف چلے گئے۔ اصفہان کا ناکہ چھوڑ دیا۔ رکن الدولہ نے اصفہان میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ شروع ۳۳۷ھ

کا ہے۔ اسی سنہ کے ماہ ربیع الاول میں منصور بن قراتکین رے پہنچ کر مر گیا اور اس کا لشکر نیشاپور لوٹ آیا۔

امیر نوح اور منصور میں مصالحت

آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ رکن الدولہ نے ۳۳۶ھ میں طبرستان اور جرجان پر قبضہ کر لیا تھا اور اپنی طرف سے جرجان کی حکومت پر حسن بن فیرزان کو مامور کیا تھا اور وشمگیر ابن سامان سے امداد حاصل کرنے کے لئے خراسان چلا گیا تھا چنانچہ ابن سامان نے اپنے سپہ سالار لشکر منصور بن قراتکین کو وشمگیر کی امداد پہ مامور کیا۔ اس نے جرجان پہنچ کر محاصرہ ڈال دیا۔ زیادہ دن نہ گذرنے پائے تھے کہ مصالحت کے نامہ و پیام ہونے لگے۔ آخر کار منصور نے وشمگیر کی خلاف مرضی امیر نوح کا مخالف ہو کر حسن سے مصالحت کر لی اور نیشاپور لوٹ آیا۔ اور وشمگیر حسن کے پاس جرجان ہی میں ٹھہرا رہا اس کے بعد رکن الدولہ ۳۴۰ھ میں رے سے طبرستان اور جرجان پہنچ کر حسن بن فیرزان اور علی بن کتامہ کو بطور نائب مقرر کیا اور رے کی طرف لوٹ آیا۔ وشمگیر کو موقع مل گیا۔ فوجیں مہیا کر کے حسن اور علی پر چڑھ آیا۔ اتفاق یہ کہ ان دونوں کو شکست ہوئی وشمگیر نے ان مقامات کو رکن الدولہ کے قبضہ سے نکال لیا۔ امیر نوح سامانی کو عرضداشت لکھی رکن الدولہ کے مقابلہ پر امداد کی درخواست کی۔

ابوعلی بن محتاج کی معزولی

امیر نوح نے ابوعلی بن محتاج کو خراسان کی افواج کا افسر بنا کر وشمگیر کی کمک پر مامور کیا۔ ماہ ربیع الثانی ۳۴۲ھ میں ابوعلی محتاج روانہ ہوا۔ رکن الدولہ قلعہ بند ہو گیا۔ ابوعلی نے لڑائی چھیڑ دی۔ مدتوں لڑائیاں ہوتی رہیں۔ لڑتے لڑتے فوجیں تھک گئیں اتنے میں موسم سرما آ گیا۔ اس سے پریشانی بڑھ گئی۔ صلح کا نامہ و پیام شروع ہوا۔ بالآخر دو لاکھ دینار سالانہ رکن الدولہ کو دینے کا اقرار کیا اور مصالحت ہو گئی۔ ابوعلی بن محتاج، خراسان واپس آیا۔ وشمگیر نے امیر نوح کو ابوعلی ابن محتاج کی شکایت لکھ بھیجی کہ اس نے رکن الدولہ کے معاملہ میں مستعدی سے کام نہیں لیا بلکہ اس سے سازش کر لی ہے امیر نوح کو اس سے غصہ پیدا ہوا۔ ابوعلی کو حکومت خراسان سے معزول کر دیا۔ ابوعلی بن محتاج کی واپسی کے بعد رکن الدولہ نے وشمگیر پر حملہ کیا، وشمگیر شکست کھا کر اسفراین چلا آیا۔ رکن الدولہ نے طبرستان پر قبضہ کر لیا۔

خراسان میں بنی بویہ

امیر نوح نے ابوعلی بن محتاج کو خراسان کی حکومت سے معزول کر کے ابوسعید بکر بن مالک فرغانی کو مقرر کیا ابوعلی بن محتاج نے معزول ہوتے ہی علم مخالفت بلند کر دیا۔

نیشاپور میں اپنے نام کا خطبہ پڑھا۔ حسن بن فیرزان کو اس سے سخت پیچ و تاب پیدا ہوا۔ وشمگیر کے ذریعہ سے امیر نوح سے میل جول پیدا کیا۔ ابوعلی بن محتاج کو ان لوگوں کی دشمنی کا خطرہ پیدا ہوا۔ رکن الدولہ سے حاضری کی اجازت طلب کی چنانچہ ۳۳۳ھ میں اس کے پاس چلا گیا رکن الدولہ عزت و احترام سے پیش آیا۔ ابوعلی ابن محتاج نے خواہش کی کہ آپ مجھے دربار خلافت خراسان کی گورنری دلوا دیجئے۔ رکن الدولہ نے اپنے بھائی معزالدولہ سے اس کی تحریک کی معزالدولہ نے دربار خلافت سے ابوعلی بن محتاج کو خراسان کی سند اور امدادی فوج بھیج دیا۔ ابوعلی بن محتاج خراسان پہنچا۔ خلیفہ اور رکن الدولہ کے نام کا خطبہ پڑھا اس اثنا میں امیر نوح کا انتقال ہو گیا۔ اس کا بیٹا عبدالملک تخت آرائے حکومت ہوا۔ ابوسعید بکر بن مالک کو بخارا سے ابوعلی بن محتاج کی گوشمالی کے لئے خراسان کی طرف روانگی کا حکم دیا۔ جوں ہی ابوسعید خراسان کے قریب پہنچا ابوعلی بن محتاج خراسان چھوڑ کر رے کی طرف بھاگ گیا۔ رکن الدولہ نے اسے پناہ دی اپنے پاس ٹھہرایا ابوسعید خراسان پر قابض ہو گیا اس کے بعد رکن الدولہ نے جرجان کی جانب کوچ کیا۔ ابوعلی اس کی رکاب میں تھا ابوسعید نے جرجان چھوڑ دیا۔ رکن الدولہ نے اس پر قبضہ کر لیا۔

رکن الدولہ اور ابوسعید میں مصالحت

ابوسعید، مہم خراسان اور ابوعلی کو خراسان سے نکالنے کے بعد ۳۴۴ھ میں ابوعلی کے تعاقب کی غرض سے رے اور اصفہان کی جانب بڑھا اس وقت رکن الدولہ جرجان کی مہم میں مصروف تھا۔ قبضہ جرجان کے بعد ماہ محرم میں رے کی طرف لوٹا اپنے بھائی معزالدولہ کو یہ واقعات لکھ بھیجے، امداد کی درخواست کی۔ معزالدولہ نے ابن سبکتگین کی ماتحتی میں فوجیں روانہ کیں ابوسعید کی فوج کا ہراول، خراسان سے جنگلی راستہ سے اصفہان پہنچ گیا۔ اصفہان میں امیر منصور بن بویہ بن رکن الدولہ موجود تھا سپہ سالار ہراول محمد بن ماکان نے اصفہان پر قبضہ کر لیا اور امیر منصور کے تعاقب میں نکلا۔ اتفاق یہ کہ ابوالفضل بن عمید (رکن الدولہ کے وزیر) سے مڈبھیڑ ہو گئی ایک دوسرے سے گتھ گئے۔ محمد بن ماکان نے اس کو شکست دی رکن الدولہ کی اولاد اور عورتیں اصفہان واپس آئیں۔ رکن الدولہ نے ابوسعید سپہ سالار لشکر خراسان سے ایک مقررہ سالانہ خراج پر مصالحت کا پیام دیا۔ رے اور جبل کو ضمانت میں دینے کا اقرار کیا ابوسعید اس پر راضی ہو گیا۔ باہم مصالحت ہو گئی۔ رکن الدولہ نے اپنے بھائی معزالدولہ کو لکھ بھیجا کہ دربار خلافت سے خلعت فاخرہ لواؤ اور خراسان کی گورنری کی سند ابوسعید کو بھیج دو۔ چنانچہ ماہ ذی قعدہ سنہ مذکور میں معزالدولہ نے دربار خلافت

سے ابوسعید کے پاس خلعت، لواء اور سند گورنری خراسان بھیج دی۔

روزبہان کا خروج

روزبہان دنداد خرسیہ، دیلم کے نامی سرداروں میں سے تھا معزالدولہ کی وجہ سے اس کی بڑی شہرت ہوئی اسی نے اس کے نام کو مشہور کیا ۳۴۵ھ میں روزبہان نے اہواز میں خروج کیا اس کا بھائی اسفار بھی اس کا ہم خیال تھا اسی زمانہ میں اس کے دوسرے بھائی بلکا نے شیراز میں علم مخالفت بلند کیا وزیر السلطنت مہلبی نے روزبہان کے مقابلہ پر کمر باندھی فوجیں مرتب کر کے حملہ آور ہوا۔ ہم جنس ہونے کی وجہ سے وزیر مہلبی کے ہمراہیوں کی ایک بڑی جماعت روزبہان سے مل گئی۔ مجبوراً وزیر مہلبی کو لڑائی سے کنارہ کش ہونا پڑا۔ معزالدولہ کو اس واقعہ سے مطلع کیا۔ چنانچہ معزالدولہ پانچویں شعبان سنہ مذکور میں دارالخلافت بغداد سے روزبہان سے جنگ کے لئے روانہ ہوا۔ کسی ذریعہ سے یہ خبر ناصر الدولہ بن حمدان تک پہنچ گئی، اپنے بیٹے ابوالرجاء کو ایک بڑی فوج کے ساتھ دارالخلافت بغداد پر قبضہ کرنے کی غرض سے روانہ کیا۔ خلافت مآب نے اس کی آمد کی خبر سن کر دارالخلافت چھوڑ دیا۔ معزالدولہ نے خلافت مآب کو سمجھا بجھا کر دارالخلافت کی طرف واپس کیا۔ ساتھ ہی اس کے سبکتگین حاجب کو ابن حمدان کے لشکر کے مقابلہ پر بھیج دیا اور خود کوچ و قیام کرتا ہوا اہواز کے قریب پہنچ گیا۔

روزبہان اور معزالدولہ کی جنگ

اس وقت دیلم میں ایک شورش پیدا ہو رہی تھی، سب کے سب روزبہان سے مل جانے پر تلے ہوئے تھے۔ صرف چند دیلمی اور ترک اس شور میں شریک نہ تھے یہ وہ تھے جو معزالدولہ کے خاص ہوا خواہوں اور معتمدوں سے تھے۔ معزالدولہ نے دیلمیوں کا رنگ دیکھ کر داد و دہش شروع کر دی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ دیلمی اپنے خیال سے باز آگئے آخر ماہ رمضان میں ہنگامہ کارزار گرم ہوا۔ روزبہان کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی۔ معزالدولہ فتحیاب ہوا۔ اثنائے جنگ میں روزبہان گرفتار کر لیا گیا۔

روزبہان کا خاتمہ

اس کامیابی کے بعد معزالدولہ نے ابوالرجاء کی سرکوبی کی غرض سے دارالخلافت بغداد کی جانب نہایت تیزی سے کوچ کیا لیکن وہ ہاتھ نہ آیا کیونکہ وہ گھبرا سے روزبہان کی گرفتاری کا حال سن کر موصل کی طرف نہایت تیزی سے واپس ہو گیا تھا اسی اثنا میں روزبہان موقع پا کر دجلہ میں ڈوب گیا۔

ملکا کی بغاوت

روزبہان کا بھائی ملکا جس نے شیراز میں خروج کیا تھا اس نے عضدالدولہ کے شیراز میں حکومت

کو درہم برہم کر دیا۔ ابوالفضل بن عمید اس خبر کو سن کر عزالدولہ کی کمک پر فوجیں لے کر آ گیا۔ انتہائی مردانگی سے جنگ چھیڑ دی اور کامیاب ہوا۔ عضدالدولہ بدستور شیراز میں حکومت کرنے لگا۔ روزبھان اور اس کے بھائیوں کی حکومت کا اثر نیست و نابود ہوگیا۔ معزالدولہ نے ان سب دیلمیوں کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا جنہوں نے فتنہ پردازی کی غرض سے روزبھان سے ملنے کی کوشش کی تھی اور ترکوں کو جاگیریں دیں، عزت بڑھائی بڑے بڑے عہدوں پر مامور کیا جس سے ان کی قوت زیادہ ہوگئی۔

معزالدولہ کی موصل پر فوج کشی ناصرالدولہ بن حمدان نے معزالدولہ سے دو لاکھ درہم سالانہ پر مصالحت کر لی تھی۔ لیکن خراج ادا نہ کیا۔ معزالدولہ کو اس سے غصہ پیدا ہوا۔ ۳۴۴ھ کے نصف میں فوجیں مرتب کر کے موصل پر چڑھائی کر دی ناصرالدولہ موصل چھوڑ کر نصیبین چلا آیا اور اپنے تمام ارکین دولت، وکلاء، کاتبوں اور مالداروں کو اپنے ہمراہ لیتا آیا۔ ان سب کو اپنے قلعوں کواشی، زعفران وغیرہا میں ٹھہرایا اور معزالدولہ کے لشکر سے سلسلہ رسد منقطع کر دیا۔ اس سے معزالدولہ کی فوج بھوکوں مرنے لگی معزالدولہ نے نصیبین کے سر کرنے کی طرف توجہ کی اتنے میں یہ خبر پہنچی کہ ابوالرجاء اور ہبتہ اللہ فوجیں لئے ہوئے سنجار آ گئے ہیں۔ معزالدولہ نے اپنی فوج کے ایک حصہ کو ان لوگوں پر حملہ کرنے کے لئے روانہ کیا جس کا ابوالرجاء اور ہبتہ اللہ نے جوش و خروش سے خیر مقدم کیا۔ جنگ کا بازار گرم ہوگیا لیکن ناکامی کے ساتھ پسپا ہوئے معزالدولہ کی فوج نے ان کے مورچوں پر قبضہ کر لیا اور انہیں کے خیموں میں اتر پڑی۔ اس کے بعد ناصرالدولہ کے لڑکوں نے معزالدولہ کی فوج پر دوبارہ حملہ کیا اور نہایت سختی سے اسے پسپا کیا اور سنجار پر قبضہ کر کے وہیں قیام کر دیا۔

معزالدولہ اور ناصرالدولہ میں مصالحت ناصرالدولہ یہ خبر پا کر کہ معزالدولہ نصیبین کی طرف آ رہا ہے میافارقین چلا گیا۔ اس کے ہمراہیوں نے معزالدولہ سے امن حاصل کر لیا، جس سے ناصرالدولہ کی قوت کم ہوگئی۔ اپنے بھائی سیف الدولہ کے پاس حلب چلا گیا۔ سیف الدولہ نے بیحد تعظیم و تکریم کی۔ انتہائی عزت سے ٹھہرایا اور درمیان میں پڑ کر معزالدولہ سے تین لاکھ سالانہ پر مصالحت کرا دی۔ تکمیل صلح کے بعد معزالدولہ ماہ محرم ۳۴۵ھ میں عراق واپس آیا اور ناصرالدولہ موصل چلا گیا۔

بختیار کی ولی عہدی ۳۳۸ھ میں معزالدولہ مختلف امراض میں مبتلا ہوگیا۔ امراض کی شدت بڑھتی گئی اپنی

زندگی سے ناامید ہو کر اپنے بیٹے بختیار کو اپنا ولی عہد بنایا۔ خزانہ کی کنجیاں اس کے حوالہ کیں۔ اس کے حاجب سبکتگین اور وزیر السلطنت مہلبی میں ایک مدت سے جھگڑا اور رنجش چلی آ رہی تھی۔ دونوں کو بلا کر باہم مصالحت کرا دی اور ان دونوں کو وصیت کی کہ بختیار کا ساتھ دینا۔ ابتری سے بچانا۔ نظام حکومت کو درست رکھنا۔ سبکتگین اور مہلبی نے اپنے آقا ولی نعمت کی وصیت کو غور سے سنا اور اس پر عمل کرنے کا اقرار کیا۔ معز الدولہ نے آب و ہوا کی تبدیلی کے خیال سے دار الخلافت بغداد سے اہواز کی جانب کوچ کیا جب اسے یہ خبر پہنچی کہ اس کے اکثر ہمراہی کلواذا کے پاس جمع ہو رہے ہیں اور عنقریب کوئی فتنہ اٹھانا چاہتا ہے تو معز الدولہ کے حامیوں نے اہواز جانے کی مخالفت کی اور اس رائے کی غلطی کو ظاہر کر کے یہ مشورہ دیا کہ آپ دار الخلافت بغداد فوراً واپس چلیے۔ اور بغداد کے اطراف و جوانب میں کسی بلند مقام پر جہاں کی آب و ہوا اچھی ہو قیام کیجئے۔ ورنہ دار الخلافت بغداد سے آپ کا قبضہ اٹھ جائے گا معز الدولہ اس مشورہ کے مطابق دار الخلافت بغداد واپس آیا۔ اور رہائش کے لئے ایک محل بنوایا جس کی تیاری میں ایک لاکھ دینار خرچ ہوئے۔ جن لوگوں نے کلواذا سے سازش کی تھی ان پر جرمانے کئے سزائیں دیں۔

رکن الدولہ کا طبرستان و جرجان پر قبضہ

سنہ ۳۵۱ھ میں رکن الدولہ کو طبرستان کے قبضہ کی ہوس پیدا ہوئی۔ ان دنوں طبرستان میں وشمگیر حکومت کر رہا تھا۔ شہر ساریہ میں وشمگیر کا محاصرہ کیا۔ لڑائی ہوئی۔ وشمگیر ساریہ چھوڑ کر جرجان چلا گیا۔ رکن الدولہ نے ساریہ پر قبضہ کر کے طبرستان کی طرف فوجیں بڑھائیں وشمگیر مقابلہ نہ کر سکا۔ طبرستان پر بھی رکن الدولہ کا قبضہ ہو گیا۔ نظم و انتظام اور افسروں کی تقرری سے فارغ ہو کر جرجان پر دھاوا کیا۔ وشمگیر جرجان کو بھی خیرباد کہہ کر نکل کھڑا ہوا۔ پریشان حال گرتا پڑتا بلاد جیل چلا گیا۔ رکن الدولہ نے جرجان پر بھی قبضہ کر لیا۔ لشکریان وشمگیر میں سے تین ہزار سپاہیوں نے امن کی درخواست کی۔ رکن الدولہ نے ان لوگوں کو امن دیا اور اپنی فوج میں داخل کر لیا۔ اس سے رکن الدولہ کی قوت بہت زیادہ بڑھ گئی۔

بغداد میں شیعہ سنی فساد

اسی سنہ ۳۵۱ھ میں دار الخلافت بغداد کی مسجدوں پر معز الدولہ کے حکم سے شیعوں نے لکھ دیا۔ "معاویہ بن ابی سفیان پر لعنت ہو، اور اس شخص پر لعنت ہو جس نے فاطمہؓ سے باغ فدک چھین لیا۔ اور اس پر بھی لعنت ہو جس نے حسن کو ان کے دادا کے پاس دفن ہونے سے روکا اور اس پر بھی لعنت ہو جس نے ابوذر غفاری کو مدینہ منورہ سے شہر بدر کیا۔ اور اس پر بھی لعنت ہو جس نے عباس کو

مجلس شوریٰ سے نکال دیا" چونکہ خلیفہ موم کی ناک بنا ہوا تھا۔ معزالدولہ جس طرف چاہتا تھا پھیر دیتا تھا اس وجہ سے معزالدولہ کو اس کی جرأت ہوئی۔ صبح کو اہل سنت نے اسے مٹا دیا۔ معزالدولہ نے دوبارہ لکھوانے کا قصد کیا۔ وزیر مہلبی نے رائے دی اس کے بدلے صرف اس قدر لکھوائے "لعن اللہ الظالمین لآل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" (آل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظالموں پہ اللہ کی لعنت ہو) اور معاویہ کے علاوہ کسی اور پہ لعنت نہ لکھوائیے۔

وفات وزیر مہلبی ۳۵۲ھ میں مہلبی (معزالدولہ کا وزیر السلطنت عمان فتح کرنے کی غرض سے روانہ ہوا۔ دریا کا سفر زیادہ طے کرنے نہیں پایا تھا کہ مرض الموت میں مبتلا ہو گیا۔ مجبوراً بغداد کی طرف لوٹا۔ اثنائے راہ میں ماہ شعبان میں انتقال کر گیا۔ بغداد میں مدفون ہوا۔ معزالدولہ نے وزیر مہلبی کے مرنے کے بعد اس کے مال واسباب اور خزانہ پر قبضہ کر لیا۔ اس کے حامیوں اور ساتھیوں کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ ابوالفضل بن عباس بن حسن شیرازی اور ابوالفرج محمد بن عباس بن لسانار اس کی جگہ کام کرنے لگے۔ لیکن یہ لوگ وزیر کے لقب سے ملقب وموسوم نہیں ہوئے۔

معزالدولہ اور ناصر الدولہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ ناصرالدولہ بن حمدان اور معزالدولہ سے باہم مصالحت ہو گئی تھی اور ناصرالدولہ نے موصل کو ضمانت میں دیا تھا۔ ناصرالدولہ نے مصالحت کے بعد ابوتغلب اور فضل اللہ غضنفر کو صلح میں داخل کرنا چاہا۔ معزالدولہ نے اس سے انکار کیا باہم اختلاف پیدا ہو گیا۔ معزالدولہ نے فوجیں مرتب کر کے ۳۵۳ھ کے نصف میں موصل پر چڑھائی کر دی۔ ناصرالدولہ موصل چھوڑ کر نصیبین چلا گیا۔ معزالدولہ نے موصل پر قبضہ کر کے بکتوزون اور سبکتگین عجمی کو مامور کیا۔ پھر ماہ شعبان سنہ مذکور کے نصف کو ختم کر کے ناصرالدولہ کے تعاقب میں روانہ ہوا۔ ناصرالدولہ نے نصیبین کو چھوڑ دیا۔ معزالدولہ نے قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد ناصرالدولہ نے موصل پر حملہ کر دیا۔ معزالدولہ کے لشکر سے معرکہ آرا ہوا۔ معزالدولہ نے اس خبر کو سن کر موصل کی جانب کوچ کیا۔ بہت بڑی لڑائی کے بعد معزالدولہ کے لشکر نے ناصرالدولہ کو شکست دی ناصرالدولہ نے جزیرہ ابن عمر میں جا کر پناہ لی۔ معزالدولہ اس کے تعاقب میں روانہ ہوا۔ چھٹی رمضان کو جزیرہ ابن عمر پہنچ ناصرالدولہ اپنے لڑکوں اور فوج کو جمع کر کے موصل پہ آ اترا اور معزالدولہ کی فوج پر حملہ کر دیا۔ اس حملہ میں

ناصرالدولہ کو کامیابی ہوئی۔ ان دونوں سرداروں کو جنہیں معزالدولہ نے موصل کا حاکم مقرر کیا تھا گرفتار کرلیا، بہت سامال واسباب ہاتھ لگا۔ ناصرالدولہ نے قیدیوں کو مال واسباب کے ساتھ قلعہ کواشی پہنچایا۔ معزالدولہ کو یہ خبر لگی تو وہ پھر موصل کی طرف دوڑا۔ ناصرالدولہ نے موصل چھوڑ دیا۔ غرض ناصرالدولہ ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف بھاگتا پھرتا تھا اور معزالدولہ اس کے تعاقب میں تھا۔ آخرکار معزالدولہ نے زچ ہوکر صلح کا پیام دیا۔ ناصرالدولہ بھی روزانہ تگ دو اور جنگ سے پریشان ہوگیا تھا مصالحت پہ تیار ہوگیا۔ موصل، دیار ربیعہ اور رحبہ بشرط ادائے خراج مقررہ ناصرالدولہ کے حوالہ کردیا۔ باہم مصالحت ہوگئی۔ ناصرالدولہ نے معزالدولہ کے قیدیوں کو رہا کردیا اور معزالدولہ دارالخلافت بغداد واپس آیا۔

معزالدولہ اور قرامطہ

ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں کہ عمان، یوسف بن وجیہ کے قبضہ میں تھا اس سے اور بنی بریدی سے مقام بصرہ میں لڑائی ہوئی تھی۔ عنوان جنگ ایسا ہوگیا تھا کہ بصرہ پر بنی بریدی کا قبضہ ہوجاتا۔ یوسف نے جنگی کشتیوں پر آگ روشن کرادی اور آتش باری کرنے لگا اس وجہ سے بریدی بھاگ نکلا۔ یہ واقعہ سنہ ۳۳۲ھ کا ہے۔ پھر اسی سنہ میں اس کا غلام اٹھ کھڑا ہوا اور اسے مغلوب کرکے شہر پر قبضہ کرلیا۔ جب معزالدولہ اور قرامطہ میں جھگڑا اور اختلاف پیدا ہوا تو یوسف والی عمان نے معزالدولہ کو بصرہ پر قبضہ کرلینے پر ابھارا اور اس سے براہ خشکی امداد کا خواستگار ہوا چنانچہ معزالدولہ نے سنہ ۳۴۱ھ میں براہ دریا بصرہ پر قبضہ کرنے کی غرض سے کوچ کیا۔ معزالدولہ کے پہنچنے سے پہلے وزیرالسلطنت مہلبی بھی فوجیں لے کر اہواز سے آپہنچا۔ معزالدولہ نے مالی اور فوجی مدد دی۔ مدتوں لڑائیاں ہوتی رہیں آخرکار مہلبی کو بحری لڑائی میں فتح نصیب ہوئی۔

قرامطیوں کے بصرہ پر حملے

اس زمانہ سے قرامطہ برابر بصرہ پر حملہ کرتے رہے یہاں تک کہ سنہ ۳۴۵ھ میں اس پر قابض ہوگئے اور رافع حاکم بصرہ بھاگ نکلا۔ علی ابن احمد (قرامطہ کا سیکرٹری) شہر کی نگرانی کرنے لگا۔ اور قرامطہ بدستور اپنے مرکز حکومت ہجر میں ٹھہرے رہے۔ قاضی شہر ایک ذی اثر شخص تھا اس کے اعزہ واقارب بھی کثرت سے تھے، خاندان بھی بہت بڑا تھا۔ اس نے قرامطہ کو کہلا بھیجا کہ کسی سردار لشکر کو شہر کی نگرانی کے لئے بھیج دیجئے۔ قرامطہ نے ابن طغان کو مامور کیا۔ ابن طغان بصرہ پہنچتے ہی ان

تمام سرداروں کے ساتھ بُرے برتاؤ سے پیش آیا جو قاضی شہر کے ساتھ پہلے سے بصرہ میں موجود تھے قاضی کے قرابت داروں کو یہ ناگوار گزرا سب نے جمع ہو کر بلوہ کر دیا اور ابن طغان کو گرفتار کر کے مار ڈالا عبدالوہاب بن احمد بن مروان کو جو قاضی کے قرابت مندوں سے تھا ابن طغان کی جگہ مقرر کیا۔ علی ابن احمد (قرامطہ کے سیکرٹری) نے یہ واقعات قرامطہ کو لکھ بھیجے۔ قرامطہ نے بہت بڑے عذر ذکر کے بعد ان لوگوں کو اپنی بیعت کرنے کے لئے لکھا چنانچہ ان لوگوں نے بیعت کر لی۔ قرامطہ نے انہیں اپنے لشکریوں کے برابر انعامات دیئے۔ قرامطہ کے لشکریوں میں اس سے شورش پیدا ہو گئی۔ اہل بصرہ سے بھڑک گئے۔ جھگڑا بڑھنے نہیں پایا۔ لڑائی رک گئی لیکن سب نے متفق ہو کر عبدالوہاب کو شہر سے نکال دیا اور علی بن احمد کو اپنا امیر بنایا۔

معزالدولہ کا عمان پر قبضہ

۳۵۵ھ میں معزالدولہ نے واسط کی جانب کوچ کیا۔ اس کے بھائی کا غلام نافع بھی آ گیا اور اسی کے پاس ٹھہرا رہا یہاں تک کہ عمران بن شاہین کی مہم سے اسے فراغت حاصل ہوتی۔ رمضان سنہ مذکور میں ایلہ چلا آیا اور ایک سو کشتیوں کا بیڑہ عمان سر کرنے کے لئے روانہ کیا جس میں بے شمار سامان جنگ اور جنگ آور تھے۔ ابوالفتوح محمد بن عباس کو اس بیڑے کی افسری دی گئی۔ بیڑے کی روانگی کے بعد عضدالدولہ کے پاس فارس گیا اور اس سے امدادی فوجیں بھیجنے کے لئے کہا چنانچہ عضدالدولہ کی امدادی فوجیں سیراف میں جنگی بیڑہ سے آ ملیں سب نے متفق ہو کر عمان پر حملہ کیا۔ اہل عمان کی نوّے کشتیوں کو جلا ڈالا۔ نہایت سخت اور خون ریز جنگ کے بعد جمعہ کے دن جو کہ اسی سنہ کا یوم عرفہ تھا۔ عمان پر معزالدولہ کا علم حکومت نصب کر دیا گیا۔ جامع مسجد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا اور عمان بھی اس کے مقبوضات میں داخل ہو گیا۔

وفات معزالدولہ

تمہیں یاد ہو گا کہ ۳۵۵ھ میں معزالدولہ عمران بن شاہین سے لڑنے کے لئے واسط کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔ ۳۵۶ھ میں مرض الموت میں مبتلا ہو کر دارالخلافت بغداد چلا آیا تھا۔ اور اپنے ہمراہیوں کو واسط ہی میں چھوڑ گیا تھا۔ بغداد پہنچ کر مرض کی شدت بڑھ گئی۔ زندگی سے ناامید ہو کر اپنے لڑکے بختیار کو اپنا ولی عہد بنایا اور ماہ ربیع الثانی سنہ مذکور میں سفر آخرت اختیار کیا۔

باب ۱۷

عزالدولہ بختیار بن معزالدولہ

عزالدولہ بختیار ، اپنے باپ معزالدولہ کی وفات کے بعد حکمرانی کرنے لگا۔ اپنے سپہ سالار فوج کو جو عمران بن شاہین سے واسط میں جنگ کر رہا تھا مصالحت کرنے کے لئے لکھ بھیجا چنانچہ وہ مصالحت کرکے واپس آ گیا۔

اور وصیتوں کے علاوہ جو کہ معزالدولہ نے اپنے بیٹے عزالدولہ کو کی تھیں یہ بھی وصیت تھی کہ تم اپنے چچا رکن الدولہ کی اطاعت سے نہ ہٹنا اسی کے اشارہ و حکم پر عمل درآمد کرنا۔ اور اپنے برادر عم زاد عضدالدولہ کے مشورہ سے امور سلطنت انجام دینا۔ وہ تم سے عمر میں بھی زیادہ ہے اور اسے امور سیاسی میں بہت بڑا دخل ہے اور میرے سیکرٹریوں ابوالفرج بن عباس بن حسن ، ابوالفرج بن عباس اور حاجب سبکتگین سے اچھے برتاؤ کرنا۔ عزالدولہ نے ان وصایا میں سے ایک وصیت پر بھی عمل درآمد نہ کیا۔ لہو و لعب ، گانے بجانے ، گویوں اور عورتوں میں معروف اور منہمک ہو کر امور سلطنت سے غافل ہو گیا۔ سیکرٹریوں اور حاجب کو اس سے نفرت پیدا ہو گئی۔ حاجب سبکتگین نے دربار میں آنا ترک کر دیا۔ عزالدولہ نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اس لالچ میں کہ بہت سی جاگیریں ضبطی میں آ جائیں گی ، دیلم کے بڑے بڑے سرداروں کو اپنی حکومت سے نکلوا دیا۔ اس سے حکومت کا رعب و داب جاتا رہا۔ چھوٹی چھوٹی تنخواہ والے اٹھ کھڑے ہوئے۔ ترکوں نے بھی ان کا ساتھ دیا اور تنخواہوں کے اضافہ کا مطالبہ کیا۔

ابوالفضل عباس بن حسن کی وزارت

دیلمی اپنے سرداروں کو واپس لانے کی غرض سے شہر چھوڑ کر صحرا دیا بال کی طرف نکل کھڑے ہوئے۔ عزالدولہ انہیں روک نہ سکا۔ کیونکہ سبکتگین کو بھی

اس سے سخت نفرت پیدا ہو گئی تھی۔ اس وجہ سے عزالدولہ کے کانوں میں اضطراب پیدا ہو گیا۔ ابوالفرج بن عباس سیکرٹری جس زمانہ سے عمان فتح ہوا تھا عمان ہی میں تھا جب اسے معزالدولہ کے مرنے کی خبر پہنچی تو اس خوف سے کہ کہیں میرا دوست ابوالفضل عباس بن حسن تنہا دولت بنی بویہ کو اپنے قبضے میں نہ لے لے۔ عمان عضدالدولہ کو سپرد کر کے دارالخلافت بغداد چلا آیا لیکن اس کے پہنچنے سے پیشتر ابوالفضل عباس قلمدان وزارت کا مالک ہو چکا تھا اسے کچھ حاصل نہ ہوا۔

لرے پر فوج کشی

ابوعلی بن الیاس، کرمان سے بخارا، امیر منصور بن نوح بن سامان کی خدمت میں امداد حاصل کرنے کی غرض سے گیا تھا۔ امیر منصور نے نہایت احترام و عزت سے ملاقات کی۔ ابوعلی نے اسے مقبوضات بنی بویہ پر قبضہ کر لینے کی ترغیب دی۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور وشمگیر اور حسن بن فیرزان کو لرے پر فوج کشی کرنے کے لئے کہا۔ چنانچہ ابوالحسن محمد بن ابراہیم بن سیجور والی گورنر خراسان کو ایک بڑے لشکر کا افسر بنا کر روانہ کیا اور وشمگیر کی اطاعت اور اسی کے حکم پر کاربند ہونے کی ہدایت کر دی۔ ۳۵۶ھ میں یہ فوج روانہ ہوئی رکن الدولہ نے اپنے اہل و عیال کو اصفہان بھیج دیا اور اپنے بیٹے عضدالدولہ کو فارس میں اور اپنے بھتیجے عزالدولہ بختیار کو بغداد میں یہ واقعات لکھ بھیجے، امداد طلب کی۔ عضدالدولہ نے خراسان کی راہ سے فوجیں روانہ کیں۔ یہ ٹڈی دل، فارس سے دامغان کی طرف روانہ ہوا۔ رکن الدولہ بھی رے سے اپنی فوجیں لے کر بڑھا اس اثناء میں وشمگیر کی موت آ گئی۔

وشمگیر کی موت

وشمگیر کا واقعہ موت یوں پیش آیا کہ ایک روز وشمگیر کی خدمت میں چند گھوڑے پیش کئے گئے۔ وشمگیر نے ان میں سے ایک گھوڑا پسند کیا اور سوار ہو کر شکار کو نکلا۔ اتفاق یہ کہ ایک جنگلی سور سامنے آ گیا۔ وشمگیر نے تیر چلایا۔ نشانہ خطا ہو گیا۔ سور نے پلٹ کر حملہ کر دیا۔ گھوڑا زخمی ہو کر گر پڑا۔ وشمگیر زمین پر آ رہا اور مر گیا۔ اس کے ہمراہی منتشر ہو کر خراسان کی جانب لوٹ آئے۔

ابوعلی بن الیاس

ابوعلی بن الیاس نے بنی سامان کی حکومت کے زیر اثر کرمان پر قبضہ کر لیا تھا جیسا کہ ملوک بنی سامان کے حالات میں لکھا گیا ہے کچھ عرصہ بعد ابوعلی عارضہ فالج میں مبتلا ہو گیا۔ جب مرض بڑھتا گیا تو اپنے بیٹے الیسع کو اور الیسع کے بعد دوسرے بیٹے الیاس کو ولی عہد مقرر کیا اور چونکہ سلیمان اور الیسع

میں باہم اختلاف تھا اس وجہ سے الیسع کو یہ ہدایت کی کہ اپنے بھائی سلیمان کو بلاد روم کے مال و مقبوضات کی نگرانی کرنے کے لئے بلاد روم بھیج دینا لیکن سلیمان اس پر راضی نہ ہوا علیحدہ ہو کر فوجیں مرتب کیں اور شیر خاں پر حملہ کر کے قبضہ کر لیا۔ الیسع کو یہ خبر لگی لشکر آراستہ کر کے شیر خاں پر چڑھائی کر دی اس نے اسے گرفتار کر لیا موقع پا کر جیل سے بھاگ نکلا۔ لشکریوں نے جمع ہو کر پھر اس کی اطاعت کی۔ اور اس کے باپ کی وجہ سے اس کی طرف مائل ہو گئے۔

عضد الدولہ اور الیسع کی جنگ

اس واقعہ کے بعد ابو علی خراسان چلا گیا۔ پھر خراسان سے امیر ابوالحرث منصور کے پاس بخارا پہنچا اور اسے سب پر قبضہ کر لینے کی ترغیب دی جیسا کہ اوپر پڑھ آئے ہیں اس اثنا میں ۳۵۶ھ کا دور آ گیا۔ داعی اجل کو لبیک کہہ کر آخرت کا راستہ لیا۔ اور کرمان پر الیسع کی خالص حکومت قائم ہو گئی چونکہ عضد الدولہ کے بعض سرحدی مقامات الیسع کے مقبوضات سے ملے ہوئے تھے اس وجہ سے دونوں میں ایک قسم کی رنجش چلی آ رہی تھی رفتہ رفتہ اس رنجش نے لڑائی کی صورت اختیار کر لی عضد الدولہ کے بعض ہمراہی الیسع کے پاس چلے آئے۔ الیسع کی جمعیت بڑھ گئی۔ عضد الدولہ پر حملہ کر دیا لیکن جنگ کے وقت الیسع کے لشکر نے ہتھیار ڈال دیئے۔ اکثر سرداروں نے بھی امن کی درخواست کی۔ گنتی کے چند افراد اس کے پاس باقی رہ گئے۔ مجبوراً اپنے اہل و عیال اور مال و اسباب کو لے کر بخارا چلا گیا۔

عضد الدولہ کا کرمان پر قبضہ

عضد الدولہ نے کرمان میں داخل ہو کر اس پر قبضہ کر لیا اور اپنے بیٹے ابوالفوارس کو جاگیر میں دے دیا۔ یہ وہی ابوالفوارس ہے جس نے عراق پر اپنی حکومت کا جھنڈا گاڑا تھا اور شرف الدولہ کا لقب اختیار کیا تھا۔ عضد الدولہ کرمان پر قبضہ کرنے کے بعد اور کورتکین بن ختستان کو اپنی قائم مقامی عطا کر کے فارس کی جانب واپس ہوا۔ والی سجستان نے اظہار اطاعت کی عرضداشت روانہ کی اور عضد الدولہ کے نام کا خطبہ اپنے ملک کی جامع مسجد میں پڑھا۔

الیسع کا انتقال

الیسع بخارا پہنچا، بنی سامان سے امداد کا خواستگار ہوا۔ بنی سامان کو الیسع کے قیام بخارا سے خطرہ پیدا ہوا حکمت عملی سے بخارا سے نکال کر خوارزم بھیج دیا۔ الیسع اپنا مال و اسباب کرمان چھوڑنے کے وقت اطراف خراسان میں چھوڑ آیا تھا۔ ابو علی بن سیمجور کو اس کی اطلاع ہو گئی اس پر قبضہ کر لیا

اس کے بعد الیسع کو خوارزم میں آشوب چشم کی شکایت پیدا ہو گئی۔ روز بروز آشوب چشم کی شکایت بڑھتی گئی۔ طبیبوں نے سر د کی فصد لی جو اس کی موت کا ظاہری سبب ہوا۔ اس کے مرنے کے بعد کسی شخص کو الیاس کی اولاد میں سے کرمان کی حکومت نصیب نہ ہوئی۔

حسنویہ بن حسن کردی اور سلار کی جنگ

حسنویہ بن کردی، کرد کے سرداروں میں سے ایک نامور سردار تھا۔ اس نے مضافات دینور پر قبضہ کر کے اپنی حکومت قائم کر لی تھی جو قافلہ اس طرف سے گزرتا تھا اس کی چنگی وصول کرتا تھا۔ دیلمی فوجوں کو جو خراسان میں تھیں انہیں اس سے بر وقت خطرہ رہتا تھا۔ خود رکن الدولہ اس کی برائیوں سے ڈرتا رہتا تھا۔ اکثر موقع پر دب جاتا تھا۔ اتفاقاً حسنویہ اور سلار بن مسافر بن سلار سے کسی بات پر جھگڑا ہو گیا۔ لڑائی کی نوبت پہنچ گئی۔ حسنویہ نے سلار کو شکست فاش دی اور اس کے لشکرگاہ اور سرداروں پر محاصرہ ڈال دیا۔ اس کے بعد حسنویہ نے لکڑی اور کوڑا جمع کرا کے آگ لگا دی۔ سلار کی فوج اور اس کے سردار اپنی موت کا احساس کر کے حسنویہ کے حکم پر اتر آئے۔ حسنویہ نے ان لوگوں کو گرفتار کر کے ان میں سے اکثر کو قتل کر ڈالا۔

وزیر ابن عمید کی وفات

اس واقعہ سے رکن الدولہ کو دیلمیوں کی جانب داری اور ہم قوم ہونے کی وجہ سے جوش انتقام پیدا ہوا اپنے وزیر ابوالفضل بن عمید کو فوجیں مرتب کر کے حسنویہ پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ ماہ محرم ۳۵۹ھ میں ابن عمید حسنویہ کی جانب روانہ ہوا۔ چونکہ عارضہ نقرس میں ایک مدت سے مبتلا تھا۔ روزانہ سفر سے مرض کی شدت بڑھ گئی۔ میدان میں پہنچ کر اپنی وزارت کے چوبیسویں سال سفر آخرت اختیار کیا۔ اس کے بجائے اس کا لڑکا ابوالفتح قلدان وزارت کا مالک ہوا یہ ایک نوجوان، ملیح صورت، اور اخلاق حسنہ سے متصف تھا۔ اس نے حسنویہ سے وہ جس حال پر تھا مصالحت کر لی اور رکن الدولہ کی خدمت میں رے واپس آیا۔

وزیر السلطنت ابوالفضل ابن عمید مختلف علوم و فنون کا عالم فصیح، بلیغ کاتب، امور ریاست اور ملک داری سے کماحقہ واقف تھا اور اس کے ساتھ ہی نہایت درجہ خلیق، نرم مزاج اور شجاع بھی تھا۔ فنون جنگ کو خوب جانتا تھا۔ عضد الدولہ نے اسی سے سیاست کی تعلیم پائی تھی اور فنون جنگ میں اس کا شاگرد تھا۔

اہل کرمان کی بغاوت

جس وقت عضد الدولہ نے کرمان پر قبضہ کر لیا جیسا کہ آپ ابھی پڑھ آئے ہیں تو پہاڑی جرگوں اور بادیہ نشینوں نے جمع ہو کر عضد الدولہ کی مخالفت اور بغاوت پر کمریں باندھ لیں۔ ان میں ابوسعید اور اس کے لڑکے تھے۔ عضد الدولہ نے کورنگین بن خشنان حاکم کرمان کی مدد پر عابد بن علی کو مامور کیا۔ عابد بن علی فوجیں لے کر جیرفت کی طرف بڑھا۔ اور ان باغیوں سے معرکہ آرا ہوا اور انہیں شکست دے کر نہایت بے رحمی سے پامال کیا۔ نامی نامی سرداروں کو گرفتار کر کے مار ڈالا۔ انہی مقتولوں میں ابوسعید کا لڑکا تھا۔ اس کے بعد عابد بن علی نے ان کا تعاقب کیا اور چند بار ان پر حملہ آور ہوا۔ اور خوب پامال کیا لوٹ مار کرتا ہوا ہرمز تک پہنچا اور اس پر بھی قبضہ کر لیا۔ تیز اور مکران پر بھی قابض ہو گیا۔ ان میں سے ایک ہزار کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ مجبور ہو کر سب نے اطاعت قبول کی اور حدود اسلام کے قائم رکھنے پر راضی ہو گئے۔

عضد الدولہ کی کرمان پر فوج کشی

اس کے بعد عابد بن علی نے ایک دوسرے گروہ کی سرکوبی کی غرض سے لشکر آرائی کی جو حرومیہ اور جاسکیہ کے نام سے مشہور تھے یہ خشکی اور دریا میں رہزنی کرتے، دن دہاڑے مسافروں کے قافلے لوٹ لیتے تھے۔ سلیمان بن ابوعلی بن الیاس ان کی پشت پناہی کر رہا تھا۔ جب عابد بن علی نے ان پر حملہ کیا اور بزور تیغ پامال کرنے لگا تو انہوں نے بھی علم حکومت کی اطاعت قبول کر لی۔ جس سے ایک مدت تک ان ممالک میں امن وامان قائم رہا۔ کچھ عرصہ بعد پھر وہی بلوائی جمع ہو گئے اور رہزنی شروع کر دی۔ ذیقعدہ ۳۶۰ھ میں عضد الدولہ نے ان لوگوں کو گوشمالی کی غرض سے کرمان کی طرف کوچ کیا۔ کوچ وقیام کرتا ہوا کرمان تک پہنچا۔ عابد بن علی کو ان پر حملہ کرنے کی غرض سے بڑھنے کا حکم دیا۔

باغیوں کی سرکوبی

عابد بن علی نے نہایت تیزی سے جنگ کا آغاز کیا۔ بلوائی ایک تنگ وتاریک درہ میں اس خیال سے کہ بہ انہیں حملہ آوروں کے حملے سے بچائے گا داخل ہو گئے۔ لیکن عضد الدولہ کی فوج نے انہیں وہاں بھی چین سے نہ رہنے دیا۔ ماہ ربیع الاول ۳۶۱ھ میں پوری طاقت سے حملہ کیا۔ ایک شب و روز تو استقلال اور مردانگی سے مقابلہ کرتے رہے۔ بالآخر شام ہوتے ہوتے شکست کھا کر

بھاگ نکلے۔ بڑے بڑے سور مارے گئے۔ لڑکے عورتیں، لونڈی اور غلام بنائے گئے صرف چند افراد کی جانیں بچیں۔ امن کے خواستگار ہوئے، امن دیا گیا اور ان پہاڑوں سے جلا وطن کر کے دوسرے مقام پر بھیج دیئے گئے۔ عضد الدولہ نے ان مقامات میں کاشتکاروں کو آباد کیا جنہوں نے اپنے زور بازو سے زمین کو آباد و سرسبز کیا۔ عابد بن علی اُن دیہاتی جواتیوں پر برابر حملہ کرتا چلا آیا یہاں تک کہ ان کی جماعت ختم ہو گئی اور ان کا نام و نشان صفحہ ہستی سے مٹ گیا اور فتنہ فساد ختم ہو گیا۔

وزیر ابو الفضل عباس کا ظلم و ستم

معز الدولہ کے عہد حکومت اور اس کے بعد اس کے بیٹے عز الدولہ بختیار کے زمانہ حکمرانی میں بھی ابو الفضل عباس بن حسین قلمدان وزارت کا مالک تھا۔ اس کے برتاؤ نہایت سختی کے تھے رعایا کے ساتھ بے حد ظلم کرتا تھا۔ لوگوں کے مال و اسباب کو چھین لیتا تھا اور دینی میں تفریط سے کام لیتا تھا۔ اس نے اپنی وزارت کے زمانہ میں محلہ کرخ بغداد میں آگ لگوا دی تھی۔ جس میں تقریباً بیس ہزار آدمی جل گئے۔ تین سو دکانیں جل کر خاک سیاہ ہو گئیں۔ تینتیس مسجدیں منہدم ہوئیں جس قدر مال و اسباب جلا اس کا کوئی شمار نہیں۔ اس محلے کے رہنے والے سب شیعہ تھے۔

ابو الفضل عباس کی معزولی

محمد بن بقیہ ایک کفایت شعار محنتی اور زراعت پیشہ شخص تھا۔ کسی ذریعہ سے عز الدولہ تک رسائی ہو گئی۔ باورچی خانہ کی ملازمت کر لی۔ اپنے سر پر خوان لاتا اور عز الدولہ کو کھانا کھلاتا تھا۔ جب وزیر السلطنت ابو الفضل کی حالت ابتر ہوئی۔ مطالبات کی زیادتی ہوئی۔ مصارف دوچند سہ چند ہو گئے اور آمدنی کافی نہ ہو سکی تو عز الدولہ نے اسے معزول کر دیا اس سے اور اس کے تمام مصاحبوں اور حامیوں سے بہت سا روپیہ بطور جرمانہ کے وصول کیا۔

محمد بن بقیہ کی وزارت

محمد بن بقیہ کے اچھے دن آ گئے تھے۔ قلمدان وزارت اس کے حوالہ کر دیا۔ کام جیسا چاہیے چلنے لگا۔ جرمانہ کی وجہ سے بدنظمیاں دور ہو گئیں۔ تھوڑے دن بعد جب یہ روپیہ خرچ ہو گیا تو پھر وہی ابتری پیدا ہو گئی۔ فوجی سپاہیوں نے لوٹ مار شروع کر دی۔ لٹیروں اور بازاریوں کا فتنہ پھیل گیا۔ سارا بغداد فتنہ و فساد میں مبتلا ہو گیا۔ عز الدولہ اور ترکوں میں مال کی کمی کی وجہ سے ان بن ہو گئی۔

عز الدولہ اور سبکتگین

ان دنوں ترکوں کا سردار سبکتگین تھا۔ سبکتگین کی نفرت حد سے بڑھ گئی۔ محمد بن بقیہ نے

درمیان میں پڑ کر صفائی کرانے کی کوشش کی۔ سبکتگین کو سمجھا بجھا کر عزالدولہ کے پاس لے آیا۔ اور مصالحت کرادی۔ ترکوں کی ایک جماعت بھی سبکتگین کے ساتھ عزالدولہ کے پاس آئی تھی۔ ایک دیلمی غلام نے سبکتگین پر حملہ کر دیا۔ سبکتگین نے اپنے غلاموں کو للکارا۔ غلاموں نے دیلمی غلام کو گرفتار کر لیا۔ سبکتگین کو اس سے شبہ پیدا ہوا کہ غالباً عزالدولہ کی سازش سے دیلمی غلام نے یہ حرکت کی ہے۔ سبکتگین نے اس غلام کو عزالدولہ کے پاس بھیج دیا۔ عزالدولہ نے اسے قتل کر ڈالا۔ اس سے سبکتگین کا شبہ اور قوی ہو گیا یہ خیال کر لیا کہ عزالدولہ نے اسے افشائے راز کے خیال سے قتل کیا ہے۔ اس وجہ سے باہمی منافرت اور بڑھ گئی فتنہ کا دروازہ کھل گیا۔ دیلم نے سبکتگین کے قتل کر ڈالنے پر کمر باندھ لی۔ عزالدولہ نے انہیں بہت سارو پیہ دے کر راضی کر لیا اور فتنہ دب ہو گیا۔

ابوتغلب بن ناصرالدولہ

جس وقت ابوتغلب بن ناصرالدولہ بن حمدان نے اپنے باپ کو گرفتار کر کے جیل[1] میں ڈال دیا اور حکومت موصل کا تنہا مالک بن بیٹھا۔ اس کے بھائیوں نے ہر طرف سے اس کی مخالفت کا علم بلند کر دیا۔ احمد اور ابراہیم (یہ دونوں ابوتغلب کے بھائی تھے) عزالدولہ کے پاس پہنچے، اپنے بھائی کے مظالم بیان کر کے امداد کی درخواست کی۔ عزالدولہ نے مدد دینے کا وعدہ کیا اور یہ اقرار کیا کہ میں تمہارے ساتھ چل کر تمہارے مقبوضات تمہیں دلا دوں گا۔ لیکن پھر کسی وجہ سے اس وعدہ کو پورا نہ کر سکا۔ ابراہیم اپنے بھائی ابوتغلب کے پاس چلا آیا۔ اتنے میں وہ زمانہ آ گیا کہ محمد بن بقیہ کو وزارت کا عہدہ دیا گیا تھا اور ابوالفضل معزول کر دیا گیا۔

عزالدولہ کا موصل پر قبضہ

محمد بن بقیہ نے ابوتغلب کو خط لکھا، ابوتغلب نے القاب و آداب لکھنے میں کمی کی اس بنا پر ابن بقیہ نے عزالدولہ کو قبضہ موصل پر ابھار دیا۔ چنانچہ عزالدولہ فوجیں مرتب کر کے (نویں ربیع الثانی ۳۶۳ھ کو مقام دیر اعلیٰ) موصل پر جا اترا۔ ابوتغلب اس سے مطلع ہو کر موصل چھوڑ کر سنجار چلا گیا، رسد غلہ، خزانہ اور دفاتر سے موصل کو خالی کر دیا۔ پھر سنجار سے دارالخلافت بغداد کو روانہ ہو گیا۔

---

[1] یہ واقعہ ۳۵۶ھ ماہ جمادی الاولیٰ یوم شنبہ کا ہے۔ گرفتاری کا سبب یہ تھا کہ ناصرالدولہ زیادتی سن کی وجہ سے بداخلاق ہو گیا تھا۔ اپنی اولاد اور اپنے مصاحبوں کے ساتھ سختی سے پیش آتا تھا۔ ان کے اغراض و مقاصد کی مخالفت کرتا تھا اس وجہ سے ابوتغلب نے حملہ کر کے گرفتار کر لیا اور قلعہ میں قید کر دیا۔ دیکھو کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۲۲۹۔

اثناء راہ میں کسی سے متعارض نہ ہوا۔ بلکہ یہ اور اس کے تمام ہمراہی اپنی ضرورت کی چیزوں کو اسی قیمت پہ خرید کرتے تھے جس قیمت پر عوام خرید کرتے تھے۔ عزالدولہ نے بھی ابو تغلب کے پیچھے پیچھے اپنے وزیر السلطنت محمد بن بقیہ اور حاجب سبکتگین کی ماتحتی میں فوجیں روانہ کیں۔ وزیر السلطنت محمد بن بقیہ، بغداد میں داخل ہو گیا۔ اور حاجب سبکتگین حربی میں ٹھہر گیا۔ اس وقت ابو تغلب بغداد کے قریب پہنچ گیا تھا۔ بازاریوں اور فتنہ پردازوں کی بن آئی شور و شر پیدا کر دیا۔ شیعوں اور سنیوں میں بھی جھگڑا ہو گیا۔ جنگ جمل[1] کی نقل نکالی۔ یہ سب فتنہ و فساد دارالخلافت بغداد کے غربی جانب میں برپا ہو رہا تھا۔ شرقی بغداد میں امن و امان تھا۔

ابو تغلب اور عزالدولہ میں مصالحت

ابو تغلب کو دارالخلافت بغداد کے قریب پہنچ کر محمد بن بقیہ وزیر اور سبکتگین حاجب کے بغداد میں پہنچ جانے کا واقعہ معلوم ہوا۔ ابو تغلب نے مصلحتاً بغداد سے لوٹ کر سبکتگین کے قریب مقام حربی میں قیام کیا۔ دونوں میں خفیف سا جھگڑا ہوا پھر دونوں نے درپردہ سازش کر لی۔ قرار یہ پایا کہ خلیفہ کو معزول کر دیا جائے اس کے بجائے دوسرا شخص تخت خلافت پر متمکن کیا جائے وزیر محمد ابن بقیہ اور عزالدولہ کو گرفتار کر لیا جائے اور جب یہ سب باتیں ہو جائیں تو زمام حکومت حاجب سبکتگین کو دی جائے۔ اور ابو تغلب حکومت موصل پر چلا آئے۔ لیکن سبکتگین فتنہ کے خیال سے رُک رہا۔ اتنے میں ابن بقیہ وزیر آ گیا۔ پھر دونوں مل گئے اور امور سلطنت انجام دینے لگے۔ ابو تغلب کو صلح کا پیام دیا چنانچہ ابو تغلب نے خراج سابق کے علاوہ تین ہزار من غلہ دینے کا اقرار کیا۔ شرائط صلح میں یہ بھی تھا کہ اپنے بھائی حمدان کو اس کے مقبوضات و املاک ماردین کے علاوہ سب دے دیئے۔ صلح نامہ کی تکمیل کے بعد سبکتگین نے عزالدولہ کو اس سے مطلع کیا اور موصل سے واپس آنے کے لئے لکھا اور ابو تغلب بغداد سے موصل پہنچ گیا۔ عزالدولہ موصل کی دوسری سمت میں پڑاؤ ڈالے تھا اہل موصل ابو تغلب کو دیکھ کر اظہار محبت کرنے لگے۔ کیونکہ انہیں اس کے عدم موجودگی کے زمانہ میں عزالدولہ کی فوج کے قیام کی وجہ سے بہت تکلیفیں پیش آئی تھیں عزالدولہ کو اس سے خطرہ پیدا ہوا۔ دوبارہ صلح نامہ لکھا گیا اہل موصل بھی صلح میں داخل کر لئے گئے اس

[1] سنیوں نے ایک عورت کو اونٹنی پر سوار کرایا اور اس کا نام عائشہ رکھا اور ان میں سے کوئی طلحہ بنا کوئی زبیر بنا۔ اسی طرح شیعوں نے بھی ایک شخص کو علی بنایا غرض اسی قسم کے لغو تماشے بنا کر ہر دو فریق خوب لڑے۔ یہ واقعات ۳۶۳ھ کے ہیں دیکھو تاریخ کامل جلد ۸ صفحہ ۲۴۹۔

مرتبہ ابو تغلب نے بھی یہ شرط لکھائی تھی کہ میں آئندہ سے اپنے کو سلطان کے لقب سے ملقب کروں گا۔ اور میری بیوی (دختر عزالدولہ) مجھے دے دی جائے چنانچہ صلح ہو جانے کے بعد عزالدولہ بغداد کی جانب واپس ہوا اہل موصل نے گھی کے چراغ جلائے سارا شہر چراغاں کیا گیا۔

ابو تغلب کی عہد شکنی و اطاعت عزالدولہ راستہ ہی میں تھا کہ اسے یہ خبر لگی کہ موصل میں جس قدر میرے حامی اور دوست تھے انہیں ابو تغلب نے قتل کر ڈالا۔ اس خبر کو سن کر مقام کحیل میں قیام کر دیا اور اپنے وزیر محمد ابن بقیہ اور حاجب سبکتگین کو موصل پر فوج کشی کرنے کا حکم دیا اور خود بھی کحیل سے موصل کی جانب لوٹ پڑا۔ وزیر اعلیٰ میں پہنچ کر پڑاؤ ڈالے، ابو تغلب نے عزالدولہ کی آمد کی خبر سن کر موصل چھوڑ دیا یعفر کے ٹیلہ پر آ ٹھہرا اور وزیر السلطنت اور عزالدولہ کی خدمت میں اپنے کاتب ابن عرس اور اپنے مصاحب ابن حوقل کو معذرت کی غرض سے بھیجا اور یہ کہلا بھیجا کہ میں حلفیہ کہتا ہوں کہ میری لاعلمی میں یہ واقعہ ہو گیا ہے عزالدولہ نے اس عذر کو منظور و قبول کر لیا۔ مصالحت بدستور قائم رہی۔ عزالدولہ بغداد کی جانب واپس ہوا۔ اور ابو تغلب موصل واپس آیا۔ عزالدولہ نے اپنی بیٹی (زوجہ ابو تغلب) کو ابو تغلب کے پاس بھیج دیا۔ ان دونوں کی مصالحت اسی پر قائم و مستحکم ہو گئی۔

ترکوں اور دیلمیوں میں فساد عزالدولہ اور اس کے باپ معزالدولہ کی فوج میں دو قومیں تھیں ایک تو دیلم تھے جو اسی کی قوم تھی دوسرے ترک تھے جو اس کے پاس رہ کر پناہ گزین ہو گئے تھے۔ فوج کی جمعیت بہت زیادہ ہو گئی تھی مصارف کی کوئی انتہا نہ تھی۔ آمدنی کی کمی سے تنگی ہونے لگی فوجیوں نے شور مچایا۔ ہلڑ مچاتے ہوئے موصل کی طرف گئے مگر موصل سے کچھ ہاتھ نہ لگا تب اہواز کی جانب متوجہ ہوئے کہ والی اہواز سے کچھ حاصل کریں۔ عزالدولہ ان کے ساتھ ساتھ تھا۔ سبکتگین بغداد میں رہ گیا تھا۔ اہواز پہنچے تو گورنر اہواز نے بہت سامال کثیر التعداد روپیہ اور قیمتی قیمتی تحائف و ہدایا پیش کئے۔ جس سے عزالدولہ کی آنکھیں چکا چوند ہو گئیں۔ اس فکر میں ڈوب گیا کہ کسی طرح اہواز کو لے لینا چاہیے۔ کسی نتیجہ پر نہیں پہنچا تھا کہ اتفاقاً ایک دیلمی اور ایک ترکی غلام سے کچھ جھگڑا ہو گیا۔ ہر ایک نے اپنی اپنی قوم کو پکارا۔ ترکی اور دیلمی مسلح ہو کر نکل پڑے قتل و خونریزی کا بازار گرم ہو گیا۔ عزالدولہ نے فتنہ و فساد ختم کرنے کی کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہوا۔ دیلم نے یہ رائے دی،

کہ ترکوں کے سرداروں کو مصالحت کے حیلہ سے بلاکر قید کر لیجئے تو فتنہ و فساد ختم ہو جائے گا ۔ عزالدولہ نے اس رائے کے مطابق روسار اور سرداران ترک کو بلا کر قید کر لیا۔ دیلم کی بن پڑی۔ آزاد ہو گئے۔ ترکوں کو جی کھول کر لوٹا مارا، پامال کیا۔ ترک بے سردار کے ہو گئے تھے ۔ پریشان ہو کر منتشر ہو گئے ۔ بصرہ میں منادی کرادی گئی کہ ترکوں کا خون مباح ہے۔ جہاں پاؤ مار ڈالو۔ کوئی مقام ایسا نہ تھا جہاں پر کہ ترک قتل نہ کئے گئے ہوں ۔

سبکتگین کے خلاف سازش

سبکتگین کے مقبوضات اور جاگیر پر عزالدولہ نے قبضہ کر لیا۔ اور اپنی ماں اور بھائیوں کو دار الخلافت بغداد میں پوشیدہ طور سے یہ کہلا بھیجا کہ تم لوگ یہ مشہور کر کے کہ عزالدولہ مرگیا ہے رونا، پیٹنا شروع کرو۔ سبکتگین یہ سن کر تعزیت کے لئے ضرور آئے گا۔ اور جب وہ تعزیت کے لئے آئے تو گرفتار کر لینا ۔ عزالدولہ کے بھائی اور ماں نے اس ہدایت کے مطابق گریہ و زاری سے ایک شور برپا کر دیا۔ سبکتگین کو اس کا یقین نہ ہوا۔ اور اس کی کرید میں لگ گیا۔ عقدہ یہ کھلا کہ یہ سب فریب اور مکر ہے ۔ اس کے پردہ میں کوئی راز ہے۔ سبکتگین نے دریافت حال کی غرض سے ابو اسحاق (برادر عزالدولہ) کو بلا بھیجا۔ ماں نے روک دیا۔ اتنے میں ترکوں کا ایلچی پہنچ گیا اور اس نے سارا قصہ گوش گذار کر دیا۔ اس وقت سبکتگین نے سوار ہو کر ترکی فوج کو اپنے ساتھ لیا اور عزالدولہ کے مکان کا جاکر محاصرہ کر لیا۔ دو دن تک محاصرہ کئے رہا۔ تیسرے دن آگ لگا دی۔ ابو اسحاق اور ابو طاہر پسران معزالدولہ کو گرفتار کر کے واسط بھیج دیا۔ اور عزالدولہ کے تمام مال و اسباب اور مکانات پر قبضہ کر لیا۔ دیلم کے مکانات میں ترکوں کو ٹھہرایا۔ عوام الناس بھی سبکتگین کی مدد پر اٹھ کھڑے ہوئے۔ سنی، شیعہ سے بھڑ گئے۔ کرخ کو جلا دیا۔ جہاں پر کہ شیعوں کی آبادی تھی۔ اور اپنے دلوں کا غبار خوب جی کھول کر نکالا۔[1]

ترکوں کی بغاوت

عزالدولہ اور سبکتگین میں بگاڑ پیدا ہونے پر ترکوں نے ہر شہر میں بغاوت کا جھنڈا بلند کر دیا۔ چاروں طرف بدامنی پھیل گئی۔ عزالدولہ کے خادموں اور غلاموں نے بھی ترکی نسل ہونے کی وجہ سے کام چھوڑ دیا۔ باغی ہو گئے۔ بصرہ سے ترکوں کے بڑے بڑے مشائخ، عزالدولہ کے پاس آئے۔ اور اسے اس کے ان افعال پر جو اس نے ترکوں کے ساتھ کئے

[1] یہ واقعات ماہ ذیقعدہ ۳۶۴ھ کے ہیں ۔ دیکھو تاریخ ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۲۵۱ ۔

بھی ملامت کی، ناراضگی کا اظہار کیا۔ دیلم کے سرداروں نے بھی اسے نصیحت کی اور اس خیال سے کہ ترکوں کا جوش کم ہو جائے گا ترکوں کو قید سے رہا کر دینے کی رائے دی۔ عزالدولہ نے ان لوگوں کے سمجھانے سے ترکوں کو قید سے رہا کر دیا۔ آزاد رویہ (ترکوں کے سردار) کو رہا کر کے سبکتگین کے بجائے سپہ سالار لشکر بنایا۔ لیکن اس پر بھی ترکوں کا جوش کم نہ ہوا۔ تمام ملک میں فتنہ و فساد برپا تھا۔ امن و اماں کا نام و نشان تک باقی نہ رہا تھا۔

عزالدولہ کی امداد طلبی

تب عزالدولہ نے پریشان ہو کر اپنے چچا رکن الدولہ اور اس کے بیٹے عضدالدولہ کو ان حالات سے مطلع کیا اور امداد کی درخواست کی، ابو تغلب بن حمدان سے امداد چاہی اور لکھا کہ اگر آپ اس وقت میری امداد پر کمر بستہ ہو کر آ جائیں گے تو میں آپ کا سالانہ خراج معاف کر دوں گا۔ عمران بن شاہین سے بھی مدد کی درخواست کی چنانچہ رکن الدولہ نے ایک لشکر وزیر السلطنت ابو الفتح ابن عمید کی ماتحتی میں روانہ کیا اور اپنے بیٹے عضدالدولہ کو حکم دیا کہ تم فوجیں لے کر وزیر السلطنت کے ساتھ عزالدولہ کی کمک کو روانہ ہو جاؤ۔ عضدالدولہ اس حکم کے مطابق روانہ تو ہو گیا۔ لیکن کچھ دور چل کر اس انتظار میں ٹھہر گیا کہ عزالدولہ کی حالت ذرا اور ابتر ہو تو میں عراق پر قبضہ کر لوں۔ ابو تغلب نے عزالدولہ کے لکھنے پر اپنے بھائی ابو عبداللہ حسین بن حمدان کو ایک بڑی فوج کے ساتھ روانہ کیا ابو عبداللہ نے تکریت میں پہنچ کر قیام کیا، اور بغداد سے سبکتگین اور ترکوں کے نکلنے کا انتظار کرنے لگا۔ الغرض سبکتگین ترکوں کے ساتھ بغداد سے نکل کر واسط کی طرف عزالدولہ سے جنگ کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ خلیفہ طائع جسے اس نے تخت خلافت پر متمکن کیا تھا اور اس کے باپ معزول خلیفہ مطیع کو بھی اپنے ساتھ لیا۔ دیر عاقول میں پہنچ کر معزول خلیفہ مطیع کا انتقال ہو گیا۔ سبکتگین بھی علیل ہو کر مر گیا۔ دونوں کے جنازے بغداد میں لا کر دفن کئے گئے۔

محاصرہ واسط

اس کے بعد ترکوں نے سبکتگین کی جگہ الپتگین کو اپنا سردار بنایا) اور کوچ و قیام کرتا ہوا واسط پہنچا۔ عزالدولہ واسط ہی میں تھا۔ محاصرہ ڈال دیا۔ پچاس دن تک مسلسل لڑائی ہوتی رہی۔ ہر لڑائی میں کامیابی کا جھنڈا ترکوں ہی کے ہاتھ رہا۔ عزالدولہ سخت مصیبتوں میں گھر گیا تھا۔

عضد ولہ کے پاس بار بار خط بھیجتا تھا اور اپنی امداد پر اسے تیار کرنا چاہتا تھا۔

عضد الدولہ اور ترکوں کی جنگ

جب عضد الدولہ کو معتبر ذریعوں سے یہ معلوم ہو گیا کہ عزالدولہ ترکوں کے ہاتھوں تنگ آ گیا ہے، تو واسطہ کے ارادے سے روانہ ہوا۔ لشکر فارس اس کی رکاب میں تھا۔ ابوالقاسم ابن عمید اس کے باپ کا وزیر السلطنت بھی ہمراہ اور اور اسی کی فوجوں کے ساتھ تھا۔ الپتگین اور ترک اس خبر کو سن کر واسط سے دارالخلافت بغداد کی جانب واپس ہوئے، ابو تغلب اس وقت بغداد ہی میں تھا۔ اس خبر کو سن کر ابو تغلب نے بغداد چھوڑ دیا۔ اتنے میں الپتگین بغداد میں داخل ہو گیا عزالدولہ نے طبہ (یا ضبہ بن محمد) اسدی والی عین التمر اور بنی شیبان کو لکھ بھیجا کہ تم لوگ دارالخلافت بغداد میں رسد و غلہ کی آمد روک دو۔ اس سے بغداد میں خوردنی چیزوں کی قیمتیں بے حد بڑھ گئیں۔ لوگ بھوکوں مرنے لگے۔ عضد الدولہ نے مشرقی بغداد میں قیام کیا اور عزالدولہ غربی بغداد میں اترا۔ الپتگین اور ترکوں نے بغداد سے نکل کر معرکہ کارزار گرم کیا۔ پندرہویں جمادی الثانی ۳۶۴ھ میں دیالی اور مدائن کے درمیان عضد الدولہ کے لشکر سے مقابلہ ہوا۔ بہت بڑی لڑائی ہوئی۔ ہزاروں جانیں کام آئیں سینکڑوں ترک دجلہ میں ڈوب کر مر گئے، بالآخر ترکوں کو شکست ہوئی تکریت کی جانب بھاگ گئے، عضد الدولہ نے دارالخلافت بغداد میں داخل ہو کر محلسرائے شاہی میں قیام کیا۔

خلیفہ طائع کی مراجعت بغداد

اس واقعہ کے بعد عضد الدولہ نے الپتگین اور ترکوں سے خلیفہ طائع کی واپسی کا مطالبہ کیا جسے الپتگین اور ترک زبردستی بغداد سے اپنے ساتھ لے گئے تھے۔ ترکوں نے عضد الدولہ کے اس مطالبہ پر خلیفہ طائع کو بغداد واپس کیا۔ آٹھویں رجب سنہ مذکور میں بہ راہ دجلہ خلیفہ طائع، بغداد پہنچا عضد الدولہ نے نہایت خوشی سے استقبال کیا۔ محلسرائے خلافت میں لا ٹھہرایا۔

عضد الدولہ کی حکمت عملی

آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ عضد الدولہ کی یہ ساری کارروائیاں محض اس غرض کے لئے تھیں کہ مجھے عراق کی حکومت مل جائے لیکن اس کے ساتھ ہی اپنے باپ رکن الدولہ سے بھی ڈرتا تھا کہ مبادا اس کے خلاف مزاج نہ ہو کیونکہ وہ اپنے بھتیجے عزالدولہ کو

بے حد پیار کرتا تھا۔ اس وجہ سے عضدالدولہ نے لشکریوں کو اوبھار دیا۔ لشکریوں نے تنخواہوں کے بڑھانے اور انعامات کے مطالبات پیش کئے۔ اور بلوہ مچا دیا۔ غریب عزالدولہ کے پاس کیا تھا۔ ۹۔ نام کی حکومت اس کے قبضہ میں تھی خزانہ خالی پڑا تھا۔ خراج کہیں سے آتا نہ تھا۔ ملک ویران کھیتیاں برباد تھیں۔

عزالدولہ کی گرفتاری

عضدالدولہ نے یہ رنگ دیکھ کر کہلا بھیجا "بھائی جان! آپ نے ناحق اپنے کو ان مصیبتوں میں گرفتار کر رکھا ہے۔ آپ امارت سے مستعفی ہونے کا اظہار تو کیجئے، ابھی ابھی لشکریوں کے ہوش درست ہوئے جاتے ہیں۔ میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں درمیان میں پڑ کر لشکریوں سے مصالحت کرا دوں گا" عزالدولہ اس دھوکہ میں آگیا۔ امارت سے مستعفی ہو کر دارالامارت کے دروازہ بند کرادیئے، عضدالدولہ نے عزالدولہ کے سرداران لشکر کی موجودگی میں عزالدولہ کو بظاہر ان معاملات کے سلجھانے کو لکھا اور در پردہ یہ کہلا بھیجا کہ "آپ اس سے انکار کر جائیے اور معاملات کے سلجھانے پر ہرگز رضامندی ظاہر نہ کیجئے گا۔ میں آپ کا ہر طرح سے معین و مددگار ہوں" تین دن تک کاغذی گھوڑے دوڑتے رہے۔ اُدھر لشکریوں کو اوبھار رہا تھا کہ تم لوگ اپنے مطالبات سے دست کش نہ ہونا، اُدھر عزالدولہ کو یہ سمجھاتا تھا کہ تم اپنی بات پر اڑے رہو، ابھی ان لشکریوں کا مزاج درست ہوا جاتا ہے۔ بالآخر جب شور و شر بڑھا، فتنہ و فساد کی نوبت پہنچ گئی۔ تو عضدالدولہ نے عزالدولہ کو گرفتار کر لیا[1]۔ اور لشکریوں کو جمع کر کے ان کے مطالبات سُنے، عزالدولہ کی مجبوری اور امارت سے استعفاء دینے کو ظاہر کیا۔ لشکریوں کو تسلی دی، انعامات دینے کا وعدہ کیا اور تنخواہوں کے بڑھانے کا اقرار کیا۔ شور و شر ختم ہو گیا۔

خلیفہ طائع اور عضدالدولہ

چونکہ خلافت مآب کو عزالدولہ سے دلی رنجش تھی اس وجہ سے عزالدولہ کی گرفتاری سے بے حد خوش ہوا، عضدالدولہ کے پاس مبارک باد دینے کو گیا۔ عضدالدولہ اسی تعظیم و تکریم سے پیش آیا جو خلفاء بغداد کی کمزوری کی وجہ سے ختم ہو گئی تھی۔ اس کے بعد دارالخلافت بغداد کی درستی کی طرف متوجہ ہوا۔ متواتر فسادات سے جو عمارتیں خراب و مسمار ہو گئی تھیں ان کے

[1] یہ واقعہ چھبیسویں ماہ جمادی الثانی ۳۶۴ھ کا ہے۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۲۵۷ مطبوعہ مصر

بنانے کا حکم دیا، خلافت مآب کے مقبوضات خاص کی حمایت پر کمر باندھی قیمتی قیمتی تحائف دربار خلافت میں پیش کئے۔[1]

عضدالدولہ اور ابن بقیہ کی جنگ

عضدالدولہ نے ایک لشکر محمد ابن بقیہ کے زیر کرنے کے لیے روانہ کیا۔ محمد بن بقیہ مقابلہ پر آیا۔ عمران بن شاہین کی فوج بھی اس کے ساتھ تھی۔ گھمسان کی لڑائی ہوئی، عضدالدولہ کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی، محمد بن بقیہ نے عضدالدولہ کے مکر و فریب، عزالدولہ کی گرفتاری اور اس لڑائی کے حالات رکن الدولہ کو لکھے۔ رکن الدولہ نے اس سے خوشنودی ظاہر کرتے ہوئے ان لوگوں کو عضدالدولہ کی مخالفت پر مستقل اور ثابت قدم رہنے کی ہدایت کی اور یہ بھی لکھا کہ "میں عضدالدولہ کو ہوش میں لانے اور عزالدولہ کو بدستور حکومت دینے کی غرض سے عنقریب عراق روانہ ہوا چاہتا ہوں"۔ گرد و نواح کے امراء کو جب ان حالات سے آگاہی ہوئی تو وہ بھی عضدالدولہ کے مخالف بن بیٹھے۔ فارس سے ملی اور فوجی مدد ختم ہو گئی۔ دشمنوں نے چاروں طرف سے سر اٹھایا۔ دارالخلافت بغداد کے علاوہ کوئی شہر یا قصبہ عضدالدولہ کے قبضہ میں باقی نہ رہا۔ بغداد کی بھی یہ حالت ہو گئی کہ عوام الناس بھی مخالفت پر کمربستہ ہو گئے۔

رکن الدولہ اور عضدالدولہ

عضدالدولہ نے اپنے باپ رکن الدولہ کی خدمت میں ایک عریضہ وزیر ابوالفتح ابن عمید کی معرفت روانہ کرنا چاہا جس میں اہل بغداد کی شورش، اطراف و جوانب

---

[1] عزالدولہ کا بیٹا زبان، بصرہ کا حاکم تھا۔ اسے جب اس کے باپ عزالدولہ کی گرفتاری کی خبر پہنچی تو بے حد رنجیدہ ہوا عضدالدولہ کی مخالفت پر اٹھ کھڑا ہوا۔ رکن الدولہ کی خدمت میں عضدالدولہ اور وزیر ابن عمید کی شکایت کا عریضہ روانہ کیا حمایت اور امداد کی درخواست کی۔ رکن الدولہ اس خبر کو سن کر بے ہوش ہو کر تخت سے گر پڑا۔ مدتوں اس صدمہ و رنج سے بیمار رہا۔ محمد بن بقیہ، عزالدولہ کی گرفتاری کے بعد عضدالدولہ کی خدمت میں رہنے لگا۔ عضدالدولہ نے اسے واسط کی حکومت پر متعین کیا۔ جب محمد بن بقیہ، واسط پہنچا اور واسط کی زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ تو عزالدولہ کی گرفتاری کی وجہ سے عضدالدولہ سے باغی اور مخالف ہو گیا، عمران بن شاہین کو عضدالدولہ کے مکر و فریب اور عزالدولہ کی گرفتاری کے واقعات لکھ بھیجے اور اسے اپنا ہم خیال اور مددگار بنالیا۔ سہل بن بشر وزیر فتکین جسے عضدالدولہ نے صوبہ اہواز پر مامور کیا تھا وہ بھی محمد بن بقیہ سے مل گیا۔ کیونکہ یہ بھی عضدالدولہ کے دام فریب میں پھنس چکا تھا۔[2]

---

[2] تاریخ کامل ابن اثیر صفحہ ۲۵۹ جلد ۸ مطبوعہ مصر

کے امراء کی مخالفت اور عزالدولہ کے حالات تفصیل سے لکھے تھے اور یہ بھی لکھا تھا کہ ایسی حالت میں اگر عزالدولہ کے ہاتھ میں عنان حکومت دی جائے گی تو مملکت اور خلافت سے ہاتھ دھو لینا پڑے گا۔ اگر آپ مجھے عراق کی حکومت تین کروڑ سالانہ خراج پر مرحمت فرمادیں تو میں عزالدولہ کو آپ کی خدمت میں روانہ کر دوں گا ورنہ اسے اور اس کے بھائیوں اور اس کے تمام گروہ والوں کو مار ڈالوں گا اور ملک کو خراب و ویران کر کے چھوڑ دوں گا" ابن عمید اس خط کے لے جانے سے ڈرا اور یہ رائے دی کہ آپ اس خط کو کسی دوسرے شخص کی معرفت روانہ کیجئے، میں بھی اس کے بعد ہی آپ کے والد رکن الدولہ کی خدمت میں پہنچ جاؤں گا۔ اور بطور مشیر کے اس درخواست کو منظور کرنے کی رائے دوں گا۔ اور منظور کرا دوں گا۔ عضد الدولہ اس پر راضی ہو گیا۔ اور اپنے قاصد کو خط دے کر روانہ کر دیا۔ رکن الدولہ نے اولاً حاضری کی اجازت نہ دی۔ پھر کچھ سوچ کر قاصد کو دربار میں بلایا۔ خط سننے لگا۔ غصہ سے کانپ اٹھا تلوار کھینچ کر قتل کرنے کو دوڑا۔ قاصد بھاگا۔ پھر جب غصہ اتر گیا تو قاصد کو طلب کر کے نہایت برے اور سخت الفاظ میں جیسا کہ اس کے دل میں تھا اس سے بھی زیادہ نا ملائم الفاظ سے جواب دے کر قاصد کو واپس کیا۔

عزالدولہ کی رہائی

اس کے بعد وزیر ابوالفتح ابن عمید پہنچا۔ رکن الدولہ نے اس سے بات تک نہ کی قید کر دیا۔ مار ڈالنے کی دھمکی دی۔ لوگوں نے سفارش کی۔ سمجھایا کہ اس کا کوئی قصور نہیں ہے۔ اس نے پیام پہنچانے کے بہانہ سے اپنے کو عضد الدولہ کے پنجۂ غضب سے چھڑایا ہے ورنہ اس کی مخلصی محال تھی۔ رکن الدولہ کا غصہ یہ سن کر ختم ہو گیا۔ حاضری کی اجازت دی۔ تبادلہ خیالات ہوا۔ وزیر ابن عمید نے اقرار کیا کہ میں عزالدولہ کو قید سے رہا کرا کے بدستور عراق کی حکومت دلا دوں گا اور عضد الدولہ کو فارس واپس کرا دوں گا۔ غرض وزیر ابن عمید، رکن الدولہ سے رخصت ہو کر عضد الدولہ کے پاس پہنچا۔ اس کے باپ رکن الدولہ کی برہمی اور تیاری سے مطلع کیا۔ عضد الدولہ کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔ اسی وقت عزالدولہ کو قید کی مصیبت سے آزاد کر دیا۔ خلعت دیا اور بطور اپنے نائب کے عراق کی حکومت پر مامور کیا۔ خطبہ اور سکہ اپنے نام کا رکھا چونکہ عزالدولہ میں .... ملک داری کی قابلیت نہ تھی۔ اس وجہ سے اپنے بھائی ابواسحاق کو سردار لشکر بنایا۔ اور جو کچھ اس کا مال و اسباب تھا سب کا سب بعینہ اسے واپس کر دیا۔ اور وزیر ابوالفتح کو کسی ضرورت سے بغداد چھوڑ گیا[1]

وزیر ابوالفتح
وزیر ابوالفتح، عضدالدولہ کی روانگی کے بعد عزالدولہ کے ساتھ مجالس لہو و لعب میں ایسا معروف و منہمک ہوا کہ عضدالدولہ کے حکم کے خلاف رکن الدولہ کی خدمت میں نہ گیا۔ اتنے میں ابن بقیہ آپہنچا۔ اس نے عزالدولہ اور عضدالدولہ کی مخالفت اور دلی کدورت کو اور ترقی دے دی طرح طرح کے فتنے برپا کئے۔ مالگذاری وصول کرلی۔ اپنے خزانہ کو بھر لیا۔ اور نہایت نامناسب طریقہ سے اپنے قبضے میں لے لیا۔ عزالدولہ کو اس کی مدافعت کی فکر ہوئی۔ ابن بقیہ نے اس سے مطلع ہوکر اپنی حرکات چھوڑ دیں۔

معرکہ صحار
معزالدولہ کے مرنے کے بعد اس کا گورنر ابوالفرج بن عباس، عمان چھوڑ کر بغداد روانہ ہوا۔ اور عضدالدولہ کو یہ کہلا بھیجا کہ میں عمان کی حکومت سے دست بردار ہوتا ہوں آپ کسی کو عمان یا اپنی طرف سے مقرر کر دیجئے چنانچہ عضدالدولہ نے عمر بن تبہان طائی کو سند حکومت عطا کی۔ اس تبدیلی سے زنگیوں کو موقع مل گیا۔ جمع ہوکر عمان پر چڑھ آئے اور عمر بن تبہان کے قبضہ سے نکال لیا۔ عضدالدولہ کو اس کی خبر پہنچی۔ ایک بڑا لشکر کرمان سے زنگیوں کو سرکرنے کی غرض سے روانہ کیا۔ ابوحرب طغان اس فوج کا سردار تھا۔ یہ لشکر براہ دریا عمان کی جانب بڑھا۔ اور ابوحرب طغان خشکی کی راہ سے روانہ ہوا۔ عمان کے ایک قصبہ صحار نامی میں ایک ہی روز ابوحرب اور اس کا لشکر پہنچ گئے۔ فوج خشکی پر اُتر آئی اور زنگیوں سے مڈبھیڑ ہوگئی۔ اس لڑائی میں ابوحرب کو کامیابی نصیب ہوئی، زنگی بھاگ گئے۔ ابوحرب نے صحار پر قبضہ کرلیا۔ یہ واقعہ ۳۶۲ھ کا ہے۔ اس کے بعد زنگیوں نے صحار سے دو میل کے فاصلہ پر مقام مدین رستاق میں پھر لشکر جمع کیا۔ اور لڑائی کی تیاری کرنے لگے۔ ابوحرب نے ان پر اچانک حملہ کرکے ایسا پامال کیا کہ پھر سر نہ اٹھا سکے۔ فتنہ و فساد ختم ہوگیا اور امن وامان قائم ہوگیا۔

جنگ دما
اس واقعہ کے بعد عمان کے پہاڑوں سے شراۃ کا ایک گروہ نکلا۔ جس کا سردار وردبن آبادنامی ایک شخص تھا۔ ان لوگوں نے حفص بن راشد کے ہاتھ پر بیعت کی اور اپنا خلیفہ بنایا۔ رفتہ رفتہ ان کی جمعیت بڑھ گئی۔ قرب وجوانب کے شہروں پر قبضہ کرنے لگے۔ عضدالدولہ نے ان لوگوں کی سرکوبی پر مظفر بن عبداللہ کو مامور کیا اور براہ دریا روانگی کا حکم

دیا۔ چنانچہ مظفر نے صوبہ عمان پہنچ کر اہل جرجان پر حملہ کیا۔ اہل جرجان مقابلہ نہ کر سکے۔ میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ مظفر نے دما کی طرف فوج کو بڑھنے کا حکم دیا۔ دما، صحار سے چار منزل کے فاصلہ پر تھا۔ اس مقام پر شراۃ سے مقابلہ ہوا۔ نہایت سخت اور خونریز جنگ ہوئی۔ ورد بن حفص (شراۃ کا سردار) یزدا کی طرف بھاگا۔ اور حفص بن راشد (شراۃ کا خلیفہ) یمن جا پہنچا۔ اور تعلیم دینے لگا۔ آتش فساد بجھ گئی۔ جھگڑا فساد رفع ہو گیا۔ عضدالدولہ کی حکومت کے سب مطیع ہو گئے [1]

طاہر اور موتمر کی جنگ

طاہر بن محمد (یا ممۃ) حرومیہ کے گردونواح میں سے تھا۔ اس نے عضدالدولہ سے خراج ادا کرنے کی شرط پر چند شہروں کی حکومت حاصل کر لی تھی۔ اور بہت سا مال اور روپیہ جمع کر رکھا تھا۔ جس وقت عضدالدولہ مہم عراق پر روانہ ہوا۔ اور اپنے وزیر مطہر بن عبداللہ کو عمان کے سر کرنے کو بھیجا۔ کرمان معاون و مددگار سے خالی ہو۔ طاہر کو قبضہ کرنے کی خواہش پیدا ہوئی۔ حرومیہ کے سواروں اور پیادوں کو جمع کیا۔ اتفاق یہ کہ اسی زمانہ میں ملوک بنی سامان کے علاقوں میں سے ایک ترک سردار موتمر نامی، ابن سیمجور والی خراسان سے بگڑ گیا تھا۔ طاہر نے موتمر سے خط و کتابت کی۔ کرمان پر قبضہ کرنے کا لالچ دلایا۔ موتمر اس پر راضی ہو گیا، چنانچہ دونوں متفق ہو کر کرمان کی جانب روانہ ہوئے۔ اثنائے راہ میں طاہر کے ہمراہیوں میں سے چند لوگوں نے موتمر پر حملہ کر دیا۔ موتمر کو اس سے شبہ پیدا ہو گیا اپنے ہمراہیوں کو مرتب کر کے طاہر سے لڑ پڑا۔ طاہر کو شکست ہوئی۔ حسین ابن علی ابن الیاس کو خراسان میں اس واقعہ کی اطلاع ہوئی۔ طاہر اور موتمر کی باہمی مخالفت کی وجہ سے ملک گیری کی ہوس پیدا ہوئی۔ فوجوں کو مرتب کیا اور سامان جنگ مہیا کر کے روانہ ہو گیا

کرمان کے باغیوں کی سرکوبی

اس اثناء میں مطہر ابن عبداللہ کو عمان کی مہم سے فراغت حاصل ہو گئی تھی، عضدالدولہ نے اسے کرمان کی بغاوت ختم کرنے پر مامور کیا۔

---

[1] فاضل ابن اثیر لکھتا ہے کہ جنگ دما کے بعد شراۃ کا سردار ورد اور ان کا خلیفہ حفص یزدوی کی طرف بھاگ گیا تھا جو انہی پہاڑوں کا ایک قصبہ تھا مظفر نے تعاقب کیا۔ پھر جنگ ہوئی۔ باقی ماندگان بھی کام آ گئے، اسی واقعہ میں ورد بھی مارا گیا۔ حفص یمن بھاگ گیا اور وہاں پہنچ کر معلمی کرنے لگا۔ دیکھو تاریخ کامل جلد ۸ صفحہ ۲۵۷ مطبوعہ مصر۔

چنانچہ مظہر ۳۶۶ھ میں کرمان کی طرف روانہ ہوا۔ راستہ میں جس قدر باغی اور سرکش تھے۔ سب کو زیر و زبر کرتا ہوا شہر قم کے قریب بحالت غفلت موتمر کے سر پر پہنچ گیا۔ موتمر مقابلہ نہ کر سکا۔ بھاگ کر قم میں پناہ لی۔ مظہر نے چاروں طرف سے محاصرہ کر لیا۔ آخر کار موتمر نے امن کی درخواست کی اور طاہر کو اپنے ہمراہ لئے ہوئے مظہر کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مظہر نے طاہر کو قتل کی سزا دی اور موتمر کو کسی قلعہ میں قید کر دیا۔ یہ اس کا آخری دور تھا۔ اس کے بعد مظہر نے حسین بن علی پر حملہ کیا۔ جیرفت کے دروازہ پر لڑائی ہوئی سخت اور خونریز جنگ کے بعد حسین گرفتار کر لیا گیا۔ اس کے بہت سے ہمراہی قید کر دیئے گئے اس واقعہ کے بعد حسین کی کوئی خبر نہیں ملی۔ مظہر مظفر و منصور واپس ہوا۔ کرمان کی بغاوت فرو ہو گئی۔

عضد الدولہ کی ولی عہدی

آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ رکن الدولہ کو اپنے بیٹے عضد الدولہ پر عز الدولہ کو گرفتار کرنے کی وجہ سے بے حد غصہ پیدا ہو گیا تھا۔ چنانچہ ۳۶۵ھ میں اسی غصہ سے بیمار ہو گیا۔ رے سے اصفہان کی جانب روانہ ہوا۔ وزیر السلطنت ابو الفتح بن عمید نے عرض کی بیماری روز بروز بڑھتی جاتی ہے مناسب رائے عالی ہو تو عضد الدولہ کی خطا معاف فرما کر طلب فرما لیجئے اور اپنا ولی عہد مقرر فرمائیے۔ رکن الدولہ نے ابو الفتح کی تحریک سے عضد الدولہ کو فارس سے طلب کیا۔ اور اپنے تمام لڑکوں کو حاضری کا حکم دیا۔ اتنے میں رکن الدولہ کے مرض میں کچھ کمی محسوس ہو چلی، وزیر ابن عمید نے اس خوشی میں بہت بڑا جلسہ کیا۔ رکن الدولہ اور اس کے لڑکوں اور تمام سرداران لشکر اور امراء و اراکین سلطنت کی دعوت کی رکن الدولہ نے کھانے سے فارغ ہو کر اپنے بیٹے عضد الدولہ کو اپنا ولی عہد مقرر کیا، دوسرے بیٹے معز الدولہ ابو الحسن کو ہمدان اور بلاد جبل کی حکومت عنایت کی، اور تیسرے بیٹے موید الدولہ کو اصفہان اور اس کے تمام صوبہ پر مامور کیا اور ان دونوں کو وصیت کی اپنے بھائی عضد الدولہ کی رائے سے انتظام مملکت کرنا، سر مو اس کے حکم سے تجاوز نہ کرنا۔

رکن الدولہ کی وفات

عضد الدولہ نے اپنے تمام سپہ سالاروں، سرداروں اور فوجیوں کو صلے اور خلعت دئے۔ اس کے بھائیوں اور سرداران لشکر نے شاہی آداب سے مبارک باد دی رکن الدولہ نے بھی ان لوگوں کو خلعت مرحمت کئے، اختلاف چھوڑنے اور باہم اتفاق کرنے کی وصیت

کی اور اصفہان سے رے کی جانب واپس ہوا۔ یہ مہینہ رجب ۳۶۵ھ کا تھا۔ رے پہنچ کر مرض میں پھر زیادتی ہوئی، ستر مرحلے عمر کے طے کر کے ماہ محرم ۳۶۶ھ میں وفات پائی۔ چوالیس سال حکومت کی۔

رکن الدولہ کی سیرت و کردار

رکن الدولہ نہایت حلیم، سخی، امور سیاسی کا ماہر، لشکریوں اور رعایا کے ساتھ عدل و انصاف کرنے والا، ظلم و سختی سے متنفر، قتل و خونریزی سے بچنے والا، عالی ہمت، بلند حوصلہ شخص تھا اہل علم کے ساتھ بہ احسان پیش آتا اور ان کی عزت کرتا تھا، احسان کرنے کو بہت زیادہ پسند کرتا تھا۔ مساجد کی آبادی کا بہت خیال رکھتا تھا۔ ماہ رمضان میں نماز با جماعت ادا کرنے کے لئے مسجد میں جاتا تھا۔ غریبوں کو اپنی جیب خاص سے دیتا تھا۔ علماء اور صلحاء سے اس کی مجلس آراستہ کی جاتی تھی۔ نرم دل ہونے کے باوجود رعب وداب میں بھی یکتا تھا۔ عہد و اقرار کا پکا تھا جو بات اس کے منہ سے نکلتی تھی وہ پتھر کی لکیر ہوتی تھی۔ صلہ رحمی کا اسے بہت بڑا خیال تھا۔ کسی سے لوٹ کر نہیں ملتا تھا اللہ تعالیٰ رحم کرے اس میں بہت سی خوبیاں تھیں۔

باب ۱۸

عضد الدولہ بن رکن الدولہ

عضد الدولہ اور عز الدولہ کی جنگ

رکن الدولہ کے وفات کر جانے پر عضد الدولہ قبائے حکمرانی زیب بدن کر کے تخت حکومت پر متمکن ہوا عز الدولہ اور اس کے وزیر ابن بقیہ نے قرب و جوار اور سرحدی بلاد کے حکمرانوں اور معز الدولہ ابن رکن الدولہ اور حسنویہ کردی وغیرہما کو عضد الدولہ کی مخالفت پر ابھارنا شروع کیا۔ شدہ شدہ اس کی خبر عضد الدولہ تک پہنچ گئی۔ فوجیں مرتب کر کے عراق کے ارادے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ عز الدولہ بھی لشکر آراستہ کر کے مقابلہ کی غرض سے واسط چلا آیا۔ پھر ابن بقیہ کی رائے سے اہواز کی طرف بڑھا۔ ماہ ذیقعدہ ۳۶۶ھ میں لڑائی چھڑ گئی عز الدولہ کے بعض سرداران لشکر عضد الدولہ سے مل گئے۔ اس سے عز الدولہ کے پاؤں اکھڑ گئے میدان جنگ سے واسط کی طرف چلا گیا۔ عضد الدولہ نے اس کے مال و اسباب پر قبضہ کر لیا اور فتح مند لشکر نے شہر کو لوٹ لیا۔

ابن شاہین کی اطاعت

عز الدولہ کی شکست کے بعد عمران بن شاہین نے بہت سا مال اور روپیہ اور سامان جنگ بطور ہدیہ عز الدولہ کے پاس بھیجے اور اپنے پاس بطیحہ بلا بھیجا۔ چنانچہ عز الدولہ بطیحہ چلا گیا اور وہاں سے واسط کی طرف روانہ ہوا۔

عضد الدولہ کی بصرہ پر فوج کشی

عضد الدولہ نے فتح یابی کے بعد ایک فوج بصرہ پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ کی وجہ یہ تھی کہ اہل بصرہ میں اختلاف پیدا ہو گیا تھا بصرہ والے تو عضد الدولہ کی طرف مائل

ہو گئے تھے اور قبیلہ ربیعہ نے عزالدولہ کا دم بھرنا شروع کیا تھا۔ عزالدولہ کی شکست کھانے کے بعد مضر نے عضدالدولہ کو بصرہ کے حالات کچھ بھیجے اور بصرہ پر قبضہ کرنے کی خواہش کی۔ اس بناء پر عضدالدولہ نے اپنی فوجیں بصرہ پر قبضہ کرنے کی غرض سے روانہ کیں۔ عضدالدولہ کی فوج نے بصرہ پر قبضہ حاصل کر لیا۔

قبائل مضر و ربیعہ میں مصالحت

عزالدولہ نے واسط پہنچ کر قیام اختیار کیا اور وزیر السلطنت ابن بقیہ کو عضدالدولہ کو راضی کرنے کی وجہ سے اور اس وجہ سے کہ حکومت و دولت پر اسے غلبہ حاصل ہو گیا تھا اور جو کچھ خراج آتا تھا اسے یہ خود دبا بیٹھتا تھا۔ گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ عضدالدولہ سے مصالحت کا نامہ و پیام شروع ہوا۔ ابھی عزالدولہ نے کوئی فیصلہ نہیں کیا تھا کہ حسنویہ کردی کے دو لڑکے (عبدالرزاق اور بدر)[1] ایک ہزار سواروں کی جمعیت سے امداد کو آپہنچے۔ عزالدولہ نے عضدالدولہ سے جنگ کرنے کا پختہ ارادہ کر لیا۔ پھر کچھ سوچ سمجھ کر بغداد کی جانب روانہ ہو گیا اور بغداد پہنچ کر قیام اختیار کیا۔ حسنویہ کردی کے لڑکے اپنے باپ کے پاس واپس آئے۔ عضدالدولہ نے بصرہ کی طرف کوچ کیا۔ مضر اور ربیعہ کے اختلافات اور جھگڑوں کو جو تقریباً ایک سو بیس[۱۲۰] برس سے چلے آرہے تھے رفع دفع کر کے باہم مصالحت کرادی۔

وزیر السلطنت ابن عمید کا ادبار

آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ عضدالدولہ کی روانگی کے وقت وزیر السلطنت ابوالفتح ابن عمید کسی ضرورت سے بغداد ہی میں رہ گیا تھا۔ عضدالدولہ کے چلے جانے کے بعد ابن عمید نے عزالدولہ سے میل جول پیدا کیا۔ عزالدولہ اور ابن عمید میں باہم یہ عہد و پیمان ہو گیا تھا کہ رکن الدولہ کے مرنے کے بعد قلمدان وزارت کا مالک ابن عمید ہو گا۔ اس کے علاوہ ابن عمید، عضدالدولہ اور اس کے باپ رکن الدولہ کے حالات سے عزالدولہ کو برابر مطلع کرتا جاتا تھا۔ اور عضدالدولہ کا پرچہ نویس ان سب واقعات سے عضدالدولہ کو خبردار کر رہا تھا۔ عضدالدولہ پیچ و تاب کھا کر رہ جاتا تھا۔ جب اپنے باپ ...... رکن الدولہ کے تخت آرائے حکومت ہوا تو اپنے بھائی فخرالدولہ کو رے میں لکھ بھیجا کہ ابن عمید ملکرام وزیر کو اس کے اہل و عیال اور ہمراہیوں کے ساتھ گرفتار کر کے جیل میں ڈال دو۔ مال و اسباب جو کچھ ہاتھ لگے اس پر قبضہ کر لو۔ مکانات کو گرا کر منہدم کر دو۔ ابوالفضل بن عمید کو ابوالفتح کی حرکات اور عضدالدولہ سے مخالفت کرنے کی وجہ اس خطرہ کا احساس ہو گیا تھا جو پیش آیا۔

---

[1] یہ دونوں نام تاریخ کامل ابن اثیر سے لکھے گئے دیکھئے تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۲۴۷ مطبوعہ مصر

وزیر ابن بقیہ کا انجام

۳۶۷ھ میں عضدالدولہ نے عزالدولہ کے پاس بغداد میں ایک مراسلہ روانہ کیا مضمون یہ تھا کہ تم میرے حکم کے مطابق عراق چھوڑ کر جہاں چاہو چلے جاؤ میں تمہیں مال و اسباب اور سامان جنگ غرض کہ تمام ضروریات کی چیزیں دوں گا، چونکہ عزالدولہ عیش و نشاط میں مصروف ہو کر اپنی قوت کو فنا کر چکا تھا، چار و ناچار اطاعت قبول کی[1] محمد ابن بقیہ (وزیر السلطنت) کی آنکھیں نکلوا کے عضدالدولہ کی خدمت میں بھیج دیں اور دارالخلافت کو خیرباد کہہ کر شام کی جانب روانہ ہو گیا۔

عضدالدولہ کا عراق پر قبضہ

عضدالدولہ شادمانی کا ڈنکا بجاتا ہوا دارالخلافت بغداد میں داخل ہوا۔ جامع مسجد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ یہ پہلا شخص ہے کہ جس کے نام کا خطبہ دارالخلافت میں پڑھا گیا۔ ورنہ اس سے پہلے خلافت مآب کے علاوہ اور کسی کے نام کا خطبہ نہیں پڑھا گیا تھا۔ دروازہ پر تین بار نوبت بجنے کا حکم دیا۔ یہ بھی اس کی ایک ایجاد تھی ورنہ اس سے پیشتر جو بادشاہ گزر چکے ہیں انہوں نے یہ حرکت نہیں کی تھی۔ محمد ابن بقیہ کو ہاتھی کے نیچے ڈلوا دیا مر گیا۔ سر کاٹ کر دجلہ کے پل پر صلیب پر چڑھا دیا۔ یہ واقعہ ماہ شوال ۳۶۷ھ کا ہے۔

عزالدولہ کی عہد شکنی

عزالدولہ دارالخلافت سے نکل کر رفتہ رفتہ عکبرا پہنچا۔ حمدان بن ناصرالدولہ ابن حمدان، عزالدولہ کے ساتھ تھا۔ حمدان نے رائے دی کہ شام جانے کے بجائے موصل چلئے کیونکہ شام کی بہ نسبت موصل زیادہ زرخیز اور اچھا ہے؛ چنانچہ عزالدولہ نے حمدان کے مشورہ کے مطابق موصل کی جانب قدم بڑھائے۔ حالانکہ عضدالدولہ نے عزالدولہ سے موصل نہ جانے کا عہد لے لیا تھا وجہ یہ تھی کہ ابو تغلب اور عضدالدولہ سے اتحاد تھا لیکن جب عزالدولہ نے بدعہدی کر کے موصل کی جانب قدم بڑھائے اور سفر و قیام کرتا ہوا تکریت پہنچا تو ابو تغلب نے عزالدولہ کے پاس یہ پیام بھیجا کہ اگر تم میرے بھائی حمدان کو گرفتار کر کے میرے پاس بھیج دو تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں تمہارے ساتھ ہو کر عضدالدولہ سے معرکہ آرائی کروں گا اور بزور تیغ تمہیں تمہارے مقبوضات دلوا دوں گا، عزالدولہ اس پیام

---

[1] جب عزالدولہ نے عضدالدولہ کے حکم پر اطاعت قبول کر لی تو عضدالدولہ نے خلعت فاخرہ سے عزالدولہ کو سرفراز کیا اور لکھ بھیجا کہ محمد بن بقیہ کو میرے پاس بھیج دو عزالدولہ نے محمد بن بقیہ کی آنکھیں نکال کر بھیج دیں۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد صفحہ ۴ ۲۴۴ مطبوعہ مصر

کوسن کے جامہ سے باہر ہو گیا۔ حمدان کو اسی وقت گرفتار کرا کے ابوتغلب کے سفیر کے حوالہ کر دیا اور حدیثہ کی جانب روانہ ہوا۔ حمدان پابزنجیر ابوتغلب کے پاس پہنچا۔ ابوتغلب نے جیل میں ڈال دیا۔ اور بیس ہزار سواروں کی جمعیت سے عزالدولہ سے آملا اور اس کے ساتھ ہو کر عضدالدولہ سے جنگ کرنے کے لئے عراق کی جانب کوچ کیا۔

عضدالدولہ کا قتل

عضدالدولہ کو اس کی خبر لگی۔ لشکر آراستہ کر کے بغداد سے نکل پڑا۔ اطراف میں معرکہ آرائی ہوئی۔ عضدالدولہ نے دونوں حریفوں کو شکست دی۔ ابوتغلب بن حمدان موصل کی جانب بھاگ گیا۔ اور عزالدولہ گرفتار ہو کر عضدالدولہ کے روبرو پیش کیا گیا۔ ابوالوفا طاہر بن اسماعیل نے جو کہ عضدالدولہ کے نامی اور باثر سرداروں سے تھا عزالدولہ کے قتل کی رائے دی۔ عضدالدولہ نے طاہر کی رائے کے مطابق عزالدولہ کو اس کی حکومت کے بارہ برس کے بعد قتل کر ڈالا اور اس کے اکثر ہمراہیوں اور سرداروں کو بھی مار ڈالا۔

عضدالدولہ اور ابوتغلب

ابوتغلب اور عزالدولہ کی شکست کے بعد عضدالدولہ نے ابوتغلب کا تعاقب کیا۔ پندرہویں ذیقعدہ ۳۶۷ھ میں موصل پر پہنچ کر قبضہ کر لیا اور اس خیال سے کہ جیسا کہ اس کے پہلے میرے بزرگوں کے ساتھ واقعات رونما ہوئے تھے، رسد و غلہ اور کثیر چارہ اپنے ہمراہ لیتا گیا تھا۔ چنانچہ اطمینان کے ساتھ موصل میں قیام کیا اور ابوتغلب کے تعاقب پر فوجیں روانہ کیں۔ ابوتغلب موصل سے بھاگ کر نصیبین پہنچا اور جب اسے وہاں بھی پناہ کی صورت نظر نہ آئی تو میافارقین چلا گیا۔ عضدالدولہ نے ایک لشکر ابوطاہر بن محمد کی ماتحتی میں بخار کی جانب اور دوسری فوج ابوحرب طغان کی ماتحتی میں جزیرہ ابن عمر کی طرف اور تیسری فوج کا ابوالوفا کو سردار بنا کر میافارقین روانہ کی۔ ابوتغلب نے اس خبر کو سن کے اپنے اہل وعیال کو میافارقین میں چھوڑ دیا۔ تدلیس (یا بدلیس) چلا گیا ابوالوفا نے میافارقین پر پہونچ کر قبضہ کرنا چاہا۔ اہل میافارقین[1] نے دروازے بند کر لئے اور آمادہ بجنگ ہو گئے۔ ابوالوفا نے میافارقین کو چھوڑ کر ابوتغلب کا تعاقب کیا کوچ و قیام کرتا ہوا اردن روم پہونچا اور اردن روم سے سیفہ (صوبہ جزیرہ) کی خاک چھانی لیکن ابوتغلب ہاتھ نہ آیا مجبوری میافارقین واپس آیا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ ابوتغلب نے میافارقین سے

[1] میافارقین کا حاکم ہزار مرد تھا اس مردانگی سے تین مہینے تک ابوالوفا کا مقابلہ کرتا رہا جب یہ مر گیا تو ابوتغلب نے بنی حمدان کے غلاموں میں سے مونس نامی ایک شخص کو مقرر کیا مونس نے لڑائی بدستور جاری رکھی۔ ابوالوفا نے یہ رنگ ڈھنگ دیکھ کر لیکن (بقیہ اگلے صفحہ)

نکل کر تدلیس ہوتا ہوا ارزن روم میں داخل ہوا اور ارزن روم سے روانہ ہو کر حیینہ پہنچا۔ پھر حیینہ سے قلعہ کواشی چلا گیا۔ اور وہاں کے مال و خزانہ کو لے لیا۔ اسی زمانہ میں عضد الدولہ نے دیار بکر کے تمام قلعوں کو مفتوح کر لیا۔ ابو تغلب قلعہ کواشی سے رحبہ پہ چلا آیا باقی رہے اس کے ہمراہی، وہ ابوالوفاء کے پاس آئے ابوالوفاء نے انہیں امن دیا۔ اور خود موصل واپس آیا۔

بلاد موصل پر عضد الدولہ کا قبضہ

اس کامیابی کے بعد دیار مضر بھی عضد الدولہ کے قبضہ میں آ گئے سلامہ برقعیدی ابو تغلب کی طرف سے رحبہ حکومت کر رہا تھا سعد الدولہ نے ایک فوج حلب سے رحبہ کے سر کرنے کے لئے روانہ کی۔ دونوں فریقوں میں متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ بالآخر سلامہ کو نیچا دیکھنا پڑا ابو تغلب کے تمام مفتوحہ قلعات بررور، ملاسی، ابرق، سفیانی اور کواشی وغیرہ مع مال و خزانہ سعد الدولہ کے قبضہ میں آ گئے۔ اس کے بعد عضد الدولہ نے بلاد موصل اور ابو تغلب کے تمام مقبوضات کی حکومت پر ابوالوفاء کو مامور کیا اور بغداد کی جانب واپس کی۔ ابو تغلب پریشان حال شام چلا گیا اور وہاں جا کر مر گیا جیسا کہ اس کے حالات کے ضمن میں بیان کیا گیا۔

عضد الدولہ اور بنی شیبان

بنی شیبان کا فتنہ و فساد حد سے بڑھ گیا تھا۔ دن دہاڑے قافلے لوٹ لیتے تھے۔ صوبوں کے گورنر اور بادشاہ تنگ آ گئے تھے۔ کیونکہ بنی شیبان نے شہر روز کے پہاڑی کردوں سے رشتہ قرابت اور اتحاد پیدا کر لیا تھا۔ جب ان پر حملہ ہوتا تو شہر روز کے پہاڑوں میں پناہ گزیں ہو جاتے تھے۔ عضد الدولہ نے (ماہ رجب) ۳۶۷ھ میں ایک جرار لشکر بنی شیبان کو سر کرنے کے لئے روانہ کیا۔ اس لشکر نے پہنچتے ہی شہر روز کے پہاڑوں پر قبضہ کر لیا۔ بنی شیبان لسیط نامی دریا کی طرف بھاگے۔ عضد الدولہ کے لشکر نے تعاقب کیا۔ باہم جنگ ہوئی نہایت سختی اور بے رحمی سے بنی شیبان پامال کئے گئے۔ مال و اسباب لوٹ لیا گیا عورتیں، لڑکے گرفتار کر لئے گئے جن میں سے تین سو بنی شیبان قیدیوں کی صورت میں دارالخلافت بغداد لائے گئے۔ بنی شیبان نے اطاعت قبول کی اور

(بقیہ حاشیہ) شہر اور تمام عام رعایا کو ڈرانا شروع کیا۔ اور مونس سے خط و کتابت کی بنیاد ڈالی۔ کچھ دن بعد جب اہل میافارقین ابوالوفاء کی طرف مائل ہو گئے تو مونس سے شہر حوالہ کرنے کا مطالبہ کیا مونس سے سوائے شہر سپرد کر دینے کے کچھ بن نہ پڑا۔ دیکھو تاریخ کامل صفحہ ۸ صفحہ ۲۷۰ مطبوعہ مصر۔

حکومت کے تابعدار ہو گئے، فتنہ و فساد کی بنیاد ختم ہو گئی۔

تقفور کا قتل ارمانوس والی روم کے مرنے پر اس کے دو چھوٹے لڑکے تخت و تاج کے مالک ہوئے۔ تقفور دمشق ان دنوں بلاد اسلامیہ شام کو تاخت و تاراج کر رہا تھا۔ جب وہاں سے واپس ہوا تو اراکین دولت اور سرداران فوج نے اسے ارمانوس کے لڑکوں کی نیابت اور وزارت پر مجبور کیا، پہلے تو تقفور نے انکاری جواب دیا۔ لیکن پھر راضی ہو گیا۔ اور دونوں لڑکوں کی طرف سے امور سلطنت انجام دینے لگا۔ چند دن بعد ان دونوں لڑکوں کی ماں سے شادی کر لی، تاج شاہی سر پر رکھا۔ تخت حکومت پر متمکن ہوا اس سے ملکہ روم (لڑکوں کی ماں) کو تقفور سے نفرت پیدا ہوئی، ابن شمیسق کو اس کے قتل پر متعین کیا۔ چنانچہ ابن شمیسق نے دس آدمیوں سے رات کے وقت تقفور پر حملہ کیا اور مار ڈالا۔ تقفور کے قتل کے بعد عنان حکومت ابن شمیسق کے ہاتھ میں آ گئی لاون برادر تقفور اور وردیس بن لاون کو گرفتار کر کے کسی قلعہ میں قید کر دیا۔ اس کے بعد ملک شام پر چڑھائی کی۔ قتل و غارت کرتا ہوا طرابلس پہنچا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ اہل طرابلس نے قلعہ بندی کر لی۔

ابن شمیسق کا خاتمہ بادشاہ قسطنطنیہ کا ایک بھائی خصی تھا جو وزارت کا کام انجام دے رہا تھا۔ ایک شخص نے اس کے کہنے سے ابن شمیسق کو زہر دے دیا۔ ابن شمیسق کو اس کا احساس ہو گیا۔ نہایت تیزی سے قسطنطنیہ کی جانب لوٹا اور اثنائے راہ میں مر گیا۔ وردیس نیر بطریق، رومیوں کے نامی سرداروں اور معزز بطریقوں میں سے تھا اسے ان تبدیلیوں سے ملک گیری کی ہوس پیدا ہوئی۔ ابوتغلب بن حمدان سے خط و کتابت شروع کی۔ ابوتغلب نے سرحدی مسلمانوں کو جمع کر کے لشکر مرتب کیا۔ اور ورد بن نیر کے ساتھ قسطنطنیہ کی طرف بڑھا۔ قیصر روم کے دونوں لڑکوں کی فوجیں مقابلہ پر آئیں۔ لڑیں۔ لیکن پے در پے ان کو شکست پر شکست ہوتی گئی۔ قیصر روم کے لڑکوں نے وردیس بن لاون کو قید سے رہا کر کے سردار فوج بنایا اور ورد بن نیر سے جنگ کرنے کے لئے بھیجا۔ چنانچہ متعدد خونریز لڑائیوں کے بعد وردیس نے ورد کو شکست دی۔ ورد نے بھاگ کر بلاد اسلام میں پناہ لی میافارقین

میں قیام کیا۔ اپنے بھائی عضد الدولہ کی خدمت میں سفیر بنا کر بھیجا۔ اطاعت و فرماں برداری کا اقرار کیا۔ امداد کی درخواست کی۔

ورد بن نیر کی گرفتاری

انہی دنوں قیصر روم نے بھی عضد الدولہ سے خط و کتابت کی اور تعلقات بڑھائے عضد الدولہ نے قیصر روم کی رسم دوستی کو ترجیح دی۔ اپنے گورنر میافارقین کو ورد اور اس کے ہمراہیوں کی گرفتاری کے لئے لکھ بھیجا۔ ورد اور اس کے ہمراہی عضد الدولہ کی امداد اور دوستی سے ناامید ہو کر واپسی پر آمادہ ہوئے۔ ابوعلی تمیمی گورنر میافارقین نے ورد کو گفتگو کرنے کے بہانہ سے اپنے مکان پر بلایا۔ ورد اپنے لڑکے، بھائی اور چند معزز ہمراہیوں کے ساتھ آیا۔ ابوعلی نے سب کو گرفتار کر لیا اور میافارقین میں قید کر دیا کچھ عرصہ بعد پابہ زنجیر دار الخلافت بغداد روانہ کر دیا جہاں پر یہ سب قید کر دیئے گئے۔

حسنویہ بن حسین کردی

حسنویہ بن حسین کردی، برزیکانی اکراد میں سے تھا۔ ان میں سے ایک گروہ برزینیہ پر امارت کرتا تھا۔ اس کے دو ماموں وندار اور غانم پسران احمد برزیکان کے دوسرے گروہ کے سردار تھے جو عیشانیہ کے نام سے موسوم کئے جاتے تھے۔ ان دونوں نے دینور، ہمدان، نہاوند، داغان اور کچھ اطراف آذربیجان پر شہر روز کے حدود تک قبضہ کر لیا تھا۔ پچاس برس تک ان بلاد پر ان کا قبضہ رہا کردوں کا ایک بڑا گروہ ان کے پاس جمع ہو گیا جس سے ان کی قوت بڑھ گئی تھی۔ سنہ ۳۵۶ھ[1] میں غانم انتقال کر گیا اس کا لڑکا ابوسالم اس کی جگہ قلعہ لستان میں حاکم ہو کر غانم آباد وغیرہ قلعوں پر بھی قابض ہو گیا یہاں تک کہ وزیر السلطنت ابوالفتح ابن عمید نے اسے مغلوب و زیر کر کے ان قلعوں پر قبضہ کر لیا۔ اور سنہ ۳۴۹ھ میں وندار نے وفات پائی۔ ابوالغنائم عبدالوہاب (وندار کا بیٹا) جانشین ہوا۔ شاذنجان نے اسے گرفتار کر کے حسنویہ کے حوالہ کر دیا حسنویہ ابوالغنائم کے تمام مقبوضات اور قلعوں پر قابض ہو گیا۔ حسنویہ کو امور سیاسی میں بہت بڑا دخل تھا۔ نیک سیرت، خلیق تھا۔ اپنے ہمراہیوں اور قوم کو لوٹ مار اور قتل و غارت سے منع کر دیا تھا۔ سرماج کا قلعہ بنوایا۔ دینور میں جامع مسجد تعمیر کرائی۔ حرمین میں خرچ کرنے کے لئے بہت مال بھیجتا تھا سنہ ۳۶۹ھ میں وفات پائی۔

عضد الدولہ اور پسران حسنویہ

حسنویہ کے مرنے پر اس کی اولاد میں پھوٹ پڑ گئی۔ کچھ تو فخر الدولہ والی ہمدان و صوبہ جات جبل کے تابعدار ہو گئے اور بعض، عضد الدولہ کے پاس چلے گئے اور

---

[1] چھاپہ کی غلطی ہے بجائے ۳۵۶ھ کے سنہ ۳۵۰ھ پڑھو دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸

اس کی اطاعت قبول کر لی۔ بختیار بن حسنویہ، قلعہ سراج میں تھا اس کے قبضہ میں بہت سا مال اور ذخیرہ تھا اس نے پہلے تو عضد الدولہ کی اطاعت قبول کی لیکن پھر باغی ہو گیا۔ عضد الدولہ نے ایک فوج بھیج دی جس نے اس قلعہ کو بختیار کے قبضہ سے نکال لیا اور پھر دوسرے قلعوں کو اس کے بھائیوں سے چھین لیا۔ عضد الدولہ کا تمام مقبوضات حسنویہ پر قبضہ ہو گیا۔ عضد الدولہ نے اپنی طرف سے ابو النجم بن حسنویہ کو ان قلعوں پر مامور کیا۔ فوجیں دیں، قتل و غارت کا بازار بند ہو گیا۔ کردوں کی غارت گری موقوف ہو گئی نظام حکومت درست ہو گیا۔

عضد الدولہ اور معز الدولہ رکن الدولہ کے مرنے کے بعد عز الدولہ اپنے برادر عم زاد معز الدولہ سے عضد الدولہ کی مخالفت اور اپنی موافقت کی بابت خط و کتابت کرنے لگا (چنانچہ معز الدولہ اس پر راضی ہو گیا) اس کی اطلاع عضد الدولہ کو ہو گئی۔ غصہ سے کانپ تو اٹھا لیکن معز الدولہ سے اس وقت بھڑنا مصلحت وقت کے خلاف تھا جب اسے عز الدولہ، ابن حمدان اور حسنویہ وغیرہم دشمنوں کے زیر اثر کرنے سے فراغت حاصل ہو گئی اور اس کا دائرہ حکومت وسیع ہو گیا تو اس نے اپنے بھائیوں اور قابوس بن وشمگیر سے صلح کا نامہ و پیام شروع کیا، چونکہ موید الدولہ پہلے ہی سے عضد الدولہ کا مطیع تھا اس وجہ سے اسے تو موافق اور مطیع ہونے کی وجہ سے شکریہ کا خط لکھا معز الدولہ کو دھمکی دی۔ اطاعت اور میل جول کرنے پر خوشنودی کا اظہار کیا اور قابوس بن وشمگیر کو عہد و اقرار کی پابندی کرنے کی بابت لکھا۔ پیام رسانی اور سفارت کی خدمت خواشادہ کو سپرد ہوئی جو عضد الدولہ کے معزز مصاحبوں میں سے تھا۔ اس نے معز الدولہ کے ارکین دولت کو ملا لیا۔ جاگیریں اور انعامات دینے کا وعدہ کیا اور ان لوگوں سے عضد الدولہ کی موافقت کا عہد و اقرار لے لیا۔

عضد الدولہ کا رے اور ہمدان پر قبضہ چونکہ معز الدولہ نے عضد الدولہ کے خط کا جواب ترکی بہ ترکی لکھا تھا اس وجہ سے عضد الدولہ نے رے اور ہمدان پر فوج کشی کی دار الخلافت بغداد سے نکل کر پڑاؤ کیا۔ جوق جوق فوجیں روانہ ہونے لگیں ایک بڑی فوج ابو الوفا طاہر کی ماتحتی میں روانہ ہوئی دوسری فوج نے خواشادہ کی ماتحتی میں کوچ کیا۔ تیسرے لشکر کی سرداری کا جھنڈا ابو الفتح مظفر بن احمد کے ہاتھ میں تھا۔ ان فوجوں کی روانگی کے بعد عضد الدولہ بھی بڑی شان و شوکت سے ایک بڑا لشکر لئے ہوئے روانہ ہوا۔ جوں ہی عضد الدولہ کے لشکر نے معز الدولہ کے مقبوضات میں قدم رکھا۔ معز الدولہ کے نامی نامی سپہ سالاروں نے

ہتھیار رکھ دیئے۔ وزیر السلطنت ابوالحسن عبید اللہ بن محمد بن حمدویہ نے امن کی درخواست کی۔ بنو حسنویہ نے اطاعت و فرماں برداری قبول کی۔ معزالدولہ نے پریشان حال بلاد دیلم میں جا کر دم لیا۔ پھر وہاں سے نکل کر جرجان پہنچا۔ شمس المعالی قابوس بن وشمگیر کے پاس پناہ گزین ہوا۔ شمس المعالی قابوس نے اسے امن دیا اور توقع سے زیادہ خاطر اور مدارات سے پیش آیا اور جو ممالک اس کے قبضہ میں تھے اس میں معزالدولہ کو شریک حکومت کر لیا۔

بدر بن حسنویہ معزالدولہ کے بھاگ جانے کے بعد عضدالدولہ نے ہمدان، رے اور جو شہر ان کے درمیان اور اطراف میں تھے سب پر قبضہ کر لیا اور اپنے بھائی مویدالدولہ بن بویہ والی اصفہان کے دائرہ حکومت میں شامل اور ملحق کر دیا۔ اس کے بعد حسنویہ کردی کے مقبوضات کی جانب قدم بڑھایا۔ نہاوند، دینور سراج اور ان مقامات میں بنو حسنویہ کے جو خزانے اور اموال موجود تھے سب پر قابض ہو گیا۔ ان کے علاوہ اور متعدد قلعوں کو فتح کر لیا۔ بدر بن حسنویہ کو خلعت فاخرہ سے سرفراز کیا۔ کردوں کی رعایت کی وجہ سے ان مفتوحہ قلعوں کی حکومت عنایت کی اور اس کے بھائیوں عبدالرزاق، ابوالعلاء اور ابوعدنان وغیرہم کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔

معرکہ استر آباد عضدالدولہ نے اس مہم سے فراغت حاصل کر کے قابوس کے پاس پیام بھیجا کہ میرے بھائی معزالدولہ کو میرے پاس بھیج دو۔ قابوس نے اخوت اسلامی کی وجہ سے انکار کیا۔ اس بنا پر عضدالدولہ نے قابوس پر فوج کشی کی۔ بہت بڑے لشکر اور سامان جنگ کے ساتھ اپنے بھائی مویدالدولہ والی اصفہان کو جرجان کی طرف روانہ کیا۔ قابوس نے بھی اس خبر کو سن کر مقابلہ کی غرض سے جرجان سے حرکت کی۔ مقام استر آباد میں ۳۷۱ھ کے نصف میں دونوں حریفوں نے صف آرائی کی۔ قابوس شکست کھا کر اپنے کسی قلعہ میں جا کر پناہ گزین ہوا۔ پھر وہاں سے جو کچھ مال و خزانہ تھا سب کا سب لے کر نیشاپور چلا گیا۔ معزالدولہ بھی اس کے بعد ہی شکست کھا کر پہنچ گیا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ ملوک سامانیہ میں سے ابوالقاسم نوح بن منصور کی طرف سے حسام الدولہ تاش خراسان کا گورنر ہو کر آیا ہوا تھا۔ اس نے امیر نوح اور وزیر السلطنت عتبی ابوالعباس کو قابوس اور معزالدولہ کی شکست کھا کر بھاگ آنے کی اطلاع دی۔ جواب آیا کہ تم ان دونوں کی جنگ پر کمربستہ ہو جاؤ اور فوجیں مرتب کر کے جرجان پر جا اترو۔

جرجان کا محاصرہ چنانچہ حسام الدولہ تاش نے خراسانی فوجیں مرتب اور جمع کر کے قابوس اور معزالدولہ کے

ساتھ جرجان پر چڑھائی کردی۔ دو مہینے تک موید الدولہ کا جرجان میں محاصرہ کئے رہا۔ اور اس سے موید الدولہ کا حال تنگ ہوگیا۔ اس نے اور اس کے ہمراہیوں نے نکل جانے اور مرجانے کا ارادہ کر لیا۔ لیکن اس سے پیشتر فائق خاصہ سامانی کو موید الدولہ نے ملا لیا تھا اور اس نے جنگ کے وقت معرکہ کارزار سے بھاگ جانے کا اقرار کیا تھا۔ اس قرارداد کے مطابق موید الدولہ نے محاصرہ توڑ کے حملہ کیا۔ فائق حسب وعدہ شکست کھا کر بھاگا۔ حسام الدولہ تاش، معز الدولہ اور قابوس دن ڈھلنے تک نہایت ثابت قدمی سے لڑتے رہے بالآخر یہ بھی شکست کھا کر بھاگے نیشاپور جا کر دم لیا۔ امیر نوح کو ان واقعات سے مطلع کیا۔ امیر نوح نے ان کی امداد پر فوجیں مامور کیں اور دوبارہ جرجان پر چڑھائی کرنے کا حکم دیا۔ اس کے بعد وزیر السلطنت عتبی کو جیسا کہ ملوک سامان کے حالات میں بیان کیا گیا قتل کر ڈالا اور اس حکم پر عمل نہ ہو سکا۔

عضد الدولہ کا بلاد ہکاریہ پر قبضہ

ان واقعات کے اثنا میں عضد الدولہ نے اپنی فوجیں بلاد ہکاریہ صوبہ جات موصل کے سر کرنے کے لئے روانہ کی تھیں[1]۔ اس نے ان کے قلعوں پر محاصرہ ڈال دیا رسد غلہ کی کمی سے اہل قلعہ پریشان ہو رہے تھے، چونکہ سردی کا موسم تھا برف پڑنے کا انتظار کر رہے تھے کہ خواہ مخواہ برف باری کی وجہ سے مخالف فوج محاصرہ اٹھا کر چلی جائے گی۔ اتفاق یہ کہ برف باری میں تاخیر ہوئی۔ مجبور ہو کر اہل قلعہ نے امن کا جھنڈا بلند کر دیا اور قلعہ سے موصل کی طرف اتر آئے۔ عضد الدولہ کے لشکر نے قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ سپہ سالار لشکر نے اہل قلعہ کے ساتھ بدعہدی کی اور سب کو قتل کر ڈالا۔

اسی اطراف میں ابوعبداللہ مری کے قبضہ میں چند قلعے تھے۔ ان میں سے ایک قلعہ میں یہ خود رہتا تھا۔ یہ قلعہ نہایت مستحکم بنا ہوا تھا اس میں عمدہ عمدہ مکانات تھے۔ عضد الدولہ نے ابوعبداللہ مری کو مع اس کی اولاد کے گرفتار کر کے قید کر دیا اور تمام قلعوں کا مالک بن بیٹھا۔ پھر انہیں صاحب بن عباد نے بعد میں قید سے رہا کیا۔ ابوعبداللہ کے لڑکوں میں سے ابوطاہر کو اپنی کتابت (سیکرٹری شپ کی) خدمت عطا کی۔ یہ نہایت خوش خط اور اعلیٰ درجہ کا منشی تھا۔

عضد الدولہ کی وفات

آٹھویں شوال ۳۷۲ھ کو عضد الدولہ نے حکومت عراق کے پانچ برس چھ مہینے بعد وفات پائی۔ اس کا بیٹا صمصام الدولہ ابوکالیجار مرزبان عزاداری کے لئے بیٹھا خلیفہ طایع تعزیت کرنے کے لئے آیا۔

[1] یہ واقعہ ۳۶۹ھ کا ہے دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۲۰۸ مطبوعہ مصر

عضدالدولہ کی سیرت و کردار

عضدالدولہ[1] نہایت عالی ہمت، بلند خیال، ذی حوصلہ، رعب و داب والا، سیاست کا پتلا، صائب الرائے، اہل علم و فضل کا دوست۔ بے حد خیر و خیرات کرنے والا اور صدقات کا دینے والا تھا۔ قاضیوں کو مصارف خیر میں صرف کرنے کی غرض سے ہمیشہ کثیر تعداد میں روپیہ دیا کرتا تھا۔ اس کی مجلس، اس کا دربار، اہل علم، اہل فن سے بھرا رہتا تھا۔ علماء فضلاء کے ساتھ کمال خوش اخلاقی سے پیش آتا تھا ان کے ساتھ بیٹھتا اور بڑے بڑے مسائل میں ان سے بحث و مباحثہ کرتا تھا۔ اس کی قدر افزائی کا شہرہ سن سن کے دور دراز ملکوں سے اہل علم، اہل فن کے اساتذہ کبار اس کے دربار میں آ گئے تھے، اس کے زمانہ میں، اس کے نام سے مصنفوں نے بہت سی کتابیں تصنیف کیں۔ ایضاح، علم نحو میں، حجۃ علم قرأت میں۔ ملکی[2] علم طب میں، تاجی فن تاریخ میں، اس کے عہد حکومت کی یادگار تصانیف ہیں۔ رفاہ عام کی غرض سے شفاخانہ، بیمارستان اور پل بنوائے فراہمی زر کا خیال پیدا ہوا تو بازاروں پر ٹیکس لگایا۔ بعض بعض خاص چیزوں کی تجارت کی ممانعت کر دی۔ دولت و حکومت کی طرف سے اس کی تجارت کی جاتی تھی۔

---

[1] عضدالدولہ کا انتقال عارضہ صرع میں ہوا تھا۔ سینتالیس برس کی عمر پائی۔ بغداد میں جان بحق تسلیم کی۔ مشہد امیر المومنین علیؓ میں دفن کیا گیا۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۸ مطبوعہ مصر۔

[2] ملکی علم طب کی معتبر کتاب ہے جس کو کامل الصناعہ بھی کہتے ہیں۔ ابو العباس مجوسی کی تصنیف ہے۔

باب ۱۹

فخر الدولہ بن رکن الدولہ

و

صمصام الدولہ بن عضد الدولہ

و

شرف الدولہ بن عضد الدولہ

عضد الدولہ کے انتقال کرنے کے بعد لشکر کے سپہ سالار اور امراء نے جمع ہو کر اس کے بیٹے ابو کالیجار مرزبان کو عنان حکومت سپرد کی اور اس کے بجائے حکومت کی کرسی پر بٹھایا۔ صمصام الدولہ کے لقب سے ملقب کیا صمصام الدولہ نے اپنے بھائیوں ابوالحسن احمد ابو طاہر فیروز شاہ کو خلعت دیئے اور ملک فارس بطور جاگیر عنایت کیا اور فارس کی طرف روانہ ہونے کا حکم دیا۔

شرف الدولہ کا فارس پر قبضہ

شرف الدولہ ابوالفوارس شرزیک کو اس کے باپ عضد الدولہ نے اپنی وفات سے پہلے کرمان کی حکومت پر مامور کر کے کرمان کی طرف روانہ کر دیا تھا۔ اسے اپنے باپ کے مرنے کی خبر پہنچی تو اس نے فارس پر چڑھائی کر دی اور قبضہ کر لیا۔ نصر بن ہارون نصرانی اپنے باپ کے وزیر کو چونکہ نہایت خراب طبیعت کا تھا قتل کر ڈالا۔ شریف ابوالحسن محمد بن عمر علوی جسے اس کے باپ نے وزیر السلطنت مظہر بن عبداللہ

کے کہنے سے قید کر دیا تھا۔ نقیب ابو احمد شریف رضی کے والد، قاضی ابو محمد بن معروف اور ابو نصر خزاشادہ کو قید سے رہا کر دیا۔ ان سب کو اس کے باپ عضد الدولہ نے قید کیا تھا۔ اور اپنے بھائی صمصام الدولہ کے نام کا خطبہ موقوف کر کے اپنے نام کا خطبہ پڑھا۔ اس عرصہ میں اس کا بھائی ابوالحسن احمد اور ابو طاہر فیروز شاہ جسے صمصام الدولہ نے شیراز میں جاگیریں دی تھیں شیراز پہنچ گیا۔ یہ سن کر کہ شرف الدولہ نے فارس پر قبضہ کر لیا ہے اہواز کی طرف لوٹا۔

شرف الدولہ کا بصرہ پر حملہ

شرف الدولہ نے قبضہ فارس کے بعد فوجیں جمع کر کے بصرہ پر دھاوا کر دیا اور اس پر بھی قبضہ حاصل کر کے اپنے بھائی ابوالحسن کو مامور کیا۔ صمصام الدولہ، شرف الدولہ کی زیادتی اور پیش قدمی کو سن کر برافروختہ ہو گیا۔ بہت بڑی فوج ابن تتش کی ماتحتی میں (عضد الدولہ کا حاجب تھا) روانہ کی، شرف الدولہ نے بھی اپنا لشکر ابوالاعز دبیس بن عفیف آمدی کی ماتحتی میں مقابلہ پر بھیجا۔ قرقوب کے باہر دونوں فریقوں کا مقابلہ ہوا۔ اتفاق یہ کہ صمصام الدولہ کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی۔ ابن تتش حاجب گرفتار ہو گیا۔ شرف الدولہ نے اہواز، رامہرمز پر قبضہ کر لیا اور ملک گیری کی ہوا دماغ میں سما گئی۔

موید الدولہ کی وفات

۳۷۳ھ میں موید الدولہ یوسف بن رکن الدولہ بن بویہ والی اصفہان، رے اور جرجان نے وفات پائی۔ اراکین دولت اور سپہ سالاران لشکر جمع ہو کر مشورہ کرنے لگے کہ کس کو تخت حکومت پر متمکن ہونا چاہئے۔ حاجب اسماعیل بن عباد نے رائے دی کہ فخر الدولہ، ان شہروں کی حکومت کا حقدار ہے اس وجہ سے کہ وہ بزرگ خاندان ہے اور اس وجہ سے بھی کہ وہ اس سے پہلے جرجان اور طبرستان پر حکومت کر چکا ہے۔ حاضرین جلسہ نے اس رائے سے اتفاق کیا۔

فخر الدولہ کی حکومت

چنانچہ فخر الدولہ کو نیشاپور سے بلا بھیجا۔ اسمٰعیل بن عباد نے لکھ بھیجا کہ اگر کسی وجہ سے بالفعل آپ نہ آسکتے ہوں تو اپنی طرف سے کسی کو بطور نائب مقرر کر دیجئے فخر الدولہ ان مراسلات کو دیکھ کر پھولے نہ سمایا۔ نیشاپور سے کوچ و قیام کرتا ہوا جرجان پہنچا۔ سرداران لشکر نے شاہانہ استقبال کیا۔ فوج نے سلامی دی۔ فخر الدولہ کرسی حکومت پر جلوہ افروز ہوا۔ اسمٰعیل ابن عباد کو قلمدان وزارت کا مالک بنانا چاہا۔ ابن عباد نے جواب دیا مجھے معاف فرمائیے میں بقیہ زندگی یاد الٰہی میں گذاروں گا۔ لیکن فخر الدولہ نے اسے مجبور کر کے عہدہ وزارت پر مامور کیا۔ اور کوئی کام چھوٹا یا بڑا اسمٰعیل بن عباد کے مشورہ کے بغیر نہیں کرتا تھا۔ صمصام الدولہ نے یہ

رنگ ڈھنگ دیکھ کر باہمی اتحاد اور باہم امداد کے عہد و پیمان کا مراسلہ بھیجا۔ باہم عہد و اقرار ہو گیا

ابوالعباس تاش کی بغاوت

اسی زمانہ میں امیر نوح سامانی نے ابوالعباس تاش کو حکومت خراسان سے معزول کر کے ابن سیمجور کو مقرر کیا۔ ابوالعباس تاش نے بغاوت کا جھنڈا بلند کر دیا۔ ابن سیمجور آتش بغاوت ختم کرنے پر آمادہ ہوا۔ لڑائی ہوئی۔ ابوالعباس تاش شکست کھا کر جرجان چلا گیا۔ فخر الدولہ نے اسے تسلی دی جرجان، دہستان اور استرآباد کی حکومت اس کے لئے چھوڑ دی رے چلا آیا۔ مال و اسباب اور آلات حرب سے اس کی مدد کی۔ ابوالعباس تاش اس پشت پناہی سے خراسان پر قبضہ کے لئے نکلا لیکن کامیاب نہ ہوا، ناکام ہو کر جرجان واپس آیا اور تین برس تک جرجان میں ٹھہرا رہا اور ۳۹۷ھ میں جرجان میں قیام کی حالت میں مر گیا۔ جیسا کہ ہم ملوک سامانی کے حالات میں لکھ آئے ہیں۔

محمد بن غانم کی بغاوت

آپ اوپر غانم برزکانی (حسنو یہ کا ماموں) کے حالات پڑھ آئے ہیں کہ یہ کردوں کا سردار تھا اور ۳۵۰ھ میں اس نے وفات پائی اور اس کی جگہ اس کا بیٹا ابو سالم لبتان اور غانم آباد کے قلعوں پر قابض ہوا اور وزیر السلطنت ابوالفتح ابن عمید نے ان قلعوں کو ابو سالم سے لڑ کر چھین لیا۔ پس جب ۳۷۳ھ کا دور آیا تو محمد بن غانم نے کردوں کو جمع کر کے اطراف قم میں فخر الدولہ کے خلاف بغاوت کا جھنڈا بلند کیا۔ سلطانی سلاق جات کی مالگذاری وصول کر لی اور قلعہ ہفت خوال (یا ہفت جہاں) میں قلعہ نشین ہو گیا۔ ایک بڑ ریگا نبوں کا ایک گروہ اس کے پاس جمع ہو گیا۔ ماہ شوال ۳۷۳ھ میں متعدد فوجیں اس کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوئیں۔ محمد بن غانم کو شکست پر شکست دیتا چلا گیا۔ فخر الدولہ نے ابوالنجم بدر بن حسنو یہ کو محمد بن غانم کی بغاوت کا حال لکھا اور اس سے اپنی ناراضگی ظاہر کی۔ چنانچہ ابوالنجم بدر نے شروع ۳۷۴ھ میں باہم مصالحت کرا دی۔ ایک برس تک مصالحت رہی۔ اس کے بعد پھر ان بن ہو گئی۔ ۳۷۵ھ میں فخر الدولہ کا لشکر پھر محمد بن غانم سے معرکہ آرا ہوا۔ محمد بن غانم کو ایک نیزہ لگا۔ گرفتار کر لیا گیا۔ اور اسی زخم کے صدمہ سے مر گیا۔

بادکردی اور دیلم

ہم اوپر موصل اور صوبہ موصل پر عضد الدولہ کے قبضہ کرنے کا حال تحریر کر آئے ہیں اور بادکردی[1] (بنی مروان کے ماموں) کے حالات بھی لکھ آئے ہیں جب کہ عضد الدولہ نے موصل پر قبضہ کر لیا تھا اور بادکردی کو اس سے دیار بکر کے نکل جانے کا خطرہ پیدا ہوا تھا۔ چنانچہ اسی خیال سے بادکردی ان شہروں میں لوٹ مار

---

[1] بادکردی کا نام ابو عبداللہ حسین بن دوستک تھا کرد حمیدیہ کا ایک عظیم الجثہ، قوی الخلقہ شخص تھا۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۱۴ مطبوعہ مصر۔

کیا کرتا تھا جب اس کی حکومت کو استقلال حاصل ہو گیا تو میا فارقین پر قبضہ کر لیا جیسا کہ ہم ان واقعات کو تمام و کمال بنی مروان کے حالات میں تحریر کر آئے ہیں۔

باد کردی کی فتوحات

صمصام الدولہ نے باد کردی کے مقابلہ پر ابوسعید[1] بہرام بن اردشیر کو مامور کیا۔ بے شمار فوجیں دیں ضرورت سے زیادہ سامان جنگ دیا۔ باد کردی نے ابوسعید کو شکست دی۔ اور اس کے بعض سپہ سالاروں کو گرفتار کر لیا۔ صمصام الدولہ نے دوسری فوج ابوسعید[2] حاجب کی ماتحتی میں روانہ کی۔ مقام خابور حسینیہ مضافات کواشی میں دونوں فریقوں نے مورچے قائم کئے۔ گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ ابوسعید میدان جنگ سے شکست اٹھا کر موصل بھاگ آیا۔ باد کردی نے ہزاروں دیلمیوں کو قتل اور قید کیا۔ عوام الناس بھی بھگوڑے دیلمیوں پر ٹوٹ پڑے۔ بہت بڑی خون ریزی ہوئی۔ اس کے بعد باد کردی نے موصل کا رخ کیا۔ ابوسعید موصل چھوڑ کر بھاگ گیا۔ باد کردی نے اس پر قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ سنہ ۳۷۳ھ کا ہے۔

باد کردی اور زیاد بن شہرا کی جنگ

ان کامیابیوں سے باد کردی کے حوصلے بڑھ گئے حکومت بغداد کا شوق چرایا اور وہاں سے دیلم کے نکالنے کا ولولہ پیدا ہوا صمصام الدولہ کو اس سے خطرہ پیدا ہوا۔ زیاد بن شہرا کو یہ تو جو کہ سپہ سالاران دیلم میں سے ایک نامی سردار تھا باد کردی سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ فوجیں کو مال اور اسباب جنگ ضرورت سے زیادہ دیا۔ ماہ صفر سنہ ۳۷۴ھ میں باد کردی سے مڈبھیڑ ہوئی۔ باد کردی شکست اٹھا کر بھاگا۔ اس کے اکثر ہمراہی گرفتار کر لئے گئے۔ زیاد بن شہرا کو بہ فتحیابی کا جھنڈا لئے ہوئے موصل میں داخل ہوا باد کردی کے تعاقب پر فوجیں روانہ کیں۔ ایک فوج کے ساتھ سعد حاجب کو جزیرہ ابن عمر کی طرف روانہ کیا۔ دوسری فوج نصیبین کی جانب بھیجی، باد کردی نے بھی دیار بکر میں پہنچ کر بہت سے آدمیوں کو جمع کر کے فوج کی صورت میں مرتب کر لیا تھا اس وجہ سے کوئی کامیابی نہ ہوئی۔

میا فارقین کا محاصرہ

تب صمصام الدولہ نے سعد الدولہ بن سیف الدولہ کو اس مضمون کا خط لکھا "چونکہ باد کردی باغی نے دیار بکر میں جا کر پناہ لی ہے تم دیار بکر میرے حوالہ کر دو میں اس باغی کی

---

[1] بہرام بن اردشیر کی کنیت ابوسعد تھی نہ کہ ابوسعید۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۱۵ مطبوعہ مصر

[2] صمصام الدولہ نے دوبارہ فوجیں ابوالقاسم سعید بن بہار حاجب کی سرکردگی میں روانہ کی تھیں چھاپہ کی غلطی ہے بجائے ابوالقاسم کے ابوسعید لکھ گیا۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۱۵ مطبوعہ مصر۔

سرکوبی کی غرض سے فوج کشی کروں گا۔ سعد الدولہ نے فوج کشی کی اجازت دے دی۔ صمصام الدولہ نے حلب سے فوجیں روانہ کیں۔ میا فارقین کا محاصرہ کر لیا۔ لیکن باد کردی کی بڑھتی ہوئی لوٹ کا مقابلہ نہ کر سکیں، ناکامی کے ساتھ حلب واپس آئیں۔ اس وقت سعید حاجب نے یہ چال اختیار کی کہ ایک شخص کو بہت سا مال دے کر باد کردی کے قتل پر مامور کیا۔ یہ شخص رات کے وقت باد کردی کے خیمہ میں گیا۔ باد کردی سو رہا تھا تلوار چلائی باد کردی ایسا زخمی ہوا کہ قریب ہلاکت پہنچ گیا۔ فریقین میں مصالحت کی گفتگو ہونے لگی بالآخر دیار بکر اور نصف طور عبدین باد کردی کو دے کر سعید حاجب نے مصالحت کر لی۔ دیلمی فوجیں بغداد واپس آئیں اور سعید حاجب موصل ہی میں ٹھہرا رہا۔ یہاں تک کہ ۳۷۲ھ شرف الدولہ کے عہد حکومت میں مر گیا۔ شرف الدولہ نے سعید حاجب کی جگہ ابو النصر خواشاہ کو حکومت موصل پر مامور کر کے ایک فوج کے ساتھ موصل کی طرف روانہ کیا۔

باد کردی کی موصل پر فوج کشی

باد کردی کو سعید کے مرنے کے بعد موصل پر پھر قبضہ کرنے کا لالچ پیدا ہوا۔ فوجیں آراستہ کر کے چڑھائی کر دی۔ ابو النصر نے شرف الدولہ کو اس سے مطلع کر کے مالی اور فوجی امداد کی درخواست کی۔ اتفاق یہ کہ امداد کے آنے میں تاخیر ہوئی۔ ابو النصر نے مجبور ہو کر عربوں سے مدد کی درخواست کی۔ بنی عقیل اور بنی نمیر کو پیام دیا کہ جس طرح ممکن ہو باد کردی کو موصل سے دفع کر دو میں تم لوگوں کو حسب خواہش جاگیریں دوں گا۔ بنی عقیل اور بنی نمیر جنگ پر تیار ہو گئے۔ باد کردی موصل کی طرف بڑھ نہ سکا۔ طور عبدین واپس آیا۔ اور اپنے بھائی کو عربوں سے جنگ پر روانہ کیا۔ عربوں نے اسے بُری طرح سے شکست دی اور مار ڈالا۔ اس کے بعد شرف الدولہ کے موت کی خبر آئی۔ ابو النصر خواشاہ موصل لوٹ آیا اور عربوں کا گروہ صحرا میں ٹھہرا ہوا باد کردی کو موصل پر اترنے سے اس امید پر روکتا رہا کہ موصل سے ابو النصر خواشاہ فوجیں لے کر باد کردی کی مدافعت اور اس سے جنگ کرنے کے لئے آئے۔ اس اثنا میں ابراہیم اور ابو الحسن پسران ناصر الدولہ بن حمدان آ پہنچے اور انہوں نے موصل پر قبضہ کر لیا جیسا کہ ہم بنی حمدان کے حالات میں لکھ آئے ہیں۔

صمصام الدولہ کا عمان پر قبضہ

شرف الدولہ فارس پر قابض تھا۔ عمان میں بھی اسی کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا۔ عمان پر اس کی طرف سے استاد ہرمز حکومت کر رہا تھا۔ صمصام الدولہ نے استاد ہرمز کو ملا کے بغاوت پر ابھار دیا چنانچہ استاد ہرمز نے بغاوت کا جھنڈا بلند کر دیا۔ صمصام الدولہ کی حکومت کی

اطاعت کا اظہار کر کے صمصام الدولہ کے نام کا خطبہ پڑھا۔ شرف الدولہ کو اس کی خبر ہوئی۔ فوجیں آراستہ کر کے استاد ہرمز کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا استاد ہرمز مقابلہ پر آیا۔ لڑائی ہوئی۔ شرف الدولہ کی فوج نے استاد ہرمز کو شکست دے کر گرفتار کر لیا اور کسی قلعہ میں قید کر دیا اور اس سے بے پناہ مال وصول کیا گیا۔ عمان جیسا کہ شرف الدولہ کے قبضہ میں تھا پھر اسی کے قبضہ میں چلا گیا[1]۔

ابو نصر بن عضد الدولہ اور صمصام الدولہ

اسفار بن کردویہ دیلم کے بڑے سرداروں میں سے تھا اسے کسی وجہ سے صمصام الدولہ سے کشیدگی اور نفرت پیدا ہو گئی صمصام الدولہ کی اطاعت و فرماں برداری چھوڑ کر شرف الدولہ کی طرف مائل ہو گیا۔ شرف الدولہ اس وقت فارس میں تھا۔ اسفار کے ساتھ چھوڑ جانے سے لشکر کا بہت بڑا حصہ بھی باغی ہو گیا۔ سب نے متفق ہو کر یہ رائے قائم کی کہ بہاء الدولہ ابو نصر بن عضد الدولہ کو اس کے بھائی شرف الدولہ کی طرف سے بطور نائب عراق کی کرسی حکومت پر متمکن ہونا چاہیے چونکہ صمصام الدولہ ان دنوں بیمار ہو گیا تھا اس وجہ سے اسفار کو اس ارادہ میں کامیابی ہو گئی اور صمصام الدولہ کے پاس آنا جانا بند کر دیا۔ صمصام الدولہ نے اسفار سے خط و کتابت شروع کی مگر اس سے کوئی فائدہ نہ ہوا۔ اسفار کی سرکشی اور بغاوت اور زیادہ بڑھ گئی۔ خلیفہ طایع کو لکھا کہ آپ اس فتنہ و فساد کو روکیے۔ خلیفہ طایع میں اس قدر کہاں طاقت تھی معذوری کا عذر کر دیا۔ تب صمصام الدولہ نے فولاد زماندار کو اسفار کی سرکوبی کے لئے لکھا۔ اگرچہ فولاد، اسفار کے دوستوں اور ساتھیوں میں تھا لیکن اس وجہ سے کہ فولاد ایک معمر اور معزز آدمی تھا۔ اسفار کی اطاعت پسند نہ کرتا تھا۔ فولاد نے بسر و چشم اس حکم کی تعمیل پر کمر باندھی۔ اسفار سے معرکہ آرا ہوا اور شکست دی۔ ابو نصر بہاء الدولہ کو گرفتار کر کے اس کے بھائی صمصام الدولہ کی خدمت میں پیش کیا۔ صمصام الدولہ کا دل بہاء الدولہ کو اس حالت میں دیکھ کر بھر آیا) اور یہ سمجھ کر کہ یہ ابھی لڑکا ہے اس کا کوئی قصور نہیں ہے بزرگانہ عنایت کے باعث اسے رہا کر دیا۔ اور وزیر ابن سعدان کو چونکہ اس کی دلی ہمدردی اور رجحان طبیعت ابو نصر کی طرف تھا اور اس کی اطلاع صمصام الدولہ کو ہو گئی تھی۔ اس وجہ سے معزول کر کے مار ڈالا۔ اس شکست کے بعد اسفار، امیر ابو الحسین بن عضد الدولہ کے پاس اہواز چلا گیا اور فوجیں شرف الدولہ کی مطیع ہو گئیں۔

---

[1] یہ واقعہ سنہ ۳۷۵ھ کا ہے دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۶ مطبوعہ مصر

[2] میں نے: ما بین خطوط ہلالی تاریخ کامل ابن اثیر سے ترجمہ کر کے لکھا ہے اصل کتاب ابن خلدون میں جگہ خالی ہے۔

قرامطہ کا کوفہ پر قبضہ

قرامطہ کا رعب و داب اس زمانہ کے سلاطین اور اہل حکومت پر بیٹھا ہوا تھا اور اکثر اوقات ان کو مال و زر دے کر ان کے شر سے اپنے کو بچاتے تھے چنانچہ معز الدولہ نے اور اس کے بیٹے عز الدولہ بختیار نے دار الخلافت بغداد اور اس کے مضافات میں قرامطہ کو جاگیریں دے رکھی تھیں۔ ابوبکر بن شاہو نامی ایک شخص (قرامطہ کا نائب) دار الخلافت بغداد میں رہا کرتا تھا اس کا رعب و داب وزیروں کی طرح تھا اور انہی کی طرح حکومت کرتا تھا صمصام الدولہ نے اسے گرفتار کر لیا۔ اسحاق اور جعفر سرداران قرامطہ، نیشاپور اور ہجر میں مشترکاً امارت کرتے تھے۔ ان دونوں کو ابوبکر کی گرفتاری کی خبر لگی۔ فوجیں آراستہ کر کے کوفہ پر چڑھ آئے اور قبضہ کر لیا۔ شرف الدولہ کے نام کا خطبہ پڑھا صمصام الدولہ نے اسحاق اور جعفر کو اس پر عتاب آموز خط لکھا۔ ان دونوں نے جواب دیا کہ آپ نے چونکہ ہمارے نائب بغداد کو گرفتار کر لیا ہے اس وجہ سے ہم لوگوں نے کوفہ پر قبضہ کر لیا ہے ادھر یہ جواب روانہ کیا ادھر طوفان بے تمیزی کی طرح اٹھ کھڑے ہوئے قرب و جوار کے دیہات اور شہروں میں پھیل گئے اور خراج وصول کر لیا۔

قرامطیوں کی شکست و پسپائی

ابو قیس حسن بن منذر جو ان کے نامور سرداروں میں سے تھا جامعین تک پہنچ گیا۔ صمصام الدولہ نے ان کی روک تھام کی غرض سے فوجیں بھیجیں عرب کا بھی ایک گروہ اس فوج میں تھا دریائے فرات کو عبور کر کے قرامطہ سے معرکہ آرائی کی سخت اور خونریز جنگ کے بعد قرامطہ کو شکست ہوئی۔ نامی نامی سردار مارے گئے اور بہتوں کو گرفتار کر لیا۔ اس کے بعد قرامطہ نے ایک دوسرا لشکر مرتب کر کے میدان جنگ میں بھیجا جامعین میں صمصام الدولہ کی فوج سے مڈبھیڑ ہوئی اس معرکہ میں بھی قرامطہ کو شکست ہوئی اور ان کا سردار مارا گیا بہت سے گرفتار کر لئے گئے باقی ماندہ بھاگ کھڑے ہوئے صمصام الدولہ کی فوج نے تعاقب کیا مگر کوئی ہاتھ نہ آئے۔

شرف الدولہ اور ابوالحسین

۳۷۵ھ میں شرف الدولہ ابوالفوارس بن عضد الدولہ فارس سے اہواز پر قبضہ کے خیال سے روانہ ہوا اس کا بھائی ابوالحسین ۳۷۲ھ سے جب کہ صمصام الدولہ کی فوج کو شکست ہوئی تھی قابض ہو گیا تھا اور جس وقت صمصام الدولہ نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی تھی اپنے بھائیوں ابوالحسین اور ابوطاہر کو فارس کی حکومت پر بھیج دیا تھا جیسا کہ ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں۔ اتفاق یہ کہ ان دونوں کے پہنچنے سے پیشتر ان کا بھائی شرف الدولہ فارس پر قابض ہو گیا تھا۔ جب صمصام الدولہ نے فارس اور بصرہ پر

قبضہ حاصل کیا تو اپنے دونوں بھائیوں کو بصرہ کی حکومت دی۔ پھر جب صمصام الدولہ کی فوج کو شرف الدولہ کے مقابلہ میں شکست ہوئی تو صمصام الدولہ نے اپنے بھائی ابوالحسین کو اہواز پر فوج کشی کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ ابوالحسین نے اہواز پر قبضہ کر کے وہیں قیام کیا اور بصرہ کی ...... حکومت پر اپنے بھائی ابوطاہر کو بطور اپنے نائب کے چھوڑ گیا۔ الغرض جب شرف الدولہ نے (۳۷۶ھ میں) اہواز کے خیال سے نقل و حرکت کی تو ایک خط ابوالحسین کے پاس اس مضمون کا لکھ کر روانہ کیا کہ تم عراق چلے جاؤ میں تم کو تمہارے مقبوضات پر بحال رکھوں گا۔ ابوالحسین اس خط کو دیکھ کر آگ بگولا ہو گیا۔ مدافعت کی تیاری کی شرف الدولہ نہایت تیزی سے مسافت طے کر کے ارجان پر آ اترا اور اس پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد رامہرمز کی طرف بڑھا۔

ابوالحسین کا خاتمہ

ابوالحسین کی رکاب کی فوج ان خبروں کو سن کے باغی ہو گئی اور شرف الدولہ کی اطاعت کا اظہار کر دیا۔ ابوالحسین گھبرا کے اپنے چچا فخر الدولہ کے پاس رے بھاگ گیا۔ فخر الدولہ نے ابوالحسین کو اصفہان میں ٹھہرا دیا۔ امداد دینے کا وعدہ کیا لیکن کچھ ایسا اتفاق پیش آ گیا کہ فخر الدولہ نے امداد نہ دی اور ایک مدت گزر گئی۔ ابوالحسین کے دل میں بدنیتی سمائی اصفہان پر قبضہ کرنے کے خیال سے اپنے بھائی شرف الدولہ کی اطاعت کا اظہار کر دیا۔ اس سے لشکر میں بغاوت پھیل گئی کیونکہ لشکریوں کا میلان فخر الدولہ کی طرف تھا چنانچہ لشکریوں نے ابوالحسین کو گرفتار کر کے فخر الدولہ کے پاس رے بھیج دیا۔ فخر الدولہ نے ابوالحسین کو جیل میں ڈال دیا یہاں تک کہ فخر الدولہ ایک سخت بیماری میں مبتلا ہوا۔ جب مرض میں اضافہ ہوا تو ایک شخص کو ابوالحسین کے قتل پر مامور کر دیا جس نے قید خانہ میں جا کر ابوالحسین کی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔

اہواز اور بصرہ پر شرف الدولہ کا قبضہ

اہواز سے ابوالحسین کے بھاگنے کے بعد شرف الدولہ نے پہنچ کر اس پر قبضہ کر لیا اور بصرہ کی طرف اپنے ایک سپہ سالار کو کچھ فوج دے کے روانہ کیا اس سپہ سالار نے بصرہ پر قبضہ کر کے اس کے بھائی ابوطاہر کو گرفتار کر لیا۔ ان واقعات سے صمصام الدولہ نے مطلع ہو کر صلح کا پیام بھیجا۔ شرط یہ قرار پائی تھی کہ بغداد میں شرف الدولہ کے نام کا خطبہ پڑھا جائے خلیفہ طائع نے اپنی طرف سے شرف الدولہ کو خطاب مرحمت فرمایا خلعت بھیجے اتنے میں صمصام الدولہ کا ایلچی صلح نامہ مکمل کرانے کے لئے آ گیا۔ شریف ابوالحسن محمد بن عمر کوفی صلح کرنے کا مخالف تھا۔ شرف الدولہ کو بغداد پر حملہ کرنے پر ابھار رہا تھا۔ اس اثناء

میں سپہ سالاران بغداد کے خطوط اظہار اطاعت کے آپہنچے۔ اہل واسط نے اطاعت و فرماں برداری کا پیام بھیجا اس وجہ سے شرف الدولہ نے صلح نہ کی۔ واسط کی طرف بڑھا اور اس پر قبضہ کر لیا۔ صمصام الدولہ نے اپنے بھائی ابونصر کو قید سے رہا کر کے شرف الدولہ کے پاس بھیجا۔ عنایت والطاف کی درخواست کی شرف الدولہ نے ایک بھی نہ سنی۔

صمصام الدولہ کی گرفتاری

انہی دنوں صمصام الدولہ کی فوج بھی باغی ہو گئی۔ بعض مصاحبوں نے رائے دی کہ اپنے بھائی شرف الدولہ کی اطاعت قبول کر لیجئے تاکہ جھگڑے فساد سے نجات مل جائے۔ بعضوں نے یہ مشورہ دیا کہ آپ عکبرا چلے جائیں اگر فوج فراہم ہو جائے گی تو خم ٹھونک کر مقابلہ کیجئے گا۔ ورنہ موصل کا راستہ اختیار کیجئے گا اور وہاں پہنچ کر دیلم کو جمع کر کے اپنی گئی ہوئی قوت کو سنبھال لیجئے گا۔ کچھ لوگوں نے کہا "بہتر یہ ہے ہم لوگ فخر الدولہ کے پاس اصفہان چلے جائیں اور وہاں سے فارس پر جا کر قبضہ کر لیں۔ شرف الدولہ اس وقت عراق لالچ میں خاک چھان رہا ہے میدان خالی ہے اس کے خزانوں اور ذخیروں پر بھی بآسانی قابض ہو جائیں گے۔ ایسی حالت میں شرف الدولہ جھک کر صلح کرے گا۔ صمصام الدولہ نے ان رایوں میں سے کسی پر عمل نہ کیا۔ اپنے خواص کے ساتھ سوار ہو کر اپنے بھائی شرف الدولہ کے پاس چلا گیا۔ شرف الدولہ نہایت اخلاق سے ملا۔ پھر جب رخصت ہو کر نکلا تو شرف الدولہ نے گرفتار کرا لیا۔ اور بغداد کی طرف کوچ کر دیا۔ چنانچہ ماہ رمضان ۳۷۶ھ میں بغداد میں داخل ہوا۔ صمصام الدولہ کا پابہ زنجیر ساتھ تھا۔ اس نے چار برس عراق پر حکمرانی کی۔

ترک اور دیلمیوں میں فساد و مصالحت

جس وقت شرف الدولہ دار الخلافت بغداد میں داخل ہوا تھا دیلم کا ایک بڑا گروہ اس کی رکاب میں تھا جس کی تعداد پندرہ ہزار تک پہنچ گئی تھی ترک تین ہزار سے زیادہ نہ تھے۔ دیلم اپنی کثرت پر اترا گئے۔ جوں ہی بغداد میں داخل ہوئے ان کے اور ترکوں کے رشتہ داروں اور ساتھیوں میں کچھ ایسی باتیں پیش آگئیں جو رفتہ رفتہ لڑائی کی حد تک پہنچ گئیں چونکہ دیلم کی تعداد زیادہ تھی اس وجہ سے ترکوں کو دبنا پڑا۔ دیلم نے اعلان کر دیا کہ صمصام الدولہ کو حکومت کی کرسی پر پھر متمکن کرنا چاہیے شرف الدولہ یہ سن کے ششدر رہ گیا اور دیلم کی تابعداری سے مشتبہ ہو گیا۔ تدبیر یہ کی کہ ایک شخص کو صمصام الدولہ پر متعین کر دیا اگر دیلم زیادہ سر اٹھائیں اور اپنے قصد کو پورا کرنے پر آمادہ ہوں تو صمصام الدولہ کو قتل کر ڈالنا اس کے بعد ترکوں نے پھر شورش کی اور دیلم کو زیر کر دیا۔ دیلم کثرت کے باوجود مقابلہ نہ کر سکے متفرق اور منتشر ہو گئے بعضوں

شرف الدولہ کے دامن میں جا کر پناہ لی۔ اور بعضوں نے بغداد چھوڑ دیا۔ اس کے اگلے دن شرف الدولہ دربار خلافت میں حاضر ہوا۔ خلیفہ طایع نے عزت واحترام سے ملاقات کی۔ اور اس اتفاقی واقعہ میں صحیح وسلامت رہنے پر مبارک باد دی۔ پھر شرف الدولہ نے دیلم اور ترک میں مصالحت کرادی سب سے آئندہ فتنہ وفساد نہ کرنے کی قسمیں لیں۔ صمصام الدولہ کو فارس بھیج دیا اور وہیں قلعہ وراہیں قید کر دیا۔ تحریر خادم کی یہ رائے تھی کہ صمصام الدولہ کو مار ڈالنا چاہیے۔ یا آنکھوں میں نیل کی سلائی پھیر دی جائے۔ لیکن کسی نے اس سے اتفاق نہ کیا۔ ۳۷۹ھ تک صمصام الدولہ قید کی مصیبتیں جھیلتا رہا۔

صمصام الدولہ کا انجام | اس اثنا میں شرف الدولہ بیمار ہو گیا اور ہلاکت کے قریب پہنچ گیا۔۔۔۔ تحریر خادم نے صمصام الدولہ کے قتل یا آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھیرنے کی رائے دی۔ اور شرف الدولہ کو سمجھا کر راضی کر لیا۔ چنانچہ شرف الدولہ نے ایک شخص[1] کو جس پر زیادہ بھروسہ تھا اس کام پر مامور کر کے فارس روانہ کیا لیکن اس شخص کو اس کام کی جرأت نہ ہوئی ابوالقاسم علاء بن حسن ناظر سے مشورہ کیا۔ ابوالقاسم نے کہا "ڈر کس کا ہے جا صمصام الدولہ کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھیر دے" چنانچہ اس شخص نے صمصام الدولہ کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھیر دیں صمصام الدولہ کہتا جاتا تھا مجھے تو علاء نے اندھا کیا کیونکہ یہ حکم تو مردہ بادشاہ کا تھا[2]۔

جنگ قرمسین | شرف الدولہ نے لشکریوں کی لڑائی اور فساد باہمی سے فراغت حاصل کر کے انتظام ممالک کی جانب توجہ کی۔ شریف محمد بن عمر کوفی کو اس کا مال اور مقبوضہ بلاد واپس دے دیئے جن کی سالانہ آمدنی پانچ لاکھ بیس ہزار درہم تھی۔ نقیب ابواحمد والد رضی کو بھی اس کی تمام املاک واپس کر دیں۔ لوگوں کو حسب مراتب عہدوں پر مقرر کیا۔ وزیر السلطنت ابو محمد بن فسانجس کو گرفتار کر کے قلمدان وزارت ابو منصور بن صالحان کو عنایت کیا چونکہ قراتکین نے دولت وحکومت پر غلبہ حاصل کر لیا تھا۔ امراء اور حکام کے دلوں پر اس کا رعب بیٹھ گیا تھا اور

[1] محمد شیرازی فراش کو اس کام پر شرف الدولہ نے مامور کیا تھا۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۲۵ مطبوعہ مصر۔

[2] واقعہ یہ ہے کہ محمد شیرازی کے فارس پہنچنے سے پیشتر شرف الدولہ کا انتقال ہو چکا تھا اسی وجہ سے محمد شیرازی کو اس حکم کی تعمیل میں تردد ہوا اور ابوالقاسم علاء سے اس بابت مشورہ کیا۔ ابوالقاسم نے تعمیل حکم پر زور دیا گویا یہی محرک صمصام الدولہ کے نابینا ہونے کا ہوا اور شرف الدولہ تو مر چکا تھا۔ دیکھئے تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۲۵ مطبوعہ مصر۔

وجہ سے شرف الدولہ کو قراتکین کے نکالنے کی فکر ہوئی۔ بدر بن حسنویہ سے شرف الدولہ کو یہ ملال تھا کہ اس نے فخر الدولہ (شرف الدولہ کے چچا) سے میل جول پیدا کر رکھا تھا۔ بدر بن حسنویہ کے زیر کرنے کے حیلہ سے قراتکین کو فوجیں دے کر ۳۷۷ھ میں بغداد سے روانہ کر دیا۔ وادی قرمسین میں معرکہ آرائی کی نوبت آئی۔ پہلے تو قراتکین نے بدر کو شکست دی اور اس کے مورچوں پہ قبضہ کر لیا اس کے بعد بدر نے پلٹ کر ایسا قوی حملہ کیا کہ قراتکین کے لشکر کے پاؤں اکھڑ گئے۔ فتحمند گروہ نے قتل اور غارت کا ہاتھ بڑھایا صرف چند آدمیوں کے ساتھ قراتکین جان بچا کر نہروان کے پل کی طرف بھاگا۔ جب کچھ اور شکست خوردہ فوج آ کر جمع ہوئی تو بغداد میں داخل ہوا۔ بدر بن حسنویہ نے تمام صوبجات جبل پر قبضہ کر لیا۔

قراتکین کا قتل قراتکین نے بغداد واپس آ کر وزیر ابو منصور بن صالحان کے خلاف لشکر کو ابھار دیا۔ سارے شہر میں ایک ہنگامہ برپا ہو گیا۔ شرف الدولہ نے درمیان میں پڑ کر وزیر ابو منصور اور قراتکین سے میل کرا دیا لشکر کا جوش ختم ہو گیا لیکن اس فتنہ پردازی کا شرف الدولہ کے دل میں غبار باقی رہ گیا چند دن بعد موقع پا کر قراتکین مع اس کے مشیروں اور مصاحبوں کو گرفتار کر لیا تمام مال و اسباب ضبط کر لیا۔ فوج میں اس سے شورش پیدا ہوئی شرف الدولہ نے فوراً قراتکین کو قتل کر کے اس کی جگہ طغان حاجب کو مقرر کر دیا شورش دب گئی۔

شکر خادم کی گرفتاری و رہائی پھر ۳۷۷ھ میں شرف الدولہ نے شکر خادم کو بھی گرفتار کر لیا۔ شکر خادم عضد الدولہ (پدر شرف الدولہ) کے ایسے مخصوص آدمیوں سے تھا کہ کوئی کام عضد الدولہ شکر خادم کے مشورے کے بغیر نہ کرتا تھا۔ چونکہ شکر خادم اکثر اوقات شرف الدولہ کی چغلی اس کے باپ عضد الدولہ سے کیا کرتا تھا۔ اس وجہ سے شرف الدولہ اپنے باپ کے زمانے سے اس سے رنج رکھتا تھا۔ ان چغلیوں میں سے ایک چغلی یہ بھی تھی کہ اس نے صمصام الدولہ کو خوش کرنے اور اس کا تقرب حاصل کرنے کے لئے عضد الدولہ سے کہہ سن کر شرف الدولہ کو بغداد سے کرمان کی طرف بھجوا دیا تھا جب شرف الدولہ دارالخلافت بغداد پر قابض ہوا تو شکر خادم روپوش ہو گیا بہت جستجو کی نہ پایا۔ شکر خادم کے پاس ایک خوبصورت لونڈی تھی اس کا کسی دوسرے سے تعلق ہو گیا شکر خادم یہ بات تاڑ گیا، مارپیٹ کی جس سے اس لونڈی کو غصہ پیدا ہوا۔ سیدھی شرف الدولہ کے پاس چلی گئی اور شکر خادم کا پتہ بتا دیا بلکہ اپنے ہمراہ شرف الدولہ کے سپاہیوں کو لے جا کر گرفتار کرا دیا۔ شرف الدولہ نے شکر خادم کے قتل کا قصد کیا نحریر خادم

نے سفارش کی۔ شرف الدولہ نے شکر خادم کو تحریر کو دے دیا۔ اس کے بعد شکر خادم نے حج کی اجازت چاہی۔ بغداد سے مکہ معظمہ گیا اور پھر وہاں سے مصر چلا گیا۔ خلفاء شیعہ مصر نے اپنے خواص میں داخل کر لیا اور مراتب اعلیٰ سے سرفراز فرمایا۔

شرف الدولہ کی وفات

بکم جمادی الآخرہ ۳۷۹ھ میں شرف الدولہ ابو الفوارس شیرویک بن عضد الدولہ بادشاہ عراق نے دو برس آٹھ مہینے حکومت کرکے وفات پائی۔ مشہد علیؓ میں مدفون ہوا جس وقت اس کی بیماری بڑھی اپنے بیٹے ابو علی کو اس کی ماں کے ساتھ فارس بھیج دیا مال و اسباب اور خزانوں کو بھی اس کے ساتھ بغداد سے منتقل کر دیا۔ حفاظت کی غرض سے ترکوں کا ایک بڑا گروہ ہمراہ کیا۔ اراکین دولت نے عرض کی۔ "کسی کو اپنا ولی عہد مقرر فرمائیے۔" جواب دیا۔ "مجھے اس کی فرصت نہیں ہے۔" پھر گذارش کی "اچھا اپنے بھائی بہاء الدولہ کو اپنی نیابت پر مامور کیجئے تاکہ کسی قسم کی شورش نہ ہونے پائے اور آپ کو اس مرض سے افاقہ ہو جائے۔" چنانچہ شرف الدولہ نے بہاء الدولہ کو اپنا نائب بنایا۔

بہاء الدولہ بن عضد الدولہ

شرف الدولہ کے انتقال کے بعد بہاء الدولہ عزاداری کے لئے بیٹھا۔ خلیفہ طائع تعزیت کرنے کے لئے آیا۔ بہاء الدولہ نے زمین بوسی کی۔ خلیفہ طائع نے شاہی خلعت سے سرفراز کیا۔ اور محل سرائے خلافت میں واپس آیا۔ بہاء الدولہ نے ابو منصور بن صالحان کو وزارت کے عہدہ پر بدستور بحال رکھا۔

صمصام الدولہ اور ابو علی بن شرف الدولہ

ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں کہ جس وقت شرف الدولہ نے ۳۷۶ھ میں دارالخلافت بغداد پر قبضہ حاصل کیا تھا اسی زمانہ میں اپنے بھائی صمصام الدولہ کو قلعہ ورد قریب شیراز صوبہ فارس میں قید کر دیا تھا۔ جب شرف الدولہ مر گیا اور اس کی موت کی خبر اس کے بیٹے ابو علی کو بصرہ میں پہنچی تو ابو علی نے مال و اسباب اور خزانہ کو براہ دریا ارجان روانہ کیا اور خود خشکی کے راستے سے مسافت طے کرکے ارجان پہنچ گیا۔ ترکوں کی فوج نے سلامی دی اور اس کے پاس جمع ہو گئے۔ علا بن حسن نے شیراز سے صمصام الدولہ کو یہ حالات لکھ بھیجے۔ صمصام الدولہ قید سے نکل کر ملک گیری کے لئے چلا۔ ابو علی نے شیراز کی جانب روانگی کا قصد کیا۔ لشکریوں نے کمریں باندھ لیں۔ دیلم بھی ساتھ ہو لئے صمصام الدولہ اور ترک کا دل بادل گروہ مقابلہ پر آیا۔ مدتوں ترکوں اور دیلم سے معرکہ آرائی ہوتی رہی۔ نتیجہ کچھ نہ ہوا۔ بالآخر صمصام الدولہ، نسار کی طرف چلا گیا اور ترک اس کی رکاب میں تھے۔ نسار پہنچ کر ان لوگوں نے لوٹ مار مچا دی جو کچھ پایا لوٹ لیا۔ دیلمیوں سے جو برسرپیکار آئے قتل کیا

ان کے مال واسباب اور سامان جنگ پر غارت گری کے ہاتھ بڑھائے۔ ابوعلی مجبوراً پھر ارجان کی طرف روانہ ہوا۔ اور ترکوں کو شیراز کی جانب بھیج دیا۔ صمصام الدولہ اور دیلم سے مڈبھیڑ ہوگئی۔ ترکوں نے شہر کو تاخت وتاراج کیا اور مال غنیمت لے کر ارجان واپس آئے۔ اس کے بعد بہاء الدولہ (عم ابوعلی) کا ایلچی دارالخلافت بغداد سے آیا۔ انعام وصلے دینے کا وعدہ کیا تھا اور خلعت بھیجا تھا۔ ایلچی نے ترکوں کو ملا لیا۔ چنانچہ ترکوں نے ابوعلی کو دارالخلافت بغداد اس کے چچا بہاء الدولہ کے پاس چلنے پر آمادہ کر لیا۔ ابوعلی ترک فوجوں کے ساتھ دارالخلافت بغداد کی طرف روانہ ہوا۔ واسط میں جب کہ ۳۸۰ھ کا نصف اول گذر چکا تھا ملاقات ہوئی۔ بہاء الدولہ نے بظاہر خاطر داری اور تواضع کا کوئی کسر باقی نہ چھوڑا نہایت عزت واحترام سے ٹھہرایا۔ لیکن پھر موقع پا کر گرفتار کر لیا اور قتل کر ڈالا۔ ابوعلی کے قتل کرنے کے بعد فارس کی طرف روانگی کی تیاری کی۔

فخر الدولہ کا اہواز پر قبضہ چونکہ دارالخلافت بغداد میں قیام کرنا شرف واعزاز کا باعث تھا۔ اس وجہ سے فخر الدولہ بن رکن الدولہ کا وزیر السلطنت ابوالقاسم بن عباد حکومت عراق کو زیادہ پسند کرتا تھا اور بغداد میں اکثر قیام کا خواب دیکھا کرتا تھا۔ جب شرف الدولہ سلطان بغداد نے وفات پائی، ابوالقاسم بن عباد کو موقع مل گیا۔ فخر الدولہ کے پاس ایک چلتا پرزہ شخص بھیج دیا جس نے قبضہ بغداد کی ایسی پٹی پڑھائی کہ فخر الدولہ نے بھیجنے کے ساتھ ابوالقاسم سے قبضہ بغداد کی بابت مشورہ اور اس کی رائے دریافت کی ابوالقاسم نے ٹال مٹول سے جواب دینے میں تاخیر کی۔ جب فخر الدولہ کا اصرار بڑھا اس کے حکم کی تعمیل پر تیار ہوا فوجیں مرتب کر کے ہمدان کی طرف روانہ ہوا۔ بدر بن حسنویہ اور دلیس بن عفیف بھی فقل صورت میں حاضر ہوئے۔ عراق پر فوج کشی کرنے کا باہم مشورہ کیا۔ چنانچہ ابوالقاسم بن عباد اور بدر بطور مقدمۃ الجیش جادہ کی جانب بڑھے۔ فخر الدولہ نے خوزستان کا رخ کیا کچھ عرصہ بعد فخر الدولہ کو یہ شبہ پیدا ہوا کہ مبادا ابوالقاسم بن عباد عضد الدولہ کے ترکوں سے نہ مل جائے۔ اس وجہ سے ابوالقاسم کو واپس بلا لیا اور سب کے سب متفق ہو کر اہواز کی طرف روانہ ہوئے اور کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا۔

فخر الدولہ کی مراجعت قبضہ اہواز کے بعد فخر الدولہ کا دماغ پھر گیا۔ لشکریوں کے ساتھ سختی اور بداخلاقی کا برتاؤ کرنے لگا۔ تنخواہیں اور روزینے بند کر دیئے۔ لشکریوں میں بغاوت کا مادہ پھوٹ نکلا۔ ابوالقاسم اس طوفان بدتمیزی کو روک سکتا تھا مگر اسے اسی زمانہ سے ناراضگی پیدا ہوگئی تھی جب فخر الدولہ نے عضد الدولہ

کی اولاد کے ساتھ سازش کے شبہ میں اسے درمیان راہ سے واپس بلا لیا تھا۔ معاملات سلجھ نہ سکے لشکریوں کی مخالفت روز بروز بڑھتی ہی گئی۔ اس درمیان میں بہاء الدولہ نے ایک لشکر اہواز پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ کیا فخر الدولہ برسر مقابلہ آیا لڑائیاں ہوئیں۔ اتفاق یہ کہ انہی دنوں دجلہ کی طغیانی کی وجہ سے اہواز کی نہر کا بند ٹوٹ گیا۔ فخر الدولہ کے لشکر نے یہ خیال کر کے کہ فخر الدولہ نے ہم لوگوں کو نیچا دکھانے کے لئے بند توڑوا دیئے ہیں۔ میدان جنگ خالی کر دیا۔ ابو القاسم نے فخر الدولہ کو مشورہ دیا کہ ایسے وقت میں اگر آپ لشکریوں کی تنخواہیں اور روزینے دے دیں تو عجب نہیں ہے کہ یہ پھر آپ کے مطیع و فرماں بردار اور جاں نثاری پر تیار ہو جائیں لیکن فخر الدولہ نے کوئی بات نہ سنی اور تمام فوج اس سے علیحدہ ہو گئی۔ مجبوراً اسے کی جانب واپس ہوا۔ اثناء راہ میں دیلم اور رے کے چند سرداروں کو گرفتار کر لیا۔ اہواز پر بدستور بہاء الدولہ کی حکومت کا پرچم اُڑنے لگا۔

بہاء الدولہ کا ارجان اور بصرہ پر قبضہ

قبضہ اہواز کے بعد بہاء الدولہ ۳۸۰ھ کے آخر میں فارس کے قبضہ کے ارادے سے خوزستان کی طرف روانہ ہوا۔ دار الخلافت بغداد میں سرداران دیلم میں سے ابو نصر خواشادہ کو اپنی قائم مقامی پر چھوڑ گیا۔ بصرہ پر قبضہ کرتا ہوا خوزستان پہنچا۔ یہیں اس کے بھائی ابو طاہر کے مرنے کی خبر سننے میں آئی۔ تعزیت کا جلسہ کیا۔ اس کے بعد ارجان پر پہنچ کر قابض ہو گیا۔ جس قدر مال و اسباب تھا سب پر قبضہ کر لیا۔ لشکریوں نے شور و شر کیا۔ بہاء الدولہ نے سب پر تقسیم کر دیا۔ ارجان کے مال و اسباب کی قیمت دس لاکھ دینار اور چوبیس لاکھ درہم تھی۔

بہاء الدولہ اور صمصام الدولہ کی مصالحت

قبضہ ارجان سے فارغ ہو کر اپنی فوج کے مقدمہ کو جس کا سردار ابو العلا بن فضل تھا نوبندجان کی طرف روانہ کیا۔ صمصام الدولہ کی فوج مقابلہ نہ کر سکی شکست کھا کر بھاگی۔ صمصام الدولہ نے دوبارہ لشکر فولاد بن مانذان کی ماتحتی میں نوبندجان روانہ کیا۔ اس نے ابو العلا کو شکست فاش دی۔ یہ شکست سازش اور دھوکا کی بنا پر ہوئی تھی۔ الغرض ابو العلا شکست کھا کر ارجان چلا آیا اور صمصام الدولہ شیراز سے فولاد کے پاس نوبندجان چلا آیا۔ اس کے بعد صمصام الدولہ اور بہاء الدولہ میں صلح کا نامہ و پیام ہونے لگا۔ کاغذی گھوڑے دوڑانے کے بعد یہ طے پایا کہ بلاد فارس اور ارجان پر صمصام الدولہ کا قبضہ رہے اور خوزستان و عراق بہاء الدولہ کا مقبوضہ سمجھا جائے۔ اور دونوں فریق اپنے اپنے مقبوضہ بلاد میں مالکانہ قابض رہیں

دونوں فریق نے اس قرار داد کے مطابق قسمیں کھائیں اور کاربند ہوئے۔

بہاءالدولہ کی مراجعت بغداد صلح ہو جانے کے بعد بہاءالدولہ اہواز واپس آیا۔ اہواز پہنچنے پر بغداد میں جو واقعات شیعہ واہل سنت وجماعت کے درمیان وقوع میں آئے تھے وہ معلوم ہوئے اور بغداد کے لٹنے مسکینوں کے بے خانماں ہو کر نکلنے کے حالات بھی سنے گئے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ابھی ہنگامہ ختم نہیں ہوا۔ بہاءالدولہ نے اصلاح کی غرض سے بغداد کی جانب کوچ کیا چنانچہ اس کے پہنچنے پر امن وامان قائم ہو گیا۔

خلیفہ طایع کی گرفتاری ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں کہ لشکریوں نے تنخواہ نہ ملنے کی وجہ سے بہاءالدولہ سے مخالفت کی تھی اور اس کے وزیر السلطنت کو گرفتار کر لیا تھا لیکن اس سے کچھ فائدہ نہ ہوا۔ چونکہ ابوالحسن بن معلم، بہاءالدولہ پر غلبہ پائے ہوئے تھا۔ اسی نے بہاءالدولہ کو خلیفہ طایع کے مال کی طمع دلائی اور اس غریب خلیفہ کے گرفتار کر لینے پر آمادہ کیا، چنانچہ بہاءالدولہ نے خلافت مآب سے حاضری کی اجازت طلب کی خلافت مآب نے دستور کے مطابق دربار منعقد کیا۔ بہاءالدولہ اپنے سرداروں کے ساتھ دربار خلافت میں حاضر ہوا۔ اور اپنی کرسی پر بیٹھا۔ ایک دیلمی سردار خلیفہ طایع کی دست بوسی کو بڑھا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف کھینچ۔ خلیفہ طایع شور وغل اور فریاد کر رہا تھا اور انا للہ وانا الیہ راجعون کہتا جاتا تھا۔ بہاءالدولہ نے خزائن اور مال واسباب پر قبضہ کر لیا بازار میں ہرج مچ گیا ایک نے دوسرے کا مال واسباب لوٹ لیا۔

قادر باللہ المقتدر کی خلافت اس کے بعد بہاءالدولہ، خلیفہ طایع کے پاس گیا اور معزولی کے محضر پر دستخط کرائے اور تخت خلافت پر متمکن کرنے کے لئے اس کے چچا قادر باللہ ابوالعباس احمد المقتدر کو بطیحہ سے طلب کیا۔ خلیفہ قادر زمانہ خلافت خلیفہ طایع میں جان کے خوف سے بطیحہ بھاگ گیا تھا جیسا کہ خلافت عباسیہ کے حالات کے ضمن میں ہم تفصیل سے لکھ آئے ہیں۔ یہ واقعات ۳۸۱ھ کے ہیں۔

بہاءالدولہ کا موصل پر قبضہ ابوالرواد محمد بن مسیب امیر بنو عقیل نے ابوطاہر بن حمدان آخری بادشاہ بنو حمدان کو موصل میں قتل کر ڈالا تھا اور موصل پر قابض ہو گیا تھا۔ چند روز تک بہاءالدولہ کی اطاعت کرتا رہا۔ یہ واقعہ جیسا کہ ہم اوپر اخبار بنو حمدان اور بنو مسیب میں بیان کر آئے ہیں ۳۸۲ھ کا ہے اس کے بعد ابوالرواد نے سرکشی کی۔ بہاءالدولہ نے سرداران دیلم میں سے ابو جعفر حجاج بن ہرمز نامی ایک سپہ سالار کو ایک

بڑی فوج کے ساتھ ابوالرواد کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ چنانچہ ابوجعفر نے آخر ۳۸۱ھ میں موصل پر قبضہ کر لیا۔ پیچھے ہوئے بنوعقیل، ابوالرواد سے ملے اور جنگ ابوجعفر پر باہم متفق ہو کر میدان کارزار کا راستہ لیا۔ متعدد لڑائیاں ہوئیں ایک مدت تک سلسلہ جنگ جاری رہا اور ابوجعفر نہایت مردانگی سے مقابلہ کرتا رہا آخر کار اس نے ابوالرواد کو گرفتار کر لیا۔ مگر پھر اس خوف سے کہ مبادا اہل موصل میں بغاوت نہ پھوٹ نکلے۔ ضمانت لے کر ابوالرواد کو رہا کر کے دارالخلافت بغداد بھیج دیا یہ وہ زمانہ تھا کہ وہ بہاء الدولہ کے عتاب میں گرفتار ہو گیا تھا۔ ابوالرواد کی گرفتاری ابن معلم کے اشارے سے ہوئی تھی۔ لیکن جب وزیر السلطنت کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے ابوالرواد سے ضمانت لے کر بغداد بھیج دینے کا حکم دے دیا۔

ابن معلم ابوالحسن

ابن معلم کا نام ابوالحسن تھا۔ یہ نہایت چالاک اور فتین تھا۔ اس نے اپنی چالاکیوں سے بہاء الدولہ پر پورے طور سے قابو حاصل کر لیا تھا جو چاہتا تھا کر گذرتا تھا۔ بڑے بڑے امور اسی کے اشارہ اور رائے سے کئے گئے۔ انہی میں سے ابوالحسن محمد بن عمر علوی کا واقعہ اور بارہے شرف الدولہ کے زمانہ حکومت میں ابوالحسن کا طوطی بولتا تھا بہت بڑا مالدار اور صاحب جائداد تھا جب بہاء الدولہ کے قبضہ میں زمام حکومت آئی تو ابن معلم نے لگانا بجھانا شروع کر دیا۔ اس کے مال وجائداد کی طمع دلائی۔ بہاء الدولہ نے اس کے اشارہ وسازش سے ابوالحسن کو گرفتار کر کے اس کے مال وجائیداد پر بھی قبضہ کر لیا اس کے بعد ابن معلم نے بہاء الدولہ کو وزیر السلطنت منصور بن صالحان کی معزولی پر آمادہ کیا چنانچہ بہاء الدولہ نے بُرے طریقے سے اسے معزول کر کے خوزستان کی روانگی سے قبل قلمدان وزارت ابونصر سابور (خاندان اردشیر کا ایک ممبر تھا) کو سپرد کیا۔ پھر اسی ابن معلم نے بہاء الدولہ کو خلیفہ طائع کی معزولی اور اس کے مال واسباب پر قبضہ کر لینے پر ابھارا اور دارالخلافت کا تمام مال واسباب بہاء الدولہ کے مکان پر اٹھا لایا کچھ عرصہ بعد وزیر السلطنت ابونصر سابور کی معزولی اور وار دیار بھی اسی ابن معلم کے ہاتھوں ہوائی۔ عہدہ وزارت ابوالقاسم عبدالعزیز بن یوسف کو عطا کیا گیا خوزستان کی واپسی کے بعد ابوالحوا شادہ اور ابوعبید طاہر کو ۳۸۱ھ میں گرفتار کرا کر جیل بھجوا دیا۔ وجہ یہ تھی کہ ان دونوں بدبختوں نے ابن معلم کو تحائف اور ہدایا نہیں دیئے تھے۔ اس نے بہاء الدولہ کو اشارہ کر دیا۔ اس نے ان کو زیر وزبر کر دیا۔

ابن معلم کا قتل جب کثرت سے ایسے امور وقوع میں آئے تو لوگوں نے سرگوشیاں شروع کیں۔ لشکریوں نے بغاوت کر دی۔ بہاء الدولہ نے ہر چند ہنگامہ بغاوت دور کرنے کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہوا لشکریوں نے ابن معلم کے حوالہ کر دینے کا مطالبہ کیا۔ بہاء الدولہ نے ان لوگوں کو خوش اور راضی کرنے کی غرض سے ابن معلم کو اس کے تمام اسٹاف کے ساتھ گرفتار کر لیا لیکن فوجی اس پر راضی نہ ہوئے اور اس کی حوالگی کا مطالبہ کرتے رہے بالآخر بہاء الدولہ نے مجبور ہو کر ابن معلم کو لشکریوں کے حوالہ کر دیا۔ لشکریوں نے فوراً اسے قتل کر ڈالا اس کے بعد وزیر سلطنت ابو القاسم لشکریوں کی بغاوت و سازش سے متہم ہوا۔ بہاء الدولہ نے اسے گرفتار کر لیا۔ اس کی جگہ ابو نصر سابور اور ابو نصر بن وزیر کو قلمدان وزارت عطا کیا۔ چنانچہ یہ دونوں عہدہ وزارت کو انجام دینے لگے

پسران بختیار کا خروج اور قتل عضد الدولہ نے بختیار کے لڑکوں کو جیل میں ڈال دیا تھا چنانچہ زمانہ حکومت عضد الدولہ میں بدستور قید کی مصیبتیں جھیلتے رہے اس کے بعد صمصام الدولہ کی حکومت کا دور آیا اس کی حکومت میں بھی انہیں قید سے نجات نہ ملی۔ جب شرف الدولہ تخت حکومت پر رونق افروز ہوا، اس نے ان لوگوں کو قید سے رہا کیا، بحسن سلوک پیش آیا اور شیراز میں کمال عزت و احترام سے ٹھہرایا، جاگیریں دیں۔ جب شرف الدولہ کا انتقال ہو گیا اور بہاء الدولہ تخت حکومت پر متمکن ہوا، تو پھر ان غریبوں کو قید کی مصیبتوں میں گرفتار ہونا پڑا۔ بلاد فارس کے ایک قلعہ میں قید کر دیئے گئے ان لوگوں نے جیل کے سپاہیوں اور دیلم کے اس دستۂ فوج کو ملا لیا جو ان کی نگرانی کے لئے مامور تھا۔ چنانچہ ان لوگوں نے انہیں جیل سے نکل جانے کا موقع دے دیا یہ واقعہ ۳۸۳ھ کا ہے۔ ان لوگوں کا جیل سے نکلنا تھا کہ اطراف و جوانب کے لوگ جمع ہو گئے جن میں اکثر شاہی فوج کے پیادے تھے۔ رفتہ رفتہ یہ خبر صمصام الدولہ تک پہنچی صمصام الدولہ نے ابو علی بن استاد ہرمز کو ایک بڑی فوج کا افسر بنا کر روانہ کیا۔ بختیار کے لڑکوں کے پاس جو لوگ آ کر جمع ہو گئے تھے وہ شاہی سطوت سے ڈر کر منتشر ہو گئے بختیار کے لڑکے مجبور ہو کر ان دیلمیوں کے ساتھ جو ان کے پاس رہ گئے تھے قلعہ نشین ہو گئے۔ ابو علی نے محاصرہ ڈال دیا۔ ایک روز موقع پا کر دیلمیوں کی سازش سے چند سرداروں کو قلعہ کی پوشیدہ راہ سے قلعہ میں بھیج دیا۔ ان سرداروں نے قلعہ پر قبضہ کر لیا اور بختیار کے لڑکوں کو قتل کر ڈالا۔

ابو العلاء اور صمصام الدولہ کی جنگ ۳۸۳ھ میں بہاء الدولہ سلطان بغداد اور اس کے بھائی صمصام الدولہ

والی خوزستان سے پھر ان بن ہو گئی۔ اس سے پیشتر جو ان دونوں کے درمیان میں مصالحت ہو گئی تھی وہ کالعدم ہو گئی۔ عہد شکنی کے اسباب یہ پیدا ہوئے کہ بہاء الدولہ نے ابو العلاء عبداللہ بن فضل کو اہواز روانہ کیا تھا۔ اور درپردہ یہ سمجھا دیا تھا کہ میں متفرق طور سے تمہارے پاس فوجیں روانہ کرتا رہوں گا جب فوج کی ایک کافی تعداد جمع ہو جائے تو بلاد فارس پر حملہ کر کے قابض ہو جانا۔ چنانچہ ابو العلاء، اہواز اور بہاء الدولہ کسی مصروفیت کی وجہ سے کچھ عرصہ تک فوجیں روانہ نہ کر سکا۔ اتفاق سے یہ خبر صمصام الدولہ تک پہنچ گئی۔ صمصام الدولہ نے اپنی باقاعدہ فوج کو خوزستان کی طرف روانہ کیا۔ ابو العلاء نے بہاء الدولہ کو یہ واقعات لکھے اور امداد کی درخواست کی دونوں فوجیں ایک ہی وقت میں خوزستان پہنچیں ایک کا دوسرے سے مقابلہ ہو گیا۔ ابو العلاء کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی۔ ابو العلاء گرفتار کر لیا گیا۔ مگر صمصام الدولہ کی ماں نے اسے رہا کر دیا۔

وزیر ابو نصر سابور

بہاء الدولہ کو اس سے بے حد صدمہ ہوا۔ مال جمع کرنے کی فکر پیدا ہوئی۔ اپنے وزیر السلطنت ابو نصر سابور کو قیمتی قیمتی جواہرات دے کر واسط روانہ کیا کہ مہذب الدولہ والی بطیحہ کے پاس رہن رکھ کر فوج کے مصارف کے لئے روپیہ لائے چنانچہ ابو نصر نے اسے رہن رکھا اور چند روز بعد وزارت چھوڑ کر بھاگ گیا۔ ابو نصر کے بھاگ جانے پر ابن صالحان نے بھی عہدہ وزارت سے استعفا دے دیا۔ بہاء الدولہ نے اس کی جگہ ابو القاسم علی بن احمد کو قلمدان وزارت عطا کیا۔ ابو القاسم عہدہ وزارت کے کام کو انجام نہ دے سکا یہ بھی وزارت چھوڑ کر بھاگ نکلا۔ بہاء الدولہ نے ابو نصر کو دوبارہ قلمدان وزارت سپرد کیا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ دیلم میں صلاحیت پیدا ہو گئی تھی۔

فارس میں ترکوں کا قتل عام

اس کے بعد بہاء الدولہ نے طغان ترکی کو سات سو سواروں کی جمعیت کے ساتھ اہواز کے سر کرنے کے لئے بھیجا۔ طغان نے لسوس پر قبضہ کر لیا۔ صمصام الدولہ کا افسر اہواز سے کوچ کر گئے۔ طغان کی فوج تمام صوبہ خوزستان میں پھیل گئی۔ چونکہ طغان کی فوج میں ترکی زیادہ تھے اس سے دیلم کو جو اس کی فوج میں قلیل تعداد میں تھے حسد و رشک پیدا ہوا اور اس سے ہنگامہ آرائی کی غرض سے علیحدہ ہو گئے ترکوں کی تعداد زیادہ تھی انہوں نے ان کو گھیر لیا۔ دیلم نے مجبور ہو کر امن کی درخواست کی۔ طغان نے امن دیا چنانچہ دیلم امن کے دھوکہ میں آ گئے۔ ہتھیار رکھ دیئے۔ ترکوں نے سب کو قتل کر ڈالا۔ اس واقعہ کی خبر بہاء الدولہ کو واسط میں پہنچی۔ فوراً اہواز کی طرف روانہ ہو گیا اور صمصام الدولہ نے شیراز کا راستہ لیا یہ واقعہ ۳۸۲ھ کا ہے صمصام الدولہ کو اس

واقعہ سے بے حد غصہ پیدا ہوا۔ اپنے لشکر کو ۳۸۵ھ میں ترکوں کے قتل عام کا حکم دے دیا۔ فارس میں ترکوں کا ایک بڑا گروہ قتل اور پامال کر دیا گیا باقی ماندہ فارس چھوڑ کر بھاگ گئے۔ قصبات اور دیہات کو لوٹتے ہوئے کرمان پہنچے پھر کرمان سے نکل کر بلاد سندھ چلے گئے۔

صمصام الدولہ کا اہواز پر قبضہ

۳۸۵ھ میں صمصام الدولہ نے اپنی دیلمی فوج کو اہواز پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ بہاء الدولہ کا نائب السلطنت مرگیا تھا اور ترکوں نے دار الخلافت بغداد کی طرف واپسی کا ارادہ کر لیا تھا۔ بہاء الدولہ نے متوفی نائب السلطنت کے بجائے ابو کالیجار مرزبان بن سیفوان کو اہواز کی گورنری پر مامور کیا اور ابو محمد حسن بن مکرم کو اپنے نائب تفتکین کی مدد پر رام ہرمز کی جانب روانگی کا حکم دیا تفتکین کو صمصام الدولہ کے لشکروں کے مقابلے میں شکست ہوگئی تھی اور وہ بھاگ کر اہواز چلا آیا تھا۔ تفتکین، ابو محمد کو رامہرمز میں چھوڑ کر اہواز ہوتا ہوا خوزستان کی طرف چلا گیا۔ علاء بن حسن نے دھوکہ . . . دینے کی غرض سے اس سے خط و کتابت کی۔ لیکن وہ اس کے جال میں نہ آیا۔ رام ہرمز جا کر دم لیا۔ ابو محمد اور دیلمی فوج سے مڈبھیڑ ہوئی بہاء الدولہ نے اپنی ترکوں کو جو فنون جنگ سے کلی واقفیت رکھتے تھے دیلمیوں پر پس پشت سے حملہ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ دیلمی سپہ سالار کو اس کی کسی ذریعے سے اطلاع ہوگئی۔ ایک دستہ فوج بھیج دیا جس نے ان سب کو قتل کر ڈالا اس واقعہ سے بہاء الدولہ کی کمر ہمت ٹوٹ گئی مقابلہ چھوڑ کر اہواز کی جانب لوٹا۔ اہواز پہنچ کر دو ایک روز آرام کر کے بصرہ چلا گیا اور وہیں قیام پذیر ہوگیا۔ اس واقعہ کی خبر ابو محمد کو پہنچی میدان جنگ چھوڑ کر مکرم کے کیمپ کی طرف واپس ہوا علاء اور دیلمی فوج نے تعاقب کیا چنانچہ ان لوگوں نے ابو محمد کو تستر کی طرف نکال دیا۔ مدتوں دونوں فریقوں میں جنگ و پیکار کا سلسلہ جاری رہا۔ ترکوں کے قبضہ میں تستر سے رام ہرمز تک کا علاقہ رہ گیا اور دیلم رامہرمز سے بقیہ بلاد فارس پر قابض رہے ترکوں نے واپسی اختیار کی علاء تعاقب میں چلا جب اس نے یہ امر محسوس کر لیا کہ ترکوں نے واسط کا راستہ اختیار کیا ہے تو ناکام واپس ہوا اور کیمپ مکرم میں قیام اختیار کیا اور بہاء الدولہ دار الخلافت بغداد واپس گیا۔

بصرہ پر قبضہ

علاء کے ہمراہیوں میں ایک سپہ سالار سرداران دیلم میں سے شکراستان نامی بھی تھا۔ اس نے دیلمیوں سے خط و کتابت شروع کی جو بہاء الدولہ کے ساتھ تھے چنانچہ اس کے اشارے پر دیلمیوں نے امن کی درخواست کی۔ شکراستان نے انہیں امن دیا اور وہ لوگ جن کی تعداد چار سو کے قریب تھی شکراستان کے

پاس چلے آئے۔ ان لوگوں کے . . . آنے سے شکراستان کی فوج بڑھ گئی۔ اس سے اس کی ہمت بڑھی۔ بصرہ پر قبضہ کرنے کی غرض سے روانہ ہوا۔ پہنچتے ہی محاصرہ کر لیا۔ اہل بصرہ میں سے ابوالحسن بن جعفر علوی شکراستان سے مل گیا اور دیلمیوں کو درپردہ رسد وغلہ اور امداد دینے لگا۔ بہاءالدولہ کو اس کی اطلاع ہو گئی۔ بہاءالدولہ نے چند لوگوں کو ابوالحسن اور اس کے ہمراہیوں کی گرفتاری کے لئے بھیج دیا ابوالحسن اور اس کے ہمراہی بصرہ چھوڑ کر شکراستان کے پاس بھاگ گئے۔ ان لوگوں کے مل جانے سے شکراستان کی قوت بڑھ گئی۔ ان لوگوں نے کشتیاں فراہم کیں اور اسے بصرہ پر قبضہ کرنے کی راہیں تبلائیں۔ چنانچہ شکراستان اپنی فوج کے ساتھ کشتیوں پر سوار ہو کر بصرہ جا اترا۔ بہاءالدولہ کی فوج سے مقابلہ ہوا۔ سخت اور خون ریز جنگ کے بعد بہاءالدولہ کو شکست ہوئی شکراستان نے بصرہ پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا اور جی کھول کر اسے پامال کیا۔

شکراستان دیلمی

بہاءالدولہ نے بصرہ کی شکست کے بعد مہذب الدولہ والی بطیحہ کو پیام بھیجا کہ آپ بصرہ کو دیلمیوں کے قبضہ سے نکال لیجئے اور آپ خود قابض ہو جائیے مہذب الدولہ نے عبداللہ مرزوق کو ایک لشکر کے ساتھ بہاءالدولہ کی حمایت وامداد کے لئے روانہ کیا۔ دیلمی فوج مقابلہ پر آئی لیکن پہلا حملہ بھی برداشت نہ کر سکی۔ بصرہ چھوڑ کر بھاگ نکلی۔ شکراستان نے اپنی شکست خوردہ فوج کو جمع کیا اور میدان جنگ میں آیا۔ بری اور بحری لڑائی شروع ہوئی بالآخر بصرہ پر قابض ہو گیا۔ بہاءالدولہ کو لکھ بھیجا کہ میں آپ کا مطیع ہوں اور ضمانت دینے کو تیار ہوں۔ بہاءالدولہ نے درخواست منظور کر لی اور اس کے لڑکے کو بطور ضمانت اپنے پاس رکھ لیا۔ شکراستان نہایت چلتا پرزہ تھا۔ بہاءالدولہ اور صمصام الدولہ دونوں کی اطاعت کا اظہار کرتا تھا مگر حقیقت میں کسی کا مطیع نہ تھا۔

وزیر ابن عباد کی وفات

۳۸۵ھ میں ابوالقاسم اسمٰعیل بن عباد فخرالدولہ کا وزیر السلطنت نے بمقام رے جاں بحق تسلیم کی اپنے زمانہ میں بلحاظ علم وفضل یکتا تھا۔ سیاست اور ملکداری میں بھی اپنی نظیر آپ تھا۔ مختلف علوم اور فنون میں مہارت تامہ رکھتا تھا تصنیف وتالیف میں بھی اسے پوری مہارت تھی جو رسائل اس نے لکھے تھے وہ مشہور اور مدوّن ہیں اس کے کتب خانہ میں اس قدر کتابیں تھیں کہ کسی نے اس قدر کتابیں نہ جمع کی ہوں گی۔ کہا جاتا ہے کہ اس کا کتب خانہ چار سو اونٹوں پر بار کیا جاتا تھا۔

ابوالعباس احمد بحیثیت وزیر السلطنت

اس کی وفات کے بعد فخر الدولہ کا قلمدان وزارت ابوالعباس احمد بن ابراہیم ضبی ملقب بہ کافی کو عنایت کیا گیا قصہ مختصر ابوالقاسم ..... کے مرنے کے بعد فخر الدولہ نے اس کے مال و اسباب پر قبضہ کر لیا۔ حالانکہ اس نے بوقت وفات کسی کے حق میں وصیت کی تھی مگر فخر الدولہ نے اسے نافذ نہ کیا۔ چونکہ قاضی عبد الجبار معتزلی، ابوالقاسم کا پرورش کردہ اور ساختہ پرداختہ تھا اسی نے اسے رے کے عہدہ قضا پر مامور کیا تھا اس وجہ سے قاضی عبد الجبار نے فخر الدولہ کو بدعہدی اور بے وفائی کا ملزم قرار دیا۔ فخر الدولہ کو اس کی خبر لگ گئی۔ قاضی عبد الجبار سے اس کا مطالبہ کیا ایک ہزار طیلسان اور ایک ہزار تھان نفیس نفیس کپڑوں کے ضبط کر کے فروخت کر ڈالے۔ اس کے بعد ابوالقاسم کے مال و اسباب کا جہاں جہاں پتہ لگا ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر ضبط کر لیا اس کے تمام نشانات کو فنا کر دیا اور اس کے ہمراہیوں اور آوردوں کو گرفتار کر لیا۔ والبقاء للہ وحدہ۔

باب ۲۰

مجد الدولہ ابو طالب بن فخر الدولہ

و

بہاء الدولہ ابو نصر بن عضد الدّولہ

و

سلطان الدولہ ابو شجاع بن بہاء الدولہ

ماہ شعبان ۳۸۵ھ میں فخر الدولہ بن رکن الدولہ بویہ والی رے، اصفہان اور ہمدان نے قلعہ طبرک میں داعی اجل کو لبیک کہہ کر سفر آخرت اختیار کیا۔ تخت حکومت پر اس کا لڑکا مجد الدولہ ابو طالب رستم متمکن ہوا۔ اس وقت اس کی عمر صرف چار برس کی تھی۔ امراء و اراکین دولت نے اس نو عمر چھوکرے کو تخت آرائے حکومت کیا تھا اس کے بھائی شمس الدولہ کو ہمدان اور قرمیس حدود عراق تک کا حاکم بنایا۔ مجد الدولہ کی زمام حکومت اس کی ماں کے قبضہ اقتدار میں تھی اور وہی ابو طاہر (یہ فخر الدولہ کا مصاحب تھا) اور ابو العباس ضبی کافی وزیر السلطنت کے مشورے اور رائے سے کرتی تھی۔

علا بن حسن کا انتقال

ان واقعات کے بعد علا بن حسن، صمصام الدولہ کا گورنر خوزستان مقام لشکر گاہ مکرم میں انتقال کر گیا۔ صمصام الدولہ نے ابو علی بن استاد ہرمز کو بہت سا مال دے کر روانہ کیا۔ اس نے خوزستان پہنچ کر دیلمی فوج میں وہ مال تقسیم کر دیا۔ دیلمیوں کی باچھیں کھل گئیں مارے خوشی کے جامہ

سے باہر ہو گئے۔ بہاء الدولہ کے ہمراہیوں کو چند لیا بور سے نکال کر خوزستان اور خوزستان سے شہر بدر کر کے واسط کی طرف بھیج دیا۔ ان میں سے چند آدمیوں کو ملانے کی کوشش کی اور جب وہ ان کی طرف مائل ہو گئے۔ اور اس سے آملے تو انہیں اچھے اچھے عہدے دیئے۔ تمام مقبوضہ میں حکام اور گورنر مقرر کئے۔ خراج وصول کیا۔ یہ واقعات سنہ ۳۸۸ھ کے ہیں۔ اس کے بعد ابو محمد بن مکرم، واسط سے ترکوں کو لے کر نکلا۔ ابو علی ان کی مدافعت پر کمر باندھ کر تیار ہو گیا۔ دونوں میں متعدد لڑائیاں ہوتی رہیں۔

ابو علی بن اسمٰعیل

اس اثنا میں بہاء الدولہ، واسط سے آپہنچا۔ انہی دنوں ابو علی بن اسمٰعیل (جسے بہاء الدولہ نے اہواز کی روانگی کے وقت سنہ ۳۸۶ھ میں دار الخلافت بغداد کا نائب مقرر کیا تھا) واسط آ گیا مقلد بن مسیب یہ خبر پا کر موصل سے بغداد کے علاقہ کو روکنے کی غرض سے نکل کھڑا ہوا۔ ابو علی بن اسمٰعیل مقابلہ کی غرض سے خم ٹھونک کر نکلا۔ بہاء الدولہ کو اس سے مغالطہ پیدا ہوا۔ اور یہ امر اسے ناگوار گزرا چند لوگوں کو ابو علی بن اسمٰعیل کی گرفتاری کے لئے بھیجا۔ ابو علی بن اسمٰعیل یہ خبر پا کر بطیحہ بھاگ گیا۔

بہاء الدولہ اور ابو علی بن استاد ہرمز کی جنگ

وزیر السلطنت نے رائے دی کہ مصلحت وقت یہ ہے کہ آپ ابو محمد بن مکرم، ابو علی بن استاد ہرمز کے مقابلے پر امداد کے لئے تیار ہو جائیے اور فوراً خوزستان کا راستہ اختیار کیجئے ورنہ معاملہ نازک ہو جائے گا۔ چنانچہ بہاء الدولہ سامان سفر و جنگ درست کر کے خوزستان کی طرف چلا۔ قنطرہ بیضاء پہنچ کر پڑاؤ کیا۔ ابو علی بن استاد ہرمز سے چند لڑائیاں ہوئیں ابو علی نے رسد و غلہ کی درآمد بند کر دی۔ بہاء الدولہ کا لشکر پریشان ہو گیا۔ تب بہاء الدولہ نے بدر بن حسنویہ سے امداد کی درخواست کی۔ خورد و نوش کی چیزیں طلب کیں۔ بدر بن حسنویہ نے کچھ سامان خوردنی روانہ کیا۔ لگانے بجھانے والوں نے ابو علی بن اسمٰعیل کی طرف سے بہاء الدولہ کے کان بھرنے شروع کر دیئے۔ قریب تھا کہ ادبار کی گھٹائیں اس کے سر پر چھا جائیں اتنے میں صمصام الدولہ کے مارے جانے کی خبر آ گئی جنگ اور مخالفت کا قصہ تمام ہو گیا باہم مصالحت ہو گئی اور زمام حکومت بہاء الدولہ کے قبضہ اقتدار میں آ گئی۔

قتل صمصام الدولہ

جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں ابو القاسم اور ابو نصر پسران بختیار مقید تھے۔ ان دونوں نے محافظین قلعہ کو ملا لیا اور قلعہ سے نکل آئے کردوں کا ایک گروہ ان کے پاس آ کر جمع ہو گیا

اتفاق یہ کہ انہی دنوں صمصام الدولہ نے اپنی فوج کا جائزہ لیا تھا۔ اور تقریباً ایک ہزار آدمیوں کو جن کا نسب دیلمی نہیں ثابت ہوا تھا فوج سے نکال دیا تھا۔ یہ جم غفیر بھی بختیار کے لڑکوں سے جا ملا۔ بہت بڑی جمعیت ہو گئی ارجان کی طرف بڑھے۔ ابو جعفر استاد ہرمز ان دنوں وہیں مقیم تھا دونوں سے مڈبھیڑ ہوئی ابو جعفر شکست اٹھا کر بھاگا اور روپوش ہو گیا۔ ان لوگوں نے اس کے ایوان حکومت اور مکان کو لوٹ لیا۔ اس کے بعد ان لوگوں نے صمصام الدولہ کے خلاف علم بغاوت بلند کیا۔ صمصام الدولہ شکست کھا کر رودمان (شیراز سے دو منزل کے فاصلہ پر) بھاگ آیا۔ والی رودمان نے صمصام الدولہ کو گرفتار کر لیا۔ ابو نصر بن بختیار نے پہنچ کر والی رودمان سے صمصام الدولہ کو لے لیا اور اس کی حکومت فارس کے نویں برس ماہ ذی الحجہ ۳۸۸ھ میں قید حیات سے سبکدوش کر لیا اور اس کی ماں کو ایک دیلمی سردار کے حوالہ کر دیا۔ دیلمی سردار نے اسے بھی مار ڈالا اور اسی کے مکان میں دفن کر دیا جب بہاء الدولہ، فارس پر قابض ہوا تو اس نے اس کی نعش کو مقابر بنو بویہ میں لے جا کر دفن کیا۔

بہاء الدولہ کا فارس اور خوزستان پر قبضہ صمصام الدولہ کے قتل کے بعد ابو القاسم اور ابو نصر پسران بختیار فارس پر قابض ہو گئے۔ ان لوگوں نے ابو علی بن استاد ہرمز کے پاس پیام بھیجا۔ ملانے کی کوشش کی اور یہ امر پیش کیا کہ آؤ ہم تم اور نیز وہ دیلم جو تمہارے ساتھ ہیں باہم عہد و پیمان کر لیں اور بہاء الدولہ سے متفق ہو کر لڑیں۔ ابھی ابو علی کوئی جواب انکار یا اقرار کا نہ دینے پایا تھا۔ کہ بہاء الدولہ نے بھی اس سے خط و کتابت کی۔ اسے اور ان دیلم کو جو ان کے ہمراہ تھے امن دینے کا اقرار کیا اور ہر طرح کا سلوک کرنے پر آمادگی ظاہر کی۔ ابو علی کو سخت فکر پیدا ہوئی چونکہ ابو علی نے اس سے پہلے پسران بختیار کے دو بھائیوں کو قتل کر ڈالا تھا اور ان دونوں کو قید کیا تھا۔ اس وجہ سے اس نے بہاء الدولہ کے میل جول کو ترجیح دی۔ باقی رہے دیلم جو اس کے ہمراہ تھے انہوں نے ان ترکوں کے خوف سے جو کہ بہاء الدولہ کی رکاب میں تھے بہاء الدولہ کے ملنے سے انکار کیا۔ تاہم ابو علی انہی دیلمیوں کے ساتھ رہا اور اسی کشمکش و پیچ میں پڑا رہا یہاں تک کہ سرداروں کی ایک جماعت کو بہاء الدولہ کے پاس روانہ کیا ان لوگوں نے اس سے عہد و پیمان لیا اور اس پر اعتماد کر کے سب کے سب اس کے پاس چلے آئے اہواز کی طرف بڑھے۔ پھر رام ہرمز اور ارجان کی جانب گئے غرض کہ بہاء الدولہ نے آہستہ آہستہ تمام بلاد خوزستان پر قبضہ کر لیا۔

اس کے بعد اپنے وزیر السلطنت ابوعلی بن اسمٰعیل کو فارس کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ شیراز کے باہر ایک کھلے میدان میں پڑاؤ ڈالا۔ پسران بختیار ان دنوں شیراز ہی میں تھے۔ دونوں فریقوں میں گھمسان کی لڑائی ہونے لگی۔ اثناء جنگ میں پسران بختیار کے بعض ہمراہی ابوعلی وزیر سے مل گئے اور ان دونوں سے علیحدہ ہو کر ابوعلی کی فوج میں آ گئے جس سے پسران بختیار کو شکست ہوئی۔ ابوعلی نے شیراز پر قبضہ کر لیا۔ ابونصر بن بختیار بلاد دیلم بھاگ گیا اور اس کا بھائی ابوالقاسم بدر بن حسنویہ کے پاس چلا گیا پھر بطیحہ جا کر قیام پذیر ہوا۔ خاتمہ جنگ کے بعد وزیر السلطنت ابوعلی نے فتح کا نامہ بشارت بہاء الدولہ کی خدمت میں روانہ کیا۔ چنانچہ بہاء الدولہ اس خوشخبری کو سن کر شیراز آیا اور قریہ دودمان کو تباہ اور پامال کرنے کا حکم دیا۔ اس کے بعد اہواز جا کر سکونت اختیار کی۔ دارالخلافت بغداد میں اپنی جگہ ابوعلی بن جعفر معروف بہ استاد ہرمز کو متعین کیا۔ اور عمید العراق کا لقب مرحمت فرمایا ان واقعات کے بعد سے ملوک دیلم نے مستقل طور سے اہواز (بلاد فارس) میں سکونت اختیار کی اور مدت دراز تک عراق کے حکمران رہے۔

ابونصر بن بختیار کا قتل

جس وقت ابونصر بن بختیار کا قدم بلاد دیلم میں مستقل طور سے جم گیا اس وقت اس نے ان دیلمی فوجوں کو ملانے کی کوشش کی جو فارس اور کرمان میں تھی اور ان سے خط و کتابت شروع کی چنانچہ دیلمی فوجیں اور بہت سے اکراد ابونصر کی تحریر کے مطابق فارس آ کر جمع ہو گئے ابونصر نے ان لوگوں کو مسلح کر کے کرمان پر دھاوا کر دیا۔ اس وقت کرمان میں ابوجعفر بن سیرجان حکومت کر رہا تھا موقع مناسب نہ پایا۔ جیرفت کی طرف بڑھا اور اس پر قابض ہو گیا۔ قبضہ جیرفت کے بعد آہستہ آہستہ اکثر بلاد کرمان کو دبا لیا۔ بہاء الدولہ کو اس کی خبر لگی۔ فوراً اپنے وزیر السلطنت ابوعلی بن اسمٰعیل کو ایک فوج کے ساتھ ابونصر کی سرکوبی اور جنگ کے لئے روانہ کیا۔ جوں ہی ابوعلی جیرفت کے قریب پہنچا۔ اہل جیرفت نے امن کی درخواست کی اور اطاعت قبول کی۔ ابونصر بن بختیار یہ رنگ دیکھ کر بھاگ نکلا۔ ابوعلی نے اپنی فوج سے تین سو جنگ آوروں کو منتخب کیا اور انہیں اپنے ہمراہ لے کر ابونصر کے تعاقب میں نکلا۔ اس کا بقیہ لشکر جیرفت ہی میں پڑا رہا گئے رہا دو چار منزل کے بعد ابوعلی نے ابونصر کو پہنچ کر گھیر لیا۔ ابونصر کے ہمراہیوں میں سے کسی نے مکر و فریب سے اسے قتل کر ڈالا۔ اور سر کاٹ کر ابوعلی کے پاس لے آیا۔ ابونصر کے باقی ماندہ ہمراہی پریشان ہو کر بھاگے۔ ابوعلی نے سب کو پامال کر دیا یہ واقعہ ۳۹۰ھ کا ہے۔

وزیر ابوعلی بن اسمٰعیل کا قتل ابونصر کے مارے جانے کے بعد ابوعلی نے کرمان پر قبضہ کر کے ابوموسیٰ سیاہ چشم کو مامور کیا اور مظفر و منصور بہاء الدولہ کی خدمت میں آیا۔ بہاء الدولہ نے فوراً اسے گرفتار کر کے اس کے مال و اسباب کو بھی ضبط کر لیا اس گرفتاری اور ضبطی کا ظاہری سبب کچھ نہ تھا اور ابتدء دوسرے وزیر شاہ پور کو لکھ بھیجا کہ ابوعلی کے تمام ممبران خاندان اور اعزا اقارب اور دوستوں کو گرفتار کر لو۔ وزیر شاہ پور کو بلا وجہ گرفتاری سے پس و پیش پیدا ہوا اس وجہ سے ان لوگوں کو نکل بھاگنے کا موقع مل گیا چنانچہ وہ سب بھاگ گئے۔ اس کے بعد بہاء الدولہ نے اپنے وزیر ابوعلی کو ۳۹۲ھ میں قتل کر ڈالا خوزستان اور اس کے تمام متعلقہ بلاد پر ابوعلی حسن بن استاد ہرمز کو مقرر کیا عمید الجیوش کا لقب دیا۔ ابوجعفر حجاج بن ہرمز کو بداخلاقی ظلم اور بیجا تحکم کی وجہ سے معزول کیا چنانچہ ابوعلی حسن کی گورنری سے انتظام درست ہو گیا۔ شورش کم ہو گئی گویا بہاء الدولہ کو ابوعلی نے عدل و انصاف کی وجہ سے بہت بڑی دولت مل گئی۔

طاہر بن خلف اور ابوموسیٰ کی جنگ ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں کہ طاہر بن خلف، اپنے باپ خلف بن احمد سجستانی کی اطاعت چھوڑ کر اس کے مقابلے پر جنگ کے لئے آیا تھا چنانچہ اس کا باپ کامیاب ہوا اور طاہر شکست کھا کر کرمان کی طرف چلا گیا۔ ارادہ یہ تھا کہ موقع پا کر کرمان پر قابض ہو جاؤں گا۔ گورنر کرمان اپنی کاہلی اور آرام طلبی کی وجہ سے طاہر بن خلف کے بڑھتے ہوئے حوصلوں کی روک تھام نہ کر سکا نتیجہ یہ ہوا کہ تھوڑے ہی دن میں طاہر کی جمعیت بڑھ گئی اطراف و جوانب کے امراء جو گورنر کرمان کے مخالف تھے اس سے مل گئے۔ طاہر نے ان لوگوں کو مسلح کر کے جیرفت پر دھاوا کر دیا۔ جیرفت اور اس کے علاوہ اور شہروں پر بھی قابض ہو گیا یہ واقعہ ۳۹۱ھ کا ہے۔ ابوموسیٰ سیاہ چشم کو اس کی خبر لگی۔ گورنر کرمان پر بے حد غصہ ہوا اور اپنی دیلمی کو فوج کو مرتب کر کے کرمان پر حملہ کر دیا۔ طاہر بن خلف کو شکست ہوئی۔ ابوموسیٰ نے اس کے مال و اسباب کو لوٹ لیا اور جن شہروں پر اس نے قبضہ کر لیا تھا پھر قابض ہو گیا اسی اثنا میں بہاء الدولہ نے ابوجعفر استاد ہرمز کو ایک بڑی فوج کے ساتھ کرمان کی طرف روانہ کیا۔ ابوجعفر نے بھی طاہر کو سجستان کے باہر شکست دی اور کرمان پر قبضہ کر لیا دیلم کا دور دورہ جیسا کہ اس سے پہلے تھا کرمان میں وہی دور دورہ پھر ہو گیا۔

بنو عقیل کا محاصرہ مدائن قرواش بن مقلد نے ۳۹۳ھ میں بنو عقیل کے ایک گروہ کو ملک گیری کی غرض سے روانہ کیا تھا۔ چنانچہ اس نے مدائن پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ بہاء الدولہ کے نائب بغداد ابوجعفر حجاج بن ہرمز نے اس خبر کو سن کر صف شکن فوجیں ان کے مقابلے کے لئے روانہ کیں۔

بنو عقیل اور بنو اسد کی پامالی

چنانچہ بنو عقیل کے گروہ نے مدائن کے محاصرہ سے ہاتھ کھینچ لیا اس کے بعد بنو عقیل اور بنو اسد میں سے ابوالحسن بن مزید متفق ہو کر ملک گیری کے لئے نکلے۔ ابو جعفر حجاج مقابلہ کی غرض سے خم ٹھونک کر میدان میں آیا خفاجہ کو بھی شام سے بلا بھیجا۔ دونوں فریقوں میں جنگ شروع ہو گئی سخت اور خونریز جنگ کے بعد ابو جعفر کو شکست ہوئی لشکر گاہ لوٹ لیا گیا اس کے بعد پھر دوبارہ شکست اٹھا کر بھاگا اور اپنی گئی ہوئی قوت کو جمع کر کے پھر اطراف کوفہ میں خم ٹھونک کر لڑنے کے لئے آیا۔ اس واقعہ میں بنو عقیل اور بنو مزید اسدی کو شکست ہوئی۔ نہایت بری طرح پامال کئے گئے۔ بنو مزید اسدی کے قیمتی قیمتی زیورات، نفیس نفیس اسباب، عمدہ عمدہ کپڑے اور بہت سامال جسے زمانہ کی آنکھوں نے نہ دیکھا ہوگا اور نہ کانوں نے سنا ہوگا لوٹ لیا گیا۔

ابو جعفر اور ابوعلی میں جنگ

جوں ہی ابو جعفر حجاج، دارالخلافت بغداد سے بنو عقیل کی سرکوبی کی غرض سے نکلا اوباش اور جرائم پیشہ کی بن آئی غارت گری، قتل اور لوٹ مار کا بازار گرم ہو گیا۔ بہاء الدولہ کو اس کی اطلاع ہوئی۔ ابوعلی بن جعفر معروف بہ استاد ہرمز کو عراق کی حفاظت اور اس میں امن و امان قائم کرنے کی غرض سے فوراً روانہ کیا۔ ابو جعفر کو اس کی خبر لگ گئی۔ نہایت برہم ہوا۔ اطراف کوفہ میں دیلم اور ترکوں کو جمع کر کے مقابلہ پر آیا لیکن اتفاق یہ کہ ابو جعفر کو شکست ہوئی ابوعلی نے نہایت مردانگی سے اطراف کوفہ کو اس کی لوٹ مار سے بچایا۔ اس کے بعد ابوعلی خوزستان کی طرف چلا گیا۔ رفتہ رفتہ سوس تک پہنچا۔ اس اثنا میں یہ خبر سننے میں آئی کہ ابو جعفر فوجیں فراہم کر کے پھر کوفہ کی طرف آ گیا ہے یہ سنتے ہی فوراً لوٹ پڑا دونوں فریقوں میں لڑائی کا نیزہ گڑ گیا۔ ابھی لڑائی کا سلسلہ منقطع نہیں ہوا تھا کہ ۳۹۳ھ میں بہاء الدولہ نے ابوعلی کو حکم بھیج دیا کہ "تم ابو جعفر کی جنگ ملتوی کر کے ابن واصل سے جنگ کی غرض سے بصرہ چلے جاؤ" چنانچہ ابوعلی ابو جعفر کی جنگ سے ہاتھ کھینچ کر بصرہ چلا گیا۔ ابن واصل سے اور ابوعلی سے متعدد لڑائیاں ہوئیں جیسا کہ ہم یہ حالات ملوک طبیعہ میں بیان کریں گے مختصر ابوعلی دارالخلافت بغداد کی جانب واپس ہوا ابو جعفر، قلیج حامی (براہ خراسان) میں آ اترا اور قیام کر دیا۔ قلیج حامی، عمید الجیوش ابوعلی کی جاگیر تھی۔ اس کا حاکم آخری ۳۹۷ھ میں مر گیا تھا۔ ابوعلی نے اس کی جگہ ابوالفضل بن عنان کو مامور کیا تھا۔ اس وقت بہاء الدولہ بصرہ میں ابن واصل سے مصروف جنگ تھا ابو جعفر وغیرہ کو یہ خبر معلوم ہو گئی ہاتھ پاؤں ڈھیلے ہو گئے۔ بزدلی نے دلوں میں گھر لیا۔ جماعت میں تفرقہ پیدا ہو گیا۔ ابن مزید اسدی اپنے

مقبوضہ ملک چلا گیا، ابو جعفر اور ابن عیسیٰ نے حلوان جا کر دم لیا۔

بہاء الدولہ اور ابو جعفر

کچھ عرصہ بعد ابو جعفر نے بہاء الدولہ کی خدمت میں معذرت کا خط بھیجا معافی کی درخواست کی بہاء الدولہ نے درخواست کو قبولیت کا درجہ عنایت کیا۔ چنانچہ ابو جعفر مقام تستر میں حاضر خدمت ہوا لیکن بہاء الدولہ اس خیال سے کہ بادار ابو علی کو اس سے نفرت پیدا نہ ہو جائے کچھ زیادہ توجہ نہ دی پھر بہاء الدولہ کو بدر بن حسنویہ کی بڑھتی ہوئی قوت سے خطرہ پیدا ہوا حسد کی آگ بھڑک اٹھی۔ فوجیں تیار کر کے بدر کی طرف بڑھا بدر نے مصالحت کا پیام دیا بہاء الدولہ نے اس کو قبول کر لیا اور واپس آ گیا [illegible]ھ میں ابو جعفر حجاج ہرمز نے مقام اہواز میں سفر آخرت اختیار کیا اور دنیا کے تمام جھگڑوں سے چھوٹ گیا۔

مجد الدولہ کی گرفتاری

آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ مجد الدولہ ابو طالب رستم بن فخر الدولہ ہمدان اور قرمیسین پر حدود عراق تک حاکم بنایا گیا تھا اور دونوں حکومتوں کی زمام حکومت اس کی ماں کے قبضہ اقتدار میں رہی وہی ان بلاد پر حکمرانی کرتی تھی۔ جب مجد الدولہ نے قلمدان وزارت ابو علی بن علی بن قاسم کو سپرد کیا تو امراء دولت نے اس سے انکار کیا۔ مجد الدولہ کو بھی اپنی ماں سے خوف پیدا ہوا، اور وہ بھی اپنے بیٹے سے مشتبہ ہو کر رے سے نکل کر قلعہ میں جا ٹھہری قلعہ کی حفاظت پر لوگوں کو مامور کیا پھر دھوکہ سے قلعہ سے نکل کر بدر بن حسنویہ کے پاس جا پہنچی امداد کی درخواست کی اتنے میں اس کا بیٹا شمس الدولہ بھی ہمدان سے فوجیں لے کر آ گیا۔ بدر بن حسنویہ ان دونوں کے ساتھ ۳۹۷ھ میں مجد الدولہ سے لڑنے کے لئے چلا۔ چنانچہ اصفہان پہنچ کر محاصرہ ڈال دیا اور بزور تیغ اس پر قبضہ کر لیا اصفہان کی زمام حکومت پھر مجد الدولہ کی ماں کے قبضہ اقتدار میں آ گئی۔ مجد الدولہ کو گرفتار کر کے قید کر دیا اور حکومت کی کرسی پر شمس الدولہ کو بٹھلایا۔ بدر بن حسنویہ اپنے [illegible]

مادر مجد الدولہ اور بدر میں ناچاقی

پھر ایک برس کے بعد مجد الدولہ کی ماں کو شمس الدولہ سے بدگمانی پیدا ہوئی۔ مجد الدولہ کو قید سے نکال کر تخت حکومت پر متمکن کیا شمس الدولہ ہمدان کی طرف بھاگ گیا بدر بن حسنویہ کو اس سے بے حد رنج ہوا چونکہ اپنے بیٹے ہلال کی شورش اور فساد ختم کرنے میں مصروف تھا دل ہی دل میں پیچ و تاب کھا کر رہ گیا یہ اسی فکر میں تھا کہ شمس الدولہ کا خط آ پہنچا جس میں اس نے امداد طلب کی تھی بدر نے مصروفیت کے باوجود شمس الدولہ کی مدد پر فوجیں روانہ کیں شمس الدولہ نے قم کا محاصرہ کر لیا۔ مجد الدولہ کی ماں سخت مشکلات میں گرفتار ہو گئی۔

علاء الدین ابو حفص

علاء الدین ابو حفص بن کاکویہ، اس عورت (مادر مجد الدولہ) کا ماموں زاد بھائی تھا قدیم فارسی زبان میں کاکویہ ماموں کو کہتے ہیں۔ اسی وجہ سے علاء الدین ابن کاکویہ کہلایا گیا اسے مجد الدولہ کی ماں نے اصفہان کی حکومت پر مامور کیا تھا

جب اس کی حکومت میں اضطراب پیدا ہوا تو ابن کاکویہ بہاء الدولہ کے پاس عراق چلا گیا اور اسی کے پاس ٹھہرا رہا پھر جب مجد الدولہ کی ماں کے قبضہ اقتدار میں زمام حکومت آگئی تو ابن کاکویہ عراق سے اس کے پاس چلا آیا اس نے اسے پھر اصفہان کی حکومت پر مامور کیا۔ اس سے اس کے قدم حکومت و سلطنت پر جم گئے اس کے بعد اس کی اولاد، اصفہان پر حکمرانی کرنے لگی۔ جیسا کہ آئندہ ہم ان کے حالات کے ضمن میں بیان کریں گے۔

بہاء الدولہ کی مراجعت بغداد ابو جعفر استاد ہرمز، عضد الدولہ کا حاجب اور اس کے خاص الخواص میں سے تھا ابو جعفر نے اپنے بیٹے ابو علی صمصام الدولہ بن عضد الدولہ کی خدمت میں بھیج دیا تھا جب صمصام الدولہ مارا گیا تو ابو علی، بہاء الدولہ کے پاس چلا آیا بہاء الدولہ کو عراق میں جب یہ خبر پہنچی کہ دار الخلافت بغداد میں اس کی غیر حاضری کے زمانہ میں سخت شورش پیدا ہو گئی ہے اوباشوں اور جرائم پیشہ اشخاص نے لوٹ مار شروع کر دی ہے تو بہاء الدولہ نے اپنی جگہ عراق کی حکومت پر فخر الملک ابو طالب کو مامور کیا اور خود دار الخلافت کی طرف چل کھڑا ہوا۔ امراء دولت اراکین سلطنت اور بڑے بڑے عہدہ داراسی سنہ کے ذی الحجہ میں بہاء الدولہ سے ملنے کے لئے آئے۔ بہاء الدولہ نے ایک فوج دار الخلافت بغداد سے ابو الشوک سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کی۔ یہاں تک کہ ابو الشوک کی شورش ختم ہو گئی۔

بدر بن حسنویہ کی امداد طلبی اسی زمانہ میں بدر بن حسنویہ اور اس کے بیٹے ہلال میں جھگڑا ہو گیا۔ بدر نے بہاء الدولہ سے امداد طلب کی۔ چنانچہ بہاء الدولہ نے بدر کی امداد پر کمر باندھی[1]...... دیر عاقول کو اس کے قبضہ سے نکال لیا اور جو کچھ مال و اسباب وہاں تھا سب پر قابض ہو گیا۔ اس اثنا میں سلطان، علوان اور رجب پسران ثمال خفاجی اپنے سرداران قوم کے ساتھ آگئے اور بنو عقیل سے فرات کی حفاظت کی ذمہ داری لی اور اس کے ساتھ ساتھ دار الخلافت بغداد کو روانہ ہوئے۔ بہاء الدولہ نے ان لوگوں کو ذی السعادتین حسن بن منصور کے ہمراہ انبار کی طرف روانہ کیا ان لوگوں نے اس کے اطراف کو تباہ اور پامال کرنا شروع کیا۔

ابو الحسن بن مزید اور سلطان ذو السعادتین نے ان میں سے چند لوگوں کو گرفتار کر لیا لیکن کچھ دن بعد پھر رہا کر دیا ان لوگوں نے ذو السعادتین کو گرفتار کرنے کا قصد کیا۔ ذو السعادتین یہ بات تاڑ گیا اور ان لوگوں کو مع سلطان کے پھر گرفتار کر لیا اور پابزنجیر دار الخلافت بغداد بھیج دیا کچھ عرصہ بعد ابو الحسن بن مزید کی سفارش سے پھر رہا کر دیئے گئے۔ ان لوگوں نے حسب عادت پھر قتل و غارت گری پر کمریں باندھ لیں ۳۸۲ھ میں حاجیوں کے قافلے سے بھڑ گئے اور راستے لوٹ لیا۔ فخر الملک نے ابو الحسن بن مزید کو ان لوگوں سے انتقام لینے کے لئے لکھا۔ چنانچہ ابو الحسن بن مزید نے بصرہ پہنچ کر ان لوگوں کو گھیر لیا اور نہایت سختی سے

[1] اصل کتاب میں عبارت نہیں ہے۔

انہیں قتل اور گرفتار کیا۔ حاجیوں کا مال و اسباب جس قدر لوٹ لیا تھا واپس لے لیا اور قیدیوں کو فخر الملک کے پاس بھیج دیا اس واقعہ کے بعد پھر ان کے باقی ماندہ ساتھیوں نے حاجیوں کے قافلہ سے چھیڑ چھاڑ شروع کی اور اطراف کوفہ کو لوٹ لیا ابوالحسن بن مزید یہ خبر پا کر ان کے سر پر جا پہنچا اور جیسا کہ اس سے پہلے اس نے انہیں زیر و زبر کیا تھا پھر قید اور قتل کیا اور قیدیوں کو دار الخلافت بغداد بھیج دیا۔

بہاء الدولہ کی وفات ان واقعات کے بعد ۴۰۳ھ کا نصف اول گزر چکا تھا کہ بہاء الدولہ ابو نصر بن عضد الدولہ بن بویہ نے مقام ارجان (عراق) میں وفات پائی مشہد علیؓ میں اپنے باپ کے پاس مدفون ہوا چوبیس برس حکومت کی۔

سلطان الدولہ ابو شجاع اس کے بعد اس کا بیٹا سلطان الدولہ ابو شجاع تخت حکومت پر متمکن ہوا ارجان سے شیراز آیا اپنے ایک بھائی جلال الدولہ ابوطاہر کو بصرہ کی حکومت پر مامور کیا اور دوسرے بھائی ابوالفوارس کو کرمان کی گورنری مرحمت کی۔

شمس الدولہ اور مجد الدولہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ شمس الدولہ بن فخر الدولہ حکومت ہمدان پر متمکن ہوا تھا اور اس کا بھائی مجد الدولہ تخت آرائے حکومت رے ہوا تھا اور اس کی ماں دونوں حکومتوں کی نگراں اور سیاہ و سفید کرنے کی مالک تھی۔ بدر بن حسنویہ کردوں کا سردار تھا اس سے اور اس کے بیٹے ہلال سے جھگڑا ہو گیا تھا ایک دوسرے سے گتھ گئے تھے دونوں میں متعدد لڑائیاں ہوئیں جنہیں ہم ان کے حالات کے ضمن میں تحریر کریں گے۔ شمس الدولہ ان کے اکثر شہروں پر قابض ہو گیا تھا اور وہاں کے مال و اسباب کو دبا لیا تھا جیسا کہ ان کے حالات کے سلسلہ میں تم آئندہ پڑھو گے۔ اس کے بعد شمس الدولہ نے رے کی طرف قدم بڑھایا۔ مجد الدولہ نے رے چھوڑ دیا۔ دنباوند چلا آیا۔ اس کے ہمراہ اس کی ماں بھی تھی۔ شمس الدولہ نے رے پر قبضہ کر لیا۔ اپنے بھائی اور ماں کے تعاقب میں روانہ ہوا۔ فوج کو بہت دنوں سے مشاہرہ نہیں ملا تھا۔ آئے دن لڑائیوں کی وجہ سے تنخواہیں بند تھیں۔ شور و شر مچایا ایک ہنگامہ برپا ہو گیا۔ وظائف اور تنخواہ طلب کرنے لگے شمس الدولہ مجبور ہو کر ہمدان واپس آیا اور اس کا بھائی مجد الدولہ اور اس کی ماں پھر رے آ گئے اور قابض ہو گئے۔

فخر الملک ابو طالب کا قتل ابو محمد حسن ابن سہلان ایک مدت سے قرواش کے پاس چلا گیا تھا۔ قرواش نے اسے اپنے پاس کمال عزت سے ٹھہرایا۔ سلطان الدولہ نے اس کی جگہ عہدہ وزارت پر ابو القاسم جعفر بن فسانجس کو مقرر کیا۔ ربیع الاول ۴۰۷ھ میں سلطان الدولہ نے اپنے گورنر عراق اور اس کے وزیر السلطنت فخر الملک ابو طالب کو گرفتار کر کے قید حیات سے سبکدوش کر دیا ساڑھے پانچ سال عہدہ وزارت پر رہا اس کا مال و اسباب سلطان الدولہ نے ضبط کر لیا جس کی مالیت ایک کروڑ تھی

ابن سہلان کی وزارت | جب فخر الملک کے قتل کے بعد ابن سہلان واپس آیا تو سلطان الدولہ نے فخر الملک کی جگہ اسے حکومت عراق پر مامور کیا۔ عمید الجیوش کا خطاب دیا اور اس کی جگہ وزارت کا عہدہ، زنجی کو مرحمت کیا۔ چنانچہ محرم ۴۱۰ھ میں ابن سہلان عراق کی طرف روانہ ہوا بنو اسد کی طرف ہو کر گزرا چونکہ زمانہ حکومت فخر الملک میں اس کے اشارہ و حکم سے بنو اسد نے بنو مشرک کے سرداروں کو گرفتار کر لیا تھا۔ اس وجہ سے ان میں سے ابن دبیس فخر الملک کے قتل کے بعد بنو اسد سے انتقام لینے کے لئے اٹھا۔ ابن سہلان نے یہ رنگ دیکھ کر بنو اسد اور اس کے بھائی مہارش اور طراد پر شب خون مارا اور دور تک تعاقب کرتا چلا گیا ان کے نامی نامی سرداروں کو تہ تیغ کیا۔ ایک جماعت دیلم اور ترکوں کی بھی کام آ گئی۔ بالآخر ان لوگوں کو شکست ہوئی ابن سہلان نے ان کے مال و اسباب کو لوٹ لیا۔ عورتوں اور لڑکوں کو غلام بنایا۔ خاتمہ جنگ کے بعد مضر اور مہارش کو امن دیا۔ ان دونوں اور طراد کو جزیرہ کی حکومت میں شریک کر دیا۔ یہ امر سلطان الدولہ کو ناگوار گذرا۔ فوراً واسط کی جانب کوچ کر دیا۔ اس وقت واسط میں آتش فتنہ بھڑک رہی تھی۔

سلطان الدولہ اور ابن سہلان | سلطان الدولہ نے ان میں سے ایک جماعت کو قتل کر ڈالا فتنہ و فساد فرو ہو گیا۔ امن و امان قائم ہو گیا۔ اس عرصہ میں دار الخلافت بغداد کے فتنہ کی خبر لگی تمام کاموں کو چھوڑ کر دار الخلافت بغداد کو روانہ ہوا اسی سنہ کے ماہ ربیع الثانی میں بغداد پہنچا۔ اوباش، آبرو باختہ اور بدمعاش بھاگ نکلے۔ عباسیوں کے ایک گروہ کو شہر بدر کیا ابو عبداللہ ابن نعمان فقیہ شیعہ کو بھی نکال باہر کیا۔ دیلمی فوج کو دار الخلافت بغداد کے اطراف و جوانب میں ٹھہرا کر واسط واپس آیا۔ دیلمیوں اور ترکوں سے فساد کی ٹھہر گئی۔ لڑائی کا نیزہ گڑ گیا۔ چند دیلمی سردار ابن سہلان کی شکایت لے کر واسط سلطان الدولہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ سلطان الدولہ نے ان لوگوں کو تسلی دی اور ان لوگوں کو اپنے پاس ٹھہرا لیا اس کے بعد ابن سہلان کو طلبی کا خط لکھا۔ ابن سہلان کو خطرہ پیدا ہوا بنو خفاجہ کے پاس بھاگ گیا تھوڑے دن قیام کر کے موصل جا پہنچا پھر موصل سے نکل کر بطیحہ جا کر قیام پذیر ہوا۔ سلطان الدولہ نے ابن سہلان کی گرفتاری اور جستجو میں فوجیں روانہ کیں۔ چونکہ شرابی (والی بطیحہ نے) ابن سہلان کو اپنی پناہ میں لے لیا تھا اس وجہ سے سلطان الدولہ کی فوج سے معرکہ آرا ہوا اور اسے شکست فاش دی۔ ابن سہلان، جلال الدولہ کے پاس بصرہ چلا گیا۔

سلطان الدولہ اور زنجی میں مصالحت | ان واقعات کے بعد زنجی اور سلطان الدولہ میں صفائی ہو گئی اسی سنہ میں دیلمیوں کی کمزوری محسوس ہوئی۔ دار الخلافت بغداد اور واسط میں عوام الناس ان پر ٹوٹ پڑے ایک سخت ہنگامہ برپا

ہو گیا۔ دیلمی ان کی مدافعت نہ کر سکے اسی اثناء میں سلطان الدولہ نے اپنے وزیر فسانجس اور اس کے بھائی کو گرفتار کر لیا۔ قلمدان وزارت ابو طالب ذو السعادتین حسن بن منصور کو عنایت کیا اور جلال الدولہ والی بصرہ نے بھی اپنے وزیر ابو سعید عبد الواحد علی ابن ماکولا کو گرفتار کر لیا۔

ابو الفوارس کی بغاوت سلطان الدولہ نے اپنے بھائی ابو الفوارس کو کرمان کی گورنری پر مقرر کیا تھا۔ کچھ دیلم اس کے پاس آ گئے تھے اور ان لوگوں نے ابو الفوارس کو سلطان الدولہ کی مخالفت پر ابھارا چنانچہ ابو الفوارس نے علم بغاوت بلند کر دیا۔ اور ۴۰۸ھ میں شیراز پہنچ کر اس پر قبضہ کر لیا سلطان الدولہ کو اس کی خبر لگی فوجیں آراستہ کر کے ابو الفوارس کی سرکوبی کے لئے چلا۔ ابو الفوارس کو پہلے ہی حملہ میں شکست ہوئی کرمان کی طرف بھاگا۔ سلطان الدولہ نے تعاقب کیا۔ ابو الفوارس کرمان کو خیر باد کہہ سلطان محمود بن سبکتگین کی خدمت میں بمقام بُست جا پہنچا۔ محمود نے آؤ بھگت سے ٹھہرایا۔ امداد کا وعدہ کیا۔ کچھ روز ابو سعید طائی کو ایک فوج کے ساتھ ابو الفوارس کی مدد کے لئے روانہ کیا یہ وہ زمانہ تھا کہ سلطان الدولہ کرمان سے دار الخلافت بغداد واپس آ گیا تھا۔ ابو الفوارس نے پہنچتے ہی کرمان پر قبضہ کر لیا۔ قبضہ کرمان کے بعد فارس کے دوسرے شہروں کی طرف بڑھا۔ رفتہ رفتہ شیراز کو بھی لے لیا۔

سلطان الدولہ اور ابو الفوارس میں مصالحت سلطان الدولہ نے یہ خبر پا کر دار الخلافت بغداد سے اپنی فوج کے ساتھ حرکت کی اور بلاد فارس پہنچ کر ابو العوارس کو پھر شکست دی۔ اس نے کرمان جا کر دم لیا۔ یہ واقعہ ۴۰۹ھ کا ہے سلطان الدولہ نے تعاقب پر فوجیں بھیجیں۔ ابو الفوارس، کرمان چھوڑ کر شمس الدولہ والی ہمدان کے پاس چلا گیا اور سلطان الدولہ کی فوجوں نے کرمان پر قبضہ کر لیا چونکہ ابو الفوارس نے ابو سعید طائی کے ساتھ بدمعاملگی کی تھی اس وجہ سے محمود سبکتگین کے پاس اس شکست کے بعد نہیں گیا تھا۔ القصہ تھوڑے دنوں ہمدان میں قیام کر کے مہذب الدولہ والی بطیحہ کے پاس چلا گیا مہذب الدولہ نے کمال عزت و احترام سے اپنے مکان میں ٹھہرایا اس کے بھائی جلال الدولہ نے بہت سا مال بھیج دیا اور اپنے پاس بلا بھیجا ابو الفوارس نے انکاری جواب دیا اس کے بعد اس سے اور اس کے بھائی سلطان الدولہ سے نامہ و پیام شروع ہوا۔ کرمان واپس آیا۔ سلطان الدولہ نے خلعت اور تلوار بھیجی اور مصالحت ہو گئی۔

مشرف الدولہ اور سلطان الدولہ ۴۱۱ھ میں فوج نے دار الخلافت بغداد میں سلطان الدولہ کے خلاف بغاوت کر دیا اور مشرف الدولہ کی حکومت کا اعلان کر دیا۔ سلطان الدولہ نے ان کی گرفتاری کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہوا۔ تب واسط کی

طرف چلے جانے کا قصد کیا۔ فوج نے مطالبہ کیا کہ اپنے بھائی مشرف الدولہ کو اپنا نائب مقرر کئے جائے۔ سلطان الدولہ نے بمجبوری مشرف الدولہ کو اپنا نائب بنایا اور واسط کی طرف روانہ ہوا پھر اہواز کے خیال سے واسط سے بغداد کی طرف چلا۔ اگرچہ دونوں بھائیوں نے کسی کو اپنا نائب نہ بنانے کا حلف اٹھایا تھا مگر مشرف الدولہ نے کسی مصلحت کی وجہ سے ابن سہلان کو دوبارہ عراق کی حکومت پر نائب مقرر کیا۔ جب سلطان الدولہ تستر پہنچا تو اس نے ابن سہلان کو خط لکھا اور ملا لیا چنانچہ ابن سہلان مشرف الدولہ سے علیحدہ ہو کر سلطان الدولہ کے پاس چلا آیا سلطان الدولہ نے قلمدان وزارت سپرد کر دیا۔ اور اہواز کی طرف قبضہ کرنے کی غرض سے روانہ کیا ابن سہلان نے اہواز کو لوٹ لیا، ترکوں نے جو اسوقت اہواز میں تھے مقابلہ کیا اور مشرف الدولہ کی حکومت کا اعلان کیا۔ سلطان الدولہ کی فوجیں ناکام واپس آئیں۔

مشرف الدولہ اور سلطان الدولہ کے مابین مصالحت | اس واقعہ کے بعد دیلمیوں نے مشرف الدولہ سے اجازت حاصل کر کے اپنے وطن مالوف خوزستان کا راستہ اختیار کیا۔ مشرف الدولہ نے اپنے وزیر السلطنت ابوطالب کو نگرانی اور حفاظت کی غرض سے ہمراہ کر دیا۔ باقی رہے ترک جو اس کے ہمراہ تھے وہ طراد بن دبیس اسدی کے پاس جزیرہ بنو دبیس چلے گئے یہ واقعہ اس کی وزارت کے ڈیڑھ برس بعد کا ہے۔ اس کے لڑکے ابوالعباس سے تیس ہزار دینار بطور جرمانہ وصول کئے گئے۔ سلطان الدولہ نے ابوطالب کے قتل کا تہیہ کیا اور ابو کالیجار کو اہواز کی طرف بھیجا۔ اس نے اہواز پر قبضہ کر لیا ان واقعات کے ختم ہونے پر سلطان الدولہ اور مشرف الدولہ میں صلح کے نامہ و پیام شروع ہوئے ابو محمد مکرم (سلطان الدولہ کا مصاحب) اور موید الملک الرحجی (مشرف الدولہ کا وزیر) دونوں بھائیوں میں مصالحت کے محرک تھے ان دونوں نے یہ طے کیا کہ عراق مشرف الدولہ کو دیا جائے اور فارس و کرمان کی حکومت سلطان الدولہ کو سپرد کی جائے چنانچہ اسی بناء پر صلح نامہ کی تکمیل ۴۱۳ھ میں ہو گئی۔

ابن کاکویہ کا ہمدان پر قبضہ | شمس الدولہ بن بویہ والی ہمدان نے وفات پائی اس کی جگہ اس کا بیٹا سماء الدولہ تخت حکومت پر متمکن ہوا۔ فرہاد بن مرداویج کو بزجرد کی حکومت سماء الدولہ کی آنکھوں میں کانٹا سی کھٹک گئی فوجیں آراستہ کر کے فرہاد کو جا گھیرا۔ فرہاد نے علاء الدولہ بن کاکویہ سے امداد طلب کی علاء الدولہ نے فرہاد کی درخواست کو قبولیت کا درجہ عطا کیا اور اس کی کمک پر فوجیں روانہ کیں۔ چنانچہ سماء الدولہ کو فرہاد کے محاصرہ اور جنگ سے ہاتھ کھینچنا پڑا اس کے بعد علاء الدولہ اور فرہاد نے ہمدان کی طرف قدم بڑھایا اور پہنچتے ہی محاصرہ ڈال دیا۔ ہمدان کی فوجیں تاج الملک قوہی کی ماتحتی میں (سپہسالار سماء الدولہ) مدافعت کے لئے نکلیں اور برزور تیغ علاء الدولہ کا محاصرہ اٹھا لیا علاء الدولہ شکست کھا کر جرباذقان

پہنچا۔ اثناء راہ میں اس کی فوج کا اکثر حصہ برف اور سردی سے ہلاک ہو گیا۔

تاج الملک قوہی کی تباہی | تاج الملک قوہی نے علاء الدولہ کا تعاقب کیا اور جرباذقان پہنچ کر علاء الدولہ پہ محاصرہ ڈالا۔ علاء الدولہ نے ان ترکوں کو ملا لیا جو تاج الملک قوہی کے ہمراہ تھے اس سے تاج الملک کمزور ہو گیا اس کا سارا لشکر منتشر ہو کر بھاگ نکلا۔ تاج الملک بحال پریشان ہمدان کی جانب لوٹا علاء الدولہ نے سماء الدولہ پر غلبہ حاصل کر لیا نام کی بادشاہت رہ گئی۔ خراج دینے لگا اس کے بعد علاء الدولہ نے تاج الملک کا اس کے قلعہ میں محاصرہ کیا یہاں تک کہ تاج الملک نے تنگ ہو کر امن کی درخواست کی علاء الدولہ نے امن دیا اور اسے سماء الدولہ کے ساتھ اپنے ہمراہ لئے ہوئے ہمدان گیا اس پر اور اس کے کل صوبہ پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا۔ دیلمی سرداروں کے ایک گروہ کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اور چند سرداروں کو قتل کر ڈالا۔

ہمدان پر قبضہ کرنے کے بعد ابو الشوک کردی کے مالک کا قصد کیا۔ مشرف الدولہ نے ابو الشوک سے درگزر کرنے کی سفارش کی۔ چنانچہ علاء الدولہ نے اس سفارش کو منظور کر لیا اور اپنے دار الحکومت واپس آیا یہ واقعہ سنہ ۴۱۴ھ کا ہے۔

وزیر ابو القاسم | چونکہ عنبر خادم، مشرف الدولہ کے باپ دادا کی خدمت میں رہا تھا اس وجہ سے عنبر خادم مشرف الدولہ پر غلبہ حاصل کئے ہوئے تھا اور اثیر کے لقب سے پکارا جاتا تھا بنو بویہ کی دولت و حکومت میں جو چاہتا تھا کر گزرتا تھا، امرا دولت اور فوج پر اس کی جابرانہ حکومت تھی وزیر السلطنت موید الملک رخجی نے عنبر خادم کے کسی حاشیہ نشین یہودی سے ایک لاکھ دینار کسی ذریعہ سے وصول کر لئے تھے۔ عنبر خادم نے مشرف الدولہ کے کانوں تک یہ خبر پہنچا دی۔ مشرف الدولہ نے ماہ رمضان سنہ ۴۱۴ھ میں موید الملک کو معزول کر کے ناصر الدولہ بن حمدان کو عہدہ وزارت عنایت کیا۔ کچھ عرصہ بعد مشرف الدولہ نے اسے خلفاء عبیدیین کے پاس بھیج دیا۔ خلیفہ حاکم نے اسے مصر کی حکومت پر مامور کیا مصر میں اس کا بیٹا ابو القاسم حسین پیدا ہوا حاکم نے اسکے باپ ناصر الدولہ کو کسی الزام میں قتل کر ڈالا۔ ابو القاسم مفرج بن جراح امیر طے کے پاس شام بھاگ گیا اور عبیدیوں کے خلاف ابو الفتوح امیر مکہ کو ابھارنے لگا۔ ابو الفتوح نے اسے بلا بھیجا، رملہ میں ابو الفتوح کی امارت کی بیعت لی گئی فوجیں آراستہ کر کے مصر کی جانب بڑھا اور بہت سا مال تاوان جنگ لے کر ابو الفتوح، مکہ واپس آیا۔ اور ابو القاسم، عراق کی طرف چلا گیا۔ عمید العراق فخر الملک ابو طالب کی خدمت میں حاضر ہوا۔

وزیر ابو القاسم کی معزولی | خلیفہ قادر باللہ کو اس کی خبر لگ گئی حکم بھیج دیا کہ ابو القاسم کو اپنی خدمت سے نکال دو۔

غریب ابوالقاسم نے موصل کا راستہ اختیار کیا۔ والی موصل نے ابوالقاسم کو قلمدان وزارت سپرد کردیا۔ کچھ عرصہ بعد زمانہ کے اختلاف کی وجہ سے شاہی عتاب میں گرفتار ہوگیا اور معزول کردیا گیا۔ پھر عراق کی جانب واپس ہوا۔ خوبی قسمت سے کچھ ایسے اتفاقات پیش آئے کہ مشرف الدولہ نے اسے وزارت کا عہدہ عنایت کردیا۔ کم بختی جو آئی تو فوج کے ساتھ زیادتی اور ان پر حکومت کرنے لگا۔ ترکوں نے شور و شر مچایا۔ بغاوت کردی اس کے میل جول کی وجہ سے عنبر خادم بھی اس مصیبت میں گرفتار ہوگیا۔ دونوں بحال پریشان سندیہ کی طرف نکل بھاگے۔ مشرف الدولہ بھی ان کے ساتھ تھا۔ قرواش نے ان دونوں کو عزت و احترام سے ٹھہرایا اور بڑی آؤ بھگت سے پیش آیا چند روز بعد یہ لوگ اوانا کی طرف چلے گئے۔ ترکوں کو اپنے کئے پر ندامت ہوئی۔ مرتضیٰ اور ابوالحسن زینبی کو مشرف الدولہ کی خدمت میں بھیجا۔ معافی کی اور واپس آنے کی درخواست کی ابھی کوئی جواب نہیں ملا تھا کہ چند سرداران ترک مشرف الدولہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور منت و سماجت عنبر خادم کے ساتھ دارالخلافت واپس لے گئے۔

باب ۲۱

ابو کالیجار بن سلطان الدولہ

و

جلال الدولہ بن بہاء الدولہ

و

علاء الدولہ ابو جعفر بن کاکویہ

سلطان الدولہ ابو شجاع بن بہاء الدولہ والی فارس نے مقام شیراز میں داعی اجل کو لبیک کہہ کر سفر آخرت اختیار کیا۔ محمد بن مکرم، کہ اس کے مزاج میں بہت بڑا رسوخ تھا اور اس کی حکومت کا منتظم اور وزیر تھا، اس کا میلان طبع سلطان الدولہ کے بیٹے ابو کالیجار کی طرف تھا اور یہ اس وقت اہواز کا گورنر تھا۔

ابو کالیجار اور ابو الفوارس کی جنگ سلطان الدولہ کے مرنے کے بعد ابو کالیجار کو تخت حکومت پر متمکن کرنے کی غرض سے محمد بن مکرم نے بلا بھیجا۔ ترکوں کی خواہش یہ تھی کہ ابو کالیجار کے چچا ابو الفوارس والی کرمان کو عبائے حکومت پہنائی جائے۔ چنانچہ ترکی فوجوں نے ابو الفوارس کو کرمان سے بلایا۔ محمد بن مکرم کو اس سے خطرہ پیدا ہوا۔ ابو المکارم اس کا ہم خیال تھا مجبور ہو کر بصرہ کی طرف بھاگ گیا اور عادل ابو منصور بن مافنہ ابو الفوارس کے لانے کے لئے کرمان روانہ ہوا۔ یہ محمد بن مکرم کے دوستوں سے تھا۔ ابو الفوارس نے اس کی عزت افزائی کی۔ دیلمی فوج کے پاس اپنی حکومت کی بیعت کا پیام بھیجا۔ دیلمیوں نے معاملہ بیعت کو محمد بن مکرم کی رائے پر موقوف کیا۔ ابو الفوارس کو اس سے غصہ پیدا ہوا۔ برہم ہو کر محمد بن مکرم کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔ اس کا

بیٹا ابو القاسم ابو کالیجار کی خدمت میں اہواز بھاگ گیا۔ ابو کالیجار کو اس سے بےحد برہمی پیدا ہوئی فوجیں مرتب کر کے فارس کی طرف چلا ابو منصور حسن بن علی نسوی، وزیر السلطنت ابو الفوارس مقابلہ پر آیا گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ میدان جنگ ابو کالیجار کے ساتھ رہا ابو الفوارس کا لشکر گاہ لوٹ لیا گیا شکست اٹھا کر بحال پریشاں کرمان کی طرف بھاگا اور ابو کالیجار نے شیراز پر قبضہ کر لیا تمام بلاد فارس مطیع ہو گیا۔

ابو کالیجار اور ابو الفوارس میں مصالحت ابو کالیجار نے اُن دیلمیوں کو جو اس وقت شیراز میں تھے دبانے کی کوشش کی ان لوگوں نے اپنے بھائیوں کو جو شہر نسا میں تھے پیام دیا کہ آؤ ہم اور تم ابو الفوارس کے مطیع ہو جائیں چنانچہ دیلمیوں کا یہ گروہ ابو کالیجار سے بگڑ کر ابو الفوارس سے جا ملا اس کے بعد لشکریوں نے ابو کالیجار سے اپنی تنخواہوں کا مطالبہ کیا دیلمیوں نے اس مظاہرہ میں لشکریوں کا ساتھ دیا۔ ابو کالیجار نے کمال بے سروسامانی سے نوبندجان کا سفر اختیار کیا۔ پھر نوبندجان سے بوان کی گھاٹیوں کی طرف چلا گیا۔ دیلمیوں کو موقع مل گیا۔ ابو الفوارس کو قبضہ شیراز کی ترغیب دینے لگے لڑائی کی نوبت نہ آئی اس امر پر مصالحت ہو گئی کہ ابو الفوارس کا کرمان پر قبضہ تسلیم کیا جائے اور ابو کالیجار بدستور فارس کی حکومت پر رہے۔

ابو کالیجار کا بلاد فارس پر قبضہ چونکہ دیلمیوں نے من چلی طبیعت پائی تھی، آرام سے بیٹھنا پسند نہ آتا تھا ابو کالیجار سے جا ملے اور اسے ابھار کر ابو الفوارس کی فوج سے جا بھڑے، ابو الفوارس مصالحت کے غرہ میں آرام کی نیند سو رہا تھا شکست کھا کر بھاگا دار الجرد میں جا کر دم لیا ادھر ابو کالیجار نے تمام بلاد فارس کو دبا لیا۔ اس کے بعد ابو الفوارس دس ہزار کردوں کو لیکر ابو کالیجار سے انتقام لینے کے لئے نکلا مقام بیضا دامطخر میں صف آرائی ہوئی۔ اتفاق یہ کہ اس معرکہ میں بھی ابو الفوارس کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی۔ کرمان جا کر پناہ گزین ہوا اور ابو کالیجار، بلاد فارس پر قابض ہو گیا ۴۱۲ھ میں حکومت و سلطنت پر اس کے قدم جم گئے۔

شرف الدولہ کی وفات ماہ ربیع الاول ۴۱۶ھ میں بمقام بغداد شرف الدولہ ابو علی بن بہاء الدولہ بن بویہ سلطان بغداد نے وفات پائی۔ پانچ برس حکومت کی اس کے مرنے پر دار الخلافت بغداد میں اس کے بھائی جلال الدولہ کے نام کا خطبہ پڑھا گیا جلال الدولہ اس وقت بصرہ میں تھا۔ اراکین دولت نے بصرہ سے بلا بھیجا۔ جلال الدولہ نہ آیا بلکہ واسط چلا گیا اور وہیں قیام اختیار کیا اپنے برادر زادہ ابو کالیجار بن سلطان الدولہ کا خطبہ پڑھنے لگا۔ ابو کالیجار ان دنوں خوزستان میں اپنے چچا ابو الفوارس سے مصروف پیکار تھا جیسا کہ ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں۔

جلال الدولہ | جلال الدولہ نہایت عجلت سے مسافت طے کر کے واسط سے بغداد پہنچا لشکر کو اس کی خبر لگی نہروان میں آکر جلال الدولہ سے ملے اور قوت کے ذریعہ اسے واپس کر دیا اس کے خزانہ اور مال و اسباب کو لوٹ لیا۔ وزیر السلطنت ابو سعید بن ماکولا کو گرفتار کر لیا۔ جلال الدولہ نے اپنے برادر چچازاد ابو الہلی کو عہدہ وزارت عنایت کیا۔ پھر لشکریوں نے ابو کالیجار کو حکومت بغداد کے لئے ابھارنا شروع کیا چونکہ ابی کالیجار ان دنوں اپنے چچا سے مصروف جنگ تھا حیلہ و حوالہ سے ٹال دیا گیا دار الخلافت بغداد میں اوباشوں اور بدمعاشوں نے دست درازی اور لوٹ مار شروع کر دی، کرخ کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا امیر عنبر نے انہیں روکا لیکن وہ اپنی حرکات سے باز نہ آئے اور جب اسے اپنی جان کا خطرہ ہوا تو قرواش کے پاس موصل بھاگ گیا۔ بغداد میں ایک ہنگامہ پیدا ہو گیا۔

جلال الدولہ کا بغداد پر قبضہ | جس وقت دار الخلافت بغداد میں امن و امان کا نام مٹ گیا اور ترکوں نے اس امر کو محسوس کر لیا کہ ملک برباد و تباہ ہو رہا ہے۔ عرب، کرد اور عوام الناس نے لوٹ مار اور مفاسد گری شروع کر دی ہے تو سب کے سب جمع ہو کر دار الخلافت بغداد کی طرف معذرت اور عفو تقصیر کے لئے روانہ ہوئے ان ترکوں نے غلطی یہ کی تھی کہ پہلے مشورہ کے بغیر جلال الدولہ کو بلا بھیجا اور جب جلال الدولہ آیا تو واپس کر دیا اور ابو کالیجار کو حکومت بغداد کی دعوت دی اس کے باوجود یہ بھی کہتے جاتے تھے کہ یہ فعل ہمارا نہیں ہے بلکہ یہ فعل خلافت مآب کے اشارہ سے ظہور میں آیا ہے، بہرکیف ترکوں کا گروہ کثیر دار الخلافت بغداد آیا شیرازہ حکومت کو درست و جمع کرنے، امن و امان قائم کرنے اور بغاوت و لوٹ مار کے فرو کرنے کی غرض سے جلال الدولہ کو پھر بلانے کی درخواست دربار خلافت میں دی چنانچہ خلیفہ قادر نے اس درخواست کو اجابت کا درجہ عنایت فرمایا اور جلال الدولہ کو طلبی کا فرمان روانہ کیا۔ جلال الدولہ بصرہ سے دار الخلافت بغداد کی جانب روانہ ہوا خلافت مآب نے ابو جعفر سمنانی کو جلال الدولہ کے استقبال کے لئے روانہ کیا۔ بڑی آؤ بھگت سے ۴۱۸ھ میں داخل بغداد ہوا۔ خود خلافت مآب بھی سوار ہو کر جلال الدولہ سے ملنے کے لئے تشریف لائے۔ اس کے بعد جلال الدولہ مشہد امام کاظمؒ کی زیارت کو گیا۔ پھر وہاں سے واپس ہو کر دار المملکت میں آکر مقیم ہوا۔ پنج وقتہ نوبت بجنے کا حکم دیا۔ خلیفہ قادر نے ممانعت کا فرمان بھیجا با دل ناخواستہ پنج وقتہ نوبت بند کر دی کچھ دن بعد خلافت مآب نے نوبت بجنے کی اجازت دے دی۔ حکومت بغداد پر متمکن ہونے کے بعد جلال الدولہ نے مؤید الملک ابو علی رخجی کو امیر عنبر خادم کے پاس تالیف قلب، اظہار محبت اور لشکریوں کے فعل کی معذرت کی غرض سے روانہ کیا یہ اس وقت قرواش کے پاس موصل میں تھا۔

ابن کاکویہ اور اکراد | علاء الدین ابن کاکویہ نے اپنے چچا زاد ابوجعفر کو نیشاپور، خوست اور اس کے متعلقات کی حکومت پہ مامور کیا تھا اور اکراد جوزقان کو بھی اس کی فوج میں شامل کر دیا تھا۔ اس کا سردار ابوالفرج بابونی تھا۔ اس سے اور ابوجعفر سے بحکم دو بادشاہ در اقلیمے نگنجند چل گئی۔ رفتہ رفتہ اس کی خبر علاء الدولہ تک پہنچی، علاء الدولہ نے دونوں میں مصالحت کرا دی اس کے بعد موقع پا کر ابوجعفر نے ابوالفرج کو مار ڈالا۔ اکراد جوزقان نے بغاوت کر دی فتنہ و فساد کا دروازہ کھل گیا۔ علاء الدولہ نے ایک لشکر اس ہنگامہ کو فرو کرنے کے لئے روانہ کیا لیکن کچھ کامیابی نہ ہوئی بلکہ اس پر مزید طرہ یہ ہوا کہ رسد غلہ نہ ملنے کی وجہ سے چار دن تک بے آب و دانہ پڑا رہا علاء الدولہ یہ سن کر آیا اور ان لوگوں کو رسد دی، غلہ دیا تم ٹھونک کر میدان میں آئے اور اکراد کو شکست دی اس شکست کے بعد پھر اکراد جوزقان کا ایک گروہ مقابلہ پر آیا علاء الدولہ نے انہیں پسپا کر کے تعاقب کیا دفتک پیچھا کرتا چلا گیا دفد میں اکراد جوزقان ٹھہر کر لڑے مگر قسمت نے ساتھ نہ دیا۔ دلکین کے لڑکے معرکہ کارزار میں مارے گئے۔ خود دلکین چند آدمیوں کے ساتھ بچ کر جرجان کی طرف بھاگا اصبہد اور اس کے دونوں لڑکے اور سیدہ بنت السلطنت گرفتار کر لئے گئے (جو ۴۲۱ھ کے نصف میں مر گیا) علی بن عمران قلعہ کنکور میں جا کر پناہ گزین ہوا بہار الدولہ نے اس کا محاصرہ کر لیا۔

ابن کاکویہ اور دلکین | دلکین، جرجان سے اپنے سسرالی رشتہ دار منوچہر قابوس کے پاس چلا گیا۔ منوچہر کا لڑکا علاء الدولہ کا داماد تھا اور علاء الدولہ نے شہر قم بطور جاگیر دیا تھا۔ ان واقعات کو سن کر یہ بھی باغی ہو گیا اپنے باپ منوچہر کے پاس فوج کی طلبی کا خط روانہ کیا۔ منوچہر اور دلکین فوجیں لے کر آ گئے مجد الدولہ بن بویہ رے میں ٹھہرا ہوا تھا۔ دونوں فریق گتھ گئے۔ متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ علاء الدولہ نے ان شکایتوں کا احساس کر کے علی بن عمران سے مصالحت کر لی، مصالحت کا ہونا تھا کہ دلکین اور منوچہر رے چھوڑ کر چلے گئے علاء الدولہ رے آیا۔ منوچہر کو نہایت سخت تہدید آمیز خط لکھا، منوچہر لنکور میں جا کر قلعہ نشین ہو گیا علاء الدولہ نے چن چن کر ان لوگوں کو قتل کیا جنہوں نے اس کے چچا زاد بھائی ابوجعفر کو قتل کیا تھا اس کے بعد منوچہر نے اطاعت قبول کر لی، مصالحت کا پیام دیا علاء الدولہ نے مصالحت کر لی اور کنکور کے بجائے دینور جاگیر میں دیا۔

منیع بن حسان خفاجہ | خفاجہ، بنو عمرو بن عقیل کے خاندان سے ہیں جو کہ اطراف عراق میں بغداد، کوفہ، واسط اور بصرہ کے درمیان رہتے تھے ان کا سردار ان دنوں منیع بن حسان تھا اس سے اور والی موصل سے کچھ جھگڑے چلے آ رہے تھے جو کبھی کبھی لڑائی کی صورت اختیار کر لیتے تھے بالآخر دونوں میں مصالحت کا نامہ و پیام ہونے لگا چنانچہ مصالحت ہو گئی اس کے

بعد منیع بن حسان نے ۴۱۷ھ میں جامعین مقبوضات دبیس کی طرف گیا اور حالت غفلت میں پہنچ کر لوٹ لیا۔ دبیس کو خبر لگی فوراً تعاقب اور مدافعت کے لئے روانہ ہوا۔ منیع نے کوفہ چھوڑ کر انبار کا قصد کیا جو کہ قرواش کے مقبوضات میں سے تھا چند دن کے محاصرہ کے بعد بزور تیغ فتح کیا اور تباہ برباد کر کے جلا دیا۔ قرواش نے مدافعت پر کمر باندھی، غریب بن معین بھی اس کے ہمراہ تھا جس وقت قرواش، انبار پہنچا،

منیع بن حسان کی اطاعت | اس وقت منیع نے انبار سے کوچ کر دیا تھا۔ قرواش، قصر کی طرف چلا گیا منیع کو موقع مل گیا دوبارہ انبار پر چڑھ آیا اور جی کھول کر لوٹا۔ اور قرواش اس خبر کو سن کر جامعین گیا اور دبیس بن صدقہ سے امداد کی درخواست کی۔ دبیس بنو اسد کے ساتھ قرواش کی مدد پر اُٹھ کھڑا ہوا اور اس کے ساتھ ساتھ منیع کے مقابلہ پر آیا لیکن جنگ کی نوبت نہ پڑی۔ متفرق و منتشر ہو گئے، قرواش، انبار واپس آیا، شہر پناہ کو درست کرایا امن و امان قائم قائم کرنے کی کوشش کی چونکہ دبیس اور قرواش، جلال الدولہ کے مطیع تھے اس وجہ سے منیع ابن حسان نے ابو کالیجار کی خدمت میں حاضر ہو کر اسے اپنی جائے پناہ بنایا اور اطاعت قبول کی۔ ابو کالیجار نے اسے خلعت و انعام سے سرفراز کیا۔ منیع اپنے مقبوضہ بلاد میں واپس آیا اور ابو کالیجار کے نام کا خطبہ پڑھنے لگا۔

جلال الدولہ پر ترکوں کی یورش | حکومت بغداد پر جلال الدولہ کے قدم جمنے نہ پائے ترکوں کی فوجوں کی کثرت ہو گئی۔ جنگی مصارف بڑھ گئے اس وقت قلمدان وزارت کا مالک ابو علی بن ماکولا تھا۔ فوج نے اس سے اپنی تنخواہوں اور وظائف کا مطالبہ کیا وزیر السلطنت ادا نہ کر سکا۔ جلال الدولہ نے جواہرات اور قیمتی قیمتی اسباب فروخت کر کے ان کی تنخواہیں دیں لیکن لشکر نے تب بھی وزیر السلطنت سے تنخواہ اور رسد کا مطالبہ کیا اور جب تنخواہیں نہ ملیں تو بلوہ مچا دیا اور اس کے مکان کو جا کر گھیر لیا یہاں تک کہ کھانا اور پانی کا پہنچنا دشوار ہو گیا۔ بصرہ چلے جانے کی درخواست کی وہ اپنے اہل و عیال کے ساتھ روانگی بصرہ کے ارادے سے کشتی پر سوار ہونے کے لئے نکلا۔ مکان اور کشتی کے درمیان میں قناتیں کھڑی تھیں اور خیمے نصب تھے ترکی فوج، قنات کی طرف بڑھی، جلال الدولہ کو خطرہ پیدا ہوا، لوگوں کو للکارا، ترکی کی فوج بھی نکل آئی قیامت جیسا ہنگامہ برپا ہو گیا مگر خیریت گزری جنگ کی نوبت نہ آئی۔ جلال الدولہ نے مجبور ہو کر فرش، سامان، اسباب خیمے اور کپڑے فروخت کر کے ان کی تنخواہیں دیں تب فتنہ ختم ہوا۔ اس کے بعد اپنے وزیر ابو علی کو معزول کر کے ابو طاہر کو قلمدان وزارت سپرد کیا۔ چالیس دن کے بعد اسے بھی معزول کر کے سعید بن عبدالرحیم کو عہدہ وزارت عطا کیا۔ یہ واقعہ ۴۱۹ھ کا ہے۔

ابوکالیجار کا بصرہ پر قبضہ جس وقت جلال الدولہ دارالخلافت بغداد کو روانہ ہوا تھا اُس وقت بصرہ کی حکومت پر اپنے بیٹے ملک العزیز ابومنصور کو مقرر کر گیا تھا۔ ترکوں اور دیلمیوں میں ان بن اور جھگڑا چلا آرہا تھا جیسا کہ ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں۔ جلال الدولہ کے چلے جانے کے بعد سویا ہوا فتنہ جاگ اٹھا قتل و قتال کی نوبت آ گئی میدان ترکوں کے ہاتھ رہا۔ دیلمیوں کو بختیار بن علی کے ساتھ ابلہ کی طرف نکال دیا ملک العزیز ان لوگوں کو واپس لانے کی غرض سے روانہ ہوا۔ دیلمی لڑ پڑے اور ابوکالیجار بن سلطان الدولہ کی اطاعت کا اظہار کر دیا۔ ابوکالیجار ان دنوں اہواز میں تھا ملک العزیز شکست اٹھا کر بصرہ واپس ہوا اُدھر دیلمیوں نے ابلہ کو لوٹ لیا۔ اور ترکوں نے بصرہ کو تاخت و تاراج کر دیا۔ رفتہ رفتہ اس کی خبر ابوکالیجار کو پہنچی۔ اہواز سے ایک جرار فوج مرتب کر کے بختیار کی سرکوبی اور بصرہ پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ کی سخت اور خون ریز لڑائی ہوئی آخر کار بختیار اپنے ہمراہیوں کے ساتھ بصرہ سے نکل کر واسط چلا گیا اور ابوکالیجار کی فوج نے بصرہ پر قبضہ کر لیا بازار لوٹ لیا۔ یہ واقعہ ۴۱۹ھ کا ہے۔

ابوکالیجار کا کرمان پر قبضہ جلال الدولہ اس خیال میں تھا کہ بختیار اور ملک العزیز کے پاس جا کر فوج کی تنخواہ لے آئے اور جن لوگوں کے مال و اسباب لوٹ لئے گئے ہیں انہیں معاوضہ دے کہ اتنے میں خبر پہنچی کہ ابوکالیجار نے بصرہ اور کرمان پر قبضہ کر لیا ہے سنتے ہی ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے زمین پاؤں کے نیچے سے نکل گئی۔ کرمان میں جلال الدولہ کا چچا ابوالفوارس حکومت کر رہا تھا فارس کے خیال سے فوجیں فراہم کر رہا تھا کہ موت کا پیام آ گیا لبیک کہہ کر سفر آخرت اختیار کیا اس کے ہمراہیوں نے ابوکالیجار کی اطاعت کا اظہار کر کے کرمان بلا بھیجا۔ ابوکالیجار مسافت طے کر کے کرمان پہنچ گیا اور قبضہ کر لیا ابوالفوارس نہایت بدخلق تھا۔ رعایا اور اپنے ملازموں سے بے حد برا برتاؤ کرتا تھا۔

بنی دبیس کی اطاعت طراد بن دبیس کے قبضہ میں جزیرہ بنو دبیس تھا جس پر منصور چالاکی سے قابض ہو کر ابوکالیجار کے نام کا خطبہ پڑھ رہا تھا اس اثناء میں طراد مر گیا اس کا بیٹا علی جلال الدولہ کی خدمت میں حاضر ہوا امداد کی درخواست کی۔ جلال الدین نے ترکوں کی ایک فوج کو اس کی کمک پر مامور کیا۔ علی بن طراد نہایت عجلت سے روانہ ہوا اتفاق یہ کہ انہی دنوں ابوصالح کوکین، جلال الدولہ سے شکست اٹھا کر ابوکالیجار کے پاس بھاگ آیا تھا جب اسے یہ خبر لگی کہ علی بن طراد، جلال الدولہ کی پشت پناہی کی وجہ سے جزیرہ کی طرف آ رہا ہے تو ابوصالح کوکین، ابوکالیجار سے اجازت لے کر منصور کی امداد کو جزیرہ گیا اور دونوں متفق ہو کر علی بن طراد سے لڑنے کے لئے نکلے۔ مقام مہر ود میں لڑائی

کا نیزہ آ لگا اڑا گیا۔ علی بن طراد کو شکست ہوئی اثنار جنگ میں مارا گیا۔ منصور مستقل طور پر جزیرہ میں ابوکالیجار کی ماتحتی میں حکومت کرنے لگا۔

ابوکالیجار کا واسط پر قبضہ اس کے بعد نور الدولہ دبیس ..... [1] علی والی حلب و نیل جب اس کو یہ اطلاع پہنچی کہ اس کا چچا زاد بھائی مقلد بن حسن اور منیع بن حسان امیر خفاجہ عساکر بغداد کے ساتھ ابوکالیجار کے پاس گئے ہیں تو اپنے مقبوضہ ممالک میں ابوکالیجار کے نام کا خطبہ پڑھنے لگا اور ابوکالیجار کی خدمت میں طلبی کی درخواست بھیجی چنانچہ ابوکالیجار اہواز سے واسط کی جانب روانہ ہوا لیکن واسط میں ابوکالیجار کے پہنچنے سے پہلے ملک العزیز بن جلال الدولہ ترکوں کے ساتھ داخل ہو چکا تھا۔ جوں ہی ابوکالیجار واسط کے قریب پہنچا ملک العزیز واسط کو چھوڑ کر نعمانیہ چلا گیا ابوکالیجار نے کسی جنگ کے بغیر واسط پر قبضہ کر لیا۔ دبیس وفد ہو کر حاضر ہوا کامیابی کی مبارکباد دی اس کے بعد ابوکالیجار نے قرواش والی موصل اور اثیر عنبر کو عراق کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ اثیر عنبر اثنا راہ مقام کحیل میں مر گیا اور قرواش لوٹ کھڑا ہوا۔

ابوکالیجار اور جلال الدولہ کی جنگ جلال الدولہ کو ان واقعات کی اطلاع ہوئی فوجیں فراہم کیں۔ ابوالشوک وغیرہ سے امداد طلب کی اور واسط کے سر کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ روپیہ کی کمی کی وجہ سے سخت مشکلات پیش آئیں مصاحبوں نے رائے دی کہ ابوکالیجار اس وقت اہواز میں نہیں ہے واسط کے بجائے اہواز پر حملہ کیجئے اور ابوکالیجار کے تمام مال و دولت پر قبضہ کر لیجئے اور ابوکالیجار کے مشیروں نے مشورہ دیا کہ عراق کا میدان خالی ہے آپ عراق پہنچ کر قابض ہو جائیے یہ دونوں اسی شش و پنج میں تھے کہ ابوالشوک نے یہ خبر بھیجی کہ سلطان محمود بن سبکتگین کی فوجیں عراق کی طرف حرکت کر رہی ہیں مناسب یہ ہے کہ باہمی جنگ چھوڑ کر متحد ہو جاؤ۔ ابوکالیجار اس خبر کو سن کر عراق کی طرف بڑھنے سے رک رہا لیکن جلال الدولہ اہواز گیا تاخت و تاراج کیا۔ اور لوگوں کے مال و اسباب کے علاوہ خاص دار الامارت سے دو لاکھ دینار لوٹ لئے۔ والدہ ابوکالیجار اور اس کے اہل و عیال کو لے کر بغداد روانہ ہوا۔ ابوکالیجار اس سے سخت پریشان ہوا۔ جلال الدولہ سے جنگ کرنے کے لئے فوراً روانہ ہوا۔ دبیس بن مزید اس خوف سے کہ مبادا خفاجہ میرے مقابل پر حملہ آور نہ ہو ابوکالیجار کے ساتھ نہ گیا۔ ماہ ربیع الاول ۴۲۲ھ میں ایک دوسرے سے بھڑ گئے تین روز تک ہنگامہ کارزار نہایت سختی سے جاری رہا چوتھے دن ابوکالیجار شکست کھا کر بھاگا تقریباً اس کے دو ہزار ہمراہی کام آ گئے۔ پریشان حال اہواز کی طرف واپس ہوا عادل بن مافنہ نے حاضر ہو کر زر نقد پیش کیا جس سے اس کی تسلی ہوئی اور اپنے لشکر میں اسے تقسیم کر دیا۔ خاتمہ جنگ کے بعد جلال الدولہ

[1] کتاب میں جگہ خالی ہے۔

واسط کی جانب لوٹا اور اس پر قابض ہو گیا اپنے لڑکے ملک العزیز کو عنان حکومت واسط سپرد کر کے عراق کی طرف واپس ہوا۔

سلطان محمود کا رے پر قبضہ | چونکہ مجد الدولہ بن فخر الدولہ علم اور تعمیر عمارات میں مصروف تھا اور اس کی دولت و حکومت کا انتظام اس کی ماں کر رہی تھی جب ۳۸۷ھ میں وہ انتقال کر گئی تو نظام سلطنت بگڑ گیا لشکر کو لالچ پیدا ہوا سلطان محمود بن سبکتگین کو بدنظمی کی شکایت لکھی۔ محمود نے ایک فوج اپنے حاجب کی ماتحتی میں روانہ کی اور مجد الدولہ کو گرفتار کر لینے کی خاص طور سے ہدایت کی۔ چنانچہ محمود کے حاجب نے جس وقت مجد الدولہ اس سے ملنے کے لئے آیا اسے اس کے بیٹے ابو دلف کے ساتھ گرفتار کر لیا۔ محمود کو جب اس کی خبر لگی تو اس کے موکب ہمایوں نے رے کی جانب حرکت کی۔ ماہ ربیع الآخر ۴۲۰ھ میں داخل رے ہو کر قبضہ کر لیا۔ دس لاکھ دینار نقد پانچ لاکھ دینار کے قیمتی جواہرات، چھ ہزار تھان ریشمی کپڑے اور بیشمار اسباب وظروف ہاتھ آئے مجد الدولہ پابزنجیر خراسان بھیج دیا گیا اور وہیں قید کر دیا گیا۔

اہل اصفہان کی سرکشی و سرکوبی | محمود نے رے فتح ہونے کے بعد قزوین، قلعہ قزوین، شہر سادہ، آدہ اور یافت کو بھی لے لیا اور اس کے حاکم الکین کو گرفتار کر کے خراسان بھیج دیا۔ فرقہ باطنیہ میں سے ایک بڑے گروہ کو مار ڈالا معتزلہ کو شہر بدر کیا۔ فلسفہ اور اعتزال کی کتابوں کو جلا دیا رفتہ رفتہ حدود ارمینیہ تک قابض ہو گیا علاء الدین بن کاکویہ نے اصفہان میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا۔ رے پر اپنی طرف سے اپنے بیٹے مسعود کو مقرر کیا اس نے زنجان اور ابہر کو فتح کیا اس کے بعد محمود نے اصفہان کو علاء الدولہ کے قبضہ سے نکال لیا اور اپنے کسی سردار کو اصفہان پر مامور کیا اہل اصفہان نے علم بغاوت بلند کیا اور اسے مار ڈالا۔ محمود کو اس کی خبر پہنچی آگ بگولا ہو گیا۔ فوجیں آراستہ کر کے اصفہان پر چڑھ آیا اور نہایت سختی سے اہل اصفہان کو پامال کیا، بیان کیا جاتا ہے کہ اہل اصفہان میں سے پانچ ہزار آدمیوں کو قتل کیا تھا واللہ اعلم بالصواب۔ اس کے بعد واپس آیا اور رے میں قیام پذیر ہوا۔

تاتار | ان تاتاریوں کی ابتدائی حالت کو ہم کسی مقام پر اسی کتاب میں بیان کر آئے ہیں۔ یہ لوگ بخارا کی پہاڑی گھاٹیوں میں رہتے تھے اور ان کے دو گروہ تھے ایک گروہ ارسلان بن سلجوق کا تھا، دوسرا گروہ اس کے برادرزادہ میکائیل بن سلجوق کا۔ یمین الدولہ محمود بن سبکتگین نے جس وقت بخارا اور ماوراء النہر پر قبضہ کیا تو ارسلان بن سلجوق کو گرفتار کر کے ہندوستان بھیج دیا اور اس کے قبائل و خاندان کو بے خانماں کر کے نکال دیا کچھ عرصہ بعد باقی ماندہ نے پھر سر اٹھایا۔ خراسان کی طرف بڑھے اور ان میں سے بعض اصفہان جا پہنچے۔ سلطان محمود نے علاء الدولہ بن کاکویہ کو ان کی گرفتاری اور سرکوبی کے لئے لکھا۔

تاتاریوں کی اصفہان والے میں غارت گری چنانچہ علاء الدولہ نے ان تاتاریوں کی سرکوبی کا قصد کیا کسی ذریعہ سے انہیں اطلاع ہو گئی۔ اطراف خراسان کی طرف بھاگ گئے لوٹ مار شروع کر دی، تاش الفراش (محمود بن سبکتگین کا سپہ سالار) مدافعت پر تیار ہوا، تاتاریوں نے آذربیجان کے قصد سے رے کا راستہ اختیار کیا، تاتاریوں کا یہ گروہ عراقیہ کے نام سے موسوم کیا جاتا تھا۔ اس گروہ کے سردار کوکتاش، بوقا، قزل، یغمر اور ناصغلی وغیرہم تھے جب یہ لوگ طوفان بدتمیزی مچاتے ہوئے دامغان کے قریب پہنچے۔ والی دامغان اپنی فوج کو مرتب کر کے مقابلہ اور مدافعت کے لئے نکلا۔ لیکن مدافعت نہ کر سکا۔ پہاڑ پر چڑھ گیا اور قلعہ نشین ہو گیا۔ تاتاری، شہر میں گھس پڑے اور جی کھول کر لوٹا۔ ان لوگوں نے یہی حرکتیں سمنان، رے کے قصبات، اسحاق آباد اور اس کے گرد و نواح میں کیں اس کے بعد مسکویہ (رے کے صوبہ) کی طرف گئے اسے تاخت و تاراج کیا۔ تاش الفراش (سپہ سالار محمود بن سبکتگین) اس وقت خراسان میں تھا۔ ابو سہل حمدانی نامی سپہ سالار بھی اس کے ساتھ تھا۔ ان دونوں نے مسعود بن سبکتگین والی جرجان اور طبرستان سے امداد کی درخواست کی۔ ان لوگوں نے تاش الفراش اور ابو سہیل کی کمک پر فوجیں روانہ کیں۔ دونوں سپہ سالار خم ٹھونک کر تاتاریوں سے لڑنے کے لئے نکلے۔ لڑائی ہوئی پر دونوں سپہ سالار شکست کھا کر بھاگے۔ اثناء جنگ میں تاش الفراش مارا گیا۔ ابو سہیل نے رے میں جا کر دم لیا۔ تاتاریوں نے اسے رے میں بھی دم نہ لینے دیا شکست اٹھا کر قلعہ طبرک چلا گیا اور وہیں قلعہ نشین ہو گیا۔ تاتاری رے میں گھس پڑے اور اسے دل کھول کر لوٹا۔ اس کے بعد ابو سہیل، فوجیں درست کر کے دوبارہ تاتاریوں سے لڑنے کے لئے آیا۔ تاتاریوں کو شکست ہوئی، تاتاریوں کے سرداروں میں سے یغمر کی ہمشیرہ زادہ کو گرفتار کر لیا۔ تاتاری اس کی رہائی کے لئے تیس ہزار دینار فدیہ دینے اور تاش الفراش کا جس قدر مال و اسباب لوٹ لیا تھا مع قیدیوں کے واپس کرنے پر تیار ہوئے ابو سہیل حمدونے انکار کر دیا تاتاری مجبور ہو کر رے سے نکلے راستے میں لشکر جرجان آپہنچا۔ رے کے قریب تاتاریوں سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ تاتاریوں کا سردار دو ہزار جنگ آوروں کے ساتھ گرفتار کر لیا تھا۔ بقیہ تاتاری، آذربائیجان کی طرف چلے گئے، یہ واقعہ ۴۲۶ھ کا ہے۔

تاتاریوں کی آذربائیجان میں لوٹ مار جس وقت تاتاریوں کا گروہ آذربائیجان کی طرف روانہ ہوا علاء الدولہ نے رے جا کر قیام کیا اور مسعود بن محمود بن سبکتگین کی اطاعت قبول کر لی۔ ابو سہیل

حمدونی کے پاس پیام بھیجا کہ تم اپنے شہروں کا کچھ حصہ مجھے دو ابو سہیل نے انکاری جواب دیا۔ علاء الدولہ نے ابو سہیل کی مخالفت کی وجہ سے تاتاریوں کو بلا بھیجا۔ چند تاتاری علاء الدولہ کے پاس آ گئے اور اس کے ملک میں قیام کیا کچھ عرصہ بعد انہیں اس سے نفرت پیدا ہوئی۔ پرانی عادت اختیار کر لی۔ لوٹ مار کا بازار گرم کر دیا۔ علاء الدولہ نے گھبرا کر پھر ابو سہیل سے خط و کتابت شروع کی اور اسے مسعود بن سبکتگین کی اطاعت و فرماں برداری کی ترغیب دی۔ ابو سہیل اس وقت طبرستان سے نیشا پور چلا آیا، اور علاء الدولہ، رے پر قابض ہو گیا۔

ابو کالیجار اور تاتاریوں میں مصالحت

اس کے بعد اہل آذربائیجان نے ان تاتاریوں کی مدافعت پر کمریں باندھیں جو ان اطراف میں لوٹ مار اور غارت گری کر رہے تھے چنانچہ پورے طور سے تاتاریوں کی گوشمالی کی۔ سارا گروہ منتشر ہو گیا ایک جماعت ان کی رے کی طرف چلی گئی اس جماعت کا سردار ایک شخص یرقا نامی تھا۔ دوسرا گروہ ہمدان کی جانب چلا گیا۔ اس کا سردار منصور اور کوکتاش تھے اس گروہ نے ہمدان پہنچ کر ابو کالیجار بن علاء الدولہ پر محاصرہ ڈالا۔ اگرچہ اطراف و جوانب کے امراء و سلاطین نے ابو کالیجار کی کمک پر فوجیں بھیجیں۔ لیکن کامیابی نہ ہوئی ایک مدت تک ہمدان محاصرہ میں رہا۔ آخر کار ابو کالیجار نے ان سے مصالحت کر لی اور کوکتاش کو اپنی دامادی میں لے لیا۔

تاتاریوں کا رے پر قبضہ

تاتاریوں کا جو گروہ رے گیا تھا اس نے علاء الدولہ بن کاکویہ پر رے میں محاصرہ ڈالا فناخسرو بن مجد الدولہ اور کامروالی ساوہ بھی ان لٹیروں سے مل گئے محاصرہ و جنگ نے طول کھینچا علاء الدولہ مجبور ہو کر ماہ رجب سنہ مذکور میں رات کے وقت رے سے اصفہان چلا گیا۔ اہل شہر نے ہتھیار ڈال دیئے تاتاری بلائے بے درماں کی طرح رات ہی کے وقت شہر میں گھس پڑے اور تاخت و تاراج کرنا شروع کر دیا ان میں سے ایک گروہ نے علاء الدولہ کا تعاقب کیا لیکن وہ ہاتھ نہ آیا تب یہ لٹیرے رے سے کرخ کی طرف لوٹ پڑے اور اسے لوٹ لیا۔ اسی گروہ میں سے ناصغلی نے قزوین کی طرف قدم بڑھایا اہل قزوین مقابلہ پر آئے لڑائی ہوئی مگر جب کامیابی کی صورت نظر نہ آئی تو اہل قزوین نے سات ہزار دینار دے کر مصالحت کر لی اور اطاعت قبول کر لی۔

ہمدان پر قبضہ

تاتاری رے پر قبضہ کرنے کے بعد ہمدان کے محاصرہ پر پھر لوٹ آئے۔ ابو کالیجار نے اپنے میں مقابلے کی قوت نہ دیکھ کر ہمدان چھوڑ دیا۔ شہر کے بڑے بڑے رؤساء اور امراء بھی اس کے ہمراہ چلے آئے اور کنکور میں قلعہ نشین ہو گئے، تاتاریوں نے ہمدان پر قبضہ کر لیا اس گروہ کا سردار کوکتاش اور منصور

تھے جیسا کہ تم اوپر پڑھ آئے ہو اور فنا خسرو بن مجد الدولہ دیلم کی ایک جماعت لئے ہوئے ان کے ہمراہ تھا۔ ان لوگوں نے ہمدان کو تاخت و تاراج کیا۔ اسی پر ان لوگوں نے اکتفا نہیں کی بلکہ ان کے دستے استرآباد اور دینور تک پہنچ گئے ابوالفتح بن ابی الشوک والی استرآباد سے لڑائیاں ہوئیں۔ چنانچہ ابوالفتح نے ان لوگوں کو شکست دی اور ان میں سے چند لوگوں کو گرفتار کر لیا۔ تاتاریوں نے ان قیدیوں کی رہائی پر مصالحت کر لی۔

تاتار اور ابوکالیجار

اس کے بعد تاتاریوں نے ابوکالیجار بن علاء الدولہ سے خط و کتابت شروع کی اور اسے انتظام ملک کے بہانے سے ہمدان بلایا جب ابوکالیجار ہمدان میں آ گیا تو تاتاریوں نے اس پر حملہ کر دیا اس کے مال و اسباب کو لوٹ لیا۔ بیچارہ ابوکالیجار شکست اٹھا کر بھاگ گیا۔ اسی اثنا میں علاء الدولہ نے اصفہان سے نکل کر تاتاریوں کے ایک گروہ پر درمیان راہ میں شب خون مارا اور کامیاب ہو کر مظفر و منصور اصفہان واپس آ گیا جب سلجوقی تاتاریوں کا دوسرا گروہ جو کہ طغرل بک، داؤد، جغر بک، بیغو اور ان کے بھائی ابراہیم نیال کے ہمراہ بیورد میں سے تھا اپنی فوجیں لے کر ماوراء النہر سے ان تاتاریوں کے تعاقب میں نکلا جو کہ اس وقت رے اور ہمدان کو اپنے ظلم و ستم کا نشانہ بنائے ہوئے تھے تو ان تاتاریوں نے آذربائیجان دیار بکر اور موصل کی طرف رخ کیا اور متفرق و منتشر ہو کر ان ممالک میں طرح طرح کے مظالم برپا کئے۔ جیسا کہ قرواش والی موصل اور ابن مروان والی دیار بکر کے حالات میں بیان کیا گیا ہے اور آئندہ ابن وہسودان کے حالات کے سلسلہ میں تحریر کیا جائے گا۔

مسعود بن سبکتگین کا اصفہان پر قبضہ

جب تاتاریوں نے ہمدان چھوڑا تو مسعود بن سبکتگین نے ایک فوج بھیج دی جس نے ہمدان پر قبضہ کر لیا اور خود بدولت نے اصفہان کا رخ کیا۔ علاء الدولہ، اصفہان چھوڑ کر بھاگ گیا۔ مسعود نے اصفہان اور جو کچھ کہ وہاں موجود تھا سب پر قبضہ کر لیا۔ علاء الدولہ نے ابوکالیجار کے پاس تستر میں جا کر دم لیا امداد کی درخواست کی، چونکہ ابوکالیجار حال ہی میں اپنے چچا جلال الدولہ سے سنہ ۴۲۳ھ میں شکست کھا چکا تھا جیسا کہ ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں فوری طور پر امداد دینے سے قاصر رہا لیکن اپنے چچا جلال الدولہ سے صلح کرنے کے بعد امداد کا وعدہ کیا۔ اس اثنا میں سلطان محمود بن سبکتگین کا انتقال ہو گیا اور مسعود نے خراساں سے کوچ کیا۔ اس وقت تک فنا خسرو بن مجد الدولہ عمران میں پناہ گزین تھا۔ محمود کے مرنے کی خبر پا کر ہاتھ پاؤں نکالے دیلم اور کردوں کو جمع کر کے رے پر قبضہ کرنے کے لئے نکل پڑا۔ مسعود کے نائب نے جو کہ رے میں تھا فنا خسرو کو

شکست دی اور اس کے لشکر کے ایک گروہ کو قتل کر ڈالا۔ فنا خسرو ناکام ہو کر اپنے قلعہ میں واپس آیا۔

ہمدان اور رے پر قبضہ اگرچہ علاء الدولہ کو مسعود سے بہت بڑا خطرہ تھا اور اس سے لڑنے کی طاقت نہ تھی لیکن محمود کے مرنے کے بعد ابو کالیجار کے پاس سے اصفہان، ہمدان اور رے کی طرف قبضہ کرنے کی لالچ میں آیا۔ اور رفتہ رفتہ صوبجات انوشیرواں تک بڑھ گیا۔ مسعود کے موکب ہمایوں نے اس سے مطلع ہو کر جنگ کے ارادے سے جنبش کی گھمسان کی لڑائیاں ہوئیں آخر کار مسعود کے لشکر کو فتح نصیب ہوئی۔ رے وغیرہ کو پھر اپنے قبضہ میں لے لیا۔ علاء الدولہ زخمی ہو کر قلعہ فرد خاں میں جا کر پناہ گزین ہوا۔ قلعہ فرد خاں، ہمدان سے ۲۲ کوس کے فاصلہ پر تھا۔ رے اور صوبجات انوشیرواں میں مسعود بن سبکتگین کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ مسعود نے اپنی طرف سے تاش الفراس کو یہاں کا گورنر مقرر کیا۔ تاش الفراس نے ظلم و سفاکی شروع کر دی تب مسعود نے علاء الدولہ کو مامور کیا۔

وزیر ابو علی کا قتل ہم اوپر لکھ آئے ہیں کہ جلال الدولہ نے ابو کالیجار کے بعد اہواز پر قبضہ کرنا شروع کر دیا تھا۔ ابو کالیجار نے واسطے سے تعاقب کیا تھا چنانچہ جلال الدولہ نے ابو کالیجار کو شکست دی ابو کالیجار واسط لوٹ آیا اور ابو منصور بختیار بن علی، نائب ابو کالیجار، جلال الدولہ سے جنگ پر روانہ کیا گیا۔ چار سو کشتیوں کا بیڑہ عبداللہ شرابی دکازی کی ماتحتی میں روانہ کیا گیا۔ والی بطیحہ اس کی رکاب میں تھا لیکن اس جمعیت اور زیادتی کے باوجود شکست ہوئی۔ بختیار نے میدان جنگ سے بھاگنے کا قصد کیا پھر کچھ سوچ کر قدم جما دیئے، جنگی کشتیوں کا بیڑہ لوٹ آیا بحری اور بری لڑائی شروع ہو گئی وزیر السلطنت ابو علی براہ دریا ان سے جنگ کرنے کے لئے آیا جس وقت نہر ابو الخصیب پر پہنچا لشکر بختیار کو قابض پایا ہمت ہار گیا۔ شکست کھا کر الٹے پاؤں لوٹا۔ بختیار کے لشکر نے تعاقب کیا اور خود بختیار نے بھی ابو علی کا پیچھا کیا۔ اس کی کشتیاں گرفتار کر لی گئیں خود بھی گرفتار ہو گیا۔ بختیار نے نامہ بشارت فتح کے ساتھ ابو علی کو ابو کالیجار کے پاس بھیج دیا۔ بحالت قید اس کے کسی غلام نے ابو علی کو کسی شبہ کے بنا پر مار ڈالا۔ ابو علی نہایت ظالم اور بے رحم تھا اس نے اپنے زمانہ حکومت میں بہت سے ناجائز طریقے اور محصول مقرر کئے تھے جس سے عام طور سے رعایا شاکی تھی۔

جب ابو علی کے قتل کی اطلاع جلال الدولہ تک پہنچی تو اس نے اس کی جگہ ابو سعید عبدالرحیم (جو اس کا ابن عم تھا) کو عہدہ وزارت پر مقرر کیا اور ایک کثیر التعداد فوج ان کی مدد پر روانہ کی جو مقتول وزیر کے ساتھ تھے۔ اسی

فوج نے بصرہ پر ماہ شعبان ۴۲۱ھ میں قبضہ کر لیا۔ بختیار اپنی فوج کے ساتھ ابلہ چلا گیا۔ ابوکالیجار سے امداد کی درخواست کی۔ ابوکالیجار نے بختیار کی کمک پر فوجیں روانہ کیں اور اپنے وزیر السلطنت ذوالسعادات ابوالفرج بن فسانجس کو امیر لشکر بنایا۔ چنانچہ جلال الدولہ کی فوج سے مقام بصرہ میں لڑائی ہوئی۔ ابتداً بختیار کو شکست ہوئی۔ اس کی بہت سی کشتیاں پکڑ لی گئیں۔ اس کے بعد جلال الدولہ کے سرداروں میں جو بصرہ میں تھے پھوٹ پڑ گئی۔ آپس میں لڑنے لگے متفرق و منتشر ہو گئے۔ ان میں بعض ذوالسعادات سے جا ملے اور اس سے جلال الدولہ کے سرداران بصرہ کے حالات بتلائے، ذوالسعادات کو موقع مل گیا۔ بصرہ پر حملہ کر دیا اور قابض ہو گیا۔ بصرہ جیسا کہ پہلے ابوکالیجار کے قبضہ میں تھا پھر اس کے قبضہ میں آ گیا۔

قائم بامر اللہ کی خلافت

ماہ ذی الحجہ ۴۲۲ھ میں خلیفہ قادر باللہ نے وفات پائی۔ اکتالیس سال خلافت کی۔ دیلم اور ترک کے دلوں پر اس کے رعب کا سکہ بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے مرنے پر جلال الدولہ نے اس کے بیٹے ابوجعفر عبداللہ کو تخت حکومت پر متمکن کیا قائم بامر اللہ کا لقب دیا۔ قاضی ابوالحسن ماوردی کو ابوکالیجار کے پاس پیام اطاعت دے کر بھیجا۔ ابوکالیجار نے اطاعت قبول کی اور بیعت کر لی۔ اپنے ملکوں میں اس کے نام کا خطبہ پڑھنے لگا۔ قیمتی قیمتی تحائف اور ہدایا دربار خلافت میں پیش کئے۔

بغداد میں شورش

اسی زمانہ میں اہل سنت والجماعت اور شیعہ کے درمیان دارالخلافت بغداد میں جھگڑا ہو گیا۔ یہودیوں کے مکانات لوٹ لئے گئے بازاروں میں آگ لگا دی گئی بعض افسران جنگی قتل کر ڈالے گئے، اوباشوں، بدمعاشوں کی بن آئی، دن دہاڑے لوٹ مار شروع ہو گئی۔ لشکریوں نے بھی ہاتھ پاؤں نکالے جلال الدولہ پر حملہ کرنے کا قصد کر دیا۔ اس کا نام خطبہ سے نکال دیا۔ جلال الدولہ نے یہ رنگ دیکھ کر ان کی تالیف قلوب کی۔ انعام دیئے، روپیہ اور مال سے انہیں مالا مال کر دیا۔ شورش ختم ہو گئی اور پھر مطیع ہو گئے۔

بارسطغان اور یلدرک کی شکایت

اسی سنہ میں، غلاموں کی ایک جماعت جلال الدولہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور امراء دولت و ارکین دولت بالخصوص بارسطغان اور یلدرک کی بہت لمبی چوڑی شکایت کی کہ ان لوگوں نے حکومت و سلطنت پر قبضہ حاصل کر لیا ہے اور سارا روپیہ اور مال ہڑپ کئے جاتے ہیں بارسطغان اور یلدرک کو اس کی اطلاع ہو گئی۔ جلال الدولہ سے متنفر اور کشیدہ ہو گئے غلاموں نے ان دونوں سرداروں سے اپنی اپنی تنخواہیں طلب

لگیں وظائف اور مقررہ روزینے کے طلب گار ہوئے بارسطغان اور یلدرک سنے تنگ دستی کی معذرت کی، جب کچھ شنوائی نہ ہوئی تو دار الخلافت بغداد چھوڑ کر مدائن چلے گئے ترکوں کو اس پر ندامت ہوئی جلال الدولہ نے مؤید الملک رجمی کو بارسطغان اور یلدرک کے پاس بھیجا۔ چنانچہ مؤید الملک نے ان کو سمجھا بجھا کر راضی کر لیا اور یہ دونوں پھر واپس آ گئے۔ بارسطغان اور یلدرک کی واپسی کے بعد لشکریوں نے پھر یورش کی۔ جلال الدولہ کا مکان لوٹ لیا۔ فرش، سامان، مکان اور سواری کے گھوڑے لوٹ لئے۔ جلال الدولہ کو سخت غصہ پیدا ہوا غضبناک سوار ہو کر دربار خلافت میں حاضر ہوا۔ شراب کے نشہ میں چور تھا کہتا تھا کچھ، زبان سے نکلتا تھا کچھ۔ خلافت مآب نے نرمی و ملاطفت سے جلال الدولہ کو مکان واپس کیا۔

وزیر عمید الملک کی معزولی

اس واقعہ کے تھوڑے دن بعد پھر لشکریوں نے شور و شر مچایا سواری کے لئے جلال الدولہ سے گھوڑے طلب کئے جلال الدولہ نے ان لوگوں کو ڈانٹ بتلائی پھر کچھ سوچ کر گھوڑوں کو اصطبل سے بلا کسی سائیس اور محافظ کے نکال دیا (اور یہ کہا کہ پانچ میری سواری کے ہیں اور دس میرے مصاحبوں کی سواری کے لئے ہیں) حاشیہ نشین اور لشکری واپس ہوئے، جلال الدولہ نے اپنے محل سرا کے دروازے بند کر لئے عوام الناس اور لشکریوں میں فتنہ و فساد برپا ہو گیا۔ جلال الدولہ نے غصہ ہو کر اپنے وزیر السلطنت عمید الملک کو معزول کر کے قلمدان وزارت ابو الفتح محمد بن فضل کو سپرد کیا۔ چنانچہ ابو الفتح نے چند دن وزارت کی لیکن عہدہ وزارت کی ذمہ داریاں کو انجام نہ دے سکا معزول کر دیا گیا۔ ابو اسحاق ابراہیم بن ابو الحسن (برادر زادہ ابو الحسن سہیلی) وزیر مامون والی خوارزم کو عہدہ وزارت عطا کیا گیا؟ پچیس دن تک وزارت کر کے بھاگ نکلا۔

ترکوں کی بغاوت و اطاعت

ماہ ربیع الاول ۴۲۳ھ میں ترکوں اور جلال الدولہ میں پھر جھگڑا ہو گیا جلال الدولہ نے دروازہ بند کر لیا۔ ترکوں نے جلال الدولہ کے مکان کو لوٹ لیا اراکین دولت اور سکریٹریوں کے کپڑے اتروا لئے۔ وزیر السلطنت ابو اسحاق، پریشان ہو کر غریب بن محمد بن معن کے پاس بھاگ گیا جلال الدولہ بھی ماہ ربیع الآخر سنہ مذکور میں بغداد چھوڑ کر عکبرا چلا گیا۔ ترکوں نے ابو کالیجار کے نام کا خطبہ پڑھا اور واسے اہواز سے بلا بھیجا۔ عادل بن مافنہ نے رائے دی کہ جب تک ترکوں کے سردار نہ آئیں اس وقت تک آپ بغداد کا ارادہ نہ کیجئے جب کالیجار بغداد نہ آیا تو ترکوں کو اپنے کئے پر پشیمانی ہوئی۔ جلال الدولہ سے معذرت کی اس کے نام کا خطبہ پڑھا۔ واپس آنے کی درخواست کی۔ چنانچہ تینتالیس روز بعد پھر دار الخلافت بغداد واپس آیا۔ قلمدان وزارت ابو القاسم بن

بن ماکولا کو عنایت ہوا۔ کچھ عرصہ بعد وزیر اور ترکوں سے جھگڑا ہو گیا اس وجہ سے کہ اس نے بعض لوگوں کو جو اس کی قید میں تھے چھوڑ دیا تھا معزول کر دیا گیا۔

ابوالقاسم والی بصرہ اور ملک العزیز

سنہ ۴۲۴ھ کے نصف میں ابو کالیجار کے نائب، ابو منصور بختیار بن علی نے مقام بصرہ میں وفات پائی۔ اس کی جگہ اس کا داماد ابوالقاسم جانشین ہوا یہ نہایت کفایت شعار، منتظم اور امور سلطنت سے آگاہ تھا۔ امور سیاسی کی واقفیت کی وجہ سے اسے بصرہ پر ایک قسم کا غلبہ حاصل ہو گیا۔ ابو کالیجار کو یہ ناگوار گزرا معزولی کا حکم بھیج دیا۔ ابوالقاسم نے مخالفت کا اعلان کر دیا۔ اس کے نام کا خطبہ موقوف کرکے جلال الدولہ کا نام خطبہ میں داخل کیا اور جلال الدولہ کے بیٹے کو واسطے سے بلا بھیجا چنانچہ جلال الدولہ کا لڑکا ابوالقاسم کی تحریک پر بصرہ آیا اور قبضہ کر لیا۔ ابو کالیجار کا لشکر بصرہ سے نکال دیا گیا کچھ عرصہ بعد ابوالقاسم اور ملک العزیز (جلال الدولہ کا لڑکا تھا جو بصرہ میں حسب طلب ابوالقاسم آیا تھا) میں اَن بَن ہو گئی (یہ واقعہ ۴۲۵ھ کے شروع کا ہے) بعض سرداران دیلم کو ابوالقاسم نے گرفتار کرنے کا قصد کیا۔ سرداران دیلم ملک العزیز کے پاس بھاگ گئے اور اس کی شکایت کی۔ ملک العزیز نے ان کی تالیف قلوب کے خیال سے ابوالقاسم کو بصرہ سے نکال دیا۔ یہ ابلہ چلا گیا جب اس کے پاس ایک خاصی فوج جمع ہو گئی۔ تو اس نے جنگ کے لئے بصرہ کا قصد کیا دونوں میں لڑائی ہوئی اور اس نے ملک العزیز کو بصرہ سے نکال دیا اور بدستور سابق ابو کالیجار کا مطیع ہو گیا اور اس کے نام کا خطبہ پڑھنے لگا۔

جلال الدولہ کا اخراج اور واپسی

رمضان ۴۲۳ھ میں جلال الدولہ نے اپنے وزیر السلطنت ابوالقاسم کو بلا بھیجا لشکریوں کو اس سے نفرت پیدا ہو گئی۔ مال و اسباب کے چھین لینے کا الزام لگا کر ہنگامہ برپا کر دیا۔ ایوان حکومت پر چڑھ آئے۔ جلال الدولہ کو بیک بینی و دو گوش ایوان حکومت سے نکال کر ایک مسجد میں جو ایوان حکومت میں تھی بٹھا دیا۔ جلال الدولہ اپنے وزیر السلطنت ابوالقاسم اور اہل و عیال کے ساتھ کرخ چلا آیا اس کے بعد

۱؎ ابوالمعمر ابراہیم بن حسین بساسی ایک امیر اور مالدار شخص بغداد میں رہتا تھا۔ جلال الدولہ نے اس کے مال و زر پر دانت لگایا وزیر السلطنت ابوالقاسم کو اس کی گرفتاری کا حکم دیا۔ ترکوں کو اس سے غصہ پیدا ہوا وزیر کے گھر کو لوٹ لیا کپڑے چھین لئے برہنہ پا گھر سے باہر نکالا۔ جلال الدولہ اس وقت حمام میں تھا شور و شر سن کر حمام سے باہر آیا۔ وزیر قدموں پر گر پڑا جلال الدولہ نے برافروختہ ہو کر ابوالمعمر سے ایک ہزار دینار وصول کئے اور وزیر السلطنت کو معزول کر دیا یہ جان کے خوف سے روپوش ہو گیا (دیکھو کامل ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۲۰۸ مطبوعہ مصر)

لشکریوں میں پھوٹ پڑ گئی، نظام جاتا رہا۔ آخر کار جلال الدولہ کے پاس پیام بھیجا کہ "آپ تو واسط تشریف لے جائیے اور اپنے چھوٹے لڑکوں میں سے کسی کو دارالحکومت میں امارت کرنے کے لئے چھوڑ جائیے" جلال الدولہ نے اس کو منظور کر لیا اور چند لوگوں کو لشکریوں کے لانے کی غرض سے روانہ کیا۔ پھوٹ تو پہلے ہی سے پڑ گئی تھی تمام لشکری راضی ہو گئے اور متفق ہو کر جلال الدولہ کی خدمت میں واپس آنے کی درخواست کی اور حاضر خدمت ہو کر منت و سماجت واپس لائے اطاعت و فرماں برداری کی قسم کھائی۔

وزارت میں تبدیل

۴۲۵ھ میں جلال الدولہ نے عمید الدولہ ابوسعید عبدالرحیم کو ابن ماکولا کی جگہ عہدہ وزارت پر مقرر کیا۔ ابن ماکولا کو اس سے بے حد صدمہ ہوا۔ ناراض ہو کر عکبرا چلا گیا۔ جلال الدولہ نے ابن ماکولا کو طلب کر کے پھر قلمدان وزارت سپرد کیا اور عمید الدولہ کو معزول کر دیا۔ عمید الدولہ چند دن عہدہ وزارت کی امید میں ٹھہرا رہا۔ جب کام ہوتا نظر نہ آیا تو جلال الدولہ کا ساتھ چھوڑ کر اوانا کا راستہ اختیار کیا۔ جلال الدولہ نے اسے واپس بلا لیا اور قلمدان وزارت کا پھر مالک بنایا۔ چند دن وزارت کر کے بھاگ نکلا، ابوالشوک کے پاس چلا گیا تب قلمدان وزارت ابوالقاسم کو دیا گیا۔ ابوالقاسم کے زمانہ وزارت میں لشکریوں کے مطالبات بڑھ گئے ابوالقاسم ادا نہ کر سکا دو مہینہ وزارت کر کے بھاگ کھڑا ہوا۔ لشکریوں نے گرفتار کر لیا دارالحکومت میں برہنہ سر پکڑ لائے جلال الدولہ نے ابوسعید کو پھر وزارت کا عہدہ عنایت کیا۔ اس کے زمانہ میں فتنہ و فساد کا دروازہ کھل گیا۔ دن دہاڑے دارالخلافت بغداد میں لوٹ مار ہونے لگی، حکام وقت دبا نہ سکے۔

جلال الدولہ پر ترکوں کی یورش

جلال الدولہ نے سپہ سالاران دیلم میں سے بساسیری کو غربی بغداد میں امن و امان قائم کرنے کی غرض سے مقرر کیا۔ بساسیری نے نہایت خوبی سے اس خدمت کو انجام دیا۔ فتنہ و فساد کی جتنی گھٹائیں خلافت و سلطنت کے افق پر چھائی ہوئی تھیں چھٹ گئیں، یہاں تک کہ کردوں اور لشکریوں نے خلافت مآب کے باغ پر غارت گری کا ہاتھ بڑھایا اور اسے لوٹ لیا۔ جلال الدولہ اس ہنگامہ کو فرو نہ کر سکا خلافت مآب نے قاضیوں، علماء اور فقہا کو دربار خلافت میں طلب فرما کر ان لوگوں کے طریقوں کی موقوفی کا فرمان لکھوایا۔ کردوں اور عام لشکریوں نے دارالخلافت پر حملہ کر دیا۔ حاشیہ نشینان بارگاہ خلافت پر حملے کرنے لگے، حکام وقت اس ہنگامہ کو فرو نہ کر سکے اور نہ امن قائم کر سکے۔ بغداد کے اطراف و جوانب میں عرب پھیل گئے غارت گری اور لوٹ مار

کی کوئی حد نہ رہی۔ جامع منصور کے قریب عورتوں کے کپڑے تک چھین لئے گئے، اسی خلفشار میں سنہ ۴۲۲ھ کا دور آگیا لشکریوں نے جلال الدولہ پر بھی یورش کر دی۔ جلال الدولہ پریشان حال سیاہ دری کے مکان میں جا چھپا اور رات کے وقت سیاہ دری کے مکان سے نکل کر کرخ میں مرتضیٰ کے مکان پر چلا گیا اور پھر وہاں سے موقع پاکر رافع بن حسین بن معن کے پاس تکریت جا کر پناہ لی۔ ترکوں نے اس کے مکان کو لوٹ لیا اور توڑ پھوڑ کر ویران و منہدم کر دیا۔ ان واقعات کے بعد خلیفہ قائم نے لشکریوں کی تالیف قلوب کی اور امن قائم کر کے جلال الدولہ کو واپس بلا لیا۔

بارسطغان دیلمی

آپ اُوپر بارسطغان کا حال پڑھ آئے ہیں اور یہ بھی تمہیں معلوم ہو چکا ہے کہ بارسطغان دیلم کے نامی سرداروں میں سے تھا۔ حاجب الحجاب کے خطاب سے مخاطب تھا۔ جلال الدولہ، ترکوں کے فتنہ و فساد کا بانی اسی بارسطغان کو قرار دیتا تھا اور ترکی فوج اسے مال چھین لینے سے متہم کرتی تھی بارسطغان کو خطرہ پیدا ہوا۔ نصف[1] ۴۲۷ھ میں اپنا مکان چھوڑ کر دارالخلافت میں جا کر پناہ گزین ہوا۔ خلافت مآب نے اسے اپنی پناہ میں لیا اور عزت و احترام سے ٹھہرایا۔

بارسطغان نے دارالخلافت پہنچ کر ابوکالیجار سے خط و کتابت کا سلسلہ جاری کیا اور اسے سلطنت بغداد کے لئے بلانے لگا۔ ابوکالیجار نے ایک فوج، واسط کی جانب بھیج دی، واسط کے مقیم فوجیوں نے اس فوج کے ساتھ ہو کر حملہ کر دیا اور ملک العزیز ابن جلال الدولہ کو نکال دیا۔ ملک العزیز، واسط سے نکل کر اپنے باپ کے پاس بغداد چلا آیا (بارسطغان[2] نے دارالخلافت کا دروازہ کھول دیا۔ دربار خلافت کے خدام نکل پڑے اور ابوکالیجار کی حکومت کا اعلان کر دیا۔ جلال الدولہ اس ہنگامہ سے متاثر ہو کر دارالخلافت بغداد سے اوانا چلا آیا بساسیری بھی اس کے ساتھ تھا۔

جلال الدولہ اور بارسطغان کی جنگ

جلال الدولہ کے چلے جانے کے بعد بارسطغان نے وزیر السلطنت ابوالفضل عباس حسن بن فسانجس کو امور سلطنت کی نگرانی پر ابوکالیجار کی طرف سے مقرر کیا) اور خلافت مآب کی خدمت میں ابوکالیجار کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی درخواست کی۔ خلافت مآب نے جلال الدولہ کے عہد و پیمان کا عذر کیا۔ اس وجہ سے خطیبوں نے بھی ابوکالیجار کے نام کا خطبہ پڑھنے سے انکار کر دیا اس کے

[1] ابن اثیر نے لکھا ہے کہ بارسطغان نے ماہ رجب سنہ مذکور میں دارالخلافت میں جا کر پناہ لی تھی۔ دیکھو تاریخ کامل جلد ۹ صفحہ ۲۰۸ مطبوعہ مصر

[2] عبارت مابین خطوط ہلالی ربط مضمون کے خیال سے میں نے کامل ابن اثیر سے ملخص کر کے لکھا ہے (من مترجم)

بعد بارسطغان اور جلال الدولہ میں لڑائی چھڑ گئی۔ سرداسطی لشکر نے بارسطغان کا ساتھ دیا۔ جلال الدولہ پھر دارالخلافت بغداد واپس آیا۔ عزبی بغداد میں قیام پذیر ہوا۔ قرواش بن مقلد عقیلی اور دبیس بن علی بن مزید اسدی اس کی رکاب میں تھے چنانچہ عزبی بغداد میں جلال الدولہ کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا اور شرقی بغداد میں ابوکالیجار کا، ابوالشوک اور ابوالفوارس منصور بن حسین، ابوکالیجار کی اطاعت میں بارسطغان کے ہمصفیر ہوگئے، فتنہ وفساد کا دروازہ کھل گیا۔ ہنگامہ کارزار شب و روز گرم رہنے لگا۔ جلال الدولہ پریشان ہو کر دارالخلافت بغداد چھوڑ کر انبار چلا گیا۔ قرواش نے بھی اس سے علیحدہ ہو کر موصل کا راستہ لیا۔

معرکہ خیزرانیہ

بارسطغان کو موقع مل گیا، علی بن فسانجس کو گرفتار کر لیا، منصور بن حسین اپنے شہر لوٹ آیا۔ ان واقعات کے بعد یہ خبر سننے میں آئی کہ ابوکالیجار نے فارس کا رخ کیا ہے اس خبر کا مشہور ہونا تھا کہ دیلمی فوج نے جو اس کی رکاب میں تھی ساتھ چھوڑ دیا۔ اس کا جو کچھ مال واسباب تھا دارالخلافت چھوڑ کر واسط کی طرف روانہ ہو گئی۔ جلال الدولہ پھر دارالخلافت بغداد آپہنچا۔ بساسیری اور بنو خفاجہ کو بارسطغان کے تعاقب پر روانہ کیا اور خود بھی دبیس کے ساتھ بارسطغان کی گرفتاری پر نکل پڑا۔ مقام خیزرانیہ میں بارسطغان کو جا گھیرا۔ لڑائی ہوئی۔ اثنائے جنگ میں بارسطغان گرفتار کر لیا گیا۔ جلال الدولہ کے دربار میں پابزنجیر پیش کیا گیا۔ قتل کر ڈالا گیا۔

جلال الدولہ کو ملک الملوک کا خطاب

اس کامیابی سے جلال الدولہ کے حوصلے بلند ہو گئے۔ خلافت مآب قائم بامر اللہ سے درخواست کی کہ مجھے ملک الملوک کا خطاب عطا کیا جائے خلافت مآب نے اس کی مخالفت کی۔ فقہا کو فتوے لینے کی غرض سے دربار میں طلب کیا۔ ابوالطیب طبری، ابوعبداللہ ضمیری اور ابوالقاسم کرخی نے جواز کا فتوے دیا۔ ابوالحسن ماوردی نے اختلاف کیا۔ اس خطاب کے خبر شروع ہونے پر دونوں فریق میں مناظرہ ہوا۔ اکیلا ابوالحسن ماوردی ایک طرف تھا خوشامدی اور درباری فقہا و قضاۃ ایک طرف تھے۔ چنانچہ ابوالطیب کی جیت ہوئی اور اس کے فتوے کو ترجیح دی گئی۔ جلال الدولہ کو ملک الملوک[1] کا خطاب دیا گیا۔ ابوالحسن ماوردی، جلال الدولہ کے مخصوص آدمیوں میں سے تھا اسے اپنی شکست و مخالفت پر ندامت ہوئی کئی ماہ تک جلال الدولہ کے دربار میں نہ گیا تب جلال الدولہ نے اسے بلوایا[2] اور حق گوئی کا اظہار شکر کیا اور بدستور

---

[1] عبارت ہذا غلطی طباعتی و ابلاغ مضمون کے خیال سے میں نے کامل ابن اثیر سے ملخص کر کے لکھا ہے (من مترجم)

[2] حالانکہ احادیث صحیحہ میں اس کی صراحتاً ممانعت آئی ہے اور تمام صحابہؓ تابعین اور ائمہ اربعہ اس کی حرمت پر متفق ہیں اس لئے کہ ملک الملوک

اسے اس کے عہدہ پر بحال رکھا۔

جلال الدولہ اور ابوکالیجار میں مصالحت

اسی ۴۲۸ھ میں جلال الدولہ اور اس کے برادر زادہ ابوکالیجار میں مصالحت کا نامہ و پیام ہونے لگا۔ قاضی ابوالحسن ماوردی اور ابو عبداللہ مردوستی صلح کے محرک اور پیامبر تھے چنانچہ دونوں میں مصالحت ہو گئی ابومنصور بن کالیجار کا عقد جلال الدولہ کی لڑکی سے کیا گیا (پچاس ہزار دینار مہر مقرر ہوا) خلافت مآب قائم بامر اللہ نے گراں بہا خلعت ابوکالیجار کو عنایت کیا۔

ابوکالیجار کا بصرہ پر قبضہ

آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ ظہیر ابوالقاسم نے ابومنصور بختیار کے بعد بصرہ پر قبضہ کر لیا تھا اور ابوکالیجار سے باغی ہو کر جلال الدولہ کی اطاعت قبول کر لی تھی پھر چند دن بعد جلال الدولہ کا مخالف ہو کر ابوکالیجار کی اطاعت کا اظہار کیا تھا اور اس ردوبدل سے اس کی حکومت کو استقلال و استحکام حاصل ہو گیا تھا۔ دماغ میں ملک گیری اور فراہمی مال کی ہوا سمائی، ابوالحسن بن ابوالقاسم بن مکرم والی عمان سے چھیڑ چھاڑ کی اور اس کا کچھ مال چھین لیا ابوالحسن نے ابوالجیش اور ابوکالیجار کی خدمت میں ظہیر کی شکایت لکھی اور یہ درخواست کی کہ اگر مجھے بصرہ کی بھی حکومت عنایت کی جائے تو میں ظہیر سے تیس ہزار دینار خراج زیادہ دینے کے لئے تیار ہوں، ابوکالیجار نے درخواست کو منظوری اور قبولیت کا درجہ عنایت کیا اور فوجیں مرتب کر کے عادل ابومنصور بن مافنہ کی ماتحتی میں براستہ خشکی بصرہ کی جانب روانہ کیں، ابوالجیش بھی عمان سے براہ دریا فوجیں لے کر بصرہ آ پہنچا بصرہ کا بری اور بحری محاصرہ کر لیا۔ اور بزور تیغ بصرہ میں گھس پڑے۔ قبضہ کر لیا۔ ظہیر گرفتار ہو گیا تمام مال و روپیہ ضبط کر لیا گیا۔ پہلے نوے ہزار دینار تاوان جنگ دس دن کے اندر وصول کیا گیا۔ پھر ایک لاکھ دس ہزار دینار گیارہ دن میں وصول کیا گیا کامیابی کے بعد ملک ابوکالیجار، ۴۳۱ھ میں داخل بصرہ ہوا۔ کچھ عرصہ قیام کر کے ظہیر ابوالقاسم کے ساتھ اہواز کی جانب واپس ہوا۔ اور اپنے بیٹے عزالملوک کو حکومت بصرہ پر مامور کیا۔ امیر ابوالفرج بن فسانجس کو اس کی وزارت دی۔

ابوالجیش اور علی ابن ہطال

ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں کہ ابو محمد بن مکرم، بہاء الدولہ کی حکومت و ریاست کا منتظم اور مدبر تھا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا ابوالقاسم اس خدمت کو انجام دیتا رہا پندرہ برس سے عمان حکومت اس کے قبضہ اقتدار میں تھی ۴۲۸ھ میں وفات پائی۔ اس کے چار بیٹے تھے ابوالجیش، مہذب، ابومحمد

اور ایک چھوٹا لڑکا جس کا نام مورخوں نے نہیں لکھا۔ ابوالقاسم کی وفات کے بعد ابوالجیش تخت حکومت پر متمکن ہوا۔ علی ابن ہطال سپہ سالار افواج کو اس کے عہدہ پہ بحال رکھا اور اس قدر اس کی عزت افزائی کی کہ جب علی ابن ہطال ابوالجیش کے دربار میں آتا تھا تو ابوالجیش اٹھ کھڑا ہوتا تھا۔ یہ امر اس کے بھائی مہذب کو ناگوار گزرا۔ علی اسے تاڑ گیا چنانچہ ابوالجیش سے اجازت لے کر مہذب کی دعوت کی اور بے حد تعظیم و تکریم سے پیش آیا جب کھانے سے فراغت ہوئی، دور شراب چلنے لگا اور مہذب پی کر مست ہوا تو علی نے مہذب سے کہنا شروع کیا" آپ کا بھائی ابوالجیش نہایت کمزور طبیعت کا آدمی ہے صائب الرائے نہیں ہے اگر آپ کمر ہمت باندھیں تو میں ذمہ دار ہوتا ہوں کہ بات کی بات میں آپ کو تخت حکومت پر متمکن کر دوں۔ مہذب نشہ میں چور تھا اس چکر میں آ گیا اور صوبوں کی گورنری اور جاگیر دینے کا وعدہ کیا" علی نے کہا" یوں نہیں! آپ جو وعدہ فرماتے ہیں اسے لکھ دیجئے اور اپنے دستخط کر دیجئے" مہذب نے لکھ دیا۔

مہذب کا خاتمہ اگلے دن علی، ابوالجیش کی خدمت میں حاضر ہوا اور مہذب کا خط دکھلایا اور یہ دھوکا دیا کہ اس نے آپ کے اکثر ہوا خواہوں کو ملا لیا ہے میں چونکہ اس سے چھٹا چھٹا رہتا ہوں مجھے یہ خط لکھا ہے اور اسی وجہ سے وہ مجھ سے کشیدہ اور متنفر رہتا ہے اور یہ نفرت محض آپ کی خیر خواہی کی وجہ سے ہے ابوالجیش کو طیش آ گیا واقعہ کی اصلیت دریافت نہ کی، اپنے بھائی مہذب کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ چند روز بعد ایک شخص کو جیل میں بھیج دیا جس نے اس کا گلا گھونٹ دیا اور مر گیا۔ اس کے تھوڑے ہی دنوں بعد ابوالجیش نے بھی انتقال کیا علی ابن ہطال نے اس کے بھائی ابو محمد کو امیر بنانے کا قصد کیا۔ ابو محمد کی ماں کو خطرہ پیدا ہوا۔ کہلا بھیجا کہ میرا لڑکا کم سن ہے حکومت کا بار نہ اٹھا سکے گا مناسب ہے اس کام کو آپ ہی انجام دیجئے" علی ابن ہطال تو اسی امر کا منتظر تھا عنان حکومت اپنے قبضہ اقتدار میں لے لی حکمرانی کرنے لگا۔ رعایا سے ظالمانہ برتاؤ کئے۔ تجارت پیشہ لوگوں سے تاوان اور جرمانے وصول کئے۔ رفتہ رفتہ ان واقعات کی اطلاع ابو کالیجار کو ہوئی۔ عادل ابومنصور بن مافنہ کو حکم دیا کہ ابوالقاسم بن مکرم کے نائب "مرتضیٰ" کو جو کہ عمان کے پہاڑوں میں مقیم ہے، علی ابن ہطال پر حملہ کرنے کے لئے لکھو اور بصرہ سے ایک جرار فوج اس کی کمک پر بھیج دو۔

علی ابن ہطال کا قتل مرتضیٰ اس پیام کو سن کر اٹھ کھڑا ہوا۔ بصرہ کی فوجیں آ گئیں۔ بڑھ کر عمان پر محاصرہ ڈال دیا، اکثر مقامات پر قبضہ کر لیا۔ اسی اثنا میں مرتضیٰ نے اس آدمی کو ملا لیا جو ابن مکرم کا خادم

تھا اور اس کے مرنے کے بعد علی بن ہطال کی خدمت میں رہنے لگا تھا، اس خادم نے موقع پا کر علی بن ہطال کو قتل کر ڈالا پھر کیا تھا عمان فتح ہو گیا۔ عادل ابن منصور کو اس کی اطلاع ہوئی، خوشی سے اچھل پڑا اسی وقت ایک امیر کو عمان بھیج دیا اور ابو محمد بن ابوالقاسم کو عمان کی عنان حکومت دے دی اور مرتضیٰ اس کی وزارت کا کام انجام دینے لگا) ۴۳۳ھ میں عادل ابو منصور بہرام بن مافنہ (ابو کالیجار کا وزیر السلطنت) مر گیا۔ مہذب الدولہ کو قلمدان وزارت عطا کیا گیا اور اسے ان لوگوں[2] کی مدافعت کا حکم دیا جو کہ جیرفت کا محاصرہ کئے ہوئے تھے اس نے بزور تیغ محاصرہ اٹھا دیا اور ان کا تعاقب کیا حتیٰ کہ وہ لوگ پہاڑ کے دشوار گذار دروں میں جا چھپے اور مہذب الدولہ کرمان واپس آیا۔ دنیا کو ان کے شر و فساد سے نجات مل گئی۔

جلال الدولہ کی وفات

ماہ شعبان ۴۳۵ھ میں جلال الدولہ (ابو طاہر بن بہاء الدولہ بن عضد الدولہ بن بویہ) نے بغداد میں وفات پائی سترہ سال حکومت کی۔ اس کی کمزوری حد سے بڑھ گئی تھی۔ لشکریوں کا اس پر اثر تھا، امراء کا اس پر قابو تھا صوبوں کے گورنروں سے یہ دبتا تھا۔ غرض یہ کہ عوام کی ناک بنا ہوا تھا۔ جس طرف جو چاہتا تھا پھیر دیتا تھا۔ اس کے مرنے پر وزیر السلطنت کمال الملک بن عبدالرحیم اور بڑے بڑے امراء حکومت ترکوں اور عوام الناس کے خوف سے حرم سرائے دارالخلافت میں جا کر پناہ گزین ہو گئے۔ سرداران لشکر دارالحکومت پہنچ گئے ترکوں اور عوام الناس کو غارت گری سے روک دیا۔

ابو کالیجار کی حکومت

جلال الدولہ کا بڑا لڑکا الملک العزیز ابو منصور اس وقت واسط میں تھا۔ سرداران لشکر نے جلال الدولہ کی موت کی خبر دی، اطاعت و فرماں برداری کا اظہار کیا اور یہ لکھ بھیجا کہ جس قدر جلد ممکن ہو بغداد میں آ کر بیعت لے لیجئے۔ کوئی اتفاق ایسا پیش آ گیا کہ ملک العزیز بغداد نہ آ سکا اور ابو کالیجار والی اہواز کو جلال الدولہ کے مرنے کی خبر ہو گئی سرداران لشکر بغداد کو خطوط لکھے اور بشرط اطاعت انعام و صلہ دینے کا وعدہ کیا۔ سرداران لشکر مال و زر کے لالچ میں ملک العزیز کا ساتھ چھوڑ کر ابو کالیجار کے مطیع ہو گئے۔ چنانچہ

---

[1] عبارت مابین خطوط ہلالی ربط مضمون کے خیال سے میں نے تاریخ کامل ابن اثیر سے ملخص کر کے لکھا ہے۔ مترجم۔

[2] مورخ ابن خلدون نے اس مقام پر ضمائر سے کام لیا ہے اور اوپر مرجع ضمیر کا نہیں ہے جیسا کہ اور کتب تواریخ کے ورق گردانی سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ تاتاری تھے جنہوں نے جیرفت کا محاصرہ کر رکھا تھا۔

ابوکالیجار اہواز سے بغداد روانہ ہوا۔ جس وقت نعمانیہ پہنچا۔ لشکریوں نے بغاوت کر دی۔ اور اس سے علیحدہ ہو کر واسط چلے گئے اس کے باوجود دارالخلافت بغداد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ اور اس کی حکومت تسلیم کر لی گئی

ملک العزیز کا انجام

ملک العزیز ان واقعات سے متاثر ہو کر دبیس بن مزید کے پاس گیا وہاں بھی اسے آرام اور سکون نصیب نہ ہوا۔ قرواش بن مقلد کے پاس موصل چلا گیا پھر اس سے بھی رخصت ہو کر ابوالشوک کے پاس جا پہنچا۔ ابوالشوک سے اس کا دامادی کا رشتہ تھا مگر اس نے ملک العزیز سے بدعہدی اور کج ادائی کی۔ زبردستی اپنی لڑکی کو طلاق دلوائی۔ ملک العزیز پریشان ابراہیم نیال برادر سلطان طغرل بک کے پاس جا کر پناہ گزین ہوا۔ چند دن بعد لشکریوں کو ملانے کی غرض سے پوشیدہ طور سے بغداد آیا۔ ابوکالیجار کے ہواخواہوں کو اطلاع ہو گئی۔ ان لوگوں نے حملہ کر دیا اور ملک العزیز کے دو ایک ہمراہیوں کو مار ڈالا ملک العزیز گھبرا کر بھاگ نکلا نصیرالدولہ بن مروان کے پاس جا کر پناہ لی۔ اور اسی کے پاس مقام میافارقین میں جان بحق تسلیم کر دی۔

ابوکالیجار کی بغداد میں آمد

ماہ صفر ۴۳۶ھ میں ابوکالیجار وارد بغداد ہوا۔ لشکر بغداد نے سلامی دی، ابوکالیجار کا قدم استقلال کے ساتھ حکومت بغداد پر جم گیا۔ خلافت مآب نے محی الدولہ کا خطاب عنایت کیا۔ ابوالشوک اور دبیس بن مزید نے اپنے اپنے ممالک مقبوضہ میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا ابوکالیجار نے اس معاملہ میں دس ہزار دینار اور بہت سے قیمتی قیمتی تحائف خلافت مآب کی خدمت میں پیش کئے تھے اس کے علاوہ سرداران لشکر اور سپاہیوں کو بھی بے حد مال اور روپے دیئے۔ چونکہ ابوکالیجار پر ترکوں کا خوف غالب تھا اس وجہ سے شورش و فساد کے خیال سے بہت تھوڑی فوج کے ساتھ داخل بغداد ہوا تھا اس کے ساتھ اس کا وزیر السلطنت ابوالسعادات ابوالفرج محمد بن محمد بن فسانجس بھی تھا۔ خلیفہ قائم بامر اللہ سوار ہو کر ملنے کے لئے آیا تھا۔ سارا شہر بغداد چراغاں کیا گیا۔ خلافت مآب نے سرداران لشکر بساسیری، ساری رشاد دری) اور ہمام ابوالقاسم کو خلعت فاخرہ سے سرفراز کیا۔ ابوکالیجار نے اپنے چچاؤں رعمید الدولہ ابوسعید بن عبدالرحیم اور اس کے بھائی کمال الملک وزیران جلال الدولہ) کو بغداد سے شہر بدر کر دیا دونوں بچارے تکریت چلے گئے۔

علاء الدولہ کا ہمدان پر قبضہ

علاء الدولہ بن کاکویہ کا رے سے شکست پانے اور زخمی ہو کر روانہ ہونے کا حال ہم اوپر بیان کر چکے ہیں اور یہ کہ فرہاد بن مرداویج اس کے ساتھ تھا

قلعہ قردخان میں مدد حاصل کرنے کی غرض سے گیا جب وہاں کامیابی حاصل نہ ہوئی تو یزدجرد کا راستہ لیا۔ علی بن عمران سپہ سالار تاش فراش نے تعاقب کیا۔ اس وجہ سے ان لوگوں نے یزدجرد کو بھی چھوڑ دیا۔ ابوجعفر (علاؤ الدولہ) نیشاپور اکراد جرد قان کے پاس چلا گیا اور فرہاد نے قلعہ سمکیس جاکر دم لیا۔ اور ان کردوں کو جو علی بن عمران کی رکاب میں تھے ملالیا اور بحالت غفلت انہیں حملہ کرنے پر آمادہ کر دیا۔ علی بن عمران کو اس کی اطلاع ہوگئی ہمدان کی طرف کوچ کر دیا۔ فرہاد اور کردوں نے پیچھا کیا اور اثناء راہ میں ایک گاؤں میں اسے جا گھیرا لیکن کثرت بارش کی وجہ سے کامیاب نہ ہوئے لوٹ آئے۔ علی بن عمران نے امیر تاش کی خدمت میں امداد کی درخواست کی۔ اور علاؤ الدولہ نے اپنے بھتیجے سے جو کہ اصفہان میں تھا مال اور سامان جنگ کی مدد مانگی، علی بن عمران کو اس کی خبر لگ گئی ہمدان سے نکل کر مقام جرد قان میں چھیڑ چھاڑ کی، جو کچھ اس کے ساتھ تھا لوٹ لیا اور اسے گرفتار کر لیا علاؤ الدولہ نے میدان خالی پا کر ہمدان پر قبضہ کر لیا۔

شہریوش کا خاتمہ

سلطان مسعود نے اس کو اپنی طرف سے اصفہان کی حکومت پر ایک معین خراج پر مامور کیا اسی طرح پر قابوس کو جرجان اور طبرستان کی حکومت عطا کی؛ رے پر ابوسہیل حمدانی کو مقرر کیا اور تاش فراش والی خراسان کو شہریوش بن ولکین والی ساوہ کی گرفتاری اور سرکوبی پر متعین کیا۔ شہریوش رہزنی کرتا تھا اور حاجیوں کے قافلوں کو لوٹ لیتا تھا، شہریوش نے اسی پر اکتفا نہیں کیا۔ سلطان محمود کے مرنے کے بعد حوصلے بڑھ گئے۔ رے پر حملہ کر دیا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ تاش نے اس کی سرکوبی کی غرض سے فوجیں روانہ کیں، چنانچہ قم کے کسی قلعہ میں اسے جا کر گھیر لیا اور گرفتار کر کے تاش کے پاس لائے تاش نے مقام ساوہ میں اسے صلیب پر چڑھا دیا۔

ابوسہیل ہمدانی کا اصفہان پر قبضہ

ان واقعات کے بعد علاؤ الدولہ بن کاکویہ اور فرہاد بن مرداویج ابوسہیل حمدانی سے جنگ کرنے پر متفق ہوئے، ابوسہیل حمدانی، عساکر خراسان لے کر مقابلہ پر آیا۔ سخت اور خوں ریز لڑائی ہوئی، فرہاد اثنا جنگ میں مارا گیا اور علاؤ الدولہ شکست اٹھا کر ایک پہاڑ پر چلا گیا جو اصفہان اور جرجان کے درمیان واقع تھا اور وہیں پناہ گزین ہو گیا چند دن بعد موقع پا کر ایدج چلا گیا۔ جو ابو کالیجار کے مقبوضہ علاقہ میں داخل تھا۔ ابوسہیل نے علاؤ الدولہ کی شکست کے بعد اصفہان پر قبضہ کر لیا اس کے خزانہ کو لوٹ لیا کتب خانہ غزنی اٹھا لایا یہ واقعہ ۴۲۵ھ کا ہے جسے حسین بن حسین غوری نے جلا کر خاک سیاہ کر دیا۔

علاء الدولہ کا محاصرہ اصفہان

۴۲۱ھ میں علاء الدولہ نے پھر پر پرزے نکالے، فوجیں فراہم کرکے ابو سہیل کا اصفہان جا کر محاصرہ کر لیا۔ ترکوں نے علاء الدولہ کے ساتھ بے وفائی کی، باغی ہو گئے علاء الدولہ محاصرہ اٹھا کر یزدجرد اور یزدجرد سے طرم چلا گیا، ابن سالار والی طرم نے ابن سبکتگین والی خراسان کے خوف سے علاء الدولہ کو اپنے یہاں ٹھہرنے نہ دیا۔ تب علاء الدولہ طرم سے بھی نکل کھڑا ہوا اس کے بعد ۴۲۷ھ میں طغرل بک نے خراسان پر قبضہ کر لیا جسے ۴۳۰ھ میں سلطان محمود نے لڑ کر پھر واپس لے لیا جیسا کہ ہم تحریر کر چکے ہیں۔ اور آئندہ حسب موقع تحریر کریں گے۔

علاء الدولہ ابو جعفر ابن کاکویہ کی وفات

علاء الدولہ ابو جعفر بن دشمنزیار بن کاکویہ نے ابو الشوک کے ملک سے واپس اصفہان آ کر ماہ محرم ۴۳۳ھ میں سفر آخرت اختیار کیا۔ اس کے بجائے اس کا بیٹا ظہیر الدین ابو منصور فرامرز حکومت اصفہان کے تخت پر رونق افروز ہوا۔ اس کا دوسرا لڑکا ابو کالیجار کرشاسف نہاوند کی طرف چلا گیا اور قبضہ کر لیا۔ نہاوند کے علاوہ قرب و جوار کے شہروں اور اعمال جبل پر بھی قابض ہو گیا۔

ابو منصور اور ابو حرب کی جھڑپیں

اس کے بعد ابو منصور فرامرز نے قلعہ نطنز کے قلعہ دار کے پاس اپنی اطاعت کا پیام بھیجا اور اپنے باپ کے جمع کئے ہوئے ذخیروں اور مال میں سے کچھ مال طلب کیا۔ قلعہ دار نے اطاعت قبول نہ کی مخالفت کا اعلان کر دیا۔ ابو منصور فرامرز اس کی سرکوبی کے لئے چلا۔ ابو حرب (ابو منصور کا چھوٹا بھائی بھی) اس کی رکاب میں تھا۔ ابو حرب قلعہ دار سے مل گیا اور ابو منصور اصفہان واپس آیا، ابو حرب نے سلجوقیہ سے جو کہ رے میں تھے امداد کی درخواست کی چنانچہ ان تاتاریوں کا ایک گروہ جرجان کی طرف بڑھا اور اسے تاخت و تاراج کر کے ابو حرب کے حوالہ کر دیا۔ ابو منصور نے ابو حرب کے مقابلہ پر فوجیں روانہ کیں، دونوں میں لڑائیاں ہوئیں۔ بالآخر منصور کی فوجوں نے ابو حرب سے جرجان واپس لے لیا۔ ابو حرب شکست کھا کر ایک قلعہ میں پناہ گزین ہوا۔ ابو منصور کے لشکر نے اس کا محاصرہ کر لیا۔ ابو حرب، رات کے وقت لباس تبدیل کر کے اور چھپ کر بھاگ نکلا، ابو کالیجار نے بادشاہ فارس کے پاس جا کر پناہ لی اور اس سے اپنے بھائی ابو منصور کے مقابلہ میں امداد کا خواستگار ہوا۔ ابو کالیجار نے ایک بڑی فوج سے اس کو مدد دی اور خود بھی اس مہم پر ابو حرب کے ساتھ آیا اصفہان کا محاصرہ کیا۔ اس وقت ابو منصور، اصفہان ہی میں تھا دونوں فریقوں میں متعدد

لڑائیاں ہوئیں آخر کار ابو منصور نے ابو کالیجار کو سالانہ خراج دینا قبول کیا، مصالحت ہوگئی۔

ابو منصور اور ابو حرب کی مصالحت

ابو کالیجار اپنے دارالحکومت شیراز کی جانب واپس ہوا اور ابو حرب نے قلعہ نُلغُرْ کا جا کر محاصرہ کر لیا۔ اور سختی سے لڑائی شروع کر دی ابو منصور نے اس سے بھی قلعہ کے ذخیروں اور مال میں سے کچھ دے کر مصالحت کر لی، قلعہ بدستور اسی کے قبضہ میں رہا۔ ابو منصور کو ابھی ان جھگڑوں سے پورے طور پر فراغت حاصل نہ ہوئی تھی کہ ابراہیم نیال نے خراسان سے رے کا قصد کیا اور ابو منصور سے اطاعت کا طالب ہوا۔ ابو منصور نے قبول نہ کیا تب ابو منصور نے ہمدان اور یزدجرد کی طرف قدم بڑھایا اور اس پر قابض ہو گیا۔ ابو الفتح حسن بن عبداللہ نے کوشش کر کے ابو حرب اور ابو منصور میں مصالحت کرا دی، ابو حرب نے اظہار اطاعت کی غرض سے اپنے ممالک مقبوضہ میں اپنے بھائی ابو منصور کے نام کا خطبہ پڑھا۔ اور ابو منصور نے اسے ہمدان جاگیر کے طور پر عنایت کیا۔

ابن نیال اور ابن علاء الدولہ

اسی ۳۳ھ میں سلطان طغرل بیک نے خوارزم، جرجان اور طبرستان کو ملوک بنو سبکتگین کے قبضہ سے نکال لیا اور ابراہیم نیال (طغرل بیک کا اخیافی بھائی) جس وقت طغرل بیک نے خراسان پر قبضہ کیا تھا سلجوقی لشکروں کو لے کر رے کی طرف بڑھا تھا اور اس پر قابض ہو گیا تھا اس کے بعد یزدجرد کو لے لیا اور ۳۳ھ میں ہمدان پر

ملہ اس قبضہ کا سبب یہ ہوا کہ انوشیروان بن منوچہر بن وشمگیر جرجان ممالک کا حکمران تھا اپنے سپہ سالار ابو کالیجار بن وستان کو گرفتار کر لیا تھا اور اس کی ماں سے عقد کر لیا تھا۔ طغرل بیک کو اس کی اطلاع ہوگئی کہ کوئی مزاحم اور مانع نہیں رہ گیا۔ فوجیں آراستہ کر کے مرداویج بن بشو کے جا پہنچا۔ اہل شہر نے امان کے ساتھ شہر پناہ کا دروازہ کھول دیا۔ ایک لاکھ دینار خراج مقرر کر کے مرداویج کو پچاس ہزار دینار سالانہ پر اس کی حکومت دے دی، انوشیروان ملوک بنو سبکتگین کی طرف سے ان ممالک کا گورنر تھا۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۱۳۴ مطبوعہ مصر۔

چڑھائی کی، والی ہمدان (الو کالیجار[1] کرشاسف) ابن علاء الدولہ نے شہر ہمدان چھوڑ دیا نیشاپور[2] چلا گیا ابراہیم نیال شہر کی طرف آیا اور اپنی اطاعت و فرمانبرداری کرنے کے لئے کہا، اہل شہر نے جواب دیا ہم لوگ آپ کے مطیع و فرمانبردار ہونے کو تیار ہیں، بشرطیکہ آپ اس (الو کالیجار کرشاسف) کے شہر سے ہمیں مطمئن کر دیں، ایسا نہ ہو کہ یہ پھر ہم کو زیر و زبر کرنے کے لئے آجائے" ابراہیم نیال نے اس جواب کو پسند کیا اور ابن علاء الدولہ (یعنی الو کالیجار کرشاسف) کی طرف بڑھا الو کالیجار قلعہ شاپور خورست میں قلعہ نشین ہو گیا اور ابراہیم نیال نے شہر پر قبضہ کر لیا۔ تاتاری لشکر نے جی کھول کر تاخت و تاراج کیا اور نہایت وحشیانہ حرکات کا مرتکب ہوا۔

طغرلبک کا رے پر قبضہ ابراہیم نیال اس غارت گری سے فارغ ہو کر رے کی طرف واپس ہوا، جوں ہی اس نے ہمدان کو چھوڑا کرشاسف پھر ہمدان کی جانب واپس ہوا اسی زمانہ میں طغرلبک نے بھی رے کے خیال سے کوچ کر دیا تھا چنانچہ رے پہنچ کر ابراہیم نیال کے قبضہ سے رے لے لیا اور اس کی جگہ دوسرے شہروں کی حکومت عنایت کی اور سجستان کی طرف بڑھنے کا حکم دے دیا۔ رے کی خراب و برباد شدہ شہر پناہ اور عمارات کے بنوانے کا حکم صادر کیا۔ دارالامارت میں سونے کے مرصع بجواہر چند گھوڑے اور تانبے کی دو دیگ جن میں جواہرات بھرے ہوئے تھے ہاتھ لگے ان کے علاوہ بہت سا مال و اسباب اور خزانہ ملا۔

طغرلبک کی فتوحات اس کے بعد طغرل لبک نے قلعہ طبرک کو مجد الدولہ بن بویہ کے قبضہ سے نکال لیا، مجد الدولہ نے اس کے پاس عزت و احترام سے قیام اختیار کیا، قزوین کی طرف بڑھا۔ والی قزوین نے اسی ہزار دینار دے کر مصالحت کر لی اور

---

[1] ابن خلدون میں اس مقام پر خالی جگہ ہے میں نے یہ نام تاریخ کامل سے لکھا ہے۔

[2] بجائے نیشاپور کے نسخہ شاپور خورست تاریخ کامل میں ہے اور یہی صحیح معلوم ہوتا ہے کیونکہ الو کالیجار کا یہیں محاصرہ کیا گیا تھا۔ واللہ اعلم

طاعت قبول کرلی۔ اس کے بعد طغرلبک نے کوک ناش اور بوقا وغیرہ عراقی تاتاری سرداروں کے پاس یلچی کا قاصد بھیجا۔ یہ لوگ اس وقت اطراف جرجان میں تھے ان لوگوں کو طغرل بک سے خوف پیدا ہوا اور اس خیال سے کہ مبادا طغرل بک ہمیں دھوکہ نہ دے آنے سے انکار کر دیا۔ بادشاہ دیلم کو بھی اپنی اطاعت و فرمانبرداری کا پیام بھیجا۔ اور خراج طلب کیا، بادشاہ دیلم نے اطاعت قبول کرلی اور خراج بھیج دیا، سالار طرم کے پاس بھی اسی مضمون کا فرمان گیا ہوا تھا اس نے بھی اطاعت کا اظہار و اقرار کیا اور دو لاکھ دینار پیش کئے۔ طغرل بک نے سالانہ خراج مقرر کرکے اسے حکومت پر بحال رکھا، ایک دستہ فوج اصفہان روانہ کیا، اصفہان میں ابو منصور فرامرز تھا وہ مقابلہ پر آیا۔ اس دستہ کو کوئی کامیابی نہ ہوئی، مجبوراً ناکام واپس ہوا تب طغرل بک نے رے سے نکل کر اصفہان پر حملہ کیا۔ ابو منصور فرامرز نے تاوان جنگ دے کر مصالحت کرلی

طغرل بک نے ہمدان کا رخ کیا۔ جن دنوں طغرل بک رے میں تھا اسی زمانہ میں کرشاسف بن علاء الدولہ ہمدان چلا آیا تھا۔ کرشاسف نے اطاعت قبول کرلی اور اس کے ساتھ ہو کر ابہر اور زنجان پر حملہ آور ہوا۔ طغرل بک نے ان دونوں شہروں پر بھی اپنی حکومت کا جھنڈا گاڑ دیا اور ہمدان کو کرشاسف سے چھین لیا، کرشاسف کے سرداران لشکر اور ہمراہی منتشر ہو گئے اس کے بعد طغرل بک نے کرشاسف سے قلعہ کشکور (کنگور) سپرد کرنے کے لئے کہا اور قلعہ دار کے پاس قلعہ سپرد کرنے کا پیام بھیجا، قلعہ دار نے قلعہ سپرد کرنے سے انکار کیا، طغرل بک نے بہلا کر کرشاسف کو قید کر دیا اور رے کی جانب واپس ہو گیا، ہمدان پر ناصر الدین علوی کو مامور کیا اس کے بعد کرشاسف کو قید سے نکال کر ان حکام سلجوقیہ کی قائم مقامی پر متعین کیا جو ان شہروں کے حکمران بنائے گئے تھے۔

اصفہان پر قبضہ

۴۳۴ھ میں کرشاسف نے قدم نکالے کنکور پہنچا، پھر ہمدان کی طرف بڑھا اور اس پر قابض ہو کر طغرل بک کے حکام کو نکال دیا ابو کالیجار کے نام کا خطبہ پڑھا۔ طغرل بک یہ سن کر آگ بگولہ ہو گیا اپنے بھائی ابراہیم نیال کو ۴۳۷ھ میں کرشاسف

کی سرکوبی کی غرض سے ہمدان روانہ کیا، کرشاسف مقابلہ نہ کر سکا، شہاب الدولہ ابوالفوارس بن منصور بن حسین والی جزیرہ دبیس کے پاس چلا گیا، عراق میں ابراہیم نیال کا آنا تھا کہ عوام الناس خوف سے تھرا گئے عراق چھوڑ کر حلوان کا راستہ اختیار کیا۔ یہ خبر ابو کالیجار کو پہنچی، ابراہیم نیال سے مقابلہ کرنے کا ارادہ کیا لیکن فوج کی کمی، اور مال کی قلت نے اجازت نہ دی۔ اس دوران میں طغرل بک اور اس کے بھائی ابراہیم کے درمیان جھگڑا ہو گیا۔ لیکن اس جھگڑے کا الٹا اثر یہ ہوا کہ طغرل بک نے ملوک بنو بویہ کے قبضہ سے رے اور بلاد جبل کو لے لیا اس کے بعد اصفہان پر چڑھ گیا۔ ماہ محرم ۴۴۲ھ میں اس پر محاصرہ ڈالا بیغلادیر شبخون مارنے کے لئے فوجیں بھیجیں ایک برس تک محاصرہ کئے رہا۔ محصورین پر یہ وقت نہایت سختی سے گزرا، غلہ ختم ہو گیا، مکان کے شہتیر جلا کر کھانا پکاتے جامع مسجد کی چھت بھی اس سے محفوظ نہ رہی۔ مجبور ہو کر اہل شہر نے امن کی درخواست کی اور امن حاصل کر کے شہر پناہ کا دروازہ کھولا۔ طغرل بک نے اصفہان پر قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ ۴۴۳ھ کا ہے۔ والی اصفہان" ابو منصور" اور اس کے فوجیوں کو بلاد جبل میں جاگیریں دیں۔ رے سے اپنا خزانہ اور اسلحہ خانہ اصفہان اٹھا لایا اور اسی کو دارالحکومت بنایا۔ فخر الدولہ بن بویہ کی کی حکومت رے، اصفہان اور ہمدان سے ختم ہو گئی۔ اس خاندان میں سے صرف ابو کالیجار کی حکومت عراق اور فارس میں باقی رہ گئی، البقاء وحدہ۔

طغرل بک اور ابو کالیجار میں مصالحت

جب ابو کالیجار کو طغرل بک کے آئے دن غلبہ اور ملک گیری کا احساس ہوا اور اس نے اپنی آنکھوں سے رے، اصفہان، ہمدان اور بلاد جبل کو اپنی قوم کے ہاتھوں سے نکل کر طغرل بک کے قبضہ میں جاتا ہوا دیکھ لیا تو اس نے طغرل بک کے پاس پیام صلح بھیجا اور یہ درخواست کی کہ میری لڑکی سے آپ اپنا رشتہ کر لیجئے اور میرا رشتہ اپنے بھائی دواد کی لڑکی سے کر دیجئے تاکہ آئندہ ہمارے اور آپ کے درمیان کسی قسم کا جھگڑا باقی نہ رہ جائے اور اس رشتہ داری کی وجہ سے ایک دوسرے کے ہمدرد اور معاون بن جائیں چنانچہ طغرل بک نے اس درخواست کو قبولیت کا درجہ عطا کیا، ۴۳۹ھ میں اس قرارداد کے مطابق مصالحت ہوئی اور عقد ہو گیا۔

ابوکالیجار کی وفات

طغرل بک نے اپنے بھائی ابراہیم ینال کو لکھ بھیجا کہ آئندہ تم اپنے فتوحات کے دائرہ کو نہ بڑھاؤ جس قدر عراق کا حصہ تمہارے قبضہ میں آ گیا ہے بس اسی پر اکتفا کرو۔ ۱ . . . . بہرام بن شکرستان دیلمی پر خراج مقرر کیا تھا۔ بہرام نے خراج نہ بھیجا حیلہ و حوالہ سے ٹال دیا، ابوکالیجار کو اس سے غصہ پیدا ہوا، قلعہ بیز دشیر کو اس سے چھین لینے کی تدبیریں کرنے لگا اور محافظین قلعہ کو روپیہ دے کر ملا لیا۔ بہرام کو اس کی اطلاع ہو گئی، جو لوگ، ابوکالیجار سے مل گئے تھے انہیں قتل کر ڈالا اور پہلے سے زیادہ مخالفت پر تل گیا، ابوکالیجار کو اس کی تاب کہاں تھی فوجیں آراستہ کر کے بہرام کی سرکوبی کے لئے روانہ ہو گیا۔ کوچ و قیام کرتا ہوا قصر مجاشع (خلیج خراسان) پہنچا۔ موت آ گئی تھی بیمار ہو گیا۔ کمزوری اس قدر بڑھی کہ سوار نہ ہو سکا، پالکی میں لٹا کے شہر خیاب کی طرف واپس ہوئے۔ خیاب پہنچ کر ماہ جمادی الاولیٰ ۴۴۰ھ میں سفر آخرت اختیار کیا چار برس تین مہینے عراق پر حکومت کی۔

---

۱ اصل کتاب میں یہ جگہ خالی ہے

باب ۲۲

آل بویہ کا آخری دور

ابو منصور فلاستون کا شیراز پر قبضہ

ابو کالیجار کے مرنے پر ترکوں نے جو اس کی قوم میں سے تھے اس کا خزانہ، سلاح خانہ اور اصطبل لوٹ لیا۔ اس کا لڑکا ابو منصور فلاستون تن تنہا وزیر السلطنت ابو منصور کے کیمپ میں چلا آیا اور اسی کے پاس ٹھہرا رہا۔ ترکوں اور دیلمیوں میں جھگڑا ہو گیا، ترکوں کا ارادہ امراء اور وزیر کے لوٹنے کا تھا اور دیلم ان کو اس فعل سے روک رہے تھے، بالآخر ترک اس فعل سے باز رہے اور شیراز میں قدم جما دیا۔ امیر ابو منصور نے شیراز پر قبضہ کر لیا اور وزیر، قلعہ خرمہ میں قلعہ نشین ہو گیا۔

ابو نصر الملک الرحیم

ابو کالیجار کے مرنے کی خبر دار الخلافت بغداد پہنچی، اس وقت بغداد میں اس کا لڑکا ابو نصر خرہ فیروز موجود تھا۔ اس نے سرداران لشکر کو جمع کیا اور ان سے اپنی حکومت و سلطنت کا حلف لیا، اور جیسا کہ اس کی قوم کا دستور تھا خلیفہ قائم بامر اللہ سے خطبہ میں اپنا نام پڑھے جانے کی اور الملک الرحیم کے لقب سے مخاطب ہونے کی درخواست کی خلافت مآب

۱؎ ابو کالیجار کی عمر بوقت وفات چالیس برس اور چھ مہینے کی تھی چھ لڑکے بڑے بڑے ملک الرحیم، امیر ابو منصور فلاستون ابو طالب کامرد، ابو المظفر بہرام، ابو علی کیخسرو، ابو سعد خسرو شاہ اور تین کم سن لڑکے جن کے نام مورخوں نے نہیں لکھے چھوڑے۔ کامل ابن اثیر صفحہ ۱۴۴، ۹ جلد مطبوعہ مصر

نے خطبہ میں نام داخل کرنے کی اجازت دے دی اور الملک الرحیم کے خطاب دینے سے اس لئے انکار کر دیا کہ وہ خلاف ادب اور خلاف شرع تھا لیکن ابو النصر کے ہمراہی اور سرداران لشکر اسے اسی لقب سے مخاطب کرنے لگے۔ عراق، خوزستان اور بصرہ پر اس کی حکومت کا سکہ چل گیا۔ بصرہ کی حکومت پر اس کا بھائی ابو علی بن کالیجار تھا ابو النصر نے اسے بحال رکھا۔

شوال سنہ مذکور میں اپنے بھائی ابو سعید کو ایک بڑی فوج کا افسر بنا کر شیراز کی طرف روانہ کیا۔ ابو سعید نے شیراز پر قبضہ کر لیا اور اپنے بھائی ابو منصور اور اس کی ماں کو گرفتار کر کے دار الخلافت بغداد لے آیا۔

ملک العزیز کی بصرہ پر فوج کشی

ملک العزیز بن جلال الدولہ اپنے باپ کے مرنے کے بعد ابراہیم نیال کے پاس چلا گیا تھا جب اس کا بھی انتقال ہو گیا تو حکومت کے لالچ میں بصرہ پر حملہ آور ہوا۔ بصرہ کی فوج نے اس کی مدافعت پر کمر باندھی۔ اتنے میں یہ خبر پہنچی کہ دار الخلافت بغداد میں ابو النصر ملک الرحیم کی حکومت تسلیم کر لی گئی۔ یہ سنتے ہی ملک العزیز نے لڑائی سے ہاتھ اٹھا لیا اور ابن مروان کے پاس چلا گیا اور وہیں مر گیا جیسا کہ اوپر ہم لکھ چکے ہیں۔[1] . . . .

ابو منصور فلاستون کی گرفتاری

تم اوپر پڑھ آئے ہو کہ ابو منصور فلاستون بن ابو کالیجار اپنے باپ کے انتقال کے بعد فارس چلا گیا تھا اور اس پر قابض ہو گیا تھا اور ملک الرحیم نے اپنے بھائی ابو سعید کو ایک فوج کے ساتھ فارس روانہ کیا تھا چنانچہ ابو سعید نے ابو منصور فلاستون کو اور اس کی ماں کو گرفتار کر لایا تھا تھوڑے سے دنوں بعد ابو منصور قید سے رہا ہو کر قلعہ اصطخر (بلاد فارس) چلا گیا۔ ملک الرحیم اس کے تعاقب میں اہواز سے ۴۴۱ھ میں بلاد فارس کی طرف روانہ ہوا۔ اہل شیراز اور وہاں کی فوج نے اطاعت قبول کی چنانچہ شیراز کے قریب ملک الرحیم نے ڈیرے ڈال دیے۔ اس کے بعد لشکر بغداد اور لشکر شیراز میں ان بن ہو گئی، لشکر بغداد عراق کی جانب واپس ہوا۔ ملک الرحیم بھی لشکر شیراز سے مشتبہ ہو کر اس کے ساتھ واپس ہوا۔

ابو منصور فلاستون اور ملک الرحیم کی جنگ

چونکہ دیلم کی فوجیں جو بلاد فارس میں تھیں ابو منصور فلاستون سے مل گئی تھیں اس کے علاوہ اور بہت سے سرداران لشکر فارس بھی ابو منصور فلاستون کے ہمدرد اور مطیع ہو گئے تھے اس وجہ سے ابو منصور فلاستون اپنے بھائی ملک الرحیم کی واپسی کے بعد

---

[1] اصل کتاب میں یہ جگہ خالی ہے

ارجان کی جانب اہواز پر قبضہ کرنے کیلئے روانہ ہوا۔ ملک الرحیم اس خبر سے مطلع ہو کر لوٹ پڑا۔ رامہرمز کے قریب دونوں بھائیوں کا مقابلہ ہو گیا۔ سخت اور خونریز جنگ کے بعد ملک الرحیم کو شکست ہوئی (یہ واقعہ ماہ ذیقعدہ ۴۴۳ھ کا ہے) جا کر دم لیا اور لشکر فارس نے اہواز پر قبضہ کر لیا۔

ملک الرحیم کی فارس کی جانب پیش قدمی

ماہ محرم ۴۴۴ھ میں ان لشکریوں میں باہم مخالفت پیدا ہو گئی جو ابو منصور فلاستون کی رکاب میں تھے چنانچہ نصف سے زیادہ فوج کے چند دستے فارس لوٹ آئے، اور ایک لشکر کا ایک حصہ اس کے ساتھ اہواز میں ٹھہرا رہا اور کچھ فوج کا کچھ حصہ ملک الرحیم سے جا ملا اور یہ درخواست کی کہ "آپ فارس تشریف لے چلئے ہم آپ کو قبضہ دلا دیں گے"۔ ملک الرحیم اپنی شکست کی ذلت مٹانے کے لئے فارس کی طرف روانہ ہو گیا اور لشکر بغداد کو جنگ کے لئے طلب کیا کوچ و مقام کرتا ہوا اہواز کے قریب پہنچا، سرداران لشکر اہواز ملنے کے لئے آئے اور اہل فارس کی اطاعت و فرمانبرداری کی خوشخبری سنائی اور یہ ظاہر کیا کہ اہل فارس آپ کے قدم مبارک کے منتظر ہیں، ملک الرحیم نے لشکر بغداد کی انتظار میں اہواز میں قیام کیا چند دن آرام کر کے عسکر مکرم کی طرف حرکت کی، اور ۴۴۴ھ میں اس پر قبضہ کر لیا۔

مطارد بن منصور کی غارت گری

اس کے بعد عرب اور کردوں کا ایک گروہ غارت گری کے لئے جمع ہوا جن کے سردار مطارد بن منصور اور منذر بن نزار تھے۔ اس غارت گر گروہ نے سیرف پر شبخون مارا اور اسے تاخت و تاراج کر کے ابرق کی طرف بڑھے اور اسے بھی لوٹ لیا۔ ملک الرحیم کو اس کی خبر لگی، ماہ محرم ۴۴۵ھ میں ایک فوج ان کی گوشمالی اور سرکوبی پر متعین کی، لوٹیرے عرب اور کردوں کو شکست ہوئی، مطارد مارا گیا اور اس کا لڑکا گرفتار کر لیا گیا۔ جو کچھ مال و اسباب لوٹا تھا سب کا سب واپس لے لیا گیا۔

قنطرہ اربق پر قبضہ

اس فتح یابی کی خبر ملک الرحیم کو پہنچی، یہ اس وقت عسکر مکرم میں تھا ادھر ملک الرحیم نے قنطرہ اربق کی جانب کوچ کیا۔ دبیس بن مزید اور بساسیری وغیرہ سرداران لشکر ہمراہ تھے، ادھر ابو منصور فلاستون یا ہزار سپ بن تنکلا و منصور بن حسین اسدی، دیلمی اور ترکی فوج لئے ہوئے ارجان سے تستر کی طرف بڑھے، اتفاق یہ کہ ان لوگوں کے پہنچنے سے پہلے ملک الرحیم اپنی فوج کے ساتھ پہنچ گیا تھا۔ اس وجہ سے کامیابی کا سہرا ملک الرحیم کے سر پر رہا۔

ملک الرحیم اور ہزار سپ کی جنگ

اس کے بعد ملک الرحیم نے رامہرمز پر حملہ کیا۔ رامہرمز اس وقت تک ہزار سپ کے قبضہ

میں تھا اور یہاں پر اس کی فوج تھی اور سرداران لشکر رہتے تھے۔ ملک الرحیم نے لڑ کر انہیں نیچا دکھایا اور نہایت سختی سے انہیں پائمال کیا۔ ہزار سب کی فوج نے شکست کھا کر قلعہ بندی کر لی۔ ملک الرحیم نے بزور تیغ انہیں اپنی اطاعت پر مجبور کیا چنانچہ ہزار سب کے سپاہیوں نے اطاعت قبول کر لی۔ اور ان میں سے بعض ہزار سب کے پاس بھاگ گئے، ہزار سب نے انہیں گرفتار کر لیا اور ملک الرحیم کی خدمت میں اطاعت و فرمانبرداری کا عریضہ ارسال کیا۔ اور بلاد فارس پر قبضہ کر لینے پر ابھارا چنانچہ ملک الرحیم اس کے بھرے میں آ گیا اور ابوسعید اپنے بھائی کو بلاد فارس کی طرف روانہ کیا ابوسعید نے اصطخر پر لڑ کر قبضہ حاصل کر لیا۔ ابونصر اپنی فوج اور زر و مال سے اس کی خدمت میں حاضر ہو گیا فارس، دیلم، ترک، عرب اور کردوں کی افواج نے اطاعت قبول کر لی۔ اس کے بعد ابوسعید قلعہ بہندر ختم کرنے کے لئے بڑھا۔

ملک الرحیم اور ابومنصور کی جنگ

ابومنصور فلاستون، ہزار سب اور منصور بن حسین اسدی اس خبر سے مطلع ہو کر ملک الرحیم سے لڑنے کے لئے نکل کھڑے ہوئے دونوں فریقوں میں مڈبھیڑ ہوئی۔ اتفاق یہ کہ ان لوگوں نے ملک الرحیم کو شکست دیدی۔ ملک الرحیم ، اہواز چھوڑ کر واسط چلا آیا تب ابومنصور، ہزار سب نے ابوسعید کو فارس سے نکالنے کے خیال سے شیراز کی طرف کوچ کیا دونوں فریقوں میں گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ آخر کار ابوسعید نے ان لوگوں کو شکست دی یہ لوگ پھر اپنی فوجوں کو جمع کر کے لوٹے اور لڑائی شروع کی، ابوسعید نے پھر انہیں شکست دی اور نہایت سختی سے قتل و قید کیا۔ ان میں سے اکثر امن حاصل کر کے مطیع بن گئے، ابومنصور فلاستون، قلعہ سبندر میں قلعہ نشین ہو گیا۔ اہواز و غیرہا میں ملک الرحیم کے نام کا خطبہ دوبارہ پڑھا گیا اور ان پر اس کا قبضہ ہو گیا۔

ملک الرحیم کی شکست

اس واقعہ کے بعد ابومنصور فلاستون ہزار سب کے ساتھ ایدج چلا گیا۔ سلطان طغرل بک کی خدمت میں عبودیت نامہ روانہ کیا، امداد کی درخواست کی۔ چنانچہ سلطان طغرل بک نے ایک جرار فوج ان کی کمک پر روانہ کی۔ ملک الرحیم اس وقت عسکر مکرم میں تھا۔ بساسیری، عراق کی طرف لوٹ آیا تھا۔ وبیس بن مزید، عربوں کی فوج اور کردوں کا لشکر بھی علیحدہ ہو گیا تھا۔ غرض تھوڑے سے دیلم اہواز والے ہمراہ رہ گئے تھے باقی سب کے سب متفرق اور منتشر ہو گئے تھے۔ اس وجہ سے ملک الرحیم ان لوگوں کے خوف

سے عسکر مکرم سے اہواز کی طرف واپس ہوا اور اس خیال سے کہ ابو منصور فلاستون اور ہزار سب کی توجہ بلاد فارس کی طرف مبذول ہو جائے اپنے بھائی ابو سعید کو لشکر دے کر فارس کے شہروں پر حملہ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ لیکن ابو منصور فلاستون وغیرہم نے اس طرف ذرا بھی توجہ نہ کی بلکہ اہواز پر آ دھمکے اور لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا۔ ملک الرحیم شکست کھا کے چند آدمیوں کے ساتھ واسط جا کر پناہ گزین ہوا۔ اہواز تاخت و تاراج کیا گیا۔ اسی واقعہ میں کمال الملک ابو المعالی بن عبد الرحیم (ملک الرحیم کا وزیر السلطنت) غائب ہو گیا۔ کچھ پتہ نہ ملا۔

ابو سعید کا فسا اور شیراز پر قبضہ

اس زمانہ میں سلجوقیہ فوجیں فارس کی طرف بڑھ گئی تھیں۔ الپ ارسلان سلطان طغرلبک کے بھتیجے نے شہر فسا پر قبضہ کر لیا تھا اور جی کھول کر اسے تاراج کیا تھا یہ واقعہ ۴۴۲ھ کا ہے۔ اس کے بعد ۴۴۳ھ میں انہی سلجوقیوں نے شیراز کی طرف قدم بڑھایا اس مہم میں ان کے ہمراہ عادل بن ماقتہ (وزیر ابو منصور فلاستون) بھی تھا سلجوقیوں نے اسے گرفتار کر لیا اور اس سے تین قلعے چھین لئے اہالیان قلعہ نے موقع پا کر ابو سعید ملک الرحیم کے بھائی کو قلعہ کی کنجیاں حوالہ کر دیں ابو سعید نے ایک بڑی فوج جمع کر کے شیراز پر چڑھائی کی اور ان تاتاریوں کو جو وہاں موجود تھے نکال باہر کیا۔ اور بعض سرداران سلجوقیہ کو قید کر لیا۔ اس کے بعد فسا پر حملہ آور ہوا تم اوپر پڑھ چکے ہو کہ سلجوقیہ نے فسا پر قبضہ حاصل کر لیا تھا ابو سعید نے انہیں فسا سے نکال دیا اور خود قابض ہو گیا۔

بساسیری اور بنو عقیل کی جنگ

جس وقت ۴۴۷ھ میں ملک الرحیم شیراز گیا ہوا تھا اسی زمانہ میں بنو عقیل میں سے ایک گروہ بادرو قا پر حملہ آور ہوا اور اسے تاخت و تاراج کیا بادرو قا بساسیری کے مقبوضات میں سے تھا جب بساسیری، فارس سے واپس ہوا تو دار الخلافت بغداد سے ان پر فوج کشی کی زعیم الدولہ ابو کامل بن مقلد مقابلہ پر آیا۔ فریقین میں گھمسان کی لڑائی ہوئی، سخت اور خونریز جنگ کے بعد ایک دوسرے سے علیحدہ ہوئے اس واقعہ کے بعد بساسیری کو یہ خبر ملی کہ قرواش اہل انبار کے ساتھ بد سلوکی اور ظلم و ستم سے پیش آتا ہے، اسی اثناء میں اہل انبار کا وفد بھی آیا اور اس نے بھی قرواش کے ظلم و ستم کی شکایت کی، بساسیری نے ایک فوج، وفد کے ساتھ روانہ کی، قرواش کو اس فوج کے مقابلہ میں شکست ہوئی بساسیری کی فوج انبار پر قابض ہو گئی۔ بساسیری فتح یابی کی خبر سن کر انبار آیا، اور امن قائم ہو گیا۔

بساسیری کا انبار پر قبضہ

اس کے بعد ۴۴۶ھ میں قریش بن بدران والی موصل نے انبار پر حملہ کیا اور بزور تیغ اس پر قابض ہو گیا سلطان طغرلبک کے نام کا خطبہ پڑھا اور بساسیری کا جس قدر مال و زر وہاں موجود تھا سب لوٹ لیا۔ اس کے مصاحبوں اور سرداروں کا مال بھی اس کی لوٹ سے محفوظ نہ رہا۔ بساسیری کو اس کی اطلاع ہوئی، غصہ سے کانپ اٹھا، فوجیں فراہم کر کے انبار پر چڑھائی کر دی فریقین میں لڑائیاں ہوئیں بالآخر انبار کو قریش کے قبضہ سے نکال کر بغداد واپس آیا۔

عمان پر خوارج کا قبضہ

عمان پر ابو المظفر بن ابو کالیجار کی حکومت کا سکہ چل رہا تھا اس کا ایک خادم تھا جسے جابرانہ قوت حاصل ہو گئی تھی اس وجہ سے بدسلوکی اور ظلم سے پیش آنے لگا رعایا کے مال و زر پر ہاتھ بڑھایا جس سے عام طور سے رعایا کو نفرت پیدا ہو گئی خارجیوں کو جو جبل عمان میں تھے اس کی خبر ہو گئی، چنانچہ ابن رشد نے فوجیں فراہم کیں اور عمان پر چڑھ آیا، ابو المظفر مقابلہ پر آیا اور خارجیوں کو مار بھگایا اس کے بعد ابن رشد نے پھر فوجیں جمع کیں اور عمان پر قبضہ کرنے کے لئے چلا، ابو المظفر نے دیلمی فوج سے سینہ سپر ہو کر مقابلہ کیا چونکہ اہل شہر کو اس کے ظلم و تشدد سے بیزاری پیدا ہو گئی تھی اس وجہ سے حملہ آور فریق کا اہل شہر نے ساتھ دیا۔ اور اس کی مدد کی ابو المظفر کو اس واقعہ میں شکست ہوئی، ابن رشد نے شہر عمان پر قبضہ کر لیا اور خادم کو قتل کر ڈالا اس کے علاوہ بے شمار دیلمی افسروں کو بھی تہ تیغ کیا، دار الامارت مسمار کر دیا، ٹیکس اور محصول موقوف اور معاف کر دیئے آنے والوں اور تاجروں سے صرف چوتھائی عشر لینے پر اکتفا کیا، عدل و انصاف کا دور دورہ ہوا، ظلم و ستم کا نام مٹا دیا، جامع مسجد بنائی، اپنے نام کا خطبہ پڑھا اور "الراشد باللہ" کے لقب سے اپنے کو ملقب کیا، ابو القاسم بن مکرم نے اس سے پہلے اس پر فوج کشی کی تھی اور کوہ عمان میں اس کا محاصرہ کیا تھا جس سے اس کے دانت کھٹے ہو گئے تھے۔

بغداد میں بلوہ

ماہ صفر ۴۴۵ھ میں اہل سنت اور شیعہ کے درمیان دار الخلافت بغداد میں پھر فتنہ و فساد کی بنا پڑی۔ عام بلوہ ہو گیا بلوہ کا سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ اہل شیعہ نے اپنے عقاید و مذہب کے مطابق دروازوں پر کچھ لکھوایا۔ جو اہل سنت کو ناگوار گزرا سخت ہنگامہ برپا ہو گیا، خونریزی اور قتل کا دور دورہ شروع ہو گیا، خلیفہ قائم بامر اللہ نے عباسیہ اور علویہ کے نقیبوں (ابو تمام نقیب عباسیہ اور عدنان بن رضی نقیب علویہ) کو دریافت حال پر مامور کیا انہوں نے واپس ہو کر شیعوں کی شہادت دی، خلافت مآب نے فتنہ و فساد بند کرنے کا

حکم دیا کسی کے کان پر جوں تک نہ رینگی۔ لڑائی برابر جاری رہی اسی ہنگامہ میں اتفاقاً اہل سنت کی طرف سے ایک ہاشمی مارا گیا۔ پھر کیا تھا سخت اشتعال پیدا ہوا سنیوں نے مشہد باب التبن پر حملہ کر دیا اور جو پایا لوٹ لیا موسیٰ کاظم اور محمد تقی (ان کے پوتے) کا مقبرہ جلا دیا بنو بویہ اور بعض خلفائے بنی عباس کے مقبروں کو بھی لوٹا موسیٰ کاظم کی لاش کو قبر سے نکال کر مقبرہ امام احمد بن حنبل میں دفن کرنے کا ارادہ کیا لیکن ان کی لاعلمی نے انہیں اس فعل سے روک دیا اور نقیب عباسیہ نے انہیں سختی سے منع کیا

خلیفہ قائم بامر اللہ اور نور الدین دبیس

اہل کرخ شیعہ نے ابوسعید سرخسی مدرس مدرسہ حنیفہ کو قتل کر ڈالا فقہاء اہل سنت کے محلوں کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا۔ ان کے مال و اسباب کو لوٹ لیا یہ فساد بڑھتے بڑھتے ترقی بغداد تک پہنچ گیا اور جب یہ خبر نور الدین دبیس تک پہنچی تو اسے بے حد شاق گزرا اپنے ممالک مقبوضہ میں خلیفہ قائم بامر اللہ کا خطبہ موقوف کر دیا کیونکہ وہاں کے رہنے والے اور خود دبیس شیعہ مذہب رکھتا تھا خلافت مآب نے اس معاملہ میں دبیس پر اپنی ناراضگی ظاہر کی، دبیس نے معذرت کی کہ میرے ممالک مقبوضہ کے اکثر باشندے شیعہ مذہب رکھتے ہیں وہ ان واقعات سے متاثر ہوئے اور میرے علم و اطلاع کے بغیر انہوں نے خطبہ موقوف کر دیا میں نے ان پر دباؤ ڈالا لیکن وہ اپنے خیال اور ارادہ سے باز نہ آئے جیسا کہ اہل سنت نے مشتعل ہو کر خلافت مآب کے حکم کو نہ مانا اور مشہد کو جلا دیا۔ خلافت مآب میری خطا معاف فرمائیں میں نے حضور کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کا حکم دیدیا ہے" اگرچہ دوبارہ خطبہ پڑھنے سے بظاہر یہ فساد رک گیا مگر اندر ہی اندر بڑھتا گیا یہاں تک ۴۴۵ھ میں یکایک پھر آگ کی طرح بھڑک اٹھا سلطنت کا رعب و داب اٹھ گیا ایک دوسرے دوسرے سے گتھ گئے ترکوں کی جماعت نے بھی اس فساد میں حصہ لیا۔ علویہ کا ایک شخص انہی واقعات میں مار ڈالا گیا۔ اہل کرخ کی عورتیں شور و غل مچاتی ہوئی انتقام لینے کی غرض سے نکل پڑیں۔ ایک ہلڑ سا مچ گیا سرداران لشکر فتنہ دور کرنے کے لئے مسلح ہو کر نکلے۔ اہل کرخ مقابلہ پر آئے سخت خونریز معرکہ ہوا۔ کرخ کے بازار جلا دیئے گئے، قتل و غارت گری کی غرض سے ترکوں نے کرخ میں گھسنے کا قصد کیا لیکن سرداران لشکر نے انہیں روک دیا اور فتنہ و فساد ختم ہو گئے۔

ملک الرحیم کا بصرہ پر قبضہ

ہم اوپر لکھ چکے ہیں کہ ملک الرحیم نے اپنے باپ کے مرنے کے بعد زمام حکومت بغداد

اپنے ہاتھ میں لی تھی اور اپنے بھائی ابوعلی کو امارت بصرہ پر بحال رکھا تھا۔ اس کے بعد ابوعلی نے ملک الرحیم سے بغاوت کی۔ ملک الرحیم نے بساسیری کی ماتحتی (جو اس کی حکومت و دولت کا ناظم تھا) ایک فوج بصرہ روانہ کی ابوعلی لشکر بصرہ کو مرتب کر کے مقابلہ پر آیا۔ بحری لڑائی شروع ہوئی چند دن تک جنگ کا سلسلہ جاری رہا۔ بالآخر ابوعلی کو شکست ہوئی۔ بساسیری نے جلد از تمام شہروں پر قبضہ کر لیا اور اپنی فوج کو خشکی پر اتار دیا۔ ربیعہ اور مضر کے قبائل نے امن کی درخواست کی۔ چنانچہ انہیں اور تمام اہل بصرہ کو امان دی گئی۔ بصرہ پر ملک الرحیم کا قبضہ ہو گیا، ابوعلی بھاگ کر شط عثمانی (عبادان میں ہے) پہنچا اور قلعہ نشین ہو گیا۔ چاروں طرف خندق کھدوالی۔

ملک الرحیم کا شط عثمان و تستر پر قبضہ

اس فتح یابی کے بعد ملک الرحیم کی خدمت میں خوزستان سے دیلم کا وفد آیا اور اعانت و فرمانبرداری کا اظہار کیا۔ ملک الرحیم نے انہیں انعامات و صلے دے کر رخصت کیا اور فوجیں آراستہ کر کے شط عثمان کی طرف اپنے بھائی ابوعلی کے تعاقب پر روانہ ہوا ابوعلی مقابلہ پر آیا لیکن کامیاب نہ ہوا۔ پسپا ہو کر بھاگ نکلا۔ ملک الرحیم نے اس مقام پر بھی قبضہ کر لیا۔ لوٹ کر بصرہ آیا بصرہ میں جس قدر ابوعلی کی فوجیں موجود تھیں انہیں بصرہ سے نکال کر ان کے بجائے اپنی ذ جول کو ٹھہرایا اور بساسیری کو اپنی جانب سے وہاں کا حاکم بنا کر اہواز کی طرف روانہ ہو گیا۔ منصور بن حسین اور ہزار سب نے اس سے صلح و اطاعت کا نامہ پیام شروع کیا اور اس کے دائرہ حکومت میں داخل ہو گئے تستر پر بھی اس کی حکومت کا پرچم اڑنے لگا اس کے بعد ارجان کی طرف فولاد بن خسرو دیلمی کو روانہ کیا۔ اس نے اپنی سیاسی چالوں سے ارجان کے اطراف و جوانب کے تمام حکمرانوں کو ملک الرحیم کا مطیع بنا دیا۔ باقی رہا ابوعلی وہ اپنی ماں کے ساتھ عبادان چلا گیا اور وہاں سے سلطان طغرلبک کی خدمت میں حاضر ہونے کی غرض سے جرجان کا راستہ اختیار کیا جب اصفہان پہنچا اور سلطان طغرلبک کی خدمت میں باریاب ہوا سلطان طغرلبک نے نہایت احترام اور عزت سے ٹھہرایا۔ جربادقان کے دو قلعے مرحمت کئے اور اسی کے مضافات میں جاگیر بھی عنایت کی۔

فلاستون شیراز پر قبضہ

تم اوپر پڑھ چکے ہو کہ ابوالمظفر خسرو قلعہ اصطخر میں تھا اور اس پر قابض تھا اور اس نے [illegible] میں ملک الرحیم کی خدمت میں فدویت نامہ اطاعت کی غرض سے روانہ

کیا تھا جس وقت ملک الرحیم نے رامہرمز پر قبضہ حاصل کیا تھا اور اس سے درخواست کی تھی کہ اس کے بھائی ابوسعید کو بلاد فارس پر قبضہ کرنے کی غرض سے مامور فرمائیے، چنانچہ ابوسعید فوجیں لیکر فارس کی طرف بڑھا اور فارس کے اکثر شہروں پر قابض ہو کر شیراز جا اترا۔ عمید الدولہ ابوالنصر ظہیر ثانی ایک شخص ابوسعید کے ساتھیوں میں سے تھا جو اپنی چالاکیوں سے اس کی حکومت میں پیش پیش ہو گیا تھا اور بہت بڑی قوت حاصل کر لی تھی۔ اس نے لشکریوں کے ساتھ کج ادائی، بداخلاقی اور بُرے برتاؤ شروع کر دیئے۔ لشکریوں کے علاوہ ابوالنصر خسرو کے ساتھ بھی یہی برتاؤ برتنے جس نے امیر ابوسعید کو بلاد فارس پر پر قبضہ حاصل کرنے کے لئے بلایا تھا۔ ابوالنصر نے اس کی مخالفت پر کمر باندھی، لشکریوں نے اس کا ہاتھ بٹایا سرداران لشکر اس کے ہم خیال ہو گئے۔ پھر کیا تھا ایک فتنہ برپا ہو گیا، عمید الدولہ ابوالنصر کو گرفتار کر لیا، ابومنصور فلاستون کی اطاعت کا اعلان کر کے حکومت کرنے کی غرض سے بلا بھیجا اور ابوسعید کو اصطخر سے اہواز کی جانب نکال دیا۔ ابومنصور، اہواز میں داخل ہوا اور تخت حکومت پر متمکن ہو کر طغرلبک اور ملک الرحیم کا نام خطبہ میں پڑھا ان دونوں کے نام کے بعد اپنا نام داخل خطبہ کیا۔

بساسیری اور اکراد و عرب جس وقت سلطان طغرلبک نے اکثر ممالک اور دارالخلافت بغداد کے مضافات پر قبضہ کر لیا اور حکومت حلوان تک اس کی حکومت کا سکہ چلنے لگا، کردوں نے اس کے علم حکومت کی اطاعت قبول کی۔ ان کی غارت گری اور فتنہ انگیزی کی کثرت ہو گئی ان کی دیکھا دیکھی عربوں نے بھی ہاتھ پاؤں نکالے۔ لوٹ مار شروع کر دی ملک گیری کے لالچ میں اٹھ کھڑے ہوئے حکومت کو ان کی سرکوبی پر متوجہ ہونا پڑا چنانچہ بساسیری فوجیں لے کر روانہ ہوا۔ بوازیج تک ان کا تعاقب کرتا گیا ان میں سے ایک بڑا گروہ قتل کر ڈالا۔ بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا باقی ماندہ زاب کو عبور کر گئے اس طرح ان کی جانیں ہلاکت سے بچ گئیں دیلمی (عمرا ہیان) بساسیری نے بھی زاب عبور کرنے کا قصد کیا۔ پانی زیادہ تھا عبور نہ کر سکے۔ یہ واقعہ ۴۴۵ھ کا ہے۔

بساسیری اور خفاجہ کی جنگ اس واقعہ کے بعد دبیس والی حلہ نے بساسیری کو خفاجہ سے جنگ کرنے کے لئے بلا بھیجا۔ خفاجہ نے والی حلہ کے شہروں پر تاخت و تاراج کا ہاتھ بڑھا رکھا تھا۔

والیٔ حلوان کا مقابلہ نہ کر سکتا تھا اس نے بساسیری سے امداد طلب کی چنانچہ بساسیری اس کی حمایت کو آ پہنچا فرات عبور کر کے خفاجہ کو جامعین سے مار بھگایا۔ خفاجہ نے خشکی و بیابان کا راستہ اختیار کیا۔ بساسیری نے اس کا تعاقب کیا۔ خفان پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا۔ سختی سے لڑائی شروع کر دی۔ خفاجہ کمال بے رحمی سے پامال کئے گئے۔ ان کا مال و اسباب لوٹ لیا گیا۔ مویشی پکڑ لئے گئے۔ مدتوں قلعہ خفان کا محاصرہ قائم رہا یہاں تک کہ بساسیری کے پے در پے حملوں نے اسے بھی فتح کر لیا۔ فتح ہونے کے بعد قلعہ خفان منہدم کر دیا گیا۔

اسیران خفاجہ کا انجام

اس کے بعد بساسیری اس برج کو بھی کھود ڈالنے کا قصد کیا جو اس قلعہ میں نہایت مستحکم بنا ہوا تھا۔ یہ برج مینار کی طرح بلند تھا۔ لوگوں کی روایت ہے کہ یہ مینار کشتیوں کی رہنمائی کی غرض سے ربیعہ بن معالم نے بہت سا مال خرچ کر کے بنوایا تھا کیونکہ کشتیاں اسی طرف سے دریا کی راہ سے جاتی تھیں چنانچہ بساسیری نے اس خیال سے اس مینار کو منہدم نہ کرایا۔ دارالخلافت بغداد کی طرف خفاجہ کے قیدیوں کو لئے ہوئے واپس ہوا اور بغداد پہنچ کر ان قیدیوں عرب کو جو اس کے ساتھ تھے سولی دے دی۔ تھوڑے دن آرام کر کے جزیرہ حربی پر حملہ کیا۔ اور نہایت سختی سے اس کا محاصرہ کر لیا بالآخر اہل حربی پر سات ہزار دینار سالانہ مقرر کر کے مصالحت کر لی اور انہیں امن دے دیا۔

ترکوں کا فتنہ

ترکی فوجیں جو دارالخلافت بغداد میں رہتی تھیں ان کا زور اور قابو حکومت و سلطنت پر حد سے زیادہ بڑھ گیا تھا جب طغرل بک کا ظہور ہوا اور اس نے اپنے گرد و پیش کے شہروں پر قبضہ کر لیا اور تاتاریوں نے چاروں طرف سے ممالک اسلامیہ پر غارت گری کا ہاتھ بڑھایا۔ تب بغداد کی ترکی فوجوں کا حوصلہ بھی بڑھ گیا۔ وزیر السلطنت سے ایک کثیر التعداد رقم کا مطالبہ کیا، اپنے وظائف اور تنخواہیں طلب کیں یہ واقعہ ماہ محرم ۴۲۴ھ کا ہے ہ وزیر السلطنت مطالبہ ادا نہ کر سکا۔ دارالخلافت میں روپوش ہو گیا۔ فوجیوں نے تعاقب کیا دارالخلافت کے ملازموں سے وزیر السلطنت کو مانگا ان لوگوں نے دینے سے انکار کیا۔ شور و غل مچاتے ہوئے ارکین دربار خلافت سے مطالبہ کیا جب انہوں نے بھی خاطر خواہ جواب نہ دیا تو خلافت مآب تک اس جھگڑے اور قضیے کو پہنچا دیا۔ اراکین دربار خلافت اور فوجیوں میں نوک جھونک کی باتیں ہوئیں اور سخت کلامی کی نوبت پہنچی اس سے عام الناس میں یہ مشہور ہو گیا کہ ترکی فوجوں نے دارالخلافت کا محاصرہ کر لیا ہے تمام شہر میں خوف اور پریشانی

پیدا ہو گئی۔

بغداد میں ہنگامہ

بساسیری اس ہنگامہ کو فرو کرنے کے لئے تیار ہوا یہی ان دونوں سلطان کی طرف سے نائب بغداد تھا دار الخلافت گیا وزیر کے مکان کی تلاشی لی غرض کہ جن مکانات میں وزیر السلطنت کے روپوش ہونے کا خیال تھا سب کی تلاشی لی مگر وزیر السلطنت کا کچھ پتہ نہ چلا۔ فوجیوں کا بلوائی گروہ ملتا جلتا ہوا دار الروم پہنچا اور اسے لوٹ لیا انباروں میں آگ لگا دی۔ ابوالحسن بن عبید (وزیر بساسیری) کا مکان لوٹ لیا محلہ والوں نے اپنے اپنے محلوں کی ناکہ بندی کر لی فوجیوں نے مسافروں کو لوٹنا شروع کر دیا جو بغداد میں کسی ضرورت سے آتے تھے لوٹ مار کا نتیجہ یہ ہوا کہ باہر سے غلہ کی آمد بند ہو گئی اور بغداد میں غلہ کا بھاؤ چڑھ گیا۔ ان واقعات کے دوران میں بساسیری حفاظت کی غرض سے دار الخلافت ہی میں ٹھہرا رہا یہاں تک کہ وزیر السلطنت پریشان ہو کر پناہ گاہ سے نکل آیا اور اپنے مقبوضہ اور ملکہ مال سے فوجیوں کے مطالبات ادا کئے۔

اکراد اور عربوں کی غارتگری

اس سے بظاہر ایک اطمینانی صورت پیدا ہو گئی تھی لیکن اس لوٹ مار کا سلسلہ ختم نہ ہوا کہ دوسرے اکراد اور عربوں نے سر اٹھایا اور لوٹ مار شروع کر دی، دن دہاڑے جسے چاہا لوٹ لیا گاؤں، قصبے اور شہر ویران ہو گئے قریش بن بدران والی موصل کے ہمراہی بھی لوٹ مار کی غرض سے اٹھ کھڑے ہوئے کامل بن محمد بن مسیب کو بردان جا کر گھیر لیا اسکے مال و اسباب کو لوٹ لیا۔ بساسیری کے مویشی اور تجارتی اونٹنیاں بھی اس لوٹ مار کی نذر ہو گئیں۔ اس لوٹ مار سے امن و امان کا نام و نشان باقی نہ رہا رعایا کی پریشانی کی کوئی حد نہ رہی۔ عوام اور خواص ایک حالت میں مبتلا ہو گئے یہی وہ امور اور اسباب ہیں جن سے سلطنت و حکومت کی مضبوط بنیادیں بھی ہل جاتی ہیں اور کچھ عرصہ بعد صفحہ دنیا سے ان کا نام و نشان مٹ جاتا ہے۔

دسکرہ اور قلعہ بردوان کا تاراج

ادھر ملک بنو بویہ ان پریشانیوں میں مبتلا تھے ادھر سلاطین سلجوقیہ کو کامیابی کا عروج مل رہا تھا۔ نظام الملک (طغرلبک کا وزیر) ان واقعات کو سن کر خوشی سے اچھل پڑا تاتاری فوجوں کو دسکرہ پر اتار دیا۔ ابراہیم بن اسحاق نامی ایک سردار اس فوج کا افسر اعلیٰ تھا ابراہیم نے دسکرہ کو تباہ کر کے رستباد اور روشن قباد کا محاصرہ کیا اور اسے بھی بزور تیغ فتح کر کے قلعہ بردوان کی طرف بڑھا اس قلعہ کا والی سعدی نامی ایک شخص تھا اس نے سلطان طغرلبک کی اطاعت سے انکار کیا تھا ابراہیم کے پہنچنے پر سعدی نے قلعہ

بندی کر لی۔ ابراہیم نے قلعہ بردوان کے قرب وجوار کو لوٹنا شروع کیا۔ زیادہ زمانہ نہ گزرنے پایا تھا کہ اہل قلعہ نے محاصرے کی شدت اور اطراف وجوانب کی ویرانی سے متاثر ہو کر قلعہ چھوڑ دیا اور جلا وطن ہو کر نکل گئے۔

اہل اہواز کی تباہی

ان تاتاریوں میں سے ایک گروہ اہواز کی طرف گیا ہوا تھا۔ اس نے بھی اہواز کے قرب وجوار میں غارتگری اور قتل کا بازار گرم کیا۔ دیلمی اور ترک جو ان کے ہم خیال اور ساتھی تھے بجائے مخالف ہونے مقابلہ کا کیا ذکر ہے جان بچانے کی فکر پڑ گئی۔ تاتاریوں کے حوصلے بڑھ گئے۔ سلطان طغرلبک نے ابوعلی بن ابو کالیجار والی بصرہ کو عساکر سلجوقیہ کا افسر بنا کر خوزستان پر حملہ کرنے کے لئے بھیجا یہ لشکر کوچ وقیام اور لوٹ مار کرتا ہوا۔ شاہ پور خورست پہنچا۔ دیلمیوں کو وعدہ اور وعید کا پیام دیا چنانچہ اکثر دیلمی مطیع ہو گئے۔ اور ابوعلی اہواز پر قابض ہو گیا۔ تاتاری لشکر نے اسے جی کھول کر لوٹا اہل اہواز سے تاوان وصول کیا۔ اکثر اہل اہواز عزت وآبرو کے خیال سے شہر چھوڑ کر بھاگ گئے۔

خلیفہ قائم اور بساسیری میں کشیدگی

ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں کہ ۴۴۶ھ میں قریش بن بدران نے بساسیری کے ہمراہیوں کا اسباب وغیرہ لوٹ لیا تھا۔ اس کے بعد ابوالغنائم اور ابوسعد پسران محلبان (قریش کے دوست) دارالخلافت بغداد خفیہ طور سے آئے۔ بساسیری نے ان دونوں کو گرفتار کرنے کا قصد کیا، رئیس الرؤسا وزیر السلطنت نے ابوالغنائم اور ابوسعد کو اپنے امن میں لے لیا، بساسیری کو اس سے ناراضگی پیدا ہوئی اجری کی طرف چلا گیا۔ اور اس پر قبضہ کر کے بغداد واپس آیا لیکن دستور کے مطابق دربار خلافت میں حاضر نہ ہوا۔ اس پر طرہ یہ ہوا کہ خلافت مآب، وزیر السلطنت اور خدام دربار خلافت کی تنخواہیں موقوف اور بند کر دیں اور یہ مشہور کر دیا کہ وزیر السلطنت نے طغرلبک کو خطوط لکھ کر حملہ کرنے کے لئے بلوایا ہے۔

انبار کا تاراج

ذی الحجہ ۴۴۶ھ میں فوجیں آراستہ کر کے انبار پر حملہ کیا۔ انبار پر ابوالغنائم بن محلبان قابض تھا متغلبین نے قبضہ کر لیا تھا، محاصرہ کر لیا اور بزور تیغ انبار میں گھس پڑا۔ ابوالقاسم کو اس کے پانچ سو ممبران خاندان کے ساتھ گرفتار کر لیا؛ اور شہر کو جی کھول کر لوٹا اور دارالخلافت بغداد واپس آیا، ابوالغنائم کو تشہیر کرا کر سولی دینے کا قصد کیا، دبیس بن صدقہ نے سفارش کی۔ چونکہ دبیس نے بساسیری کا محاصرہ انبار میں ہاتھ بٹایا تھا اس وجہ سے اس کی سفارش سے ابوالغنائم کو صلیب نہ دی مگر اور قیدیوں کو سولی پر چڑھا دیا۔

بساسیری

بساسیری، بسا (فارس کا ایک شہر ہے) کے ایک تاجر کا غلام تھا۔ اس وجہ سے بسا کی طرف منسوب کیا گیا

کچھ عرصہ بعد بہاء الدولہ بن عضد الدولہ کے خادموں میں داخل ہوگیا اور اسی کے سایہ دولت میں نشوونما پائی اسی طرح ہوشیار اور تجربہ کار بن گیا۔ مدتوں اس کی خدمت میں رہا۔ پھر ملک الرحیم کی خدمت میں چلا آیا۔ ملک الرحیم اسے اکثر مہمات سر کرنے پر مامور کرتا تھا، اسی نے گردون کو حلوان سے اور قریش بن بدران کو عربی بغداد سے بیدخل کیا تھا یہ دونوں سلطان طغرلبک کے علم حکومت کے مطیع تھے اس کے بعد بساسیری، ملک الرحیم کی خدمت میں واسطہ چلا گیا۔

بساسیری اور رئیس الرؤسا میں کشیدگی

بساسیری اور رئیس الرؤسا کی کشیدگی روز بروز بڑھتی گئی۔ اسی اثناء میں بساسیری کے وزیر ابو سعد نصرانی نے کئی مشکیزہ شراب براہ دریا روانہ کئے۔ رئیس الرؤسا نے اس کی خبر ان لوگوں تک پہونچادی جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کررہے تھے ان لوگوں نے اس کے اشارے اور سازش سے مشکیزوں کو توڑ پھوڑ کر شراب کو پھینک دیا۔ اس سے بساسیری کو حد سے زیادہ غصہ اور رنج پیدا ہوا فقہائے حنفیہ سے استفسار کیا۔ فقہاء حنفیہ نے فتویٰ دیا کہ چونکہ یہ مال عیسائی کا تھا اس وجہ سے حفاظت کرنا لازم تھا اس مال کا ضائع کرنا ناجائز ہے جن لوگوں نے اس کو توڑا ہے ان سے تاوان وصول کیا جائے" اس واقعہ نے سونے پر سہاگہ کا کام دے دیا کشیدگی کی کوئی حد باقی نہ رہی۔

ترکوں کا بساسیری پر حملہ

چونکہ ترکوں اور بساسیری میں بھی کشیدگی چلی آرہی تھی رئیس الرؤسا نے انہیں ابھار دیا۔ ان لوگوں نے ہنگامہ برپا کردیا۔ بساسیری کی شکایات دربار خلافت میں پیش کرکے مکان لوٹ لینے کی اجازت طلب کی۔ اجازت دے دی گئی۔ پھر کیا تھا ترکوں نے بات کی بات میں اسے لوٹ لیا۔ اس موقع پر رئیس الرؤسا نے ایک اور چال چلی اور وہ یہ تھی کہ اس نے یہ خبر اڑادی کہ بساسیری نے خلیفہ مستنصر علوی مصر سے سازش کرلی ہے اور اسے بغداد وعراق پر قبضہ کرنے کی غرض سے بلایا ہے۔ خلافت مآب یہ سن کر آگ بگولا ہوگئے ملک الرحیم کو لکھ بھیجا کہ بساسیری کو ہمارے دربار خلافت سے فوراً ہٹادو۔ اس نے علم خلافت کی مخالفت کی ہے اور خلیفہ مستنصر علوی سے سازش کرلی ہے۔ چنانچہ ملک الرحیم نے بساسیری کو دربار خلافت سے علیحدہ کردیا۔[1]

طغرلبک کے خلاف ترکوں کی مخالفت

طغرلبک نے بلاد روم پر جہاد کی غرض سے فوج کشی کی تھی اور وہاں سے مظفر و منصور ہوکر سے واپس آیا۔ اس کے نظم و انتظام سے فراغت حاصل کرکے

[1] یہی واقعات عراق پر سلطان طغرل بک کے قابض ہونے اور ملک الرحیم کے گرفتار کئے جانے کے اسباب تو یہ سے تھے (مترجم)

ماہ محرم ۴۴۷ھ میں ہمدان پہنچا۔ اپنے گورنران دینور، قرمیسین اور حلوان وغیرہم کو لکھ بھیجا کہ "چونکہ اس سال میرا ارادہ حج کرنے کا ہے اور شام و مصر پر بھی حملہ کرنے کا قصد ہے اور دولت علویہ کے زیر و زبر کرنے کا بھی خیال ہے لہذا تم لوگ رسد، چارہ اور فوجیں فراہم کر رکھو" اس خبر کا مشہور ہونا تھا کہ بغداد میں اوباشوں نے ہلڑ مچا دیا۔ ترکی فوجیں شور و غل مچاتی ہوئی ایوان خلافت میں پہنچیں خلافت مآب سے درخواست کی "آپ ہمارے ساتھ طغرلبک کی مدافعت کے لئے نکلئے" ترکوں نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ مسلح ہو کر بغداد سے نکل گئے اور بغداد کے باہر ایک میدان میں خیمے ڈال دیئے۔ اس وقت طغرلبک، حلوان پہنچ گیا تھا۔ اس کی فوج، خراسان کے راستہ میں پھیل گئی تھی۔ لوگوں نے غربی بغداد میں جا کر پناہ لی۔ اتنے میں ملک الرحیم واسط سے آگیا۔ بساسیری کو اشارہ سے خلافت مآب کے حکم کے مطابق علیحدہ کر دیا تھا۔ بساسیری علیحدگی کے بعد سسرالی رشتہ کی وجہ سے دبیس بن صدقہ والی حلہ کے پاس چلا گیا۔

طغرل بیک کی بغداد میں آمد طغرلبک نے فدویت نامہ خلافت مآب کی خدمت میں روانہ کیا جس میں اپنی اطاعت و جاں برداری کا اظہار کیا تھا اور ترکوں کو بھی خط اپنے ایلچی کی معرفت بھیجا جس میں اپنے حسن و سلوک اور احسانات کا وعدہ کیا تھا۔ ترکوں نے جواب خط کے بجائے اسی خط کو واپس کر دیا اور خلافت مآب سے درخواست کی کہ آپ ہم کو طغرلبک سے مقابلہ اور مدافعت کی اجازت دیجئے خلافت مآب نے اس کے جواب سے خاموشی اختیار کی ملک الرحیم نے عرض کیا کہ "اس جاں نثار نے ان امور کا فیصلہ خلافت مآب کے قبضہ اقتدار میں دے دیا ہے جو مناسب تصور فرمائیں عمل درآمد کیا جائے" خلافت مآب نے حکم صادر فرمایا "مصلحت وقت یہ ہے کہ ترکی فوجیں اپنے خیموں کو چھوڑ کر حرم سرائے خلافت میں آجائیں اور طغرلبک کی خدمت میں اظہار اطاعت کا فدویت نامہ بھیج دیں" چنانچہ اس حکم کے مطابق عمل درآمد کیا گیا۔ اس کے بعد خلافت مآب نے خطیبوں کو طغرلبک کے نام کا خطبہ پڑھنے کا حکم دیا۔ طغرلبک نے خلافت مآب سے دارالخلافت بغداد میں داخل ہونے کی اجازت طلب کی، وزیر السلطنت رئیس الرؤسا ایک بڑے لشکر کے ساتھ جس میں قضاۃ، فقہاء، اعیان دولت اور بہت سے ملک الرحیم کے سرداران لشکر تھے استقبال کی غرض سے نکلا طغرلبک نے یہ سن کر وزیر السلطنت ابو نصر کندری اور اپنی فوج کو پیشوائی کا حکم دیا پنجشنبہ کو جبکہ ماہ رمضان کے دو دن گزر چکے تھے۔ طغرلبک دارالخلافت بغداد میں داخل ہوا۔ باب شماسیہ میں قیام اختیار کیا، قریش والی موصل بھی اس خبر کو سن کر طغرلبک کی خدمت میں آگیا۔ اس نے اس سے پیشتر طغرلبک کے علم حکومت کی اطاعت قبول کر لی تھی۔

بغداد میں تاتاریوں کا قتل

بغداد میں طغرلبک کے داخل ہونے پر اس کا لشکر اپنی ضروریات کی چیزوں کی خریداری کی غرض سے سارے شہر میں پھیل گیا۔ تمام شہر میں تہلکہ سا پڑ گیا، عوام الناس نے یہ خیال کیا کہ ملک الرحیم نے طغرلبک کے لشکر سے لڑنے کی اجازت دے دی ہے چاروں طرف سے تاتاری لشکر پر حملہ دھاوا شروع ہو گیا۔ جہاں پر جس نے تاتاریوں کو پایا ان پر ہاتھ صاف کر دیا۔ صرف محلہ کرخ والے اس ہنگامہ اور شورش میں شریک نہیں ہوئے بلکہ اس محلہ والوں نے تاتاریوں کو اپنے گھروں میں پناہ دی اور ان کی جیسا کہ مناسب وقت تھا حفاظت کی۔

بغداد میں تاتاریوں کی غارتگری

عوام الناس کی یہ شورش اسی پر بند نہ ہوئی بلکہ وہ ہلڑ مچاتے ہوئے طغرلبک کے کیمپ تک پہنچ گئے، ملک الرحیم اور ان کے سرداران لشکر اور حاشیہ نشین اس خیال سے کہ اس ہنگامہ کے محرک یہ نہ سمجھے جائیں حرم سرائے خلافت میں جا کر قیام پذیر ہوئے۔ طغرلبک کی فوج اس ہنگامہ کو دیکھ کر مسلح ہو گئی، عوام بھاگ کھڑے ہوئے، قتل و غارت کا بازار گرم ہو گیا کئی محلے لوٹ لئے گئے خلفاء کے محلات، رصافہ بھی اس لوٹ مار غارتگری سے محفوظ نہ رہ سکے۔ باشندگان بغداد نے اس خیال سے کہ ان مقامات کا احترام کیا جائے گا اور یہ غارتگری سے یہ محفوظ رہیں گے اپنا مال و اسباب یہیں اٹھا لائے تھے۔ جس کو تاتاریوں نے لوٹ لیا۔ غرض کہ غارتگری سے بغداد کا کوئی محلہ سوائے محلہ کرخ کے محفوظ نہ رہا۔

ملک الرحیم کی گرفتاری

اس کے دوسرے دن طغرلبک نے اس حادثہ کی اطلاع خلیفہ قائم کو دی اور اس سے اپنی ناراضگی ظاہر کی اور اس ہنگامہ و شورش کو ملک الرحیم کی طرف منسوب کیا اور یہ کہلا بھیجا کہ اگر ملک الرحیم اپنے سرداروں کے ساتھ شاہی دربار میں حاضر ہو جائے گا تو اس کی اس واقعہ سے برأت بھی جائے گی ورنہ وہی ملزم قرار دیا جائے گا۔ خلافت مآب نے ملک الرحیم اور اس کے سرداروں کو طغرلبک کی خدمت میں حاضری کا حکم دیا اور اپنے ایک خاص ایلچی کو ان لوگوں کی سفارش اور برأت کی غرض سے ان کے ساتھ بھیجا۔ چنانچہ ملک الرحیم اور اس کے سرداران لشکر خلافت مآب کی ذمہ داری میں دربار شاہی میں حاضر ہوئے۔ جس وقت ملک الرحیم اور اس کے سرداران لشکر پہنچے طغرلبک نے انہیں گرفتار کرا کر قلعہ سروان بھیج دیا جہاں پر ملک الرحیم قید کر دیا گیا۔

دولت بنو بویہ کا خاتمہ

یہ واقعہ ملک الرحیم کی حکومت کے چھ برس بعد وقوع میں آیا۔ اس کی گرفتاری سے بنو بویہ کی

حکومت کا خاتمہ ہوگیا اس ہنگامہ میں قریش والی موصل اور عرب کا اسباب و مال لوٹ لیا گیا، پریشان حال ہوکر بدر بن مہلہل کے خیمہ میں جاکر پناہ لی۔ طغرلبک کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے قریش کو طلب کرکے خلعت فاخرہ عنایت کیا۔ اور جو کچھ مال و اسباب لوٹ لیا گیا تھا اس کا معاوضہ دے دیا۔

طغرلبک کا بغداد پر قبضہ

خلافت مآب نے طغرلبک کے پاس اس ناپسندیدہ فعل کی شکایت لکھی اور ان لوگوں کو رہا کرنے کے لئے لکھا جنہیں طغرلبک نے ملک الرحیم کے ساتھ گرفتار کرلیا تھا اور یہ دھمکی دی کہ یہ لوگ میری ذمہ داری پر تمہارے پاس گئے تھے اگر یہ لوگ رہا نہ کئے جائیں گے تو میں دارالخلافت بغداد چھوڑ دوں گا۔ طغرلبک نے اس تحریر پر چند لوگوں کو رہا کر دیا۔ اور ملک الرحیم کے لشکریوں کو موقوف کرکے یہ حکم دیا کہ تحصیل معاش کی غرض سے جہاں چاہو چلے جاؤ۔ چنانچہ ان میں کا ایک گروہ کثیر بساسیری کے پاس چلا گیا جس سے اس کی جمعیت بڑھ گئی۔

ترکان بغداد کا انجام

اسی سلسلہ میں طغرلبک نے ترکان بغداد کا بھی مال و اسباب ضبط کرلیا۔ اور نورالدولہ دبیس کو ممالک مقبوضہ سے بساسیری کے نکال دینے کا حکم دیا۔ چنانچہ بساسیری، رحبہ چلا گیا اور مستنصر علوی والی مصر کی خدمت میں اظہار اطاعت کی غرض سے فدویت نامہ لکھا۔ اور اس کا مطیع ہوگیا۔ نورالدولہ دبیس نے اپنے مقبوضہ علاقہ میں طغرلبک کے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ تمام اطراف بغداد میں تاتاری لشکر پھیل گیا۔ غارتگری کا بازار گرم ہو گیا۔ (غربی بغداد میں تکریت سے قبل تک، مشرقی بغداد میں نہروامات تک اور نشیبی بغداد کو ان تاتاریوں نے لوٹ کر ویران کر دیا) اور یہاں کے اکثر باشندوں کو جلا وطن کر دیا۔

بغداد پر قابض ہونے کے بعد طغرلبک نظم و انتظام کی طرف متوجہ ہوا بصرہ اور اہواز کا ٹھیکہ ہزارسب کو دیا اور صرف اہواز میں اس کے نام کا خطبہ پڑھنے کی اجازت دی، امیر ابوعلی بن ملک کالیجار کو قرمیسین اور اس کا صوبہ عنایت کیا اہل کرخ کو اذان فجر میں الصلوٰۃ خیر من النوم کہنے کا حکم دیا، اور قصر حکومت کی تعمیر کا حکم صادر کیا اور جیسا کہ اس نے حکم دیا تھا اس طرح وہ تعمیر کیا گیا۔ ماہ شوال ۴۴۷ھ میں طغرلبک قصر حکومت میں چلا آیا۔ اسی وقت سے اس کے قدم حکومت و سلطنت پر جم گئے جس کی وارث اس کی آئندہ نسلیں اور اس کی سلجوقی قوم ہوئی۔ اسلامی دنیا میں جس قدر عجمی حکمراں ہوئے ان میں سے ان کی سلطنت نہایت عظیم الشان ہوئی۔ ان سے زیادہ عظیم کسی عجمی کی حکومت نہیں ہوئی۔ والملک للہ یوتیہ من یشاء

باب ۲۳

امارت جرجان وطبرستان

دولت بنو وشمگیر

بنو وشمگیر ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں کہ مرداویج بن زیار، اطروش کے دیلمی سرداروں میں سے تھا اور مرداویج نسباً جیل کے خاندان کا ممبر تھا جو دیلم کے بھائی تھے، ان سب کی ایک حالت تھی۔ ان میں سے بعضے، علویوں کے سپہ سالار تھے جس کی وجہ سے علویوں کو حکومت و سلطنت حاصل ہوئی تھی اطروش اور اس کی اولاد کی حکومت دولت عباسیہ کے ظہور اور غلبہ کے وقت ختم ہو گئی۔ اس کے سرداروں کے تمام حکومت و سلطنت سے مٹ گئے اور یہ لوگ حکومت و سلطنت کی طلب و جستجو میں اطراف ملک میں پھیل گئے چنانچہ رے، اصفہان، جرجان، طبرستان، عراق، فارس اور کرمان پر ان لوگوں کا قبضہ ہو گیا۔ بنو بویہ نے خلیفہ وقت کو دبا لیا اور اپنے آخری دور حکومت تک اسے شاہ شطرنج بنائے رہے۔ تم اوپر پڑھ چکے ہو کہ جس وقت مرداویج کا قدم حکومت پر جم گیا تو اس نے اپنے بھائی وشمگیر کو ۳۲۰ھ میں گیلان روانہ کیا رفتہ رفتہ اس کی حکومت کا سکہ چل گیا، بڑے بڑے صوبے اس کے قبضہ میں آ گئے، اصفہان اور رے پر قابض ہو گیا، عظیم الشان بادشاہوں میں اس کا شمار ہونے لگا۔ ترکی غلاموں کو جو اس کی خدمت میں رہتے تھے اس کی سختی کی وجہ سے ناراضگی پیدا ہوئی۔ سب نے اتفاق کر کے ماہ محرم ۳۲۳ھ میں اسے مار ڈالا تب اس کی فوج اس کے بھائی وشمگیر کے پاس رے میں جمع ہوئی اور مرداویج کی جگہ اسے اپنا سردار بنایا۔

وشمگیر اور ماکان وشمگیر نے تخت حکومت پر متمکن ہونے کے بعد، ماکان کے پاس کرمان میں اپنی اطاعت کا پیام بھیجا اور ابن محتاج کی ہمراہی میں رے بلا بھیجا اس سے قبل ماکان بن کالی ابو علی بن الیاس

سے کرمان کا قبضہ لے چکا تھا۔ ماکان نے وشمگیر کی تحریر پر کچھ خیال نہ کیا کرمان سے دامغان کی طرف روانہ ہوگیا وشمگیر یہ سن کر آگ بگولا ہوگیا ایک بڑی فوج کے ساتھ اپنے سپہ سالار تاتجیر دیلمی کو ماکان کے تعاقب پر مامور کیا۔ ابن مظفر کا لشکر ماکان کی پشت پناہی پر تھا۔ دونوں فریقوں کی مڈبھیڑ ہوگئی ایک دوسرے سے بھڑ گئے۔ تاتجیر نے ان لوگوں کو شکست دی۔ یہ لوگ نیشاپور لوٹ آئے اور اس کی حکومت کی زمام ماکان کے قبضہ میں آ گئی۔ جیسا کہ یہ واقعات اس سے بیشتر لکھے گئے ہیں۔

وشمگیر کا رے پر تسلط

اس کے بعد تاتجیر نے جرجان کی جانب قدم بڑھایا اور وہیں ٹھہرا رہا آخر سنہ مذکورہ میں گھوڑے سے گر کر مر گیا، ماکان کو موقع مل گیا، جرجان پر قبضہ کر لیا، ابن محتاج نے ۳۳۳ھ میں اس پر حملہ کر دیا اور چند دن کے محاصرہ کے بعد اسے فتح کر لیا۔ ماکان بحال پریشان طبرستان چلا گیا اور وہیں سکونت اختیار کی۔ ادھر وشمگیر نے ایک فوج ماکان کی مدد پر ابن محتاج سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کی ادھر رکن الدولہ نے موقع کو غنیمت سمجھ کر اصفہان پر دھاوا کر دیا اور بزور تیغ قابض ہوگیا۔ اس کامیابی سے رکن الدولہ اور والی خراسان کے مقبوضات کی سرحد مل گئی اور وشمگیر تنہا ملک رے پر حکمرانی کرنے لگا۔

وشمگیر کا طبرستان پر قبضہ

جس وقت رکن الدولہ نے اصفہان پر قبضہ حاصل کیا اور ابوعلی بن محتاج والی خراسان سے اس کے اور اس کے بھائی عماد الدولہ والی فارس کے مراسم اتحاد پیدا ہوگئے اس وقت ان دونوں نے ابوعلی بن محتاج کو وشمگیر سے رے چھین لینے کی ترغیب دی غرض یہ تھی کہ اگر ابن محتاج اس مہم میں کامیاب ہوگیا تو اس کی وجہ سے اس کی حکومت کو استحکام حاصل ہو جائے گا۔ ابوعلی ابن محتاج، فوجیں مرتب کر کے رے کی طرف روانہ ہوا وشمگیر نے اس کی مدافعت پر کمر باندھی، ماکان سے امداد طلب کی۔ چنانچہ ماکان خود اس کی کمک پر آیا، رکن الدولہ کو اس کی خبر لگ گئی، اس نے بھی ابن محتاج کی مدد پر فوجیں بھیج دیں۔ مقام اسحاق آباد میں صف آرائی ہوئی۔ ایک دوسرے سے بھڑ گئے گھمسان کی لڑائی ہوئی وشمگیر شکست کھا کر طبرستان چلا گیا اور اس پر قابض ہوگیا۔ ماکان میدانِ کارزار میں مارا گیا۔ ابوعلی ابن محتاج نے رے پر اپنی کامیابی کا جھنڈا نصب کر دیا۔ اس کے بعد اپنی فوجوں کو جبل کے شہروں کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ زنجان، ابہر، قزوین، کرج، ہمدان اور دینور کو علوان تک فتح کر لیا۔

حسن بن فیرزان کا جرجان پر قبضہ

حسن بن فیرزان، ماکان کا چچازاد بھائی تھا۔ یہ نہایت جری اور دلیر تھا۔ جس وقت ماکان میدانِ جنگ اسحاق آباد میں مارا گیا اور وشمگیر نے طبرستان پر قبضہ حاصل کر لیا۔ اس وقت وشمگیر نے حسن بن فیرزان کے پاس اپنی اطاعت کا پیام بھیجا۔ حسن بن فیرزان نے نفی میں جواب دیا اور ماکان کے قتل کو وشمگیر کی طرف منسوب کیا۔ وشمگیر نے یہ سن کر چڑھائی کر دی۔ حسن بن فیرزان ساریہ چھوڑ کر ابوعلی بن محتاج والی خراسان کے پاس چلا گیا اور وشمگیر کے مقابلہ پر اس سے امداد کا طالب ہوا۔ چنانچہ ابوعلی بن محتاج حسن کی امداد پر کمربستہ ہو گیا اور فوجیں مرتب کر کے وشمگیر پر ساریہ میں محاصرہ ڈال دیا۔ ایک سال کامل محاصرہ کئے رہا۔ سبب وشمگیر نے ملوک سامانیہ کی اطاعت قبول کر لی اور اطمینان کے لئے اپنے لڑکے سالار کو بطور ضمانت دے دیا۔ جنگ اور محاصرہ کا خاتمہ ہو گیا۔ حسن بن فیرزان اور ابوعلی ابن محتاج خراسان واپس آئے۔ تھوڑے دن بعد سعید بن سامان کی موت کی خبر مشہور ہوئی۔ حسن نے ابوعلی ابن محتاج پر حملہ کر دیا اور اس کے مقبوضات کو لوٹ لیا۔ اور ابن وشمگیر کو جو اس کے پاس تھا گرفتار کر کے جرجان کی طرف لوٹا اور رے سے ابراہیم بن سیمجور والی کے قبضہ سے نکال لیا۔ ابراہیم ابن سیمجور نے نیشاپور جا کر دم لیا۔ ابوعلی ابن محتاج نے بھی علم بغاوت بلند کر دیا۔ جیسا کہ ان کے حالات کے ضمن میں لکھا گیا ہے۔

رکن الدولہ بن بویہ کی رے پر فوج کشی

جس وقت ابوعلی نے خراسان کی جانب کوچ کیا اور حسن بن فیرزان نے اس کے ساتھ جو کچھ کرنا تھا کیا جو آپ اوپر پڑھ چکے ہیں تو وشمگیر نے رے کی طرف قدم بڑھایا اور بلا مقابلہ قبضہ کر لیا۔ تالیف قلوب کے خیال سے حسن بن فیرزان سے خط و کتابت شروع کی اور اس کے بیٹے سالار کو اس کے پاس واپس بھیج دیا۔ اس سے دونوں میں مصالحت ہو گئی

اس کے بعد رکن الدولہ بن بویہ کو قبضہ رے کا لالچ پیدا ہوا۔ کیونکہ وشمگیر کے پاس اول تو فوجیں کم تھیں دوسرے ان دنوں وشمگیر کو تنگ دستی گھیرے تھی۔ چنانچہ لشکر آراستہ کر کے رے پر چڑھائی کر دی اور لڑ کر وشمگیر کو شکست دی۔ اس کے اکثر لشکریوں نے امن حاصل کیا اور رکن الدولہ بن بویہ کی فوج میں آ گئے۔ رے پر رکن الدولہ کی حکومت کا جھنڈا نصب ہو گیا۔

وشمگیر شکست کھا کر طبرستان کی طرف واپس ہوا۔ حسن بن فیرزان نے چھیڑ چھاڑ کی اور شکست دے دی وشمگیر نے

خراسان کا راستہ اختیار کیا۔ حسن بن فیرزان نے رکن الدولہ سے نامہ و پیام کر کے میل جول پیدا کر لیا۔

وشمکیر کا جرجان پر قبضہ

جس وقت رکن الدولہ نے رے کو وشمکیر کے قبضہ سے نکال لیا، وشمکیر بحال پریشان طبرستان کی طرف چل کھڑا ہوا حسن بن فیرزان، راہ میں مدمقابل ہوا اور لڑ کر وشمکیر کو شکست دی تب وشمکیر، خراسان چلا گیا اور امیر نوح بن سامان سے امداد کا طلب ہوا۔ امیر نوح نے ایک فوج کو اس کی مدد پر مامور کیا اور ابو علی بن محتاج والی خراسان کو بھی وشمکیر کی امداد کرنے کی ہدایت کی۔ چنانچہ ابو علی بن محتاج نے بھی اپنی فوجیں وشمکیر کے ساتھ جرجان سر کرنے کے لئے روانہ کیں۔ ان دنوں جرجان میں حسن بن فیرزان حکومت کر رہا تھا۔ وشمکیر نے اسے لڑ کر جرجان سے نکال دیا اور خود قابض ہو گیا۔ ۳۳۲ھ

رکن الدولہ کا طبرستان اور جرجان پر قبضہ

حسن بن فیرزان، وشمکیر سے شکست کھا کر رکن الدولہ بن بویہ کے پاس رے چلا گیا اور وہیں قیام پذیر ہوا۔ ۳۳۶ھ میں رکن الدولہ نے مقبوضات وشمکیر پر فوج کشی کی۔ وشمکیر بھی خم ٹھونک کر مقابلہ پر آیا، مگر شکست اٹھا کر بھاگ نکلا۔ رکن الدولہ نے طبرستان پر قبضہ کر کے جرجان کی طرف قدم بڑھایا سرداران وشمکیر نے اطاعت قبول کی اور امن حاصل کر کے جرجان کو رکن الدولہ کے حوالہ کر دیا۔ رکن الدولہ اپنی طرف سے حسن بن فیرزان کو جرجان پر مامور کر کے رے کی جانب واپس ہوا۔

وشمکیر شکست اٹھا کر جرجان پہنچا۔ امیر نوح ابن سامان سے پھر امداد کی درخواست کی۔ رکن الدولہ کی زیادتیوں کی داستان سنائی۔ امیر نوح نے منصور بن قراتکین والی خراسان کو وشمکیر کی کمک اور امداد کا حکم دیا چنانچہ منصور، فوجیں آراستہ کر کے وشمکیر کے ساتھ رکن الدولہ سے جنگ کرنے کے لیے روانہ ہوا۔ چونکہ منصور، وشمکیر کے ساتھ ظاہرداری کا برتاؤ کرتا تھا اور اپنے کو بڑا سمجھتا اس وجہ سے وشمکیر نے امیر نوح بن سامان کی خدمت میں اس کی شکایت لکھ بھیجی امیر نوح نے اس کی جگہ ابو علی بن محتاج کو مامور کیا ابو علی کوچ و قیام کرتا ہوا رے پہنچا۔ رکن الدولہ سے معرکہ آرائی ہوئی لیکن کامیابی نصیب نہ ہوئی۔ مجبوراً ان لوگوں نے رکن الدولہ سے مصالحت کر لی جیسا کہ اوپر ہم تحریر کر چکے ہیں اس کے بعد رکن الدولہ، وشمکیر کی طرف لوٹ پڑا وشمکیر کو شکست ہوئی۔ اسفرائن کی طرف بھاگ آیا۔ رکن الدولہ نے طبرستان پر قبضہ کر لیا۔ ساریہ پر محاصرہ ڈالا اور اس پر بھی اپنی حکومت کا پھریرا اڑا آیا۔ وشمکیر بحال پریشان

جرجان پہونچا۔ رکن الدولہ نے تعاقب کیا اور جب جرجان میں بھی وشمگیر ہاتھ نہ آیا تو اس کی جستجو میں جیلی تک چلا گیا اور اس پر بھی قابض ہوگیا۔

وشمگیر کی وفات

جس وقت بنو بویہ نے کرمان کو ابو علی بن الیاس کے قبضہ سے نکال لیا اور خود قابض ہوگئے اس وقت وشمگیر سے کچھ بن نہ آئی بھاگ کر امیر منصور بن نوح کی خدمت میں بخارا پہنچا۔ بنو بویہ کی زیادتیوں اور ظلم کی شکایت کی، ممالک مقبوضہ بنو بویہ کی سرسبزی، شادابی اور قبضہ کا لالچ دلایا اور اس کے سرداران خراسان کو بھی پٹی پڑھا کر اپنے ساتھ ملالیا۔ امیر منصور نے ابوالحسن محمد بن ابراہیم بن سیمجور والی خراسان کو وشمگیر کی ماتحتی میں رے پر فوج کشی کرنے کا حکم دیا۔ رکن الدولہ اس خبر سے مطلع ہو کر ان کے مقابلے پر تیار ہوا اور اپنے بیٹے عضد الدولہ کو بھی اپنی مدد پر بلا بھیجا۔ جوں ہی ابوالحسن وغیرہم نے خراسان سے رے کی طرف کوچ کیا رکن الدولہ نے میدان خالی پا کر خراسان کی طرف قدم بڑھایا۔ جب ان لوگوں کو اس کی خبر لگی تو رے کی فتح سے رک گئے۔ دامغان میں ٹھہر کر رکن الدولہ کے حالات اور ارادہ معلوم کرنے کی غرض سے جاسوس چھوڑے۔ اسی اثنا میں ایک روز وشمگیر شکار کھیلنے کے لئے گیا ایک جنگلی سور سامنے آگیا۔ تیر چلایا۔ نشانہ خطا کر گیا سور نے حملہ کر دیا۔ گھوڑا زخمی ہو کر گر پڑا، وشمگیر بھی زمین پر آرہا۔ سر پر سخت چوٹ آئی اور اسی صدمہ سے ماہ محرم ۳۵۷ھ میں مر گیا۔

بیستون بن وشمگیر

اس کے مرتے ہی سارا کھیل بگڑ گیا۔ اس کا بیٹا بیستون اس کی جگہ متمکن ہوا اس نے رکن الدولہ سے خط و کتابت کر کے مصالحت کر لی۔ رکن الدولہ نے مالی اور فوجی مدد دی بیستون کے زمانہ حکومت میں کوئی نمایاں امر ایسا نہیں ہوا جس کا خصوصیت کے ساتھ ذکر کیا جائے اس نے سات برس حکومت کر کے بمقام جرجان ۳۶۶ھ میں انتقال کیا۔

قابوس بن وشمگیر کی حکومت

اس کا بھائی قابوس اپنے ماموں رستم کے پاس کوہ شہریار میں تھا بیستون ایک چھوٹا لڑکا چھوڑ کر مرا تھا۔ جو طبرستان میں اپنے نانا کی ذمہ داری میں پرورش پا رہا تھا۔ نانا صاحب کو ملک گیری اور ریاست کا لالچ پیدا ہوا۔ اپنے نواسہ کو لے کر جرجان پہنچا۔ اور ان سرداروں کو گرفتار کر لیا جن کا میلان قابوس کی طرف تھا۔ اس اثنا میں قابوس آپہنچا۔ فوجیوں نے اس کی آمد کی خبر پا کر نہایت جوش سے اس کا استقبال کیا اور اسے اپنا سردار تسلیم کر کے شہر پر قبضہ دلا دیا۔ نانا صاحب کے آدمی فرار ہوگئے۔ قابوس نے اپنے بھتیجے کو اپنی پرورش میں لے

لیا جرجان اور طبرستان کی زمام حکومت اپنے قبضہ اقتدار میں لے کر حکومت کرنے لگا۔

قابوس اور عضد الدولہ رکن الدولہ نے ۳۶۶ھ میں وفات پائی۔ وفات کے وقت اپنے بیٹے عضد الدولہ کو اپنا ولی عہد بنایا اور تمام ممالک مقبوضہ کی زمام حکومت اسے سپرد کی، دوسرے بیٹے فخر الدولہ کو ہمدان اور جبل کے صوبوں کا حکمراں بنایا، تیسرے بیٹے موید الدولہ کو اصفہان کی حکومت عنایت کی۔ بختیار بن معز الدولہ ان دنوں دار الخلافت بغداد میں تھا۔ میدان خالی پاکر حکومت بغداد پر قابض ہو گیا اس کے بعد عضد الدولہ نے اپنے بھائی فخر الدولہ پر فوج کشی کی فخر الدولہ ہمدان چھوڑ کر قابوس کے پاس جرجان بھاگ گیا اور عضد الدولہ نے رے جاکر پڑاؤ کر دیا۔ قابوس کے پاس اپنے بھائی فخر الدولہ کی طلبی کا پیام بھیجا۔ قابوس نے انکار کر دیا۔ تب عضد الدولہ نے اپنے بھائی موید الدولہ کو خراسان میں یہ حکم بھیجا کہ تم فوجیں تیار کر کے قابوس پر چڑھائی کر دو۔ اس کے ساتھ ہی بہت سا مال اور شاہی لشکر اس کی امداد پر روانہ کیا۔ چنانچہ ۳۷۱ھ میں معز الدولہ نے جرجان پر فوج کشی کی اور اسے قابوس کے قبضہ سے نکال لیا۔

فخر الدولہ اور موئید الدولہ کی جنگ پھر فخر الدولہ اور موئید الدولہ سے خراسان میں اس وقت مڈبھیڑ ہوئی تھی جبکہ حسام الدولہ ابو العباس تاش امیر ابو القاسم بن نوح کی طرف سے خراسان کی گورنری پر مامور ہوا تھا امیر ابو القاسم نے تاش کو قابوس بن وشمگیر اور فخر الدولہ کی امداد وحمایت کی موئید الدولہ کے مقابلہ میں ہدایت کی تھی اور یہ بھی حکم دیا تھا کہ جلد از جلد قابوس کو اس کے مقبوضات واپس دلا دو۔ تاش نے ایک بڑی فوج سے جرجان پر حملہ کیا۔ دو مہینے تک محاصرہ کئے رہا۔ محصورین کا حال تنگ ہو گیا۔ موئید الدولہ جب محاصرہ نہ اٹھا سکا تو فائق سے ساز باز کی بنیاد ڈالی۔ (فائق تاش کے لشکر کا سپہ سالار اعظم تھا) چنانچہ خط وکتابت کر کے فائق کو اپنے ساتھ ملا لیا، فائق نے مال وزر کے لالچ میں وعدہ کر لیا کہ جنگ کے وقت میں اپنے لشکر کے ساتھ اپنے مورچہ کو چھوڑ دوں گا۔ اس قرار داد کے مطابق موید الدولہ نے جرجان سے نکل کر محاصرین پر حملہ کیا۔ فائق اپنے ماتحت لشکر کے ساتھ میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا، تاش اور فخر الدولہ تھوڑی دیر تک لڑتے رہے۔ جب کامیابی کی صورت نظر نہ آئی تو شکست خوردہ گروہ کے پیچھے آپ بھی بھاگ کھڑے ہوئے موید الدولہ نے ان لوگوں کا خراسان تک تعاقب کیا۔

فخر الدولہ کا جرجان پر قبضہ

اس کے بعد وزیر السلطنت عتبی قتل کر ڈالا گیا، امیر ابو القاسم بن نوح نے تاش کو بخارا میں امور سلطنت کے انتظام کی غرض سے طلب کر لیا۔ پھر ۳۷۱ھ میں مؤید الدولہ نے تاش پر فوج کشی کی۔ اس کے بعد اس کی موت کا واقعہ پیش آ گیا جیسا کہ ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں، غرض یہ مہم یونہی ناکمل رہ گئی اور فخر الدولہ نے جرجان پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد تاش اور ابن سیمجور میں جھگڑا ہو گیا۔ جنگ تک نوبت پہنچ گئی۔ تاش شکست پا کر جرجان پہنچا۔ فخر الدولہ نے بڑی آؤ بھگت سے استقبال کیا اور ایسی عزت و قدر سے ٹھہرایا کہ کسی نے ویسی قدر و منزلت نہ کی ہو گی جیسا کہ ان کے حالات کے ضمن میں تحریر کیا گیا ہے۔

طبرستان پر قبضہ

جس وقت فخر الدولہ نے جرجان، طبرستان اور رے پر قبضہ حاصل کر لیا اور لڑائیوں سے فراغت ملی تو آل احسان اور سلوک کے معاوضہ میں جو کس مپرسی اور کی حالت میں قابوس نے اس کے ساتھ کئے تھے جرجان اور طبرستان، قابوس کو دینے کا قصد کیا۔ اپنے وزیر السلطنت صاحب بن عباد سے اس بارہ میں مشورہ کیا۔ وزیر السلطنت نے اس رائے سے موافقت نہ کی۔ اس وجہ سے قابوس جرجان چلا گیا، ملوک خراسان اسے فوجی اور مالی امداد دیتے رہے لیکن اس غریب کو کامیابی حاصل نہ ہوئی یہاں تک کہ ان مقامات پر سبکتگین کا قبضہ ہو گیا۔

اصبہبد کا جیل شہریار پر قبضہ

جس وقت سبکتگین نے خراسان کی زمام حکومت اپنے قبضہ اقتدار میں لی۔ قابوس سے پختہ وعدہ کیا کہ میں تمہیں جرجان اور طبرستان کی حکومت کی کرسی پر پھر متمکن کروں گا۔ ابھی ایفاء وعدہ کی نوبت نہ آئی تھی کہ سبکتگین، بلخ گیا اور وہیں ۳۸۷ھ میں وفات پائی، قابوس ۳۸۸ھ تک خراسان ٹھہرا رہا۔ اس کے بعد اصبہبد نے قابوس کی امداد پر کمر ہمت باندھی اور ایک فوج لے کر جیل شہریار کے سر کرنے کے لیے روانہ ہوا، رستم بن مرزبان (مجد الدولہ کا ماموں) جنگ آوروں کو جمع کر کے مقابلہ پر آیا، معرکہ آرائی کی، رستم کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی اصبہبد نے جیل شہریار پر کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا۔ اور شمس المعالی قابوس کی حکومت کا سکہ جاری کر دیا۔ جامع مسجد کے منبر پر اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ اتفاق یہ کہ استندادیہ کے مضافات میں ابن سعید کا نائب رہتا تھا۔ اس کی طبیعت کا میلان قابوس کی طرف تھا۔ اس نے یہ خبر سنی جامہ سے باہر ہو گیا۔ آمد کی طرف فوج لے کر روانہ ہوا اور بزور تیغ وہاں سے مجد الدولہ کی فوج کو مار کر بھگا دیا۔ آمد پر قبضہ حاصل کر کے قابوس کے نام کا خطبہ پڑھا۔ اور قابوس کو اس کامیابی کی خوش خبری دی۔

قابوس کا جرجان پر تسلط

اس واقعہ کے بعد اہل جرجان نے قابوس کی خدمت میں طلبی کا خط روانہ کیا۔ چنانچہ قابوس نیشاپور سے جرجان روانہ ہوا۔ اصبہبد بھی یہ خبر پا کر جرجان کی طرف چلا۔ ابن سعید نے چالاکی سے لشکر جرجان کو ان کی مخالفت پر ابھار دیا۔ لشکر استقبال کے بجائے مقابلہ پر آ گیا۔ لڑائی ہوئی لشکر جرجان شکست اٹھا کر جرجان کی طرف لوٹا۔ قابوس کے مقدمۃ الجیش سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ دوبارہ شکست اٹھا کر رے کی جانب بھاگ نکلا۔ شمس المعالی قابوس ماہ شعبان ۳۸۸ھ میں مظفر و منصور جرجان میں داخل ہوا۔ اس کے بعد رے کی فوجیں جرجان کے محاصرہ کے لئے آئیں اور اس کا محاصرہ کر لیا اس اثنا میں موسم سرما آ گیا۔ مینہ بھی بشدت برسا۔ رسد و غلہ بھی ختم ہو گیا۔ بدرجہ مجبوری بادل ناخواستہ محاصرہ اٹھا کر کوچ کر دیا۔ قابوس نے تعاقب کیا اور سر میدان لڑ کر انہیں شکست دی۔ سرداران لشکر کے ایک گروہ کو گرفتار کر لیا جرجان سے استر آباد تک اس کے قبضہ میں آ گیا۔

قابوس اور مرزبان

ان پیہم کامیابیوں سے اصبہبد کا دماغ پھر گیا۔ حکومت و سلطنت کی خواہش پیدا ہوئی۔ مال واسباب اور خزانوں پر جو اس کے پاس تھے غرور میں مبتلا ہو گیا اور اپنی بادشاہت کا اعلان کر دیا۔ مرزبان (مجد الدولہ کا ماموں) رے سے فوجیں لے کر اصبہبد کی سرکوبی اور اسے ہوش میں لانے کے لئے روانہ ہوا دونوں میں گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ آخر کار اصبہبد کو شکست ہوئی اور گرفتار کر لیا گیا۔ چونکہ مرزبان کو مجد الدولہ سے کشیدگی اور نفرت پہلے سے تھی اس وجہ سے اصبہبد پر فتح پانے کے بعد بلاد جیل میں شمس المعالی قابوس کی حکومت کا اعلان کیا اور اس کے نام کا خطبہ پڑھا المختصر اس طرح سے مملکت جیل، مملکت جرجان اور طبرستان میں شامل ہو گئی۔ قابوس نے اپنے بیٹے منوچہر کو ان مقامات کی حکومت دی۔ اس نے نیشاپور وغیرہ کو فتح کیا، اتنے میں وہ زمانہ آ گیا کہ محمود بن سبکتگین خراسان پر قابض ہو گیا قابوس نے عبودیت نامہ روانہ کیا۔ تحائف اور ہدایا بھیجے اور اطاعت و فرمانبرداری کا اظہار کر کے مصالحت کر لی۔

قابوس کی معزولی

شمس المعالی قابوس نہایت رعب وداب کا آدمی تھا، غصہ مزاج میں زیادہ تھا۔ درگذر کرنے کا سبق ہی نہیں پڑھا تھا۔ اس کے اعیان دولت ہمیشہ ڈرتے رہتے تھے رفتہ رفتہ ان لوگوں کا خوف اس حد تک پہنچ گیا کہ ان لوگوں نے تنگ آ کر اس کی معزولی پر اتفاق کر لیا۔ قابوس اس وقت کسی قلعہ میں مقیم تھا۔ اعیان دولت قابوس کی گرفتاری کو قلعہ کی طرف چلے قابوس کو خبر ہو گئی

دروازے بند کرالئے۔ اعیان دولت نے ادھر اُدھر جو کچھ پایا لوٹ لیا اور جرجان واپس آئے اور قابوس کی معزولی کا اعلان کر کے اس کے بیٹے (منوچہر) کو طبرستان سے بلا بھیجا۔ قابوس کا بیٹا اس خیال سے کہ مبادا کسی دوسرے کو حکومت کے لئے منتخب کر لیں نہایت عجلت سے آپہنچا۔ تمام فوج نے اس شرط سے کہ وہ اپنے باپ کو معزول کر دے اس کی اطاعت پر اتفاق کر لیا۔

قابوس کا قتل چنانچہ اس نے اس شرط کو مجبوراً قبول کیا۔ قابوس، قلعہ سے نکل کر بسطام چلا گیا اور وہیں اس انتظار میں کہ بغاوت و فتنہ فرو ہو جائے قیام کر دیا۔ فوجیوں نے اس سے مطلع ہو کر بسطام کا ارادہ کیا اور منوچہر کو بھی اپنے ساتھ چلنے پر مجبور کیا۔ لیکن منوچہر، ٹال مٹول کر کے قلعہ انجیا میں رہ گیا۔ قابوس کو ان واقعات سے خطرہ پیدا ہوا کہ مبادا حکومت و سلطنت قبضہ سے نکل نہ جائے اس وجہ سے منوچہر کو تخت حکومت پر متمکن ہونے کی اجازت دی فتنہ پر دازوں کو اس پر بھی صبر نہ آیا منوچہر سے قابوس کے قتل کی اجازت چاہی۔ جواب آنے کا بھی انتظار نہ کیا۔ قابوس کے مکان میں گھس پڑے، کپڑے اتار لئے۔ غریب قابوس، جاڑے کی شدت سے کانپ رہا تھا۔ یہاں تک کہ چلاتے چلاتے مر گیا۔ یہ واقعہ ۴۰۳ھ کا ہے جبکہ اس کی حکومت کو دس برس گزر چکے تھے۔

منوچہر بن قابوس قابوس کے مرنے پر اس کا بیٹا منوچہر تخت آرائے حکومت ہوا انہوں پر اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ اسی زمانہ سے اپنے باپ کے قاتلوں سے قصاص لینے کی فکر کرنے لگا۔ ان میں سے بہت سوں کو چالاکی سے فنا کر دیا باقی ماندہ گوشہ گمنامی میں روپوش ہو گئے۔ جس وقت سلطان محمود کے حاجب نے مجد الدولہ کو گرفتار کر کے رے پر قبضہ کر لیا سلطان محمود نے جرجان کی طرف اپنے موکب ہمایوں کو بڑھایا منوچہر بن قابوس جرجان چھوڑ کر بھاگ گیا۔ چار لاکھ دینار بقدر دیت نامہ کے ساتھ سلطان محمود کی خدمت میں روانہ کئے! صلح کی درخواست کی اور جبال وغیرہ میں قلعہ نشین ہو گیا، سلطان محمود نے اس کی درخواست کو قبولیت کا درجہ عطا کیا، اس کے بعد منوچہر ۴۲۰ھ میں انتقال کر گیا۔

بنو قابوس کا خاتمہ اس کی جگہ اس کا بیٹا نوشیرواں تخت آرائے حکومت ہوا سلطان محمود نے اس جانشینی کو بحال رکھا اور چار یا پانچ لاکھ دینار خراج مقرر کیا۔ سلطان محمود کے نام کا خطبہ بلاد جبل میں حدود آرمینیہ تک پڑھا گیا سلطان محمود کے بعد مسعود (محمود کا بیٹا) ۴۲۶ھ میں جرجان اور طبرستان پر قابض ہوا اور اس نے بنو قابوس کی حکومت و سلطنت کا نام و نشان اس طرح محو کر دیا کہ گویا اس کا وجود ہی نہ تھا۔ والبقاء للہ وحدہ۔

باب ۲۴

امارت آذربائیجان

دولت مسافر ویلمی

رستم بن ابراہیم کردی جس وقت دیلمیوں کا ظہور ہوا اور یہ لوگ سیلاب کی طرح تمام ملکوں میں پھیل گئے اور ممالک مقبوضہ اسلامیہ کے صوبوں پر قابض ہو گئے ان دنوں ۳۳۰ھ میں آذربیجان رستم بن ابراہیم کردی کے قبضہ میں تھا جو کہ یوسف بن ابی الساج کے سرداروں میں سے تھا ابراہیم خارجی المذہب ہارون ساوی (جس نے موصل پر خروج کیا تھا) کے رفیقوں میں سے تھا۔ جب ہارون ساوی مارا گیا تو ابراہیم آذربائیجان بھاگ آیا۔ کردوں کے کسی رئیس کی لڑکی سے عقد کر لیا جس کے بطن سے رستم پیدا ہوا رستم نے آذربائیجان میں نشوونما پائی۔ جب سن شعور کو پہنچا تو یوسف ابن ابی الساج نے اسے اپنی خدمت میں رکھ لیا تعلیم و تربیت دلائی رفتہ رفتہ امور سیاسی میں ایسا ماہر ہو گیا کہ یوسف ابن ابی الساج کے مرنے کے بعد آذربائیجان پر قابض ہو گیا۔ اس کے لشکر میں زیادہ تر کرد تھے۔

رستم اور لشکری کی جنگ جب دیلمیوں نے ملک گیری کے لئے قدم نکالا اور وشمگیر نے رے پر قبضہ کر لیا تو جبل کے صوبوں پر لشکری نامی ایک شخص قابض ہو گیا۔ لشکری نے مال و دولت اور سامان جنگ جمع کیا فوجیں فراہم کیں اور آذربیجان کے قبضہ کے خیال سے ۳۲۶ھ میں روانہ ہوا رستم یہ خبر پا کر مقابلہ پر آیا آذربیجان کے ایک میدان میں معرکہ آرائی ہوئی۔ رستم شکست اٹھا کر میدان کارزار سے بھاگ نکلا لشکری نے تمام آذربیجان کے صوبوں پر قبضہ کر لیا۔ صرف اردبیل باقی رہ گیا۔ اہل اردبیل نے نہایت احتیاط سے قلعہ بندی کر لی تھی لشکری نے ان سے خط و کتابت شروع کی، اطاعت و فرمانبرداری کے شرائط پیش کئے اور امن دینے کا وعدہ کیا لیکن اہل اردبیل نے ایک بھی نہ سنی۔

محاصرہ اردبیل

لشکری کو اس سے غصہ پیدا ہوا، فوجیں آراستہ کر کے اردبیل پہنچا اور اس کا محاصرہ کر لیا زمانہ محاصرہ میں نہایت سختی کا برتاؤ کیا۔ محاصرہ کے دوران میں شہر پناہ کی دیوار ایک جانب سے ٹوٹ گئی جس سے لشکری کو موقع مل گیا۔ شہر میں گھس پڑا۔ اور قابض ہو گیا مگر قبضہ اس صورت کا تھا کہ دن کو اردبیل میں رہتا تھا اور جوں ہی رات ہوتی اپنے لشکر میں چلا آتا تھا۔ چند دن بعد اہل اردبیل نے متفق ہو کر شہر پناہ کی دیوار پھر درست کر لی اور لشکری کا قبضہ اٹھا دیا، اطاعت و فرمانبرداری سے منکر ہو گئے۔ لشکری نے پھر اہل اردبیل پر محاصرہ ڈال دیا۔

رستم کی شکست

اہل اردبیل نے رستم کو لشکری سے جنگ کرنے کے لئے بلا بھیجا۔ رستم ایسے ہی وقت کا منتظر تھا۔ اردبیل پر فوراً آ اترا اور لشکری کی فوج سے لڑائی چھیڑ دی۔ اندر سے اہل اردبیل بھی لشکری سے لڑنے لگے۔ دو طرف کی لڑائی کی تاب نہ لا سکا شکست اٹھا کر بھاگا۔ اس کے بہت سے فوجی اور ہمراہی مارے گئے۔ موقان جا کر پناہ گزیں ہوا۔ اصبہید بن دوالہ سے امداد کا طالب ہوا۔ اصبہید نے اسے تسلی دی کی، تواضع اور مدارات، سے پیش آیا۔ جب لشکری کو ایک گونہ اطمینان ہو گیا اور فوجیں بھی فراہم ہو گئیں تو پھر رستم کی طرف بڑھا۔ اس معرکہ میں رستم کو شکست ہوئی، نہر ارس عبور کر کے وشمگیر کے پاس سے پہنچا اور اس سے لشکری کے مقابلہ پر امداد کا خواستگار ہوا۔ اور سالانہ خراج دینے کا وعدہ کیا۔

لشکری کا قتل

وشمگیر نے ایک فوج اس کی کمک پر روانہ کی لشکری کا لشکر وشمگیر کی طرف مائل ہو گیا اور اظہار اطاعت کی غرض سے فدویت نامہ اس کی خدمت میں روانہ کیا۔ لشکری کو اس کی خبر لگ گئی زوزن کی جانب موصل پر قبضہ کے خیال سے لوٹ پڑا۔ آرمینیہ ہو کر گزرا اور اسے تباہ کرتا ہوا زوزن پہنچا۔ آرمن کے بعض رؤسا لشکری سے ملنے کے لیے آئے اور کچھ زر نقد دے کر اپنے شہر کو اس کے حملوں سے بچا یا لیکن اس کے ساتھ یہ بھی چال چلے کہ چند لوگوں کو کمین گاہ میں بٹھا دیا کہ جس وقت لشکری اس راستہ سے گزرے اس کے اسباب و مال کو لوٹ لینا اور پہاڑی درہ میں جا کر روپوش ہو جانا۔ چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا۔ لشکری بے خبری کے ساتھ چلا جا رہا تھا کہ ناگاہ کمین گاہ سے آرمینیوں نے نکل کر اسے اور اس کے ساتھیوں کو قتل کر ڈالا۔

لشکرستان بن لشکری

لشکری کے اہل لشکر نے اس کے بیٹے لشکرستان کو اپنا سردار تسلیم کیا اور طرم آرمینی کے

شہر کی طرف لشکری کے خون کا بدلہ لینے کے لئے واپس ہوئے طرم آرمینی کے شہر کا تمام راستہ نہایت دشوار تھا۔ آرمینیوں کو موقع ہاتھ آگیا لشکرستان سے لڑے اور اسے خوب تنگ کیا۔۔۔۔ لشکرستان چند فوجیوں کے ساتھ موصل پہنچا، ناصر الدولہ بن حمدان کے پاس قیام کیا۔ معاون آذربائیجان اسی کے قبضہ میں تھا اپنے چچازاد بھائی ابوعبداللہ حسین بن سعید بن حمدان کو اس کی حکومت پر مامور کیا لشکرستان اور اس کے ہمراہیوں کو ابوعبداللہ کے ساتھ روانہ کیا۔ رستم نے معاون میں اس سے صف آرائی کی اور ان پر غالب آیا۔ یہ ناکام ہو کر واپس ہوئے اور رستم، آذربائیجان پر قابض ہو گیا۔

محمد بن مسافر دیلمی

محمد بن مسافر، دیلم کے نامی ممبروں میں سے تھا اور طرم کی زمام حکومت اسی کے قبضہ میں تھی اس کے بہت سے لڑکے تھے۔ انہی میں سے سالار صعلوک، وہشوذان اور مرزبان تھے۔ اس کی ماں، حسان کی بیٹی تھی، وہشودان نے دیلم پر حکومت کی تھی۔ جس کے واقعات اوپر بیان کئے گئے ہیں۔

رستم بن ابراہیم کردی اور صعلوک بن محمد

رستم بن ابراہیم کردی لشکری اور اس کے بیٹے کی مدافعت کے بعد آذربیجان میں ٹھہر گیا اور اس کے پاس وہ دیلمی لشکر بھی مقیم ہو گیا جسے وشمگیر نے رستم کی مدد پر بھیجا تھا۔ کچھ عرصہ بعد اس کی قوم کردوں میں سے بعضوں نے ہاتھ پاؤں نکالے۔ کردوں نواح کے شہروں پر قبضہ حاصل کیا اور دو ایک قلعوں پر قابض بھی ہو گئے۔ رستم نے انہیں دیلمیوں کی پشت پناہی اور گرمی سے ان کردوں پر فوج کشی کی صعلوک بن محمد کو قلعہ طرم سے اپنی کمک پر بلایا۔ چنانچہ صعلوک دیلم کا ایک لشکر لے کر آ پہنچا اور رستم کے ہمراہ ان قلعوں کے سر کرنے کے لئے بڑھا جن پر کردوں نے قبضہ کر لیا تھا۔ بہت کم مدت میں یہ قلعے تسخیر ہو گئے اور ان میں سے ایک گروہ کو گرفتار کر لیا گیا۔

مرزبان بن محمد کا آذربائیجان پر قبضہ

اس واقعہ کے بعد رستم کا وزیر ابوالقاسم علی بن جعفر جو کہ آذربائیجان ہی کا رہنے والا تھا۔ رستم سے کشیدہ خاطر اور متنفر ہو کر طرم چلا گیا، محمد بن مسافر کے پاس جا کر مقیم ہوا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ محمد بن مسافر اور اس کے دو بیٹوں (وہشودان اور مرزبان) میں رنجش پیدا ہو گئی تھی اور ان دونوں نے بعض قلعوں پر قبضہ کر لیا تھا۔ پھر ان دونوں نے اپنے باپ محمد بن مسافر کو گرفتار کر کے اس کا مال و اسباب اور خزانہ چھین لیا۔ وزیر ابوالقاسم، مرزبان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ چونکہ یہ دونوں فرقہ باطنیہ کے ممبر تھے بہت جلد میل جول پیدا ہو گیا۔ وزیر ابوالقاسم نے آذربائیجان پر قبضہ کرنے پر ابھارا اور اس کی زرخیزی کی طمع دلائی، مرزبان نے قلمدان وزارت ابوالقاسم کے حوالہ کیا اور مہم آذربائیجان کی تیاری کرنے لگا۔ وزیر ابوالقاسم نے ان

دیلمی فوجوں کو جو رستم کی رکاب میں تھیں اور سالار کُردوں کو جو اس کی قوم سے تھے خطوط لکھے مال و زر دینے کا وعدہ کیا جب انہوں نے سازش کرلی تو مرزبان آذربائیجان کی طرف اپنی فوجیں لے کر بڑھا۔ رستم مقابلہ پر آیا۔ لڑائی ہوئی۔ عین معرکہ کے وقت دیلمی اور کُردی فوجیں پناہ حاصل کرکے مرزبان سے جا ملیں۔ رستم میدان جنگ سے بھاگ کر آرمینیہ پہنچا حاجیق میں ویرانی والی آرمینیہ کے پاس جاکر مقیم ہوا اور مرزبان نے آذربائیجان پر قبضہ کرلیا۔ یہ واقعہ سنہ ۳۳۰ھ کا ہے۔

وزیر ابوالقاسم اور مرزبان میں کشیدگی

اس کے بعد وزیر ابوالقاسم نے مرزبان کے ہمراہیوں اور مصاحبوں کے ساتھ کج ادائی اور بداخلاقی شروع کردی جس سے ان لوگوں کو ابوالقاسم سے نفرت پیدا ہوئی دفعتاً تو تمام مرزبان سے اس کی برائیاں اور چغلی کرنے لگے۔ ابوالقاسم کو اس کی خبر لگ گئی مرزبان کو تبریز پر قبضہ کرنے کا لالچ دیا اور اس کے مال و زر پر قبضہ کرا دینے کا ضامن ہوا چنانچہ مرزبان نے دیلمی لشکر کے ساتھ وزیر ابوالقاسم کو تبریز روانہ کیا۔ تبریز کے قریب پہنچ کر اہل تبریز کو خفیہ کہلا بھیجا کہ تم لوگ کس خواب خرگوش میں ہو دیلمی لشکر تم لوگوں کے مال و اسباب پر قبضہ کرنے کے لئے آیا ہے۔ یہ سنتے ہی اہل تبریز برانگیختہ ہوگئے، متفق ہوکر دیلمی لشکر پر لوٹ پڑے اور سب کو مار ڈالا۔ رستم بن ابراہیم کو طلبی کا خط لکھا۔ رستم اپنی فوجیں لے کر تبریز آگیا اور قبضہ کرلیا اُن کُردوں تک اس کی خبر پہنچی جو امن حاصل کرکے مرزبان سے مل گئے تھے تو وہ مرزبان کا ساتھ چھوڑ کر رستم کے پاس چلے آئے۔ مرزبان کو اس واقعہ سے سخت برافروختگی اور غصہ پیدا ہوا۔ فوجیں مرتب کرکے تبریز پر چڑھ آیا اور رستم کا تبریز میں محاصرہ کرلیا۔

وزیر ابوالقاسم اور مرزبان میں مصالحت

وزیر ابوالقاسم سے خط و کتابت شروع کی امان دینے کی قسم کھائی اور یہ وعدہ کیا کہ جو تمہارا مقصد ہوگا۔ ہم اسے پورا کریں گے۔ وزیر ابوالقاسم نے جواباً لکھا کہ مجھے اپنی ذات کی سلامتی اور خدمت سے معافی عنایت کیجئے۔ اس کے سوا میری اور کوئی تمنا نہیں ہے۔ مرزبان نے اس درخواست کو قبولیت کا درجہ عنایت کیا دونوں میں پھر مراسم پیدا ہوگئے۔ رنجش دور ہوگئی۔ القصہ محاصرہ میں سختی شروع ہوئی۔ رستم گھبرا گیا، تبریز چھوڑ کر اردبیل کی طرف بھاگ گیا۔ وزیر ابوالقاسم تبریز سے نکل کر مرزبان کی خدمت میں نیازمندانہ حاضر ہوا۔ آداب شاہی بجا لایا۔ مرزبان نے اپنے وعدے پورے کئے اور تبریز پر قبضہ کرلیا۔ اس کے بعد مرزبان نے رستم کو کہلا بھیجا کہ تمہارے لئے یہ مناسب ہوگا کہ تم اردبیل چھوڑ کر طرم کے کسی

قلعہ میں جاکر قیام کرو ورنہ ادبار و ذلت واقبال کو اپنے سر پر پہنچا ہوا سمجھو" رستم نے اس حکم کی تعمیل کی اور مرزبان نے وہیں قیام کر دیا۔

روسیوں کا مراغہ پر قبضہ

روس، ترکوں کے جرگے ہیں، وطن کے لحاظ سے روم کے پڑوسی ہیں، انہیں کی صحبت کی وجہ سے ان لوگوں نے مذہب عیسائی اختیار کیا۔ ان کے مقبوضات، بلاد آذربائیجان سے متصل و ملحق ہیں۔ ان کا ایک گروہ براہ دریا ۳۳۲ھ میں آذربائیجان کی طرف روانہ ہوا۔ پھر دریا سے شہر لکھنز آیا۔ اور رفتہ رفتہ شہر مراغہ (صوبہ آذربائیجان کا ایک شہر ہے) میں آ اترا۔ شہر مراغہ میں مرزبان کا ایک گورنر رہتا تھا۔ اس نے روس کی آمد کی خبر سن کر فوجیں فراہم کیں، تقریباً پانچ ہزار فوج سے مقابلہ پڑ گیا۔ جن میں زیادہ دیلمی تھے اور باقی دوسری قومیں تھیں۔ روس نے انہیں شکست دی۔ اور قتل و غارت کرتے ہوئے شہر میں داخل ہو گئے، اس پر قبضہ کر لیا۔ اور امن وامان کی منادی کرادی اہل شہر کے ساتھ اچھے برتاؤ کئے۔

روسیوں کا مراغہ میں قتل عام

اسلامی فوجیں اس خبر کو سن کر چاروں طرف سے نکل پڑیں، روسیوں سے بر سر پیکار آئیں، لیکن کامیاب نہ ہوئیں، شہر مراغہ کے عوام الناس اور بازاریوں نے روسیوں سے اندرون شہر مظاہرہ شروع کر دیا جوں ہی اسلامی لشکر شکست اٹھا کر واپس ہوا روسیوں نے قتل عام اور غارتگری کا بازار گرم کر دیا۔ مال واسباب لوٹ لیا۔ ہزاروں کو قتل[1] اور بیشمار مسلمانوں کو قید کر کے شہر بدر کر دیا۔ مسلمانوں کو اس سے سخت صدمہ پہنچا۔

روسیوں اور مرزبان کی جنگ

اس واقعہ سے مرزبان کی رگ حمیت جوش میں آئی[2] مسلمانوں کو جمع کر کے روسیوں کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا۔ مراغہ کے قریب پہنچ کر فوج کا ایک حصہ کو کمینگاہ میں بٹھا دیا اور خود روسیوں پر حملہ آور ہوا۔ روسیوں کی ہمتیں بڑھی ہوئی تھیں شہر مراغہ سے نکل کر مقابلہ پر آئے۔ مرزبان لڑتا ہوا پیچھے کو ہٹا۔ روسی جوش

---

[1] علامہ ابن اثیر تاریخ کامل میں لکھتے ہیں کہ روسیوں نے قتل و پامالی کے بعد دس ہزار مسلمانوں کو قید کیا تھا۔ باقی ماندہ نے جامع مسجد میں جا کر پناہ لی مگر ان اہل اسیدوں کو اللہ کے گھر میں بھی پناہ نہ ملی۔ روسیوں نے انہیں بھی قتل کر ڈالا۔ صرف معدود سے چند بچ گئے جنہیں روسیوں نے قید کر کے جلا وطنی کی سزا دی۔ دیکھو تاریخ کامل جلد ۸ صفحہ ۳۰۹ مطبوعہ مصر۔

[2] مسلمانوں کی تعداد تیس ہزار تک پہنچ گئی تھی۔ دیکھو تاریخ کامل مطبوعہ مصر جلد ۸ صفحہ ۳۰۹

کامیابی میں بڑھتے چلے آئے۔ جب کمینگاہ سے آگے بڑھ گئے تو مرزبان کے ہمراہیوں پر رومیوں کا رعب غالب آگیا شکست پر تیار ہو گئے میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ ادھر مرزبان اپنے بھائی کے ساتھ مرنے پر کمربستہ ہو کر لوٹ پڑا ادھر مسلمانوں نے جو کمینگاہ میں تھے کمینگاہ سے نکل کر رومیوں پر پس پشت سے حملہ کر دیا۔ رومیوں پر میدان جنگ تنگ ہو گیا سارے لشکر میں بھگدڑ مچ گئی۔ سردار لشکر مارا گیا۔ روسی لشکر کا زیادہ حصہ کام آگیا۔ باقی ماندہ شہر کی طرف بھاگے۔ قلعہ[1] میں جا کر پناہ لی اسی قلعہ میں رومیوں نے مسلمان قیدیوں اور مال واسباب کو رکھا تھا۔

رومیوں کی پامالی اور فرار

مرزبان نے پہنچ کر ان پر محاصرہ ڈال دیا اور رسد وغلہ کی آمد بند کر دی۔ ابھی محاصرہ کا کوئی نتیجہ ظاہر نہ ہونے پایا تھا کہ ناصر الدولہ بن حمدان والی موصل نے اپنے چچا زاد بھائی حسین بن سعد بن حمدان کو اسی سنہ میں ایک بڑی فوج کے ساتھ آذربائیجان کی تسخیر کے لئے روانہ کیا۔ مرزبان کو اس کی خبر لگی کہ لشکر موصل آذربائیجان پر قبضہ کے ارادے سے سلماس تک پہنچ گیا ہے۔ مرزبان نے اپنے لشکر کے ایک حصہ کو رومیوں کے محاصرہ پر چھوڑا اور بقیہ لشکر کو لے کر حمدانی لشکر سے جنگ کرنے کے لئے روانہ ہوا چند دن تک دونوں فریق مصروف پیکار رہے۔ اس کے بعد ناصر الدولہ نے اپنے چچا زاد بھائی کو لکھ بھیجا کہ "تم جنگ موقوف کر کے موصل واپس آؤ، توزون کا انتقال ہو گیا ہے میں دار الخلافت جا رہا ہوں" چنانچہ حسین بن سعد نے موصل کی جانب کوچ کیا۔ مرزبان مع اپنی فوج کے پھر رومیوں کے محاصرہ پر واپس گیا۔ ایک مدت تک محاصرہ کئے ہوئے لڑتا رہا اتفاق سے رومیوں کے لشکر میں وبا پھوٹ نکلی۔ روسی اس غیبی مار سے گھبرا گئے جس قدر مال واسباب لے سکے لے کر رات کے وقت قلعہ سے نکل کر نہر تک پہنچے اور اپنی کشتیوں پر سوار ہو کر اپنے ملک کو لوٹ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت وکرم سے بلاد اسلامیہ کو ان کے وجود سے پاک وصاف کر دیا۔

مرزبان کی رے کی جانب پیشقدمی

جس وقت خراسانی لشکر رے کی طرف روانہ ہوا مرزبان کو یہ خیال خام پیدا ہوا کہ خراسانی لشکر کی اس نقل وحرکت کی وجہ سے اب مجھے کچھ دن کے لئے رکن الدولہ بن بویہ کی لڑائی اور مخالفت سے نجات مل جائے گی یہی سوچ کر اس نے ایک ایلچی معز الدولہ کی خدمت میں بغداد روانہ کیا تھا۔ ناکام واپس آیا، مرزبان کو پیام ناگوار گزرا۔ رے پر فوج کشی کرنے کا ارادہ کیا تسخیر رے کا سودا پیدا ہوا۔ اسی اثناء میں بعض سپہ سالاران رے نے اس

---

[1] اس قلعہ کا نام شہرستان تھا۔ دیکھو تاریخ کامل مطبوعہ مصر جلد ۸ صفحہ ۱۰۲

سے سازش کر لی اور اسے رے کے قبضہ پر ابھارا۔ ناصر الدولہ بن حمدان نے مرزبان سے خط وکتابت شروع کی اور اسے یہ رائے دی کہ رے پر قبضہ سے پہلے دار الخلافت پر حملہ کر دیں تمہیں مالی اور فوجی مدد دوں گا۔ لیکن مرزبان نے اس رائے پر عمل نہ کیا۔ رے کی طرف فوجیں مرتب کر کے بڑھا۔ رکن الدولہ کو اس کی خبر لگ گئی اپنے بھائیوں عماد الدولہ اور معز الدولہ کو یہ واقعات لکھ بھیجے، امداد طلب کی۔ چنانچہ ان دونوں نے امدادی فوجیں روانہ کیں دار الخلافت بغداد سے سبکتگین (معز الدولہ کا حاجب) ایک فوج لے کر روانہ ہوا تھا۔ رفتہ رفتہ دینور پہنچا۔ دیلمی لشکر سبکتگین سے باغی ہو گیا۔ متفق ہو کر سبکتگین پر ٹوٹ پڑے۔ ترکی فوج نے سبکتگین کی حمایت پر کمر باندھی۔ سینہ سپر ہو کر مقابلہ پر آئی۔ دیلمی لشکر نے یہ دیکھ کر معذرت کی اور بدستور سابق مطیع ہو گئے۔

مرزبان کی ہزیمت و گرفتاری

عماد الدولہ اور معز الدولہ کی امدادی فوجیں نہ پہنچنے پائی تھیں کہ مرزبان نے رے پر حملہ کر دیا۔ رکن الدولہ نے اس کو شکست دی (اس واقعہ میں محمد بن عبد الرزاق رکن الدولہ کے ساتھ تھا) اور گرفتار کر لیا مرزبان کا بقیہ لشکر بہزار خرابی جان بچا کر آذربائیجان پہنچا اور مرزبان کے باپ محمد بن مسافر کو اپنا امیر تسلیم کیا۔ اس کا بیٹا وہشودان اس سے بگڑ کر اپنے قلعہ میں چلا گیا اور قلعہ نشین ہو گیا اس کے بعد محمد بن مسافر نے لشکریوں کے ساتھ بے توجہی برتنی شروع کر دی، بداخلاق سے پیش آنے لگا لشکریوں نے اس کے قتل کا مشورہ کیا، محمد بن مسافر کو کسی ذریعہ سے اس کی اطلاع ہو گئی اپنے بیٹے وہشودان کے پاس بھاگ گیا وہشودان نے اپنے باپ کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اور حد درجہ کی سختی کی، یہاں تک کہ قید ہی میں قید حیات سے سبکدوش ہو گیا۔

محمد بن عبد الرزاق

اس واقعہ کے بعد وہشودان کو خطرہ پیدا ہوا۔ رستم کردی کو قلعہ طرم سے بلا بھیجا۔ اور ایک بڑی فوج ..... کے ساتھ محمد بن عبد الرزاق کے مقابلہ پر روانہ کیا۔ رستم کردی کو اس واقعہ میں شکست ہوئی، اس سے محمد بن عبد الرزاق کے حوصلے بڑھ گئے اور قوت بھی بڑھ گئی، اطراف آذربائیجان میں قیام کر دیا اور خراج وصول کرنے لگا۔ اس کے بعد ۳۳۸ھ میں محمد بن عبد الرزاق نے رے کی طرف کوچ کیا اور امیر نوح بن سامان کی خدمت میں معذرت نامہ بھیج کر اپنی حکومت وسلطنت کی بنیاد مضبوط کی چنانچہ امیر نوح نے اس کا قصور معاف کر دیا اس کے بعد محمد بن عبد الرزاق طوس کی طرف لوٹ آیا اور رستم کردی آذربائیجان پر قابض ہو گیا۔

(مرزبان شکست اور گرفتاری کے بعد قلعہ سرم میں قید کیا گیا تھا) چند مدت کے بعد مرزبان نے والی قلعہ سرم کو چالاکی سے قتل کر ڈالا اور ۳۴۲ھ میں اپنے بھائی وہشودان کے پاس چلا آیا۔

رستم کردی اور علی بن بہشلی کی جنگ

علی بن بہشلی جو کہ رکن الدولہ کے سپہ سالاروں میں سے تھا کسی وجہ سے ناراض ہو کر وہشودان کے پاس چلا آیا تھا علی نے وہشودان کو رستم کردی کے خلاف ابھارا اور اس کے ملک پر قبضہ کرنے کی لالچ دی۔ وہشودان نے ایک فوج مرتب کی اور علی بن بہشلی کو اس کا افسر اعلیٰ مقرر کر کے رستم کردی پر حملہ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ دیلمیوں کو بھی خط وکتابت کر کے ملا لیا۔ رستم کردی اس سے مطلع ہو کر مقابلہ کی غرض سے روانہ ہوا اور اپنے وزیر ابوعبداللہ نعیمی کو اردبیل چھوڑ گیا ابوعبداللہ کو موقع مل گیا جس قدر رستم کردی نے ابوعبداللہ سے جرمانہ اور تاوان وصول کیا تھا اسے ابوعبداللہ نے جمع کیا اور تمام مال واسباب لے کر علی بن بہشلی کے پاس بھاگ گیا۔ اس واقعہ کی اطلاع رستم کردی کو آذربائیجان پہنچی، مجبوراً اردبیل کی لوٹ پڑا۔ دیلمیوں نے شور وشر مچایا۔ مخالفت پر کمربستہ ہوئے۔ رستم نے جو کچھ اس کے پاس زر نقد تھا، اسے دے کر دیلمیوں کو راضی کیا۔ اور علی بن بہشلی سے جنگ کرنے کے لئے چلا۔ چنانچہ دونوں کی مڈبھیڑ ہوئی۔ دوران جنگ میں دیلمی فوج جو رستم کی رکاب میں تھی علی بن بہشلی سے مل گئی۔ رستم شکست اٹھا کر آرمینیہ پہنچا۔

رستم کردی اور معز الدولہ

جوں ہی رستم آرمینیہ میں داخل ہوا یہ سننے میں آئی کہ مرزبان جو کہ قلعہ سرم میں قید تھا۔ قید سے نجات پا گیا ہے، اردبیل اور آذربائیجان پر قابض ہو گیا ہے اور رستم کی گرفتاری پر ایک دستہ فوج روانہ کیا ہے یہ سنتے ہی رستم کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی۔ پریشان حال بھاگا اور دارالخلافت بغداد پہنچ کر دم لیا۔ معز الدولہ نے بڑی آؤ بھگت سے لیا۔ عزت واحترام سے پیش آیا۔ چنانچہ رستم نے بغداد میں معز الدولہ کے پاس قیام اختیار کیا ۳۴۳ھ میں اپنے حامیوں کو آذربائیجان سے دارالخلافت بغداد بلا بھیجا۔ جب اس کے ہمدرد آذربائیجان سے بغداد آ گئے تو رستم نے معز الدولہ سے امداد کی درخواست کی لیکن چونکہ رکن الدولہ (برادر معز الدولہ) نے مرزبان سے مصالحت کر لی تھی اس وجہ سے رستم کردی، ناصر الدولہ بن حمدان کے پاس موصل چلا گیا اور اس سے امداد کا طالب ہوا۔ ناصر الدولہ نے امداد کرنے سے انکار کیا۔ اس وقت رستم کردی سیف الدولہ کے پاس چلا گیا اور شام میں اسی کے پاس قیام اختیار کیا۔

رستم کردی کی گرفتاری
جب ۳۴۴ھ کا دور آیا تو ایک جماعت نے جو کہ باب الابواب میں تھی مرزبان کے خلاف خروج کیا مرزبان ان کے مقابلہ کو نکلا اور کردی سپہ سالاروں میں سے ایک سپہ سالار کو رستم کردی کو ملانے کے لئے بھیجا۔ رستم نے آذربائیجان پہنچ کر سلماس پر قبضہ کر لیا مرزبان کو ناگوار گزرا ایک سپہ سالار کو ایک فوج دے کر روانہ کیا۔ رستم نے اس سپہ سالار کو شکست دے دی۔ جب مرزبان کو اپنے مخالفین باب الابواب سے فراغت حاصل ہو گئی تو آذربائیجان کی طرف واپس ہوا۔ رستم میں مقابلہ کی طاقت کہاں تھی۔ آرمینیہ کی طرف بھاگ گیا۔ اور ابن الدیرانی سے امداد کا خواستگار ہوا۔ مرزبان کو اس کی خبر لگ گئی۔ ابن الدیرانی کو لکھ بھیجا کہ رستم کو جو کہ میرا مخالف ہے میرے پاس بھیج دو۔ ابن الدیرانی نے رستم کو پا بزنجیر مرزبان کے پاس بھیج دیا۔ مرزبان نے جیل میں ڈال دیا یہاں تک کہ مرزبان نے وفات پائی فتنہ و فساد کے خوف سے مرزبان کے ہمراہیوں نے مرزبان کو قتل کیا تھا۔

مرزبان کی وفات
۳۴۶ھ میں مرزبان حکمران آذربائیجان نے وفات پائی۔ اور بوقت وفات وصیت کی کہ میرے بعد تخت حکومت کا مالک میرا بھائی وہشودان ہو گا۔ اس کے بعد میرا بیٹا جستان۔ اس وصیت سے پہلے ایک وصیت اپنے قلعہ داروں کو کی تھی کہ میرے مقبوضہ قلعوں کا مالک میرے بعد میرا بیٹا جستان ہو گا۔ اس کے سوا کسی دوسرے کو اپنا آقا اور سردار نہ بنانا۔ جستان کے بعد اس کے دونوں بھائی ابراہیم اور ناصر یکے بعد دیگرے مالک ہوں گے اگر ان دونوں میں سے کوئی زندہ نہ رہے تو میرے بھائی وہشودان کو قبائے حکمرانی پہنانا۔

جستان بن مرزبان
مرزبان کے مرنے کے بعد وہشودان نے پہلی وصیت کے مطابق قلعہ داروں کو اپنی حکومت تسلیم کرنے کے لئے لکھا۔ قلعہ داروں نے دوسری وصیت پر عمل کرنے کا اظہار کیا۔ وہشودان یہ رنگ دیکھ کر اردبیل سے طرم چلا گیا اور جستان تخت حکومت پر متمکن ہو گیا۔ قلمدان وزارت عبداللہ نعیمی کو سپرد کیا۔ مرزبان کے تمام سپہ سالاروں . . . . نے اطاعت کا عہد کیا۔ صرف جستان بن شرمون نے مخالفت کی اور ارمینیہ پر قابض ہونے کا ارادہ کر لیا جہاں کہ وہ مرزبان کی طرف سے اس کا والی تھا۔

جستان اور ابو عبداللہ نعیمی
جستان بن مرزبان تخت حکومت پر متمکن ہونے کے بعد عیش و عشرت میں مبتلا ہو گیا۔ لہو و لعب میں اوقات بسر کرنے لگا۔ کچھ عرصہ بعد اپنے وزیر ابو عبداللہ نعیمی کو گرفتار کر لیا۔ چونکہ ابو عبداللہ نعیمی اور ابوالحسن عبداللہ بن محمد بن حمدویہ

جستان بن شرمون کے وزیر سے جو کہ آرمینیہ پر قابض تھا سسرالی رشتہ داری تھی۔ اس وجہ سے ابوالحسن کو ابوعبداللہ کی گرفتاری سے صدمہ ہوا اور اس کے دل میں خستان کی طرف سے کینہ پیدا ہو گیا۔ جستان بن شرمون اور خستان مرزبان میں پہلے سے مخالفت چلی آ رہی تھی، ابوالحسن کو موقع مل گیا۔ اپنے آقا کو سمجھایا کہ آپ ابراہیم بن مرزبان سے خط و کتابت کیجئے اور اسے حکومت کا لالچ دیجئے اس سے دونوں بھائیوں میں مخالفت پیدا ہو جائے گی اور آپ کو خستان بن مرزبان سے بدلہ لینے کا موقع مل جائے گا چنانچہ جستان بن شرمون نے ایسا ہی کیا اور ابراہیم اس کے جال میں آ گیا۔ اردبیل سے آرمینیہ چلا آیا اور جستان بن شرمون کے ساتھ مراغہ کی طرف بڑھا۔ اور اس پر قبضہ کر لیا۔ جب خستان بن مرزبان کو اس کی خبر لگی تو اس کی آنکھیں کھل گئیں جستان بن شرمون اور اس کے وزیر ابوالحسن سے خط و کتابت کی نعیمی کو رہا کر دینے کا وعدہ کیا باہم مصالحت ہو گئی جستان نے ابراہیم کی امداد سے ہاتھ کھینچ لیا۔ اس سے دونوں بھائیوں پر جستان بن شرمون کے نفاق کی قلعی کھل گئی۔ دونوں نے جستان بن شرمون کی مخالفت پر قسمیں کھائیں۔ اس اثناء میں ابوعبداللہ نعیمی، خستان بن مرزبان کی قید سے نکل بھاگا اور موقان جا کر قیام اختیار کیا۔

مستجیر باللہ کا قتل آذربائیجان میں ایک شخص اولاد عیسیٰ بن مکتفی باللہ سے رہتا تھا اس نے اپنے کو مستجیر باللہ سے ملقب کیا رضا من آل محمد کی دعوت دیتا تھا۔ اچھے کاموں کی ہدایت کرتا تھا۔ عدل و انصاف سے کام لیتا تھا۔ رفتہ رفتہ اس کے مقلدوں اور اتباع کرنے والوں کی جماعت بڑھ گئی۔ ابوعبداللہ نعیمی کو اس کی خبر لگی، موقان سے مستجیر کی خدمت میں پیام بھیجا خلافت کی لالچ دی، آذربائیجان پر قبضہ دلانے کا وعدہ کیا اور اس کا اقرار کیا کہ جب مالی اور فوجی قوت حاصل ہو جائے گی۔ تو دارالخلافت بغداد کا قصد کیا جائے گا۔ غریب مستجیر اس پٹی میں آ گیا جنگ پر آمادہ ہو گیا، خستان و ابراہیم پسران مرزبان اس سے مطلع ہو کر میدان جنگ میں آئے۔ جی کھول کر لڑے، مستجیر کو شکست دی اور اسے قتل کر ڈالا۔

خستان اور ناصر کی گرفتاری وہسوذان نے اس امر کا احساس کر کے کہ میرے بھتیجوں میں اختلاف پڑ گیا ہے پہلے ابراہیم کو بلایا۔ اس کے بعد ناصر سے خط و کتابت کر کے خستان سے علیحدہ کر دیا، ناصر اپنے بھائی سے علیحدہ ہو کر موقان چلا گیا۔ لشکریوں کو مال و زر کا لالچ دے کر ملا لیا۔ چنانچہ ناصر نے اردبیل پر حملہ کیا اور اس پر قابض ہو گیا لشکریوں نے تنخواہ اور رسد کا مطالبہ کیا۔ ناصر ادا نہ کر سکا اور اس کے چچا وہسوذان نے بھی اس کی امداد سے ہاتھ کھینچ لیا۔ اس وقت ناصر پر یہ عقدہ کھلا کہ میرے چچا نے مجھے دھوکا دیا، مجبوراً اپنے بھائی خستان کے پاس گیا، معذرت کی، باہم مصالحت ہو گئی لیکن مالی حالت کمزور ہونے کی وجہ سے انتظام میں خلل واقع ہو گیا۔ اطراف و جوانب کے امراء اور سپہ سالاران لشکر نے بغاوت و مخالفت شروع کر دی۔

جستان اور ناصر کا قتل

جستان اور ناصر کی گرفتاری کے بعد دہشوداں نے آذربائیجان کی حکومت پر اپنے بیٹے اسمٰعیل کو مامور کیا اور آذربائیجان کے اکثر قلعوں کو اس کے سپرد کر دیا۔ ابراہیم بن مرزبان پریشان حال مراغہ پہنچا۔ ہوش وحواس بجا ہوئے تو اسمٰعیل سے جنگ کرنے کے لئے فوج فراہم کرنے لگا۔ دہشوداں کو اس کی خبر لگی۔ اس کے دونوں بھائیوں اور ماں کو قتل کر ڈالا۔ اور جستان بن شرموں کو ابراہیم سے جنگ کرنے کے لئے مراغہ کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ اور ایک بہت بڑی فوج اس کی کمک پر روانہ کی۔ ابراہیم میں مقابلہ کی طاقت کہاں تھی مراغہ چھوڑ کر اطراف آرمینیہ میں جا کر پناہ لی۔ یہ واقعہ ۳۴۹ھ کا ہے۔ جستان بن شرموں نے مراغہ پر قبضہ کر لیا۔ اور اپنے مقبوضات کے حدود کو آرمینیہ تک بڑھا دیا۔

ابراہیم بن مرزبان کا اردبیل پر قبضہ

ابراہیم آرمینیہ پہنچ کر فوجیں کرنے میں مصروف ہوا۔ چونکہ ملوک آرمینیہ ارمن اور کرد تھے اس وجہ سے ان لوگوں نے ابراہیم کی خاطر و مدارات حد سے زیادہ کی، ابراہیم نے جستان بن شرمون سے مصلحتاً مصالحت کر لی۔ اتنے میں اسمٰعیل بن دہشوداں کی مرنے کی خبر آ گئی۔ ابراہیم نے اردبیل کی طرف قدم بڑھایا اور اس پر قبضہ کر لیا ابوالقاسم بن میسکی دہشوداں کے پاس لوٹ آیا۔ ابراہیم نے ان دونوں پر حملہ کیا اور شکست فاش دی۔ یہ دونوں بھاگ کر بلاد دیلم پہنچے اور ابراہیم نے دہشوداں کے تمام مقبوضہ علاقے پر قبضہ کر لیا۔

ابراہیم اور رکن الدولہ

دہشوداں نے بلاد دیلم پہنچ کر فوجیں فراہم کیں اور اپنے قلعہ طرم میں واپس آ کر ابوالقاسم بن میسکی کو ابراہیم کی جنگ پر روانہ کیا۔ ابوالقاسم نے ابراہیم کو شکست دی۔ ابراہیم بہزار خرابی اپنی جان بچا کر رے چلا گیا اور رکن الدولہ کے پاس جا کر پناہ لی۔ چونکہ رکن الدولہ نے ابراہیم کی بہن سے نکاح کر لیا تھا اس وجہ سے وہ نہایت محبت اور عزت سے پیش آیا۔

ابراہیم کا آذربائیجان پر تسلط

آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ ابراہیم بن مرزبان کو ابن میسکی کے لشکروں کے مقابلے میں شکست ہوئی تھی۔ اور ابراہیم فریادی صورت بنائے ہوئے رکن الدولہ کی خدمت میں پہنچا تھا۔ رکن الدولہ نے استاد ابوالفضل ابن عمید کو ایک بڑی فوج دے کر ابراہیم بن مرزبان کی حمایت پر روانہ کیا۔ استاد ابوالفضل نے آذربائیجان پہنچ کر قبضہ کر لیا اور اہل آذربائیجان کو ابراہیم کی اطاعت و فرمانبرداری پر مجبور کیا چنانچہ تمام اہل آذربائیجان اور جستان بن شرمون اور کردوں نے اطاعت قبول کی آذربائیجان کے تمام علاقے کی تمام حکومت ابراہیم بن مرزبان کے قبضہ میں آ گئی۔

اس کے بعد استاد ابوالفضل نے رکن الدولہ کی خدمت میں اس مضمون کی عرضداشت روانہ کی کہ اگرچہ آذربائیجان کا صوبہ نہایت زرخیز اور سرسبز ہے اور اس میں آمدنی کے ذرائع کثرت سے ہیں لیکن ابراہیم بن مرزبان میں اتنی قابلیت نہیں ہے کہ وہ اس ملک کو اپنے قبضہ میں رکھ سکے۔ مجھے اس کی نااہلیت سے ملک کے نکل جانے کا اندیشہ ہے لہٰذا مناسب یہ ہے کہ آذربائیجان آپ اپنے ممالک مقبوضہ میں ملحق کر لیجئے اور جس قدر آذربائیجان کی آمدنی ہو اسی قدر آمدنی کا کوئی صوبہ ابراہیم کو دے دیجئے" رکن الدولہ نے اس درخواست کو نامنظور کیا اور یہ لکھ بھیجا کہ جس شخص نے میرے سایہ عاطفت میں پناہ لی ہے اس کے ساتھ میں ایسا فعل نہ کروں گا۔ استاد ابوالفضل نے آذربائیجان، ابراہیم بن مرزبان کے حوالہ کیا اور واپس آیا۔

(تبصرہ) بنو مسافر معروف بہ بنو سالار ملوک آذربائیجان کے حالات میں نے تاریخ کامل ابن اثیر سے نقل کئے ہیں اس قدر تحریر کرنے کے بعد ابن اثیر لکھتا ہے کہ "ویسا ہی واقعہ پیش آیا۔ جیسا کہ استاد ابوالفضل ابن عمید نے اپنی عرضداشت میں لکھا تھا رکن الدولہ نے ابراہیم کو گرفتار کر کے قید کر دیا" مجھے اس کے بعد ابراہیم اور اس کی قوم کے حالات سے کوئی واقفیت حاصل نہیں ہوئی۔ ابن اثیر نے سلطان محمود بن سبکتگین کے حالات کے ضمن میں لکھا ہے کہ محمود نے قبضہ رے کے بعد ۴۲۰ھ میں مرزبان بن حسین بن جبرائیل کو (جو کہ ملوک دیلم کی اولاد سے تھا اور محمود کی اطاعت قبول کر لی تھی) بلاد سالار پر حملہ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ سالار دیلمی ابراہیم بن مرزبان بن دبشوادان بن محمد بن مسافر دیلمی ہے جس کے قبضہ میں شہرخان، زنجان اور شہرزور وغیرہ تھے۔ چنانچہ مرزبان بن حسین نے ان بلاد پر حملہ کیا اور دیلمی لشکر کو ملا لیا۔ سلطان محمود خراسان کی جانب واپس اور سالار ابراہیم قزوین کی طرف بڑھا اور اس پر قابض ہو گیا۔ سلطان محمود کی فوج (جو کہ وہاں موجود تھی) کے اکثر حصہ کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ بقیہ نے رے جا کے پناہ لی اور قلعہ نشین ہو گئی۔ مدتوں سلطان محمود اور سالار ابراہیم میں لڑائیاں ہوتی رہیں جس میں سالار ابراہیم کو کامیابی ہوئی۔ بالآخر مسعود بن محمود نے سالار ابراہیم کی فوج کے چند دستوں کو ملا لیا۔ ان لوگوں نے حاضر ہو کر اس قلعہ کی پوشیدہ راہیں بتلا دیں جس میں سالار ابراہیم رہتا تھا چنانچہ مسعود بن محمود اپنے لشکر کے ساتھ ان دشوار گذار راہ سے قلعہ کے قریب پہنچ گیا اور ماہ رمضان ۴۲۰ھ میں حملہ کیا۔ سالار ابراہیم کو شکست ہوئی۔ مسعود نے اسے گرفتار کر کے سرجہار بھیج دیا۔ سرجہار میں سالار کا بیٹا رہتا تھا۔ مسعود نے کہلا بھیجا کہ "تم قلعہ سرجہار میرے حوالہ کر دو" سالار کے بیٹے نے اس قلعہ کی بابت انکاری جواب دیا لیکن بقیہ

قلعوں کی کنجیاں حوالہ کر دیں۔ مسعود نے اس کا مال و اسباب لے لیا اور اس کے بیٹے اور ان کردوں پر جو کہ سرحدوں میں تھے خراج مقرر کر کے رے واپس آیا۔

یہ سالار جس کا تذکرہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں۔ سالار اول نہیں ہے۔ سالار اول دوسرا شخص ہے اور یہ دوسرا اس سالار کے حالات کا سلسلہ سالار اول کے حالات سابقہ سے نہیں ملتا۔ اس کے بعد اس نے ان تاتاریوں کے حالات لکھے ہیں جنہوں نے ملوک سلجوقیہ سے دست بدست جنگ کی تھی اور بلاد رے میں پھیل گئے تھے، رے اور اکثر بلاد رے پر قبضہ کر لیا تھا۔ ان میں کا ایک گروہ آذربائیجان پہنچ گیا تھا جس کا سردار طغتا، کوکتاش، منصور اور دانا تھا۔

تاتاریوں کی مراغہ میں غارتگری

بیان کیا جاتا ہے کہ یہ تاتاری، طوفان بدتمیزی کی طرح آذربائیجان میں داخل ہوئے۔ ان دنوں آذربائیجان کا حکمران وہسودان بن مملان نامی ایک شخص تھا اس نے اس خیال سے کہ میں ان تاتاریوں کے شر و فساد سے محفوظ رہوں گا ان کی بیحد عزت کی اور اپنی بیٹی کا عقد ان کے سردار سے کر دیا لیکن اس سے وہسودان کو کچھ فائدہ حاصل نہ ہوا۔ تاتاریوں نے نہایت بے رحمی سے شہروں کو لوٹا۔ ۴۲۰ھ میں مراغہ میں گھس پڑے۔ اہل مراغہ کو قتل کیا۔ مسجدوں کو جلا دیا۔ بازاروں کو لوٹ لیا۔ اسی قسم کی حرکات ہمدانیہ اور کردوں کے ساتھ بھی کیں۔ سب نے متفق ہو کر ان کی مدافعت پر کمر باندھ لی۔

تاتاریوں کی سرکوبی

ابوالہیجاء ابن ربیب الدولہ اور وہسودان والیان آذربائیجان میں مصالحت ہو گئی اور یہ دونوں بھی تاتاریوں کے نکال باہر کرنے پر متفق ہو گئے۔ اہل ہمدان بھی ان دونوں کے ساتھ مل گئے۔ جیسا کہ ہم بیان کر آئے ہیں، پھر کیا تھا تاتاریوں پر چاروں طرف سے مار دھاڑ شروع ہو گئی۔ چنانچہ تاتاریوں کا یہ گروہ آذربائیجان سے ناکام واپس ہوا اور رستے میں پھیل گیا جیسا کہ آپ اوپر ان کے حالات کے سلسلہ میں پڑھ چکے ہیں۔ باقی رہے وہ تاتاری جو ان سے پیشتر آذربائیجان میں آئے ہوئے تھے ان سے اہل آذربائیجان سختی پیش آئے۔ وہسودان نے ۴۳۲ھ مقام تبریز میں ان کے خاتمہ اور قتل پر کمر باندھ لی۔ ان میں سے ایک گروہ کو دعوت کے بہانے سے بلا یا تیس سرداروں کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔ باقی ماندہ تاتاری آرمینیہ سے بلاد ہکاریہ (صوبہ موصل) بھاگ گئے۔ ان سے اور کردوں سے معرکہ آرائیاں ہوئیں جنہیں ہم ان تاتاریوں کے حالات میں تحریر کرنے میں جو موصل آئے تھے۔ ابن اثیر نے جنہوں نے ملوک آذربائیجان کے حالات کا اعادہ نہیں کیا صرف بلاد آذربائیجان پر طغرل بیگ کے

قابض ہونے کے واقعات لکھ دیئے ہیں لیکن حالات کی ترتیب سے بظاہر ہوتا ہے کہ وہسوذان کے بعد کردوں نے آذربائیجان پر قبضہ حاصل کیا تھا واللہ علم۔

طغرلبک کا آذربائیجان پر قبضہ

ابن اثیر نے لکھا ہے کہ ۴۴۶ھ میں طغرلبک آذربائیجان کی طرف بڑھا۔ تبریز پر قبضہ کرنے کا ارادہ کیا۔ امیر منصور بن وہسوذان بن محمد روادی والی تبریز نے اطاعت قبول کی طغرلبک کے نام کا خطبہ پڑھا۔ تحائف، ہدایا اور خراج پیش کیا اور اپنے لڑکے کو ضمانت کے طور پر طغرلبک کی خدمت میں بھیج دیا طغرلبک نے امیر ابوالاسوار کی جانب توجہ کی۔ امیر ابوالاسوار نے بھی طغرلبک کے علم حکومت کی اطاعت قبول کر لی اور اپنے مقبوضہ علاقہ میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا۔ غرض کہ اس اطراف کے تمام امراء اور حکمرانوں نے یہی طریقہ اختیار کیا جس کی وجہ سے انکے مقبوضات انہی کے قبضہ میں رہ گئے۔ طغرلبک نے صرف ضمانت لینے پر اکتفا کیا۔ اس کے بعد آرمینیہ کی طرف قدم بڑھایا اہل آرمینیہ بھی مطیع ہو گئے شہر ملاذ کرد کا قصد کیا۔ یہ صوبہ عیسائیوں کے قبضہ میں تھا طغرلبک نے اس صوبہ کو جی کھول کر لوٹا۔ دیہات، قصبات اور شہروں کو ویران کر دیا۔ اسی مقام سے بلاد روم پر جہاد کی غرض سے فوج کشی کی ارزن روم تک فتح کرتا چلا گیا اور نہایت سختی سے انہیں پامال کیا اور ابن سالار واپس آیا۔

فضلون کردی

ابن اثیر نے انہی واقعات کے اثناء میں فضلون کردی کے جہاد کا ذکر کیا ہے جو اس نے ترکمان خزر پر کیا تھا جیسا کہ شروع میں بیان کیا گیا ابن اثیر نے لکھا ہے کہ آذربائیجان کا ایک بڑا حصہ فضلون کردی کے قبضہ میں تھا اس نے ۴۲۱ھ میں خزر پر جہاد کیا اور ان کے شہروں کو تباہ کر کے واپس ہوا جوں ہی فضلون واپس ہوا خزر نے پوشیدہ طور پر تعاقب کیا اور بحالت غفلت حملہ کر کے قتل کر ڈالا[1] . . . . . زنجار شہر تفلیس کی طرف بڑھا۔ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ ۴۲۱ھ میں بادشاہ زنجار نے بھی آذربائیجان پر فوج کشی کی تھی جس دن تاتاری، آذربائیجان میں ہلڑ مچاتے ہوئے تھے وہسوذان والی آذربائیجان کو اس کی خبر لگ گئی۔ بادشاہ زنجار کی مدافعت کی غرض سے تاتاریوں سے بہ نرمی پیش آیا اور ان سے دامادی کا رشتہ قائم کر لیا تاکہ بادشاہ زنجار کے مقابلہ میں تاتاریوں سے مدد ملے جیسا کہ اوپر ہم بیان کر آئے ہیں۔ ھذا اخر ما وجدناہ من اخبار ملوک آذربائیجان واللہ وارث الارض ومن علیہا وھو خیر الوارثین۔

[1] اصل کتاب میں جگہ خالی ہے۔

باب ۲۵

ملوک بطیحہ

بنو شاہین

بنو شاہین ملوک بطیحہ کے سلسلہ میں ہم اُن حکمرانوں کے حالات بھی تحریر کریں گے جنہوں نے اس کے اعزہ و اقارب وغیرہ میں سے بطیحہ میں حکمرانی کی ہے۔ اس کی ابتداء کیسی ہوئی اور ان کے قبضہ میں یہ کس طرح آئی۔ ہم یہ سب کچھ تحریر کریں گے۔

عمران بن شاہین، جامدہ کا رہنے والا تھا۔ منتقل مزاج، جوانمرد اور رعب و داب کا آدمی تھا۔ بادشاہ وقت کی طرف سے خراج وصول کرنے کی خدمت پر مامور تھا۔ خراج کا بہت سا مال اس کے قبضہ میں آگیا۔ نیت بدل گئی۔ حکومت نے مطالبہ کیا۔ گرفتاری کے خوف سے بطیحہ کی طرف بھاگ گیا اور حکومت سے باغی ہو گیا۔ بطیحہ پہنچ کر نے کے جنگل اور چشموں کے درمیان قیام اختیار کیا۔ پرندے اور مچھلی کھا کھا کر گذر کی۔ مسافروں سے چھیڑ چھاڑ کر کے جو کچھ ان کے پاس ہوتا چھین لیتا تھا۔ رفتہ رفتہ شکاری رہزنوں کا ایک گروہ اس کے پاس جمع ہو گیا۔ جس سے اس کی قوت بڑھ گئی، بادشاہ وقت سے علانیہ مخالفت کرنے لگا۔ ابوالقاسم بن بریدی والی بصرہ سے راہ و رسم پیدا کی اور اس کی اطاعت قبول کر لی۔ ابوالقاسم نے اس خیال سے کہ آئندہ اس کے ضرر و ایذا سے مسافر محفوظ ہو جائیں گے جامدہ اور اس کے گرد و نواح کی نگرانی پر اسے مامور کیا۔ اس سے اس کی قوت اور اس کی جماعت میں اضافہ ہو گیا، سامان جنگ اور مال و اسباب بھی جمع کر لیا۔ بطائح کے بلند ٹیلوں اور پہاڑیوں پر قلعے بنائے۔ اور رفتہ رفتہ اس کے قرب و جوار کے مقامات پر قابض ہو گیا۔

عمران اور ابوجعفر

جس وقت معز الدولہ، دار الخلافت بغداد پر قابض ہوا اور عنان سلطنت و حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ تو اسے عمران کی روز افزوں ترقی، اطراف بغداد میں اس کے رعب، و داب اور

قلعوں نے معزالدولہ کو تردد اور پریشانی میں ڈال دیا۔ چنانچہ وزیر السلطنت ابوجعفر ضمیری کو عمران کی سرکوبی پر روانہ ہونے کا حکم دیا۔ ۳۳۸ھ میں ابوجعفر ایک بڑی فوج لے کر عمران سے جا بھڑا۔ دونوں میں متعدد لڑائیاں ہوئیں بالآخر ابوجعفر نے عمران کو شکست دی۔ اس کے بعد ابوجعفر شیراز چلا گیا۔ جیسا کہ بنو بویہ کے حالات میں ہم لکھ آئے ہیں۔

عمران اور مہلبی کی جنگ

ابوجعفر کی واپسی کے بعد عمران اپنی گذشتہ حالت پر آ گیا۔ وہی لوٹ مار، اور رہزنی اختیار کر لی۔ معزالدولہ نے اس کی گوشمالی پر سرداران دیلم میں سے روزبہان نامی ایک سپہ سالار کو شاہی افواج کا افسر بنا کر روانہ کیا۔ عمران اس سے مطلع ہو کر دشوار گزار پہاڑیوں میں چلا گیا اور ایک مدت تک وہیں قلعہ نشین رہا۔ روزبہان نے گھیرا کر حملہ کر دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ روزبہان کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی۔ عمران نے جو کچھ روزبہان کے ساتھ تھا سب لوٹ لیا۔ جس سے عمران کی قوت دو چند بڑھ گئی۔ دن دہاڑے قافلے لوٹ لینے لگا۔ اس مار دھاڑ سے شاہی فوج کے سپاہی بھی محفوظ نہ رہے جب کبھی کوئی اپنی ضرورت کی غرض سے لیرہ سے نکل کر کسی دوسرے مقامات پر جاتا تو عمران کے ہمراہی انہیں بھی لوٹ لیتے تھے۔ معزالدولہ نے ایک دوسری فوج مہلبی کی ماتحتی میں ۳۳۹ھ میں روانہ کی۔

معزالدولہ اور عمران میں مصالحت

چنانچہ مہلبی نے نہایت زور سے بطائح پر حملہ کیا۔ عمران پھر دشوار گزار پہاڑیوں میں چلا گیا، مہلبی کے فوجیوں نے دفعتہً حملہ کرنے کی رائے دی۔ مہلبی نے انکاری جواب دیا اس کے بعد روزبہان کی تحریک سے معزالدولہ نے ایسا ہی حکم صادر کیا۔ بمصداق حکم حاکم بہ از مرگ مفاجات مہلبی تعمیل حکم پر تیار ہوا۔ چنانچہ اپنی فوج کے ساتھ دشوار گزار پہاڑیوں میں داخل ہوا۔ عمران نے پہلے سے کچھ لوگوں کو کمین گاہ میں بٹھا دیا تھا۔ جوں ہی مہلبی کی فوج کمین گاہ سے آگے بڑھی عمران کے ہمراہیوں نے حملہ کر دیا۔ سامنے دریا اور نیچے پہاڑ کا بہت بڑا درہ تھا۔ نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن کا مضمون ہو گیا۔ ساری فوج تباہ ہو گئی کچھ لوگ ڈوب گئے، کچھ قتل اور قید کر لیے گئے مہلبی دریا میں کود پڑا تیر کر جان بچائی۔ چونکہ روزبہان نے حملہ کرنے میں تاخیر کی تھی اس وجہ سے اس مصیبت میں گرفتار نہیں ہوا۔ اس معرکہ میں عمران نے شاہی فوج کے نامی نامی سرداروں

کو گرفتار کر لیا تھا معز الدولہ نے عمران کے قیدیوں کا ان سے تبادلہ کر لیا اور بطائح پر عمران کی حکومت کو تسلیم کر لیا۔ جس سے عمران کو ایک گونہ اطمینان حاصل ہوا اور قوت و شوکت بڑھ گئی۔

عمران کی عہد شکنی

۳۵۴ھ میں عمران نے پھر بغاوت کا علم بلند کیا کیونکہ معز الدولہ کی بیماری طول کھینچ گئی تھی، اہل بغداد کو اس کی موت کا یقین ہو گیا تھا۔ اسی اثناء میں بہت سا مال و اسباب، تجارت کے قافلہ کے ساتھ معز الدولہ کے پاس جا رہا تھا عمران کو اس کی خبر لگ گئی۔ رال ٹپک پڑی۔ لوٹ لیا۔ اگرچہ معز الدولہ کی صحت کے بعد جس قدر مال و اسباب عمران نے لوٹا تھا۔ وہ سب کا سب واپس کر دیا۔ مگر دلوں کی صفائی نہ ہوئی رنجش بڑھتی گئی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ۳۵۵ھ میں معز الدولہ، واسط گیا، فوجیں مرتب کیں اور ابو الفضل عباس بن حسن کی ماتحتی میں انہیں عمران کی جنگ پر روانہ کیا۔ انہی دنوں نافع (ابن وجیہ والی عمان کا مولیٰ) معز الدولہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عمران کے مقابلہ میں امداد کی درخواست کی۔ معز الدولہ، ابلہ چلا آیا، جنگی کشتیاں، نافع کی ضمانت پر عمان روانہ کیں اور شاہی فوجیں جو ابو الفضل کے ہمراہ تھیں بطائح کی طرف بڑھیں۔ جامدہ پہنچ کر لڑائی کا مورچہ باندھا۔ نہروں کو بند کر دیا جن کے ذریعہ سے جامدہ میں پانی آتا تھا۔ عمران، جامدہ چھوڑ کر پہاڑی دروں میں چلا گیا شاہی فوجیں اپنا سا منہ لے کر رہ گئیں اور معز الدولہ نے ابلہ سے کوچ کیا۔ اثنائے راہ میں بیمار ہو گیا۔ اسی بیماری کے زمانہ میں دوبارہ افواج شاہی کو عمران کی جنگ پر روانہ کیا۔ دار الخلافت بغداد پہنچ کر مر گیا۔ اس کا بیٹا عز الدولہ بختیار تخت حکومت پر متمکن ہوا۔ اس نے افواج شاہی کو واپس بلا لیا اور عمران سے مصالحت کر لی چنانچہ عمران بلا تردد بطیحہ پر پھر حکمرانی کرنے لگا۔

عمران اور عز الدولہ بختیار

۳۵۹ھ میں بختیار اور عمران میں ان بن ہو گئی ایک مہینہ تک واسط میں ٹھہرا ہوا شکار کھیلتا رہا۔ اس کے بعد اپنے وزیر جنگ کو عمران سے جنگ کرنے کے لئے جامدہ اور بطیحہ روانہ کیا وزیر جنگ نے جامدہ پہنچ کر پانی کی آمد کے راستے بند کر دیئے اور بندھ کے ذریعہ جامدہ کی نہروں کی طرف پانی پھیر دیا اسی اثناء میں دجلہ کا سیلاب آیا اور اس نے اسے خراب کر دیا۔ عمران، جامدہ سے دوسرے قلعہ میں چلا گیا اور اپنا تمام مال و اسباب اٹھا لے گیا۔ جب سیلاب کم ہوا تو شاہی فوجیں عمران کو ڈھونڈنے لگیں عمران کا پتہ نہ چلا جس سے پریشانی بڑھ گئی لشکریوں کو وزیر جنگ کے خلاف شورش پیدا ہوئی۔ بختیار نے دس لاکھ درہم پر عمران سے مصالحت کرنے کا حکم دے دیا۔ جوں ہی شاہی فوجیں واپس ہوئیں عمران کے ساتھیوں نے رہزنی شروع کر دی۔

شاہی فوج کے مال واسباب کو لوٹ لیا۔ ہزارہا مصیبتیں اٹھائیں۔ یہ فوج ۳۶۱ھ میں بغداد پہنچی۔

عمران بن شاہین کی وفات

ماہ محرم ۳۶۹ھ میں عمران بن شاہین اپنے ظہور وغلبہ کے چالیس برس بعد دفعتہً مر گیا اگرچہ بادشاہوں اور خلفاء نے اسے گرفتار اور زیر کرنے کی بہت کوشش کی۔ بارہا فوجیں بھیجیں مگر عمران پر کسی سے قابو نہ پایا یہاں تک کہ وہ مر گیا۔ اس کی جگہ اس کا بیٹا حسن بطیحہ میں حکمران ہوا۔

حسن بن عمران

عضد الدولہ کو حسن کے زیر کرنے کی تمنا پیدا ہوئی۔ فوجوں کو مرتب کیا اور اپنے وزیر جنگ کی ماتحتی میں بطیحہ روانہ کیا۔ وزیر جنگ نے بہت سا مال خرچ کر کے پانی کی آمد بند کر دی۔ اتفاق سے سیلاب آگیا اور پانی کا بند ٹوٹ گیا۔ اس کے بعد ایک مدت تک یہ ہوتا رہا کہ وزیر جنگ جب پانی کا راستہ بند کر دیتا تو حسن دوسری طرف سے پانی کا راستہ کھول دیتا تھا۔ اسی چکر میں ایک روز دونوں کی مڈبھیڑ ہو گئی جس میں حسن کو کامیابی ہوئی۔

حسن بن عمران کی اطاعت

اس واقعہ میں وزیر جنگ کے ہمراہ مظفر ابوالحسن اور محمد بن عمر علوی کوفی بھی تھے مظفر نے وزیر پر الزام لگایا کہ اس نے عمران سے سازش کر لی ہے اور خط وکتابت کر کے فوجی راز اس پر ظاہر کر دیئے ہیں۔ وزیر کو یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر عضد الدولہ تک یہ خبر پہنچ گئی تو اس کی آنکھوں میں میری قدر ومنزلت باقی نہ رہے گی۔ رفتہ رفتہ اس خیال نے اس درجہ ترقی کی کہ وزیر نے خودکشی کر لی۔ اس کا دم آخری تھا کہ لوگوں کو اطلاع ہو گئی۔ آپس میں گفتگو کرنے لگے کسی نے کہا یہ کام فلاں شخص کا ہے۔ وزیر کے کانوں تک یہ آواز پہنچی آنکھیں کھول دیں بولا: "مجھے کسی نے نہیں مارا مجھے خودکشی پر محمد بن عمر علوی نے مجبور کیا" یہ کہہ کر وہ مر گیا۔ لوگوں نے اسی کے وطن گازرون میں دفن کر دیا۔ عضد الدولہ نے اپنے ایک معتمد امیر کو بھیج کر فوج کو واپس بلا لیا۔ اور حسن بن عمران سے ادائے خراج کی شرائط پر جسے انہوں نے باہم طے کر لیا تھا مصالحت کر لی۔ اور ضمانت کے طور پر اس کے چند آدمیوں کو لے لیا۔

قتل حسن بن عمران

حسن بن عمران اور اس کے بھائی ابوالفرج میں کچھ دنوں سے ناراضگی چلی آ رہی تھی۔ ابوالفرج موقع ڈھونڈ رہا تھا۔ اتفاق سے ان دونوں کی بہن بیمار ہو گئی۔ ابوالفرج نے عیادت کی غرض سے حسن کو بلا بھیجا اور چند آدمیوں کو اس کے گھر میں حسن کے قتل کی غرض سے چھپا رکھا۔ جوں ہی حسن بن عمران مکان

میں داخل ہوا۔ اُن آدمیوں نے دروازہ بند کر لیا اور اسے قتل کر ڈالا۔ ابوالفرج مکان کی چھت پر چڑھ گیا۔ اور حسن کے ہمراہیوں کو اس کے قتل سے مطلع کیا۔ انعام اور صلہ دینے کا وعدہ کیا۔ حسن کے ہمراہی یہ سن کر خاموش ہو گئے۔ چنانچہ ابوالفرج نے انہیں حسب وعدہ انعام دیا۔ لشکریوں نے اسے حسن کی جگہ اپنا امیر تسلیم کر لیا۔ اس کے بعد ابوالفرج نے دارالخلافت بغداد میں اپنی اطاعت کی عرضداشت بھیجی۔ خلافت مآب نے سندِ حکومت بھیج دی یہ واقعہ حسن کی حکومت کے تیسرے برس کا ہے۔

ابوالفرج کا قتل

حسن بن عمران کے قتل کے بعد وہ اشخاص جنہوں نے اسے قتل کیا تھا۔ سرداران لشکر کے پاس جمع ہوئے۔ سرداران لشکر حاجب مظفر بن علی کے پاس حاضر ہوئے جو کہ عمران اور حسن کا نامی اور با اثر سردار تھا۔ تمام واقعات بتلائے۔ ابوالفرج کی شکایتیں کیں۔ حاجب نے ان لوگوں کو دم دلاسا دیا۔ لیکن وہ اس کی تسلی سے راضی نہ ہوئے اور اسے ابوالفرج کے قتل پر آمادہ کر دیا۔ چنانچہ حاجب مظفر نے ابوالفرج کو اس کی حکومت کے چند مہینے بعد قتل کر کے اس کے بھائی حسن کے بیٹے ابوالمعالی کو اپنا حکمران بنایا چونکہ ابوالمعالی کم سن تھا۔ اس وجہ سے حکومت کا نظم و نسق خود حاجب مظفر کرنے لگا۔ سپہ سالاران لشکر میں سے جن جن کی طرف سے اسے خطرہ تھا ان سب کو تہ تیغ کر کے امور ریاست و حکومت پر قابض ہو گیا۔

ابوالمعالی کی معزولی

کچھ روز بعد حاجب مظفر بن علی کو جو کہ ابوالمعالی کی حکومت کا منتظم تھا حکومت بطیحہ لالچ پیدا ہو۔ چونکہ ہوشیار اور چلتا پرزہ شخص تھا صمصام الدولہ سلطان بغداد کا ایک جعلی فرمان بنایا جس پر باقاعدہ سلطان کی مہر اور دستخط تھے۔ اور ایسے قاصد کے ذریعے جس پر سفر کے آثار ظاہر تھے۔ مظفر کے دربار میں پیش کر دیا۔ فرمان میں لکھا ہوا تھا کہ "ابوالمعالی نالائقی اور کم سنی کی وجہ سے معزول کیا جاتا ہے اور عنان حکومت حاجب مظفر بن علی کو عطا کی جاتی ہے۔ اور سرداران لشکر کو ہدایت کی جاتی ہے۔ کہ اس کے فرمان کے مطابق عمل پیرا ہوں" سرداران لشکر نے اطاعت قبول کی۔

مظفر بن علی

حاجب مظفر نے ابوالمعالی اور اس کی ماں کو واسط بھیج دیا اور ان کی تنخواہ مقرر کر دی۔ اہل بطیحہ کے ساتھ حسن سلوک پیش آیا۔ ابوالمعالی کی معزولی سے عمران بن شاہین کے خاندان سے حکومت نکل گئی۔ اس واقعہ کے بعد حاجب مظفر نے اپنے بھانجے علی بن نصر کو اپنا ولی عہد مقرر کیا۔ اور علی کے بعد اپنی دوسری

بہن کے لڑکے کو حکومت و امارت کی وصیت کی۔ علی بن نصر کی کنیت ابوالحسن تھی۔ امیر مختار کے لقب سے اپنے کو ملقب کرتا تھا۔ دوسرے کا نام علی بن جعفر تھا اور اس کی کنیت بھی ابوالحسن تھی۔

مہذب الدولہ کی حکومت ۳۷۶ھ میں حاجب مظفر تین سال حکومت کر کے مر گیا۔ اس کے بعد اس کا بھانجہ ابوالحسن علی بن نصر جیسا کہ حاجب نے اسے اپنا ولی عہد مقرر کیا تھا حکمراں ہوا۔ شرف الدولہ سلطان بغداد کی خدمت میں فدویت نامہ بھیجا۔ اطاعت و فرماں برداری کا اقرار کیا۔ شرف الدولہ نے اسے بطیحہ کی عنان حکومت سپرد کی اور مہذب الدولہ کا لقب دیا۔

مہذب الدولہ نے رعایا کے ساتھ حسن سلوک کا برتاؤ کیا۔ داد دہش سے کام لیا۔ مظلوموں کی فریاد رسی اس خبر کا مشہور ہونا تھا کہ چاروں طرف سے لوگوں کی آمد شروع ہو گئی۔ نامی نامی ارباب علم و فن نے بطیحہ میں سکونت اختیار کی۔ بڑے بڑے مکانات اور محل بنوائے گئے۔ اطراف و جوانب کے بادشاہوں سے خط و کتابت ہونے لگی۔ دوستانہ مراسم پیدا ہو گئے۔ بہاء الدولہ نے اپنی لڑکی کا مہذب الدولہ سے عقد کر دیا۔ جس سے مہذب الدولہ کی شوکت و شان دوچند ہو گئی یہاں تک نوبت پہنچ گئی تھی کہ جس وقت قادر کو خلیفہ طایع سے خطرہ پیدا ہوا تھا اور جان کے خوف سے دارالخلافت سے بھاگا تھا تو بطیحہ ہی میں آ کر پناہ لی تھی۔ چنانچہ تین برس تک نہایت عزت و احترام سے مہذب الدولہ کے پاس رہا یہاں تک کہ ۳۸۱ھ میں خلافت کے لئے بطیحہ سے بغداد بلایا گیا۔

ابوالعباس ابن واصل ابوالعباس ابن واصل، زرلوک؛ حاجب کا نائب تھا۔ اسی کی خدمت میں ابن واصل کو عروج ہوا ایک مدت کے بعد ابن واصل کو زرلوک سے ناراضگی پیدا ہو گئی۔ ملازمت ترک کر کے شیراز چلا آیا اور فولاد کی خدمت میں رہنے لگا۔ فولاد نے اس کی بے حد عزت کی زیادہ مدت نہ گذری تھی کہ فولاد سے بھی جدا ہو کر اہواز چلا آیا۔ پھر اہواز سے بغداد پہنچا۔ بغداد میں بھی زیادہ قیام نہیں کیا۔ ابو محمد بن مکرم کی خدمت میں جا پہنچا۔ پھر ابو محمد بن مکرم سے علیحدہ ہو کر بطیحہ میں مہذب الدولہ کی خدمت میں جا کر قیام کیا۔ مہذب الدولہ نے اسے ذمہ دارانہ عہدہ پر مامور کیا۔

ابن واصل اور مہذب الدولہ جس وقت کرستان نے بصرہ پر قبضہ کیا تھا۔ اس وقت مہذب الدولہ نے اس سے جنگ کرنے کی غرض سے ابن واصل کو سردار لشکر مقرر کر کے بصرہ روانہ کیا۔ چنانچہ

ابن واصل نے کرتان سے معرکہ آرائی کی۔ اور اس پر غالب آ کر مار ڈالا۔ اس واقعہ سے ابن واصل کے حوصلے بلند ہو گئے۔ شیراز کی طرف چلا۔ محمد بن مکرم کی کشتیوں پر قبضہ کر لیا۔ مال و اسباب لوٹ کر نشیبی دجلہ کی طرف واپس آیا۔ اور اس پر قابض ہو کر مہذب الدولہ کی مخالفت کا علم بلند کر دیا۔ مہذب الدولہ کو اس کی خبر لگی سو کشتیوں کا ایک بیڑہ جس میں بڑے بڑے سورما اور جنگ آور تھے روانہ کیا اتفاق یہ کہ کچھ کشتیاں ہوائے مخالف کی وجہ سے غرق ہو گئیں باقی ماندہ کو ابن واصل نے گرفتار کر لیا اور سابلہ کی جانب واپس آیا۔

ابن واصل کا بطیحہ پر قبضہ

مہذب الدولہ کو اس واقعہ سے بے حد صدمہ ہوا۔ ابوسعید بن ماکولا کی ماتحتی میں دوبارہ فوجیں روانہ کیں۔ ابن واصل نے انہیں شکست دی۔ اس کا مال و اسباب اور سامان جنگ چھین لیا۔ اور بطیحہ کی طرف قدم بڑھایا۔ مہذب الدولہ میں مقابلہ کی قوت باقی نہ تھی بطیحہ کو خیرباد کہہ کر شجاع بن مروان اور اس کے بیٹے صدقہ کے پاس چلا گیا۔ ان لوگوں نے مہذب الدولہ کے ساتھ بدعہدی کی۔ اس کا مال و اسباب لے لیا۔ تب بیچارہ مہذب الدولہ پریشان حال واسط چلا گیا۔ ابن واصل نے بطیحہ پر قبضہ کر کے مہذب الدولہ اور اس کی بیوی دختر بہاء الدولہ کے مال و اسباب کو ضبط کر لیا۔ لیکن کچھ سوچ کر دختر بہاء الدولہ کا مال اس کے باپ کے پاس بھیج دیا اور وہ اس واقعہ سے پہلے اپنے باپ کے پاس بغداد چلی آئی تھی۔

ابن واصل اور عمید الجیوش کی جنگ

اس کے بعد اہل بطائح میں ابن واصل کے خلاف شورش پیدا ہوئی۔ ابن واصل نے سات سو سواروں کو مجاورہ روانہ کیا۔ اہل مجاورہ نے ان سے معرکہ آرائی کی۔ میدان جنگ اہل مجاورہ کے ہاتھ رہا۔ ابن واصل کے سواروں کو شکست ہوئی۔ ابن واصل کو اس سے اپنی جان کا خطرہ پیدا ہوا۔ بطائح چھوڑ کر بصرہ لوٹ آیا اور استقلال و قوت کے ساتھ بصرہ میں قیام کیا۔ اہل بطائح کو ابن واصل کی مخالفت اور دشمنی سے خوف و خطر پیدا ہوا۔ بہاء الدولہ ابن واصل کی روک تھام اور سرکوبی کی غرض سے فارس سے اہواز آ گیا۔ عمید الجیوش کو دار الخلافت بغداد سے طلب کر کے ابن واصل کی سرکوبی کا حکم دیا۔ چنانچہ عمید الجیوش ایک بڑی فوج کے ساتھ روانہ ہوا۔ واسط پہنچا بہت سی کشتیاں فراہم کر کے بطائح کی طرف کوچ کیا۔ ابن واصل بھی اس سے مطلع ہو کر بصرہ سے مقابلہ کے لئے نکل کھڑا ہوا۔ دونوں حریف میدان جنگ میں آ گئے۔ عمید الجیوش کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی۔ ابن واصل نے ان کے سامان جنگ اور مال و اسباب پر قبضہ کر لیا اور مظفر و

منصور بصرہ واپس آیا۔

مہذب الدولہ کا بطیحہ پر تسلط

عمید الجیوش، ابن واصل سے شکست پا کر واسط جا کر مقیم ہوا تھا اور ابن واصل سے جنگ کے لئے فوجیں جمع کرنے میں مصروف تھا کہ یہ خبر سننے میں آئی کہ ابن واصل کا گورنر بطایح، فوجیں جمع کر کے دارالخلافت بغداد پر حملہ کرنے والا ہے۔ عمید الجیوش کو اس خبر سے سخت فکر پیدا ہوئی۔ مہذب الدولہ کو دارالخلافت بغداد بلا کر شاہی افواج دے کر بطیحہ کی جانب روانہ کیا۔ چنانچہ مہذب الدولہ براہ دریا جنگی کشتیوں کا بیڑہ لئے ہوئے ۳۹۵ھ میں بطیحہ پہنچا اور بزور تیغ اس پر قابض ہو گیا۔ گرد و نواح کے امراء حاضر ہوئے اور اطاعت قبول کی۔ بہاء الدولہ نے پچاس ہزار دینار سالانہ خراج مقرر کیا۔

ابن واصل کی اہواز پر فوج کشی

ابن واصل اس زمانہ میں خوزستان پر حملہ کرنے کے لئے لشکر جمع کرنے میں مصروف تھا ملک گیری کی ہوا دماغ میں سما گئی تھی زیادہ تر دیلمی اور دوسری فوجیں جمع ہو گئی تھیں۔ چنانچہ سب کو مسلح کر کے اہواز کی طرف روانہ ہوا۔ بہاء الدولہ نے اس سے مطلع ہو کر ابن واصل کے مقابلہ پر فوجیں روانہ کیں۔ ابن واصل نے کھلے میدان میں انہیں شکست دی۔ دارالخلافت میں داخل ہو کر جو کچھ پایا لوٹ لیا اس کے بعد آئندہ کے خطرہ کے خیال سے بہاء الدولہ کی خدمت میں صلح کا پیام بھیجا۔ بہاء الدولہ نے مصلحتاً مصالحت کر لی، اور اس کے مقبوضات میں چند مقامات کا اضافہ کر دیا۔

ابن واصل کا قتل

چونکہ بہاء الدولہ کے دل میں اس واقعہ سے ایک رنجش باقی رہ گئی تھی اس وجہ سے موقع پا کر ایک فوج، ابن واصل سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کی۔ اور خود بدولت اہواز کی طرف چلا گیا ابن واصل نے بہاء الدولہ کی فوج کا تلوار اور نیزوں سے استقبال کیا اس واقعہ میں بدر بن حسنویہ بھی ابن واصل کا شریک اور معین تھا۔ بہاء الدولہ نے اپنے وزیر السلطنت کو بطیحہ کی حمایت پر مامور کیا تھا۔ وزیر نے اسے دوبارہ شکست دی۔ اور حسان بن ثمال خفاجی کوفی کے ساتھ کوفہ گیا اور کوفہ پر قبضہ حاصل کر کے بصرہ پر بھی قابض ہو گیا۔ ابن واصل شکست پا کر بدر بن حسنویہ کے پاس جانے کے خیال سے دجلہ کی طرف روانہ ہوا، جامعین پہنچا۔ بدر کے ملازمین نے عزت و احترام سے ٹھہرایا۔ ابوالفتح بن عنان کے ہمراہی جامعین کے قریب ہی تھے اس کی آمد کی خبر پا کر دفعتہً حملہ کر دیا اور ابن واصل کو گرفتار کر کے دارالخلافت بغداد روانہ کر دیا۔ عمید الجیوش نے اسی حالت سے بہاء الدولہ

کی خدمت میں بھیج دیا۔ بہاءالدولہ تو پہلے ہی سے خار کھائے بیٹھا تھا ۳۹۶ھ میں اسے قتل کر ڈالا جیسا کہ اوپر اس کے سلسلہ حالات میں تحریر کیا جا چکا۔

ابوعبداللہ محمد اور ابوالحسن احمد

ان واقعات کے ختم ہونے پر ماہ جمادی الآخر ۴۰۸ھ میں مہذب الدولہ نے وفات پائی اس کا بھانجہ ابوعبداللہ محمد بن نسی اس کی حکومت و سلطنت کا منتظم ہی نہ تھا بلکہ درحقیقت اس کے بجائے عنان حکومت اسی کے قبضہ میں تھی۔ لشکریوں نے جمع ہو کر اسے سردار تسلیم کیا چنانچہ اس نے ان لوگوں سے اپنی اطاعت و فرمانبرداری کی قسمیں لیں۔ ابھی مہذب الدولہ نے وفات نہیں پائی تھی۔ بستر علالت پر پڑا ہوا موت کا انتظار کر رہا تھا کہ ابوعبداللہ کو یہ خبر مل گئی کہ اس کے ماموں مہذب الدولہ کا بیٹا ابوالحسن احمد دعوے دار حکومت ہے اور اس نے سرداران لشکر سے سازش کر کے بعض فوجیوں سے اپنے باپ کے بعد اپنی حکومت کی بیعت لے لی ہے۔

مہذب الدولہ کی وفات

ابوعبداللہ نے اس کی طلبی کا حکم صادر کیا۔ فوج نے حاضر کر دیا ابوعبداللہ نے اسے گرفتار کر لیا۔ یہ خبر سن کر اس کی ماں (یعنی مہذب الدولہ کی بیوی ابوعبداللہ کی ممانی) دوڑی آئی اور اصل واقعہ بیان کیا لیکن نتیجہ کچھ نہ ہوا۔ اس کے دوسرے دن مہذب الدولہ کا انتقال ہو گیا۔ اور ابوعبداللہ بن نسی تخت حکومت پر متمکن ہو گیا اور اپنے ماموں مہذب الدولہ کے انتقال کے تیسرے دن اپنے ماموں زاد بھائی ابوالحسن کو قید حیات سے سبکدوش کر دیا۔

ابومحمد حسین بن بکر سراتی

ابوعبداللہ بن نسی اپنی حکومت کے تیسرے مہینہ مر گیا۔ ابومحمد حسین بن بکر سراتی کو جو کہ مہذب الدولہ کے خواص میں سے تھا بالاتفاق سرداران لشکر نے اپنا امیر تسلیم کیا۔ ابومحمد حسین بن بکر سراتی نے سلطان الدولہ سلطان بغداد کی خدمت میں ہدایا اور تحائف روانہ کیے سلطان الدولہ نے اس کی حکومت تسلیم کر لی۔ ابومحمد سراتی سنہ ۴۱۲ھ تک بطیحہ پر حکومت کرتا رہا۔ سلطان الدولہ نے کسی وجہ سے ناراض ہو کر صدقہ ابن فارس مازیاری کو حکومت بطیحہ کی سند عنایت کی چنانچہ صدقہ نے بطیحہ پہنچ کر ابومحمد سراتی کو گرفتار کر لیا اور بطیحہ کی عنان حکومت اپنے قبضہ اقتدار میں لے لی۔ ابومحمد سراتی اس وقت سے برابر قیدی میں رہا۔ یہاں تک صدقہ نے وفات پائی اور اسے قید سے نجات ملی جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائے گا۔

ابونصر بن عمران کا بطیحہ پر قبضہ صدقہ بن فارس مازیاری نے اپنی حکومت کے دسویں برس ماہ محرم میں سفر آخرت اختیار کیا، سابور بن مرزبان اس کی فوج کا سپہ سالار اعظم تھا چونکہ ابوالہیجا محمد بن عمران بن شاہین اپنے باپ عمران کے مرنے کے بعد پریشان ہو کر بدر بن حسنویہ کے پاس چلا گیا تھا اور ایک مدت تک وزیر ابوطالب کے یہاں ٹھہرا رہا۔ سابور کو موقع مل گیا بطیحہ کی حکومت پر متمکن ہو گیا۔ کچھ عرصہ بعد ابونصر بن مروان نے سابور سے مخالفت شروع کر دی سابور مقابلہ نہ کر سکا حکومت بطیحہ چھوڑ کر جزیرہ بنی دبیس چلا گیا اور ابونصر حکومت بطیحہ پر قابض ہو گیا۔ پھر تھوڑے دن بعد بطیحہ کی عنان حکومت ابوعبداللہ حسین بن بکر سراتی کے ہاتھ میں آ گئی۔

اہل بطیحہ کی بغاوت ابوکالیجار نے ۴۱۸ھ میں اپنے وزیر السلطنت ابومحمد بن ناہشاد کو بطیحہ سر کرنے کے لئے روانہ کیا چنانچہ وزیر السلطنت نے بطیحہ کو سر کر کے ابوعبداللہ حسین بن بکر سراتی کو بطیحہ کی حکومت پر مقرر کیا۔ اس نے رعایا کے مال و زر پر دست اندازی شروع کر دی۔ خراج کے علاوہ روپیوں کی ایک مقدار ان پر مقرر کر دی جو ان سے بزور و جبر وصول کرتا تھا۔ اس سے رعایا نے پریشان ہو کر جلا وطنی اختیار کر لی جو باقی رہ گئے انہوں نے سراتی کے قتل کر ڈالنے کا ارادہ کر لیا۔ کسی ذریعہ سے یہ خبر سراتی تک پہنچ گئی ان لوگوں کے پاس گیا معذرت خواہی کی اور حسن سلوک کرنے کا وعدہ کیا لیکن اپنی عادت بد کو ترک نہ کیا۔ اہل بطیحہ نے متفق ہو کر حملہ کر دیا اور اس کو اپنے شہر سے نکال دیا چنانچہ سراتی یزید بن مزید کے پاس چلا گیا۔

اہل بطیحہ کی سرکوبی بطیحہ میں ایک جماعت جلال الدولہ کی فوج کی قید تھی۔ اہل بطیحہ نے ان کو جیل سے نکالا اور ان کی مدد سے بطیحہ کے نظم و نسق سنبھالے اور اسی طرح بغاوت و مخالفت پر قائم رہے جیسے زمانہ حکومت مہذب الدولہ میں تھے اس کے بعد ابن طرائی آیا اور اس نے بطیحہ پر قبضہ حاصل کر لیا اور ۴۳۲ھ تک بطیحہ میں ٹھہرا رہا۔ پھر ابونصر بن ھثیم نے ابن طرائی پر فوج کشی کی اور اسے زیر کر کے بطیحہ فتح کر لیا اور جی کھول کر تباہ و برباد کیا۔ اہل بطیحہ نے اطاعت قبول کی اور جلال الدولہ کو خراج دینے کا اقرار کیا۔

ابوکالیجار کا بطیحہ پر قبضہ ۴۳۹ھ کا دور آیا تو ابوکالیجار نے اپنے وزیر السلطنت ابوالغنائم ابوالسعادات کو ایک بڑی فوج دے کر بطیحہ کے محاصرہ اور فتح کرنے کے لئے روانہ کیا۔ چنانچہ ابوالغنائم نے

بطیحہ پہنچ کر محاصرہ ڈال دیا۔ ان دنوں ابومنصور بن ہثیم بطیحہ میں حکومت کر رہا تھا ابومنصور حکومت نہ کر سکا صلح کی درخواست کی اسی اثنا میں اس کے سرداران لشکر امن حاصل کر کے ابو الغنائم کے پاس چلے آئے تھے۔ ان لوگوں نے اس کی کمزوری سے ابوالغنائم کو مطلع کر دیا اور یہ بھی ظاہر کر دیا کہ عنقریب ابومنصور شہر چھوڑ کر بھاگا جاتا ہے۔ ابوالغنائم نے ناکہ بندی کر لی جوں ہی ماہ صفر سنہ مذکور آیا ابوالغنائم نے جنگ چھیڑ دی۔ کامیابی کا میدان اس کے ہاتھ رہا۔ اہل بطیحہ کا ایک گروہ مقتول ہوا۔ متعدد کشتیاں ڈبو دی گئیں جنگل اور پہاڑوں میں منتشر ہو گئے۔ ابومنصور تن تنہا کشتی پر سوار ہو کر نکل بھاگا اس کے مکان میں آگ لگا دی گئی جو کچھ مال و اسباب تھا لوٹ لیا گیا۔

بطیحہ میں ابن ابی الخیر کی حکومت

اس کے بعد بطیحہ میں بنو ابی الخیر کا دور حکومت شروع ہوا ان کی حکومت پانچویں صدی کے پہلے اور بعد تھی۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ بنو ابی الخیر کس گروہ میں سے تھے، ہاں البتہ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ ابوالخیر کے دو بیٹے تھے۔ اسمٰعیل اور محمد۔ اسمٰعیل کا لقب مصطنع تھا اور محمد کا لقب مختصر۔ یہ دونوں اپنی قوم کے سردار تھے، مختصر کے مرنے پر اس کا بیٹا مہذب الدولہ سردار بنایا گیا۔ ابن ہثیم والی بطیحہ سے لڑائیاں ہوئیں بالآخر مہذب الدولہ نے گوہر آئین شحنہ بغداد کے زمانہ میں ابن ہثیم کو مغلوب کر دیا۔ اس کے بنو اعمام اور خاندان والے اس کی اطاعت کو اپنی عزت کا باعث سمجھتے تھے۔

مہذب الدولہ اور صدقہ کی جنگ

سلطان محمد نے ۴۹۵ھ میں صدقہ بن مزید کو بطیحہ اور حلہ کی گورنری عنایت کی شہر واسط بطور جاگیر مرحمت کیا۔ چنانچہ صدقہ نے مہذب الدولہ احمد بن محمد بن ابوالخیر والی بطیحہ سے ضمانت لے کر بطیحہ کی حکومت پر برقرار رکھا۔ مہذب الدولہ نے اپنی اولاد کو بطیحہ کے صوبوں کی حکومتوں پر مامور کر دیا۔ حماد، مہذب الدولہ کا چچازاد بھائی تھا صدقہ نے اسے واسط کے انتظام پر مامور کیا تھا۔ مہذب الدولہ اپنے چچا اسمٰعیل کے بیٹے حماد سے نرمی اور ملاطفت کا برتاؤ کرتا تھا اور حماد کو ریاست و حکومت کی پڑی تھی۔ جب گوہر آئین شحنہ بغداد کا انتقال ہو گیا تو حماد اپنے چچازاد بھائی مہذب الدولہ سے لڑ پڑا مہذب الدولہ نے اصلاح کی بہت کوشش کی مگر کامیاب نہ ہوا۔ النفیس بن مہذب الدولہ نے فوجیں فراہم کر کے مقابلہ کیا حماد کو شکست ہوئی صدقہ کے پاس جا کر پناہ لی اور اس سے فوجیں لے کر مہذب الدولہ سے پھر لڑنے کے لئے بطیحہ آیا۔ مہذب الدولہ نے مدافعت پر کمر باندھی متعدد لڑائیاں ہوئیں ابھی جنگ ختم نہ ہوئی تھی کہ صدقہ نے ایک تازہ دم فوج

حماد کی مدد پر بھیج دی، جس سے مہذب الدولہ کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی۔ اس کی فوج کا زیادہ حصہ کام آ گیا۔ اس واقعہ سے حماد کی طمع زیادہ ہوگئی۔ صدقہ سے مزید امداد کی درخواست کی چنانچہ صدقہ نے اپنے سپہ سالار حمید بن سعید کو حماد کی امداد پر مامور کیا۔ مہذب الدولہ نے حمید بن سعید سپہ سالار لشکر کے پاس مصالحت کا پیام بھیجا۔ حمید نے اس درخواست کو قبولیت کا درجہ عنایت کیا اور صدقہ سے اس کی صفائی کرا دی اس کے بعد مہذب الدولہ نے اپنے بیٹے نفیس کو صدقہ کی خدمت میں روانہ کیا صدقہ نے درمیان میں پڑ کر حماد اور اس کے بنو اعمام مہذب الدولہ وغیرہم میں مصالحت کرا دی۔ یہ واقعہ ۴۹۴ھ کا ہے۔

نصر بن نفیس بن مہذب الدولہ

دبیس بن صدقہ نے زمانہ خلافت مسترشد اور سلطان محمود کے عہد حکومت میں بغاوت کا جھنڈا بلند کیا۔ برسقی، شحنہ بغداد تھا۔ اس نے بطیحہ کی حکومت دبیس کے قبضہ سے نکال کر اپنے خادم سبحان کو عنایت کی۔ سبحان نے اپنی طرف سے نصر بن نفیس بن مہذب الدولہ احمد بن محمد بن ابوالخیر کو مامور کیا۔ اور سلطان محمود نے برسقی کو جنگ دبیس پر روانگی کا حکم دیا چنانچہ برسقی دارالخلافت بغداد سے فوجوں کو مرتب کر کے روانہ ہوا۔ اس مہم میں نصر بن نفیس والی بطیحہ اور اس کا ابن عم مظفر بن حماد بن اسمٰعیل ابوالخیر بھی برسقی کی رکاب میں تھا ان دونوں میں جیسا کہ تم اوپر پڑھ آئے ہو خاندانی عداوت چلی آ رہی تھی۔ برسقی اور دبیس سے معرکہ آرائی ہوئی، دبیس نے برسقی کو شکست دی۔ شاہی فوجیں شکست کھا کر بھاگیں۔ لیکن نصر بن نفیس اور اس کا ابن عم حماد، ساباط میں ٹھہرا رہا جوں ہی شاہی فوجیں شکست کھا کر آ پہنچیں، مظفر بن حماد نے نصر ابن نفیس کو قتل کر کے بطیحہ پر قبضہ کر لیا۔ دبیس کی خدمت میں فدویت نامہ ارسال کیا۔ اور دبیس نے خلافت مآب کی خدمت میں معذرت کا عریضہ روانہ کیا اور اطاعت و فرمانبرداری کی قسم کھائی۔

منصور بن صدقہ کا انجام

اس واقعہ کی سلطان محمود کو خبر پہنچی، منصور بن صدقہ برادر دبیس اور اس کے لڑکے کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ نیل کی سلائیاں آنکھوں میں پھروا دیں، دبیس کو اس سے سخت صدمہ ہوا۔ اپنے قبائل کو جو واسط میں تھے، سلطان محمود کے خلاف ابھارنے کی کوشش کی۔ لیکن ترکوں نے اس سے روکا۔ جبلل بن ابوالعسکر نے اپنے سپہ سالار افواج کو اس طوفان کے ختم کرنے کے لئے روانہ کیا اور مظفر بن حماد والی بطیحہ کو اہل واسط کے مقابلہ پر مدد دینے کے لئے لکھ بھیجا۔ لیکن جبلل نے عجلت سے کام لیا ابھی مظفر بن حماد

نہ آنے پایا تھا کہ اہل واسط سے لڑائی چھیڑ دی۔ اہل واسط نے اسے شکست دے کر اس کے مال واسباب اور سامان جنگ کو لوٹ لیا غرض بطیحہ میں اسی طرح کی طوائف الملوکی کا دور دورہ رہا۔ یہاں تک کہ بنو معروف نے بطیحہ کی عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی اور خلفاء نے انہیں بطیحہ سے نکال باہر کیا۔

بنو معروف کی بطیحہ سے جلا وطنی بنو معروف حکمران بطیحہ چھٹی صدی کے آخر میں تھے مجھے یہ معلوم نہیں ہوا کہ بنو معروف کا کس خاندان سے تعلق تھا جس وقت خلافت بغداد خلافت کی ذمہ داریوں کو پورا نہ کر سکی اور ملوک سلجوقیہ کی جابرانہ حکومت کا دور شروع ہوا اور رفتہ رفتہ اسلامی ممالک ان کے قبضہ سے نکلنے لگے۔ حلہ، کوفہ، واسط، بصرہ، تکریت، ہیت، انبار اور حدیثہ پر سلاطین سلجوقیہ کا قبضہ ہو گیا اتنے میں ناصر کی خلافت کا دور آ گیا۔ بنی معروف نے بطیحہ کی حکومت پر قبضہ کر لیا اس وقت ان لوگوں کا بزرگ خاندان معلی نامی ایک شخص تھا

ابن اثیر نے لکھا ہے کہ بنو معروف قبیلہ ربیعہ سے تھے، فرات کے غربی حصہ میں سواد کے نشیبی جانب بطائح کے متصل رہتے تھے جب ان کی ایذا رسانی، فتنہ انگیزی اور فساد کی شکایتیں بڑھیں اور چاروں طرف سے واویلا مچا تو خلیفہ ناصر نے معتمد الشریف متولی بلاد واسط کو بنو معروف کی سرکوبی کا حکم صادر فرمایا۔ چنانچہ معتمد الشریف اس حکم کے مطابق تمام ممالک اسلامیہ سے فوجیں فراہم کر کے بلاد بطیحہ کی طرف ۵۱۶ھ میں روانہ ہوا بنو معروف مقابلہ نہ کر سکے۔ شکست کھا کر بھاگے، قتل اور گرفتاری کا ہنگامہ برپا ہو گیا۔ سینکڑوں مارے گئے بہت سے قید کر لئے گئے باقی ماندہ دریا میں ڈوب کر مر گئے ان کا مال واسباب لوٹ لیا گیا۔ اسی وقت سے بطیحہ کا نظام حکومت درست ہو گیا۔ اور وہ خلیفہ ناصر کے مقبوضات میں شامل ہو گیا اور حکومت کا کوئی دشمن باقی نہیں رہا۔

باب ۲۶

امارت دینور وصامغان

دولت بنو حسنویہ

حسنویہ بن حسین کردی

حسنویہ بن حسین کردی، کردوں کے ایک گروہ سے تھا جو زیزنکاس کے نام سے مشہور تھا اور اس کا خاندان دولتیہ کے نام سے موسوم کیا جاتا تھا۔ قلعہ سرماج کا مالک اور برزنکان کا امیر تھا۔ اس نے حکومت اپنے ماموں ونداد اور غانم پسران احمد بن علی سے وراثتہً حاصل کی تھی انہی کردوں کا ایک اور گروہ تھا جو عبابیہ کہلاتا تھا ان دونوں (ونداد اور غانم) نے اطراف دینور، ہمدان، نہاوند، صامغان، آذربائیجان کے بعض مضافات، حدود شہر روز تک پر غلبہ حاصل کرلیا تھا۔ اور تقریباً پچاس سال تک ان بلاد کے مالک وحکمران رہے ان میں سے ہر ایک کے پاس ہزاروں کی تعداد میں فوج تھی۔ المختصر انداد بن احمد ۳۴۹ھ میں انتقال کر گیا اس کی جگہ اس کا بیٹا ابوالغنائم عبدالوہاب حکمرانی کرنے لگا یہاں تک کہ کردوں میں سے سادنجاں نے اسے گرفتار کرلیا ابوالغنائم کے فوجیوں نے حسنویہ کو اپنا امیر بنا لیا۔ اس نے ابوالغنائم کے قلعوں اور املاک پر قبضہ کرلیا۔ اس کے بعد ۳۳۵ھ میں غانم بن احمد نے بھی سفر آخرت اختیار کیا۔ اس کا بیٹا ابوسالم دسیم اس کی جگہ قلعہ قسنان میں جاکر متمکن ہوا لیکن ابوالفتح بن عمید نے اس کی حکومت وریاست چھین لی اور اس کے قلعوں موسوم بہ قسنان وغانم آفاق وغیرہ پر قبضہ کرلیا۔

حسنویہ کا کردار

حسنویہ نہایت خلیق اور سیرت کا بہت اچھا تھا۔ حرمین میں ہر سال بہت سا مال بطور صدقہ بھیجا کرتا تھا اپنے فرائض کو پورے طور سے انجام دیتا تھا اس نے صخور مہندسہ میں قلعہ سرماج (یا سرباج) اور دینور میں ایک بہت بڑی جامع مسجد تعمیر کرائی جب بنو بویہ حکمران ہوئے اور رکن الدولہ نے رے اور اس کے بلاد

منتقل کر لیا تو حسنویہ، رکن الدولہ کے ہوا خواہوں اور معین و مددگاروں میں داخل ہو گیا اس وجہ سے رکن الدولہ حسنویہ کے ساتھ ہر قسم کی مراعات اور اس کے کاموں سے چشم پوشی کرتا تھا۔ یہاں تک کہ ابن مسافر اور دیلمیوں میں لڑائی شروع ہو گئی جس میں ...... حسنویہ نے ابن مسافر کو شکست دے دی۔ ابن مسافر ایک محفوظ مقام میں قلعہ نشین ہو گیا۔ حسنویہ نے اس کا محاصرہ کر لیا اور چاروں طرف آگ روشن کر دی۔ ابن مسافر ہلاکت کے قریب پہنچ گیا مجبور ہو کر امن کی درخواست کی حسنویہ نے اسے امن دیا۔ لیکن پھر بد عہدی کی۔ اس سے رکن الدولہ کے خیالات خراب ہو گئے اور قومی رگ حمیت جوش میں آ گئی۔

ہمدان کی جنگ

۳۵۹ھ میں اپنے وزیر السلطنت ابو الفضل بن عمید کو ایک بڑی فوج کے ساتھ حسنویہ کو زیر کرنے کے لئے روانہ کیا ابو الفضل نے ہمدان پہنچ کر لڑائی کا نیزہ گاڑا اور حسنویہ پر طرح طرح کی سختی کرنے لگا اس اثناء میں ابو الفضل مر گیا اور اس کے بیٹے ابو الفتح نے کسی قدر خراج پر حسنویہ سے مصالحت کر لی اور واپس آیا۔

ابو النجم بدر بن حسنویہ کی حکومت

۳۶۹ھ میں حسنویہ کی موت کا وقت آ گیا۔ ابو العلاء، عبد الرزاق، ابو النجم بدر، عاصم، ابو عدنان، عبد الملک اور بختیار اس کے لڑکے تھے بختیار قلعہ سرماج کا مالک تھا اور اسی کے پاس حسنویہ کا مال اور خزانہ تھا۔ اس نے عضد الدولہ کی خدمت میں فدویت نامہ بھیجا۔ اور اطاعت قبول کر لی لیکن کچھ عرصہ بعد منحرف ہو گیا۔ عضد الدولہ نے ایک فوج بختیار کو زیر کرنے کے لئے بھیج دی جس نے اس کے تمام قلعوں پر قبضہ کر لیا۔ جب عضد الدولہ اپنے بھائی فخر الدولہ سے جنگ کے لئے بڑھا اور ہمدان وغیرہ پر قبضہ کر کے اپنے بھائی مؤید الدولہ کی حکومت میں ملحق و شامل کر دیا اور فخر الدولہ، قابوس بن وشمگیر کے پاس چلا گیا تو عضد الدولہ نے حسنویہ کردی کے مقبوضات کی طرف پھر قدم بڑھایا۔ اور نہاوند، دینور اور سرماج کو فتح کر لیا۔ جو کچھ مال و خزانہ اس قلعہ میں تھا لے لیا۔ یہ قلعہ نہایت عظیم الشان تھا۔ اس قلعہ کے ساتھ اور دوسرے قلعوں پر بھی قبضہ کر لیا حسنویہ کی اولاد اس سے متاثر ہو کر بطور وفد عضد الدولہ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ عضد الدولہ نے عبد الرزاق، ابو العلا اور عدنان کو گرفتار کر لیا۔ اور ان میں سے ابو النجم بدر بن حسنویہ کو اپنی خدمت کے لئے منتخب کر کے خلعت فاخرہ سے ممتاز کیا اور کردوں کی حکومت و سرداری عنایت کی۔ فوج اور سامان جنگ سے اسے مضبوط اور طاقتور بنایا۔

پسران حسنویہ کا انجام

چنانچہ بدر نے اس اطراف کا انتظام درست کیا۔ عنان حکومت اپنے قبضہ اقتدار میں لی

کردوں کی آئے دن کی بغاوت اور سرکشی کو روک دیا جس سے حکومت و ریاست پر اس کے قدم جم گئے اس کے بھائیوں کو اس سے حسد و رشک پیدا ہوا۔ عاصم اور عبدالملک نے علم بغاوت بلند کر دیا۔ مخالف کردوں کو جمع کر کے برسر جنگ آ گئے عضد الدولہ نے بدر کی حمایت اور ان لوگوں کو ہوش میں لانے اور ان کی سرکوبی کی غرض سے فوجیں روانہ کیں۔ عاصم نے سینہ سپر ہو کر مقابلہ کیا۔ شاہی فوج نے اسے شکست دی اور گرفتار کر کے ہمدان لے آئی۔ اس کے بعد پھر اس کی خبر نہ ملی۔ یہ واقعہ ۳۷۰ھ کا ہے عضد الدولہ نے حسنویہ کے تمام لڑکوں کو بغاوت کے الزام جرم میں قتل کر ڈالا اور ابو النجم بدر کو بدستور اس کی حکومت پر قائم رکھا۔

جنگ بدر بن حسنویہ و عساکر مشرف الدولہ

جب عضد الدولہ نے وفات پائی اور اس کا بیٹا صمصام الدولہ تخت حکومت پر متمکن ہوا تو اس کے بھائی مشرف الدولہ نے فارس میں علم مخالفت بلند کیا اور دارالخلافت بغداد پر قابض ہو گیا۔ فخر الدولہ بن رکن الدولہ خراسان سے اصفہان اور رے کی طرف اپنے بھائی مؤید الدولہ کے انتقال کے بعد واپس آیا اس سے مشرف الدولہ سے کچھ چھیڑ چھاڑ ہو گئی جس سے مشرف الدولہ کے دل میں فخر الدولہ کی طرف سے ناراضگی اور غصہ تھا۔ جب مشرف الدولہ کی حکومت دارالخلافت بغداد میں مستحکم ہو گئی اور بغداد کی عنان حکومت صمصام الدولہ نے اپنے قبضہ میں لے لی تو اسے اپنے سپہ سالار قراتکین جہشاری کو زیر کرنے کا خیال پیدا ہوا قراتکین نہایت قابو یافتہ شخص تھا۔ مشرف الدولہ نام کا بادشاہ تھا۔ رے وسعید کرنے کا مالک قراتکین تھا اور یہ امر مشرف الدولہ کو ناگوار تھا اس وجہ سے مشرف الدولہ نے فوجیں مرتب کر کے قراتکین کو بدر بن حسنویہ سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا اس روانگی و جنگ سے مقصد یہ تھا کہ مشرف الدولہ کو دونوں میں سے ایک سے چھٹکارا مل جائے گا یا قراتکین اس لڑائی میں کام آ جائے گا اور ہمیشہ کے لئے اس کی زبردستی سے نجات مل جائے گی اور یا بدر کے مقبوضات ہاتھ آ جائیں گے۔

قراتکین اور بدر بن حسنویہ

۳۷۷ھ میں قراتکین اور بدر بن حسنویہ سے وادی قرمیسین میں جنگ چھڑی۔ بدر کو شکست ہوئی روپوش ہو گیا۔ قراتکین اور اس کے ہمراہی نہایت بے فکری سے لشکر گاہ در خیموں میں آرام کرنے لگے۔ بدر نے غافل پا کر ایسی تیزی سے پھر حملہ کیا کہ قراتکین اور اس کے ہمراہی حیران رہ گئے۔ بے کو سنبھال بھی نہ سکے اور نہ گھوڑوں پر سوار ہو سکے۔ بدر نے ان کے خون کا دریا بہا دیا اور جو کچھ ان کے ساتھ تھا۔ سب پر قبضہ کر لیا صرف چند آدمیوں کے ساتھ قراتکین جان بچا کر نہروان کے پل کی طرف بھاگا۔ بقیہ بچے ہوئے لوگ

بھی اس سے آملے پریشان حال بغداد چلا آیا۔

بدر کو ناصر الدولہ کا لقب

اس واقعہ سے بدر کا دائرہ حکومت وسیع ہو گیا صوبجات جبل پر قابض ہو گیا قوت اور شوکت بڑھ گئی حکومت و ریاست کو استحکام حاصل ہو گیا۔ اس وقت سے بدر کو فتوحات کامیابی اور غلبہ حاصل ہو گیا یہاں تک کہ ایوان خلافت سے سنہ ۳۸۸ھ حکومت بہاء الدولہ کے زمانہ میں سند حکومت عطا ہوئی ناصر الدولہ کا لقب دیا گیا حرمین میں بے حد صدقات بھیجا کرتا تھا۔ عرب کو حجاز میں کھانا کھلواتا اور حاجیوں کی خاطر داری کرتا تھا اس کے ہمراہیوں نے کردوں کے فساد اور رہزنی کو روک دیا تھا جس سے اس کی عزت بڑھ گئی۔ اور اس کا ذکر خیر بلند ہو گیا۔

بدر بن حسنویہ و ابو جعفر کا محاصرہ بغداد

ابو جعفر حجاج بن ہرمز، بہاء الدولہ کی طرف سے عراق کی حکومت پر مامور ہوا۔ پھر بہاء الدولہ نے اسے معزول کر دیا۔ اور ابو علی ابن ابو جعفر استاد ہرمز کو اس کی خدمت کی عزت بخشی۔ ابو علی نے عمید الجیوش کا لقب اختیار کیا اور ابو جعفر اطراف کوفہ میں قیام پذیر ہوا۔ عمید الجیوش سے جنگ ہوئی۔ اگرچہ پہلی لڑائی میں ابو جعفر کو شکست دی لیکن سلسلہ جنگ سنہ ۳۹۳ھ تک جاری رہا۔ بنو عقیل، خفاجہ اور بنو اسد سے امداد دے کر دونوں فریق لڑتے رہے اور بہاء الدولہ بصرہ میں ابن واصل سے مصروف جنگ تھا۔ سنہ ۳۹۷ھ تک اس لڑائی کا سلسلہ جاری رہا جب ابن واصل میں لڑائی کی قوت باقی نہ رہی تو اس نے قلیج والی طریق خراسان کو ملا لیا چنانچہ دونوں عمید الجیوش سے جھگڑا کرنے پر تل گئے۔ اتفاق یہ کہ اسی سنہ میں قلیج مر گیا۔ عمید الجیوش نے اس کی جگہ ابو الفتح محمد بن عنان کو مامور کیا جو کہ بدر بن حسنویہ کا دشمن اور مخالف تھا۔ بدر بن حسنویہ کو اس سے غصہ اور رنج پیدا ہوا، ابو جعفر کی طرف مائل ہو گیا اور اس کی امداد کی غرض سے کردوں اور اس کے سرداروں کو اپنا ہمخیال بنا لیا امیر ہندی بن سعدی، ابو عیسیٰ شادی بن محمد ورام بن محمد اپنی اپنی فوجیں لے کر بدر بن حسنویہ کے پاس چلے آئے اور علی بن مزید بھی ان لوگوں کے ساتھ شریک ہو گیا۔ یہ لوگ کوچ و قیام کرتے ہوئے بغداد کی طرف بڑھے بغداد سے ڈیڑھ کوس کے فاصلہ پر پڑاؤ کیا ابو الفتح محمد بن عنان اس خبر سے مطلع ہو کر عمید الجیوش کے پاس آ گیا اور اس کے ساتھ دار الخلافت بغداد کی حمایت اور بدر بن حسنویہ وغیرہ کی مدافعت پر تیار ہوا۔ ابھی لڑائی کا آغاز نہیں ہوا تھا کہ ابن واصل کی شکست اور بہاء الدولہ کے غلبہ کی خبر پہنچ گئی سب کے سب سر پر پاؤں رکھ کر محاصرہ بغداد چھوڑ کر

بھاگ کھڑے ہوئے ابوجعفر نے حلوان کا راستہ لیا ابو عیسیٰ اس کے ہمراہ تھا اس نے بہاء الدولہ سے خط و کتابت کا سلسلہ شروع کیا۔

بدر بن حسنویہ کی اطاعت اس کے بعد بدر بن حسنویہ رافع بن معن عقیلی کی ولایت کی طرف قدم بڑھایا اور بسبب کے اتفاق اور مدد سے مار دھاڑ شروع کردی کیونکہ اس نے ابوالفتح بن عنان کو اپنے یہاں پناہ دی تھی اور اسی زمانہ میں اس نے حلوان اور قرمیسین پر قبضہ حاصل کر لیا تھا بدر نے رافع کے مقبوضات سر کرنے کے لئے ایک فوج روانہ کی جس نے اسے تباہ کیا بہت سے مقامات کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا۔ ابوالفتح بحال پریشان عمید الجیوش کی خدمت میں دار الخلافت بغداد پہنچا۔ عمید الجیوش نے اپنے پاس ٹھہرایا۔ امداد کا وعدہ کیا جب بہاء الدولہ کو ابن واصل کی مہم اور اس کے قتل سے فراغت حاصل ہو گئی اس وقت بہاء الدولہ نے عمید الجیوش کو ابوالفتح کی اعانت کی غرض سے بدر بن حسنویہ کی سرکوبی کا حکم دیا۔ چنانچہ عمید الجیوش شاہی فوجوں کو لئے ہوئے نیشاپور پہنچ کر مقیم ہوا بدر بن حسنویہ گھبرا گیا مصالحت کا پیام بھیجا اور مصارف فوج کشی ادا کرنے کا اقرار کیا۔ عمید الجیوش اس پر راضی ہو گیا۔ بدر بن حسنویہ نے حسب اقرار مصارف فوج کشی ادا کر دیئے اور عمید الجیوش بغداد واپس آیا۔

ہلال بن بدر ہلال بن بدر کی ماں شاذنجان سے تھی جس کے قریبی عزیز ابو عنان اور ابوالشوک بن مہلہل وغیرہ تھے ہلال کے پیدا ہونے کے بعد ہی بدر نے اس کی ماں سے علیحدگی اختیار کر لی تھی اس وجہ سے ہلال نے اپنے باپ کے سایۂ عاطفت میں نشوونما نہ پائی تھی بلکہ اس سے علیحدہ اپنے ماموں کے یہاں پرورش پا کر جوان ہوا۔ بدر نے اپنے دوسرے بیٹے علی کو تعلیم و تربیت دی اور ولی عہدی کے لئے منتخب کیا تھا۔

ہلال کا شہر زور پر قبضہ اس کے بعد ہلال صامغان کا حاکم ہوا۔ ابن مصاصی والی شہر زور کو اس کا قرب پسند نہ آیا کیونکہ بدر سے اور اس سے دوستانہ مراسم تھے۔ ابن مصاصی نے ہلال کو حکومت صامغان سے روکا اور جب وہ اپنے ارادہ سے باز نہ آیا تہدید آمیز پیام بھیجا اور اس کے باپ (بدر) نے بھی دھمکی دی۔ ہلال نے فوجیں فراہم کر کے ابن مصاصی پر چڑھائی کر دی اور شہر زور کے قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ ابن مصاصی نے محاصرہ اٹھانے کی ہر چند کوشش کی مگر کامیاب نہ ہوا۔ ہلال نے بزور تیغ فتح کر کے ابن مصاصی کو مار ڈالا۔ اور اس کے گھر بار کو لوٹ لیا۔ اس واقعہ سے باپ اور بیٹے کی مخالفت اور بڑھ گئی

بدر بن حسنویہ کی گرفتاری ہلال چلتا پرزہ تھا اور بدر سخت مزاج تھا۔ ہلال نے اپنے باپ بدر کے سرداروں اور دوستوں کو ملا لیا سب کے سب بدر کا ساتھ چھوڑ ہلال کے پاس چلے آئے۔ ہلال فوج کو مرتب کر کے اپنے باپ سے جنگ

کرنے کے لئے کھڑا ہوا۔ دینور میں باپ اور بیٹے کا مقابلہ ہوا۔ مقابلہ سے پہلے بدر کی قسمت میں شکست لکھی جا چکی تھی۔ گرفتار ہو کر اپنے بیٹے ہلال کے روبرو پیش کیا گیا ہلال نے بدر کو عبادت کی غرض سے قلعہ دینور روانہ کر دیا۔ اور گذارہ کے لئے پنشن مقرر کر دی اور جو کچھ مال و اسباب قلعہ میں تھا اس پر قبضہ کر لیا۔

ابوالفتح بن عنان کی قرمیسین پر فوج کشی بدر نے قلعہ میں متمکن ہونے اور مستقل طور سے رہنے کے بعد قلعہ کو ہر طرح سے مستحکم کر لیا ابوالفتح بن عنان اور ابو عیسیٰ ساری بن محمد کے پاس استر آباد پیام بھیجا "کہ ہلال کے مقبوضات نہایت سرسبز اور آباد ہیں ذرا سی نقل و حرکت میں یہ مقبوضات ہاتھ آئے جاتے ہیں موقع کو ہاتھ سے نہ دینا چاہئے" ابو عیسیٰ ساری پر بدر کا یہ جادو نہ چلا مگر ابوالفتح نے قرمیسین پر فوج کشی کر دی اور قابض ہو گیا۔ دیلمی فتحیابی کے بعد رعایا کے ساتھ نہایت بداخلاقی سے پیش آئے ہلال نے ان پر سختی سے حملہ کیا اور بہت سے دیلمیوں کو مار ڈالا۔

ہلال اور فخر الملک کی جنگ بدر نے اپنے قلعہ سے بہاء الدولہ کی خدمت میں ہلال کے مقابلہ کے لئے امداد کی درخواست بھیجی۔ بہاء الدولہ نے اپنے وزیر السلطنت فخر الملک کو ایک بڑی فوج کے ساتھ روانہ کیا۔ کوچ و قیام کرتا ہوا سابور خواست تک پہنچا۔ ہلال گھبرا گیا۔ ابو عیسیٰ بن ساری سے مشورہ کیا۔ ابو عیسیٰ نے رائے دی "کہ بہتر یہ ہے کہ تم بہاء الدولہ کی اطاعت قبول کر لو۔ اور اگر کسی وجہ سے اطاعت قبول کرنا پسند نہ کرتے ہو تو جنگ میں جلدی نہ کرو حیلوں سے وقت ٹالتے رہو" ہلال نے ابو عیسیٰ کی رائے پسند نہ کی اور سازش کا الزام لگایا اتنے میں شاہی فوج آ گئی اور ہلال نے بھی مقابلہ کی تیاری کر دی فخر الملک نے شاہی فوج کو میمنہ و میسرہ سے مرتب کیا۔ ہلال نے یہ رنگ دیکھ کر کہلا بھیجا "میں مقابلہ کے ارادے سے نہیں آیا ہوں بلکہ اظہار اطاعت کی غرض سے آیا ہوں۔

ہلال کی گرفتاری و اطاعت بدر نے اس امر کا احساس کر کے کہ ہلال کا جادو، وزیر پر چلا چاہتا ہے" وزیر کو اصل واقعہ سے مطلع کیا اور یہ امر کہ یہ ہلال کی چالبازی اور فریب ہے ہلال کے حرکات و سکنات سے ثابت کر دیا۔ وزیر السلطنت کے خیالات تبدیل ہو گئے لشکر کو حملہ کرنے کا حکم دے دیا۔ زیادہ عرصہ نہ گزرنے پایا تھا کہ ہلال پابزنجیر کیا گیا۔ وزیر السلطنت نے حکم دیا "کہ قلعہ کی کنجیاں، بدر کے حوالے کر دو، ہلال نے مجبوراً اس شرط سے کہ آئندہ اس کا باپ (بدر) اس سے کسی قسم کی دشمنی نہ کرے گا گردن جھکا دی۔ اس کی ماں نے بھی ان لوگوں کے ساتھ جو قلعہ میں تھے امن کی درخواست کی وزیر نے ان سب کو امن دیا۔ قلعہ پر قبضہ کر لیا اور مال و اسباب ضبط کر لیا قلعہ میں اس وقت چالیس ہزار دینار کی تھیلیاں تھیں اور چار لاکھ درہم

کی تھیلیاں، اس کے علاوہ جواہرات، قیمتی قیمتی کپڑے اور بے شمار آلات حرب تھے۔ وزیر نے قلعہ کو بدر کے حوالہ کیا اور مال و اسباب لے کر دار الخلافت بغداد کی طرف واپس ہوا۔

طاہر بن ہلال کا شہر روز پر قبضہ بدر بن حسنویہ نے شہر روز، عمید الجیوش کے حوالہ کر دیا تھا اور عمید الجیوش نے اپنی طرف سے ایک شخص کو شہر روز میں نائب مقرر کیا تھا جب اتفاقات بالا ۴۰۰ھ میں پیش آئے اور ہلال بن بدر ان دنوں قید تھا تو اس کا لڑکا طاہر فوجیں فراہم کر کے شہر روز پر چڑھ آیا اور فخر الملک وزیر السلطنت کی فوج سے جو شہر روز میں تھی لڑائی چھیڑ دی چنانچہ ماہ رجب میں وزیر السلطنت کی فوج کو شکست ہو گئی اور طاہر نے شہر روز پر قبضہ کر لیا وزیر السلطنت نے عتاب آمیز خط لکھا اور ان لوگوں کی رہائی کا حکم دیا جو اس وقت طاہر کے پاس قید تھے طاہر نے قیدیوں کو رہا کر دیا اور شہر روز بدستور اس کے قبضہ میں رہ گیا۔

بدر بن حسنویہ کا قتل (۴۰۵ھ میں) بدر بن حسنویہ امیر جبل نے حسن بن مسعود کردی پر اس کے ملک پر قبضہ کرنے کی غرض سے فوج کشی کی اور قلعہ کوسجہ (کوسجد) میں اس پر محاصرہ ڈالا۔ اتفاقات کچھ ایسے پیش آئے کہ محاصرہ زیادہ دن تک قائم رہا اور کوئی کامیابی نہ ہوئی۔ ہمراہیان بدر نے گھبرا کر بدعہدی پر کمر باندھ لی اور اس کے قتل پر متفق ہو گئے کردوں میں سے جورقان نامی ایک فرقہ اس امر کا ذمہ دار تھا۔ چنانچہ ان لوگوں نے بدر کو قتل کر ڈالا محاصرہ چھوڑ کر چلے گئے۔ شمس الدولہ بن فخر الدولہ والی ہمدان کے علم حکومت کی اطاعت قبول کر لی۔ حسین بن مسعود کردی نے بدر کی تجہیز و تکفین کرائی اور مشہد علی میں دفن کر دیا۔

طاہر بن ہلال کی گرفتاری طاہر بن ہلال اپنے دادا بدر کے خوف سے اطراف شہر روز میں قیام کئے ہوئے تھا جب اسے بدر کی موت کی خبر ملی تو اپنے دادا بدر کے مقبوضات پر قبضہ کرنے کی غرض سے خروج کیا۔ شمس الدولہ نے روک تھام کی۔ طاہر کے دماغ میں حکومت و امارت کی ہوا سمائی ہوئی تھی لڑ پڑا۔ شمس الدولہ نے اسے شکست دے کر گرفتار کر لیا اور ہمدان لے جا کر قید کر دیا اور بدر کے مقبوضہ بلاد پر قبضہ حاصل کر لیا۔ کردوں میں سے شاذنجان اور کردیہ، ابو الشوک کے دائرہ حکومت میں داخل ہو گئے۔

ہلال بن بدر کا خاتمہ طاہر کا باپ ہلال بن بدر اس زمانہ میں سلطان الدولہ کے پاس دار الخلافت بغداد میں قید تھا سلطان الدولہ نے ان واقعات سے مطلع ہو کر ہلال کو قید سے رہائی دی سامان جنگ اور ایک بڑی فوج دے کر شمس الدولہ سے ملک واپس لینے کی غرض سے روانہ کیا۔ شمس الدولہ سے اور ہلال سے معرکہ آرائی ہوئی لیکن جنگ کے شروع ہونے سے پہلے ہلال کی قسمت میں

شکست بھی ہو چکی تھی۔ شمس الدولہ نے ہلال کو شکست دی اور گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔ شاہی فوجیں جو اس کے ہمراہ تھیں شکست اٹھا کر بغداد واپس آ گئیں۔ شاپور خواست، دینور، بروجرد، نہاوند، اسد آباد اور صوبہ اہواز کا کچھ حصہ بدر کے قبضہ میں تھا ان کے علاوہ ان قلعوں اور شہروں پر بھی اس کا قبضہ تھا جو ان مقامات کے درمیان میں تھے عادل، عالی حوصلہ، فہیم، صاحب ہمت اور سخی تھا جن دنوں بدر اور اس کا بیٹا ہلال مارا گیا تو بدر کا پوتا طاہر شمس الدولہ کے پاس ہمدان میں قید کی مصیبتیں جھیل رہا تھا۔

ابو الشوک بن ابو الفتح محمد ابو الفتح محمد بن عناز، کردوں میں سے شاذنجان نامی ایک گروہ کا امیر تھا حلوان اس کے قبضہ میں تھا بیس سال تک حلوان میں اپنی قوم پر حکومت کرتا رہا۔ بدر بن حسنویہ اور اس کے بیٹے صوبجات جبل میں اس کے ہمسایہ اور دشمن ہونے کی وجہ سے ابو الفتح محمد سے لڑا بھڑا کرتے تھے سنہ ۴۰۱ھ میں اس نے وفات پائی اس کی جگہ ابو الشوک اس کا بیٹا حکمران ہوا دار الخلافت بغداد سے شاہی فوجیں آئیں ابو الشوک نے ان سے معرکہ آرائی کی لیکن شکست اٹھا کر حلوان میں قلعہ نشین ہو گیا۔ بہاء الدولہ کی طرف سے وزیر فخر الملک عمید الجیوش کے بعد عراق آیا تو ابو الشوک نے نامہ و پیام کر کے مصالحت کر لی۔

ابو الشوک اور طاہر بن ہلال کی جنگ شمس الدولہ ابن معز الدولہ ابن بویہ نے اسی زمانہ میں طاہر ابن ہلال ابن بدر سے اطاعت و فرمانبرداری کی قسم لے کر قید سے رہا کر دیا تھا اور اس کی قوم اور بلاد جبل کی حکومت و امارت عطا کی تھی تم اوپر پڑھ چکے ہو کہ اس میں اور ابو الشوک والی حلوان سے خاندانی دشمنی اور پرانا جھگڑا چلا آ رہا تھا۔ طاہر کو قید سے رہا ہونے کے بعد ابو الشوک سے بدلہ لینے کا شوق پیدا ہوا فوجیں فراہم کیں سامان جنگ جمع کیا اور ابو الشوک سے لڑائی چھیڑ دی اس واقعہ میں ابو الشوک کو شکست ہوئی۔ اس کا بھائی سعدی بن محمد مارا گیا کچھ عرصہ بعد ابو الشوک نے فوجیں فراہم کر کے جنگ کا دوبارہ سلسلہ چھیڑا اتفاق یہ کہ اس واقعہ میں بھی شکست ہوئی حلوان واپس آ کر قلعہ نشین ہو گیا اور طاہر نے اس کے گرد و نواح کے شہروں پر قبضہ کر کے نہروان میں سکونت اختیار کی۔

طاہر بن ہلال کا خاتمہ ان دو لڑائیوں میں دونوں فریق قوت آزمائی کر چکے تھے اس وجہ سے آئندہ لڑائی روکنے کے خیال سے دونوں فریقوں نے مصالحت کر لی اور ابو الشوک نے اپنی بہن کا نکاح طاہر سے کر دیا جب طاہر کو ہر طرح سے اطمینان ہو گیا اور ابو الشوک کی طرف سے بے خوف ہو گیا تو ابو الشوک نے بحالت غفلت طاہر پر حملہ کر کے اس کی آئندہ زندگی کا خاتمہ کر دیا اور اپنے بھائی سعدی بن محمد کے خون کا بدلہ لے لیا۔ طاہر کے ہمراہیوں نے مقابر بغداد میں لے جا کر دفن کر دیا ابو الشوک نے طاہر کے تمام مقبوضات پر قبضہ کر لیا دینور جا کر قیام پذیر ہوا۔

ابو الشوک اور علاء الدولہ بن کاکویہ جب علاء الدولہ بن کاکویہ نے سنہ ۴۱۴ھ میں جا کر شمس الدولہ بن بویہ کو شکست دے کر ہمدان پر اپنی حکومت کا جھنڈا گاڑا تو اسے دینور پر کسی غیر کی حکومت ذرہ بھر بھی نہ بھائی چنانچہ دینور کو ابو الشوک کے قبضہ سے نکال لیا شاپور خواست

اور اس اطراف کے تمام شہروں پر قابض ہو گیا ابوالشوک کے تعاقب میں چلا مشرف الدولہ سلطان بغداد نے ابوالشوک کی سفارش کی علاء الدولہ اس کے تعاقب چھوڑ کر واپس آیا۔

تاتاریوں کی بلاد رے پر یلغار | اس کے بعد جب تاتاریوں کا زور شور ہوا اور انہوں نے بلاد رے پر ۴۲۳ھ میں حملہ کیا ہمدان اور اس کے گرد و نواح کو اسد آباد اور دینور تک تباہ کرنے لگے تو ابوالفتح بن ابوالشوک نے تاتاریوں سے جنگ کی اور لڑ کر انہیں شکست دی ان کے گروہ کو گرفتار کر لیا اس کے بعد تاتاریوں اور ابوالفتح میں مصالحت ہو گئی اور ابوالفتح نے ان کے قیدیوں کو چھوڑ دیا اور وہ واپس ہو گئے۔

ابوالشوک کی فتوحات | ۴۳۰ھ میں ابوالشوک نے قرمیسین صوبہ جبل پر قبضہ حاصل کیا اور اس کے والی کو جو کہ اکراد، ترہیہ (قوہیہ) سے تھا گرفتار کر لیا والی قرمیسین کا بھائی ابوالشوک کے خوف سے قلعہ ارنبہ کی طرف بھاگ گیا شہر خولنجان بھی انہیں کرد کا تھا ابوالشوک نے اسکے سر کرنے کیلئے ایک فوج روانہ کی شہر فتح نہ ہو سکا اور فوج واپس آ گئی اہل شہر کو اطمینان ہو گیا ابوالشوک نے اسی دن اپنی فوج کو پھر حملہ کا حکم دیا اس کی اطلاع نہ تو اہل قلعہ ارنبہ کو تھی اور نہ خولنجان والے اس نقل و حرکت سے مطلع ہوئے ابوالشوک کی فوجیں شہر اور قلعہ میں گھس پڑیں مار دھاڑ شروع ہو گئی جسے پایا مار ڈالا جو کچھ پایا لوٹ لیا اہل شہر نے اطاعت قبول کی اور امن کی درخواست کی چنانچہ لوگوں کو امان دیدی گئی لیکن محافظ فوج نے وسط شہر کے قلعہ میں جا کر پناہ لی قلعہ کے دروازے بند کر لئے ابوالشوک کی فوج نے بھی اسکا محاصرہ کر لیا اور ماہ ذیقعد سنہ مذکور میں اس پر بھی قابض ہو گئی

ابوالفتح بن ابوالشوک | ابوالفتح بن ابوالشوک اپنے باپ کی طرف سے دینور کا حاکم تھا آدمی رعب داب کا تھا سیاست میں بھی پورے طور پر دخل رکھتا تھا حکومت و ریاست پر قدم جم گئے متعدد قلعوں پر قبضہ کر لیا اور اس کے اطراف و متعلقات کی تاتاری حملوں سے جیسا کہ چاہئے تھا حفاظت کی پھر اس کا دماغ پھر گیا اپنے باپ ابوالشوک سے بھی بڑھ جانے کا خیال پیدا ہوا۔

ابوالفتح بن ابوالشوک کی شکست و گرفتاری | ماہ شعبان ۴۳۱ھ میں قلعہ کورار یا کوبا پر فوج کشی کی۔ اتفاق سے اس وقت والی قلعہ موجود نہ تھا اسکی بیوی قلعہ میں تھی اس نے ابوالفتح کے خوف سے مہلہل سے کہلا بھیجا کہ آپ آ کر قلعہ پر قبضہ کر لیجئے میں قلعہ کی کنجیاں آپ کو دیدوں گی مجھ میں ابوالفتح سے جنگ کی قوت نہیں ہے مہلہل اس وقت اپنے مملکت اطراف صامغان میں تھا چنانچہ مہلہل اس پیام کو پا کر قلعہ سے ابوالفتح کی واپسی کا منتظر رہا اور فوجیں فراہم کرتا رہا جب ابوالفتح قلعہ کے محاصرہ پر اپنی فوج چھوڑ کر واپس ہوا تو مہلہل اپنا لشکر لیکر پہنچ گیا اور ابوالفتح کی فوج کا محاصرہ کر لیا اس اثناء میں ابوالفتح قلعہ کے محاصرہ کیلئے پھر واپس آ گیا مہلہل ایک مقام پر چھپ کر رہا جوں ہی ابوالفتح مقام کمینگاہ سے آگے بڑھا مہلہل نے حملہ کر دیا لڑائی شروع ہو گئی کامیابی کا سہرا مہلہل کے سر رہا ابوالفتح گرفتار ہو کر مہلہل کے روبرو پیش کیا گیا مہلہل نے جیل میں ڈالدیا

ابوالشوک کی شہر رندز پر فوج کشی | ابوالشوک کو اس واقعہ سے صدمہ ہوا لشکر فراہم کر کے شہر رندز پر حملہ کیا مدتوں محاصرہ کئے رہا اس کے بعد

جہلیل کے مقبوضات کی طرف قدم بڑھایا جنگ کا سلسلہ طویل ہو گیا کوئی مقصد حاصل نہ ہوا یہاں تک کہ جہلیل نے علاء الدولہ بن کاکویہ کو ابو الفتح کے مقبوضہ علاقہ کا لالچ دیا اور اس پر قبضہ کر لینے کی ترغیب دی علاء الدولہ نے دینور اور قرمیسین کو ٣٢ ھ میں لے لیا۔

ابوالشوک اور علاء الدولہ میں مصالحت اس کے بعد ابوالشوک نے دقوقا پر چڑھائی کی دقوقا پر جہلیل بن محمد کا قبضہ تھا اور اپنے بیٹے سعدی کو آگے بڑھنے کا حکم دیا سعدی نے اپنے باپ کے حکم کی تعمیل کی دقوقا کا چاروں طرف سے محاصرہ کر لیا۔ اس کے بعد ہی ابوالشوک بھی آ گیا شہر پناہ کی دیوار توڑ کر شہر میں گھس پڑا اور بزور تیغ قبضہ کر لیا شہر کے بعض محلوں کو لوٹ لیا۔ کردوں کا اسلحہ اور مال و اسباب چھین لیا۔ دقوقا میں صرف ایک شب قیام کیا تھا کہ یہ خبر گوش گزار ہوئی کہ اسکا بھائی سرخاب بن محمد اسکے مقبوضات کیطرف بڑھ رہا ہے اس خوف سے کہ مبادا شہر بھی قبضہ سے نکل نہ جائے دقوقا سے واپس ہوا جلال الدولہ سلطان بغداد سے امداد کی درخواست کی جلال الدولہ نے ایک لشکر اس کی مدد پر بھیج دیا جسکی وجہ سے ابوالشوک کے مقبوضات سرخاب کے حملوں سے محفوظ رہے جہلیل نے یہ رنگ دیکھ کر علاء الدولہ بن کاکویہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے بھائی ابوالشوک کی زیادتیوں کی شکایت کی اور اسکے مقابلہ پر امداد کا طالب ہوا علاء الدولہ اپنی فوج لیکر اسکی حمایت پر نکل پڑا، کوچ و قیام کرتا ہوا قرمیسین پہنچا، ابوالشوک کو اس کی خبر لگ گئی حلوان کی طرف واپس ہوا علاء الدولہ نے تعاقب کیا۔ رفتہ رفتہ مرج پہنچا اور ابوالشوک سے قریب ہو گیا۔ ابوالشوک نے قلعہ سیروان پہنچ کر قلعہ نشین ہونے کا ارادہ کر لیا اور جلال الدولہ کے پاس کہلا بھیجا کہ اگر آپ مجھے زیادہ تنگ کرینگے اور مجھے کوئی بھاگنے کی صورت نہ دکھائی دیگی تو میں جلال الدولہ کو اپنے مقبوضات سپرد کر دوں گا۔ بہتر یہ ہے کہ آپ مجھ سے مصالحت کر لیجئے اور مجھ سے لڑائی کا خیال چھوڑ دیجئے علاء الدولہ یہ پیام پا کر مصالحت پر آمادہ ہو گیا چنانچہ دینور لیکر مصالحت کر لی اور لوٹ آیا۔

ابوالشوک اور جہلیل میں مصالحت پھر ٣٢ ھ میں ابوالشوک نے شہر زور کی طرف قدم بڑھایا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ اس کے گرد و نواح کے مقامات کو تباہ و برباد کیا قلعہ تیر انشاہ (نیز ارشاہ) پر بھی محاصرہ ڈالا۔ ابوالقاسم بن عیاض نے مدافعت کی اور اس کے بیٹے ابوالفتح کی رہائی کا وعدہ کیا جو اس کے بھائی جہلیل کے یہاں قید تھا جہلیل یہ خبر پا کر کہ ابوالشوک میرے مقبوضات کیطرف حملہ کے لئے آرہا ہے شہر زور سے سندہ وغیرہ ابوالشوک کے مقبوضات کی جانب لوٹ مار کرنے کی غرض سے چلا گیا تھا لیکن جب ابوالقاسم بن عیاض نے کہلا بھیجا کہ میں تمہارے بھائی ابوالشوک سے مصالحت کرا دوں گا تو جہلیل نے لوٹ مار سے اپنا ہاتھ روک لیا لیکن اسکے باوجود ابوالشوک حلوان سے صامغان کی طرف بڑھ گیا اور جہلیل کے مقبوضات کو جی کھول کر لوٹا جہلیل اسکے مقابلہ پر نہ آسکا لوگوں نے درمیان میں پڑ کر دونوں بھائیوں میں مصالحت کرا دی ابوالشوک واپس آیا۔

ابراہیم نیال کا شاذنجان پر قبضہ اس کے بعد ابراہیم نیال اپنے بھائی طغرلبک کے حکم سے ہمدان کے خیال سے عراق روانہ ہوا

اور مینیچ نہی ہمدان پر قبضہ کرلیا۔ کرساشف ابن علاء الدولہ، جرزقان کے کردوں کے پاس چلا گیا۔ ابوالشوک ان دنوں دینور میں تھا اس خبر وحشت اثر کو سن کر دینور چھوڑ کر قرمیسین چلا گیا ینال نے دینور پر بھی قبضہ کرلیا اور ابوالشوک کے تعاقب میں قرمیسین کی طرف روانہ ہوا ابوالشوک کو اس کی خبر لگ گئی قرمیسین کو بھی خیرباد کہہ کر حلوان کا راستہ اختیار کیا اور اپنی فوج کو جس میں دیلمی اور کرد تھے شادنجان چھوڑ گیا ینال نے شادنجان کی طرف قدم بڑھایا اور بزور تیغ شادنجان پر قبضہ کرلیا بہت بڑی خونریزی ہوئی ابوالشوک کی فوج کا اکثر حصہ کام آگیا بقیہ نے ابوالشوک کے پاس حلوان جا کر پناہ لی۔ ابوالشوک نے اپنے اہل وعیال اور ذخیرہ کو قلعہ سیروان بھیج دیا اور خود حلوان میں رہا۔

ابراہیم ینال کا جرزقان پر قبضہ | ینال اس مہم شادنجان سے فارغ ہو کر صیمرہ کی طرف بڑھا، اس پر کامیاب ہو کر اسے تباہ و برباد کیا اس کے بعد ان کردوں پر حملہ آور ہوا جو صیمرہ کے قریب بجوار مقام جرزقان میں ٹھہرے ہوئے تھے اس واقعہ میں بھی کردوں کو شکست ہوئی کرساشف بن علاء الدولہ انہیں کردوں کے پاس مقیم تھا ان کی شکست سے جان کے لالے پڑ گئے۔ کسی طرح جان بچا کر شہاب الدولہ کے مقبوضہ علاقہ میں جا کر پناہ لی ینال آخر ماہ شعبان میں جرزقان پہنچا اور قبضہ کرلیا۔ بازار لوٹ لیا مکانات کو جلا دیا اسی سلسلہ میں ابوالشوک کا مکان بھی آگ کی نذر ہو گیا۔

ابوالشوک اور مہلہل میں اتحاد | ان واقعات نے ابوالشوک اور اس کے بھائی مہلہل کو خواب غفلت سے بیدار کیا مخالفت کا خیال ترک کر کے اتحاد کی طرف مائل ہوئے باہم خط و کتابت شروع ہوئی ابوالشوک کا لڑکا ابوالفتح مہلہل کے یہاں بحالت قید مر گیا مہلہل نے اپنے بیٹے ابوالغنائم کو ابوالشوک کے پاس بھیج دیا اور یہ کہلا بھیجا کہ میں بحلف کہتا ہوں کہ ابوالفتح کو میں نے قتل نہیں کیا بلکہ وہ اپنی موت سے مر گیا ہے اور اگر یہ امر ثابت ہو جائے تو میں بخوشی اجازت دیتا ہوں کہ ابوالغنائم میرے لڑکے کو اس کے بدلہ میں قتل کر ڈالے ابوالشوک کا دل صاف ہو گیا ہر ایک نے اتحاد کی قسمیں کھائیں اور ینال کی مدافعت پر تیار ہو گئے۔ چونکہ ابوالشوک نے سرخاب سے قلعہ دور بلوبہ چھین لیا تھا اس وجہ سے دونوں میں عداوت چلی آ رہی تھی سرخاب نے اس موقع کو غنیمت شمار کر کے بندنجین پر چڑھائی کر دی بندنجین سعدی بن ابوالشوک کے قبضہ میں تھا سعدی مقابلہ نہ کر سکا بندنجین چھوڑ کر ایلہ چلا گیا۔ سرخاب نے بندنجین کو لوٹ لیا۔

ابوالشوک کی وفات | ۴۳۷ھ میں ابوالشوک نے قلعہ سیروان مضافات حلوان میں وفات پائی۔ اس کا بھائی مہلہل اس کی جگہ حکومت کی کرسی پر متمکن ہوا کردوں کا ایک گروہ اس کے بھتیجے سعدی بن ابی الشوک کی اطاعت چھوڑ کر مہلہل کے پاس چلا آیا سعدی کو اس سے سخت رنج ہوا اور وہ طغرل بک کے پاس چلا گیا اور اسے مہلہل کے علاقہ پر قبضہ کر لینے کی ترغیب دینے لگا۔

مہلہل کا قرمیسین پر قبضہ | جس وقت ینال نے حلوان کے قریب کردوں کو شکست دی تھی اس وقت قرمیسین پر بدر بن طاہر بن ہلال بن بدر بن حسنویہ کو مامور کیا تھا مہلہل نے ابوالشوک کی وفات کے بعد ۴۳۸ھ میں قرمیسین پر حملہ کیا بدر بن طاہر مقابلہ نہ کر سکا قرمیسین کو

بے یار دیار چھوڑ کر بھاگ گیا مہلہل نے قبضہ کر لیا اور اپنے بیٹے محمد کو دینور کی طرف بڑھنے کا حکم دیا دینور میں نیال کی فوجیں تھیں محمد نے ان کو سر میدان شکست دے کر دینور پر قبضہ کر لیا۔

سعدی بن ابوالشوک | مہلہل نے اپنے بھائی ابوالشوک کے بعد اس کے کل مقبوضات پر قبضہ کر لیا اور برادر سعدی (یعنی اپنی بھاوج زوجہ ابوالشوک) سے عقد کر لیا شاذنجان میں کردوں کے ساتھ بداخلاقی کے ساتھ پیش آنے لگا اور خفیف خفیف معاملہ میں بیحد سختی کرنے لگا سعدی نے نیال کو ان ممالک پر قبضہ کر لینے کی ترغیب دی جیسا کہ تم اوپر پڑھ چکے ہو نیال نے تاتاریوں کا ایک لشکر سعدی کی ماتحتی میں شاذنجان کی جانب ۴۳۹ھ میں روانہ کیا سعدی نے حلوان پر قبضہ کر کے نیال کے نام کا خطبہ پڑھا اور شہر کے نظم و نسق سے فارغ ہو کر بابذشت کی جانب کوچ کیا مہلہل کو اس نقل و حرکت کی خبر لگ گئی۔ فوراً حلوان آ پہنچا اور قبضہ کر کے نیال کا خطبہ و سکہ موقوف کر دیا۔

سعدی بن ابوالشوک اور بدر بن مہلہل کی جنگ | سعدی بامذشت سے اپنے چچا سرخاب کی طرف گیا اور اس کے مال و اسباب کو لوٹ لیا اس کے بعد ایک دستہ فوج کو بندنیجین کی جانب روانہ کیا جس نے سرخاب کے نائب کو گرفتار کر لیا اور شہر لوٹ کر تباہ کر دیا سرخاب نے قلعہ دوربلونہ میں جا کر پناہ لی اور سعدی قرمیسین کی جانب واپس آیا اور حلوان پر دوبارہ قبضہ کر لیا مہلہل نے اس سے مطلع ہو کر اپنے بیٹے بدر کو حلوان کرنے کیلئے بھیجا چنانچہ اس نے حلوان پر اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا سعدی نے تاتاریوں کو جمع کیا پھر حلوان کی طرف بڑھا اور بدر کو نکال کر قبضہ کر لیا قبضہ حلوان کے بعد اپنے چچا مہلہل کی طرف بڑھا مہلہل نے گھبرا کر تیراز شاہ کے پاس قلعہ شہر روز میں جا کر پناہ لی۔

سعدی بن ابوالشوک کی گرفتاری | تاتاری لشکر نے اس اطراف کے شہروں اور حلوان کو بھی کھول کر لوٹا اور سعدی نے تیراز شاہ پر محاصرہ ڈال دیا۔ احمد بن طاہر نیال کا نامی سپہ سالار اس مہم میں سعدی کے ساتھ تھا مہلہل نے تنگ آ کر اپنے بھتیجے سے مل جانے کا ارادہ کیا مگر کردوں کی مخالفت نے اسے اس سے باز رکھا اس کے بعد سعدی نے اپنے چچا سرخاب پر محاصرہ ڈالنے کی غرض سے دزدبلونہ پر حملہ کیا ابوالفتح بن دارم نامی سپہ سالار رکاب میں تھا کوچ و مقام کرتا ہوا روانہ ہوا۔ پہاڑی درے بکثرت اور راستہ بیحد تنگ تھا جس سے محاصروں کے حوصلے ٹھنڈے ہو گئے جان کے لالے پڑ گئے سعدی اور ابوالفتح وغیرہ سرداران لشکر گرفتار کر لئے گئے اور تاتاری لشکر اس اطراف پر قبضہ کر لینے کے بعد ناکام واپس ہوا۔

سعدی بن ابوالشوک کی رہائی | جس وقت سرخاب نے اپنے برادر زادہ ابی الشوک کو گرفتار کر لیا اس وقت اس کے بیٹے ابوالعسکر کو اپنے باپ کے اس فعل سے سخت غصہ پیدا ہوا اور کچھ تو بن نہ پڑا اپنے باپ سے علیحدگی اختیار کر لی چونکہ سرخاب کردوں پر حکومت پر متمکن ہونے کے بعد کردوں سے بدسلوکی کرنے لگا تھا اس وجہ سے کردوں نے متفق ہو کر سرخاب کو گرفتار کر کے نیال کے پاس بھیج دیا نیال نے اس کی آنکھیں نکلوا لیں اور سعدی بن ابوالشوک کی رہائی کا مطالبہ کیا چنانچہ اس کے بیٹے ابوالعسکر نے سعدی کو چھوڑ دیا اور اپنے باپ سرخاب کی رہائی کی کوشش کرنے کی سعدی سے قسم لے لی۔

سعدی کی رہائی کے بعد کردوں کا ایک گروہ آکر جمع ہو گیا سب کو فوج کی صورت میں مرتب کر کے نیال کی طرف روانہ ہوا نیال کو اس سے خطرہ پیدا ہوا نفرت کا اظہار کیا۔ سعدی نے دسکرہ کی طرف قدم بڑھا اور ابکالیجار کو اپنی اطاعت کا پیام دیا۔

سعدی بن ابوالشوک اور تاتاریوں کی جنگ | نیال سعدی کی علیحدگی کے بعد قلعہ کلجان کے سر کرنے کیلئے روانہ ہوا اہل قلعہ نے اطاعت قبول نہ کی مقابلے پر آ گئے۔ نیال نے اپنی فوج کے ایک حصہ کو قلعہ دربلونہ کے محاصرہ پر روانہ کیا اور بقیہ فوج کے ساتھ بندنجین کی طرف بڑھا قتل، غارت، سزا اور تاوان لینے کی کوئی کسر باقی نہ چھوڑی یہاں تک کہ باشندگان بندنجین کو خوب پامال کیا ان میں سے ایک گروہ فتح کی طرف روانہ ہوا۔ فتح میں مقابلہ کی طاقت نہ تھی مال و اسباب اور ذخیرہ کو چھوڑ کر بھاگ کھڑا ہوا نیال کی فوج نے تعاقب کیا۔ ایک میدان میں دونوں فریق کا سامنا ہو گیا تو کیا نہ کرتا بحکم بر کہ تنگ آید بجنگ آید لڑ پڑا۔ قسمت نے یاوری نہ کی ہمراہیان نیال فتحیاب ہوئے۔ فتح نے اپنے احباب اور قرب و جوار کے حکمرانوں سے امداد کی درخواست کی۔ کسی نے کوئی توجہ نہ دی مجبور ہو کر جلا وطن ہو گیا۔ ان دنوں سعدی بن ابوالشوک مقام باجبین سے دو کوس کے فاصلہ پر پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا تاتاریوں نے اس پر شب خون مارا اور اس کے مال و اسباب کو لوٹ لیا تاتاریوں کی اس غارت گری سے ان ممالک کا کوئی شہر و قریہ نہ بچ سکا دسکرہ، ہارونیہ اور قصر سابور وغیرہ انکی غارت گری اور قتل کی نذر ہو گئے۔ ان مقامات کے باشندگان کچھ تو تاتاریوں کے تیغ اجل کے نذر ہوئے اور کچھ دریا اور نہروں میں ڈوب کر مر گئے باقی ماندہ کو سردی نے ہلاک کر دیا سعدی بہزار خرابی اپنی جان بچا کر دیال پہنچا اور وہاں سے ابوالاغر دبیس بن مزید کے پاس چلا گیا اور اس کے پاس مقیم رہا۔

نیال کا قلعہ سیروان پر قبضہ | اس کے بعد نیال نے قلعہ سیروان پر محاصرہ ڈالا۔ رسد غلہ کی آمد بند کر دی اور قرب و جوار کے شہروں پر شبخون مارنے کے لئے فوجیں روانہ کیں اس قتل و غارتگری کا سیلاب تکریت تک پہنچ گیا تھا سیروان کے محافظوں نے بھوک اور فاقہ کشی سے تنگ آکر اطاعت قبول کی امن کے خواستگار ہوئے نیال نے قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ اور وہاں پر سعدی کا جو کچھ ذخیرہ تھا سب لے لیا اپنے ہمراہیوں میں سے ایک شخص کو قلعہ کا حاکم مقرر کیا کچھ روز بعد حاکم قلعہ سیروان مر گیا۔

فتح شہر زور | پھر نیال نے اپنے وزیر کو شہر زور فتح کرنے کیلئے روانہ کیا چنانچہ وزیر السلطنت نے شہر زور پر بزور تیغ قبضہ حاصل کر لیا مہلہل بھاگ نکلا اور دور تک بھاگا چلا گیا۔ نیال نے لشکریوں نے میدان خالی پا کر قلعہ سوار شاہ پر محاصرہ ڈالا مہلہل کو موقع مل گیا اہل شہر زور سے نامہ و پیام کا سلسلہ ڈالا اور انہیں ان تاتاریوں پر دفعتہً حملہ کرنے پر ابھار دیا جو ان دنوں وہاں موجود تھے چنانچہ اہل شہر زور نے ایک روز بحالت غفلت تاتاریوں پر حملہ کر دیا اور سب کو موت کا پیالہ پلا دیا نیال کا سپہ سالار یہ خبر سن کر شہر زور واپس گیا لیکن ناکام رہا اسکے بعد تاتاریوں کا دوسرا لشکر جو بندنجین میں مقیم تھا نہر سیلی کی طرف سیلاب کی طرح بڑھا اور ابودلف قاسم بن محمد جاوانی سے معرکہ آرا ہوا ابودلف نے انہیں شکست فاش دی اور ان پر فتحیاب ہوا اور جو کچھ ان کے پاس تھا لوٹ لیا۔

علی بن قاسم اور تاتاریوں کی جنگ | ۱۰ ذی الحجہ سنہ مذکور میں تاتاریوں کا ایک گروہ علی بن قاسم کے مقبوضہ علاقہ پر حملہ آور ہوا اور لوٹ مار کا بازار گرم کر دیا راستہ نہ جانتا تھا ایک پہاڑی درہ میں گھس پڑے علی بن قاسم کو موقع مل گیا حملہ کر کے جو کچھ مال غنیمت اسکے ملک سے تاتاریوں نے حاصل کیا تھا سب کا سب واپس لے لیا۔ احمد بن طاہر سپہ سالار ینال، قلعہ تیران شاہ کا برابر محاصرہ کئے رہا یہاں تک کہ ۴۳۶ھ کا دور آ گیا اور اسکی فوج میں وبا پھیل گئی ینال سے امداد کی درخواست کی۔ ینال اسکی مدد کو نہ پہنچ سکا احمد مجبور ہو کر محاصرہ اٹھا کر مابدشیر چلا آیا۔

مہلہل کی بغداد کو روانگی | اس واقعہ کی خبر مہلہل تک پہنچ گئی اپنے لڑکوں میں سے ایک لڑکے کو شہر زور بھیجا جس نے شہر زور پر قبضہ کر لیا تاتاری فوج ان نے بیرسان چھوڑ دیا لشکر بغداد نے حلوان کی طرف کوچ کر دیا قلعہ حلوان پر محاصرہ ڈالا لیکن کامیاب نہ ہوا صرف وہ مال ہاتھ آیا جسے تاتاری لٹیرے چھوڑ گئے تھے شاہی فوج نے بھی ان صوبجات کی بربادی میں پورا پورا حصہ لیا۔ باقی رہا مہلہل اس نے بغداد کا راستہ لیا اپنے مال و اسباب اور اہل و عیال کو بغداد میں چھوڑا اور اپنی فوج کو بغداد سے چھ کوس کے فاصلہ پر پڑاؤ ڈالنے کا حکم دیا ان غارت گریوں کی خبریں سن کر بغداد سے ایک لشکر بندنیجین کی طرف روانہ ہوا۔ تاتاریوں کے جو اس وقت وہاں موجود تھے مڈبھیڑ ہوئی تاتاریوں نے شاہی لشکر کو شکست دی اور سب کو قتل کر ڈالا کوئی بھی جانبر نہ ہو سکا

سلطان طغرلبک اور مہلہل | ۴۳۸ھ میں مہلہل برادر ابو الشوک سلطان طغرلبک کی خدمت میں باریاب ہوا سلطان نہایت عزت و احترام سے پیش آیا اور اسے مقبوضات بیرسان، دقوقا، شہر زور اور صامغان کی حکومت عنایت کی مہلہل نے اپنے بھائی سرخاب کی رہائی کی سفارش کی جو ایک مدت سے سلطان کی قید میں تھا چنانچہ سلطان نے اسکی سفارش کو قبول و منظور فرمائی اور سرخاب کو قید سے آزادی عنایت کر کے قلعہ ماہکی کی جو اسکے مقبوضات سے تھا حکومت سپرد کی سرخاب قید سے رہائی پا کے قلعہ ماہکی کی طرف روانہ ہوا سعدی ابن ابی الشوک بھی ان عنایات شاہی سے محروم نہیں رہا سلطان طغرلبک نے اسے راوندین بطور جاگیر عنایت کیا۔

سعدی بن ابو الشوک اور ابو دلف کی جنگ | پھر ۴۳۹ھ میں سلطان طغرلبک نے سعدی کو تاتاری افواج کا افسر بنا کر اطراف عراق کو سر کرنے کے لئے روانہ کیا یہ کوچ و قیام کرتا ہوا مابدشت پہنچا پھر وہاں سے کوچ کر کے ابو دلف جاوانی کی جانب بڑھا ابو دلف مقابلہ نہ کر سکا بھاگ کھڑا ہوا سعدی نے تعاقب کیا تھوڑی دور پر جا گھیرا مال و اسباب لوٹ لیا ابو دلف تن تنہا بہ یک بینی و دو گوش اپنی جان بچا کر بھاگ نکلا۔

مہلہل کی گرفتاری | خالد ابن عمر سعدی اور بدر ابن علی بن معن عقیلی کی اولاد سعدی کے پاس وفد (ڈیپوٹیشن) لے کر حاضر ہوئے اور مہلہل کی زیادتیوں کی شکایت کی سعدی نے امداد و اعانت کا وعدہ دے کر واپس کیا اثناء راہ میں مہلہل کے ہمراہی مل گئے بنو عقیل نے ان لوگوں کو گرفتار کر لیا مہلہل نے فدیہ دے کر ان لوگوں کو چھڑایا اور موقع پا کر تل عکبرا پر ان لوگوں سے مڈبھیڑ کی بنو عقیل کو شکست ہوئی مہلہل نے ان کا مال و اسباب لوٹ لیا بنو عقیل پریشان حال سعدی کے پاس سامرا پہنچے اپنے رنج و غم کی داستان سنائی۔ سعدی کو طیش آ گیا فوجیں آراستہ کر کے

اپنے چچا مہلہل کا تعاقب کیا اور اس پر کامیاب ہو کر اسے اور اس کے بیٹے مالک کو گرفتار کر لیا بنو عقیل کا مال جس قدر مہلہل نے لوٹ لیا تھا سب کا سب واپس لے لیا اور حلوان کی طرف لوٹ پڑا۔

بدر بن مہلہل کی شہر زور کی جانب پیش قدمی ان واقعات سے دارالخلافت بغداد میں بےچینی پیدا ہو گئی الملک الرحیم کی فوجیں جمع ہوئیں ابوالاغر دبیس بن مزید ان فوجوں کے ساتھ تھا سعدی کا لڑکا سلطان طغرلبک کے پاس رہن تھا اور مہلہل سعدی کے یہاں قید کی مصیبتیں جھیل رہا تھا سلطان طغرلبک نے سعدی کے لڑکے کو سعدی کے پاس بھیج دیا اور یہ کہلا بھیجا کہ میں اسے مہلہل کی جگہ بھیجتا ہوں تم مہلہل کو قید سے رہا کر دو۔ سعدی کو اس حکم کی تعمیل میں پس و پیش ہوا بالآخر سلطان طغرلبک کی مخالفت کا اعلان کر کے حلوان کی طرف روانہ ہوا۔ اہل حلوان نے شہر میں گھسنے نہ دیا ناچار رشقباد اور بروان کے درمیان حملے کرتا رہا اور الملک الرحیم کی اطاعت قبول کر لی سلطان طغرلبک کو سعدی کا یہ فعل ناگوار گزرا ایک لشکر بدر بن مہلہل کی ماتحتی میں شہر زور کی طرف روانہ کیا۔ ابراہیم بن اسحاق سعدی کا سپہ سالار مقابلے پر آیا باہم لڑائی ہوئی ابراہیم اپنی جان بچا کر قلعہ رشقباد کی جانب بھاگا اور بدر بن مہلہل نے شہر زور کی طرف قدم بڑھایا۔ ابراہیم یہ سن کر حلوان چلا آیا اور وہیں قیام پذیر رہا پھر ۴۴۶ھ میں بدر نے دسکرہ پر فوج کشی کی اسے تاراج کر کے رشقباد جا پہنچا یہ قلعہ سعدی کے قبضہ میں تھا اس قلعہ میں اور قلعہ بروان میں سعدی کا مال و اسباب اور ذخیرہ تھا حاکم قلعہ مقابلہ پر آیا لیکن اسکے عملوں نے قلعہ سپرد کر دینے پر اسے مجبور کر دیا قلعہ اور اسکے متعلقات خراب اور ویران کر دیئے گئے۔

دیلمیوں کا زوال غرض کہ ہر طرف سے دیلمیوں پر ادبار کی گھٹا چھائی ہوئی تھی جس طرف جاتے تھے مار دھاڑ کے سوا کوئی دوسرا سلوک نہیں کیا جاتا تھا اسی اثنا میں سلطان طغرلبک نے ابوعلی بن ابوکالیجار والی بصرہ کو تاتاری فوجوں کے ساتھ اہواز کی طرف روانہ کیا چنانچہ ابوعلی نے اہواز پر قبضہ کر لیا اور تاتاری فوجوں نے اسے لوٹ لیا سے ایا کو اس سے بہت بڑی مصیبت کا سامنا کرنا پڑا لوگ لوٹے گئے، مارے گئے جو کچھ مال و اسباب اس غارت گری سے بچا تاوان اور جرمانہ کی نذر ہو گیا۔ الغرض سلطان طغرلبک کی حکومت کا سکہ دارالخلافت بغداد اور اسکے تمام متعلقہ ممالک میں چلنے لگا۔ کردوں کی حکومت سلطنت جاتی رہی جو چند کردی حکمران باقی رہ گئے وہ سلطان طغرلبک کے حاشیہ نشینوں میں داخل ہو گئے۔